بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

۲۸-۲۹-۳۰

مکتبہ اصحاب الحدیث

❀❀❀ توجہ فرمائیں ! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری
علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
اردو ترجمہ
فتح الباری
ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
شرح صحیح بخاری
تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب
تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد آبادی
بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر
مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com
فیض الباری
علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی
اردو ترجمہ
فتح الباری
ابن حجر العسقلانی
شرح صحیح بخاری
جلد ۲۸
تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب
تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی
بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد دہم
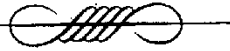
مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوھاب 0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

کتاب ہے بیچ بیان محاربین کے کافروں اور مرتدوں سے

فائدہ: اولیٰ یہ ہے کہ کتاب کے لفظ کو باب کے لفظ سے بدلا جائے اور یہ سب ابواب کتاب الحدود میں داخل ہوں گے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سزا ان لوگوں کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹا جائے جانب مخالف سے دائیاں ہاتھ اور بائیاں پاؤں یا دور کیے جائیں اس ملک سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ بخاری رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ آیت محاربے کی کافروں اور مرتدوں کے حق میں اُتری اور بیان کیا ہے باب میں عرینیوں کی حدیث کو اور اس میں اس کے ساتھ تصریح نہیں ہے لیکن روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے حدیث عرینیوں کی اور اس کے آخر میں ہے کہ یہ آیت انہی کے حق میں اتری اور یہی قول ہے حسن اور عطاء اور ضحاک اور زہری کا اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اُتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو خارج ہوا مسلمانوں سے زمین میں فساد اور رہزنی کرنے کو اور یہ قول مالک کا ہے اور یہی شافعی اور کوفیوں کا قول ہے لیکن یہ پہلے قول کو منافی نہیں اس واسطے کہ اگرچہ خاص وہ عرینیوں کے حق میں اتری لیکن اس کا لفظ عام ہے داخل ہے اس کے معنی میں ہر شخص جو ایسا کرے جیسا انہوں نے کیا محاربہ اور فساد سے میں کہتا ہوں بلکہ وہ دونوں مغایر ہیں اور مرجع اس کا اس طرف ہے کہ محاربہ سے کیا مراد ہے سو جس نے حمل کیا ہے اس کو کفر پر اس نے خاص کیا ہے آیت کو ساتھ کافروں کے اور جس نے حمل کیا ہے اس کو گناہ پر اس نے اس کو عام کیا ہے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا اور معتمد بات کہ اول اول یہ آیت عرینیوں کے حق میں اتری لیکن وہ شامل ہے اپنے عموم سے اس کو جو مسلمانوں میں سے محاربہ کرے ساتھ رہزنی کے لیکن سزا دونوں فریق کی مختلف ہے سو اگر کافر ہوں تو امام کو اختیار ہے جب کہ اُن پر فتح یاب ہو کر جو چاہے کرے اور اگر مسلمان ہوں

تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ قصور میں دیکھا جائے اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہو تو اس کو قتل کیا جائے اور جو مال لے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور جس نے نہ قتل کیا نہ مال لیا ہو اس کو وطن سے نکالا جائے اور ٹھہرایا انہوں نے أَوْ کو واسطے تنویع کے یہ قول شافعی اور کوفیوں کا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بلکہ أَوْ تخییر کے واسطے ہے سو امام کو اختیار ہے محارب مسلمان میں کہ تینوں امر سے جو چاہے اس کے ساتھ کرے اور ترجیح دی ہے طبری نے اول قول کو اور اختلاف ہے اس میں کہ آیت میں نفی سے کیا مراد ہے سو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس شہر میں اس نے قصور کیا ہو اس سے اور شہر کی طرف نکالا جائے اور اس میں قید کیا جائے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اسی شہر میں قید کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بدستور رہنا اس شہر میں اگرچہ قید کے ساتھ ہو اقامت ہے سو وہ ضد ہے نفی کی اس واسطے کہ حقیقت نفی کی نکال دینا ہے شہر سے اور حجت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ امن نہیں کہ دوسرے شہر میں بھی محاربہ کرے اور مالک نے کہا کہ دوسرے شہر میں قید کیا جائے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کفایت کرتا ہے اس کو جدا ہونا وطن سے اور اپنی برادری سے واسطے رسوائی اور ذلت کے۔ (فتح)

٦٣٠٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

٦٣٠٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ صدقے کے اونٹوں میں جا رہیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں سو انہوں نے کیا یعنی اونٹوں میں جا رہے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا سو اچھے ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور ان کے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور اونٹ ہانک لے چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے سو وہ پکڑے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور گرم سلائی ان کی آنکھوں میں ڈال کے اندھا کیا پھر ان کے زخموں کو آگ سے نہ داغا یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزری اور دستور ہے کہ جب کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹا جائے تو اس کو آگ سے داغتے ہیں تاکہ لہو بند ہو جائے اور کبھی گرم تیل میں تل دیتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخموں کو نہ داغا تاکہ خون بند نہ ہو جائے۔

بَابُ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاربین مرتدوں کے زخموں کو نہ داغا

الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتَّى هَلَكُوْا.

یہاں تک کہ ہلاک ہوئے۔

٦٣٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ يَعْلَى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

۶۳۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرینیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے زخموں کو نہ داغا یعنی پس لہو بند نہ ہوا یہاں تک کہ مر گئے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ داغا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مر جائیں اور بہر حال جس کا ہاتھ مثلاً چوری میں کاٹا جائے تو اس کو داغنا واجب ہے اس واسطے کہ اس میں غالبا ہلاک کا خوف ہوتا ہے ساتھ جاری رہنے لہو کے۔

بَابٌ لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا.

نہ پانی پلایا جائے مرتدوں، محاربوں کو یہاں تک کہ مر جائیں۔

٦٣٠٦ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِّنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْغِنَا رِسْلًا فَقَالَ ((مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِإِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى أُتِيَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ أُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتّٰى

۶۳۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل کے چند آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے صفے میں تھے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا ناموافق پڑی تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں جا کر ملو سو وہ اونٹوں میں گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا یہاں تک کہ تندرست اور موٹے ہوئے سو انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلانے والا آیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی فریاد آئی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب مگر کہ پکڑے آئے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلائیوں کے گرم کرنے کا سو گرم کی گئیں پھر ان کی آنکھوں میں پھیر کے ان کو اندھا کیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کے

مَاتُوا. قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

زخموں کو نہ داغا پھر پتھریلی زمین میں ڈالے گئے، آفتاب کی گرمی میں پانی مانگتے تھے سو پانی نہ پلائے گئے یہاں تک کہ مر گئے، کہا ابو قلابہ نے انہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ وہ اونٹ حضرت ﷺ کے تھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ حضرت ﷺ کے تھے اور کچھ صدقہ کے سو دلالت کی ہر قسم نے دوسری قسم پر۔

بَابُ سَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ.

حضرت ﷺ نے محاربوں کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی۔

۶۳۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ عُرَيْنَةَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَشَرِبُوْا حَتّٰى إِذَا بَرِؤُوْا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ إِثْرِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَأُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.

۶۳۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکل یا عرینہ کے چند آدمی اور میں نہیں جانتا مگر کہ کہا قوم عکل کے چند آدمی مدینے میں آئے سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے شیر دار اونٹنیوں کا حکم کیا اور ان کو حکم کیا کہ ان کی طرف نکلیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں سو انہوں نے پیا یہاں تک کہ جب اچھے ہوئے تو چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کو صبح کے وقت خبر پہنچی حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والوں کو بھیجا سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ لائے گئے سو حضرت ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا سو ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی ڈال کے اندھا کیا اور پتھریلی زمین میں ڈالے گئے پانی مانگتے تھے سو نہ پلائے جاتے تھے، کہا ابو قلابہ نے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چوری کی اور قتل کیا اور اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

فائدہ: محاربین کی آیت میں ہے کہ ان کے واسطے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے تو مخالف ہے اس کو حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ جس پر دنیا میں حد قائم کی جائے وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور

ظاہر آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے واسطے دونوں امر جمع ہوں گے اور جواب یہ ہے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ آیت میں ذکر شرک کا ہے باوجود اس چیز کے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے گناہوں سے اور جب حاصل ہوا اجماع اس پر کہ کافر اپنے شرک پر قتل کیا جائے اور شرک کی حالت میں مر جائے تو یہ قتل اس کے واسطے کفارہ نہیں ہوتا تو قائم ہوا اجماع اہل سنت کا اس پر کہ گنہگاروں میں سے جس پر حد قائم کی جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور اس کا ضابطہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ — جو بے حیائیوں کو چھوڑے اس کی فضیلت کا بیان

فائدہ: فاحشہ ہر سخت گناہ کو کہتے ہیں قول سے ہو یا فعل سے اور غالبًا زنا کو فاحشہ کہا جاتا ہے اور اغلام کو بھی فاحشہ کہا جاتا ہے اسی واسطے اکثر کے نزدیک زنا اور اغلام کی ایک حد ہے۔

۶۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ إِلٰى نَفْسِهَا قَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهٗ.

۶۳۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوائے کہیں سایہ نہ ہوگا یعنی قیامت میں، ایک تو منصف سردار، دوسرا وہ جوان جو اُمنگ جوانی سے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول ہوا، تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا خالی مکان میں سو اس کی دونوں آنکھوں سے پانی جاری ہوا، چوتھا وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے یعنی بار بار جماعت کے واسطے مسجد میں جاتا ہے، پانچویں وہ دو مرد جو اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں، چھٹا وہ مرد جس کو مال دار باعزت خوبصورت عورت نے بلایا اپنی جان کی طرف یعنی بدکاری کے واسطے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میں بدکام ہرگز نہیں کروں گا، ساتواں وہ مرد جس نے خیرات کی سو اس کو چھپایا یہاں تک کہ نہیں جانتا اس کا بائیاں ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اس کے دائیں ہاتھ نے یعنی نہایت چھپا کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوۃ میں گزری اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ایک وہ مرد ہے جس کو

مال دار باعزت خوبصورت عورت نے اپنی جان کی طرف بلایا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

٦٣٠٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِي مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ.

۶۳۰۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری خوشنودی کی خاطر ضامن ہوا اس کا جو اس کے دونوں پاؤں میں ہے یعنی حرام کاری نہ کرے اور جو ضامن ہوا اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہے یعنی زبان سے جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، حرام نہ کھائے تو میں اس کے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔

فائدہ: اصل توکل کے معنی ہیں اعتماد کرنا کسی چیز پر اور یقین کرنا ساتھ اس کے اور جو پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرم گاہ اور جو جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان یا بولنا۔

بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا يَزْنُونَ﴾ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيلًا﴾

زانیوں کے گناہ کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہیں حرام کاری کرتے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ نزدیک جاؤ حرام کاری کے اس واسطے کہ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے۔

فائدہ: پہلی آیت میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورۂ فرقان میں ہے اور مراد اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے پچھلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾ یعنی جو یہ کرے وہ گناہ کو ملے گا اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں ہے اور وہ بیچ اخیر طریق مسدد کے ہے یحییٰ قطان سے متصل ساتھ قول اس کے وحليلة جارك کہا سو یہ آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی معبود کو اس قول تک اور نہیں حرام کاری کرتے اور جو یہ کام کرے وہ گناہ کو ملے گا۔ (فتح)

٦٣١٠۔ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَخْبَرَنَا أَنَسٌ قَالَ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمُوهُ أَحَدٌ بَعْدِي سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ وَإِمَّا قَالَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

۶۳۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ البتہ میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ حدیث کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت اور یا یوں فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا اور جہالت ظاہر ہوگی اور شراب پی جائے گی اور حرام کاری ظاہر ہوگی یعنی پھیل جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ

وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَآءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلْخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

پچاس عورتوں کا ایک خبر لینے والا رہ جائے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزری اور غرض اس سے یہ ہے کہ حرام کاری ظاہر ہو گی یعنی پھیل جائے گی اور مشہور ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کو چھپایا نہ جائے گا زانیوں کی کثرت ہونے سے۔ (فتح)

٦٣١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْإِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ.

۶۳۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام کاری کرتا ہے بندہ حالانکہ وہ ایماندار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں قتل کرتا کسی کو اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے، عکرمہ کہتا ہے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس سے ایمان کس طرح کھینچا جاتا ہے کہا اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا پھر ان کو ایک دوسرے سے نکالا پھر اگر اس نے توبہ کی تو اس کی طرف پھر آتا ہے اس طرح اور اپنی انگلیوں کو قینچی کیا۔

٦٣١٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ.

۶۳۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا جب کہ زنا کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں چوری کرتا چوری کرنے والا جب کہ چوری کرتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور نہیں شراب پیتا جب کہ شراب پیتا ہے اور حالانکہ وہ ایمان دار ہے اور توبہ پیش کی گئی ہے اس کے بعد۔

فائدہ: کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے کافر کہا ہو زنا اور چوری کرنے اور شراب پینے سے یعنی اُن لوگوں میں سے جن کے خلاف کا اعتبار ہے اور امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ نکلا ایمان سے اسلام کی طرف یعنی اس نے ایمان کو اسلام سے خاص ترٹھہرایا ہے سو جب ایمان سے خارج ہوا تو اسلام میں باقی رہا اور یہ موافق ہے جمہور کے قول کو کہ مراد ساتھ ایمان کے اس جگہ کمال ایمان کا ہے نہ اصل ایمان یعنی

کامل مؤمن نہیں رہتا نہ یہ کہ بالکل مومن نہیں رہتا۔ (فتح)

٦٣١٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ. قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهُ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ.

٦٣١٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ اپنی اولاد کو قتل کرے اس سبب سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا: پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔ کہا یحییٰ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنی ثوری نے یہ حدیث تین آدمیوں سے بیان کی تو ان تینوں نے اس کو ابووائل سے روایت کیا ہے سو اعمش اور منصور نے تو ابووائل اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان ابومیسرہ کا واسطہ داخل کیا ہے اور واصل نے اس کو حذف کیا ہے اور ضبط کیا ہے اس کو یحییٰ نے سفیان سے اسی طرح مفصل اور بہرحال عبدالرحمٰن سو حدیث بیان کی اس نے پہلے بغیر تفصیل کے سو حمل کیا اس نے واصل کی روایت کو اوپر روایت منصور اور اعمش کے پس جمع کیا تینوں کو اور داخل کیا ابومیسرہ کو سند میں پھر جب عمرو نے ذکر کیا کہ یحییٰ نے اس کو مفصل بیان کیا ہے تو اس نے اس میں تردد کیا اور صرف سفیان سے روایت کیا منصور اور اعمش کے طریق سے فقط اور واصل کا طریق چھوڑ دیا اور یہی ہیں معنی اس کے اس قول کے دعہ یعنی چھوڑ دے اس سند کو جس میں ابومیسرہ کا ذکر نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے جائز ہے کہ بعض گناہ بڑے ہوں بعض ان دونوں گناہوں سے جو مذکور ہیں اس حدیث میں شرک کے بعد اس واسطے کہ نہیں اختلاف ہے درمیان امت کے کہ اغلام کرنے والے کا گناہ زنا کرنے والے کے گناہ سے بڑا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس میں کسی امام سے صریح نقل نہیں پائی گئی بلکہ منقول جماعت سے عکس اس کا ہے اس واسطے کہ حد اس کی نزدیک جمہور کے اور راجح اقوال سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوئی ہے ساتھ

قیاس کرنے کے زنا پر اور مقیس علیہ اعظم ہے مقیس سے یا مساوی ہے اس کے واسطے اور یہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ قتل کرو فاعل اور مفعول کو تو یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز اس میں کوئی مفسدہ نہیں مگر کہ ویسا زنا میں بھی موجود ہے بلکہ اشد اس سے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ باترتیب ہیں بڑے ہونے میں سب سے بڑا شرک ہے اس کے بعد قتل کرنا اولاد کا اس کے بعد زنا کرنا اور اگر کوئی اور گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان سے بڑا ہوتا تو جواب سوال کے مطابق نہ ہوتا ہاں یہ جائز ہے کہ کوئی گناہ جو اس حدیث میں مذکور نہیں ان کے مساوی ہو موجود گی تقدیر مرتبے ثانی میں مثلا بعد قتل موصوف کے اور جو فحش میں اس کی مثل ہو لیکن یہ مستلزم ہے یہ کہ ہو اس چیز میں کہ نہیں مذکور ہے دوسرے مرتبے میں کوئی گناہ جو اعظم ہو اس سے جو تیسرے مرتبے میں ہے اور نہیں ہے کوئی ڈر بیچ اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا سو جائز ہے کہ یہ چوتھے مرتبے میں ہو اور یہ اکبر ہے ان گناہوں سے جو اس سے کم ہیں۔ (فتح)

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ باب ہے بیچ بیان سنگسار کرنے محصن کے

فائدہ: محصن احصان سے ہے اور آتا ہے ساتھ معنی عفت کے اور تزویج کے اور اسلام کے اور حریت کے اس واسطے کہ ہر ایک ان چیزوں میں سے منع کرتی ہے مکلّف کو بے حیائی سے اور محصن ساتھ صیغہ اسم فاعل کے ہے اور لفظ اسم مفعول کے ہے اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ ہے جس کے واسطے بیوی ہو اس سے عقد کیا ہو اور اس سے صحبت کی ہو سو گویا کہ جس نے اس کو نکاح کر دیا ہے یا نکاح کرنے کا باعث ہوا ہے اگرچہ اس کا نفس ہو اس نے اس کو محصن کیا ہے یعنی کیا ہے اس کو عفت کے قلعے میں اور منع کیا ہے اس کو بے حیائی کے عمل سے اور جس عورت نے نکاح کیا ہو اس کو بھی محصنہ کہتے ہیں کہ اس کے خاوند نے اس کو بچایا ہے اور کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مرد محصن نکاح فاسد سے اور نہ شبہ سے اور مخالفت کی ہے ان کی ابوثور نے سو اس نے کہا کہ محصن ہو جاتا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں ہوتا ہے مجرد نکاح سے محصن اور اختلاف ہے اس میں جب کہ خلوت کرے ساتھ اس کے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس سے صحبت نہیں کی کہا یہاں تک کہ قائم ہوں گواہ یا پایا جائے اس سے اقرار یا معلوم ہو اس کے واسطے بیٹا اس عورت سے اور مالکیہ سے ہے کہ جب میاں بیوی سے ایک زنا کرے اور اختلاف کریں وطی میں تو نہ تصدیق کی جائے زانی کی اگرچہ نہ گزری ہو دونوں کے واسطے مگر ایک رات اور زنا سے پہلے محصن نہیں ہوتا اگرچہ رہا اس کے ساتھ جو رہا اور اگر آزاد مرد لونڈی سے نکاح کرے تو کیا وہ اس سے محصن ہوتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ محصن ہو جاتا ہے اور عطاء اور حسن اور قتادہ اور ثوری اور کوفیوں اور احمد اور اسحاق سے ہے کہ نہیں ہوتا اور اگر کتابی عورت سے نکاح کرے تو کہا ابراہیم اور طاؤس اور شعبی نے کہ وہ اس کو محصن نہیں کرتی اور حسن سے ہے کہ نہیں محصن کرتی ہے یہاں تک کہ صحبت کرے اس سے اسلام میں اور جابر بن

زید اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ وہ اس کو محصن کرتی ہے اور یہی قول ہے عطاء اور سعید بن جبیر کا اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اصحاب کا اور شہروں کے اماموں کا اس پر کہ محصن یعنی شادی شدہ جب زنا کرے جان بوجھ کر جانتا ہو تو واجب ہے اس پر رجم اور دفع کیا ہے اس کو بعض خارجیوں اور معتزلہ نے اور انہوں نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ سنگسار کرنا قرآن میں مذکور نہیں اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے سنگسار کیا اور اسی طرح حضرت ﷺ کے بعد اماموں نے بھی اور اسی واسطے اشارہ کیا علماء نے ساتھ قول اپنے کے باب کی اول حدیث میں اور میں نے اس کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیکھو مجھ سے، سیکھو مجھ سے بے شک اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی راہ کر دی کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور برس بھر شہر بدر کرنا اور نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول رجم کی آیت قرآن میں تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی رہا، وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰى بِأُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِيْ

اور کہا حسن نے کہ جو اپنی بہن سے زنا کرے اس کی حد زانی کی حد ہے۔

فائدہ: اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو جان بوجھ کر محرم عورت سے نکاح کرے اس پر حد ہے اور وجہ دلالت کی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو سنگسار کیا حضرت ﷺ کی سنت سے اور نہیں فرق کیا اس میں کہ زنا محرم سے کیا ہو یا غیر محرم سے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس طرف کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے اس میں کہ جو محرم عورت سے زنا کرے اس کو قتل کیا جائے تو یہ حدیث ضعیف ہے اور مشہور تر حدیث اس باب میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی ہے کہ میں اپنے ماموں سے ملا اور اس کے ساتھ علم تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو بھیجا ایک مرد کی طرف جس نے اپنے باپ کی عورت سے نکاح کیا ہے کہ اس کی گردن ماروں اور اس کی سند میں بڑا اختلاف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور ساتھ ظاہر اس حدیث کے قائل ہے امام احمد اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ جو اس کو حلال جانے اس کے بعد کہ اس کو اس کا حرام ہونا معلوم ہو ساتھ قرینے امر کے ساتھ لینے مال اس کے کے اور تقسیم کرنے اس کے کے۔ (فتح)

٦٣١٤ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْاَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ

۶۳۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب کہ انہوں نے رجم کیا ایک عورت کو جمعہ کے دن کہا کہ میں نے اس کو سنگسار کیا ہے حضرت ﷺ کی سنت سے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی تو علماء نے اس سے کہا کہ شاید کسی مرد نے تجھ سے زبردستی کی اس نے کہا نہیں کہا شاید تو سوتی ہوگی اس نے کہا کہ نہیں کہا تیرا خاوند شاید ہمارا دشمن ہے اس نے کہا نہیں سو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے قید کرنے کا سو وہ قید کی گئی پھر جب اس نے بچہ جنا تو جمعرات کے دن اس کو سو کوڑے مارے پھر اس کو قید میں رکھا پھر جمعہ کے دن اس کے واسطے گڑھا کھودا اور اس کو سنگسار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے دو حدوں کو جمع کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے سو کوڑے مارے اور سنت سے سنگسار کیا اور کہا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مثل اس کی اور مذہب احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر کا یہ ہے کہ زانی محصن کو کوڑے مارے جائیں سنگسار کیا جائے اور کہا جمہور نے کہ دونوں حدوں کو جمع نہ کیا جائے اور ذکر کیا ہے انہوں نے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے یعنی جو مسلم نے روایت کی ہے کہ نکاح والے کو نکاح والے کے ساتھ سو کوڑے اور سنگساری الخ، اور ناسخ اس کے واسطے وہ ہے جو ثابت ہو چکا ہے ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں مذکور ہے سنگسار کرنا اور اس کے نہ ذکر کرنے نے دلالت کی اس پر کہ جلد یعنی کوڑوں کا مارنا واقع نہیں ہوا اور ان کے نہ واقع ہونے نے دلالت کی اس پر کہ جلد واجب نہیں کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دلالت کی سنت نے اس پر کہ کوڑے مارنا ثابت ہے کنوارے پر اور ساقط ہے نکاح والے سے اور قصہ ماعز رضی اللہ عنہ کا متراخی ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور بعض نے کہا کہ جلد اور رجم کا جمع کرنا خاص ہے ساتھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے سوائے جوان کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مذہب باطل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز نسخ تلاوت کے سوائے حکم کے اور خلاف کیا ہے اس میں بعض معتزلہ نے اور علت بیان کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت ساتھ حکم اپنے کے مثل عالم کے ہے ساتھ علمیت کے پس جدا جدا نہ ہوں گے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ علمیت نہیں منافی ہے قیام علم کو ساتھ ذات کے ہم نے مانا لیکن تلاوت نشانی ہے حکم کی سو دلالت کرتا ہے وجود اس کا اس کے ثبوت پر اور نہیں دلالت ہے مجرد اس کے سے اوپر وجوب دوام کے پس نہیں لازم آتا ہے نہ ہونے نشانی کے سے بیچ طرف دوام کے نہ ہونا اس چیز کا جس پر تلاوت دلالت کرتی ہے سو جب تلاوت منسوخ ہوئی تو نہ نفی ہوگی مدلول کی اور اسی طرح بالعکس ہے۔ (فتح)

۶۳۱۵۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَمْ

۶۳۱۵۔ حضرت شیبانی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ سورۂ نور کے اترنے سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔

بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِیْ.

فائدہ: اور فائدہ سوال کا یہ ہے کہ سنگسار کرنا اگر اس سے پہلے واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے منسوخ ہونے اس کے کا ساتھ نص کرنے کے بیچ اس کے اس پر کہ حد زانی کی کوڑے مارنا ہے اور اگر اس سے بعد واقع ہوا ہے تو ممکن ہے کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اوپر منسوخ ہونے جلد کے محصن کے حق میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر کہ وہ منسوخ کرنا کتاب کا ہے ساتھ سنت کے اور اس میں اختلاف ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منع نسخ کتاب کا سنت سے اس وقت ہے جب کہ خبر واحد سے ہو اور اگر حدیث مشہور سے تو منع نہیں اور نیز نہیں ہے یہ نسخ اور وہ تو صرف مخصص ہے ساتھ غیر محصن کے اور قائم ہوئی ہے دلیل اس پر کہ واقع ہوا ہے سنگسار کرنا بعد سورۂ نور کے اس واسطے کہ سورۂ نور افک کے قصے میں اُتری تھی اور رجم اس کے بعد واقع ہوا ہے۔ (فتح)

۶۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِیِّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَتٰی رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهٗ أَنَّهٗ قَدْ زَنٰی فَشَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ.

۶۳۱۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اس نے زنا کیا سو اس نے اپنے نفس پر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو وہ سنگسار کیا گیا اور البتہ وہ شادی شدہ تھا۔

بَابُ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ

نہ سنگسار کیا جائے مجنون مرد اور مجنون عورت کو

فائدہ: یعنی جب کہ واقع ہو بیچ زنا کے جنون کی حالت میں اور بہر حال اجماع ہے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ واقع ہو بیچ حالت صحت کے پھر دیوانہ ہو جائے تو کیا دیر کی جائے ہوش میں آنے تک کہا جمہور نے کہ نہ تاخیر کی جائے اس واسطے کہ مراد ہلاک کرنا ہے پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے تاخیر کے برخلاف اس شخص کے جو کوڑے مارا جائے اس واسطے کہ مقصود ساتھ اس کے درد دینا ہے سو اس میں دیر کی جائے یہاں تک کہ ہوش میں آئے۔

وَقَالَ عَلِیٌّ لِعُمَرَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰی يَسْتَيْقِظَ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ قلم اٹھایا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس اثر کو ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے اور ترجیح دی ہے نسائی نے اس کے موقوف ہونے کو لیکن وہ حکما مرفوع ہے اور اس اثر کے اول میں قصہ ہے جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھایا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تو سچا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے جس کی عقل مغلوب ہو دوسرا لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، تیسرا سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے پس یہ حدیث مرفوع ہے اور نسائی نے اس حدیث کو بہت طریقوں سے روایت کیا ہے اور کہا کہ نہیں صحیح ہے کوئی چیز اس سے اور مرفوع اولیٰ ہے ساتھ صواب کے، میں کہتا ہوں اور مرفوع کے واسطے شاہد ہے ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مجھ کو کئی اصحاب نے خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھایا گیا ہے قلم حد میں چھوٹے سے یہاں تک کہ بڑا ہو اور سوتے سے یہاں تک کہ جاگے اور دیوانے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور مغلوب العقل سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور البتہ لیا ہے فقہاء نے اس حدیث کو لیکن ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہ مراد ساتھ اٹھنے قلم کے یہ ہے کہ ان کی بدی نہیں لکھی جاتی ہے سوائے نیکی کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ یہ حدیث ظاہر ہے لڑکے میں سوائے مجنون اور سونے والے کے اس واسطے کہ وہ دونوں صحت عبادت کے قابل نہیں واسطے زائل ہونے شعور اور عقل کے اور حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ بعض فقہاء پوچھے گئے لڑکے کے اسلام سے تو اس نے کہا کہ لڑکے کا اسلام صحیح نہیں اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس حدیث کے اور معارضہ کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اس سے تو صرف مؤاخذہ کا قلم اٹھایا گیا ہے اور بہرحال قلم ثواب کا سو وہ نہیں اٹھایا گیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ کیا اس لڑکے کے واسطے حج ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکم کرو ان کو نماز کا اور جب اس کے واسطے ثواب کا قلم جاری ہے تو پھر کلمہ اسلام کا اجل انواع ثواب کا ہے تو کس طرح کہا جائے گا کہ وہ واقع ہوتا ہے لغو اور معتبر ہے اس کا حج اور اس کی نماز اور یہ جو کہا یہاں تک کہ محتلم یعنی بالغ ہو تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ بالغ ہونے سے پہلے اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ (فتح)

٦٣١٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ

٦٣١٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

حضرت ﷺ پر چار بار مکرر کہا سو جب اس نے اپنی جان پر گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور اس کو سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے سو خبر دی مجھ کو جس نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا اس نے کہا کہ میں بھی سنگسار کرنے والوں میں تھا سو ہم نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا تو ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو ایک روایت میں ہے کہ الگ ہوا حضرت ﷺ کے منہ کی طرف جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا تھا یعنی منتقل ہوا اس طرف سے جس میں تھا اس طرف جس طرف حضرت ﷺ کا منہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ماعز تھا اور یہ جو کہا کہ اس نے چار بار مکرر کہا یعنی چار بار اقرار کیا تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی پھر اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگ اور اس کی طرف توبہ کر تو وہ تھوڑی دور پھرا پھر آیا اور کہا حضرت ﷺ مجھ کو گناہ سے پاک کیجیے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا: کہ میں نے زنا کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کر اور عیب کو چھپا اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے تین بار منہ پھیرا اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے تو فائدہ سوال کا یہ ہے کہ اگر وہ دعویٰ کرتا کہ وہ دیوانہ ہے تو البتہ اس پر سے حد دور ہو جاتی یہاں تک کہ اس کے دعویٰ کا خلاف ظاہر ہوتا سو جب اس نے جواب دیا کہ وہ دیوانہ نہیں تو اس سے سوال کیا واسطے اس احتمال کے کہ اسی طرح ہو اور اس کے قول کا اعتبار نہ ہو اور کہا عیاض نے کہ فائدہ سوال کا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ ستر حالت کا ہے اور بعید جاننا اس بات کو کہ اصرار کرے عاقل ساتھ اعتراف اس چیز کے کہ اس کے ہلاک کو چاہے اور شاید کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرے یا اس واسطے کہ اس سے تنہا سنا یا اس واسطے کہ پورا ہو اقرار اس کا چار بار جس کے نزدیک وہ شرط ہے اور تعقب کیا ہے بعض شارحین نے اس کے اس قول کو یا حضرت ﷺ نے اس کو اس سے تنہا سنا ساتھ اس کے کہ

یہ کلام ساقط ہے اس واسطے کہ نفس حدیث میں واقع ہوا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب کی موجودگی میں تھا مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے شراب پی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، سو ایک مرد اس کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے اس کو سونگھا تو اس سے شراب کی بو نہ پائی اور ایک روایت میں ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا غمز کیا ہوگا یا نظر کی ہوگی یعنی ان سب پر زنا بولا گیا لیکن اس میں حد نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا یہاں تک کہ داخل ہوا یہ ذکر تیرا اس کی شرم گاہ میں اس نے کہا ہاں فرمایا جیسے غائب ہوتی ہے سلائی سرمہ دانی میں اس نے کہا ہاں فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کیا ہے زنا؟ اس نے کہا ہاں اس نے کہا: میں نے اس عورت سے حرام کاری کی جو مرد اپنی عورت سے حلال کرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا اس قول سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے سو اس کو سنگسار کیا گیا اور اس حدیث میں فوائد ہیں بڑی فضیلت ہے ماعز رضی اللہ عنہ کی واسطے اس لیے کہ وہ بدستور رہا اوپر طلب قائم کرنے حد کے اوپر اس کے باوجود توبہ اس کی کے تا کہ تمام ہو پاک ہونا اس کا اور نہ رجوع کیا اس نے اپنے اقرار سے باوجود اس کے کہ طبع انسان کی تقاضا کرتی ہے اس کو کہ نہ بدستور رہے اس اقرار پر جو تقاضا کرے اس کی جان کے ہلاک کرنے کو سو جہاد کیا اس نے اپنے نفس سے اس پر اور قوی ہوا اوپر نفس کے اور اقرار کیا بغیر اضطرار کے طرف اقامت اس کی کے اوپر اس کے ساتھ شہادت کے باوجود واضح ہونے طریق کے طرف سلامت رہنے اس کی کے قتل سے ساتھ توبہ کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے اس کے واسطے جس کے ساتھ ایسا حال واقع ہو کہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اپنی جان سے پردہ پوشی کرے اور اس کو کسی کے آگے ذکر کرے کہ میں نے حرام کاری کی جیسا کہ اشارہ کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف اور یہ کہ جو اس پر مطلع ہو اس کا عیب چھپائے اور اس کو لوگوں میں رسوا نہ کرے اور نہ حاکم کی طرف اس کا مقدمہ اٹھا لے جائے جیسا کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں فرمایا کہ اگر تو اس کو اپنے کپڑے سے چھپاتا تو البتہ بہتر ہوتا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ جو کسی گناہ کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ اس کا عیب چھپائے تو وہ اپنے عیب کو چھپائے اور توبہ کرے اور کہا ابن عربی نے کہ یہ حکم سب غیر مجاہر کے حق میں ہے اور جب کھلم کھلا بے حیائی کو کرنے والا ہو مجاہر ہوا تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا عیب ظاہر کیا جائے تا کہ اس کو اور اس کے غیر کو اس سے تنبیہ ہو اور مشکل ہے مستحب ہونا ستر کا باوجود اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے تعریف سے ماعز رضی اللہ عنہ اور غامدیہ عورت کے حق میں اور جواب دیا ہے ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ غامدیہ کا حمل ظاہر ہو چکا تھا باوجود اس کے کہ اس کا کوئی خاوند نہ تھا پس دشوار رہا استتار واسطے اطلاع کے اس چیز پر کہ مشعر ہے ساتھ فاحشہ کے اور اسی واسطے ترجیح دی بعض نے استتار کو جس جگہ کہ نہ ہو وہ چیز کہ مشعر ہو ساتھ ضد اس کی کے اور اگر ایسی چیز پائی جائے اُٹھانا مقدمہ کا طرف امام کی تا کہ قائم کرے اس پر حد کو افضل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ چھپانا عیب کا مستحب ہے اور اُٹھانا طرف امام کی واسطے

قصد مبالغہ کے تطہیر میں محبوب تر ہے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں ثبوت لینا ہے بیچ ہلاک کرنے جان مسلمان کے اور مبالغہ کرنا اس کے نگاہ رکھنے میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں تردید اس کی سے اور اشارہ کرنے حضرت ﷺ کے سے طرف اس کی ساتھ رجوع کے اور اشارہ کرنے سے طرف قبول ہونے اس کے دعویٰ کے اگر دعویٰ کرے زبردستی کا یا چوکنے کا زنا کے معنی میں یا مباشرت کا سوائے فرج کے مثلا اور اس میں مشروع ہونا اقرار کا ہے ساتھ فعل فاحشہ کے نزدیک امام کے اور مسجد میں اور تصریح کرنا اس میں ساتھ اس چیز کے کہ شرم کی جاتی ہے بولنے سے ساتھ اس کے انواع گناہ سے قول میں بسبب حاجت کے جو اس کی بے قرار کرنے والی ہے اور اس میں پکارنا ہے بڑے کو بلند آواز سے اور اعراض کرنا امام کا اس شخص سے جو اقرار کرے ساتھ امر کے جو محتمل ہے اقامت حد کو واسطے اس احتمال کے کہ تفسیر کرے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واجب کرتی ہے حد کو یا رجوع کرے اور استفسار کرنا اس سے اس کی شرطوں کا تا کہ مرتب ہو اس پر مقتضا اس کا اور یہ کہ اقرار مجنون کا لغو ہے اور تعریض کرنا اقرار کرنے والے کو ساتھ اس کے کہ پھر جائے اور یہ کہ جب وہ رجوع کرے تو اس کا رجوع قبول کیا جائے اور یہ کہ مستحب ہے اس کے واسطے جو گناہ میں واقع ہو اور پچھتائے یہ کہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور کسی کو اس کی خبر نہ دے اور اپنا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے اور اگر اتفاقا کسی کو خبر دے دے تو مستحب ہے کہ حکم کرے اس کو ساتھ توبہ کے اور چھپانے اس کے لوگوں سے جیسا کہ جاری ہوا ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس قصے میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اس کا عیب چھپاتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا یعنی اس سے کہ تو نے اس کو حکم کیا ساتھ ظاہر کرنے اس کے اور اس کا عیب چھپانا یہ تھا کہ اس کو حکم کرتا ساتھ توبہ کرنے اور عیب چھپانے کے جیسا کہ حکم کیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یعنی یہ افضل تھا اس کے ظاہر کرنے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شرط ہے مکرر کرنا اقرار کا ساتھ حرام کاری کے چار بار اس سے کم کے ساتھ حد واجب نہیں ہوتی بدلیل ظاہر قول اس کے کہ جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس واسطے کہ اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عدد ہی ہے علت بیچ تاخیر کرنے اقامت حد کے اوپر اس کے ورنہ پہلی بار ہی اس کو سنگسار کرنے کا حکم فرماتے اور اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ فرمایا کہ تو نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ زنا میں چار گواہوں کا ہونا شرط ہے سوائے اور حدود کے یعنی تو بنا بر اس کے قیاس چاہتا ہے کہ اقرار بھی چار بار ہو اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور راجح نزدیک حنابلہ کے اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے یہ کہ شرط ہے کہ اقرار کی مجلس بھی متعدد ہو اور یہ ایک روایت ہے حنفیہ سے اور ظاہر یہ ہے کہ مجلس متعدد ہوئی لیکن نہ بقدر تعداد اقرار کے اور تاویل کی ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ یہ فقط ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں واقع ہوا ہے اور وہ واقعہ ہے ایک حال کا پس جائز ہے کہ ہو زیادتی واسطے

زیادہ ثبوت طلب کرنے کے اور تائید کرتا ہے اس جواب کی یہ کہ حضرت ﷺ نے غامدیہ سے فرمایا جب کہ اس نے آ کر حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو پاک کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور استغفار کر اس عورت نے کہا میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے ہیں جیسا آپ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے تکرار کیا بے شک میں تو زنا سے حاملہ ہوں سو حضرت ﷺ نے اس پر حد قائم کرنے میں تاخیر نہ کی مگر اس واسطے کہ وہ حاملہ تھی سو جب اس نے بچہ جنا تو اس کو سنگسار کروایا اور دوسری بار اس سے استفسار نہ کیا اور نہ اس کے اقرار کے مکرر کرنے کو معتبر جانا اور نہ تعدد مجلس کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے عسیف کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو اُنیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس گیا اور اس نے اقرار کیا سو اس نے اس کو سنگسار کیا اور نہیں ذکر کیا تعدد اقرار کا اور نہ تعدد مجلس کا اور جواب دیا ہے جمہور نے قیاس مذکور سے ساتھ اس کے کہ نہیں قبول ہیں قتل میں مگر دو گواہ برخلاف باقی اموال کے سو قبول کیا جاتا ہے اس میں ایک مرد اور دو عورتیں سو قیاس چاہتا تھا کہ قتل میں بھی اقرار دو بار شرط ہوتا اور حالانکہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اس میں صرف ایک بار اقرار کافی ہے اور اگر تو کہے کہ استدلال کرنا عدم ذکر تعدد اقرار سے عسیف وغیرہ کے قصے میں ٹھیک نہیں اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اوپر عدم وقوع کے پس جب ثابت ہوا ہونا عدد کا شرط تو سکوت کرنا اس کے ذکر سے احتمال ہے کہ ہوا واسطے علم کے ساتھ مامور بہ کے لیکن ممکن ہے تمسک کرنا غامدیہ کے قول سے کہ آپ مجھ سے اقرار کا تکرار چاہتے جیسا ماعز رضی اللہ عنہ سے تکرار کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ پہلے امام سنگسار کرنا شروع کرے اس کو جو زنا کا اقرار کرے اگرچہ مستحب ہے بلکہ جب گواہوں سے رجم ثابت ہو تو پہلے گواہ سنگسار کرنا شروع کریں اور اس میں سپرد کرنا امام کا ہے حد کو اپنے غیر کے واسطے اور جس کو سنگسار کرنا ہو اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور اگر عورت کا زنا گواہوں سے ثابت ہو تو مستحب ہے اس کے واسطے گڑھا کھودنا نہ ساتھ اقرار کے اور تینوں اماموں کا مشہور قول یہ ہے کہ اس کے واسطے گڑھا نہ کھودا جائے اور کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مرد اور عورت دونوں کے واسطے گڑھا کھودا جائے اور یہ کہ جائز ہے کرنا تلقین کا اس کے واسطے جو اقرار کرے ساتھ اس چیز کے جو واجب کرے حد کو یعنی اس کو وہ چیز تلقین کرنا جو اس سے حد کو دور کرے اور یہ کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مگر صریح اقرار سے اسی واسطے شرط ہے اس شخص پر جو زنا کی گواہی دے یہ کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنا ذکر عورت کی شرم گاہ میں داخل کیا تھا یا جو اس کے مشابہ ہو اور یہ کافی نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا اور ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے تلقین کرنا اس شخص کو جو حد کا اقرار کرے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے خاص کیا ہے تلقین کو ساتھ اس کے جس پر گمان ہو کہ وہ زنا کے حکم سے جاہل ہے اور یہ قول ابو ثور کا ہے اور مستثنیٰ ہے تلقین سے نزدیک مالکیہ کے وہ شخص جو کھلم کھلا زنا کرتا ہو اور مشہور ہو

ساتھ پھاڑنے حرام چیزوں کے اور جائز ہے تلقین کرنا اس کا جو اس کے سوائے ہو اور نہیں ہے شرط اور اس میں ہے کہ نہ قید کیا جائے اس کو جو زنا کا اقرار کرے بیچ مدت استثبات کے اور حامل میں یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ نے نہ اس کو قید کیا اور نہ اس سے ضامن لیا اس واسطے کہ اس کا رجوع کرنا مقبول ہے سو اس میں کوئی فائدہ نہیں باوجود جواز اعراض کے اس سے جب کہ رجوع کرے اور یہ جو فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ واجب ہے استفسار کرنا اس حال سے جس سے اختلاف ہو اور یہ کہ نشے والے کے اقرار کا کوئی اثر نہیں، لیا جاتا ہے یہ اس کے اس قول سے کہ لوگوں نے اس کو سونگھا اور جن لوگوں نے اس کا اعتبار کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس کی عقل گناہ سے دور ہوگئی تھی اور نہیں ہے دلالت ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ہو یا اس کا نشہ بغیر گناہ کے واقع ہوا ہو اور یہ کہ جب کوئی زنا کا اقرار کرے تو اس کو چھوڑا جائے پھر اگر تصریح کرے ساتھ رجوع کے تو فبہا ورنہ سنگسار کیا جائے اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا ہے اور دلالت اس کی ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے اور یہ کہ عید گاہ جب وقف نہ ہو تو نہیں ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے حکم مسجد کا اور یہ کہ جو سنگسار کیا جائے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور یہ کہ جس سے شراب کی بو پائی جائے اس پر حد واجب ہے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح ہمارے نزدیک صحیح ہونا اقرار نشے والے کا ہے اور جاری ہونا اس کے اقوال کا اس چیز میں کہ اس کے واسطے ہے اور اس پر ہے اور سوال شراب پینے سے محمول ہے ہمارے نزدیک اس پر کہ اگر وہ نشے میں ہوتا تو اس پر حد قائم نہ ہوتی۔ (فتح)

بَابٌ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

زانی کے واسطے پتھر ہے

٦٣١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ. زَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

۶۳۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا سعد رضی اللہ عنہ اور ابن زمعہ نے یعنی زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر، یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملکیت سے اور اگر حرام کا دعویٰ کرے کہ لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کی قسمت میں پتھر ہے یعنی وہ مالک نہیں ہو سکتا اور اگر حرام کار شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کرنا چاہیے اور پردہ کر اس سے اے سودہ!۔

٦٣١٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا

۶۳۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

نے فرمایا: کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر۔

فائدہ: اور اس کے ترجمہ میں اشارہ ہے اس طرف کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس شخص کے قول کو جس نے تاویل کی ہے حجر کی ساتھ ان پتھروں کے جن سے زانی کو سنگسار کیا جائے یعنی مراد حجر سے وہ پتھر ہیں جن کے ساتھ زانی کو سنگسار کیا جائے وقد تقدم ما فیہ اور مراد اس سے یہ ہے کہ سنگسار کرنا مشروع ہے زانی کے واسطے اس کی شرط سے نہ یہ کہ ہر زانی پر سنگساری ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجْمِ فِي الْبَلَاطِ

بلاط میں سنگسار کرنا

فائدہ: بلاط ایک جگہ کا نام ہے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس کہ اس کا فرش پتھروں وغیرہ سے تھا اور کہا ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ مشکل ہے اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنے میں بلاط اور اس کا غیر برابر ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے کہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ تنبیہ کرے اس پر کہ سنگسار کرنا نہیں خاص ہے ساتھ مکان معین کے اس واسطے کہ کبھی عید گاہ میں سنگسار کرنے کا حکم کیا اور کبھی بلاط میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ سنگسار کرنے کے واسطے گڑھا کھودنا شرط نہیں اس واسطے کہ بلاط میں گڑھا نہیں کھد سکتا میں نے کہا احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو مکان کہ مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہو اس کو مسجد کا حکم نہیں ادب کرنے میں اس واسطے کہ بلاط مذکور ایک جگہ ہے مسجد نبوی سے لگی ہوئی تھی اور باوجود اس کے حضرت ﷺ نے اس کے پاس سنگسار کرنے کا حکم کیا۔ (فتح)

٦٣٢٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ وَيَهُودِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ قَالُوا إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوا تَحْمِيمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ادْعُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ

٦٣٢٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت ﷺ کے پاس لائے گئے کہ دونوں نے بے حیائی کا کام کیا تھا تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم اپنی کتاب میں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء نے نکالا ہے منہ کالا کرنا اور جھکا کر کھڑا کرنا مانند رکوع کرنے والے کی، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! ان کو حکم کیجیے تورات لائیں سو تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا تو ابن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا سو اچانک سنگسار کرنے کی آیت اس کے ہاتھ کے نیچے تھی اور حضرت ﷺ

وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَأَيْتُ الْيَهُوْدِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا.

نے ان کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں کو سنگسار کیا گیا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو دونوں کو بلاط کے پاس سنگسار کیا گیا سو میں نے یہودی کو دیکھا کہ اس عورت پر اوندھا جھکا یعنی تا کہ عورت کو پتھر نہ لگے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰى

عیدگاہ میں سنگسار کرنے کا بیان

فائدہ: اور مراد وہ مکان ہے جس کے نزدیک عید اور جنازے پڑھے جاتے تھے اور وہ بقیع الغرقد کی طرف ہے اور مراد یہ ہے کہ سنگسار کرنا عیدگاہ کے پاس واقع ہوا نہ اس کے اندر اور عیاض نے سمجھا کہ سنگسار کرنا عیدگاہ کے اندر واقع ہوا سو کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عیدگاہ کو مسجد کا حکم نہیں اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو حکم کیا کہ عیدگاہ میں حاضر ہوں یہاں تک کہ حیض والیوں کو بھی اور یہ ظاہر ہے مراد میں۔ (فتح)

٦٣٢١۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَآءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ آحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ. لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ سُئِلَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ قِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.

٦٣٢١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قوم اسلم سے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اپنے نفس پر گواہی دی حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا سو سنگسار کیا گیا عیدگاہ میں سو جب پتھروں نے اس کو بے قرار کیا تو بھاگا پھر پایا گیا اور سنگسار کیا گیا سو حضرت ﷺ نے اس کو نیک کہا یعنی اس کو بھلائی سے یاد کیا اور اس کا جنازہ پڑھا اور نہیں کہا یونس اور ابن جریج نے زہری سے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا، کسی نے بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ یہ جو آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا یہ صحیح ہے اس نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو معمر نے سو کہا گیا کہ روایت کیا ہے اس کو غیر معمر نے کہا کہ نہیں۔

فائدہ: ماعز رضی اللہ عنہ کے حق میں لوگ دو فرقے ہوئے بعض کہتے تھے کہ وہ ہلاک ہوا اس کے گناہ نے اس کو گھیرا اور بعض کہتے تھے کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے توبہ سے کوئی توبہ افضل نہیں سو تین دن ٹھہرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے واسطے مغفرت مانگو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک امت پر بانٹی جائے تو ان کو کفایت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو بہشت کی نہروں میں دیکھا غوطہ مارتا اور یہ جو ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پڑھا تو روایت نفی کی محمول ہے اس پر کہ جس وقت وہ سنگسار کیا گیا اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور روایت اثبات کی محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن اس کا جنازہ پڑھا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عورت کو قوم جہینہ سے سنگسار کروایا تھا اس کا جنازہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور فرمایا کہ اگر اس کی توبہ ستر آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو ان کو کفایت کرے اور جواب پسند یہ ہے کہ جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محدود کا جنازہ نہیں پڑھا وہاں غیر کی عبرت کے واسطے تھا کہ غیر کو عبرت ہو اور جس جگہ اس کا جنازہ پڑھا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا کہ اس کے ساتھ عبرت کی حاجت نہ تھی پس یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور البتہ اختلاف کیا ہے اہل علم نے اس مسئلے میں سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ امام سنگسار کرنے کا حکم کر دے اور خود آپ اس میں شامل نہ ہوئے اور نہ اس سے اٹھائے یہاں تک کہ مر جائے پھر اس کے اور اس کے گھر والوں کے درمیان مانع نہ ہوئے وہ اس کو غسل دیں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور امام خود اس کا جنازہ نہ پڑھے تا کہ گناہ اور زنا کرنے والوں کو عبرت ہو اور تا کہ نہ جرأت کریں لوگ ایسے کام پر اور بعض مالکیہ سے ہے کہ جائز ہے امام کو اس کا جنازہ پڑھے اور یہ قول جمہور کا ہے اور مشہور مالک سے یہ ہے کہ مکروہ ہے امام کو اور اہل فضل کو یہ کہ مرجوم کا جنازہ پڑھیں اور یہ قول احمد کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ سے ہے کہ مکروہ نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ مرجوم کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ اس کا جو اپنے آپ کو مار ڈالے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ولد الزنا کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور مطلق کہا ہے عیاض نے سو کہا کہ نہیں اختلاف ہے علماء کو اس میں کہ جائز ہے جنازہ پڑھنا فاسقوں اور گناہ کرنے والوں کا اور ان کا جو حد میں مارے جائیں اور بعض نے کہا کہ اہل فضل کو مکروہ ہے مگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ محاربین کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اور حسن سے ہے کہ جو زنا کے نفاس میں مر جائے اس کا جنازہ بھی جائز نہیں اور حدیث غامدیہ کے قصے میں حجت ہے جمہور کے واسطے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ فَأَخْبَرَ الْإِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ إِذَا جَآءَ مُسْتَفْتِيًا.

جو ایسا گناہ کرے جو حد سے کم ہو اور امام کو خبر دے تو نہیں ہے سزا اوپر اس کے بعد توبہ کے جب کہ فتویٰ پوچھنے کو آئے۔

فائدہ: یہ جو قید کی کہ کم حد سے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا گناہ حد کو واجب کرتا ہو اس پر سزا ہے اگرچہ اس نے توبہ کی ہو اور اخیر قید کا کوئی مفہوم نہیں۔ (فتح)

قَالَ عَطَآءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کہا عطاء نے کہ نہیں سزا دی حضرت ﷺ نے

فائدہ: یعنی جس نے حضرت ﷺ کو خبر دی تھی کہ وہ گناہ میں واقع ہوا بلا مہلت کے یہاں تک کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس کی نماز اس کے گناہ کا کفارہ ہوگئی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا ابن جریج نے کہ نہ سزا دی حضرت ﷺ نے اس کو جس نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی تھی، اور نہ سزا دی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو یعنی جس نے حرم مکہ میں ہرن کو قتل کیا اور بیچ معنی حکم ترجمہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے۔

٦٣٢٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّ ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ لَهٗ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ

٦٣٢٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رمضان کے مہینے میں اپنی عورت سے صحبت کی تو اس نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو ایک بردہ پاتا ہے کہ اس کو آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: کہ نہیں فرمایا کہ ساٹھ کا مسکینوں کو کھانا کھلا۔ (اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔(فتح) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس مسجد میں آیا تو اس نے کہا کہ میں جل گیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو یہ کس سبب سے کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت سے صحبت کی رمضان میں حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ خیرات کر اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ چیز نہیں سو بیٹھا اور ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا گدھا ہانکتا اور اس کے ساتھ طعام تھا کہا عبدالرحمٰن

يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنِّيْ مَا لِأَهْلِيْ طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَدِيْثُ الْأَوَّلُ أَبْيَنُ قَوْلُهُ أَطْعِمْ أَهْلَكَ.

نے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے جلنے والا؟ اس نے کہا: خبر دار! میں یہ ہوں، تو حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور خیرات کر اس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ تر محتاج پر صدقہ کروں میرے گھر والوں کے واسطے کھانا نہیں ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی اس کو کھا لو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا ہم بھوکے ہیں ہمارے پاس کچھ چیز نہیں اور ایک روایت کے کسی طریق میں نہیں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا دی۔

بَابُ إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّسْتُرَ عَلَيْهِ

جب اقرار کرے ساتھ حد کے اور نہ بیان کرے یعنی اس کی تفسیر نہ کرے کہ کون سا گناہ ہے تو کیا امام کو جائز ہے کہ اس کی پردہ پوشی کرے؟۔

٦٣٢٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ

۶۳۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا گناہ کیا جو حد کو واجب کرتا ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گنا ہے یعنی بلکہ چپ رہے، کہا راوی نے اور نماز کا وقت آیا تو اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ مرد حضرت ﷺ کی طرف اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میں حد کو پہنچا تو اس کو مجھ پر قائم کیجیے موافق حکم کتاب اللہ کے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ بخشا یا یوں فرمایا کہ تیری حد بخشی۔

ذَنْبَكَ أَوْ قَالَ حَدَّكَ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے شاید اس کا گناہ صغیرہ تھا جیسے بوسہ یا مساس اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کی مغفرت نماز جماعت پڑھنے سے فرمائی بنا بر اس کے کہ نماز صغیرے گناہوں کے واسطے کفارہ ہوتی ہے نہ کبیرے گناہوں کے واسطے اور یہ اکثر ہے اور کبھی کبیرے گناہوں کا بھی نماز کفارہ ہوتی ہے اور حضرت ﷺ نے اس واسطے اس سے نہ پوچھا کہ بدکام کا تفحص بہتر نہیں اور اگر وہ اپنے گناہ کو کھل کر بتلاتا اور وہ لائق حد کے ہوتا تو حضرت ﷺ ضرور اس پر حد مارتے۔

فائدہ: یہ قصہ جو اس حدیث میں ہے اور ہے اور جو قصہ کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ اور ہے اس واسطے کہ اس قصے میں حد کا ذکر ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بوسہ کا ذکر ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو تعدد پر حمل کیا ہے ان دونوں باب میں سو حمل کیا ہے اس نے پہلے قصے کو اس پر جو اقرار کرے گناہ کا جو حد سے کم ہو اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ میں نے اس سے صحبت نہیں کی اور حمل کیا ہے اس نے دوسرے قصے کو اس پر جو واجب کرے سو اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس مرد کے قول سے اور جس نے دونوں قصوں کو ایک کہا ہے اس نے کہا کہ شاید اس نے گمان کیا حد اس چیز کو جو حد نہیں یا اس نے اپنے فعل کو بہت بڑا بھاری جانا سو گمان کیا اس نے کہ اس میں حد واجب ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس حکم میں سو ظاہر ترجمہ بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حد کا اقرار کرے اور نہ بیان کرے کہ کون سا گناہ ہے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے جب کہ وہ ثابت ہو اور حمل کیا ہے اس کو خطابی نے اس پر کہ جائز ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر وحی سے اطلاع ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے ورنہ نہیں تو اس سے پوچھتے کہ کون سا گناہ ہے؟ اور اس پر حد قائم کرتے اور نیز اس حدیث میں ہے کہ حدوں سے پردہ نہ اٹھائے اور جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے اور نہیں تصریح کی اس مرد نے ساتھ اس امر کے کہ لازم آئے اس سے قائم کرنا حد کا اوپر اس کے اور شاید وہ صغیرہ گناہ تھا اس نے اس کو کبیرہ گمان کیا جو حد کو واجب کرے اور حضرت ﷺ نے اس سے نہ پوچھا کہ کون سا گناہ ہے اس واسطے کہ موجب حد کا نہیں ثابت ہوتا ہے احتمال سے اور حضرت ﷺ نے جو اس سے نہ پوچھا یا تو اس واسطے کہ تفحص کرنا منع ہے اور واسطے مقدم کرنے پردہ پوشی کے اور حضرت ﷺ نے دیکھا کہ یہ جو حد چاہتا ہے تو یہ اس سے نادم ہوا ہے اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے تلقین کرنا اس شخص کو جو اقرار کرے ساتھ موجب حد کے ساتھ رجوع کرنے کے اس سے یا ساتھ اشارے کے اور یا ساتھ تصریح کے تا کہ دفع ہو اس سے حد اور احتمال ہے کہ یہ حکم اس شخص کے ساتھ خاص ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے اس کی حد بخش دی اور یہ نہیں پہچانا جاتا ہے مگر وحی کے طریق سے سو یہ حکم اس کے غیر کے حق میں بدستور جاری نہیں رہے گا مگر اس شخص کے حق میں

کہ اس کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ بھی اس مرد کے مثل ہے اور البتہ بند ہو چکا ہے علم اس کا ساتھ بند ہونے وحی کے بعد حضرت ﷺ کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے صاحب ہدی نے سو کہا کہ لوگوں کے اس میں تین مسلک ہیں ایک یہ کہ نہیں واجب ہے اس پر حد مگر بعد تعیین گناہ کے اور اصرار کرنے کے اوپر اس کے دوسرا یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے تیسرا یہ کہ ساقط ہو جاتی ہے حد ساتھ توبہ کے کہا اور یہ صحیح تر مسلک ہے۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَقُوْلُ الْإِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ

کیا کہے امام اس کو جو اقرار کرے کہ شاید تو نے ہاتھ لگایا ہو یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو یا چوکا ہوگا

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے جواز تلقین امام کے اس کو جو حد کا اقرار کرے وہ چیز جو حد کو دفع کرے اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے ساتھ گمان کیا جائے کہ اس نے خطا کی یا جہالت۔ (فتح)

٦٣٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يَكْنِيْ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

۶۳۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ماعز رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا اشارہ کیا ہوگا آنکھ سے یا ہاتھ سے یا دیکھا ہوگا اس نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے؟ اور نہ کنایت کی ساتھ اس کے یعنی صریح لفظ کہا اور کسی اور لفظ کے ساتھ اس سے کفایت نہ کی، کہا سو حضرت ﷺ نے اس وقت اس کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: ان تینوں چیزوں کو زنا فرمایا تو اس میں اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے اور اسی طرح زبان اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح کا ذکر اور طریق میں آ گیا ہے پھر فرمایا کہ شرم گاہ ان سب کو جھٹلاتی ہے یا سچا کرتی ہے۔

بَابُ سُؤَالِ الْإِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ أَحْصَنْتَ

امام کا سوال کرنا مقر سے کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ یعنی کیا تو نے نکاح کیا ہوا ہے اور عورت سے صحبت کی ہے؟

٦٣٢٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۶۳۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا کہ یا حضرت! میں نے زنا کیا، مراد اس کی اپنا نفس تھا یعنی میں صرف مسئلہ پوچھنے کو نہیں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ يُرِيْدُ نَفْسَهٗ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَجَآءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.

آیا نہ اپنے واسطے نہ غیر کے واسطے بلکہ میں آیا ہوں زنا کا اقرار کرتا تا کہ کیا جائے ساتھ اس کے جو شرعًا اس پر واجب ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف سر کا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا پھر اس نے کہا یا حضرت! میں نے زنا کیا ہے حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو وہ اس طرف آیا جس طرف حضرت ﷺ نے اس سے منہ گھمایا سو جب اس نے اپنی جان پر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت! پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں یا حضرت! فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو کہا ابن شہاب نے خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو عید گاہ کے پاس سنگسار کیا سو جب اس کو پتھروں نے بے قرار کیا تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو سنگستانی زمین میں پایا پھر ہم نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ محل سوال کے مشروع ہونے کا اس شخص سے جو زنا کا اقرار کرے اس وقت ہے جب کہ نہ جانتا ہو کہ اس نے صحیح طور سے نکاح کر کے اس کے ساتھ دخول کیا ہے اور جب اس کو معلوم ہو کہ وہ شادی شدہ ہے تو پھر نہ پوچھے پھر حکایت کی مالکیہ سے تفصیل جب کہ اس کو معلوم ہو کہ اس نے نکاح کیا ہوا ہے اور نہ سنا اس سے اقرار دخول کا سو بعض نے کہا کہ جو عورت کے ساتھ ایک رات رہا ہو اس کا انکار مقبول نہیں اور بعض نے کہا کہ اس سے اکثر اور کیا اس کو شادی شدہ کی حد ماری جائے یا کنوارے کی؟ دوسرا قول راجح تر ہے اور اسی طرح جب اقرار کرے خاوند ساتھ صحبت کرنے کے پھر اس نے کہا کہ میں نے تو اس کے ساتھ اقرار اس واسطے کیا تھا تا کہ رجعت کا مالک ہوں یا اقرار کیا عورت نے پھر کہا کہ میں نے یہ اس واسطے کیا ہے کہ پورا مہر لوں سو ہر ایک کو دونوں میں سے کنوارے کی حد ماری جائے اور ان کے غیر کے نزدیک حد بالکل اٹھائی جاتی ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے اپنے اصحاب سے کہ جو دوسرے کو کہے اے زانی! اور وہ اس کی تصدیق کرے تو قائل کو کوڑے مارے جائیں اور نہ حد ماری جائے تصدیق کرنے والے کو اور کہا زفر نے بلکہ اس کو بھی حد ماری جائے، میں کہتا ہوں اور یہ قول جمہور کا

ہے اور ترجیح دی ہے طحاوی نے زفر کے قول کو اور استدلال کیا ہے اس نے باب کی حدیث سے اور حضرت مَلَّیْمِ نے ماعز رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا سچ ہے جو خبر مجھ کو تجھ سے پہنچی کہ تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، تو حضرت مَلَّیْمِ نے اس کو حد ماری اور اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ پر ہزار قرض ہے اس نے کہا تو سچا ہے تو لازم آتا ہے اس کو مال۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَا — اقرار کرنا ساتھ زنا کے

فائدہ: یہ بحث پہلے گزر چکی ہے کہ کیا اعتراف کا مکرر ہونا شرط ہے یا نہیں اور جو کہتا ہے کہ صرف ایک بار اقرار کافی ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ مطلق ہونے اعتراف کے حدیث میں اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو ماعز رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اقرار کے مکرر ہونے سے اس واسطے کہ وہ واقعہ ہے ایک حال کا کما تقدم۔ (فتح)

٦٣٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلٰى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ

٦٣٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت مَلَّیْمِ کے پاس تھے سو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا میں تجھ کو سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کرے تو اس کا خصم کھڑا ہوا اور وہ اس سے زیادہ تر بوجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے ساتھ حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو حضرت مَلَّیْمِ نے فرمایا کہ کہو اس نے کہا کہ بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور ایک غلام پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر لازم ہے سو کوڑا اور برس بھر شہر بدر کرنا اور لازم ہے اس کی عورت پر سنگسار کرنا تو حضرت مَلَّیْمِ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا تم میں کتاب اللہ سے سو بکری اور خادم تجھ پر پھیرے جائیں اور لازم ہے تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا اور اے انیس! اس کی عورت کی طرف جا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو وہ اس کے پاس گیا اس

هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَقَالَ الشَّكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ.

عورت نے زنا کا اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا، میں نے سفیان سے کہا نہیں کہا تو نے انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ لازم ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا اس نے کہا کہ میں شک کرتا ہوں اس میں زہری سے سو بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں نے اس کو کہا اور بہت وقت میں چپ رہا۔

فائدہ: انشدك بالله ای اسألك بالله یعنی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس میں معنی اذکرک کا ہے یعنی میں تجھ کو یاد کرتا ہوں اٹھانے والا اپنی آواز کو اور یہ جو کہا کہ مگر کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ تعالیٰ سے حکم کرے یعنی نہیں سوال کرتا میں تجھ سے مگر حکم کرنا ساتھ کتاب اللہ کے اور احتمال ہے کہ الا جواب قسم کا ہو اس واسطے کہ اس میں حصر کے معنی ہیں اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کہ نہ کرے تو کچھ چیز مگر حکم اور مراد کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے اپنے بندوں پر لکھا اور بعض نے کہا کہ مراد قرآن ہے اور یہ متبادر ہے اور احتمال اول اولیٰ ہے اس واسطے کہ سنگسار کرنا اور شہر بدر کرنا قرآن میں مذکور نہیں ہیں مگر اس واسطہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے قرآن کی یہ آیت ہے: ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ سو حضرت ﷺ نے بیان کیا کہ کنوارے کی راہ سو کوڑے مارنا اور شہر بدر کرنا ہے اور شادی شدہ کی راہ سنگسار کرنا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ بواسطہ بیان کرنے کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد کتاب اللہ سے وہ آیت ہو جس کی تلاوت منسوخ ہے اور وہ یہ ہے: الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ کتاب اللہ کے نہی ہے کھانے مال کے سے ساتھ باطل کے اس واسطے کہ اس کے مدعی نے اس سے بکریاں اور لونڈی ناحق لی تھیں پس اسی واسطے فرمایا کہ بکریاں اور لونڈی تجھ پر رد کی جائیں گی اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ تمام افراد قصے کے اس چیز سے کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے جواب جو آگے آتا ہے اور مراد خادم سے اس حدیث میں لونڈی ہے اور یہ جو فرمایا کہ بے شک تیرے بیٹے پر سو کوڑا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اس کا بیٹا کنوارا ہے اور اس نے زنا کا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ اعتراف مضمر ہو اور تقدیر یہ ہو اور تیرے بیٹے پر ہے اگر وہ زنا کا اقرار کرے اور اول لائق تر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ بیچ مقام حکم کے تھے اور اگر فتویٰ دینے کے مقام پر ہوتے تو اس میں کوئی اشکال نہ تھا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے اگر اس نے زنا کیا ہے اور وہ کنوارا ہے اور قرینہ اس کے اعتراف کا حاضر ہونا اس کا ہے ساتھ باپ اپنے کے اور چپ رہنا اس کا اس چیز سے کہ منسوب کی گئی اس کی طرف اور بہر حال علم ساتھ کنوارے ہونے اس کے سو ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ وہ کنوارا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بہر حال تیرا

بیٹا تو اس کی سزا سو کوڑا اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جو اس وقت صادر ہوا وہ حکم تھا نہ فتویٰ برخلاف روایت سفیان کے اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے تاخیر کرنا اقامت حد کے نزدیک تنگ ہونے وقت کے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ یہ دن کے اخیر میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ گزرے رجوع کرنا طرف کتاب اللہ کی نص سے ہو یا بطورِ استنباط کے اور جائز ہونا قسم کا کسی کام پر اس کی تاکید کے واسطے اور قسم کھانا بغیر طلب کرنے قسم کے اور حسن خلق حضرت ﷺ کا اور حلم آپ کا اس شخص پر جو آپ سے خطاب کرے ساتھ اس چیز کے کہ اولیٰ اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو آپ کی پیروی کرے حاکموں سے بیچ اس کے وہ محمود ہے مثل اس شخص کی کہ نہ بھڑکے مدعی کے قول سے مثلا کہ ہمارے درمیان حکم کر کہا بیضاوی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دونوں نے یہی سوال کیا کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم کریں باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ نہیں حکم کرتے مگر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تاکہ حکم کیا جائے ان کے درمیان محض حق سے نہ ساتھ مصالحت کے اور نہ لینے آسان حکم کے اس واسطے کہ حاکم کو جائز ہے کہ فریقین کی رضا مندی سے ایسا حکم کرے اور یہ کہ حسن ادب بیچ گفتگو بزرگ آدمی کے تقاضا کرتا ہے مقدم کرنے کو جھگڑے میں اگرچہ مذکور مسبوق ہو اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے جس کو چاہے مدعی اور مدعا علیہ سے دعویٰ میں جب کہ دونوں اکٹھے آئیں اور ممکن ہو کہ ہر ایک دونوں میں سے دعویٰ کرے اور مستحب ہے اجازت لینا مدعی اور فتویٰ طلب کرنے والے کو حاکم اور عالم سے کلام میں اور مؤکد ہے یہ اس وقت جب کہ گمان ہو کہ اس کو عذر ہے اور یہ کہ جو اقرار کرے حد کا واجب ہے امام پر قائم کرنا اس کا اوپر اس کے اگرچہ نہ اعتراف کرے جو اس کو اس میں شریک ہو اور یہ کہ جو دوسرے کو تہمت کرے اس پر حد نہ قائم کی جائے مگر یہ کہ مقذوف طلب کرے برخلاف ابن ابی لیلیٰ کے کہ اس نے کہا واجب ہے اگرچہ مقذوف طلب نہ کرے اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ مقذوف حاضر ہو اور جب کہ غائب ہو جیسا کہ یہ ہے تو ظاہر یہ ہے کہ تاخیر واسطے دریافت کرنے حال کے ہے سو اگر ثابت ہو مقذوف کے حق میں تو نہیں ہے حد قاذف پر جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت ﷺ نے اُنیس رضی اللہ عنہ کو اس واسطے بھیجا تھا تاکہ معلوم کروائے اس عورت کو قذف مذکور تاکہ مطالبہ کرے وہ عورت اپنے قاذف کی حد کا اگر قذف سے انکار کرے اور اس کا ہونا ضروری ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زنا کی حد قائم کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور حالانکہ یہ مراد نہیں اس واسطے کہ نہیں احتیاط کی جاتی واسطے حد زنا کے ساتھ جاسوسی اور نقب زنی کے اس سے یعنی اس کے واسطے زیادہ تحقیق اور تفتیش کرنے کا حکم نہیں آیا بلکہ مستحب ہے کہ جو زنا کا اقرار کرے اس کو تلقین کی جائے اور عذر سکھلایا جائے تاکہ وہ اقرار زنا سے رجوع کرے اور ہوگا حضرت ﷺ کے قول کے واسطے اگر اقرار کرے مقابل یعنی اور اگر انکار کرے تو اس کو

معلوم کروا کہ اس کے واسطے جائز ہے مطالبہ کرنا حد قذف کا پس حذف کیا گیا واسطے وجود احتمال کے اور وہ انکار کرتی اور حد قذف کا مطالبہ کرتی تو اس کو حد ماری جاتی اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سو کوڑا مارا پھر عورت سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جھوٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی کوڑے مارے حد قذف کے اور یہ کہ پردہ دار عورت جس کی عادت باہر نکلنے کی نہ ہو اس کو حاکم کی مجلس میں حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ جائز ہے کہ اس کی طرف بھیجا جائے جو اس کے واسطے یا اس پر حکم کرے اور اس میں ہے کہ سائل ذکر کرے ہر چیز کو جو واقع ہوئی ہو قصے میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ سمجھے مفتی اس سے وہ چیز کہ استدلال کرے اس کے ساتھ اوپر خصوص حکم کے مسئلے میں واسطے قول اس مرد کے کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور حالانکہ وہ صرف زنا کا حکم پوچھنے کو آیا تھا اور اس میں راز یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ اپنے بیٹے کے واسطے کوئی عذر قائم کرے اور یہ کہ وہ زنا کے ساتھ مشہور نہ تھا اور نہیں ہجوم کیا اس نے عورت پر اور نہ اس سے زبردستی کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا یہ اس کے واسطے بسبب دراز ہونے ملازمت کے جو تقاضا کرتی ہے زیادہ لگاؤ اور رغبت کو سو مستفاد ہوتا ہے اس سے حث اوپر دور کرنے اجنبی مرد کے اجنبی عورت سے جہاں تک کہ ممکن ہو اس واسطے کہ خلا ملا کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف فساد کی، اور یہ کہ جائز ہے فتویٰ طلب کرنا مفضول سے باوجود فاضل کے اور رد کرنا ہے اس پر جو منع کرتا ہے تابع کو کہ فتویٰ دے باوجود صحابی کے مثلا اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا حکم میں ساتھ امر کے جو پیدا ہو گمان سے باوجود قدرت کے یقین پر لیکن اگر اختلاف کریں فتویٰ طلب کرنے والے میں تو رجوع کرے طرف اس چیز کی جو مفید یقین ہو اور یہ کہ اس شریف زمانے میں بھی بعض ایسا آدمی تھا جو فتویٰ دیتا تھا گمان سے جو کسی اصل سے پیدا نہ ہو اور احتمال ہے کہ یہ منافقوں سے واقع ہوا ہو یا جو نو مسلم ہو اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے شہر میں فتویٰ دیا کرتے تھے ان میں سے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہم اور یہ کہ جو حکم کہ گمان پر مبنی ہو وہ توڑا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے جو مفید یقین کو ہو اور یہ کہ حد بدلا قبول نہیں کرتی اور اس پر اجماع ہے زنا میں اور چوری میں اور حرب میں اور نشہ لانے والی چیز کے پینے میں اور قذف میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ بھی اور حدود کی طرح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتا ہے بدلا بدن میں مانند قصاص جان کی اور ہاتھ پاؤں وغیرہ کی اور یہ کہ جو صلح کہ شرع کے مخالف ہو وہ مردود ہے اور جو مال اس میں لیا جائے وہ پھیر دیا جائے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ساتھ اس کے ظاہر ہوگا کہ جو بعض فقہاء نے بعض عقود فاسدہ سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ دونوں معارضہ کرنے والے آپس میں راضی ہیں اور ایک نے دوسرے کو تصرف میں اجازت دی ہے تو یہ عذر ان کا ضعیف ہے اور حق یہ ہے کہ اجازت تصرف میں مفید ہے ساتھ عقود صحیحہ کے اور یہ کہ جائز ہے نائب پکڑنا بیچ قائم کرنے حد کے اور استدلال کیا

گیا ہے ساتھ اس کے اوپر وجوب اعذار کے اور کفایت کرنا اس میں ساتھ ایک کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ اقرار قصور کرنے والے کے بغیر ضبط کرنے گواہی کے اوپر اس کے لیکن وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ نے گواہی دی ہو اس کے سنگسار کرنے سے پہلے اور حجت پکڑی ہے ایک قوم نے ساتھ جواز حکم حاکم کے حدود وغیرہ میں ساتھ اس چیز کے کہ اقرار کرے خصم ساتھ اس کے نزدیک اس کے یعنی بغیر گواہ کے اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابوثور اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے اور خلاف غیر حدود میں قوی تر ہے اور انیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں احتمال عذر کا ہے کما مضٰی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کو سنگسار کر یعنی بعد معلوم کروانے میرے کے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو اس کی سپرد کیا سو جب اقرار کرے ان کے سامنے جس سے یہ ثابت ہو تو حکم کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جب اس نے اقرار کیا تو انیس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم کروایا واسطے مبالغہ کرنے کے طلب ثبوت میں باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلق کیا تھا اس کے سنگسار کرنے کو اس کے اقرار پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حاضر ہونا امام کا سنگساری میں نہیں ہے شرط اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم ہو اور البتہ رجم میں حاضر بلکہ مباشر تھا اور اس میں ترک کرنا جمع کا ہے درمیان جلد اور تغریب کے وسیاتی اور یہ کہ کافی ہے ایک بار اقرار کرنا اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ اس عورت نے مکرر اقرار کیا تھا اور کفایت کرنا ساتھ رجم کے بغیر جلد کے اس واسطے کہ اس کے قصے میں یہ بھی منقول نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ فعل عام نہیں ہوتا پس ترک اولیٰ ہے اور یہ کہ جائز ہے مزدور پکڑنا آزاد کو اور جائز ہے باپ کے واسطے یہ کہ اجارے میں دے اپنے بیٹے کو کسی کی خدمت اور نوکری میں جب کہ اس کو اس کی حاجت ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگر باپ اپنے مجور بیٹے کی طرف سے دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ صحیح ہے اگرچہ بالغ ہو اس واسطے کہ لڑکا حاضر تھا اور نہیں کلام کیا تھا مگر اس کے باپ نے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ اس کی طرف سے وکیل ہو یا اس واسطے کہ دعویٰ کرنا نہیں واقع ہوا تھا مگر بسبب اس مال کے جو بدلا دیا گیا تھا سو لڑکے کے باپ نے دعویٰ کیا تھا اس عورت کے خاوند پر اس مال کا جو اس نے اس سے لیا بدلا اس زنا کا جب کہ اہل علم نے اس کو بتلایا کہ یہ صلح فاسد ہے تا کہ اس سے وہ مال پھیر لے برابر ہے کہ اس کے مال میں سے ہو یا اس کے بیٹے کے مال سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے خاوند کو حکم کیا کہ اس کا مال جو اس سے لیا ہے اس کو پھیر دے اور بہر حال جو واقع ہوا ہے قصے میں حد سے تو وہ مزدور کے اقرار سے ہے پھر عورت کے اقرار سے اور یہ کہ جب حال دونوں زانی کا مختلف ہو جائے تو قائم کی جائے ہر ایک پر حد اس کی اس واسطے کہ مرد کو کوڑے مارے گئے اور عورت کو سنگسار کیا گیا اور اسی طرح حکم ہے جب کہ ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام اور یہی حکم ہے جب کہ زنا کرے بالغ مرد نابالغ لڑکی سے یا عاقل ساتھ مجنون عورت کے کہ بالغ اور عاقل کو حد ماری جائے سوائے دونوں

کے اور اسی طرح عکس اس کا اور یہ کہ جو کوئی اپنے بیٹے کو قذف کرے اس پر حد نہیں اس واسطے کہ اس مرد نے کہا کہ میرے بیٹے نے زنا کیا ہے اور نہیں ثابت ہوئی اس پر حد قذف کی۔ (فتح)

۶۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ. قَالَ سُفْيَانُ كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ.

۶۳۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں ڈرا یہ کہ دراز ہو لوگوں پر زمانہ یہاں تک کہ کہنے والا کہے کہ ہم سنگسار کرنے کا حکم قرآن میں نہیں پاتے سو گمراہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا خبردار ہو اور بے شک سنگسار کرنا لازم ہے ہر مسلمان پر جو حرام کاری کرے اور شادی شدہ ہو جب کہ قائم ہوں گواہ یا حمل ہو یا اقرار، کہا سفیان نے اسی طرح میں نے یاد رکھا خبردار ہو بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا اور ہم نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سنگسار کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا قرآن میں اور بڑھایا جو قرآن میں نہ تھا تو البتہ میں اس آیت کو اپنے ہاتھ سے قرآن میں لکھتا: ﴿الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھا البتۃ نکالا من اللّٰہ واللّٰہ عزیز حکیم﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب بوڑھا زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں اور اگر جوان زنا کرے اور شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کیا جاتا ہے سو مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے سبب اس کی تلاوت کے منسوخ ہونے کا یعنی اس واسطے کہ عمل اس کے ظاہر عموم کے برخلاف ہے اس کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھے زانی کو سنگسار کیا جائے خواہ کنوارا ہو یا شادی شدہ ہو اور حالانکہ کنوارے زانی کو سنگسار نہیں کیا جاتا خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے خبردار سنگسار کرنا حق لازم ہے۔ (فتح)

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ

سنگسار کرنا اس عورت کو جو زنا سے حاملہ ہو جب کہ شادی شدہ ہو

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ مراد یہ ہے جب کہ حامل ہو زنا سے احصان پر پھر بچہ جنے تو اس کو سنگسار کیا جائے اور اگر حاملہ ہو تو اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اور کہا ابن بطال نے کہ معنی ترجمہ کے یہ ہیں کہ کیا حاملہ عورت پر سنگسار کرنا واجب ہے یا نہیں اور قرار پایا ہے اجماع اس پر کہ اس کو سنگسار نہ کیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے

کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہی حکم ہے کوڑے مارنے کا کہ اس کو کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ بچہ جنے اور اسی طرح اگر حاملہ پر قصاص واجب ہو تو نہ قصاص لیا جائے یہاں تک کہ بچہ جنے اجماع ہے ان سب میں اور البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ حاملہ کو سنگسار کریں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے واسطے اس کی طرف کوئی راہ نہیں یہاں تک کہ بچہ جنے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور بچہ جننے کے بعد اختلاف ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب بچہ جنے تو اسی وقت سنگسار کیا جائے اور نہ انتظار کیا جائے کہ اس کا بچہ پرورش پائے اور کہا کوفیوں نے کہ بچہ جننے کے بعد نہ سنگسار کیا جائے اس کو یہاں تک کہ پائے جو اس کے لڑکے کی پرورش کرے یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور غامدیہ اور جہنیہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی لڑکے کا پرورش کرنے والا ہو تو اس کو فی الحال سنگسار کیا جائے ورنہ انتظار کیا جائے یہاں تک کہ اس کا بچہ پرورش پائے۔ (فتح)

٦٣٢٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِءُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِيْ مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتَى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ إِنْ شَآءَ اللهُ لَقَآئِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ

۶۳۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں چند مہاجرین کو پڑھاتا تھا ان میں سے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سو جس حالت میں کہ میں منیٰ میں اس کی جگہ میں تھا اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان کے پچھلے حج میں کہ اچانک میری طرف عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پھرا سو اس نے کہا کہ اگر تو دیکھتا ایک مرد کو کہ آج امیر المومنین کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا تیرے واسطے فلانے کے حق میں کوئی کلام ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو میں فلانے سے بیعت کروں گا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ناگہانی تھی سو پوری ہوگئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے پھر کہا کہ بے شک میں انشاء اللہ تعالیٰ دوپہر کے بعد کھڑا ہوں گا اور ڈراؤں گا لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ چھین لیں اُن سے خلافت ان کی یعنی اُچھلتے ہیں خلافت پر بغیر عہد اور مشورہ کے کما وقع لابی بکر کہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا: اے امیر المومنین! ایسا نہ کر اس واسطے کہ موسم حج کا جامع ہوتا ہے رذیل اور کمینے لوگوں کو جو فتنے کی جلدی کرتے ہیں یعنی حج میں ہر قسم کے آدمی جمع ہوتے ہیں اور وہ

الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَأَنَا أَخْشٰى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَأَنْ لَّا يَعُوْهَا وَأَنْ لَّا يَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِيْ أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ وَيَضَعُوْنَهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَأَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عُقْبِ ذِي الْحَجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى أَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ أَنْ أَقُوْلَهَا لَا أَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ

ہی ہیں جو غالب ہوں گے تیری نزدیکی پر یعنی اس مکان پر جو تجھ سے نزدیک ہے جب کہ تو لوگوں میں کھڑا ہو اور میں ڈرتا ہوں کہ کھڑا ہو تو اور کوئی بات کہے کہ اُڑا لے جائے اس کو تجھ سے ہر اڑانے والا یعنی حمل کریں اس کو اس کی غیر وجہ پر اور نہ پہچانیں اس کی مراد کو اور یہ کہ نہ رکھیں اس کو اس کی جگہ میں سو توقف کر یہاں تک کہ تو مدینے میں پہنچے اس واسطے کہ وہ گھر ہے ہجرت کا اور سنت کا سو تو پہنچے ساتھ سمجھ بوجھ والوں اور شریف لوگوں کے سو تو کہے جو کہے باقدرت ہو کر سو اہل علم تیری بات کو نگاہ رکھیں گے اور اس کو اس کی جگہ میں اُتاریں گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں قائم ہوں گا ساتھ اس کے اول مقام میں جو مدینے میں کھڑا ہوں گا تو خوب ہوتا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے ذی حجہ کے بعد سو جب جمعہ کا دن ہوا تو میں ڈھلتے دن دوپہر کے بعد چلا یہاں تک کہ میں نے سعید بن زید کو منبر کے رکن کے پاس بیٹھا پایا تو میں اس کے گرد بیٹھا میرے دونوں گھٹنے اس کے گھٹنے سے چھوتے تھے سو میں نے کچھ دیر نہ کی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے یعنی بہت جلدی نکلے سو جب میں نے اُن کو سامنے سے آتے دیکھا تو میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آج وہ بات کہیں گے جو نہیں کہی جب سے خلیفہ ہوئے تو اس نے مجھ پر انکار کیا اور کہا کہ مجھ کو اُمید نہیں کہ کہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر جب مؤذن چپ ہوا تو کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ بہرحال حمد اور صلوٰۃ کے بعد میں تم سے ایک بات کہتا ہوں جو میرے واسطے مقرر کی گئی کہ میں اس کو

أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشٰى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْإِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيْمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُوْلَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقٰى شَرَّهَا وَلَيْسَ

کہوں میں نہیں جانتا کہ شاید میری موت کے آگے ہے یعنی میری موت کے قریب ہے یعنی سو واقع ہوا جیسا کہا سو جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ بیان کرے اس کو جہاں تک اس کی سواری پہنچے اور جو ڈرے اس کے سمجھنے سے تو میں نہیں حلال کرتا کسی کو کہ مجھ پر جھوٹ بولے بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا اور اس پر کتاب اُتاری اور تھی آیت رجم کی اس چیز میں سے کہ اُتاری سو ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور یاد رکھا حضرت ﷺ نے سنگسار کیا یعنی زانی کو اور ہم نے بھی حضرت ﷺ کے بعد سنگسار کیا سو میں ڈرتا ہوں اگر لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے یہ کہ کہنے والا کہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں پاتے سو گمراہ ہوں اللہ تعالیٰ کے فرض کے ترک کرنے سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور حکم باقی ہے اور سنگسار کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حق ہے اس شخص پر جو زنا کرے جب کہ شادی شدہ ہو یعنی عاقل بالغ ہو نکاح صحیح سے صحبت کی ہو مردوں اور عورتوں سے جب کہ قائم ہوں گواہ ساتھ شرط ان کی کے یا ہو حمل یعنی جس عورت کا خاوند اور مالک کوئی نہ ہو یا اقرار زنا کا اور تکرار اس پر بے شک ہم پڑھتے تھے اس کو اس چیز میں کہ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اور نہ منہ پھیرو اپنے باپوں سے سو بے شک شان یہ ہے کہ تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو یعنی اپنے باپ کے لیے اپنے آپ کو منسوب نہ کرو یا یوں فرمایا کہ بے شک تمہارے واسطے کفر ہے کہ اپنے باپوں سے منہ پھیرو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہایت بے حد میری تعریف نہ کیا کرو جیسے بے حد تعریف ہوئی مریم کے بیٹے

مِنكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَنْ غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَّعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقُلْنَا نُرِيْدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَقْرَبُوْهُمْ اقْضُوْا أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَاهُمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ مَا لَهُ قَالُوْا يُوْعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِّنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّخْتَزِلُوْنَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ

کی اور مجھ کو یوں کہو کہ اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے قسم ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ مر گیا تو ہم فلانے کی بیعت کریں گے سو نہ مغرور ہو کوئی آدمی یہ کہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت تو اچانک ہوئی اور پوری ہوئی خبردار ہو اور بے شک وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اسی طرح ہوئی یعنی اچانک لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی بدی کو نگاہ رکھا یعنی بچایا ان کو اس چیز سے کہ جلدی میں ہے غالبًا شر سے اس واسطے کہ عادت ہے کہ جو چیز کی حکمت نہ جانتا ہو وہ اس کی ناگہانی کرنے سے راضی نہیں ہوتا اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ کاٹی جائیں گردنیں اس کی طرف مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے تو نہ بیعت کیا جائے یعنی اس کی بیعت نہ کی جائے اور نہ اس کے تابع ہو واسطے ڈرنے کے قتل سے یعنی جس نے یہ کام کیا اس نے اپنے نفس کو اور اپنے ساتھی کو قتل کے سامنے کیا اور بے شک ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں بہتر تھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور انصاری لوگ ہم سے مخالف ہوئے یعنی ہمارے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ میں جمع نہ ہوئے بلکہ بنی ساعدہ کی بیٹھک میں سب جمع ہوئے اور مخالف ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور جوان دونوں کے ساتھ تھا اور جمع ہوئے مہاجرین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیوں کی طرف چل سو ہم چلے ان کے ارادے سے سو جب ہم ان سے قریب ہوئے تو ہم ان میں سے دو نیک مردوں کو ملے سو ذکر کیا دونوں نے جس پر اتفاق کیا قوم نے یعنی انصار نے پھر دونوں نے کہا تم کہاں کا ارادہ کرتے ہو اے گروہ مہاجرین کے؟ ہم نے کہا

يَحْضُنُونَا مِنَ الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيْدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّيْ وَأَوْقَرَ وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ إِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ اَللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ إِلَيَّ نَفْسِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ وَبَايَعَهُ

کہ ہم ارادہ کرتے ہیں اپنے ان انصاری بھائیوں کا تو دونوں نے کہا کہ نہیں تم پر یہ کہ ان کے قریب جاؤ اپنا کام کرو یعنی وہاں نہ جاؤ میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ ہم ان کے پاس آئیں گے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس آئے بنی ساعدہ کی بیٹھک میں تو اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے درمیان ان کے میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، میں نے ان سے کہا اس کو کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو بخار آیا ہے سو جب تھوڑا سا بیٹھے تو ان کے خطیب نے خطبہ پڑھا سو اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا بہر حال حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں اور لشکر ہیں اسلام کا یعنی جگہ جمع ہونے اسلام کی اور تم گروہ مہاجرین کی ایک جماعت ہو یعنی تم بہ نسبت ہماری قلیل ہو عدد میں اور البتہ تمہاری قوم میں سے ایک جماعت قلیل سست قدم چلی یعنی مکے سے مدینے میں ہجرت کر کے نہایت محتاجی سے سو اچانک وہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہماری جڑ یعنی جڑ خلافت کی کاٹیں اور ہم کو خلافت سے نکال دیں یعنی چاہتے ہیں کہ فقط تنہا وہی خلافت لیں ہم کو نہ دیں سو جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں اور میں نے اپنے دل میں ایک بات تیار کی تھی جو مجھ کو خوش لگی ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کلام کرنے نہ دوں میں خود کلام کروں اور میں دفع کرتا تھا اس سے بعض حد کو سو جب میں نے ارادہ کیا کہ کلام کروں تو کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ ٹھہر جا جلدی نہ کر سو میں نے برا جانا کہ ان کو ناراض کروں سو کلام کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو

الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوٰى مِنْ مُّبَايَعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ خَشِيْنَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُّبَايِعُوْا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا بَايَعْنَاهُمْ عَلٰى مَا لَا نَرْضٰى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشْوْرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُّقْتَلَا.

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ تر گویا اور خوش تقریر اور باوقار تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس نے کوئی بات نہیں چھوڑی جو مجھ کو سوچ بوجھ میں خوش لگی ہو مگر کہ اس نے کہی ہدایت میں مثل اس کی یا افضل اس سے یہاں تک کہ چپ ہوئے سو کہا کہ جو تم نے ذکر کیا اپنے میں بہتری سے سو تم اس کے لائق ہو اور ہرگز نہیں پہچانا جائے گا یہ امر خلافت مگر اس گروہ قریش کے واسطے وہ بہتر ہیں عرب کے نسب میں اور گھر میں اور البتہ میں نے پسند کیا ہے تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے سو دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کرو سو میرا ہاتھ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھا تھا سو میں نے نہ برا جانا اس چیز سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہی سوائے اس بات کے تھا حال میرا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ کہ میں مقدم کیا جاؤں اور میری گردن ماری جائے کہ نہ قریب کرے مجھ کو گناہ سے زیادہ تر پیارا مجھ کو اس سے کہ میں سردار ہوں ان لوگوں پر جن میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں الٰہی! مگر یہ کہ آراستہ کرے میرے واسطے نفس میرا وقت موت کچھ چیز کہ میں اس کو اب نہیں پاتا یعنی مرتے دم تک ایسا ارادہ نہ کروں گا تو انصار میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ میں بڑی لکڑی ہوں کہ شتر خانے میں کھڑی کرتے ہیں کہ خارش والے اونٹ اس سے اپنا بدن کھجلیں اور میں وہ ستون ہوں کہ ضعیف درخت کے نیچے کھڑا کرتے ہیں جو پھل سے بھرا ہو یعنی میں وہ ہوں کہ میرے لوگ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں ایک سردار ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے اے گروہ قریش کے! پھر مجلس میں بہت گفتگو اور شور وغل ہوا یہاں تک کہ میں اختلاف سے ڈرا تو میں نے کہا اے ابوبکر! ہاتھ دراز کر اور کشادہ کر ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کشادہ کیا سو میں نے اس سے بیعت کی اور مہاجرین نے بھی اس سے بیعت کی پھر انصاریوں نے بھی اس سے بیعت کی اور ہم اٹھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک ہم نے نہیں پایا کسی امر کو جس میں ہم حاضر ہوئے قوی تر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے ہم ڈرے کہ اگر ہم قوم سے جدا ہوئے اور بیعت نہ ہوئی یہ کہ ہمارے بعد کسی مرد اپنے سے بیعت کریں سو یا تو ہم ان کی متابعت کریں گے جس پر ہم راضی نہیں اور یا ہم ان کی مخالفت کریں گے سو واقع ہوگا فساد سو جو بیعت کرے کسی مرد سے بغیر مشورے مسلمانوں کے اس کی متابعت نہ کی جائے اور نہ اس کی جو اس کے تابع ہو اس خوف کے واسطے کہ قتل کیے جائیں دونوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گمراہ ہوں ساتھ ترک کرنے فرض کے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُتارا یعنی آیت مذکور میں جس کی تلاوت منسوخ ہوئی اور اس کا حکم باقی ہے اور یہ جو کہا کہ سنگسار کرنا کتاب اللہ میں حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: ﴿اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے سنگسار کرنا شادی شدہ کا ہے اور کوڑے مارنا کنوارے کو اور یہ جو کہا کہ یوں کہو کہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوں تو کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لازم آتا ایک چیز کی نہی کرنے سے واقع ہونا اس کا اس واسطے کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو ہمارے پیغمبر میں جو دعویٰ کیا نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سبب نہی کا ظاہر وہ چیز ہے جو معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے جب کہ اس نے آپ سے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اجازت ہو تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا کریں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا سو شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ مبالغہ کرے غیر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے سو جلدی کی طرف نہی کے واسطے تاکید امر کے کہا ابن تین نے معنی **لا تطرونی** کے یہ ہیں کہ میری بے حد تعریف نہ کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی بے حد تعریف کی یہاں تک کہ بعض نے اس کے حق میں غلو اور زیادتی کی سو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ الٰہ ٹھہرایا اور بعض نے کہا کہ وہ اللہ بھی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو اس قصے کو یہاں وارد کیا تو اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس نے ان پر غلو کا خوف کیا کہ جو مستحق خلافت کا نہ ہو اس کو خلافت کا مستحق گمان کریں سو اس کی بے حد تعریف کریں سو داخل ہوں نہی میں اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت یہ کہ جو اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے وہ بے حد تعریف میں داخل نہیں جو منع ہے اور رجم کا قصہ جو ذکر کیا اور زجر باپ سے منہ پھیرنے کی تو اس کی مناسبت اس قصے سے جس کے سبب سے خطبہ پڑھا اور وہ قول ہے کسی شخص کا کہ اگر عمر مر گیا تو ہم فلانے کی بیعت کریں گے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ساتھ قصے رجم کے طرف زجر اس شخص کی جو کہتا ہے کہ نہیں عمل کرتے ہم احکام شرعی میں مگر جو ہم قرآن میں پائیں اور نہیں ہے قرآن میں شرط مشورہ کرنے کی جب کہ مر جائے خلیفہ بلکہ یہ تو سنت کی جہت سے لیا جاتا ہے جیسا کہ سنگسار کرنا نہیں ہے قرآن متلو میں بلکہ وہ لیا جاتا ہے طریق سنت سے اور بہر حال زجر باپ سے منہ پھیرنے سے تو شاید اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ خلیفہ رعیت کے واسطے بجائے باپ کے ہے سو نہیں لائق ہے رعیت کو کہ اس سے منہ پھیریں بلکہ واجب ہے ان پر فرمانبرداری اس کی اپنی شرط سے جیسے کہ واجب ہے فرمانبرداری باپ کی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ناگہانی تھی یعنی واقع ہوئی تھی بغیر مشورہ تمام ان لوگوں کے کہ لائق مشورہ تھے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جلدی کی اپنے جانے میں طرف انصار کی سو بیعت کی انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے سامنے اور ان میں بعض وہ آدمی تھا جو نہیں پہچانتا تھا جو واجب ہے اس پر اس کی بیعت سے سو اس نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پس مراد ساتھ فلتۃ سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مخالفت انصار سے اور جو انہوں نے ارادہ کیا تھا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف جلدی کی اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں اور ابن حبان نے کہا کہ فلتۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ابتدا تھوڑے لوگوں سے ہوئی اور یہ جو کہا کہ تم میں ایسا کوئی نہیں کہ اس کی طرف گردنیں کاٹی جائیں تو مراد یہ ہے کہ تم میں سے سابق جو نہیں ملحق ہے فضل میں نہیں پہنچتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجے کو سو نہ امید رکھے اس کی کہ واقع ہو اس کے واسطے مثل اس کی جو واقع ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اول ان کی بیعت تھوڑے لوگوں میں ہوئی پھر جمع ہوئے سب لوگ اوپر اس کے اور نہ اختلاف کیا انہوں نے اس پر اس لیے کہ ان کو تحقیق ہوا کہ وہ خلافت کا مستحق ہے سو نہ حاجت ہوئی ان کو اس کے امر میں خلاف نظر کی اور نہ اور مشورے کی اور اس کا غیر اس میں اس کی مثل نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف تحذیر کی کہ جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا نہ ہو وہاں بیعت کی طرف جلدی نہیں کرنی چاہیے اور تعبیر کی ساتھ کٹنے گردنوں کے کہ جو سابق طرف دیکھنے والا ہو اس کی گردن دراز ہوتی ہے تاکہ دیکھے سو جب نہیں حاصل ہوتا مقصود اس کا کہ آگے بڑھنا تھا اس شخص سے جس سے آگے بڑھنا چاہتا تھا تو کہا جاتا ہے کہ اس کی گردن کٹ گئی اور یہ جو اس نے کہا کہ ایک جماعت تمہاری قوم سے چلی یعنی تم لوگ قوم ہو

طاری محتاج تم مکے سے ہمارے پاس آئے پھر تم اب ارادہ کرتے ہو کہ مقدم ہو ہم پر اور یہ جو کہا جب انصار کا خطیب چپ ہوا تو اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ اس نے خبر دی کہ ایک گروہ مہاجرین سے ارادہ کرتے ہیں کہ منع کریں انصار کو اس چیز سے کہ انصار اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھیوں پر اعتراض کیا تھا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے مقدم کروں یعنی اس سے پہلے کہوں تا کہ شاید جو بات میں نے سوچی ہے وہ ان کے خیال میں نہ آئے اور انصاری خطیب کی تعریض کا جواب ادا نہ ہو سو جو بات میں نے سوچ سے نکالی تھی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا تامل کہی اور یہ جو کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو اس کا باعث یہ ہے کہ عرب کے لوگ نہیں پہچانتے تھے سرداری کو کسی قوم پر مگر اس کے واسطے جو ان میں سے ہو اور شاید کہ اس کو نہ پہنچا تھا حکم سرداری کا اسلام میں کہ یہ قریش کے ساتھ خاص ہے اور خلافت قریش میں ہوگی پھر جب اس کو یہ حدیث پہنچی تو بند رہا اور اس نے اور اس کی قوم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے انصار کے گروہ! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو تم میں سے کس کا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھیں اور اس کے آگے امام بنیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سیکھنا علم کا ہے اہل اس کے سے اگرچہ ماخوذ منہ کم عمر ہو سیکھنے والے سے اور اسی طرح حکم ہے اگر اس کی قدر اس کی قدر سے کم ہو اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ علم نہ امانت رکھا جائے نزدیک نالائقوں کے اور نہ بیان کیا جائے اس کو مگر اس کے پاس جو سمجھ دار ہو اور نہ بیان کرے کم فہم سے جو نہ اٹھائے اور یہ کہ جائز ہے اخبار بادشاہ کی ساتھ کلام اس شخص کی کہ خوف کرے اس سے وقوع کا جس میں جماعت کا فاسد کرنا ہے اور یہ چغلی نہیں ہے اور یہ کہ جو بڑا آدمی ہو اور اس کے حق میں کوئی امر مباح ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر ایک کے واسطے مباح ہو جو اس بڑے کے ساتھ موصوف نہ ہو مانند ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ خلافت نہیں ہوگی مگر قریش میں اور اس کے واسطے دلائل بہت ہیں مشہور اور یہ کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور نہ اس کا کوئی خاوند ہو اور نہ مالک ہو تو واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ قائم کرے گواہ حمل پر یا اکراہ پر اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر دعویٰ کرے استکراہ کا اور ہو غریب تو نہیں ہے حد اوپر اس کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کوفیوں نے کہ نہیں حد ہے اوپر اس کے مگر ساتھ گواہوں کے یا اقرار کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اس نے معاف کیا حد کو ساتھ دعویٰ اکراہ کے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کا سچ لوگوں میں معروف ہو تو اس کا قول اکراہ میں قبول ہے اور اگر وہ دینداری اور صدق کے ساتھ معروف نہ ہو تو اس کا دعویٰ اکراہ قبول نہ کیا جائے خاص کر جب کہ متہم ہو اور استنباط کیا ہے اس سے باجی نے کہ جو زنا کرے غیر فرج میں اور اس کا پانی فرج میں داخل ہو اور عورت دعویٰ کرے کہ بچہ اس سے ہے

تو نہ قبول کیا جائے اور نہ لاحق کیا جائے جب کہ نہ اقرار کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کے ساتھ لاحق کیا جاتا تو حاملہ پر سنگسار کرنا نہ آتا واسطے جائز ہونے مثل اس کی کے اور عکس کیا ہے اس کا غیر اس کے نے سو کہا کہ نہیں واجب ہے حد حاملہ عورت پر مجرد حمل سے واسطے احتمال ایسے شبہ کے کہ اس نے غیر فرج میں زنا کیا ہو اور اس کا پانی فرج عورت میں داخل ہوا ہو اور یہ قول جمہور کا ہے اور جواب دیا ہے طحاوی نے کہ مستفاد عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ سنگسار کرنا حق ہے زانی پر یہ ہے کہ جب حمل زنا سے ہو تو واجب ہے سنگسار کرنا اور یہ ٹھیک ہے لیکن ضروری ہے ثابت ہونا اس کا زنا سے اور نہ سنگسار کیا جائے اس کو مجرد حمل سے باوجود قائم ہونے احتمال کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس عورت نے دعویٰ کیا کہ میں سوتی تھی سو کوئی مرد مجھ پر سوار ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے حد کو ساقط کیا، میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا اس واسطے کہ حمل مقابل اعتراف کی ہے اور جو مقابل ہو وہ اس کا قسم نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے اس نے جو نہیں دیکھتا حد کو مجرد حمل سے واسطے قائم ہونے احتمال کے کہ نہیں ہے وہ زنا محقق سے اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور یہ کہ جائز ہے اعتراض کرنا امام پر رائے میں جب کہ خوف کرے کسی امر سے اور اس کا مشورہ راجح ہو امام کے ارادے سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اہل مدینہ مخصوص ہیں ساتھ علم کے اور فہم کے واسطے اتفاق کرنے عبدالرحمٰن اور عمر رضی اللہ عنہما کے اوپر اس کے اور یہ قول صحیح ہے اس زمانے کے لوگوں کے حق میں اور ملحق ہیں ساتھ ان کے جو ان کے مشابہ ہیں بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ بدستور رہے یہ حکم ہر زمانے میں بلکہ اور نہ ہر ہر فرد میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر پہنچانے علم کے اس شخص کو جو اس کو یاد رکھے اور سمجھے اور جو اس کو نہ سمجھے وہ اس کو نہ پہنچائے مگر یہ کہ اس کو ہو بہو لفظ سے وارد کرے اور نہ تصرف کرے بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے مہلب نے اس طرف کہ مناسبت قصے رجم کے وارد کرنے کی یہاں اس جہت سے ہے کہ اس نے اشارہ کیا اس طرف کہ نہیں لائق کسی کو یہ کہ قطع کرے اس چیز میں کہ نہیں ہے اس میں نص قرآن سے اور نہ سنت سے اور نہ کہے اور نہ عمل کرے اس میں اپنی رائے سے جیسا کہ قطع کیا اس شخص نے جس نے کہا تھا کہ اگر عمر مر گیا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا جب کہ نہ پائی اس نے شرط اس شخص کی جو خلافت کے لائق ہے منصوص کتاب میں سو اس نے اس کو قیاس کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حال پر اور خطا کی قیاس میں واسطے وجود فاروق رضی اللہ عنہ کے اور اس پر واجب تھا کہ اہل قرآن اور سنت سے پوچھتا اور اس پر عمل کرتا سو مقدم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے قصہ رجم کا اور قصہ نہی منہ پھیرنے کا باپوں سے اور یہ دونوں قصے قرآن متلو میں نہیں ہیں اگرچہ اس چیز میں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اتاری اور ان کا حکم بدستور رہا اور ان کی تلاوت منسوخ ہوئی لیکن یہ مخصوص ہے ساتھ اہل اس زمانے کے جن کو اس پر اطلاع تھی ورنہ اصل یہ ہے کہ جس کی تلاوت منسوخ ہے اس کا حکم بھی منسوخ ہے اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ علم پرانا ہو جائے گا ساتھ گزرنے

زمانوں کے سوا ئیں جاہل لوگ راہ طرف تاویل کی بغیر علم کے اور بہرحال دوسری حدیث کہ میری بے حد تعریف نہ کیا کرو تو اس میں اشارہ ہے طرف تعلیم اس چیز کی جس کی بے علمی کا ان پر خوف ہے اور اس میں اہتمام اصحاب کا ہے اور اہل قرن اول کا ساتھ قرآن کے اور منع کرنا زیادتی کرنے سے قرآن میں اور اسی طرح کم کرنا اس سے بطریق اولیٰ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جو سلف سے منقول ہے مثل اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیادتی سے کہ نہیں قرآن میں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بطور تفسیر کے ہے اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ یہ اول امر میں ہو پھر قرار پایا اجماع اس چیز پر جو قرآن میں ہے اور باقی رہا منقول ہونا ان روایتوں کا یعنی مانند اور روایتوں کی بنا بر اس کے کہ وہ قرآن میں ثابت ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو ڈرے کسی قوم کے فتنے سے اور یہ کہ وہ اس کا حکم بجا نہ لائیں امر حق میں ان پر متوجہ ہو اور ان سے مناظرہ کرے اور ان پر حجت کو قائم کرے اور یہ کہ جائز ہے بڑے قدر والے کے واسطے یہ کہ تواضع کرے اور جو اس سے نیچے ہو اس کو اپنے نفس پر فضیلت دے ادب کے واسطے اور واسطے بھاگنے کے تزکیہ نفس سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر تو وہ باز نہ رہے اور یہ کہ مسلمانوں کے واسطے ایک امام سے زیادہ نہ ہو اور اس میں بددعا کرنا ہے اس پر جس کے باقی رہنے میں فتنے وفساد کا خوف ہو کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سعد رضی اللہ عنہ کو قتل کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امام کے پاس کسی کو تہمت کرے تو نہیں واجب ہے امام پر کہ اس پر حد کو قائم کرے یہاں تک کہ اس کو مقذوف طلب کرے اس واسطے کہ اس کو جائز ہے کہ قاذف سے معاف کرے اور تمسک کیا ہے بعض شیعہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں پسند کرتا ہوں تمہارے واسطے ایک کو ان دو مردوں سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے واجب ہونے کا اور اس کے مستحق ہونے کا اعتقاد نہ تھا اور اس کا جواب کئی وجہ سے ہے، اول جواب یہ ہے کہ یہ قول ان سے بطور تواضع کے تھا، دوسرا یہ کہ وہ جائز رکھتے تھے مفضول کی امامت کو باوجود فاضل کے اور اگرچہ ان کے واسطے اس میں حق تھا تو ان کو جائز تھا کہ غیر پر احسان کریں، تیسرا یہ کہ ان کو معلوم تھا کہ دونوں میں سے کوئی ان کے آگے نہیں ہوگا سو ارادہ کیا ساتھ اس کے اشارہ کرنے کا اس طرف کہ اگر مقدر کیا گیا کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوگا تو البتہ ہوگی خلافت بند بیچ دونوں کے اور اسی واسطے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت قریب ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اس واسطے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس وقت شام کے ملک میں جہاد میں مشغول تھے اور قول عمر رضی اللہ عنہ کا کہ میں مقدم ہوں اور میری گردن ماری جائے دلالت کرتا ہے اوپر صحیح ہونے احتمال مذکور کے اور یہ کہ جائز ہے اہل رائے کے واسطے کہ امام کو مشورہ دیں ساتھ عام مصلحت کے جو نفع دے عموماً یا خصوصاً اگرچہ وہ نہ مشورہ طلب کرے اور رجوع کرنا امام کا اس کی طرف وقت واضح ہونے صواب کے اور یہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کو ان دو مردوں سے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ شرط ہے کہ خلیفہ ایک ہو اور

البتہ ثابت ہو چکی ہے نص صریح کہ جو دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو دونوں میں سے پچھلے کی گردن مارو۔ (فتح)

بَابُ الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنفَيَانِ

اگر دونوں زنا کرنے والے کنوارے ہوں تو دونوں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ شادی شدہ لوگوں کو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے اور مسروق سے ہے کہ کنواروں کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اور شادی شدہ لوگوں کو سنگسار کیا جائے اور بوڑھوں کو سنگسار کیا جائے اور کوڑے مارے جائیں اور نقل کیا ہے محمد بن نصر نے کتاب الاجماع میں اتفاق اس پر کہ زانی کنوارے کو شہر بدر کیا جائے مگر کوفیوں سے اور ان میں سے ابن ابی لیلیٰ بھی جمہور کے موافق ہے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی نے کہ وہ منسوخ ہے وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو تغریب کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو کہا شافعی اور ثوری اور طبری نے ساتھ تعمیم کے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ غلام کو شہر بدر نہ کیا جائے اور کہا اوزاعی نے کہ عورت کو شہر بدر نہ کیا جائے فقط مرد کو کیا جائے اور یہی ہے قول مالک کا اور قید کیا ہے اس کو ساتھ آزاد ہونے کے اور یہی قول ہے اسحاق کا اور جو اس میں حریت کو شرط کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ غلام کے شہر بدر کرنے میں اس کے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سزا ہے اور منع کرنا ہے اس کو اس کے منفعت سے بیچ مدت تغریب کے اور تصرف شرع کا تقاضا کرتا ہے کہ نہ سزا دی جائے گی مگر قصور کرنے والے کو اور اسی واسطے ساقط ہوا ہے فرض ہونا جہاد اور حج کا غلام سے اور کہا ابن منذر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عسیف کے قصے میں قسم کھائی کہ ان کے درمیان کتاب اللہ سے حکم کریں گے پھر فرمایا کہ اس پر سو کوڑا ہے اور ایک سال شہر بدر کرنا اور خطبہ پڑھا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے منبر پر عام لوگوں پر اور عمل کیا ساتھ اس کے خلفائے راشدین نے اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو یہ اجماع ہو گیا اور اختلاف ہے شہر بدر کرنے کے مسافت میں سو بعض نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے اور بعض نے کہا کہ شرط ہے اس میں مسافت قصر کی اور بعض نے کہا کہ تین دن کی راہ اور بعض نے کہا کہ ایک دن رات کی راہ اور بعض نے کہ دو دن کی۔ (فتح)

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زانی عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ یہ حرام ہیں مسلمانوں پر۔

مُشْرِكٌ وَّحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.

فائدہ: اور مراد ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے یہ ہے کہ کوڑے مارنا ثابت ہے ساتھ کتاب اللہ تعالیٰ کے اور قائم ہوا ہے اس پر اجماع اُن لوگوں کا جن پر اعتماد ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ کنوارے کے جو شادی شدہ نہ ہو اور اختلاف ہے کوڑے مارنے کی کیفیت میں مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پیٹھ میں مارے اور اس کے غیر نے کہا کہ متفرق کرے ان کو سب اعضاء پر سوائے منہ اور سر کے اور زنا اور شراب اور تعزیر میں ننگا اور کھڑا کر کے کوڑے مارے اور عورت کو بٹھا کر اور قذف میں کپڑوں سمیت اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ ننگا کیا جائے کوئی حد میں اور آیت میں شہر بدر کرنے کا حکم نہیں سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں زیادتی کی جاتی ہے قرآن پر جز واحد سے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مشہور ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور واسطے بہت ہونے عمل اصحاب کے ساتھ اس کے اور البتہ عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ مثل اس کی کے بلکہ ساتھ اس چیز کے کہ اس سے کم ہے جیسے ٹوٹنا وضوء کا قہقہ سے اور جائز ہونا وضو کا نچوڑ کھجور سے اور سوائے اس کے جو قرآن میں نہیں ہے اور البتہ روایت کی مسلم نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ فرمایا سیکھو مجھ سے البتہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے واسطے راہ مقرر کر دی کنواری کو کنوارے کے ساتھ سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا اور شادی شدہ شخص کو شادی شدہ عورت کے ساتھ سو کوڑا اور سنگسار کرنا اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَاللَّاتِیْ یَأْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ تو عورتوں کو گھروں میں قید کیا جاتا تھا خواہ مریں یا زندہ رہیں یہاں تک کہ یہ آیت اُتری: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأْفَةٌ فِيْ إِقَامَةِ الْحَدِّ

اور کہا ابن عیینہ نے کہ رافتہ سے مراد حد کا قائم کرنا ہے

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ معطل کیا جائے حد کو یعنی نہ ترک کی جائے بالکل اور نہ کم کی جائے عدد سے۔

٦٣٢٩۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبَ عَامٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

٦٣٢٩۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حکم کرتے تھے اس کے حق میں جو زنا کرے اور شادی شدہ ہو سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا، کہا ابن شہاب نے اور خبر دی مجھ کو عروہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہر بدر کیا پھر ہمیشہ جاری رہی یہ سنت۔

وَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یہاں تک کہ مروان نے شہر بدر کیا پھر اہل مدینہ نے اس کو چھوڑ دیا یعنی بسبب کاہلی کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اور اکثر راویوں نے اس کو موقوف روایت کیا ہے۔ (فتح)

٦٣٣٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ.

٦٣٣٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے حق میں جس نے زنا کیا اور شادی شدہ نہ تھا ساتھ برس بھر شہر بدر کرنے کے اور قائم کرنے حد کے اوپر اس کے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں جائز ہونا جمع کا ہے درمیان حد اور تعزیر کے برخلاف حنفیہ کے اگر لیا جائے اس کے قول کو ساتھ اقامت حد کے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان کوڑوں اور شہر بدر کرنے کے یعنی کوڑے بھی ماریں جائیں اور شہر بدر بھی کیا جائے اس زانی کے حق میں جو شادی شدہ نہ ہو یہ بھی ان کے خلاف ہے اگر ہم کہیں کہ سب حد ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جس میں شہر بدر کرنا ہے منسوخ ہے ساتھ آیت نور کے اس واسطے کہ اس میں صرف کوڑے مارنے کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ محتاج ہے طرف ثبوت تاریخ کی اور ساتھ اس کے کہ اس کا عکس قریب تر ہے اس واسطے کہ آیت مطلق ہے ہر زانی میں سو خاص کیا گیا اس سے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شادی شدہ اور سورۂ نور کی آیت میں جو نفی کا ذکر نہیں تو اس سے اس کا نہ جائز ہونا لازم نہیں جیسا کہ اس سے سنگسار کرنے کا جائز نہ ہونا لازم نہیں آتا اور قوی حجتوں سے ہے یہ کہ قصہ عسیف کا نور کی آیت کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ افک کے قصے میں اُتری اور وہ مقدم ہے عسیف کے قصے پر اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں حاضر تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت افک سے بہت زمانہ بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَنَّثِيْنَ
گناہ کرنے والوں اور مخنثوں کا شہر بدر کرنا

فائدہ: شاید مراد اس کی رد کرنا ہے اس پر جو انکار کرتا ہے شہر بدر کرنے سے غیر محارب کے حق میں سو بیان کیا کہ وہ ثابت ہے حضرت ﷺ کے فعل سے اور جو آپ کے بعد ہیں بیچ حق غیر محارب کے اور جب ثابت ہوا اس کے حق میں جس سے کبیرہ واقع نہیں ہوا تو جو کبیرہ گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

٦٣٣١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ وَأَخْرَجَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

۶۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں کو جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں کو جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں اور فرمایا کہ ان کو گھروں سے نکال دو اور فلانے کو نکال دیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس ترجمہ کے بعد ترجمہ زانی کے اس طرف کہ جب مشروع ہوا شہر بدر کرنا اس کے حق میں جو ایسا گناہ کرے جس میں حد نہیں تو جو حد والا گناہ کرے اس کے حق میں بطریق اولیٰ مشروع ہوگا پس موکد ہوگی سنت ثابت ساتھ قیاس کے تا کہ رد کیا جائے اس پر جو معارضہ کرتا ہے سنت کا قیاس سے اور جب دونوں قیاس معارض ہوئے تو باقی رہے گی سنت بغیر معارض کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مراد مخنث سے وہ شخص ہے جو عورتوں سے مشابہت کرے نہ وہ شخص جس کے ساتھ اغلام کیا جائے اس واسطے کہ اس کی حد رجم ہے اور جس پر رجم واجب ہو اس پر شہر بدر کرنا نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کی حد میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک اس کا حکم زانی کا ہے سو اگر ثابت ہو اس پر تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور شہر بدر کیا جائے اس واسطے کہ نہیں متصور ہے اس میں احصان اور اگر مشابہت کرنے والا ہو تو اس کی حد فقط شہر بدر کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الْإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

جو حکم کرے غیر امام کو ساتھ اقامت حد کے غائب اس سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس باب کا مطلب آئندہ بھی ایک باب میں آئے اور دونوں کا مطلب ایک ہے لیکن اس جہت سے فرق ہے کہ اس باب میں غائبا عنہ حال ہے مامور سے یعنی جو حد کو قائم کرے اور دوسرے باب میں حال ہے اس شخص سے جس پر حد قائم کی جائے۔ (فتح)

٦٣٣٢۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کیجیے تو اس کا خصم اٹھا سو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے یا

وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهٗ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِكِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَزَعَمُوْا أَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

حضرت! ہمارے درمیان حکم کیجیے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے بے شک میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگسار کرنا ہے سو میں نے بدلہ دیا ۱۰۰ سو بکری اور ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہرحال بکریاں اور لونڈی سو پھیری جائیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور بہرحال تو اے انیس! اس کی عورت کے پاس جا اور اس کو سنگسار کر سو انیس رضی اللہ عنہ گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ اور جو کوئی نہ رکھتا ہو تم میں سے مقدور یہ کہ نکاح میں لائے بیوی آزاد مسلمان الخ تو چاہیے کہ نکاح کرے لونڈی ایماندار سے، الخ۔

﴿غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ﴾ زَوَانِيَ ﴿وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾ أَخِلَّاءَ.

فائدہ: اور اختلاف ہے لونڈی کے احصان میں سو اکثر نے کہا کہ احصان اس کا نکاح کرنا ہے اور بعض نے کہا کہ آزاد کرنا ہے پس بنا بر پہلے قول کے نکاح سے پہلے اس پر حد واجب نہیں ہوگی اگر زنا کرے نکاح کرنے سے پہلے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن شاہین نے کہ یہ حکم منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے لیکن ناسخ کے تاریخ معلوم نہیں اور معارض ہے اس کو یہ حدیث کہ قائم کرو حدوں کو اپنے غلاموں پر شادی شدہ ہوں یا نہ شادی شدہ ہوں اور یہ حدیث مرفوع ہے پس تمسک کرنا ساتھ اس کے اولیٰ ہے اور جب حمل کیا جائے احصان کو حدیث میں نکاح کرنے پر اور آیت میں اسلام پر تو حاصل ہوتی ہے تطبیق اور البتہ بیان کیا سنت نے کہ اگر وہ احصان سے پہلے زنا کرے تو اس کو کوڑے ماری جائیں اور بعض نے کہا کہ قید کرنا ساتھ احصان کے فائدہ دیتا ہے اس کا کہ حکم لونڈی کے حق میں کوڑے مارنا ہے نہ سنگسار کرنا سو لیا حکم زنا کرنے اس کے کا بعد شادی کے کتاب سے اور حکم زنا اس کے کا پہلے شادی کے سنت سے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سنگسار کرنا آدھا ہم آدھ نہیں ہوتا پس بدستور رہا حکم کوڑوں کا اس کے حق میں اور غیر مسافحات کے معنی ہیں نہ زنا کرنے والیاں اور ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کے معنی ہیں نہ دوست پکڑنے والیاں پوشیدہ۔

بَابٌ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ

اگر لونڈی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۶۳۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ إِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِيْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

۶۳۳۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے لونڈی سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر چوتھی بار اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بالوں کی رسی سے ہو کہا ابن شہاب نے میں نہیں جانتا کہ تیسری بار کے بعد فرمایا اس کو بیچ ڈالو یا چوتھی بار کے بعد۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو تو بعض نے کہا کہ دوہرایا ہے زنا کو جواب میں بغیر قید شادی کے واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ اس کے واسطے کوئی اثر نہیں اور موجب حد کا لونڈی میں مطلق زنا ہے اور معنی حد

مارنے کے یہ ہیں کہ اس کو حد مارو جو اس کے لائق ہے جو بیان کی گئی ہے قرآن میں اور وہ آدھی حد ہے آزاد عورت کی یعنی جو آزاد عورت کی حد ہے اس سے لونڈی کی حد آدھی ہے اور خطاب اجلدوھا میں اس کے مالک کو ہی پس استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کو قائم کرنا حد کا اس پر جس کا وہ مالک رحمۃ اللہ علیہ ہو لونڈی اور غلام سے لونڈی پر تو ساتھ نص اس حدیث کے اور غلام ملحق ہے ساتھ اس کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے سو کہا ایک گروہ نے کہ نہ قائم کرے حدوں کو مگر امام یا جس کو اس نے اجازت دی ہو اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اوزاعی اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ نہ قائم کرے مالک مگر حد زنا کو اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی مسلم بن یسار کے طریق سے کہا کہ ابو عبداللہ ایک صحابی کہتا تھا کہ زکوٰۃ اور حد اور فی اور جمعہ بادشاہ کے اختیار میں ہے کہا طحاوی نے کہ اصحاب میں سے اس کا کوئی مخالف نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن حزم نے کہ بارہ اصحاب نے اس کی مخالفت کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ قائم کرے اس کو مالک اگرچہ بادشاہ نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور یہ قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا کوئی خاوند نہ ہو تو اس کا مالک اس کو حد مارے اور اگر خاوند والی ہو تو اس کو حد مارنے کا اختیار بادشاہ کو ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لیکن یہ کہ اگر اس کا خاوند بھی اسی کے مالک کا غلام ہو تو اس کا اختیار مالک کو ہے اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے کاٹنا ہاتھ کا چوری میں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کو اور نیز مستثنیٰ کیا ہے دوسری وجہ حد شراب کو اور حجت جمہور کی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے اور نزدیک شافعیہ کے خلاف ہے بیچ شرط ہونے اہلیت مالک کے اس کے واسطے یعنی یہ شرط ہے کہ مالک حد مارنے کی لیاقت رکھتا ہو اور جو نہیں شرط کرتا ہے اس کا تمسک یہ ہے کہ اس کی راہ استصلاح کی راہ ہے سو اس میں اہلیت کی حاجت نہیں اور اگر مالک کافر ہو تو وہ حد نہ مارے اور کہا ابن عربی نے کہ کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اگر لونڈی خاوند والی ہو تو نہ حد مارے اس کو مگر امام لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مذکور جو دلالت کرتی ہے عموم پر کہ خاوند والی ہو یا بے خاوند والی یعنی مالک کو اس پر حد قائم کرنے کا ہر وقت میں اختلاف ہے خواہ خاوند والی ہو یا نہ اور البتہ واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں کہ جو ان میں سے شادی شدہ ہو اور جو نہ شادی شدہ ہو اور اس حدیث میں ہے کہ زنا عیب ہے رد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے غلام واسطے امر کم کرنے قیمت اس کی کے جب کہ پایا جائے اس سے زنا اور یہ کہ جو زنا کرے اور اس پر حد قائم کی جائے پھر زنا کرے تو پھر اس پر حد قائم کی جائے برخلاف اس شخص کے جو کئی بار زنا کرے کہ اس کو فقط ایک بار حد مارنا کافی ہے راجح قول پر اور اس میں زجر ہے فاسقوں کے میل جول سے اور ان کے ساتھ گزران کرنے سے اگرچہ التزام سے ہوں جب کہ ان کو مکرر زجر کی جائے اور وہ اس سے باز نہ آئیں اور واقع ہوتی ہے زجر ساتھ قائم کرنے حد کے اس چیز میں جس میں حد مشروع ہے اور

ساتھ تعزیر کے جس میں حد نہیں اور امر ساتھ بیچ ڈالنے اس کے شرب کے واسطے نزدیک جمہور کے اور کوڑے مارنے کا اور وجوب کے واسطے ہے کہا ابن بطال نے کہ حمل کیا ہے فقہاء نے بیچ کے امر کو اوپر رغبت دلانے کے اوپر دور ہونے کے اس شخص سے جس سے زنا مکرر ہوتا کہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ مالک اس سے راضی ہے اور اس واسطے کہ یہ وسیلہ ہے اولاد زنا کے بہت ہونے کا اور کہا ابن عربی نے کہ مراد حدیث سے جلدی بیچ ڈالنا اس کا ہے اور نہ انتظار کرے اس کی جو قیمت زیادہ دے اور نہیں ہے مراد بیچنا اس کا ساتھ قیمت رسی کے حقیقۃً اور لیکن اس میں شبہ باقی ہے کہ حکم ہے کہ زنا کار غلام لونڈی کو بیچ ڈالے اور مسلمان کو حکم ہے کہ جو اپنے واسطے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان کے واسطے چاہے تو جواب یہ ہے کہ یہ سبب اور عیب مشتری کے نزدیک محقق الوقوع نہیں جائز ہے کہ غلام اس عیب سے باز آئے جب کہ معلوم کرے گا کہ اگر اس نے ایسا کام پھر کیا تو نکالا جائے گا اس واسطے کہ جلا وطن کرنا دشوار ہوتا ہے اور نیز جائز ہے کہ مشتری کی صحبت یا کسی اور نیک کی صحبت سے اس کو تاثیر ہو اور عفت حاصل ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مالک قائم کرے حد کو اپنے غلام پر اگرچہ بادشاہ سے اجازت نہ لے۔ (فتح)

بَابُ لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَا تنفٰي

نہ ملامت کرے لونڈی کو جب کہ زنا کرے اور نہ شہر بدر کی جائے

٦٣٣٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ. تَابَعَهُ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے پھر ظاہر ہو جائے اس کی حرام کاری خواہ اس کے اقرار سے خواہ گواہوں سے تو چاہیے کہ مالک اس کو حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور نہ ملامت کرے پھر اگر زنا کرے یعنی دوسری بار تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے۔ متابعت کی ہے اس کی اسماعیل نے سعید سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی متن میں۔

فائدہ: اور بہر حال نہ شہر بدر کرنا سو استنباط کیا گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اس واسطے کہ مقصود شہر بدر کرنے سے دور کرنا ہے وطن سے جس میں گناہ واقع ہوا اور وہ حاصل ہے ساتھ بیع کے کہا ابن بطال نے وجہ دلالت کی یہ ہے کہ فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے اور بیچ ڈالے سو دلالت کی اس نے اوپر سقوط نفی

کے اس واسطے کہ جو شہر بدر کی جائے نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر بعد مدت کے اور اس میں نظر ہے جائز ہے کہ مشتری کو مدت نفی کی منفعت مجرا دے اور کم قیمت کو دے یا مشتری اس کو اس جگہ لے جائے جہاں اس پر شہر بدر ہونا صادق آئے کہا ابن عربی نے کہ مستثنیٰ ہے لونڈی شہر بدر کرنے سے واسطے ثابت ہونے حق مالک کے سو مقدم ہو گا اللہ تعالیٰ کے حق پر اور حد اس واسطے ساقط نہیں ہوتی کہ وہ اصل ہے اور نفی فرع اور غلام میں مالک کے حق کی رعایت کی گئی ساتھ ترک کرنے رجم کے اس واسطے کہ اس میں فوت ہونا نفع کا ہے بالکل جڑھ سے برخلاف کوڑوں کے اور بدستور رہا شہر بدر کرنا غلام کا اس واسطے کہ نہیں حق ہے مالک کا صحبت کرنے میں اور اختلاف ہے بیچ نفی غلام کے صحیح یہ ہے کہ غلام کو آدھا سال شہر بدر کیا جائے اور شافعیہ کا ایک قول ضعیف یہ ہے کہ پورا سال اور اکثر کے نزدیک غلام پر شہر بدر کرنا نہیں ہے اور کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ جس پر حد قائم کی جائے اس کو ملامت اور جھڑکی کے ساتھ تعزیر نہ دی جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لائق ہے یہ ساتھ اس شخص کے کہ صادر ہو اس سے یہ پہلے اس سے کہ اٹھایا جائے طرف بادشاہ کی واسطے تحذیر اور تخویف کے اور جب بادشاہ کی طرف اس کا قصہ اٹھایا جائے اور اس پر حد قائم کی جائے تو اس کو کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ نہ ملامت کرے اس کو یعنی نہ جمع کرے اس پر سزا کو ساتھ کوڑے مارنے اور ملامت کرنے کے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہ کفایت کرے ساتھ جھڑکی کے سوائے کوڑے مارنے کے۔ (فتح)

بَابُ أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوْا إِلَى الْإِمَامِ

باب ہے بیچ بیان احکام اہل ذمہ کافروں کے اور احصان ان کے جب کہ زنا کریں اور امام اسلام کی طرف پہنچائے جائیں۔

فائدہ: اہل ذمہ اُن کافروں کو کہتے ہیں جن سے حاکم اسلام نے عہد و پیمان کیا ہو اور مراد اہل ذمہ سے یہاں یہود اور نصاریٰ وغیرہ سب لوگ ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے اور محصن ہونا ان کا یعنی برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ احصان کی شرطوں سے اسلام ہے اور امام کی طرف پہنچائے جائیں یعنی برابر ہے کہ مسلمانوں کے حاکم کے پاس آئیں تا کہ ان میں حکم کرے یا ان کے سوائے کوئی اور لوگ زور سے ان کو اس کی طرف پہنچائیں برخلاف اس کے جس نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ شق اول کے مانند حنفیہ کے۔ (فتح)

٦٣٣٥ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَقَبْلَ

٦٣٣٥ـ حضرت شیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنگسار کرنے کا حکم پوچھا یعنی اس شخص کا سنگسار کرنا کہ ثابت ہو کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شادی شدہ ہو تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا میں

النُّوْرِ أَمْ بَعْدَهُ قَالَ لَا أَدْرِيْ. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْمُحَارِبِيُّ وَعَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

نے کہا کہ گیا سورۂ نور سے پہلے یا پیچھے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ متابعت کی عبدالواحد کی علی رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ اور محاربی اور عبیدہ نے شیبانی سے اور بعض نے کہا کہ مائدہ اور اول یعنی سورۂ نور کا ہونا صحیح ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اطلاق کی جہت سے ہے میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے چنانچہ ایک طریق میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا تو اس میں ہے کہ کبھی چھپا رہتا ہے صحابی جلیل پر بعض امر جو واضح ہو اور یہ کہ جو لا ادری کے ساتھ جواب دے اس پر کوئی عیب نہیں بلکہ دلالت کرتا ہے یہ اس کی کوشش اور ثابت ہونے پر پس مدح کیا جاتا ہے ساتھ اس کے۔ (فتح)

٦٣٣٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ

٦٣٣٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا پاتے ہو تم توراۃ میں بیچ حال رجم کے؟ یعنی توراۃ میں سنگسار کرنے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل اور رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارے جاتے ہیں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو بے شک توراۃ میں سنگسار کرنا ہے سو وہ توراۃ لائے اور اس کو کھولا تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھا اور اس کے آگے پیچھے پڑھا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا سو اچانک اس میں سنگسار کرنے کی آیت تھی یہودیوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سچا ہے اسے محمد توارۃ میں رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سنگسار کرنے کا حکم کیا سو دونوں سنگسار کیے گئے سو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت پر جھکا اس کو

الرَّجُلَ يَحْنِىْ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ. پتھروں سے بچاتا تھا یعنی یہاں تک کہ دونوں قتل ہوئے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابوداؤد نے سبب اس قصے کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک یہودی مرد نے عورت سے زنا کیا انہوں نے کہا کہ ہم کو اس پیغمبر کے پاس لے چلو کہ وہ پیغمبر ہوا ہے ساتھ تخفیف کے سو اگر اس نے ہم کو فتویٰ دیا سوائے سنگسار کرنے کے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور حجت پکڑیں گے ساتھ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور ہم کہیں گے کہ تیرے ایک پیغمبر کا فتویٰ ہے سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ مسجد میں بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! کیا رائے ہے تمہاری ایک مرد اور عورت کے حق میں کہ انہوں نے زنا کیا؟ الخ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں شادی شدہ تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم توراۃ میں رجم کا حال کیا پاتے ہو؟ تو احتمال ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ کے خبر دینے سے معلوم کیا ہو اور احتمال ہے کہ اس واسطے پوچھا ہو تاکہ معلوم کریں کہ ان کے نزدیک اس میں کیا حکم ہے پھر اللہ سے اس کی صحت سیکھیں اور یہ جو کہا کہ ہم ان کو فضیحت کرتے ہیں تو یعنی ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے اور گدھے پر چڑھاتے ہیں اس طور سے کہ ایک کا منہ اگلی طرف اور ایک کا منہ پچھلی طرف کرتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ توراۃ کے حکم میں تحریف کریں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولیں یا تو اس امید سے کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ غیر اس چیز کے کہ اللہ نے اُتاری اور یا انہوں نے قصد کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے تخفیف کا دونوں زانی سے اور اعتقاد کیا کہ جو ان پر واجب ہے وہ ان کے سر سے اتر جائے گا اور یا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمانے کے واسطے یہ کام کیا تھا کہ مقرر ہے کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ باطل پر قائم نہیں رہتا سو ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کذب انکار اور سچ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور البتہ واقع ہوا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان اس چیز کا جو توراۃ میں تھی کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں اور ان پر گواہ قائم ہوں تو دونوں سنگسار کیے جائیں اور اگر عورت حاملہ ہو تو انتظار کیا جائے ساتھ اس کے یہاں تک کہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے اور ایک روایت میں ہے جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے دیکھا اس کے ذکر کو عورت کی فرج میں جیسے سلائی سرمہ دانی میں تو سنگسار کیے جائیں اور اگر پائیں مرد کو ساتھ عورت کے ایک گھر میں یا ایک کپڑے میں یا عورت کے پیٹ پر تو اس میں شبہ ہے اور اس میں تعزیر ہے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں واجب ہونا حد کا ہے کافر ذمی پر جب کہ زنا کرے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اس میں خلاف ہے واسطے شافعیہ کے اور غفلت کی ہے ابن عبدالبر نے سو نقل کیا ہے اس نے اتفاق اس پر کہ شرط احصان کی جو رجم کا موجب ہے اسلام ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر یہ ساتھ اس کے کہ شافعیہ اور احمد یہ شرط نہیں کرتے اور تائید کرتا ہے ان دونوں کے مذہب کی یہ کہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ دونوں یہودی جو سنگسار کیے گئے وہ شادی شدہ تھے اور کہا مالکیہ اور اکثر حنفیہ نے کہ شرط احصان کی اسلام ہے یعنی شادی شدہ زانی پر اس وقت حد آتی ہے جب کہ

مسلمان ہو اور جواب دیا ہے انہوں نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے تو ان کو فقط توراۃ کے حکم سے سنگسار کیا تھا اور نہیں ہے وہ اسلام کے حکم سے کسی چیز میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاری کرنا حکم کا ہے اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ ان کی کتاب میں ہے اس واسطے کہ توراۃ میں سنگسار کرنا ہے زانی پر شادی شدہ ہو یا نہ شادی شدہ ہو اور پہلے پہل حضرت ﷺ کو حکم تھا کہ توراۃ کے حکم پر عمل کریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی شرع میں یہ حکم منسوخ ہو پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے ﴿وَاللَّاتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ﴾ الخ اور یہ جو کہا کہ غیر محصن کو بھی سنگسار کیا جاتا تھا تو اس میں نظر ہے اور کہا ابن عربی نے کہ حدیث میں ہے کہ اسلام نہیں ہے شرط احصان میں اور بعض نے جواب دیا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگسار کیا حضرت ﷺ نے ان دونوں کو واسطے قائم کرنے حجت کے یہودیوں پر اس چیز میں کہ حاکم کیا انہوں نے حضرت ﷺ کو حکم توراۃ کے سے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ کس طرح جائز ہے قائم کرنا حجت کا اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی شرع میں جائز نہیں باوجود اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ یہودیوں کا سنگسار کرنا توراۃ کے حکم سے واقع ہوا تھا اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُتاری اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو آئے تھے کہ پوچھیں کہ آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت مذکورہ سو اشارہ کیا ان پر ساتھ اس چیز کے کہ چھپایا انہوں نے اس کو حکم توراۃ کے سے اور نہیں جائز ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک اسلام کا حکم اس کے مخالف ہو اس واسطے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا ساتھ منسوخ کے سو دلالت کی اس نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے ناسخ کے ساتھ حکم کیا تھا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ میں حکم کرتا ہوں ساتھ اس چیز کے جو توراۃ میں ہے تو اس کی سند میں ایک راوی مبہم ہے اور باوجود اس کے اگر ثابت ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے واسطے قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور حالانکہ وہ آپ کی شریعت کے واسطے موافق ہے، میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سنگسار کرنا ناسخ ہے کوڑوں کے واسطے اور نہیں کہا کسی نے کہ رجم شروع ہوا پھر کوڑوں سے منسوخ ہوا پھر منسوخ ہوئے کوڑے رجم سے اور جب کہ حکم رجم کا باقی ہے جب سے شروع ہوا تو نہیں حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ رجم کے مجرد توراۃ کے حکم سے بلکہ اپنی شرع سے کہ بدستور رہا ہے حکم توراۃ کا اوپر اس کے اور نہیں مقدر کیا گیا کہ انہوں نے اس کو بدل کیا ہو اس چیز میں جو بدل کی اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت پر حد قائم کی جائے تو وہ بیٹھی ہو اسی طرح استدلال کیا ہے ساتھ اس کے طحاوی نے اور اس میں اختلاف ہے کہ جس عورت کو سنگسار کیا جائے اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے یا نہیں سو جو دیکھتا ہے کہ اس کے واسطے گڑھا کھودا جائے تو گڑھے میں غالبًا بیٹھی ہو گی اور اختلاف تو ان کا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کو کوڑے

مارے جائیں کہ بیٹھی ہو یا کھڑی سو رجم کی صورت کو کوڑے مارنے کی صورت پر قیاس کرنا مخدوش ہے اور یہ کہ جائز ہے قبول کرنا اہل ذمہ کی گواہی کا ایک دوسرے پر اور کہا قرطبی نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں قبول ہے گواہی کافر کی مسلمان پر اور نہ کافر پر نہ حد میں نہ غیر حد میں اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان سفر اور حضر کے اور ایک جماعت تابعین نے ان کی گواہی کو قبول کیا ہے جب کہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو اور مستثنیٰ کی ہے احمد نے حالت سفر کی جب کہ مسلمان موجود نہ ہو اور جواب دیا ہے قرطبی نے جمہور سے یہودیوں کے واقعہ سے کہ حضرت ﷺ نے جاری کیا اس پر جو معلوم کیا کہ وہ توراۃ کا حکم ہے اور لازم کیا ان پر عمل کرنا ساتھ اس کے واسطے ظاہر کرنے تحریف ان کی کے اپنی کتاب کو اور بدل کرنے ان کے اس کے حکم کو کہا نووی رحمہ اللہ نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو سنگسار کیا اعتراف سے اور اگر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہو تو شاید گواہ مسلمان تھے ورنہ نہیں ہے کوئی اعتبار ان کی گواہی کا، میں کہتا ہوں نہیں ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور احتمال ہے کہ گواہوں نے باقی یہودیوں کو اس کی خبر دی ہو تو حضرت ﷺ نے ان کا کلام سنا ہو اور نہ حکم کیا ہو درمیان ان کے مگر اس چیز کی سند سے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی سو حکم کیا ان کے درمیان وحی سے اور لازم کی ان پر حجت درمیان ان کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا﴾ اور یہ کہ ان کے گواہوں نے گواہی دی تھی ان کے علماء کے پاس ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی پھر جب انہوں نے اس قصے کو حضرت ﷺ کے پاس پہنچایا تو معلوم کیا قصے کو جیسا کہ تھا سو راویوں نے جو دیکھا یاد رکھا اور نہ تھی سند حضرت ﷺ کے حکم کی اس میں مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ مجلود کو کھڑا کر کے کوڑے مارے جائیں اور اگر عورت ہو تو بٹھا کر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ وہ مرد اس عورت پر جھکا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں دلالت ہے اس میں اس پر کہ مرد کا کھڑا ہونا بطریق حکم کے تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سنگسار کرنے شادی شدہ کے اور اوپر اقتصار کرنے کے رجم پر سوائے کوڑے مارنے کے اور یہ کہ کافروں کے نکاح صحیح ہیں اس واسطے کہ ثابت ہونا احصان کا فرع ہے ثبوت صحت نکاح کی اور یہ کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور یہ کہ یہود منسوب کرتے تھے طرف توراۃ کی وہ چیز جو اس میں نہیں اگرچہ اس کو توراۃ میں نہ بدلا ہو اور اس میں کفایت کرنا حاکم کا ہے ساتھ ایک ترجمان کے جس کا اعتماد ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ثابت ہو ہمارے واسطے قرآن یا حدیث کی دلیل سے جب تک کہ نہ ثابت ہو نسخ اس کا ہماری شریعت سے یا ان کے پیغمبر سے یا ان کی شریعت سے اور بنا بر اس کے پس محمول ہو گا جو واقع ہوا ہے اس قصے میں اس پر کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ یہ حکم توراۃ سے بالکل منسوخ نہیں ہوا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَّبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ.

جب کوئی اپنی عورت یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے حاکم کے اور لوگوں کے سامنے تو کیا حاکم پر ہے کہ کسی کو اس کی طرف بھیجے اور اس کو پوچھے اس چیز سے جس کے ساتھ اس کو تہمت کی گئی؟

٦٣٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَّأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

٦٣٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کرو اور کہا دوسرے نے اور وہ دونوں میں سے زیادہ بوجھ والا تھا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں کلام کروں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام کر اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا کہا مالک رحمہ اللہ نے عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا سو لوگوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سنگساری ہے سو میں نے اس کا بدلہ دیا سو بکری اور اپنی ایک لونڈی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سنگساری تو اس کی عورت پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ہو البتہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کروں گا بہرحال تیری بکریاں اور لونڈی تو پھیری گئی ہیں تجھ پر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے اور سال بھر شہر بدر کیا اور حکم کیا انیس رضی اللہ عنہ کو کہ دوسرے کی عورت کے پاس جائے سو اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرے تو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حکم مذکور ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو غیر کی عورت کو عیب لگائے اور بہر حال اپنی عورت کو عیب لگانا سو شاید لیا ہے اس کو اس سے کہ اس کا خاوند حاضر تھا اور اس نے انکار نہ کیا اور یہ جو کہا کیا امام پر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اختلاف کی جو اس میں ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ امام کی رائے پر ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح تر ہمارے نزدیک وجوب اس کا ہے اور حجت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ عنہ کو اس کی عورت کے پاس بھیجا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا فعل ہے نہیں ہے اس میں دلالت وجوب پر احتمال ہے کہ ہو سبب بھیجنے اس کے کا وہ چیز جو واقع ہوئی دونوں کے درمیان جھگڑے سے اور صلح ہونے سے حد پر اور مشہور ہونے قصے کے سے یہاں تک کہ مزدور کے والد نے تصریح کی ساتھ اس کے اور نہ انکار کیا اس پر اس کے خاوند نے اور کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جو اپنی عورت کو یا غیر کی عورت کو زنا کا عیب لگائے اور اس پر گواہ نہ لائے واجب ہے اس پر حد مگر یہ کہ اقرار کرے اور مان لے مقذوف پس اسی واسطے واجب ہے امام پر کہ بھیجے کسی کو عورت کی طرف جو اس سے پوچھے اور اگر عسیف کے قصے میں عورت اقرار نہ کرتی تو مزدور کے باپ پر حد قذف واجب ہوتی اور متفرع ہوتا ہے اس پر یہ مسئلہ کہ اگر کوئی مرد اقرار کرے کہ اس نے کسی خاص عورت سے زنا کیا ہے اور عورت انکار کرے تو کیا واجب ہے اس مرد پر حد زنا کی اور حد قذف کی دونوں یا فقط حد قذف کی اول قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور کہا شافعی رحمہ اللہ اور صاحبین نے کہ اس پر زنا کی حد ہے اور حجت یہ ہے کہ اگر وہ درحقیقت سچا ہو تو اس پر حد قذف نہیں اور اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر حد زنا کی ہے اس واسطے کہ اس نے اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا سو اس سے پکڑا جائے گا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ.

جو اپنے گھر والوں کو یا ان کے سوائے غیر کو ادب سکھلائے سوائے بادشاہ کے یعنی بغیر اس کے کہ بادشاہ نے اس کو اس کی اجازت دی ہو۔

فائدہ: اور یہ باب معقود ہے واسطے بیان خلاف کے کہ کیا مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام پر آپ حد قائم کرے بغیر اجازت بادشاہ کے یا اس کو اپنے غلام پر حد قائم کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ.

اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہو اور کوئی چاہے کہ اس کے آگے سے گزرے تو چاہیے کہ اس کو ہٹا دے اور اگر نہ مانے تو اس سے لڑے اس واسطے کہ بے شک وہ شیطان ہے اور کیا اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حدیث وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نمازی کو اجازت ہے کہ لڑے اس سے جو اس کے آگے سے گزرنا چاہے ساتھ دفع کرنے کے اور نہیں حاجت ہے اس میں بادشاہ کی اجازت کی اور کیا اس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور نہ انکار کیا اس پر مروان نے بلکہ اس سے اس کا سبب پوچھا اور اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح الباری)

٦٣٣٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَعَاتَبَنِيْ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ.

٦٣٣٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے یعنی نزول تیمم کے قصے میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے سوئے تھے سو کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روکا اور یہاں پانی موجود نہیں سو مجھ کو جھڑکی دی اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں چوکا اور نہ منع کرتی تھی مجھ کو ہلنے سے کوئی چیز مگر قرار پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔

٦٣٣٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ نَحْوَهٗ. لَكَزَ وَوَكَزَ وَاحِدٌ.

٦٣٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت دھکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار کی تلاش میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت آئی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا اور البتہ اس نے مجھ کو درد پہنچایا اور لکز اور وکز کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: اور ان دونوں حدیثوں میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ ادب سکھائے اپنے گھر والوں کو اور غیر کو سامنے بادشاہ کے اگرچہ اس کو اجازت نہ دی ہو جب کہ ہو یہ حق میں اور اپنے غلام کو ادب سکھلانا بھی اپنے گھر والوں کے ادب سکھلانے میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو زنا کرتے دیکھے اور اس

کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا حکم بیان نہیں کیا اور اس میں اختلاف ہے جمہور نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر گواہ قائم کرے کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا تو اس کا خون معاف ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عنداللہ اس کو قتل کرنا جائز ہے اگر شادی شدہ ہو اور ظاہر حکم میں اس پر قصاص ہے۔ (فتح)

٦٣٤٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ.

٦٣٤٠۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ پاؤں تو البتہ اس کو تلوار سے مار ڈالوں اس حال میں کہ نہ ہوں درگزر کرنے والا یا نہ ماری گئی ہو تلوار چوڑائی سے یعنی بلکہ اپنی تیزی سے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت دار ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر غیرت دار ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کو مارنا جائز نہیں اور اس پر قصاص آئے گا اور یہ کہ نہیں جائز ہے معارضہ کرنا احکام شرعیہ کا رائے سے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّعْرِيْضِ — جو آیا ہے تعریض میں

فائدہ: تعریض اس کلام کو کہتے ہیں جس کے واسطے دو وجہ ہوں ایک ظاہر اور ایک باطن سو قائل کا مقصود اس کا باطن ہوتا ہے اور ظاہر کرتا ہے ارادہ ظاہر کا اور کتاب اللعان میں اس کا کچھ بیان ہو چکا ہے۔ (فتح)

٦٣٤١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ.

٦٣٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا: سرخ فرمایا: کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ مخلوط رنگ والا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ اس کو کسی رگ نے کھینچا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو شاید تیرے اس بیٹے کو بھی

کسی رگ نے کھینچا ہو۔

فائدہ: استدلال ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تعریض سے قذف کرے تو اس کو تصریح کا حکم نہیں یعنی اس پر حد قذف نہیں آتی سو پیروی کی ہے اس کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وارد کیا ہے اس حدیث کو دو جگہوں میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیٹے سے جدا ہونے کی اجازت نہ دی اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ تعریض بیچ نکاح عدت والی عورت کی جائز ہے باوجود اس کے کہ اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا حرام ہے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ ان کا حکم جدا جدا ہے اور حد دفع کی جاتی ہے شبہ سے اور تعریض میں دونوں امر کا احتمال ہوتا ہے بلکہ عدم قذف اس میں ظاہر ہے نہیں تو اس کو تعریض نہ کہا جاتا اور جو لوگ تعریض میں حد کے قائل نہیں وہ قائل ہیں کہ اس میں ادب سکھلایا جائے اور تعزیر دی جائے اس واسطے کہ تعریض میں مسلمان کی ایذا ہے اور اجماع ہے اس پر کہ ادب دیا جائے اس کو جو پایا جائے اجنبی عورت کے ساتھ کسی گھر میں اور دروازہ بند ہو اور ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تعریض میں سزا ہے اور جواب دیا ہے بعض مالکیہ نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ گنوار فتویٰ طلب کرنے کو آیا تھا اور اس کی مراد تعریض سے قذف نہ تھی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قذف تعریض میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتی ہے اس شخص پر کہ پہچانا جائے کہ اس کا ارادہ قذف کا ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ تعریض میں حد نہیں واسطے مشکل ہونے اطلاع کے ارادے پر، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْأَدَبُ — کتنا ہے تعزیر دینا اور ادب سکھلانا

فائدہ: تعزیر کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے اور مراد ترجمہ میں تادیب ہے اور تعزیر بسبب گناہ کے ہوتی ہے اور تادیب عام تر ہے۔ (فتح)

٦٣٤٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

۶۳۴۲۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

٦٣٤٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِيْ

۶۳۴۳۔ حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اس نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہیں ہے سزا دس کوڑوں سے

مَرْيَمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عُقُوْبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

٦٣٤٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ إِذْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ.

۶۳۴۴۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ نہ کوئی کوڑے مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ تعالیٰ کی حدوں سے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ حد کے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے اس میں شارع سے عدد معین کوڑوں سے یا ضرب مخصوص سے یا سزا مخصوص سے مانند حد زنا اور چوری اور شراب اور قذف اور قتل اور قصاص اور ارتداد کے اور ان کے سوائے اور بہت چیزوں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کی سزا کا نام حد ہے یا نہیں اور وہ انکار کرتا ہے امانت سے اور اغلام کرنا اور چوپائے سے زنا کرنا اور زنا کروانا عورت کا چوپائے نر سے اور کھانا لہو اور مردار کا اختیار سے اور گوشت سور کا اور جادو اور کاہلی سے نماز کا ترک کرنا اور رمضان میں روزہ نہ رکھنا اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ مراد حد سے باب کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی ہو گناہ چھوٹا یا بڑا اور اختلاف ہے سلف کو اس حدیث کے معنی میں سو لیا ہے اس کے ظاہر کو لیث اور احمد نے مشہور میں اور اسحاق اور بعض شافعیہ نے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین نے کہ جائز ہے زیادہ کرنا دس کوڑوں پر پھر کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ پہنچے ادنیٰ حد کو اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ امام کی رائے پر ہے جتنے کوڑے مناسب جانے اتنے زیادہ مارے جہاں تک ہو اور یہ قول مختار ہے نزدیک ابو ثور کے اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سو کوڑے کو پہنچے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے تیس کوڑے آئے ہیں اور اسی طرح ابن

مسعود رضی اللہ عنہ سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہ تعزیر دی جائے مگر اس کو جس سے گناہ مکرر ہوا اور اگر کسی سے ایک بار ایسا گناہ واقع ہوا جس میں حد نہیں تو اس پر تعزیر نہیں ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ چالیس کو نہ پہنچے اس سے کم جتنے مناسب ہوں مارے اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف سے ہے کہ پچانویں کوڑوں سے زیادہ نہ مارے اور ایک روایت مالک اور ابو یوسف سے اسی کوڑوں کی روایت آئی ہے اور باب کی حدیث سے انہوں نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ وہ مقصور ہے کوڑوں پر اور اگر لاٹھی وغیرہ سے مارے تو دس سے زیادہ مارنا جائز ہے اور ایک یہ کہ وہ منسوخ ہے دلالت کرتا ہے اجماع اس کے منسوخ ہونے پر اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ بعض تابعین اس کے ساتھ قائل ہیں اور وہ قول ہے لیث بن سعد کا اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس حدیث کے کوئی اصحاب میں سے اور جمہور کا مذہب اس کے برخلاف ہے۔ (فتح)

٦٣٤٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ مِّثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ حِيْنَ أَبَوْا. تَابَعَهٗ شُعَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٤٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے تو ایک مسلمان مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا حضرت! آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب اصحاب وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا ایک دن پھر ایک دن یعنی لگاتار دو دن روزہ رکھا رات کو بھی کچھ نہ کھایا پیا پھر انہوں نے چاند کو دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاند کا چڑھنا مؤخر ہوتا تو میں تم کو وصال کے روزے زیادہ کرتا گویا ان کو سزا دیتے تھے جب کہ انہوں نے کہا نہ مانا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا گویا کہ ان کو سزا دیتے تھے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں ہے کہ تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا تو میں وصال کے روزے زیادہ کرتا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ امام کو جائز ہے کہ زیادہ کرے تعزیر میں جس قدر مناسب دیکھے لیکن نہیں معارض ہے یہ حدیث مذکور کو اس واسطے کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ عدد کے ضرب سے یا کوڑوں سے سو متعلق ہوگی ساتھ شے محسوس کے اور یہ متعلق ہے ساتھ چیز متروک کے اور وہ بند رہنا ہے روزہ توڑنے والی چیزوں سے اور درد اس میں راجع ہے طرف بھوک اور پیاس کی اور تاثیر ان کی اشخاص میں نہایت متفاوت ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جن کے سمیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کا روزہ رکھا تھا ان کو اس پر قدرت تھی سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر مہینہ دراز ہو جاتا یہاں تک کہ نوبت پہنچتا تا ان کے عاجز ہونے کی طرف تو البتہ وہ تاثیر کرنے والا ہوتا ان کے زجر میں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مراد تعزیر سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے باز رہنا اور ممکن ہے دس کوڑوں میں ساتھ اس طور کے کہ مختلف ہو سال بیچ صفت جلد اور ضرب کے بطور تخفیف کے اور تشدید کے، واللہ اعلم ، ہاں مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعزیر کا ساتھ بھوکا رکھنے کے اور مانند اس کی امور معنوی سے۔ (فتح)

٦٣٤٦۔ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.

۶۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک وہ لوگ مارے جاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب کہ خریدیں اناج تخمینے سے یعنی بغیر تول اور ماپ کے یہ کہ بیچیں اس کو اپنے مکان میں جہاں خریدا یہاں تک کہ جگہ دیں اس کو اپنے مکانوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے تعزیر دینا اس کو جو امر شرعی کی مخالفت کرے اور عقود فاسدہ کو استعمال میں لائے ساتھ ضرب کے اور مشروع ہونا اقامت محتسب کا بازاروں میں اور ضرب مذکور محمول ہے اس پر جو مخالفت کرے امر کی اس کے بعد کہ اس کو معلوم ہو۔ (فتح)

٦٣٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ.

۶۳۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کے واسطے کسی چیز میں بدلا نہیں لیا جو آپ کی طرف لائی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی چیزوں کی حرمت پھاڑی جاتی سو بدلہ لیتے اللہ تعالیٰ کے واسطے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفت النبی ﷺ میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امروں میں مگر کہ آسان تر کو اختیار کیا۔

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَاللَّطْخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

جو ظاہر کرے بے حیائی کو اور آلودگی کو اور تہمت کو بغیر گواہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اظہار فاحشہ کے یہ ہے کہ لائے وہ چیز جو دلالت کرے فاحشہ پر عادۃ بغیر اس کے کہ ثابت ہو یہ گواہوں سے یا اقرار سے اور لطخ کے معنی ہیں عیب لگایا گیا ساتھ بدی کے اور آلودہ کیا گیا اور تہمت سے مراد وہ شخص ہے جو متہم ہو ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ تحقیق ہو اس میں اگرچہ عادۃً ہو۔ (فتح)

٦٣٤٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا. قَالَ فَحَفِظْتُ ذَاكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنْ جَآءَ تْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَإِنْ جَآءَ تْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَآءَ تْ بِهٖ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ.

٦٣٤٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں موجود تھا پاس دو لعان کرنے والوں کے اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی تو اس کے خاوند نے کہا کہ اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا کہا سو میں نے یاد رکھا اس کو زہری سے کہ اگر اس عورت نے ایسا ایسا بچہ یعنی ایسی شکل وصورت کا بچا جنا تو اس کا خاوند جھوٹا ہے اور اگر اس نے ایسا ایسا بچا جنا گویا وہ بہمنی ہے تو اس کا خاوند سچا ہے اور میں نے زہری سے سنا کہتا تھا کہ اس نے بچہ جنا مگر وہ شکل کا۔

٦٣٤٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

٦٣٤٩۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کو تو عبداللہ بن شداد نے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا اس نے کہا کہ نہیں اس عورت نے زنا کو ظاہر کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

٦٣٥٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا

٦٣٥٠۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے

اللَّيْث حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ أَهْلِهٖ آدَمَ خَدِلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ.

پاس لعان کرنے والے کا ذکر ہوا تو عاصم بن عدی سے اس میں کوئی بات کہی پھر پھرا سو ایک مرد اس کی قوم سے اس کے پاس آیا شکایت کرتا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو عاصم نے کہا کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات سے سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ کو خبر دی اس کی جس پر اس نے اپنی عورت کو پایا تھا یہ مرد زرد رنگ کم گوشت والا یعنی دبلا پتلا سیدھے بال والا تھا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اس نے اپنی عورت کے ساتھ پایا وہ گندم گوں موٹا بہت گوشت والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کی کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اسی مجلس میں کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں بدی یعنی زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ ظاہر ہوا ہے شبہ اس کی بول چال میں اور شکل وصورت میں اور جو داخل ہوتا ہے اوپر اس کے اور شاید راویوں نے اس کی پردہ پوشی کے واسطے اس کا نام نہیں لیا کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں ہے کہ حد نہیں واجب ہوتی ہے کسی پر بغیر گواہوں کے یا اقرار کے اگرچہ متہم ہو بے حیائی کے کام سے، کہا نووی رحمہ اللہ نے معنی تظہر السوء کے یہ ہیں کہ بدی اس سے مشہور ہوئی تھی اور پھیل گئی تھی لیکن نہ قائم ہوئے گواہ اوپر اس کے ساتھ اس کے

اور نہ اس نے اقرار کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہوتی ہے حد مشہور ہونے سے ساتھ بدی کے۔ (فتح)

بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ
عورتوں کو عیب لگانا اور زنا کی تہمت کرنا

فائدہ: اور مراد محصنات سے آزاد اور پاک دامن عورتیں ہیں اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ خاوند والیوں کے بلکہ کنواری کا حکم بھی بالا جماع اسی طرح ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَّأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾.

اور جو عیب لگاتے ہیں پرہیز گار عورتوں کو پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو اسی کوڑے مارو غفور رحیم تک، جو لوگ بدکاری کی تہمت دیتے ہیں پرہیز گار غافل اور ایماندار عورتوں کو آخر آیت تک۔

فائدہ: پہلی آیت شامل ہے حد قذف کے بیان کو اور دوسری اس کو کہ وہ کبیرہ گناہ ہے اس واسطے کہ جس گناہ پر عذاب یا لعنت کا وعدہ دیا گیا ہو یا اس میں حد مشروع ہو وہ کبیرہ ہوتا ہے اور یہی معتمد ہے اور ساتھ اس کے مطابق ہوگی حدیث باب کی دونوں آیتوں کو اور البتہ اجماع ہوا ہے اس پر کہ جو حکم شادی شدہ مرد کے قذف کا ہے وہی حکم شادی شدہ عورت کے قذف کا ہے اور اختلاف ہے بیچ حکم قذف غلاموں کے۔ (فتح)

۶۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

۶۳۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو سات کبیرے گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا حضرت! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور سود کھانا اور یتیم لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایماندار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں ان کو عیب لگانا۔

فائدہ: اس حدیث میں کبیرے گناہ فقط سات ہی فرمائے لیکن اور حدیثوں میں اور بھی ثابت ہیں اور معتمد ان سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مرفوع بغیر تداخل کی وجہ صحیح سے اور وہ سات تو یہ ہیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں اور انتقال کرنا ہے ہجرت سے اور زنا اور چوری اور عقوق اور جھوٹی قسم اور الحاد کرنا حرم کعبے میں اور شراب پینا اور جھوٹی گواہی اور چغلی اور نہ بچنا پیشاب سے اور غنیمت میں خیانت کرنا اور باغی ہونا امام سے اور جدا ہونا جماعت سے سو یہ بیس کبیرے گناہ ہیں اور متفاوت ہیں مرتبے ان کے اور جو تعداد اس سے مجمع علیہ ہے وہ قوی تر ہے مختلف فیہ سے مگر جس کو قرآن نے مضبوط کیا یا اجماع نے پس ملحق ہو گا ساتھ اس چیز کے جو اوپر ہے اور جمع ہو گا مرفوع اور موقوف سے جو اس کے قریب ہے اور حاجت پڑے گی اس وقت جواب کی اس سے کہ اس حدیث میں فقط سات ہی کبیرے گناہوں کو کیوں ذکر کیا سب کبیرے گناہوں کو کیوں نہیں ذکر کیا؟ اور جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد کا حجت نہیں اور یہ جواب ضعیف ہے اور ساتھ اس کے کہ پہلے حضرت ﷺ کو یہی سات معلوم ہوئے تھے پھر معلوم ہوئے جو زیادہ ہیں اس سے پس واجب ہے لینا زائد کو یا واقع ہوا ہے اقتصار بحسب مقام کے بہ نسبت سائل کے کہ اس وقت انہیں گناہوں کا ذکر کرنا مصلحت ہو گا اور مانند اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے گناہ سات سو تک ہیں اور محمول ہے کلام اس کا مبالغہ پر بہ نسبت اس کے جو کبیرے گناہوں کو فقط سات ہی میں حصر کرتا ہے اور جب یہ قرار پایا تو معلوم ہو گیا فاسد ہونا اس شخص کے قول کا جو کبیرے گناہ کی تعریف کرتا ہے ساتھ اس کے کہ کبیرہ وہ ہے جس میں حد واجب ہو اس واسطے کہ اکثر ان گناہوں میں حد نہیں ہے اور کہا رافعی کبیر نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس میں حد واجب ہو، اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ ہے کہ ملحق ہو وعید ساتھ صاحب اس کے نص کتاب سے یا سنت سے اور اکثر لوگوں نے اول تعریف کو ترجیح دی ہے لیکن دوسری تعریف موافق تر ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو وقت تفصیل کبیرے گناہوں کے اور بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ قرین ہو ساتھ اس کے وعید یا لعنت اور یہ شامل تر ہے اس کے غیر سے اس واسطے کہ جس میں حد ثابت ہوئی ہے نہیں خالی ہے وارد ہونے وعید کے سے اس کے فعل پر اور داخل ہے اس میں ترک کرنا واجبات فوری کا مطلق اور متراخیہ کا جب کہ تنگ ہو وقت اور ابن صلاح نے کہا کہ کبیرے گناہ کے واسطے کئی علامتیں ہیں ایک واجب ہونا حد کا ہے اور ایک وعدہ دینا ہے اس پر عذاب کا ساتھ آگ کے اور مانند اس کی کے کتاب میں یا سنت میں اور ایک وصف کرنا اس کے صاحب کا ہے ساتھ فسق کے اور ایک لعنت ہے اور یہ وسیع تر ہے پہلی تعریفوں سے اور سب سے بہتر تعریف قول قرطبی کا ہے مفہم میں کہ جس گناہ پر بولا گیا ہے ساتھ نص کتاب کے یا سنت کے یا اجماع کے کہ وہ کبیرہ ہے یا عظیم ہے یا خبر دی جائے اس میں ساتھ شدت عقاب کے یا معلق کی جائے اس پر حد یا سخت ہو انکار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ گناہ ہے بنا براس کے پس سزاوار ہے تلاش کرنا اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے اس میں وعید یا لعن یا فسق قرآن میں یا صحیح حدیثوں میں یا حسان میں اور جوڑا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص قرآن میں

اور صحیح یا حسن حدیثوں میں اس پر کہ وہ کبیرہ ہے سو جہاں تک پہنچیں گے وہاں سے ان کی گنتی معلوم ہو جائے گی اور کہا حلیمی نے کہ ایسا کوئی گناہ نہیں مگر کہ اس میں صغیرہ اور کبیرہ ہے اور کبھی صغیرہ پلٹ کر کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ فاحشہ ہو جاتا ہے مگر کفر کہ اس کی کوئی قسم صغیرہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ — غلاموں کو بدکاری کی تہمت کرنا

فائدہ: اور حکم لونڈی اور غلام کا اس میں برابر ہے اور ترجمہ میں اضافت طرف مفعول کی ہے بدلیل حدیث باب کے اور احتمال ہے کہ فاعل کی طرف اضافت ہو اور حکم اس کا یہ ہے کہ اگر غلام قذف کرے تو اس پر آدھی حد ہے بہ نسبت حد آزاد کے مرد ہو یا عورت اور یہ قول جمہور کا ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک تھوڑی جماعت سے ہے کہ اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔ (فتح)

٦٣٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ.

۶۳۵۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے غلام کو بدکاری کا عیب لگائے اور وہ پاک ہو اس سے جو اس نے کہا تو اس کو قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ حقیقت ایسا ہی ہو جیسا اس نے کہا۔

فائدہ: یعنی پس اس کو قیامت کے دن کوڑے نہ مارے جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ غلام کو اختیار ہوگا کہ قیامت کے دن خواہ اس سے حد لے لے یا معاف کر دے کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ اگر آزاد مرد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد واجب نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث اس واسطے کہ اگر اس کے مالک پر دنیا میں حد واجب ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذکر کرتے جیسا ذکر کیا کہ اس کو آخرت میں کوڑے مارے جائیں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے اس کو ساتھ آخرت کے واسطے جدا کرنے آزاد لوگوں کے غلاموں سے سو بہر حال آخرت میں سو ملکیت ان کی ان سے دور ہو جائے گی اور برابر ہو جائے گی حدود میں اور بدلہ لیا جائے گا واسطے ہر ایک کے ان میں سے مگر یہ کہ معاف کیا جائے اور نہیں کمی بیشی ہو گی فضیلت میں مگر ساتھ تقویٰ کے اور اس کے اجماع میں جو اس نے نقل کیا ہے نظر ہے اس واسطے کہ عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اگر ام ولد کو قذف کرے تو آزاد کو حد ماری جائے اور یہی قول ہے حسن اور اہل ظاہر کا کہا ابن منذر نے اختلاف ہے اس کے حق میں جو ام ولد کو زنا کا عیب لگائے سو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے کہا کہ اس میں حد واجب ہے اور قیاس قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بعد موت مالک کے اور اسی طرح ہر وہ شخص جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ آزاد ہو جاتی ہے مالک

کے مرنے سے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے ہے کہ ام ولد کے قاذف پر حد نہیں اور کہا مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے کہ جو آزاد مرد کو قذف کرے غلام جان کر تو واجب ہے اس پر حد۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَأْمُرُ الْإِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ

کیا حکم کرے امام کسی مرد کو سو مارے حد غائب اس سے تو کیا یہ مکروہ ہے یا نہیں اور البتہ کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے۔

٦٣٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا فِيْ أَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّخَادِمٍ وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رِجَالًا مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

٦٣٥٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں مگر یہ کہ تو ہمارے درمیان کتاب اللہ سے حکم کرے تو اس کا خصم اٹھا اور وہ اس سے زیادہ تر سمجھ والا تھا سو اس نے کہا کہ یہ سچا ہے ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم کیجیے اور مجھ کو اجازت ہو یا حضرت! تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے گھر والوں میں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو میں نے بدلہ دیا اس کا سو بکری اور ایک لونڈی اور پھر میں نے بعض اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور سال بھر شہر بدر کرنا اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے البتہ میں حکم کروں گا درمیان تمہارے کتاب اللہ سے سو بکری اور لونڈی تجھ پر پھیری جائے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور سال بھر شہر بدر کرنا ہے اور اے انیس! اس کی عورت پر جا اور اس سے پوچھ سو اگر اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر سو اس نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدِّيَّاتِ

کتاب ہے دیت کے بیان میں

فائدہ: دیت اس مال کا نام ہے جو جان کے عوض دیا جاتا ہے یعنی خون بہا اور وارد کی ہے بخاری نے تحت اس ترجمہ کے وہ چیز جو متعلق ہے قصاص سے اس واسطے کہ جس چیز میں قصاص ہے اس میں مال پر عفو کرنا بھی جائز ہے سو ہوگی دیت شامل تر اور اس کے سوائے اور لوگوں نے کتاب القصاص کہا ہے اور اس کے تحت میں دیت کو داخل کیا ہے اس واسطے کہ قتل عمد اصل قصاص ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو قتل کرے ایمان دار کو جان بوجھ کے تو اس کا بدلہ دوزخ ہے

فائدہ: اور اس آیت میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق اور سورۂ فرقان کی تفسیر میں اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے اور بیان اختلاف کا کہ قاتل کے واسطے توبہ ہے یا نہیں اور روایت کی ہے اسماعیل قاضی نے ساتھ سند حسن کے احکام قرآن میں کہ جب یہ آیت اتری تو اصحاب نے کہا کہ دوزخ واجب ہوئی یہاں تک کہ یہ آیت اُتری ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ میں کہتا ہوں اور اس پر اعتماد کیا ہے اہل سنت نے اس میں کہ قاتل مومن کا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری اور مسلم میں ہے اس کے بعد کہ ذکر کیا قتل اور زنا وغیرہ کو اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے اس سے معاف کرے اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ اس شخص کا جس نے بنی اسرائیل میں سے سو آدمی کو مارا تھا۔ (فتح)

٦٣٥٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ

٦٣٥٤۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے واسطے اس خوف کے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنے

يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَهَا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْأٰيَةَ.

ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری اور جو نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے کسی جان کا جو حرام کی اللہ تعالیٰ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں بدکاری کرتے اور جو کرے یہ کام وہ بڑے گناہ سے ہے۔

فائدہ: یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے کہا کرمانی نے کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ قتل مطلق اعظم ہے، میں کہتا ہوں نہیں منع ہے کہ ہو گناہ بڑا غیر سے اور بعض فرد اس کا بعض سے بڑا ہو اور وجہ اعظم ہونے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے جمع کیا ہے ساتھ قتل کے ضعف اعتقاد کو اس میں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے رزق دینے والا۔ (فتح)

٦٣٥٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.

٦٣٥٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ مرد اپنے اپنے دین کی راہ سے کشائش اور امن و امان میں ہے جب تک کہ ناحق خون نہ کیا ہو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اپنے گناہ سے سو مفہوم اول کا یہ ہے کہ ناحق خون کرنے سے اس کا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے سو اس میں اشعار ہے ساتھ وعید کے ایمان دار کے قتل کرنے پر جان بوجھ کے ساتھ اس چیز کے کہ وعدہ دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر کو اور مفہوم دوسرے کا یہ ہے کہ وہ گناہ کے سبب سے تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بعید ہونے عفو کے اس سے واسطے ہمیشہ رہنے اس کے تنگی مذکور میں، کہا ابن عربی نے کہ کشادگی دین میں فراخ ہونا نیک عملوں کا ہے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو نیک عملوں میں تنگی ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کے گناہ کو دور نہیں کرتے اور کشادگی گنا میں یہ ہے کہ وہ توبہ سے مغفرت کو قبول کرے یہاں تک کہ جب قتل آتا ہے تو قبول ہونا توبہ کا اُٹھ جاتا ہے اور یہ تفسیر بنا بر رائے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں ہے۔ (فتح)

٦٣٥٦۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ

٦٣٥٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے امروں سے جس سے کوئی راہ نکلنے کی نہیں اس کے واسطے جو اپنی جان کو ان میں ڈالے بہانا خون حرام کا ہے

الْأُمُوْرِ الَّتِیْ لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهٗ فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهٖ. ناحق۔

فائدہ: اور مراد اس سے قتل کرنا اس کا ہے جس طور سے کہ ہو اور ورطہ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی نجات نہ پائے اور شاید یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کھینچا گیا ہے حدیث مذکور سے اس واسطے کہ یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کشائش میں نہیں ہوتا تو اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ اس نے اپنی جان کو ورطہ میں ڈالا اور اس کو ہلاک کیا اور ثابت ہو چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے ایک مرد سے کہا جس نے ناحق ایک آدمی کو مارا تھا کہ تو بہشت میں داخل نہیں ہو گا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب دنیا کا دور ہو جانا آسان تر ہے اللہ تعالیٰ پر مسلمان آدمی کے قتل کرنے سے، کہا ان تین نے کہ ثابت ہو چکی ہے نہی قتل چوپائے کے سے ناحق اور وعید اس میں سو کیا حال ہے آدمی کے قتل کرنے کا کیا حال ہے مسلمان کا پھر کیا حال ہے متقی کا۔ (فتح)

٦٣٥٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ.

۶۳۵۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہو گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسا سخت گناہ ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل خونوں کے مقدمات رجوع ہو کر فیصلہ ہوں گے یعنی معاملات میں اور عبادات میں پہلے پہل نماز سے سوال ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ ناحق خون کرنا بڑا سخت گناہ ہے اس واسطے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ابتدا ساتھ اہم چیز کے۔ (فتح)

٦٣٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهٗ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيْفَ بَنِيْ زُهْرَةَ حَدَّثَهٗ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَقِيْتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِيْ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ وَقَالَ

۶۳۵۸۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی سے روایت ہے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا کہ اس نے کہا یا حضرت! میں ایک کافر سے ملا سو ہم ایک دوسرے سے لڑے سو اس نے تلوار سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے ایک درخت کی پناہ لی اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مسلمان ہوا کیا میں اس کو قتل کروں اس کے بعد کہ اس نے یہ کلمہ کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت قتل کر اس کو کہا یا حضرت! سو بے شک اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے

أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَأَقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا أَأَقْتُلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ.

بعد یہ کہا کیا میں اس کو قتل کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مت قتل کر سو اگر تو اس کو مارے گا تو وہ تیرے مارنے سے پہلے بجائے تیرے ہو گیا ہے اور تو بجائے اس کے ہو جائے گا جیسے وہ کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ قتل نہیں ہے سبب واسطے ہونے ہر ایک کے بجائے دوسرے کے اور مراد لازم اس کا ہے مانند قول اس کے کی کہ مباح ہو جائے گا خون تیرا اگر تو نے نافرمانی کی کہا خطابی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر مباح الدم ہے ساتھ حکم دین کے اسلام لانے سے پہلے اور جب مسلمان ہو جائے تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے مسلمان کی طرح سو اگر مسلمان اس کے بعد اس کو قتل کرے تو اس کا خون مباح ہو جاتا ہے ساتھ حق قصاص کے مانند کافر کی ساتھ حق دین کے اور نہیں مراد ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا خارجی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کبیرے گناہ سے کافر ہو جاتا ہے اور حاصل اس کا اتحاد دونوں منزلوں کا ہے باوجود اختلاف ماخذ کے پس اول یہ کہ وہ مثل تیری ہے خون کے محفوظ ہونے میں اور ثانی یہ کہ تو اس کے برابر ہے خون رائیگاں ہونے میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو قاتل ہو جائے گا جیسا وہ قاتل تھا اور یہ تعریض ہے اس واسطے کہ مراد تغلیظ ہے ساتھ ظاہر لفظ کے بجز باطن اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے قاتل ہے یہ مراد نہیں کہ وہ اس کے قتل کرنے سے کافر ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے قتل کے قصد کرنے سے گنہگار ہے جیسا کہ وہ تیرے قتل کے قصد سے گنہگار ہوا سو تم دونوں ایک حالت میں ہو گناہ سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو اس کے نزدیک حلال الدم ہے پہلے اس سے کہ تو مسلمان ہو کہ تو اس کی مثل کفر میں تھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک حلال الدم تھا اس سے پہلے اور بعض نے کہا کہ مغفرت کی گئی ہے اس کی ساتھ گواہی توحید کے جیسا کہ تو بخشا گیا ہے ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو بجائے اس کے ہے مباح الدم ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد جھڑکنا ہے اس کے قتل کرنے سے نہ یہ کہ جب کافر کہے کہ میں مسلمان ہوا تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر کا خون مباح ہے اور مسلمان جس نے اس کو قتل کیا ہے اگر جان بوجھ کے اس کو قتل نہ کیا ہو اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ مسلمان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قتل کیا ہو اس کو تاویل سے تو یہ بجائے اس کے مباح الدم نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کے برابر ہے بیچ مخالفت حق کے اور ارتکاب کرنے گناہ کے اگرچہ مختلف ہے نوع کہ ایک کفر ہے اور ایک گناہ اور بعض نے کہا

کہ مراد یہ ہے کہ اگر تو اس کے قتل کو حلال جان کر اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہے کفر میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحت اسلام اس شخص کے جو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اسلام لایا اور اس سے زیادہ نہ کہے اور اس میں نظر ہے کہ وہ کفایت کرتا ہے کف میں علاوہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے سوال کرنا مسئلوں کا ان کے واقع ہونے سے پہلے بنا بر اس کے کہ پہلے گزر چکی ہے ترجیح اس کی اور جو بعض سلف سے اس کی کراہت منقول ہے تو یہ محمول ہے اس پر جس کا واقع ہونا نہایت کم اور نہایت نادر ہو اور بہر حال جس کا واقع ہونا عادۃً ممکن ہو تو اس کا سوال کرنا جائز ہے تا کہ معلوم کرے۔

وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِي إِيْمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَأَظْهَرَ إِيْمَانَهُ فَقَتَلْتَهُ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِي إِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے فرمایا کہ جب کہ ایک مرد ایمان دار اپنے ایمان کو قوم کفار میں چھپاتا تھا کہ اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا اور مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا سو اسی طرح تو بھی اس سے پہلے مکے میں اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اس میں مقداد رضی اللہ عنہ بھی تھا کافر ان کو دیکھ کر بھاگ گئے ایک مرد ان میں بہت مال دار تھا وہ ٹھہرا رہا سو اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مقداد! تو نے قتل کیا اس مرد کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اس کا جواب دے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ ﴿فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے کسی جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرام ہے قتل کرنا اس کا مگر حق سے کہ زندہ ہوں ان سے سب آدمی۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے ابتدا اس کی ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ جو مار ڈالے کسی جان کو بغیر عوض کے اور بغیر رہزنی کرنے کے تو گویا کہ اس نے مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے زندہ کیا ایک جان کو تو گویا زندہ کیا سب لوگوں کو اور اس پر تطبیق کھاتی ہے پہلی حدیث باب کی اور وہ قول اس کا ہے کہ مگر کہ آدم کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے اور باقی سب حدیثیں بیچ

تعظیم امر قتل کی ہیں یعنی قتل کرنے کا بڑا بھاری اور بہت بڑا سخت گناہ ہے اور مبالغہ کرنا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اس آیت میں سب آدمیوں کے قتل کرنے اور زندہ کرنے سے سو کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کے قتل کرنے کا بڑا سخت اور بہت بھاری گناہ ہے یہ قول حسن اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب لوگ اس کے مدعی ہوں گے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے اس پر قصاص مسلمان کے قتل کرنے سے برابر اس کے کہ واجب ہوتا ہے اس پر اگر سب آدمیوں کو قتل کرے اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم عقوبت کی ہے اور شدت وعید کی اس طور سے کہ قتل ایک کا اور قتل کرنا سب کا برابر ہے بیچ واجب ہونے غضب اللہ تعالیٰ کے اور اس کے عذاب کے اور اس کے مقابل یہ ہے کہ جس نے کسی کو قتل نہ کیا تو زندہ ہوئے اس سے سب لوگ واسطے سلامت ہونے ان کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے واسطے قصاص واجب ہو اور وہ اس سے معاف کر دے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا سب لوگوں کے زندہ کرنے سے اور بعض نے کہا کہ واجب ہوتا ہے شکر اس کا سب لوگوں پر اور گویا اس نے سب پر احسان کیا اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختیار کیا ہے اس کو اس واسطے کہ نہیں پایا جاتا کوئی جی کہ قائم ہو قتل کرنا اس کا دنیاوی ضرر میں مقام قتل کرنے تمام نفسوں کے اور نہ زندہ کرنا ان کا دنیاوی نفع میں مقام زندہ کرنے تمام آدمیوں کے۔ (فتح)

٦٣٥٩۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْهَا.

٦٣٥٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی جی مگر کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے۔

فائدہ: قاتل کا نام قابیل ہے اور مقتول کا نام ہابیل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس وقت کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جائے فقط اس وقت قربانی کرنا تھا سو اگر قبول ہوتی تو آسمان سے آگ اترتی اور اس کو جلا ڈالتی ورنہ نہ جلاتی سو قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی آگ نے اس کو نہ جلایا اور ہابیل کا صدقہ قبول ہوا اس رشک سے اس نے اس کو مار ڈالا اور قابیل آدم علیہ السلام کا سب سے پہلا صلبی بیٹا ہے بہشت میں پیدا ہوا تھا اور جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت قابیل پچیس برس کا تھا اور ہابیل بیس برس کا اور ہابیل کے معنی ہیں ہبۃ اللہ اور جب ہابیل قتل ہوا تو آدم علیہ السلام غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر میں شیث علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے معنی ہیں عطیۃ اللہ اور انہی سے آدم علیہ السلام کی اولاد پھیلی اور ذکر کیا ہے اہل علم نے کہ حضرت حوا بیس بار جنیں چالیس بیٹے ہر بار میں ایک لڑکا اور

ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے پھر جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے اس وقت ان کی اولاد چالیس ہزار آدمی تھے اور نہ باقی رہا طوفان میں کوئی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی اور وہ شیث علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کشتی میں ان کے ساتھ اسی آدمی تھے اور باوجود اس کے پس نہ باقی رہی مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سو بڑھے لوگ ان سے یہاں تک کہ زمین بھر گئی اور یہ جو کہا اس واسطے کہ قتل کی رسم پہلے اسی سے شروع ہوئی تو یہ اصل ہے اس میں کہ مدد کرنا اس چیز پر کہ حلال نہ ہو حرام ہے اور یہ حدیث میں ہے کہ جو بد رسم نکالے تو جتنا گناہ کرنے والے کو ہوگا اتنا گناہ اس کو ہوگا جس نے پہلے وہ رسم بد نکالی، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے سو یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس نے اس گناہ سے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

٦٣٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٣٦٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث کے معنی میں آٹھ قول ہیں ایک یہ کہ وہ ظاہر پر ہے دوم یہ کہ وہ حلال جاننے والوں کے حق میں ہے، تیسرا یہ کہ کفر کرنے والے ساتھ حرام ہونے خون کے اور حرمت مسلمانوں کے اور حقوق دین کے، چوتھا یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے، پانچواں ہتھیار پہننے والے، چھٹا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفر کرنے والے، ساتواں یہ زجر ہے اس کے ظاہر معنی مراد نہیں ہیں، آٹھواں یہ کہ ایک دوسرے کو کافر نہ کہو۔ (فتح)

٦٣٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٦١۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا کہ نہ پلٹ جانا میرے بعد کافر ہو کر بعض بعض کی گردن مارے، روایت کیا ہے اس کو ابوبکر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: چپ کرا یعنی تاکہ خطبہ سنیں۔

٦٣٦٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

٦٣٦٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کبیرے

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ. شَكَّ شُعْبَةُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ.

گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسم کھانا، شعبہ راوی کو شک ہے اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے کہا کہ کبیرے گناہ شرک کرنا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور جھوٹی قسم اور ماں باپ کی نافرمانی یا کہا اور قتل کرنا جان کا۔

فائدہ: اور غرض اس سے قتل جان کا ہے۔

٦٣٦٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ مَرْزُوْقٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ.

٦٣٦٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور جان کا قتل کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ایذاء رسانی اور جھوٹی بات یا فرمایا اور جھوٹی گواہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

٦٣٦٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنَ

٦٣٦٤۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو گروہ حرقہ کی طرف بھیجا جو قوم جہینہ کی ایک شاخ ہے تو صبح ہوتے ہی ہم ان پر ٹوٹ پڑے سو ہم نے ان کو شکست دی کہا اور میں اور ایک انصاری مرد ایک مرد کو ان میں سے ملے یعنی ہم نے اس کو پایا سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس

جُهَيْنَةَ قَالَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

نے زبان سے لا الہ الا اللہ کہا سو انصاری اس سے باز رہا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کیا کہا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے اُسامہ! کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ میں نے کہا یا حضرت! اس نے تو اپنے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا، یعنی وہ سچا مسلمان نہ تھا فرمایا کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد؟ سو ہمیشہ رہے اس کلمے کو مکرر کہتے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟ یعنی تجھ کو صرف ظاہر پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور جو آدمی زبان سے بولے دل کا حال معلوم کرنے کی کوئی راہ نہیں اور نہ دل کا حال کسی طریق سے معلوم ہوسکتا ہے سو حضرت ﷺ نے اس پر انکار کیا کہ تو نے ظاہر پر عمل کیوں نہیں کیا سو فرمایا کہ تو نے اس کے دل کو نہیں چیرا تا کہ تو دیکھتا کہ اس کے دل میں ایمان تھا یا نہیں سو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تو دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا تو کفایت کر ساتھ ظاہر کے اور جو زبان سے بولے اور اس میں دلیل ہے اوپر مرتب ہونے احکام کے اسباب ظاہرہ پر سوائے باطنہ کے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت کرتا ہے کلام نفسی کو اور یہ جو کہا کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا یعنی میں آج مسلمان ہوا ہوتا اس واسطے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے سو اس نے آرزو کی کہ ہوتا یہ وقت اول داخل ہونے اس کے کا اسلام میں تا کہ بے خوف ہوتا ایسے فعل کی جرأت سے اور یہ مراد نہیں کہ اس نے آرزو کی کہ میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور گویا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے سب نیک عملوں کو اس فعل کے مقابلے میں حقیر جانا واسطے اس چیز کے کہ سنی انکار شدید سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو بطور مبالغہ کے اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں کہ اس کی دیت دلوائی یا نہیں اس کو اس واسطے ذکر نہیں کیا کہ سامع کو اس کا علم تھا یا یہ واقعہ دیت اُترنے سے پہلے کا ہے یا اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اصل قتل کی اجازت دی پس نہ لازم ہوگی ضمان اس چیز کی کہ تلف ہو نفس سے اور مال سے مانند طبیب کی یا اس کا کوئی والی مسلمان نہ تھا جو اس کی دیت کا مستحق ہوتا کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کلمے کو کئی بار مکرر فرمایا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ

کا عذر قبول نہ کیا تو اس میں سخت جھڑکی ہے ایسے فعل کے کرنے سے اور یہی قصہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی قسم کا سبب تھا کہ میں اس کے بعد کے مسلمان سے نہیں لڑوں گا اسی واسطے جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوئے۔ (فتح)

٦٣٦٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّيْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

٦٣٦٥ـ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُن نقیبوں سے ہوں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یعنی عقبہ کی رات کو ہم نے آپ سے بیعت کی اس پر کہ نہ شریک کریں ساتھ اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو اور نہ زنا کریں اور نہ چوری کریں اور نہ قتل کریں اس جان کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور نہ اچک لیں چیز کسی کی اور نہ نافرمانی کریں بدلے بہشت کے اگر ہم ان کاموں کو کریں اور اگر ہم ان چیزوں سے کسی چیز کو ڈھانکیں یعنی اگر ان سے کوئی چیز واقع ہو تو اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ بیعت اس کیفیت سے عقبہ کی رات واقع ہوئی اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ یہ کیفیت عورتوں کی بیعت میں واقع ہوئی۔

٦٣٦٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ أَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٣٦٦ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں روایت کیا ہے اس کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یعنی ہمارے طریقے پر نہیں اور مراد اس سے زجر اور تشدید ہے نہ یہ کہ وہ مسلمان نہیں رہتا اور مراد وہ شخص ہے جو اٹھائے ہتھیار مسلمانوں پر لڑنے کے واسطے اس واسطے کہ اس میں داخل کرنا رعب کا ہے اوپر ان کے اور جو ان کی چوکیداری کے واسطے ہتھیار اٹھائے وہ مراد نہیں۔ (فتح)

٦٣٦٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ

٦٣٦٧ـ حضرت احنف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں گیا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی مدد کروں یعنی جمل میں تو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملا تو

عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ.

اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ اس مرد کی مدد کرتا ہوں کہا پلٹ جا سو بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان مقابلہ کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخ میں ہیں میں نے کہا یا حضرت! پہلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر جو قتل ہوا اس کا کیا قصور تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص اور مستعد تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا۔

فائدہ: دونوں آگ میں ہیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں پر جاری کیا اس واسطے کہ دونوں نے ایسا فعل کیا ہے کہ اس کے سبب سے مستحق ہوئے عذاب کے اور کہا خطابی نے کہ یہ وعید اس شخص کے حق میں ہے جو لڑے عداوت دنیاوی سے یا طلب ملک کے واسطے مثلا اور بہر حال جو باغیوں سے لڑے یا حملہ کرنے والے کو دفع کرے اور اس کو قتل کر ڈالے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس کو شرع نے اس حالت میں لڑنے کی اجازت دی ہے وسیاتی شرح الحدیث فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! لکھا گیا یعنی لازم کیا گیا تم پر بدلہ برابر مارے گئے لوگوں میں آزاد بدلے آزاد کے اور غلام بدلے غلام کے اور عورت بدلے عورت کے، آخر آیت تک۔

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ وَالْإِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ

سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے اور اقرار کرنا حد میں

فائدہ: میں کہتا ہوں اور آیت مذکور اصل ہے اس میں کہ قصاص میں مساوات اور برابری شرط ہے اور یہ قول جمہور کا

ہے اور کوفیوں نے ان کی مخالفت کی ہے سو انہوں نے کہا کہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے اور مسلمان کو بدلے کافر کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے اس آیت سے ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ یعنی لازم کیا ہم نے ان پر اس میں کہ قتل کیا جائے جان کو بدلے جان کے کہا اسماعیل قاضی نے احکام قرآن میں کہ دونوں آیتوں میں تطبیق اولیٰ ہے سو محمول ہے نفس مکافیہ پر یعنی جو اس کے برابر ہو اور تائید کرتا ہے اس کی اتفاق ان کا اس پر کہ اگر آزاد غلام کو قذف کرے تو اس پر حد قذف کی واجب نہیں اور یہ حکم خود آیت سے لیا جاتا ہے اس واسطے کہ اس کے آخر میں ﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ﴾ اور نہیں نام رکھا جاتا ہے کافر کا صدقہ کرنے والا اور نہ مکفر عنہ کہ وہ اس کے واسطے کفارہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح غلام اپنے زخم سے اس واسطے کہ حق اس کے مالک کا ہے اور کہا ابو ثور نے کہ جب اتفاق ہے اس پر کہ نہیں قصاص ہے درمیان غلاموں کے اور آزادوں کے اس چیز میں جو جان سے کم ہے یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو جان میں بطریق اولیٰ قصاص نہ ہوگا کہا ابن عبدالبر نے اجماع ہے اس پر کہ غلام قتل کیا جائے بدلے آزاد کے اور عورت قتل کی جائے بدلے مرد کے اور مرد اس کے بدلے قتل کیا جائے مگر یہ کہ وارد ہوا ہے بعض اصحاب سے مانند علی رضی اللہ عنہ کی اور تابعین سے مانند حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کہ جب مرد عورت کو قتل کرے اور عورت کے وارث اس مرد کا قتل کرنا چاہیں تو واجب ہے ان پر آدھی دیت ورنہ ان کے واسطے پوری دیت ہے اور نہیں ثابت ہے علی رضی اللہ عنہ سے لیکن وہ قول بعض فقہاء بصرہ کا ہے اور دلالت کرتا ہے مکافات پر درمیان مرد اور عورت کے یہ کہ ان کا اتفاق ہے اس پر کہ ہاتھ کٹا ہوا اور کانا اگر قتل کرے اس کو ثابت جان بوجھ کے تو البتہ واجب ہے اس پر قصاص اور نہیں واجب ہے اس کے واسطے بسبب آنکھ اور ہاتھ اس کے دیت اور قول اس کا ترجمہ میں سوال کرنا قاتل سے یہاں تک کہ اقرار کرے جو متہم ہو ساتھ قتل کے اور نہ قائم ہوں اس پر گواہ۔ (فتح)

٦٣٦٨۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَقَرَّ بِهِ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

٦٣٦٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر کچلا دو پتھروں میں تو اس نے کہا کہ تیرے ساتھ کس نے یہ کام کیا ہے؟ فلانے نے یا فلانے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو ہمیشہ رہے اس سے پوچھتے یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا سو کچلا گیا سر اس کا پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ استدلال کرے اہل جنایت پر اور نرمی کرے ساتھ ان کے یہاں تک کہ اقرار کریں تا کہ ان کے اقرار کو لیا جائے اور برخلاف اس کے ہے جب کہ توبہ کرتے آئیں اس واسطے

کہ اعراض کرے اس شخص سے جو نہ تصریح کرے ساتھ جنایت کے اس واسطے کہ واجب ہے قائم کرنا حد کا اس پر جب کہ اقرار کرے اور سیاق قصہ کا تقاضا کرتا ہے کہ یہودی پر گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا اس کے اقرار کو اور اس میں ہے کہ واجب ہے مطالبہ ساتھ خون کے مجرد شکایت سے اور اشارہ سے اور اس میں دلیل ہے اوپر جواز وصیت غیر بالغ کے اور دعویٰ کرنا اس کا ساتھ دیت اور خون کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے قصاص لینے سے ساتھ غیر تلوار کے یعنی جو کہتا ہے کہ تلوار کے سوائے کسی چیز سے قصاص لینا درست نہیں اور قتل کرنا مرد کا بدلے عورت کے اور یہ جو کہا کہ اس یہودی کا سر کچلا گیا پتھروں سے تو جواب دیا ہے اس سے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ نہیں دلالت ہے اس حدیث میں اوپر مماثلت کے قصاص میں اس واسطے کہ عورت زندہ تھی اور قصاص زندہ میں نہیں ہوتا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ قتل کرنے یہودی کے بعد مرنے اس کے اس واسطے کہ حدیث میں ہے کہ کیا تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے سو دلالت کی اس پر کہ وہ اسی وقت مرگئی تھی پھر جب مرگئی تو یہودی سے اس کا قصاص لیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے قصاص ذمی کافر پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ ہونے اس کے ذمی احتمال ہے کہ معاہد یا مستامن ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا — جب قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے

فائدہ: اس میں کوئی حکم بیان نہیں کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اختلاف کی لیکن وارد کرنا حدیث کا اشارہ کرتا ہے طرف ترجیح قول جمہور کے کی۔ (فتح)

٦٣٦٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَأَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا

٦٣٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی نکلی مدینے میں اور اس پر چاندی کا زیور تھا سو ایک یہودی نے اس کو پتھر مارا سو وہ لڑکی حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حالانکہ اس میں کچھ زندگی باقی تھی تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں تو حضرت ﷺ نے اس سے دوبارہ کہا تجھ کو فلاں نے قتل کیا ہے؟ اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی نہیں سو تیسری بار اس سے کہا گیا کہ فلاں نے تجھ کو قتل کیا ہے؟ تو اس نے اپنا سر پست کیا یعنی ہاں سو حضرت ﷺ نے اس کو بلوایا اور اس کو دو پتھروں کے درمیان کچلا۔

فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ.

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے واسطے کہ قاتل کو قتل کیا جائے اس چیز سے جس سے اس نے قتل کیا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ اور اس آیت کے ﴿فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَااعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ اور خلاف کیا ہے کوفیوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس حدیث سے لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابن عدی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے بزار نے اختلاف کو باوجود ضعیف ہونے سند اس کی کے اور کہا ابن عدی نے کہ اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور برتقدیر ثبوت ہونے اس کے وہ ان کے قاعدے کے برخلاف ہے اس میں کہ سنت کتاب کو منسوخ نہیں کرتی اور نہ اس کی مخصص ہوتی ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ منع ہونے کے مثلہ سے اور وہ صحیح ہے لیکن محمول ہے نزدیک جمہور کے اوپر غیر مماثلت کے قصاص میں واسطے تطبیق دینے کے دونوں دلیلوں میں کہا ابن منذر نے کہ کہا اکثر علماء نے کہ جب قتل کرے اس چیز سے جس سے غالباً قتل کیا جاتا ہو تو وہ قتل عمد ہے یعنی جان بوجھ کے مارنا اور کہا ابن ابی لیلیٰ نے کہ اگر قتل کرے پتھر یا لاٹھی سے تو دیکھا جائے اگر اس کو مکرر مارا ہو تو وہ عمد ہے نہیں تو نہیں اور کہا عطاء اور طاؤس نے کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ ہو ہتھیار سے اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور حکم رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اور جو ان کے تابع ہیں کہ شرط عمد کی یہ ہے کہ لوہے سے قتل کیا ہو اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لاٹھی سے قتل کرے پھر قصاص لیا جائے اس سے ساتھ ضرب لاٹھی کے اور وہ نہ مرے تو کیا اس کو مکرر مارا جائے سو بعض نے نے کہا کہ مکرر نہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ مرے تو تلوار سے قتل کیا جائے اور اسی طرح جو بھوکا رکھ کے قتل کرے اور کہا ابن عربی نے مستثنیٰ ہے مماثلت سے وہ چیز جس میں گناہ ہو مانند شراب اور اغلام اور جلانے کی اور تیسری چیز میں شافعیہ کو خلاف ہے اور پہلی دونوں میں اتفاق ہے لیکن بعض نے کہا کہ قتل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور جو لوگ مانعین ہیں ان کی دلیلوں سے ہے حدیث اس عورت کی جس نے اپنی سوکن کو خیمے کی چوب ماری اور اس کو مار ڈالا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دیت ٹھہرائی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جان بدلے جان کے۔

كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾.

فائدہ: اورغرض بیان کرنے اس آیت کے سے یہ ہے کہ وہ حدیث کے لفظ کے مطابق ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ بیان کرے کہ اگرچہ وہ اہل کتاب کے حق میں وارد ہوئی ہے لیکن اس کا حکم جس پر وہ دلالت کرتی ہے بدستور ہے ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں پس وہ اصل ہے قصاص میں بیچ قتل عمد کے۔ (فتح)

۶۳۷۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.

۶۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے خون اس مسلمان کا جو گواہی دیتا ہو اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے کہ میں پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ کا مگر ساتھ ایک چیز کے تین چیزوں سے ایک تو جان بدلے جان کے، دوسری شادی شدہ آدمی جو حرام کاری کرے، تیسرا جس نے اپنا اسلام کا دین چھوڑا مرتد ہوا اور مسلمانوں کے گروہ سے الگ ہوا۔

فائدہ: ظاہر لا یحل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا مسلمان کا مباح ہے اور یہ بہ نسبت تحریم قتل غیر ان کی کے ہے اگرچہ ان تین صورتوں میں قتل کرنا واجب ہے حکم میں اور قول اس کا جان بدلے جان کے یعنی قتل کرے جان بوجھ کر ناحق قتل کیا جائے اس کی شرط سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور شادی شدہ زنا کار یعنی حلال ہے قتل کرنا اس کا ساتھ رجم کے اور یہ جو کہا جماعت کا چھوڑنے والا تو مراد ساتھ جماعت کے جماعت مسلمانوں کی ہے یعنی علیحدہ ہوا ان سے یا چھوڑا ان کو یعنی مرتد ہو گیا کہا ابن دقیق العید نے کہ مرتد ہونا سبب ہے واسطے مباح ہونے خون مسلمان کے بالاجماع مرد میں اور بہر حال اگر عورت ہو سو اس میں اختلاف ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس میں کہ حکم عورت کا حکم مرد کا سا ہے واسطے برابر ہونے دونوں کے زنا میں اور اس حدیث میں دلیل ہے اس کے واسطے جو گمان کرتا ہے کہ نہ قتل کیا جائے کوئی جو اسلام میں داخل ہوا سوائے ان تین چیزوں کے جو شمار ہوئیں مانند ترک نماز کے اور نہیں جواب دیا اس نے اس کا اور تابع ہوا ہے اس کا طیبی اور کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اس کے قول سے جس نے جماعت کو چھوڑا کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو اجماع کا مخالف ہے سو ہوگا تمسک اس کے واسطے جو قائل ہے کہ مخالف اجماع کا کافر ہے اور منسوب ہے یہ بعض لوگوں کی طرف اور نہیں ہے یہ قول سہل اس واسطے کہ مسائل اجماعی کبھی تو صاحب شرع سے متواتر ہوتے ہیں مانند وجوب نماز

کی مثلا اور کبھی متواتر نہیں ہوتے سو اول کا منکر کافر ہے واسطے مخالفت تواتر کے نہ واسطے مخالفت اجماع کے اور دوسرے سے کافر نہیں ہوتا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ صحیح بیچ تکفیر منکر اجماع کے مقید کرنا اس کا ہے ساتھ انکار کرنے اس چیز کے کہ اس کا واجب ہونا دین سے بداہۃً معلوم ہو مانند پانچ نمازوں کی یا انکار اس کا جس کا وجوب تواتر سے معلوم ہو اور اس قسم سے قول ساتھ حدوث عالم کے اور البتہ حکایت کی ہے عیاض وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر تکفیر اس شخص کے جو قائل ہو ساتھ قدیم ہونے عالم دنیا کے اور گمان کیا ہے بعض فلسفیوں نے کہ مخالف بیچ حدوث عالم کے نہیں تکفیر کیا جاتا اس واسطے کہ وہ از قبیل مخالفت اجماع کے ہے اور تمسک کیا ہے اس نے ہمارے اس قول سے کہ منکر اجماع کا مطلق کافر نہیں یہاں تک کہ ثابت ہو نقل ساتھ اس کے متواتر صاحب شرع سے اور یہ تمسک ساقط ہے اس واسطے کہ حدوث عالم دنیا کا اس قبیل سے ہے کہ جمع ہوا ہے اس میں اجماع اور تواتر نقل اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے قول اس کا التارك لدينه عام ہے ہر شخص میں کہ مرتد ہو جس ردّت سے کہ ہو سو واجب ہے قتل کرنا اس کا اگر نہ رجوع کرے طرف اسلام کی اور قول اس کا المفارق للجماعة شامل ہے ہر خارج ہونے والے کو جماعت سے ساتھ بدعت کے یا نفی اجماع کے مانند روافض اور خوارج وغیرہ کی اور کہا قرطبی نے قول اس کا المفارق للجماعة ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ لغت ہے تارک دین کی اس واسطے کہ جب مرتد ہوا تو خارج ہوا جماعت مسلمین سے لیکن ملحق ہے ساتھ اس کے ہر شخص جو خارج ہو جماعت مسلمین سے اگرچہ نہ مرتد ہو مانند اس شخص کی کہ باز رہے قائم کرنے حد کے سے اوپر اس کے جب کہ واجب ہو اور لڑے اس پر مانند باغیوں اور رہزنوں اور محاربین کی خوارج وغیرہم سے پس شامل ہے ان کو لفظ مفارق جماعت کا بطریق عموم کے اور اگر یہ نہ ہو تو نہیں صحیح ہوگا حصر اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ نفی ہو ان لوگوں کی جو مذکور ہوئے اور خون ان کا حلال ہے اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ اصل خصلت تیسری مرتد ہونا ہے سو ضروری ہے موجود ہونا اس کا اور جدا ہونے والا جماعت سے بغیر مرتد ہونے کے نہیں رکھا جاتا ہے نام اس کا مرتد پس لازم آئے گا خلف حصر میں اور تحقیق جواب میں یہ ہے کہ حصر اس شخص کے حق میں ہے کہ واجب ہے قتل عین اس کا اور جن کو اس نے ذکر کیا ہے ان میں سے کسی کا قتل کرنا تو صرف حالت محاربہ اور مقاتلے میں مباح ہے اس دلیل سے کہ اگر قیدی ہو تو نہیں جائز ہے قتل کرنا اس کا بند کر کے اتفاقاً غیر محاربین میں اور راجح قول پر محاربین میں بھی لیکن لازم آتا ہے اس سے قتل کرنا تارک نماز کا اور تعرض کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کے واسطے سو کہا اس نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ تارک نماز قتل کیا جائے نماز کے چھوڑنے سے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے تینوں امروں سے، میں کہتا ہوں اور تارک نماز میں اختلاف ہے سو مذہب احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکیہ اور شافعیہ سے ابن خذیمہ اور ابوالطیب اور منصور فقیہ اور ابوجعفر ترمذی کا یہ ہے کہ اس کو نماز کے ترک سے کافر کہا جائے اگرچہ اس کے فرض ہونے سے انکار نہ کرے اور جمہور کا یہ

مذہب ہے کہ قتل کیا جائے اس کو بطورِ حد کے اور مذہب حنفیہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو مزنی کہ نہ قتل کیا جائے اور نہ اس کو کافر کہا جائے اور قوی دلیل جو اس کے نہ کافر ہونے پر ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مرفوع کہ پانچ نمازیں فرض کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر، الحدیث اور اس میں ہے کہ جو نمازیں نہ پڑھے تو نہیں اس کے واسطے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کوئی عہد چاہے اس کو عذاب کرے اور چاہے اس کو بہشت میں داخل کرے روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان وغیرہ نے اور تمسک کیا ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اور جو ان کے موافق ہے ساتھ ظاہر اُن حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ساتھ تکفیر اس کی کے اور حمل کیا ہے ان کو اس شخص نے جو ان کے مخالف ہے اوپر حلال جاننے والے کے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے واسطے قتل تارک نماز کے اس واسطے کہ وہ تارک ہے اپنے دین کا جو عمل ہے اور جو زکوٰۃ کا تارک ہو اس کو انہوں نے کافر نہیں کہا اس واسطے کہ ممکن ہے لینا اس کا اس سے قہر اور زبردستی سے اور نہ قتل کیا جائے تارک روزے کا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ اس کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے منع کیا جائے پس اس کو حاجت پڑے گی کہ روزے کی نیت کرے یعنی جب اس کو کھانے پینے کی چیزوں سے روکا جائے تو خواہ مخواہ روزے کی نیت کرے گا اس واسطے کہ وہ اس کے وجوب کا معتقد ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آزاد نہ قتل کیا جائے بدلے غلام کے اس واسطے کہ نہیں سنگسار کیا جاتا ہے غلام کو جب کہ حرام کاری کرے اگرچہ شادی شدہ ہو حکایت کیا ہے اس کو ابن تین نے اور نہیں کسی کے واسطے یہ کہ جدا کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے مگر ساتھ دلیل کے کتاب سے یا سنت سے اور برخلاف تیسری خصلت کی ہے اس واسطے کہ اجماع منعقد ہے اس پر کہ غلام اور آزاد مرتد ہونے میں برابر ہیں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مستثنیٰ کیا ہے بعض نے تینوں سے قتل کرنا حملہ کرنے والے کا اس واسطے کہ جائز ہے قتل کرنا اس کا واسطے ہٹانے اس کے اپنے اہل اور مال سے اور کبھی جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ وہ داخل ہے مفارق میں یا مراد یہ ہے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا جان بوجھ کے ان معنوں سے کہ نہیں حلال ہے قتل کرنا اس کا مگر بطور دفع کرنے کے اور معتمد جواب دوسرا ہے اور البتہ حکایت کی ہے ابن عربی نے کہ اسباب قتل کے دس ہیں اور نہیں خارج ہوتا ہے کوئی ان تینوں میں سے کسی حال میں اس واسطے کہ جو جادو کرے یا پیغمبر کو برا کہے وہ کافر ہو جاتا ہے پس وہ داخل ہے تارک دین میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ﴾ اوپر برابر ہونے نفسوں کے قتل میں سو قصاص لیا جائے ہر مقتول کا اس کے قاتل سے برابر ہے کہ آزاد ہو یا غلام اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ آیت مائدہ کی جو مذکور ہے ترجمہ میں ناسخ ہے بقرہ کی آیت کے واسطے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ الآیۃ اور کہا جمہور نے کہ آیت بقرہ کی مفسر ہے آیت مائدہ کے واسطے سو قتل کیا جائے غلام بدلے آزاد کے اور نہ قتل کیا جائے آزاد کو بدلے غلام کے واسطے

ناقص ہونے اس کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ غلام اور آزاد کے درمیان بدلہ نہیں مگر یہ کہ آزاد چاہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ غلام ایک اسباب ہے سو نہیں واجب ہوگی اس میں مگر قیمت اگر قتل خطا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا مسلمان کا بدلے کافر مستامن اور معاہد کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان بدلے کافر کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے وصف کرنا شخص کا باعتبار مکان کے اگرچہ اس سے انتقال کیا ہو واسطے مستثنیٰ کرنے مرتد کے مسلمانوں سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقَادَ بِالْحَجَرِ — جو حکم کرے ساتھ بدلہ لینے کے پتھر سے

فائدہ: اور یہ آپس میں ہم مثل ہوتا ہے قصاص میں۔

٦٣٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَّا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَّا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ.

٦٣٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے قتل کیا ایک لڑکی کو اس کے چاندی کے زیور پر سو قتل کیا اس کو پتھر سے سو اس لڑکی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور اس میں کچھ زندگی باقی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو فلانے نے قتل کیا ہے؟ سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر دوسری بار کہا تو اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اس سے پوچھا سو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں سو قتل کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا اشارہ سمجھانے والا کہ مستفاد ہو اس سے جو مستفاد ہوتا اس سے اگر بولتی اور کہتی ہاں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ — جس کا کوئی آدمی مارا جائے وہ دو باتوں میں سے بہتر بات میں مختار ہے

فائدہ: یعنی دو باتوں سے جو بہتر جانے سو اختیار کرے یا تو خون بہا قاتل سے لے یا خون کے بدلے خون لے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور اس کا ظاہر حجت ہے اس کے واسطے جو قائل ہے کہ اختیار دیت یا قصاص کے لینے کا مقتول کے وارثوں کی طرف راجع ہے یعنی ان کو اختیار ہے خواہ قاتل سے دیت لیں یا خون کے بدلے خون لیں اور نہیں شرط ہے اس میں رضا مندی قاتل کی اور یہی مقصود ہے اس بات سے اور اسی واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو لایا جس میں تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ

اَخِیْهِ شَیْءٌ﴾ یعنی اس کا خون اس کے واسطے چھوڑا گیا یعنی مقتول کے وارثوں نے خون کا بدلہ نہ لیا اور خون بہا پر راضی ہوئے تو پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی بیچ مطالبہ دیت کے اور تفسیر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عفو کو ساتھ دیت کے عمد میں اور قبول کرنا دیت کا راجع ہے مقتول کے ولیوں کی طرف جن کے واسطے قصاص کا طلب کرنا ہے اور نیز لازم کی گئی ہے دیت قاتل پر بغیر اس کی رضا مندی کے اس واسطے کہ وہ مامور ہے ساتھ زندہ رکھنے اپنی جان کے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ سو جب راضی ہو جائیں وارث مقتول کے ساتھ لینے دیت کے تو نہیں جائز ہے قاتل کو کہ اس سے باز رہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ بنی اسرائیل میں دیت کا لینا جائز نہ تھا بلکہ قصاص لازم تھا سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تخفیف کی کہ ان کے واسطے دیت کا لینا مشروع کیا جب کہ مقتول کے وارث راضی ہوں۔ (فتح)

٦٣٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا يُوْدٰى وَإِمَّا يُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ

٦٣٧٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ فتح کے سال قوم خزاعہ نے قوم بنی لیث کے ایک مرد کو قتل کیا بدلے اپنے اس مقتول کے کہ جاہلیت کے زمانے میں قتل ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو سو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا خبردار ہو اور بے شک وہ میرے واسطے صرف ایک ساعت بھر حلال ہوا خبردار ہو اور بے شک وہ اب میری اس ساعت میں حرام ہوا اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اُٹھائی جائے مگر اس کو اُٹھانا اس کا جائز ہے جو ڈھونڈھ کے مالک کو پہنچائے اور جس کا کوئی آدمی مارا جائے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات کو جو بہتر جانے اختیار کر لے یا تو قاتل سے خون بہا لے یا خون کے بدلے خون لے سو ایک مرد ابو شاہ نامی یمن کا رہنے والا کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! یہ سب مجھ کو لکھوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھ دو ابو شاہ کے واسطے پھر قریش میں سے ایک مرد کھڑا ہوا یعنی عباس رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَتَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ فِي الْفِيْلِ قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِيْ نُعَيْمٍ الْقَتْلَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِمَّا أَنْ يُّقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ.

حضرت ﷺ کے چچا سو کہا یا حضرت! مگر اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ ہم مکے والے لوگ اس گھاس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر اور قبروں میں ڈالتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے، متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے شیبان سے فیل میں اور کہا بعض نے ابونعیم سے ساتھ لفظ قتل کے اور کہا عبیداللہ نے یا بدلہ لیا جائے مقتول کے وارثوں کے واسطے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف قصہ حبشہ کی جو مشہور ہے بیان کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے بسط سے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابرہ حبشی جب ملک یمن پر غالب ہوا اور وہ نصرانی تھا تو اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور لوگوں پر لازم کیا کہ اس کا حج کیا کریں اور عرب کے بعض لوگوں نے اس کے دربانوں کو غافل پا کر اس میں پاخانہ پیشاب کیا اور بھاگا تو ابرہ اس بات سے سخت غضبناک ہوا اور خانے کعبے کو ڈھانے کا قصد کیا سو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے ساتھ ایک بڑا ہاتھی لیا سو جب مکے سے قریب ہوا تو عبدالمطلب اس کی طرف نکلا اس نے تعظیم کی اور وہ خوب شکل تھا سو اس نے ابرہ سے طلب کیا کہ اس کے اونٹ جو لوٹے گئے پھیر دیے جائیں تو ابرہ نے اس کو کم ہمت جانا اور کہا کہ البتہ مجھ کو گمان تھا کہ تو نہ سوال کرے گا مجھ سے مگر اس امر میں جس میں میں اٹھا تو عبدالمطلب نے نے کہا اس گھر کا ایک رب ہے وہ اس کو نگاہ رکھے گا اس نے اس کو اس کے اونٹ پھیر دیے اور آگے بڑھا ابرہ ساتھ لشکر اپنے کے اور ہاتھی کو آگے کیا تو ہاتھی اپنے گھٹنوں پر بیٹھا اور وہ اس میں عاجز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے بھیجے ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں اور دو دونوں پاؤں میں سو انہوں نے ان کو ان پر ڈالا سو نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کہ اس کو پتھر لگا اور ان پتھروں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پرندوں کا رنگ سبز تھا دریا سے نکلے تھے ان کے سر درندوں کے سر کی طرح تھے اور یہ جو کہا **فهو بخير النظرين** تو نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اس واسطے کہ مقتول کو کچھ اختیار نہیں بلکہ اختیار تو اس کے ولی کو ہے اور ایک روایت میں عفو آیا ہے تو مراد اس سے معاف کرنا دیت پر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے واسطے تین چیزوں میں اختیار ہے یا خون کے بدلے خون لے یا بالکل معاف کر دے یا دیت لے اور اگر قصاص یا دیت کے سوائے کوئی اور بات کرے تو اس کو روکو اور اختیار کا مستحق کون ہے قاتل یا ولی مقتول کا اس کا بیان آگے آتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ولی مقتول کا مختار ہے قصاص اور دیت میں اور جب ولی مقتول کا دیت اختیار کرے تو کیا

واجب ہے قاتل پر قبول کرنا اس کا اس میں اختلاف ہے اکثر کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے اس پر قبول کرنا اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں واجب ہے مگر قاتل کی رضامندی سے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے ومن قتل له اس طور سے کہ حق متعلق ہے مقتول کے وارثوں سے سو اگر بعض وارث لڑکا ہو یا موجود نہ ہو تو نہیں ہے باقی وارثوں کے واسطے لینا قصاص کا یہاں تک کہ جو غائب ہو وہ حاضر ہو اور جو لڑکا ہو وہ بالغ ہو اور اس حدیث میں جواز واقع ہونا قصاص کا ہے حرم مکہ میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مکے میں یہ خطبہ پڑھا اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ غیر حرم کے۔ (فتح)

٦٣٧٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ قَالَ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنْ يَّطْلُبَ بِمَعْرُوْفٍ وَيُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ.

٦٣٧٣۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا یعنی خون کے بدلے خون لینا اور ان میں دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے کہا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ لینا مارے گئے لوگوں میں اس قول تک جو اس آیت میں ہے سو جس کو معاف ہوا اس کے بھائی مسلمان یعنی مقتول کے خون سے کچھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عفو یہ ہے کہ دیت کو قبول کرے عمد میں خون کے بدلے خون نہ لے کہا اور پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی مطالبہ کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے۔

فائدہ: حاصل کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا﴾ یعنی لازم کیا ہم نے بنی اسرائیل پر توراۃ میں کہ جان بدلے جان کے ہے مطلق سو تخفیف کی اللہ تعالیٰ نے اس امت سے ساتھ مشروع کرنے دیت کے بدلہ قتل کا اس کے واسطے جو مقتول کے وارثوں سے قصاص معاف کر دے اور خاص کیا آزاد کو بدلے آزاد کے پس نہیں حجت ہے اس وقت مائدہ کی آیت میں اس کے واسطے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے بیچ قتل کرنے آزاد کے بدلے غلام کے اور مسلمان کے بدلے کافر کے اس واسطے کہ پہلے پیغمبروں کی شریعت سے تمسک کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور البتہ کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہ تھا اس میں تو صرف دیت تھی سو ہماری شریعت میں یعنی اسلام میں دونوں امر جمع ہوئے سو یہ شریعت متوسط ہے نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اختیار قصاص اور دیت لینے کا مقتول کے ولی کو ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور تقریر کی ہے اس کی خطابی نے اس طور سے کہ عفو آیت

میں محتاج ہے بیان کا اس واسطے کہ ظاہر قصاص کا یہ ہے کہ نہیں ہے کسی کا دوسرے پر حق لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو معاف ہوا قصاص ساتھ دیت کے تو مستحق دیت پر اتباع ہے ساتھ معروف کے یعنی مطالبہ کرنا اور قاتل پر ادا کرنا ہے دیت کا ساتھ اچھی طرح کے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اختیار قصاص میں یا دیت میں قاتل کے واسطے ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ربیع کے قصے میں کتاب اللہ القصاص کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں دیا اور نہ بیان فرمایا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ مقتول کے وارثوں نے قصاص چاہا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کروایا کہ اگر مقتول کے وارث قصاص چاہیں تو قبول کیا جائے اور اس میں تاخیر بیان کی نہیں ہے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے **فهو بخير النظرين** کہ جب وارث مقتول کا سوال کیا جائے ساتھ معاف کرنے کے مال پر تو چاہے قبول کرے چاہے نہ قبول کرے اور خون کے بدلے خون لے اور ولی پر اتباع اولیٰ کا ہے اس میں اور نہیں ہے اس میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر اکراہ قاتل کے دیت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ واجب قتل عمد میں قصاص ہے اور دیت اس کا بدل ہے اور بعض نے کہا کہ واجب خیار ہے اور یہ دو قول علماء کے ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں صحیح تر پہلا قول ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور جو تعدی کرے یعنی قتل کرے بعد قبول کرنے دیت کے تو اس کے واسطے عذاب ہے دردناک کہا جمہور نے کہ مراد اس عذاب سے عذاب آخرت کا ہے اور بہرحال دنیا میں سو اس کے واسطے ہے جس نے پہلے قتل کیا یہ قول جمہور کا ہے اور عکرمہ اور قتادہ وغیرہ سے ہے کہ لازم ہے قصاص اوپر اس کے اور نہیں قادر ہے ولی دیت لینے پر اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میں نہیں معاف کرتا جو دیت لے کر قتل کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت مائدہ کی آیت سے منسوخ نہیں ﴿اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ بلکہ دونوں محکم ہیں اور شاید اس کی رائے یہ ہے کہ آیت مائدہ کی مفسر ہے بقرہ کی آیت کے واسطے اور یہ کہ مراد نفس سے اس آیت میں آزاد لوگ ہیں مرد اور عورتیں نہ غلام اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جمہور نے اوپر جواز لینے دیت کے بیچ قتل عمد کے اگرچہ غیلہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دغا بازی سے کسی شخص کو چھپی جگہ میں لے جائے جنگل میں یا کہیں اور وہاں اس کو مار ڈالے برخلاف مالکیہ کے اور ملحق کیا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ محارب کے کہ اس کا اختیار اس کے نزدیک بادشاہ کی طرف ہے ولی مقتول کو دیت لینے کا اختیار نہیں اور یہ بنا بر اس کے اصل کی ہے کہ حد محارب کی قتل ہے جب کہ اس کو امام مناسب دیکھے اور اَوْ آیت میں تخییر کے واسطے ہے نہ تنویع کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جو تاویل سے قتل کرے اس کا حکم خطا کا ہے دیت کے واجب ہونے میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں اس کی دیت دوں گا جیسا کہ اس کے دوسرے طریق میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیوں نے اوپر قتل کرنے اس شخص کے جو پناہ لے حرم مکہ میں اس کے

بعد کہ قتل کرے کسی کو جان بوجھ کر برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ حرم کے میں قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کو تنگ کیا جائے اوپر نکلنے کے حرم سے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے فرمایا بیچ قصے مقتول خزاعہ کے جو حرم میں قتل ہوا تھا اور یہ کہ قصاص مشروع ہے اس کے حق میں جو قتل کرے عمداً اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو مذکور ہوئی ادب حرم کے سے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم اس کی ہے ساتھ حرام کرنے اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کی اور قائم کرنا حد کا قاتل پر منجملہ تعظیم حرمتوں اللہ تعالیٰ کے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِیءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

جو طلب کرے خون کسی شخص کا ناحق یعنی کیا ہے حکم اس کا؟

٦٣٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِیءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ.

٦٣٧٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں میں زیادہ تر دشمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین شخص ہیں ایک تو حرم کے کی زمین میں کج روی کرنے والا یعنی وہ کام کرنا جو وہاں حرام ہے، دوسرا دین اسلام میں کفر کی رسم طلب کرنے والا، تیسرا ناحق کسی شخص کا خون چاہنے والا صرف اس کی خون ریزی کے واسطے۔

فائدہ: حرم میں کج روی کرنا یعنی وہ کام کرنا جو اس میں حرام ہے جیسے قتل اور لڑائی اور شکار کرنا یا کج روی سے سب گناہ مراد ہیں چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے کہ جیسے عبادت کا حرم میں دگنا ثواب ہے ویسے ہی گناہ کا بھی دگنا عذاب ہے کہ حضور میں بے ادبی زیادہ تر بری ہوتی ہے اور کفر کی رسمیں جیسے نوحہ کرنا سر پیٹنا شگون لینا اور کہانت وغیرہ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اس کو اس کے غیر سے طلب کرے جو اس میں شریک نہ ہو مثل والد کی یا بیٹے کی یا قریبی کی اور بعض نے کہا کہ مراد باقی رکھنا خصلت جاہلیت کا ہے اور اس کا پھیلانا اور سنت جاہلیت کی اسم جنس ہے شامل ہے ہر چیز کو جس پر اہل جاہلیت اعتقاد کرتے تھے کہ ہمسائے کو ہمسائے کے بدلے پکڑنا اور حلیف کو حلیف کے بدلے یا مراد یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت کے خون کا بدلہ اسلام میں لینا اور مراد ساتھ الحاد کے فعل کبیرے گناہ کا ہے اور مراد مُطَّلب سے مبالغہ کرنے والا ہے طلب میں یا مراد وہ طلب ہے جس پر مطلوب مرتب ہو نہ مجرد طلب یا ذکر کیا طلب کو تا کہ لازم آئے زجر فعل میں بطریق اولیٰ اور ناحق احتراز ہے اُس خون سے جو باحق ہو جیسے قصاص۔ (فتح)

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَإِ بَعْدَ الْمَوْتِ

عفو کرنا خطا میں موت کے بعد

فائدہ: یعنی عفو کرنا وارث مقتول کا نہ عفو کرنا مقتول کا کہ وہ محال ہے اور احتمال ہے کہ اس میں داخل ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قید کیا ہے اس کو بعد موت کے اس واسطے کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا مگر موت کے بعد اس واسطے کہ اگر معاف کیا مقتول نے پھر مر گیا تو اس کے عفو کا اثر ظاہر نہیں ہوگا اس واسطے کہ اگر وہ زندہ رہا تو ظاہر ہوگا کہ نہیں کوئی چیز اس کے واسطے جو معاف کرے کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ عفو ولی کا تو صرف موت مقتول کے بعد ہوتا ہے اور بہرحال مرنے سے پہلے سو معاف کرنا مقتول کے واسطے ہے یعنی وہی ہے جو معاف کرے برخلاف اہل ظاہر کے کہ انہوں نے باطل کیا ہے مقتول کے معاف کرنے کو اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جب ولی قائم مقام مقتول کے ہے بیچ طلب کرنے اس چیز کے جس کا وہ مستحق ہے سو جب ٹھہرایا جائے اس کے واسطے معاف کرنا تو یہ اصیل کے واسطے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ جب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو دعوت اسلام کی دی اور کسی نے اس کو تیر مارا اور وہ اس سے قتل ہوا سو اس نے اپنے قاتل کا خون معاف کیا مرنے سے پہلے تو حضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا۔ (فتح)

۶۳۷۵۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّاءَ يَعْنِي الْوَاسِطِيَّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيْسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلٰى أُخْرَاهُمْ حَتّٰى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِيْ أَبِيْ فَقَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتّٰى لَحِقُوْا بِالطَّآئِفِ.

۶۳۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے دن شیطان نے لوگوں میں پکارا اے اللہ کے بندو! لازم پکڑو اپنے اوپر پچھاڑی والوں کو تو اگلے لوگ پچھلوں پر پلٹے یہاں تک کہ قتل کیا انہوں نے یمان رضی اللہ عنہ کو تو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میرا باپ میرا باپ سو انہوں نے اس کو قتل کیا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخشے کہا اور ان میں سے ایک قوم کو شکست ہوئی یہاں تک کہ طائف میں جا ملے۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کی دیت حاضرین پر واجب ہوئی تھی اس واسطے کہ معنی غفر اللہ لکم کے یہ ہیں کہ میں نے تم سے معاف کیا اور نہیں معاف کرنا مگر اس چیز سے جس کے مطالبہ کرنے کا وہ مستحق تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے پاس سے دیت دی سو بخاری رحمہ اللہ نے

اپنی عادت کے موافق اس طریق کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَّمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى أَهْلِهِ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں کسی ایمان دار کے واسطے یہ کہ قتل کرے کسی ایمان دار کو مگر چوک سے۔

فائدہ: یہ آیت حارث بن زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اس کو عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کیا کافر گمان کر کے اور حالانکہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ قصاص مسلمان سے خاص ہے ساتھ قتل کرنے اس کے مسلمان کو اور اگر مسلمان کافر کو قتل کرے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی برابر ہے کہ کافر حربی ہو یا غیر حربی اس واسطے کہ آیات نے بیان کیا ہے مقتولوں کے احکام کو قتل عمد میں پھر بیان کیا خطا کو اور حربیوں کے حق میں فرمایا کہ جہاں ان کو پاؤ مار ڈالو پھر فرمایا کہ جس نے عہد و پیمان کیا ہے ان کی طرف کوئی راہ نہیں اور فرمایا اس کے حق میں جو دوبارہ محاربہ کرے کہ ان کو مار ڈالو جہاں پاؤ پھر خطا میں فرمایا کہ کسی ایمان دار کے واسطے لائق نہیں کہ کسی ایمان دار کو مارے مگر چوک سے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو جائز ہے کہ قتل کرے کافر کو جان بوجھ کے سو خارج ہوا ذمی کافر ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ایمان دار کے قتل خطا میں کفارہ اور خون بہا ٹھہرایا اور کافر کے قتل میں اس سے کوئی چیز نہیں ٹھہرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے قتل کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اگرچہ ذمی ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

جب قتل کے ساتھ ایک بار اقرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے

٦٣٧٦۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

٦٣٧٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں سے کچلا تو اس سے پوچھا گیا کہ

مَالِكٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ.

یہ کام تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ یعنی تجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلانے نے کیا فلانے نے یہاں تک کہ نام لیا گیا یہودی کا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر یہودی لایا گیا اس نے اقرار کیا تو اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا اور کہا ہمام نے دو پتھروں سے۔

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ اگر مسلمان مسلمان کو چوک کر قتل کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں دیت کا حکم کیا ہے اور اجماع ہے اہل علم کا اس پر اور اگر کافر کو قتل کرے جس سے عہد و پیمان ہوا ہو تو اس کے عاقلہ پر دیت ہے بسبب عہد کے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما اور شعبی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے کہ مراد آیت ﴿وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ﴾ میں کافر ہے اور یہودی کے قصے میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قتل میں ایک بار سے زیادہ اقرار شرط نہیں اور یہ ماخوذ ہے اطلاق حدیث سے کہ اس نے اقرار کیا اور نہیں ذکر کیا اس میں عدد کو اور اصل عدم اس کا ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے مکرر ہونا اقرار قتل کا دوبارہ واسطے قیاس کرنے کے اوپر شرط ہونے تکرار زنا کے چار بار واسطے تابع ہونے عدد گواہوں کے دونوں جگہ میں۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ
قتل کرنا مرد کو بدلے عورت کے

٦٣٧٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا.

٦٣٧٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہے یہودی کو بدلے ایک لڑکی کے جس کو اس نے زیور پر مار ڈالا تھا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو اس کو منع کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ
قصاص درمیان مردوں اور عورتوں کے زخموں میں

فائدہ: کہا ابن منذر نے اجماع ہے اس پر کہ قتل کیا جائے مرد کو بدلے عورت اور عورت کو بدلے مرد کے مگر ایک روایت علی رضی اللہ عنہ سے اور حسن رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ سے اور مخالفت کی ہے حنفیہ نے اس چیز میں جو جان سے کم ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ ہاتھ پورا نہ کاٹا جائے بدلے بیکار ہاتھ کے برخلاف نفس کے کہ قتل کیا

جائے تندرست جان کو بدلے بیمار جان کے اتفاقًا اور جواب دیا ہے ابن قصار نے کہ بیکار ہاتھ بجائے مرد کے ہے نہ کہ بدلہ لیا جائے زندہ سے بدلے مرد کے کہا ابن منذر نے جب اجماع ہے بیچ قصاص نفس کے اور اختلاف ہے اس سے کم میں تو واجب ہے رد کرنا مختلف کا طرف متفق کی۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ

اور کہا اہل علم نے کہ قتل کیا جائے مرد کو عورت کے بدلے

فائدہ: مراد ساتھ اس کے جمہور سلف ہیں یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ واہی ہے یا طرف اس کی کہ اس میں مخالف ہے نادر ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ.

اور ذکر کیا جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بدلہ لیا جائے عورت سے مرد کا ہر قصور میں جو جان بوجھ کر کرے پہنچے نفس کو اور جو اس سے کم ہے زخموں سے۔

فائدہ: یعنی اگر عورت مرد کو مار ڈالے تو اس سے بدلہ لیا جائے اور جو عضو اس نے مرد کا کاٹا ہے سو اس کا کاٹا جائے و بالعکس اور یہی قول ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ابراہیم رحمہ اللہ اور ابوالزناد کا اپنے ساتھیوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کے زخم برابر ہیں اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قصاص مرد اور عورت کے درمیان عمد میں برابر ہے۔ (فتح)

وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ

اور مجروح اور زخمی کیا ربیع کی بہن نے ایک آدمی کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم ہے بدلہ

٦٣٧٨۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ لَا تَلِدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرَ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ.

٦٣٧٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا ڈالی آپ کی بیماری میں تو فرمایا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے اس واسطے منع فرماتے ہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کوئی باقی نہ رہے گھر میں مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے اس واسطے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ نہ باقی رہے

کوئی مگر کہ اس کے حلق میں دوا لگائی جائے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مشروع ہونے قصاص کی عورت سے یعنی مشروع ہے قصاص لینا عورت سے ساتھ اس چیز کے جو اس نے مرد پر تعدی کی ہو اس واسطے کہ جنہوں نے حضرت ﷺ کو حلق میں دوا لگائی تھی وہ مرد اور عورتیں تھیں اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح اس کی بعض طریقوں میں ساتھ اس کے کہ انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے حلق میں بھی دوا لگائی اور حالانکہ وہ روزہ دار تھیں بسبب عام ہونے امر کے اور اس حدیث میں ہے کہ صاحب حق کا مستثنیٰ کرے اپنے قرض داروں سے جس کو چاہے سو اس سے معاف کرے اور باقی لوگوں سے قصاص لے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ موجود نہ تھے اور اس میں پکڑنا جماعت کا ہے بدلے ایک کے کہا خطابی نے اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو دیکھتا ہے قصاص کو طمانچہ وغیرہ میں اور جو اس کا قائل نہیں وہ یہ عذر بیان کرتا ہے کہ اس کی کوئی انداز معین نہیں اور ضبط کرنا اس کو دشوار ہے اس طور سے کہ کم وبیش نہ ہو اور بہر حال حلق میں دوا لگانا سو احتمال ہے کہ قصاص کی وجہ سے ہو اور احتمال ہے کہ سزا ہو مخالفت حکم کی سو سزا دی گئی ان کو اس جنس سے جو انہوں نے قصور کیا تھا اور اس میں ہے کہ جتنے لوگ قصور میں شریک ہوں ہر ایک سے بدلہ لیا جائے جب کہ ان کے افعال متمیز نہ ہوں برخلاف قصور کرنے کے مال میں اس واسطے کہ اس کے حصے ہو سکتے ہیں اس واسطے کہ شریک ہوں ایک جماعت چوتھائی دینار کی چوری میں تو کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

جو اپنا حق لے یا بدلہ لے سوائے بادشاہ کے

فائدہ: اپنا حق لے یعنی قرض دار کی جہت سے بغیر حکم حاکم کے یا بدلہ لے یعنی جب واجب ہو قصاص کسی پر نفس میں یا ہاتھ پاؤں وغیرہ میں تو کیا شرط ہے کہ اس مقدمہ کو حاکم کے پاس پہنچا دے یا اس کو جائز ہے کہ اپنا حق پورا لے بغیر حکم حاکم کے اور یہی مراد ہے بادشاہ سے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اماموں کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ بدلہ لے اپنے حق سے سوائے بادشاہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس کے حق میں ہے جو قائم کرے حد کو اپنے غلام پر کما تقدم اور بہر حال لینا حق کا سو جائز ہے ان کے نزدیک یہ کہ مال سے خاص اپنا حق لے جب کہ وہ اس سے انکار کرے اور گواہ نہ ہوں اور جواب دیا ہے اس نے باب کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ محمول ہے تغلیظ اور زجر پر اطلاع سے لوگوں کی چھپی باتوں پر اور مراد اتفاق سے اتفاق اہل مدینہ کا ہے ابوالزناد کے زمانے میں اور بہر حال جو اس نے جواب دیا ہے سو اگر مراد یہ ہے کہ نہیں عمل کیا جاتا ساتھ ظاہر حدیث کے تو اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

۶۳۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۶۳۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تو سب سے پیچھے ہیں اور آخرت میں سب سے آگے ہوں گے کہ ہمارا اول فیصلہ ہوگا سب خلق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سے پہلے۔

٦٣٨٠۔ وَبِإِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ.

۶۳۸۰۔ اور اسی سند سے روایت ہے کہ اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے اور تو اس کو کنکری سے مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

فائدہ: اور یہی مراد ہے ترجمہ میں اور ذکر کیا ہے اول کو واسطے ہونے اس کے اول حدیث کا۔

٦٣٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ إِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

۶۳۸۱۔ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تیر کو سیدھا کیا یعنی تا کہ اس کی آنکھ میں ماریں یعنی یہاں تک کہ اس کا سر نکالا اس جگہ سے جہاں سے اس نے جھانکا تھا۔

بَابُ إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ

جب مر جائے ہجوم میں یا قتل کیا جائے

فائدہ: اس باب میں کوئی حکم بیان نہیں کیا اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے۔

٦٣٨٢۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ قَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ. قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ.

۶۳۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ اُحد کا دن ہوا تو مشرکوں کو شکست ہوئی تو شیطان نے پکارا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنے پچھاڑی والوں کی خبر لو سو اگلے لوگ پلٹ آئے تو اگلے اور پچھلے لوگ آپس میں لڑے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی سو اچانک انہوں نے اپنے باپ یمان کو دیکھا سو کہا اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میرا باپ میرا باپ کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ باز رہے یہاں تک کہ اس کو قتل کیا کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ تم کو بخشے، کہا عروہ نے سو ہمیشہ رہا حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بسبب اس فعل کے کہ وہ عفو ہے بقیہ خیر کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہ واجب ہوتی ہے اس کی دیت بیت المال میں یا نہیں اور کہا احمد رحمہ اللہ نے ساتھ واجب ہونے کے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہے مر گیا ساتھ فعل مسلمانوں کے سو واجب

ہے اس کی دیت بیت المال مسلمانوں میں، میں کہتا ہوں اور شاید حجت اس کی وہ چیز ہے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ جنگ اُحد کے دن اس کو بعض مسلمانوں نے قتل کیا کافر گمان کر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت دی اور اس مسئلے میں اور قول بھی ہیں ایک قول حسن بصری رحمہ اللہ کا ہے کہ دیت اس کی واجب ہے حاضرین پر اس واسطے کہ وہ ان کے فعل سے مرا ہے تو نہ بڑھے گا ان کے غیر کی طرف اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے کہ اگر قسم کھائے تو دیت کا مستحق ہوتا ہے اور اگر انکار کرے تو مدعی علیہ قسم کھائے نفی پر اور ساقط ہو جاتا ہے مطالبہ اس واسطے کہ خون نہیں واجب ہوتا ہے مگر مطالبہ سے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اس کا خون مؤاخذہ نہ کیا جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلَا دِيَةَ لَهُ

جب قتل کرے اپنے نفس کو خطا سے تو اس کے واسطے دیت نہیں ہے

فائدہ: کہا اسماعیلی نے اور نہ جب قتل کرے اس کو جان بوجھ کے یعنی نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے قول اس کے خطا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے ساتھ خطا کے اس واسطے کہ اس میں اختلاف ہے کہا ابن بطال نے کہا اوزاعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ نے واجب ہے دیت اس کی اس کے عاقلہ پر سو اگر زندہ رہے تو دیت اس کے واسطے ہے اوپر ان کے اور اگر مر جائے تو وہ وارثوں کے واسطے ہے اور کہا جمہور نے کہ اس میں کوئی چیز واجب نہیں اور یہ قصہ عامر کا اس کے واسطے حجت ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصے میں اس کے واسطے کوئی چیز واجب کی ہو اور اگر کوئی چیز واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے تاخیر کرنا بیان کا وقت حاجت سے اور اجماع ہے اس پر کہ اگر قطع کرے کوئی اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تو نہیں واجب ہوتی ہے اس میں کوئی چیز برابر ہے کہ جان بوجھ کر ہو یا خطا سے۔ (فتح)

۶۳۸۳۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأُصِيْبَ صَبِيْحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ

۶۳۸۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے تو اُن میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے عامر! ہم کو اپنے شعروں میں سے کچھ سنا سو وہ راگ سے ان کو ہانکنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا سرور سے؟ لوگوں نے کہا عامر، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ دیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ یعنی آپ نے اس کے مرنے کی خبر دی اگر زندہ رہتا تو

عَمَلُهٗ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا إِنَّ لَهٗ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيْدُهٗ عَلَيْهِ.

ہم کو اس سے فائدہ ہوتا تو اسی رات کو صبح کو شہید ہوا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا عمل اکارت ہوا اس نے اپنی جان کو آپ مارا یعنی حرام موت مرا سو جب میں پھرا اور لوگ چرچا کرتے تھے کہ عامر کا عمل اکارت ہوا تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا لوگوں نے گمان کیا کہ عامر کا کیا اکارت ہوا، حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہا جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے تو دوہرا ثواب ہے بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش اور کون سا قتل ہے کہ اجر کو اس پر زیادہ کرے یعنی کوئی ایسا شہید نہیں ہوا جس کا ثواب عامر کی شہادت سے زیادہ ہو۔

فائدہ: اور اس طریق میں یہ مذکور نہیں کہ عامر نے اپنے آپ کو کس طرح مارا تھا اور ادب میں گزر چکا ہے کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے ایک یہودی پر تلوار ماری سو ان کی تلوار اُلٹ کر ان کے زانو پر لگی تو وہ اسی صدمے سے مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی تلوار اُلٹ کر ان کو لگی اور ان کو قتل کیا اور یہی مراد ہے ترجمہ میں روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اس طرف کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے مطابق ہے اور اعتراض کیا ہے اس پر کرمانی نے سو اس نے کہا کہ قول اس کا ترجمہ میں کہ اس کے واسطے دیت نہیں اس باب میں بے محل ہے لائق یہ تھا کہ اس کو پہلے ترجمہ میں لاتا اذا مات في الزحام فلا دية له علی المزاحمين اور یہ شاید اس کے ناقلوں کا تصرف ہے اور کہا ظاہریہ نے کہ جو اپنے آپ کو خود مار ڈالے اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے سو شاید بخاری نے ارادہ کیا ہے اس قول کے رد کا، میں کہتا ہوں کہ ہاں بخاری رحمہ اللہ کی یہی مراد ہے لیکن اس کے قائل پر جو ظاہریہ سے پہلے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ مذہب ظاہریہ کا صحیح بخاری کی تصنیف سے پیچھے ظاہر ہوا اس واسطے کہ صحیح بخاری ۲۲۰ھ میں تصنیف ہوئی اور اس وقت داؤد ظاہریہ کا پیشوا طالب علم تھا بیس سال کی عمر میں اور یہ جو کرمانی نے کہا کہ اس کے واسطے لائق پہلا باب تھا تو یہ قول اس کا صحیح ہے لیکن اس کا اس باب میں ہونا زیادہ تر لائق ہے اس واسطے کہ جو ہجوم میں مر جائے اس کے حق میں خلاف قوی ہے اسی واسطے نہیں جزم کیا اس نے ساتھ نفی کے اور یہ بخاری رحمہ اللہ کے تصرفات کی خوبیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

جب کوئی کسی مرد کو دانتوں سے کاٹے اور اس کے دانت گر پڑیں

فائدہ: یعنی کیا اس میں کوئی چیز لازم ہے یا نہیں؟

٦٣٨٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ.

۶۳۸۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو کاٹنے والے کا دانت گر پڑا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چبالیتا ہے اپنے بھائی کا ہاتھ جیسے اونٹ چبالیتا ہے تجھ کو خون بہا نہ ملے گا یعنی اس نے اپنے بچاؤ کے واسطے اپنا ہاتھ کھینچا اگر تیرا دانت گر پڑا تو وہ کیا کرے؟۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں کچھ بدلا نہیں اور یہی مذہب ہے سب اماموں کا۔

٦٣٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۳۸۵۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جہاد میں نکلا تو ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا تو اس کا دانت گر پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل کیا اور اس کا بدلہ نہ دلوایا۔

فائدہ: اور لیا ہے ساتھ اس قصے کے جمہور نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے معضوض پر قصاص اور نہ دیت اس واسطے کہ وہ حملہ کرنے والے کے حکم میں ہے اور نیز حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ اجماع کے کہ جو دوسرے پر ہتھیار اٹھا دے تا کہ اس کو قتل کرے اور اس نے اس کو اپنی جان سے ہٹایا اور ہتھیار اٹھانے والے کو قتل کیا تو نہیں ہے کچھ چیز اوپر اس کے پس اسی طرح نہیں ضامن ہوتا ہے اس کے دانت کا ساتھ دفع کرنے اس کے اپنے بیان سے کہا انہوں نے اور اگر معضوض کسی اور چیز میں اس کو زخمی کرے تو بھی اس پر کچھ لازم نہیں آتا اور شرط رائیگاں ہونے کی یہ ہے کہ معضوض یعنی کاٹا گیا اس سے درد پائے اور یہ کہ اس کو اپنے ہاتھ کا خلاص کرنا بغیر اس کے ممکن نہ ہو اور اگر اس کے منہ پر مارنے یا اس کی داڑھی اکھاڑنے سے ہاتھ چھوڑانا ممکن ہو تو اس کا دانت نہ اکھاڑے اور باوجود ممکن ہونے خلاصی کے اس سے ساتھ ہلکی بات کے اگر بھاری بات کو اختیار کرے تو وہ معاف نہیں اور شافعیہ کے نزدیک مطلق معاف ہے ایک وجہ میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دفع کرے اس کو بغیر اس کے تو اس پر ضمان ہے اور مالک سے دو روایتیں ہیں مشہور تر یہ ہے کہ واجب ہے بدلہ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس حدیث سے کہ احتمال ہے کہ سبب معاف ہونے کا شدت کاٹنے کی ہو نہ کھینچنا ہاتھ کا تو کاٹنے والے کے دانت کا گر پڑنا خود اپنے فعل سے ہوگا نہ کاٹے گئے کے فعل سے اس واسطے کہ اگر یہ ہاتھ والے کے فعل سے ہوتا تو اس کو ممکن تھا کہ خلاص کرتا اپنے

ہاتھ کو بغیر دانت اکھاڑنے کے اور نہ جائز ہوتا دفع کرنا ساتھ اثقل کے باوجود ہلکی چیز کے اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح حکم کیا جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اجارے میں اس حدیث کے بعد نقل کیا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا کہ کاٹنے والے کا فعل اور ہے اور اس نے اس کے عضو کا قصد کیا تھا اور معضوض کا فعل اور ہے سو واجب ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک ضامن ہو دوسرے کے قصور کا جیسے ایک نے دوسرے کی آنکھ پھوڑی اور دوسرے نے اس کا ہاتھ کاٹا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں اور وہ فاسد ہے اور کہا یحییٰ بن عمر نے کہ اگر مالک کو یہ حدیث پہنچتی تو اس کا خلاف نہ کرتا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ڈرانا ہے غضب سے اور یہ کہ جس کو غصہ آئے جہاں تک ہو سکے اس کو مٹا دے اس واسطے کہ غصے ہی نے اس کے دانت اکھاڑنے تک نوبت پہنچائی اس واسطے کہ یہ قصہ یعلیٰ اور اس کے مزدور کا ہے اور وہ مزدور پر غصے ہوا اور غصے سے اس کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کا دانت گر پڑا اور اگر غصے نہ ہوتا تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی اور یہ کہ جائز ہے مزدور رکھنا آزاد کا خدمت کے واسطے اور کفایت محنت کے جہاد میں نہ اس واسطے کہ اس کی طرف سے لڑے کما تقدم فی الجہاد اور اس میں پہنچانا فوج داری مقدمے کا ہے طرف حاکم کی اور یہ کہ آدمی اپنے نفس کے واسطے بدلہ نہ لے اور اس میں دفع کرنا حملہ کرنے والے کا ہے اور یہ کہ جب نہ ممکن ہو خلاص مگر ساتھ قصور کرنے کے اس کے نفس میں یا بعض عضو میں اور وہ اس کو کرے تو وہ معاف ہے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے اور یہ کہ جائز ہے تشبیہ دینا آدمی کے فعل کو چوپائے کے فعل سے جب کہ مقصود نفرت دلانا ہو اس فعل سے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ دانت بدلے دانت کے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اوپر اکھاڑنے دانت کے بدلے دانت کے اور باقی ہڈیوں میں اختلاف ہے سو کہا مالک نے کہ اس میں بدلہ ہے مگر جو مجوف ہو یا ہو مانند مامومہ کی اور منقلہ کی اور ہاشمہ کی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت کے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرح ہمارے واسطے شرع ہے جب کہ ہمارے پیغمبر کی زبان پر بغیر انکار کے وارد ہو اور البتہ دلالت کی قول اللہ تعالیٰ نے ﴿اَلسِّنُّ بِالسِّنِّ﴾ اوپر جاری ہونے قصاص کے ہڈیوں میں اس واسطے کہ دانت ہڈی ہے مگر جس پر اجماع ہے کہ اس میں قصاص نہیں یا واسطے خوف مر جانے کے یا واسطے عدم قدرت کے مماثلت پر اور کہا شافعی اور لیث اور حنفیہ نے کہ نہیں قصاص ہے ہڈی میں سوائے دانت کے اس واسطے کہ ہڈی کے آگے حائل ہے چمڑا اور گوشت اور پٹھے جس کے ساتھ ہم مثل ہونا دشوار ہے اور اگر ممکن ہوتا تو البتہ حکم کرتے ہم ساتھ قصاص کے لیکن نہیں پہنچتا ہے طرف ہڈی کی یہاں تک کہ پہنچے اس کو جو آگے اس کے ہے جس کی قدر معلوم نہیں اور کہا طحاوی نے اتفاق ہے اس پر کہ سر کی ہڈی میں قصاص نہیں سو باقی

ہڈیاں بھی اس کے ساتھ ملحق ہوں گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں ہے کہ اس نے دانت توڑا تھا سو حکم کیا ساتھ قصاص کے باوجود اس کے کہ توڑنے میں ہم مثل ہونا ایک طور سے نہیں ہے۔ (فتح)

٦٣٨٦۔ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ.

٦٣٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کا دانت توڑ ڈالا اس کے مالک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم کیا یعنی دانت کے بدلے دانت توڑا جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی حکم اللہ کا قصاص ہے یا حکم کتاب اللہ کا قصاص ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ اور بعض نے کہا کہ ﴿اَلسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ کی طرف بنابراس کے کہ شرع پہلے پیغمبروں کی ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو اس میں وہ چیز جو اس کی ناسخ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا سو اس لڑکی کے مالک دیت پر راضی ہوئے اور دیت قبول کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے اور اگر کوئی کہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انکار کیوں کیا؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ انکار نہیں بلکہ یہ اشارہ ہے طرف تاکید کی بیچ طلب شفاعت کے یعنی ان کے مالکوں کے پاس سفارش کریں تا کہ دیت کو قبول کر لیں اور بعض نے کہا کہ مراد انکار محض نہیں بلکہ کہا اس کو انس رضی اللہ عنہ نے واسطے توقع اور اُمید کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہ مدعیوں کے دل میں صلح ڈالے تا کہ وہ قصاص سے درگزر کر کے دیت قبول کر لیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے طیبی نے کہ مراد حکم کا رد کرنا نہیں بلکہ نفی کرنی ہے اس کے وقوع کی بسبب اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے لطف سے ساتھ اس کے بیچ کاموں اس کے اور اعتماد کرنے سے اس کے فضل پر کہ نہ محروم کرے اس کو جس میں اس نے اس کی قسم کھائی اور اس حدیث میں جواز قسم کا ہے اس میں جس کے واقع ہونے کا گمان ہو اور ثنا اس پر جس کے واسطے یہ واقع ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور مستحب ہونا عفو کا ہے قصاص سے اور شفاعت کرنا عفو میں اور یہ کہ اختیار قصاص یا دیت کا مستحق کے واسطے ہے مستحق علیہ پر اور ثابت کرنا قصاص کا عورتوں میں زخموں میں اور دانتوں میں اور اس میں صلح کرنا ہے دیت پر اور جاری ہونا قصاص کا بیچ توڑنے دانت کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ممکن ہو ہم مثل ہونا کہ سوہن کے ساتھ اس کا اتنا دانت کاٹا جائے۔ (فتح)

بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت کا بیان یعنی کیا سب برابر ہیں

یا مختلف ہیں؟۔

٦٣٨٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَآءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

٦٣٨٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اور یہ برابر ہیں چھنگلی اور انگوٹھا خون بہا میں برابر ہیں۔

فائدہ: یعنی دیت سب انگلیوں میں برابر ہے چھوٹی ہو یا بڑی ہاتھوں کی ہو یا پاؤں کی اور آدمی کا پورا خون بہا ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا سو اونٹ ہے اور ایک انگلی کا خون بہا دسواں حصہ ہے پوری دیت کا یعنی سو دینار یا ہزار درہم یا دس اونٹ کہا ترمذی نے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے اور یہی قول ہے ثوری رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے تمام شہروں کے فقہاء کا اور قدیم زمانہ میں اس میں اختلاف تھا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انگوٹھے میں پندرہ اونٹ اور بنصر میں نو اور خنصر میں چھ اور سبابہ اور وسطیٰ میں دس دس اور موطا مالک میں ہے کہ جو نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے واسطے دیتوں میں لکھا تھا اس میں ہے کہ دس انگلیوں میں سو اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں میں پچاس اونٹ ہیں اور ہر انگلی میں دس دس اونٹ ہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ میں شریح کے پاس تھا سو اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا شریح سے پوچھا شریح نے کہا کہ ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں تو اس نے کہا سبحان اللہ کیا یہ اور یہ انگوٹھا اور چھنگلی برابر ہیں؟ تو شریح نے کہا تیری کم بختی بے شک سنت نے قیاس کو منع کر دیا ہے یعنی سنت کے ہوتے قیاس کرنے منع ہے سنت کی پیروی کر اور بدعت نہ نکال خطابی نے کہا کہ انگلیوں اور دانتوں کی دیت باعتبار اشتراک کے ہے اسم میں نہ باعتبار معنی کے اور کہا کہ یہ حدیث اصل ہے ہر قصور میں جس کی کمیت اور انداز ضبط نہ ہو سکے اس واسطے کہ انگلیوں کا حال اور نفع اور قوت مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح دانتوں کا حال بھی مختلف ہے اور ان کی دیت برابر ہے اور اسی طرح اُن زخموں کا حال ہے جو ہڈی کھول دیں کہ وہ مختلف ہیں اور ان کی دیت برابر ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِّنْ رَّجُلٍ هَلْ يُعَاقَبُ أَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ

جب قتل کریں یا زخمی کریں ایک جماعت ایک شخص کو تو کیا واجب ہے قصاص یا سزا سب پر یا متعین ہے ایک پر تا کہ اس سے بدلہ لیا جائے اور باقی لوگوں سے جو اس

کے ساتھ شریک ہوں دیت لی جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ عقاب کے اس جگہ مکافات ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ابن سیرین کے قول کی طرف کہ اگر دو آدمی کسی شخص کو ماریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور دوسرے سے دیت لی جائے اور جب زیادہ ہوں تو باقی دیت ان پر تقسیم کی جائے مثلا اگر دس آدمی مل کر ایک شخص کو قتل کریں تو ایک کو قتل کیا جائے اور باقی نو آدمیوں سے نواں حصہ دیت کا لیا جائے اور شعبی سے ہے کہ ولی قتل کرے جس کو ان میں سے چاہے اور باقی لوگوں سے معاف کرے اور بعض سلف سے ہے کہ ساقط ہوتا ہے قصاص اور متعین ہوتی ہے دیت یہ اہل ظاہر سے محکی ہے اور معاویہ اور زہری اور ابن زبیر سے بھی ابن سیرین کے قول کے موافق آیا ہے اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ جان حصے حصے نہیں ہوسکتی ہے سو نہیں ہوگا نابود ہونا جان کا ساتھ فعل بعض کے سوائے بعض کے اور ہر ایک ان میں سے قاتل ہو گا اور اسی طرح اگر سب مل کر پتھر اٹھا کر کسی مرد کو ماریں اور وہ اس سے مر جائے تو گویا سب نے اس کو اٹھایا برخلاف اس کے کہ روٹی کے کھانے میں شریک ہوں اس واسطے کہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتی ہے ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔ (فتح)

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ ثُمَّ جَآءَ ا بِآخَرَ وَقَالَا أَخْطَأْنَا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِذَا بِدِيَةِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

اور کہا مطرف نے شعبی سے ان دو مردوں کے حق میں جنہوں نے گواہی دی ایک مرد پر کہ اس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا پھر دونوں اور شخص کو لائے تو دونوں نے کہا کہ ہم سے خطا ہوئی گواہی دینے میں اول پر یہ ہے جس نے چوری کی تو علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کی شہادت کو باطل کیا اور اول کی دیت لی یعنی دوسرے پر ان کی گواہی قبول نہ کی اور دونوں سے پہلے کی دیت لی اور فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تم نے جان بوجھ کر یہ گواہی دی ہے تو تم دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيَ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا أَهْلُ صَنْعَآءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک لڑکا پوشیدہ مارا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر صنعا والے سب اس میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا اور کہا مغیرہ نے اپنے باپ سے کہ چار شخصوں نے ایک لڑکے کو قتل کیا مثل اس کی۔

حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهُ.

فائدہ: یہ واقعہ صنعا کا ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو چند شخصوں سے جو اس کے یار تھے قتل کروایا اور اس کا خاوند کہیں چلا گیا ہوا تھا تو یہ خبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تب انہوں نے یہ کہا۔

وَأَقَادَ أَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِّنْ لَّطْمَةٍ وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِّنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِّنْ سَوْطٍ وَخُمُوْشٍ.

اور قصاص لیا ابوبکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید نے طمانچہ کا یعنی طمانچہ کے بدلے طمانچہ مارا اور بدلہ لیا عمر نے درے کی چوٹ کا اور بدلہ لیا علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑوں کا اور بدلہ لیا شریح نے کوڑوں کا اور زخم کا جس میں دیت معین نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عثمان اور خالد سے بھی ابوبکر کے قول کے موافق آیا ہے اور یہ قول شعبی کا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث کا اور کہا لیث اور ابن قاسم نے کہ کوڑے وغیرہ کی مار کا بدلہ لیا جائے مگر جو آنکھ میں طمانچہ مارے اس میں سزا ہے واسطے خوف آنکھ کے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ طمانچہ کا بدلہ نہیں مگر یہ کہ زخم کرے کہ اس میں حکومت ہے اور یہی مشہور قول ہے مالک کا اور سبب اس میں یہ ہے کہ طمانچہ میں مماثلت مشکل ہے اس واسطے کہ زور والے کا طمانچہ سخت ہوتا ہے اور کمزور کا نرم ہوتا ہے پس لائق ہے تعزیر جو طمانچہ مارنے والے کے لائق اور مناسب ہو اور کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ مبالغہ کیا ہے بعض متاخرین نے سو نقل کیا ہے انہوں نے اجماع اس پر کہ طمانچہ اور ضرب کا بدلہ نہیں اس میں تعزیر ہے اور غفلت کی ہے اس نے اس واسطے کہ بدلہ لینا اس کا ثابت ہو چکا ہے خلفائے راشدین سے۔ (فتح)

٦٣٨٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ وَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا لَا تَلُدُّوْنِيْ قَالَ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ بِالدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةٌ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ

٦٣٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں دوا لگائی آپ کی بیماری میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے حلق میں دوا مت لگاؤ ہم نے کہا اس واسطے منع کرتے ہیں کہ بیمار دوا سے کراہت کرتا ہے یعنی نہی تحریمی نہیں پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ میرے حلق میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا کہ بیمار تو دوا کو برا جانتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی گھر میں باقی نہ رہے مگر کہ اس کے حلق میں دوا ڈالی جائے میرے سامنے عباس رضی اللہ عنہ کے

وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ. سوائے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے۔

فائدہ: یہ حدیث نہیں ظاہر ہے قصاص میں لیکن قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں عباس رضی اللہ عنہ کے سوائے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے سوتمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے بطورِ قصاص کے کیا تھا نہ بطور تادیب کے اور یہ حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ طمانچہ اور کوڑے کا بدلہ لیا جائے اور قصاص قتل میں یہ حدیث ظاہر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ یہ مستفاد ہے جاری کرنے قصاص کے سے حقیر چیزوں میں اور جب ان میں قصاص سے تادیب کی طرف عدول نہیں کیا جاتا تو اسی طرح لائق ہے کہ جاری ہو قصاص سب ان لوگوں پر جو قتل میں شریک ہوں برابر ہے کہ تھوڑے ہوں یا بہت اس واسطے کہ حصہ ہر ایک کا اُن میں کبیرہ گناہ ہے پس کس طرح نہ جاری ہوگا اس میں قصاص۔ (فتح)

بَابُ الْقَسَامَةِ باب ہے قسامت کے بیان میں

فائدہ: قسامت کے معنی ہیں قسم کھانا مقتول کے ولیوں کا جب کہ دعویٰ کریں خون کا یا جن پر خون کا دعویٰ کیا گیا۔

وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ. اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہییں یا قسم اس کی یہ ایک ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پہلے گزر چکی ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس کے اس طرف کہ سعید بن عبید کی حدیث کو باب میں ترجیح ہے کہ قسامت میں پہلے مدعا علیہم کو قسم دی جائے کما سیاتی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ اور کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ نہیں بدلہ لیا ساتھ اس کے یعنی قسامت کے معاویہ رضی اللہ عنہ نے

فائدہ: اور عبداللہ بن زبیر نے اس کے ساتھ بدلہ لیا ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ سعید بن عاص نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے مقتول کے وارثوں سے پچاس آدمی سے قسم لی پھر قاتل کو ان کے حوالے کر دیا۔ (فتح)

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. اور لکھا عمر بن عبدالعزیز نے عدی کی طرف اور اس کو بصرے پر حاکم کیا تھا ایک مقتول کے حق میں جو روغن فروشوں کے ایک گھر کے پاس پایا گیا کہ اگر اس کے ساتھی یعنی اس کے وارث گواہ پائیں تو فبہا ورنہ لوگوں پر ظلم نہ کرنا اس واسطے کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے اس میں قیامت تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے قسامت میں بدلہ لیا ہے اور شاید جب وہ مدینے پر حاکم تھے اس وقت نہ لیا ہوگا پھر جب خود خلیفہ ہوئے تو قسامت کا بدلہ لیا اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے پہلے سالم بن عبداللہ نے قسامت سے انکار کیا سو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا تھا خرابی ہے اس قوم کے واسطے جو قسم کھاتے ہیں اس چیز سے جس کو انہوں نے نہیں دیکھا اور نہ اس کے پاس موجود تھے اور اگر میرا اختیار ہوتا تو ان کو سزا دیتا اور ٹھہراتا ان کو عبرت اور نہ قبول کرتا ان کی گواہی کو اور یہ قدح کرتا ہے بیچ نقل اجماع اہل مدینہ کے اوپر قصاص کے ساتھ قسامت کے اس واسطے کہ سالم اجل فقہاء مدینے سے ہے اور نیز روایت کی ہے ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قسامت میں قصاص نہیں اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ قصاص ساتھ قسامت کے ظلم ہے اور حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ وہ قسامت کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور محصل خلاف کا قسامت میں یہ ہے کہ کیا عمل کیا جائے ساتھ اس کے یا نہیں اور بر تقدیر اول کے کیا وہ قصاص کو واجب کرتی ہے یا دیت کو اور کیا پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے یا مدعا علیہم کو اور نیز اس کی شرط میں بھی اختلاف ہے۔ (فتح)

٦٣٨٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِيْ حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِّنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوْا إِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوْا فِيْهَا وَوَجَدُوْا أَحَدَهُمْ قَتِيْلًا وَقَالُوْا لِلَّذِيْ وُجِدَ فِيْهِمْ قَدْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا قَالُوْا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْطَلَقْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيْلًا فَقَالَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ قَالُوْا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُوْنَ قَالُوْا لَا نَرْضٰى بِأَيْمَانِ الْيَهُوْدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِّنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

٦٣٨٩۔ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی قوم میں سے چند آدمی یعنی عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر کی طرف چلے اور اس میں جدا ہوئے اور انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا کسی نے اس کو قتل کیا اور کہا انہوں نے اُن لوگوں سے جن میں مقتول پایا گیا کہ تم ہی نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو قاتل معلوم ہے جس نے قتل کیا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم خیبر کی طرف گئے تھے سو ہم نے اپنے ایک ساتھی کو مقتول پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے بڑے کو بات کرنے دے پہلے بڑے کو بات کرنے دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ کیا گواہ لاتے ہو اس پر جس نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو مدعا علیہم قسم کھائیں گے انہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ اس کا خون عبث جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ اس کی دیت دی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ محیصہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو اس کو دیکھا کہ قتل کیا گیا ہے اپنے خون میں لوٹتا ہے سو اس نے اس کو دفنایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے قاتل کے مستحق ہو اور ایک روایت میں ہے کیا تم مستحق ہوتے ہو اپنے ساتھی کے خون کے ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے اور اس میں خلاص کرنا ہے مدعیوں کا ساتھ قسم کے اور یہ جو کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں سے راضی نہیں ہوتے تو یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا سو بری کریں گے تم کو یہود ساتھ پچاس قسموں کے یعنی خلاص کریں گے تم کو قسموں سے ساتھ اس کے کہ قسم کھائیں گے اور جب انہوں نے قسم کھا لی تو ختم ہو جائے جھگڑا اور نہ واجب ہو گی ان پر کچھ چیز اور خلاص ہوئے تم قسموں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قسمیں کس طرح لیں ان کو کچھ پرواہ نہیں کہ ہم سب کو قتل کریں پھر قسمیں کھا لیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے صدقہ سے سو اونٹ اس کی دیت دی تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی اور مراد اپنے پاس سے یہ ہے کہ بیت المال سے جو جمع تھا واسطے بہتریوں مسلمانوں کے اور اس کو صدقہ کہا باعتبار انتفاع کے ساتھ اس کے مفت اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا جھگڑے کا ہے اور اصلاح کرنا ذات البین کا اور بعض نے کہا کہ مراد زکوۃ کا مال ہے کہ اس کو مصالح عامہ میں خرچ کرنا جائز ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اور بنا بر اس کے پس مراد عندیت سے ہونا اس مال کا ہے تحت امر اور حکم حضرت ﷺ کے اور واسطے احتراز کے ٹھہرانے دیت اس کے سے یہود پر اور یہ فعل حضرت ﷺ کا بنا بر تقاضے کرم اور حسن سیاست حضرت ﷺ کے ہے اور واسطے حاصل کرنے مصلحت کے اور دفع کرنے مفسدے کے بطور تالیف کے خاص کر وقت دشوار ہونے وصول کے طرف استیفاء حق کے اور کہا عیاض نے کہ یہ حدیث ایک اصل ہے اصول شرع سے اور ایک قاعدہ ہے قواعد احکام سے اور ایک رکن ہے ارکان مصالح بندوں کے سے اور لیا ہے اس کو تمام اماموں اور سلف نے اصحاب اور تابعین اور علماء امت اور فقہاء شہروں کے سے حجاز والوں اور شام والوں اور کوفہ والوں سے اگرچہ اختلاف کیا ہے بیچ صورت اخذ اس کے اور ایک گروہ نے اس کے لینے میں توقف کیا ہے سو نہیں دیکھا انہوں نے قسامت کو اور نہیں ثابت کیا انہوں نے شرع میں ساتھ اس کے کوئی حکم اور یہ مذہب حکم بن عتیبہ اور ابی قلابہ اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن عیار اور قتادہ اور مسلم اور ابراہیم بن علیہ کا ہے اور اسی کی طرف ہے مائل بخاری رحمہ اللہ کی اور گزر چکی ہے اول باب میں نقل اس شخص سے جو قسامت کو مشروع نہیں جانتا اور مختلف ہے قول مالک رحمہ اللہ کا اس کے مشروع ہونے میں بیچ قتل خطا کے اور جو اس کے ساتھ قائل ہیں ان کو اختلاف ہے عمد میں کہ کیا واجب ہے اس کی دیت یا قصاص سو مذہب اکثر حجاز والوں کا یہ ہے کہ واجب ہے قصاص جب کہ اس کی شرطیں پوری ہوں اور یہ قول زہری اور ربیعہ اور ابوزناد اور مالک رحمہ اللہ اور لیث

اور اوزاعی کا ہے اور ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور احمد اور اسحاق اور ابوثور کا اور مروی ہے یہ بعض اصحاب سے مانند ابن زبیر کے اور اختلاف ہے عمر بن عبدالعزیز سے کہا ابوزناد نے کہ قتل کیا ہم نے ساتھ قسامت کے اور اصحاب عام تھے بے شک میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہزار آدمی ہیں ان میں سے دو مختلف نہیں، میں کہتا ہوں اور یہ ابوزناد نے خارجہ سے نقل کیا ہے ورنہ ابوزناد کا بیس اصحاب کو دیکھنا بھی ثابت نہیں کہا قاضی نے اور حجت ان کی حدیث باب کی ہے یعنی روایت یحییٰ بن سعید کی کہ اس کا آنا صحیح طریقوں سے مدفوع نہیں ہوتا اور اس میں خلاص کرنا مدعیوں کا ہے قسم سے جب کہ انہوں نے انکار کیا اور رد کیا اس کو مدعا علیہم پر اور حجت پکڑی ہے انہوں نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر مگر قسامت اور ساتھ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اجماع ہے اماموں کا قدیم زمانے اور پچھلے میں کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے شروع کیا جائے اور کہا انہوں نے سنت ہے مستقل اور اصل بسر خود واسطے زندگی لوگوں کے اور روکنے تعدی کرنے والوں کے اور مخالف ہوئی ہے قسامت مال کی دعووں کو پس بند کی گئی ہے اوپر اس چیز کے کہ وارد ہوئی بیچ اس کے اور ہر اصل کی پیروی کی جائے اور اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور نہ چھوڑی جائے ایک سنت ساتھ دوسری سنت کے اور جواب دیا ہے انہوں نے سعید بن عبید کی روایت سے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے ساتھ اس کے کہ وہ وہم ہے اس کے راوی سے کہ ساقط کیا ہے اس نے بری کرنا مدعیوں کا ساتھ قسم کے اس واسطے کہ اس میں قسم کے رد کرنے کا ذکر نہیں اور شامل ہے روایت یحییٰ کی اوپر زیادتی ثقہ کی پس واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا قرطبی نے کہ اصل دعا میں یہ ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اور حکم قسامت کا اصل ہے بنفسہ واسطے مشکل ہونے اقامت گواہوں کے اوپر قتل کے اس میں غالبًا یعنی غالبًا اس میں قائم کرنا گواہوں کا قتل پر مشکل ہے اس واسطے کہ قاصد قتل کا قصد کرتا ہے تنہائی کو اور انتظار کرتا ہے مقتول کی غفلت کو اور مؤید ہے ساتھ اس کے روایت صحیحہ جو بخاری اور مسلم میں ہے اور جو قسامت کے سوائے ہے وہ باقی ہے اپنے اصل پر پھر نہیں ہے یہ نکلنا اصل سے بالکل بلکہ اس واسطے کہ مدعا علیہ کا تو قول معتبر ہوتا ہے واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ شہادت اصل کے اس کے واسطے ساتھ براءت کے اس چیز سے کہ اس پر دعویٰ کی گئی، اور وہ موجود ہے قسامت میں مدعی کی جانب میں واسطے قوی ہونے اس کی جانب کے ساتھ لوث کے جو اس کے دعویٰ کو قوی کرتا ہے کہا عیاض نے جو قائل ہیں ساتھ دیت کے انکار مذہب یہ ہے کہ پہلے مدعا علیہم سے قسم لی جائے مگر شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سو وہ قائل ہیں ساتھ قول جمہور کے کہ پہلے مدعیوں کو قسم دی جائے اگر وہ قسم نہ کھائیں تو پھر مدعا علیہم سے اور قائل ہیں ساتھ عکس اس کے اہل کوفہ اور بہت اہل بصرہ سے اور بعض اہل مدنہ سے اور اوزاعی سو کہا کہ گاؤں والوں میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہم کو اس کا قاتل معلوم ہے سو اگر قسم کھالیں تو بری ہو جاتے ہیں اور اگر کم ہو قسامت ان کے عدد سے یا انکار کریں تو مدعی لوگ قسم کھائیں ایک مرد پر اور مستحق ہو جاتے ہیں خون کے اور اگر کم ہو قسامت ان کے

عدد سے تو اس کو اس کا بدلہ دیت دے اور کہا کوفیوں نے کہ اگر قسم کھائیں تو واجب ہے ان پر دیت اور آیا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ نہیں واجب ہوتی ہے قسامت ساتھ مجرد دعویٰ ولیوں کے یہاں تک کہ قرین ہو ساتھ اس کے شبہ کہ غالب ہو گمان پر حکم کرنا ساتھ اس کے اور شبہ یہ ہے کہ بیمار کہے کہ میرا خون فلانے کے پاس ہے اور نہ ہو ساتھ اس کے کوئی اثر یا زخم یا گواہی دے وہ شخص جس کی گواہی سے نصاب پوری نہ ہو مثل ایک کی یا جماعت غیر عدول کے یا گواہی دیں دو عادل ساتھ ضرب کے پھر اس کے بعد چند روز زندہ رہے پھر مر جائے بغیر تخلل افاقہ کے کہ واجب ہوتی ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تیسری صورت میں کہ واجب ہے اس میں قصاص اور یا مقتول پایا جائے اور اس کے قریب وہ شخص ہو جس کے ہاتھ میں آلہ قتل کا ہو اور اس پر مثلا خون کا نشان ہو اور نہ موجود ہو غیر اس کا کہ واجب ہے اس میں قسامت نزدیک مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اور یا شبہ یہ کہ دو گروہ باہم لڑیں اور ان کے درمیان ایک مقتول پایا جائے کہ اس میں جمہور کے نزدیک قسامت ہے اور یا شبہ یہ کہ کسی محلے یا قبیلے میں مقتول پایا جائے سو یہ واجب کرتا ہے قسامت کو نزدیک ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کے اور نہیں واجب کرتا قسامت کو نزدیک ان کے سوائے اس صورت کے اور شرط اس کی ان کے نزدیک یہ ہے کہ مقتول میں کوئی اثر پایا جائے اور کہا داؤد نے کہ نہیں جاری ہوتی ہے قسامت مگر عمد میں شہر والوں پر یا بڑے گاؤں والوں پر اور وہ مقتول کے دشمن ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس میں قسامت نہیں بلکہ وہ معاف ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ مگر یہ کہ ہو مثل اس قصے کی جو باب کی حدیث میں ہے واسطے موجود ہونے عداوت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر قصاص کے قسامت میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اور دوسری روایت میں ہے دَمَ صَاحِبِكُمْ اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دوسری روایت میں ہے فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهٖ قوی تر ہے اس واسطے کہ یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل ہے اس میں کہ قاتل کو مقتول کے ولیوں کے حوالے کیا جائے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قصہ ایک ہے اور راویوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف کیا ہے پس نہیں مستقیم ہے استدلال کرنا ساتھ کسی لفظ کے ان میں سے واسطے نہ تحقیق ہونے اس بات کے کہ یہی لفظ صادر ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تمسک کیا ہے اس نے جو قائل ہے کہ نہیں واجب ہے مگر دیت ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پایا گیا ایک مقتول عرب کے دو گروہوں کے درمیان تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں جانب کو قیاس کرو جو گروہ اس مقتول سے قریب تر ہو ان سے پچاس قسمیں لو اور ان کو دیت لگاؤ اور اسی طرح خود عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قریب تر گاؤں کے لوگوں سے قسم لی اس مقتول کے حق میں جو دو گاؤں کے درمیان پایا گیا ان کے پچاس آدمیوں سے قسم لی پھر ان پر دیت کا حکم کیا اور کہا کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خونوں کو بچایا تم

سے قصاص معاف ہوا لیکن ایک مسلمان کا خون عبث نہیں جائے گا اس کی دیت پر بھر اور یہ جو کہا علی رجل منھم تو اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسامت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک مرد پر ہوتی ہے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا جمہور نے شرط ہے کہ معین پر ہو برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ ایک سے اور اختلاف ہے کہ کیا سب کو قتل کیا جائے یا صرف ایک کو اور اس حدیث میں ہے کہ قسم قسامت میں نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ جزم قاتل کے اور اس کا طریق مشاہدہ ہے اور خبر دینا معتمد آدمی کا باوجود قرینے کے جو اس پر دلالت کرے اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہو اور وہ اس سے انکار کرے تو نہ حکم کیا جائے اس پر یہاں تک کہ وارد ہو قسم دوسرے پر اور یہ مشہور ہے نزدیک جمہور کے اور حنفیہ کے نزدیک حکم کیا جائے بغیر رد کرنے قسم کے اور یہ کہ قسامت کی قسمیں پچاس ہیں اور اختلاف ہے قسم کھانے والوں کے عدد میں سو کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واجب ہوتا ہے حق یہاں تک کہ وارث پچاس قسمیں کھائیں برابر ہے کہ کم ہوں یا بہت یعنی اس میں یہ ضروری ہے کہ قسمیں پچاس ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ قسم کھانے والے بھی پچاس ہوں اور اگر اتفاقاً پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک آدمی ایک قسم کھائے اور اگر کم ہوں یا بعض انکار کریں تو باقی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں اور اگر صرف ایک ہی مرد ہو تو پچاس بار قسم کھائے اور مستحق ہوگا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس کے ساتھ عصبوں سے کوئی جوڑا جائے اور تو پچاس سے زیادہ ہوں تو ان میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں اور کہا لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ تین آدمیوں سے کم ہوتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مقدم کرنے بڑی عمر والے کے مہم امر میں جب کہ اس میں لیاقت ہو نہ اس وقت جب کہ اس میں اس کی لیاقت نہ ہو اور اسی پر محمول ہے جو باب کی حدیث میں ہے حکم مقدم کرنے بڑی عمر والے کے سے اور اس میں تانیس اور تسلی ہے مقتول کے وارثوں کے واسطے نہ یہ کہ وہ حکم ہے غائبوں پر اس واسطے کہ نہیں مقدم ہوئی صورت دعویٰ کی غائب پر اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے خبر دینا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مجرد دعویٰ نہیں واجب کرتا ہے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کو اس واسطے کہ اس کے حاضر کرنے میں ضائع کرنا ہے ان کے وقت کا بغیر موجب کے اور بہر حال اگر ظاہر ہو وہ چیز جو قوی کرے دعویٰ کو شبہ ظاہر سے تو راجح یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ قرب اور بعد اور شدت ضرر اور خفت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ لکھنے کے اور ساتھ خبر واحد کے باوجود ممکن ہونے مشافہ کے اور یہ کہ قسم کھانا بغیر طلب کرنے حاکم کے بے فائدہ ہے اس کا کوئی اثر نہیں ہے واسطے قول یہودیوں کے ان کے جواب میں **واللہ ما قتلنا** اور یہ جو کہا انہوں نے کہ ہم یہودیوں کی قسم سے راضی نہیں تو اس میں بعید جاننا ہے ان کے سچ کو اس واسطے کہ ان کو معلوم تھا کہ وہ جھوٹی قسموں کے کھانے سے پرواہ نہیں کرتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دعویٰ قسامت میں ضروری ہے کہ عداوت یا کینہ یا اشتباہ سے ہو اور اختلاف ہے اس دعویٰ کے سننے میں اگرچہ قسامت کو واجب نہیں کرتا سو احمد رحمۃ اللہ علیہ

سے دو روایتیں ہیں اور قائل ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدعی اور مدعا علیہ جب قسم سے انکار کریں تو واجب ہے دیت بیت المال میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو قسامت میں قسم کھائیں نہیں شرط ہے کہ ہو مرد بالغ اس واسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خمسین منکم مطلق ہے اور یہی ہے قول ربیعہ اور لیث اور ثوری اور اوزاعی اور احمد کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عورتیں دعویٰ قسامت میں داخل نہیں اس واسطے کہ مقصود قسامت میں قتل ہے اور وہ عورتوں سے نہیں سنی جاتی ہے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ قسم کھائے قسامت میں مگر عاقل بالغ اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان مرد اور عورت کے اور کہا ابن منیر نے کہ مذہب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اس نے قسامت کو ضعیف ٹھہرایا ہے اسی واسطے باب کی ابتدا میں پہلے وہ حدیثیں لایا ہے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قسم مدعا علیہ کی جانب میں ہے، میں کہتا ہوں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق قسامت کو ضعیف نہیں ٹھہرایا بلکہ وہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہے اس میں کہ نہیں ہے اس میں بدلہ اور مخالف ہے اس کو اس میں کہ جو اس میں قسم کھائے وہ مدعی ہے بلکہ اس کی رائے یہ ہے کہ روایات اس میں مختلف ہیں انصار اور یہود خیبر کے حصے میں پس رد ہوگا مختلف طرف متفق علیہ کی کہ قسم مدعا علیہ پر ہے اسی واسطے وارد کی ہے اس نے روایت سعید کی قسامت کے باب میں اور طریق یحییٰ کا دوسرے باب میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

۶۳۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ مِّنْ آلِ أَبِيْ قِلَابَةَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهٗ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالَ نَقُوْلُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُوْسُ الْأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُّحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهٗ قَدْ زَنٰى لَمْ يَرَوْهُ

۶۳۹۰۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنا تخت لوگوں کے واسطے ظاہر کیا یعنی اپنی خلافت میں اور وہ اس وقت شام میں تھا یعنی ظاہر کیا اس کو گھر سے باہر نہ یہ کہ شارع عام کی طرف پھر لوگوں کو آنے کی اجازت دی سو کہا کہ تم قسامت میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ قسامت کا بدلہ حق ہے اور بدلہ لیا ہے ساتھ اس کے خلفاء نے پھر مجھ سے کہا کہ تو اے ابوقلابہ! کیا کہتا ہے؟ اور مجھ کو لوگوں کے مناظرہ کے واسطے منصوب کیا، تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! تیرے پاس نوجوانوں کے سردار اور عرب کے شریف لوگ موجود ہیں بھلا بتلا تو کہ اگر ان میں پچاس مرد گواہی دیں کسی مرد شادی شدہ پر جو دمشق میں ہو کہ اس نے زنا کیا ہے جس کو انہوں نے نہ دیکھا ہو تو کیا تو اس کو سنگسار کرے گا؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا بھلا بتلا تو اگر

أَكُنتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِينَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِيْ إِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الْأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ إِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ

پچاس آدمی گواہی دیں کسی مرد پر جو حمص میں ہو کہ اس نے چوری کی تو بھلا تو اس کا ہاتھ کاٹے گا، اور حالانکہ انہوں نے اس کو نہیں دیکھا؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں قتل کیا حضرت ﷺ نے کسی (نمازی) کو کبھی مگر تین خصلتوں میں ایک تو وہ مرد جس نے اپنے نفس کی جنایت سے کسی کو قتل کیا سو اس کے عوض قتل کیا گیا دوسرا وہ مرد جس نے شادی کے بعد زنا کیا تیسرا وہ مرد جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور دین اسلام سے مرتد ہوا تو لوگوں نے یعنی عنبسہ نے کہا کہ کیا نہیں حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے چوری میں ہاتھ کاٹا اور آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے اندھا کیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں ڈالا یعنی یہاں تک کہ مر گئے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ گناہ میں بھی قتل کرنا جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو کفر تو پھر ان تین خصلتوں مذکورہ میں تو نے قتل کو کیوں بند کیا؟ اس نے کہا کہ میں تم سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرتا ہوں کہ قوم عکل اور عرینہ کے آٹھ شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی سو انہوں نے مدینے کی آب وہوا کو ناموافق پایا سو ان کے بدنوں میں بیماری ہوئی تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم باہر نہیں نکلتے ہمارے چرانے والے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں سو پاؤ ان کے دودھ اور پیشاب انہوں نے کہا کیوں نہیں، سو وہ اونٹوں کی طرف نکلے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پی کر اچھے ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ کے اونٹ چرانے والے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو

وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا قُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِيْ يَا عَنْبَسَةُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَاحِبُنَا كَانَ تَحَدَّثَ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَإِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ أَوْ مَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهٗ قَالُوْا نَرٰى أَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ آنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ أَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ أَنْ يَّقْتُلُوْنَا أَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْتَفِلُوْنَ قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَدَاهُ

ہانک لے چلے سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی حضرت ﷺ نے تلاش کرنے والے کو ان کے پیچھے بھیجا سو پائے گئے اور پکڑے گئے اور پکڑے آئے سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ ان کے سو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کے ان کو اندھا کیا گیا پھر ان کو سورج کی گرمی میں پھینکا یہاں تک کہ مر گئے میں نے کہا اور کون سی چیز سخت تر ہے ان لوگوں کے فعل سے اسلام سے مرتد ہوئے اور قتل کیا چرواہے کو اور چوری کی تو کہا عنبسہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں سنا میں نے آج کی طرح کبھی یعنی جیسا تجھ سے آج سنا تو میں نے کہا اے عنبسہ کیا تو میری حدیث سے انکار کرتا ہے اور مجھ کو متہم کرتا ہے اس نے کہا کہ نہیں لیکن تو نے حدیث بیان کی اپنے طور پر یعنی تو نے اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کی ٹھیک بیان کی یعنی عنبسہ نے ابوقلابہ کی تعریف کی اور اس کے ضبط کا اقرار کیا اور شاید عنبسہ کا گمان یہ تھا کہ جائز ہے قتل کرنا گناہ میں اگرچہ نہ واقع ہو کفر پھر جب ابوقلابہ نے ساری حدیث بیان کی تو عنبسہ کو یاد آیا کہ یہی حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہے گی یہ فوج خیر میں جب تک یہ شیخ ان کے درمیان جیتا رہے گا اور البتہ اس باب میں حضرت ﷺ سے سنت وارد ہوئی ہے چند انصاری حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور آپ کے پاس بات چیت کی (اور شاید یہ قصہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ کا ہے) تو ان میں سے ایک مرد ان کے آگے نکلا اور قتل کیا گیا اور باقی لوگ اس کے بعد نکلے سو اچانک انہوں نے اپنے ساتھی کو دیکھا کہ خون میں لوٹتا ہے سو وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ بات

مِنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْتٍ مِّنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَآءِ فَانْتَبَهَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَحَذَفَهٗ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ فَجَآءَتْ هُذَيْلٌ فَأَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ إِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَّأَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَقَدِمَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يُّقْسِمَ فَافْتَدٰى يَمِيْنَهٗ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَدْخَلُوْا مَكَانَهٗ رَجُلًا آخَرَ فَدَفَعَهٗ إِلٰى أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَقُرِنَتْ يَدُهٗ بِيَدِهٖ قَالُوْا فَانْطَلَقَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَآءُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَأَفْلَتَ الْقَرِيْنَانِ وَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ.

کرتا تھا ہمارے آگے نکلا سو اچانک ہم نے اس کو دیکھا کہ خون میں لوٹتا ہے تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ کس پر تمہارا گمان ہے یا تمہارے گمان میں کس نے اس کو قتل کیا ہے سو انہوں نے کہ ہمارا گمان ہے کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے سو حضرت ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا سو فرمایا کہ کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم راضی ہو یہود کی پچاس قسموں سے کہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا تو مقتول کے وارثوں نے کہا کہ وہ نہیں پرواہ کرتے کہ ہم سب کو مار ڈالیں پھر قسم کھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مستحق ہوتے ہو دیت کا اپنی پچاس قسموں سے انہوں نے کہا کہ ہم قسم نہیں کھائیں گے سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی، میں نے کہا اور البتہ ہذیل کے قبیلے نے جاہلیت کے زمانے میں اپنے ایک ہم قسم سے قسم توڑی تھی سو ہجوم کیا اس نے رات کو یمن کے ایک گھر والوں پر چھپ کر یعنی تا کہ ان کی کوئی چیز چرائے تو گھر والوں میں سے ایک مرد نے اس کو اچک لیا اور تلوار سے اس کو مار ڈالا پھر ہذیل کا قبیلہ آیا سو انہوں نے یمانی کو پکڑا جس نے اس کو تلوار سے مارا تھا اور اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس موسم حج میں لے گئے سو انہوں نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے تو قاتل نے کہا کہ انہوں نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ان میں سے اُنتالیس آدمیوں نے جھوٹی قسم کھائی اور ایک مرد اُن میں سے شام سے آیا انہوں نے اس سے کہا کہ قسم کھا تو اس نے اپنی قسم کا بدلہ ہزار درہم دیا اور قسم نہ کھائی اور انہوں نے اس

کی جگہ اور مرد کو داخل کیا سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مقتول کے
بھائی کے حوالے کیا تو اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے جوڑا گیا
سو ہم چلے اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسم کھائی تھی یہاں
تک کہ جب نخلہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک دن مسافت پر
مکے سے) میں تھے تو مینہ برسنا شروع ہوا سو وہ سب پہاڑ کی
ایک غار میں گھس گئے سو اچانک گر پڑی غار اُن پچاس
آدمیوں پر جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی سو سب مر گئے اور
خلاص ہوئے دونوں قرین جن کے ہاتھ جوڑے گئے تھے یعنی
بھائی مقتول کا اور جس نے پچاس کی گنتی پوری کی تھی سو دونوں
کے پیچھے ایک پتھر لگا اور مقتول کے بھائی کا پاؤں توڑ ڈالا سو
وہ ایک سال زندہ رہا پھر مر گیا اور البتہ عبدالملک بن مروان
نے بدلہ لیا تھا ایک مرد سے قسامت میں پھر پچھتایا بعد اپنے
کرتب کے سو حکم کیا ساتھ پچاس آدمیوں کے جنہوں نے قسم
کھائی تھی سو ان کا نام دفتر سے کاٹا گیا اور ان کو شام کی طرف
جلا وطن کیا۔

فائدہ: اور حاصل قصہ غار کا یہ ہے کہ قاتل نے دعویٰ کیا تھا کہ مقتول چور ہے اور اس کی قوم نے اس سے قسم توڑ ڈالی ہے تو اس کی قوم نے اس سے انکار کیا سو انہوں نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے اس سے قسم نہیں توڑی سو ہلاک کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ حنث قسامت کے اور خلاص ہوا مظلوم تنہا اور ظاہر مراد ابو قلابہ کی استدلال کرنا ہے ساتھ قصے عرینیوں کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس کا اس کو حصر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتوں کے سوائے کسی کو کبھی قتل نہیں کیا سو اعتراض کیا گیا ساتھ قصے عرینیوں کے اور قصد کیا معترض نے چوتھی قسم کے ثابت کرنے کا سو گمان کیا اس نے کہ عرینیوں کے قصے میں حجت ہے بیچ جواز قتل اس شخص کے جو نہیں مذکور ہے حدیث مذکور میں اور تھا تمسک کرتا ساتھ اس کے حجاج ظالم اور عنبسہ اس کا دوست تھا سو رد کیا اس پر ابو قلابہ نے ساتھ اس کے جس کا حاصل یہ ہے کہ بے شک وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مستوجب ہوئے قتل کے ساتھ اس سبب کے کہ انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور دین اسلام سے مرتد ہو گئے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ خفا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے اوپر ترک قصاص کے قسامت میں ساتھ قصے مقتول کے نزدیک یہود کے کہ اس میں قصاص کا ذکر نہیں

قسامت میں بلکہ اور نہ اصل قصے میں قصاص کے ساتھ تصریح ہے جو عمدہ ہے باب میں پس نہیں وارد کیا ابو قلابہ نے قصہ عرینیوں کا واسطے استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اوپر ترک قسامت کے بلکہ واسطے رد کرنے کے اس پر جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے واسطے قصاص کے قسامت میں اور بہرحال قصہ غار کا سو اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ عادت جاری ہے ساتھ ہلاک ہونے اس شخص کے جو قسم کھائے قسامت میں بغیر حلم کے جیسا کہ واقع ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس مقتول کے قصے میں جس کے سبب سے قسامت واقع ہوئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس میں ہے کہ ایک سال نہ گزرا کہ اڑتالیس آدمی مر گئے جنہوں نے قسم کھائی تھی اور یہ معلوم نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہذیل کے قصے میں کیا حکم کیا بدلہ لیا یا دیت کا حکم کیا اور نہیں ظاہر ہوئی میرے واسطے وجہ استدلال ابوقلابہ ساتھ کی ساتھ اس کے کہ قتل نہیں مشروع ہے مگر ان تینوں میں واسطے رد کرنے قصاص کے قسامت میں باوجود اس کے کہ قود مارنا جان کا ہے بدلے جان کے اور وہ داخل ہے ان تینوں قسم میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اس کے ثبوت کے طریق میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوْا عَيْنَهٗ فَلَا دِيَةَ لَهٗ

جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو اس میں دیت نہیں

فائدہ: حدیث باب میں اس کی تصریح نہیں کہ اس کی دیت نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے۔ (فتح)

٦٣٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهٗ لِيَطْعُنَهٗ.

٦٣٩١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض کوٹھریوں میں سوراخ سے جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چوڑے پھل والا تیر لے کر اٹھے اور اس کے ساتھ داؤ کرنے لگے کہ اس کو غافل پا کر زخمی کریں۔

٦٣٩٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٣٩٢۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے میں سوراخ سے جھانکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی کنگھی تھی اس سے اپنے سر کو کھجلتے تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھ کو دیکھتا ہے تو اس سے تیری

مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَأْسَهٗ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنَيْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ.

آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے کہ آدمی کی نظر محرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ ہوا معلوم ہوا کہ بیگانے گھر میں جھانکنا سخت حرام ہے۔

۶۳۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِعَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ.

۶۳۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی مرد تیرے گھر میں جھانکے بغیر تیری اجازت کے پھر تو اس کو کنکری سے مارے سو تو اس کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو تجھ پر کچھ گناہ نہ ہو گا یعنی کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو کسی قوم کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے تو ان کے واسطے حلال ہے کہ اس کی آنکھ کو پھوڑ ڈالیں اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے جناح کو اس جگہ گناہ پر اور مرتب کرتا ہے اس پر وجوب دیت کو اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اس کے دور ہونے سے دور ہونا دیت کا اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ ثابت کرنا حلت کا منع کرتا ہے ثبوت قصاص اور دیت کو اور بیہقی وغیرہ میں اس سے صریح تر آچکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو کسی کے گھر میں جھانکے بغیر ان کی اجازت کے سو وہ اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں تو نہیں ہے دیت اور نہ قصاص اور وہ رائیگاں ہے اور ان حدیثوں میں بہت فائدے ہیں باقی رکھنا سر کے بالوں کا ہے اور تربیت ان کی اور رکھنا آلہ کا جس کے ساتھ اپنی جان سے موذی جانوروں کو دفع کرے اور اس کے ساتھ کھجلی واسطے دفع کرنے میل کے اور اس میں مشروع ہونا استیذان کا یعنی اجازت مانگنا اس سے جو بند دروازہ والے گھر کے اندر ہو اور منع ہے جھانکنا اس پر سوراخ کے اندر سے اور یہ کہ مشروع ہے کرنا کنگھی کا اور یہ کہ اجازت مانگنا نہیں خاص ہے ساتھ غیر محارم کے بلکہ مشروع ہے اس پر جو ننگا ہوا اگرچہ ماں ہو یا بہن اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تیر مارنے اس شخص کے جو جاسوسی کرے اور اگر خفیف سے نہ ہٹے تو جائز ہے ساتھ ثقیل کے اور یہ کہ اگر اس سے اس کا نفس یا بعض ہلاک ہو تو وہ ہدر ہے اور مالکیہ کا مذہب قصاص ہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے قصد کرنا عین اور نہ غیر اس کے کا اور انہوں نے

علت یہ بیان کی ہے کہ گناہ نہیں دفع ہوتا ہے گناہ سے اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ ماذون فیہ جب ثابت ہو اذن تو نہیں نام رکھا جاتا ہے گناہ اگرچہ ہے یہ فعل کہ اگر اس سبب سے مجرد ہو تو گنا جاتا ہے گناہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر دفع کرنے حملہ کرنے والے کے اگرچہ مدفوع کا نفس مارا جائے اور وہ بغیر سبب مذکور کے گناہ ہے پس یہ ملحق ہے ساتھ اس کے باوجود ثابت ہونے نص کے بیچ اس کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ وہ وارد ہوئی ہے بطور تغلیظ اور ڈرانے کے اور موافق ہوا ہے جمہور کو ان میں سے نافع اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اعتبار قدر اس چیز کے کہ پھینکی جائے ساتھ کنکری کے جو پھینکی جاتی ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں فخذفته سو اگر اس کو پتھر مارے جو قتل کرے یا تیر مثلا تو تعلق پکڑتا ہے ساتھ اس کے قیاس اور ایک وجہ میں نہیں ہے بدلہ مطلق اور اگر نہ دفع ہو مگر ساتھ اس کے تو جائز ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص کہ اس کے واسطے اس گھر میں عورت ہو یا محرم یا متاع سو ارادہ کرے اطلاع کا اوپر اس کے سو منع ہے کنکری مارنا اس کو واسطے شبہ کے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہے اس میں کچھ فرق اور بعض نے کہا جائز ہے اگر نہ ہو گھر میں سوائے حریم اس کے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے مطلق اس واسطے کہ بعض حالات ایسے ہیں کہ مکروہ ہے اطلاع اوپر ان کے۔ (فتح)

بَابُ الْعَاقِلَةِ — باب ہے عاقلہ کے بیان میں

فائدہ: عاقلہ جمع ہے عاقل کی اور وہ دینے والا ہے دیت کا اور دیت کا نام عقل رکھا گیا اس واسطے کہ اونٹ باندھے جاتے تھے ولی مقتول کے صحن میں پھر بہت ہوئی استعمال یہاں تک کہ عقل دیت پر بولا گیا اور مرد کے عاقلہ اس کے قرابتی ہیں باپ کی طرف سے اور وہ عصبے اس کے ہیں یعنی چچا اور بھتیجے وغیرہ اور اُٹھانا عاقلہ کا دیت کو ثابت ہے ساتھ سنت کے اور اجماع ہے اہل علم کا اوپر اس کے اور وہ مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ لیکن یہ حکم اٹھانے کا دیت کو مخصوص ہے اس کے عموم سے اس واسطے کہ اس میں مصلحت ہے اس واسطے کہ اگر قاتل پر دیت ڈالی جائے تو عنقریب ہے کہ آدمی اس کے تمام مال پر کہ پے در پے خطا ہونے سے اس کو امن نہیں اور اگر دیت نہ لی جائے تو البتہ رائیگاں ہو گا دم مقتول کا، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ راز اس میں یہ ہو کہ اگر صرف قاتل کو چٹی لگائی جائے یہاں تک کہ محتاج ہو جائے تو البتہ رجوع کرے گا امر طرف راہدار کے بعد محتاج ہونے کے سو ٹھہرائی گئی اس کے عصبوں پر اس واسطے کہ ایک کے محتاج ہونے کا احتمال اکثر ہے احتمال محتاج ہونے جماعت کے سے اور اس واسطے کہ جب یہ اس سے مکرر ہوا تو ہو گا ڈرانا اس کا عود سے ایسے فعل کی طرف جماعت سے زیادہ تر باعث طرف قبول کی ڈرانے اس کے سے نفس اپنے کو اور علم نزدیک اللہ تعالیٰ کے ہے اور عاقلة الرجل اس کا قبیلہ ہے سو پہلے پہل قریب تر شاخ سے شروع کیا جائے پھر اگر عاجز ہوں تو جوڑا جائے طرف ان کی جو قریب تر ہو طرف ان کی اور وہ آزاد بالغ مردوں پر ہے جو اُن سے مال دار ہوں۔ (فتح)

٦٣٩٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

۶۳۹۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں اور ایک بار یوں کہا جو لوگوں کے پاس نہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان دار چیزوں کو پیدا کیا نہیں ہے ہمارے پاس کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے مگر سمجھ اور بوجھ دیا گیا کوئی مرد اس کی کتاب میں اور جو اس کاغذ میں ہے میں نے کہا اور کیا ہے اس کاغذ میں کہا دیت کا بیان اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

فائدہ: جو قرآن میں نہیں یعنی جس کو تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا برابر ہے کہ اس کو یاد رکھا یا نہیں اور نہیں ہے مراد تعمیم ہر مکتوب اور محفوظ کے واسطے کثرت مرویات علی رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کاغذ میں نہ تھے اور مراد وہ چیز ہے جو سمجھی جائے فحوے لفظ قرآن سے اور استدلال کیا جائے ساتھ اس کے باطن معانی اس کے سے اور مراد علی رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو ان کے نزدیک زائد ہے قرآن پر اس چیز سے ہے کہ لکھا گیا ہے اس سے صحیفہ مذکورہ اور جو استنباط کیا گیا ہے قرآن سے اور شاید علی رضی اللہ عنہ لکھتے تھے جو واقع ہوتا ان کے واسطے اس سے تاکہ نہ بھول جائیں برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام سے اس واسطے کہ خبر گیری کرتے تھے اس کے ساتھ فعل کے اور فتوے دینے کے سو نہ ڈرے اس پر بھول سے۔ (فتح)

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ — عورت کے پیٹ کا بچہ یعنی کچا

فائدہ: جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو عورت کے پیٹ میں ہو جننے سے پہلے۔

٦٣٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۶۳۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں اور ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ایک بردے کا حکم کیا غلام یا لونڈی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت مر گئی تو حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا دس اونٹ یا سو بکری دے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غرہ دے غلام ہو یا لونڈی یا گھوڑا یا خچر اور نقل کیا ہے ابن منذر نے طاؤس اور مجاہد اور عروہ سے کہ مراد غرہ سے غلام ہے یا لونڈی یا گھوڑا اور کہا اہل ظاہر نے کہ کفایت کرتی ہے وہ چیز کہ واقع ہو اس پر اسم غرہ کا اور غرہ دراصل کہتے ہیں اس سفیدی کو جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور حدیث میں آدمی کے واسطے بھی استعمال کی گئی ہے اور غرہ بولا جاتا ہے نفیس چیز پر آدمی ہو یا کچھ اور چیز ہو مرد ہو یا عورت اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ کالا لونڈی غلام جنین کی دیت میں کافی نہیں یعنی بلکہ گورے رنگ کا ہے اس واسطے کہ اگر غرہ میں معنی زائد نہ ہوتے تو اس کو ذکر نہ کرتے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے اور تمام فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کالا غلام نکالے تو بھی جائز ہے اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس وجہ کہ کہ مراد معنی زائد سے یہ ہیں کہ نفیس اور قیمتی ہو اسی واسطے تفسیر کیا ہے اس کو لونڈی یا غلام سے اس واسطے کہ آدمی سب جاندار چیزوں سے اشرف ہے بنا بر اس کے جمہور کے قول پر کم تر وہ چیز جو کافی ہے غلام یا لونڈی سے وہ چیز ہے جو سالم ہو عیبوں سے کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ ان کے پھیر دینا بیع میں اس واسطے کہ عیب دار چیز نہیں ہے خیار سے یعنی بہتر یعنی راجح یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے غلام اگرچہ پہنچے ساٹھ برس کی عمر کو یا زیادہ کو جب تک کہ نہ پہنچے طرف عدم استقلال کے ساتھ بڑھاپے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے قصاص کے جب کہ بھاری چیز سے قتل کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس میں قصاص کا حکم نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے ساتھ دیت کے اور جو قتل بالمثقل میں قصاص کا قائل ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ چوب خیمے کی مختلف ہوتی ہے کبھی بڑی ہوتی ہے کبھی چھوٹی اور بعض غالبًا قتل کر ڈالتی ہیں اور بعض غالبًا قتل نہیں کرتی اور مطرد ہونا مماثلت کا قصاص میں تو صرف اس وقت مشروع ہے جب کہ واقع ہو قتل ساتھ اس چیز کے کہ غالبًا قتل کر ڈالے اور اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس میں قصاص کو تو صرف اس واسطے واجب نہیں کیا کہ ایسی چیز میں قصد قتل کا نہیں ہوتا اور شرط قصاص کی عمد اور قصد ہے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شبہ عمد ہے پس نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے قتل بالمثقل کے اور عکس اس کے کی۔ (فتح)

٦٣٩٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ

٦٣٩٦ـ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا بیچ حکم اس عورت کے جس کے پیٹ میں مارا جائے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کیا ہے اس میں حضرت ﷺ

الْمُغِيْرَةُ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِهٖ.

نے ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو گواہی دی محمد بن مسلمہ نے کہ حضرت ﷺ نے اس کی موجودگی میں اس کے ساتھ حکم کیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو تیرے ساتھ گواہی دے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے اس کی گواہی دی۔ (فتح)

٦٣٩٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي السِّقْطِ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ أَنَا سَمِعْتُهُ قَضٰى فِيْهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. قَالَ ائْتِ مَنْ يَّشْهَدُ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا.

۶۳۹۷۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے قسم کے ساتھ پوچھا کہ کون ہے؟ جس نے سنا ہو کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا کچے بچے میں جو عورت کے پیٹ سے گرے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے سنا حضرت ﷺ سے حکم کیا اس میں ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لا جو گواہی دے ساتھ تیرے اوپر اس کے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں حضرت ﷺ پر ساتھ ایسے حکم کے۔

حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا اُن سے بیچ حکم اس عورت کے کہ کوئی اس کو مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے مثل اس کی۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت کرنے دیت عورت کے پیٹ کے بچے کے اور یہ کہ واجب اس میں ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور یہ اس وقت ہے جب کہ اس کے پیٹ سے بچہ مرا ہوا گرے بسبب مار کے اور تصرف کیا ہے فقہاء نے ساتھ قصد کرنے کے بردے کی عمر میں اور یہ حدیث کے مقتضیٰ سے نہیں ہے اور مشورہ طلب کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بیچ سوال امام کے حکم سے جب کہ اس کو معلوم نہ ہو یا اس کو شک ہو یا ثبوت کا ارادہ ہو اور اس میں ہے کہ بعض خاص واقعی اکابر پر پوشیدہ رہتے ہیں اور جانتے ہیں ان کو جو ان سے کم ہوں اور اس میں رد ہے مقلد پر جب کہ استدلال کیا جائے اس پر ساتھ اس حدیث کے جو اس کے مخالف ہو اور

جواب دے کہ اگر یہ صحیح ہوتی تو مثلاً میرا امام اس کو جانتا اس واسطے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے اس کا پوشیدہ رہنا جائز ہے تو پھر اس سے پیچھے ہے اس سے پوشیدہ رہنا اس کا زیادہ تر جائز ہوگا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ اس پر گواہ لا اس شخص نے جو دیکھتا ہے اعتبار عدد کو روایت میں اور شرط کرتا ہے کہ نہیں قبول ہے روایت میں کم تر دو سے جیسا کہ اکثر گواہیوں میں ہے اور یہ استدلال ضعیف ہے جیسا کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ اس واسطے کہ بے شک ثابت ہو چکا ہے قبول کرنا ایک کی خبر کا چند جگہوں میں اور طلب کرنا عدد کا خاص جزی صورت میں نہیں دلالت کرتا ہے اوپر معتبر ہونے اس کے ہر واقعہ میں واسطے جواز مانع خاص کے اس صورت میں باوجود سبب کے جو تقاضا کرے ثابت کرنے کو اور زیادتی استظہار کو خاص کر جب کہ قائم ہو قرینہ اور البتہ تصریح کی عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ ارادہ کیا ہے اس نے زیادہ ثبوت کا اور یہ جو کہا املاص المرء ۃ تو یہ صریح تر ہے اس میں کہ ضرور ہے منفصل ہونا بچے کا مردہ اور البتہ شرط کی ہے فقہاء نے بیچ واجب ہونے بردے کے جدا ہونا بچے کا پیٹ سے مرکر بسبب مار کے اور اگر جدا ہو زندہ پھر مر جائے تو واجب ہے اس میں قصاص یا دیت پوری اور اگر اس کی ماں مرگئی اور وہ جدا نہ ہو تو نہیں واجب ہے اس پر کوئی چیز نزدیک شافعیہ کے واسطے نہ ہونے یقین وجود بچے کے کہ ہے یا نہیں اور بنا بر اس کے کیا معتبر نفس انفصال ہے یا تحقق حصول بچے کا پیٹ میں اس میں دو قول ہیں اور ظاہر ہوتا ہے اثر اس کا جب کہ اس کا پیٹ چیرا جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ نظر آئے اور اس وقت جب کہ مثلاً بچے کا سر نکلے بعد مار کے اور ماں مر جائے اور وہ جدا نہ ہوا اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فالقت غلاما قد نبت شعرہ یعنی اس نے لڑکا ڈالا جس کے بال اُگے تھے سو یہ حدیث صریح ہے بیچ انفصال کے یعنی لڑکا اس کے پیٹ سے باہر گر پڑا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ لڑکے آزاد عورت کے اس واسطے کہ یہ قصہ اس کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ تصرف کیا ہے اس میں فقہاء نے سو کہا شافعیہ نے کہ واجب بیچ بچے لونڈی کے دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی قیمت کا جیسا کہ آزاد عورت کے بچے میں دسواں حصہ ہے اس کی ماں کی دیت کا اور اس پر کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ اس کے جس پر اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے یعنی مسلمان کہا جائے اور نہیں تعرض کیا واسطے اس بچے کہ جو یہودی ہو یا نصرانی اور یہ کہ قتل مذکور نہیں جاری ہے بجائے عمد کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ذم تک بندی کی کلام میں اور محل مکروہ ہونے کا وہ ہے جو ظاہر تکلف ہو یا ہو ساتھ انسجام کے لیکن جب کہ ہو بیچ باطل کرنے حق کے یا حق کرنے باطل کے اور بہر حال اگر ہو ساتھ انجسام کے اور وہ حق باب میں ہو یا مباح میں تو اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ کبھی مستحب ہوتا ہے جیسا کہ ہو اس میں اذعان مخالف کا واسطے فرمانبرداری کے اور جو بعض اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا ہے تو وہ اتفاق سے واقع ہوا ہے واسطے بڑے ہونے بلاغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ قصداً۔ (فتح)

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

عورت کے پیٹ کا بچہ اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبوں پر نہ ولد پر

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ ہے کہ قتل کی گئی عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے والد پر ہے اور اس کے عصبوں پر، میں کہتا ہوں اور قاتلہ کا باپ اور اس کے باپ کے عصبے اس عورت قاتلہ کے عصبے ہیں سو یہ مطابق ہے باب کی پہلی حدیث کے لفظ کو اور یہ کہ دیت اس عورت کے عصبات پر ہے اور نیز بیان کیا ہے اس کو دوسری حدیث کے لفظ نے کہ حکم کیا کہ اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ لفظ والد کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے قصے کے بعض طریقوں میں اور یہ جو کہا نہ ولد پر تو مراد یہ ہے کہ لڑکا عورت کا جب کہ نہ ہو اس کے عصبوں سے تو نہیں ہے اس پر دیت اس کی اس واسطے کہ دیت تو عصبوں پر ہے سوائے ذوی الارحام کے اور اسی واسطے نہیں دیت لی جاتی ہے اُن بھائیوں سے جو ماں کی طرف سے ہوں اور حدیث اس کو چاہتی ہے کہ جو عورت کا وارث ہوتا ہے اس پر اس کی دیت نہیں آتی اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ (فتح)

٦٣٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِيْ لَحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

٦٣٩٨۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک عورت کے پیٹ کے بچے میں جو قوم بنی لحیان سے تھی ساتھ ایک بردے کے غلام ہو یا لونڈی پھر جس عورت پر ایک بردے کا حکم کیا تھا وہ مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کے واسطے ہے اور یہ کہ دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

فائدہ: اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس عورت کے باپ نے کہا کہ اس عورت کے بیٹے اس کی دیت دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دیت اس کے عصبوں پر ہے۔

٦٣٩٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

٦٣٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں سو ایک نے دوسرے کو پتھر مارا سو قتل کیا اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتی آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کے پیٹ

اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا.

کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام ہو یا لونڈی اور حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ اس کی دیت عصبوں پر ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

جو عاریت لے غلام یا لڑکا

فائدہ: اور مناسبت اس باب کی کتاب سے یہ ہے کہ اگر ہلاک ہو جائے تو واجب ہے اس میں قیمت غلام کی یا دیت آزاد کی۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلٰى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے معلم کتاب کو کہلا بھیجا کہ لڑکوں کو میرے پاس بھیج کہ صوف یعنی ان کو دھنیں اور نہ بھیج میری طرف کسی آزاد کو۔

٦٤٠٠ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَخَذَ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا.

۶۴۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی ہجرت کر کے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو کہا یا حضرت! بے شک انس رضی اللہ عنہ دانا لڑکا ہے سو چاہیے کہ آپ کی خدمت کیا کرے؟ کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی حضر میں اور سفر میں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں کہا مجھ سے حضرت ﷺ نے کسی چیز کے واسطے جو میں نے کی کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کی اور نہ کسی چیز کے واسطے جو میں نے نہ کی کہ تو نے یہ اس طرح نہ کی۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کی شرط کی اس واسطے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جو نابالغ آزاد سے یا غلام سے بغیر اجازت اس کے مالک کے مدد لے کسی کام میں اور وہ دونوں اس کام سے ہلاک ہو جائیں تو وہ ضامن ہے غلام کی قیمت کا اور بہر حال دیت آزاد کی سو وہ اس کے عصبوں پر ہے اور اس فرق میں نظر ہے اور بعض نے کہا کہ یہ فعل محمول ہے اس پر کہ وہ سب کی ماں ہیں بنا بر اس کے پس نہیں فرق ہے درمیان

آزاد اور غلام کے اور کہا کرمانی نے شاید غرض ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کے منع کرنے سے اکرام ہے آزاد کا اور پہنچانا عوض کا اس واسطے کہ وہ برتقدیر ہلاک ہونے اس کے اس عمل میں نہیں ضامن ہوتے ہیں اس کو برخلاف غلام کے کہ اس کا بدلہ اس پر ہے اگر ہلاک ہو اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد آدمی سے اور ہمسایوں کی اولاد سے جس میں بڑی مشقت نہ ہو اور نہ اس سے تلف کا خوف ہو اور مناسبت اثر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی انس رضی اللہ عنہ کے قصے سے یہ ہے کہ دونوں میں خدمت لینا ہے چھوٹے لڑکے سے اس کے ولی کی اجازت سے اور وہ جاری ہے اوپر عرف کے جائز ہے، بیچ اس کے اور خاص کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے غلاموں کو اس واسطے کہ عرف جاری ہے اوپر راضی ہونے مالکوں کے ساتھ خدمت لینے کے ان کے غلاموں سے ہلکے کام میں جس میں مشقت نہ ہو برخلاف آزادوں کے کہ نہیں جاری عادت ساتھ تصرف کرنے کے بیچ ان کے ساتھ خدمت کے جیسا کہ تصرف کیا جاتا ہے غلاموں میں اور بہر حال قصہ انس رضی اللہ عنہ کا سو وہ یہ ہے کہ وہ ماں کی پرورش میں تھا سو اس کی ماں یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مصلحت دیکھی کہ انس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرے اس واسطے کہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا نفع ہے اور اس کا خاوند بھی اس کے ساتھ تھا، کبھی حاضر کرنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کیا گیا اور کبھی ام سلیم رضی اللہ عنہا کی طرف اور کہا کرمانی نے کہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ خدمت مستلزم ہے اعانت کو۔ (فتح)

بَابٌ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

کان کا بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بدلہ نہیں

٦٤٠١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَآءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

۶۴۰۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں اور اسی طرح اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو بدلہ نہیں یعنی کھدوانے والے پر کچھ عوض اور جرمانہ نہیں اور دفن شدہ خزانے کے پانے میں پانچواں حصہ ہے بیت المال کا۔

فائدہ: مراد جانور سے وہ جانور ہے جو اپنے مالک سے چھوٹ جائے سو جو اس حالت میں نقصان کرے اس کا جرم اس کے مالک پر نہیں اور مراد کنوئیں سے قدیمی کنواں ہے جس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو کہ اگر کوئی آدمی یا جانور اس میں گر کر مر جائے تو کسی پر کچھ چیز نہیں اور اسی طرح اگر کنواں کھودے اپنے ملک میں یا بے آباد زمین میں اور اس میں کوئی آدمی وغیرہ گر کر مر جائے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں جب کہ وہ اس کا سبب نہ ہو اور اسی طرح اگر کسی کو کنواں کھودنے کے واسطے یا کان کھودنے کے واسطے مزدور رکھے اور کنواں یا کان پھٹ پڑے اور مزدور دب کر مر جائے تو

کھدوانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں اور جو مسلمانوں کے راہ میں یا غیر کے ملک میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر کر مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے عصبوں پر اور کفارہ اس کے مال میں اور اگر آدمی کے سوائے کوئی اور چیز اس میں مر جائے تو واجب ہے بدلہ اس کا کھدوانے والے کے مال میں اور ملحق ہے ساتھ کنوئیں کے ہر گڑھا بنا بر تفصیل مذکور کے اور مراد زخم سے ہر چیز ہے جو تلف ہو خاص زخم ہی مراد نہیں بلکہ شامل ہے حکم ہر تلف اور نقصان کو نفس میں ہو یا مال میں مخالفت کی ہے اس میں حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ کنواں کھدوانے والا ضامن ہے مطلق واسطے قیاس کرنے کے اس پر جو چوپائے پر سوار ہو اور نہیں جائز ہے اقتباس کرنا ساتھ نص کے اور اسی طرح اگر مزدور رکھے کسی کو کھجور پر چڑھنے کے واسطے اور وہ کھجور سے گر کر مر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ چڑھانے والے پر کچھ بدلہ اور جرمانہ نہیں۔ (فتح)

بَابٌ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ

جانور کے مارنے کا بدلہ نہیں

فائدہ: اس کے واسطے جدا باب باندھا ہے اس واسطے کہ اس میں وہ تفریعات ہیں جو زیادہ ہیں کنوئیں اور کان پر۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ

اور کہا ابن سیرین نے کہ نہ بدلہ لیتے تھے لوگ چوپائے کے لات مارنے سے یعنی اگر چوپایہ کسی کو لات مارے تو اس کے مالک پر اس کا تاوان نہیں اور بدلہ لیتے تھے لگام کے پھیرنے سے یعنی اگر آدمی چوپائے پر سوار ہو اور اس کی لگام کو مروڑے اور وہ اپنے پاؤں سے کوئی چیز تلف کر ڈالے تو لازم ہے اس پر بدلہ اور جرمانہ اس کا۔

فائدہ: اور اگر وہ بغیر اس کے چھیڑنے کے کسی چیز کو تلف کرے تو اس پر کچھ بدلہ نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حَمَّادٌ لَا تُضْمَنُ النَّفْحَةُ إِلَّا أَنْ يَّنْخُسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ

اور کہا حماد نے کہ نہیں بدلہ ہے اس پر لات مارنے سے مگر یہ کہ کوئی آدمی چوپائے کو چوکے اور چھیڑے لکڑی وغیرہ سے۔

وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضْمَنُ مَا عَاقَبَتْ أَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا.

اور کہا شریح نے نہیں جرمانہ ہے مالک پر چوپائے کے دولتی مارنے کا یعنی کوئی شخص چوپائے کو مارے اور چوپایہ اس کو دولتی مارے۔

وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ

اور حکم اور حماد نے کہا کہ جب ہانکے کرایہ کرنے والا

الْمُكَارِيُ حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

گدھے کو جس پر عورت سوار ہو اور عورت گر پڑے تو اس پر کچھ چیز نہیں یعنی اس پر بدلہ اور جرمانہ نہیں۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

اور کہا شعبی نے جب چوپائے کو ہانکے سو اس کو مشقت میں ڈالے یعنی اور وہ تنگ ہو کر کسی آدمی کو تلف کرے تو وہ ضامن ہے یعنی واجب ہے اس پر تاوان اس کا جو اس نے تلف کیا اور اگر اس کے پیچھے آرام سے معمولی چال سے چلتا ہو تو اس پر تاوان نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ فرق کیا ہے حنفیہ نے اس چیز میں کہ تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے سو کہا انہوں نے کہ اگر چوپایہ اپنے ہاتھ اور منہ سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ واجب ہے اور اگر اپنے پاؤں اور دم سے کوئی چیز تلف کرے تو اس کا بدلہ نہیں سو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو کوفے کے اماموں سے جو اس کے مخالف ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ان کے واسطے ساتھ اس کے کہ نہیں ممکن نگہبانی پاؤں اور دم کی برخلاف ہاتھ اور منہ کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ روایت سفیان بن حسین کے الرجل جبار یعنی پاؤں کا بدلہ نہیں اور کہا حفاظ نے کہ یہ روایت غلط ہے اور اگر صحیح ہو تو ہاتھ بھی معاف ہے ساتھ قیاس کے پاؤں پر اور ہر ایک دونوں سے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ اس کے ساتھ والے کے واسطے چھیڑنا نہ ہو اور نہ سبب ہونا اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ حدیث الرجل جبار مختصر ہے اس حدیث سے العجماء جبار اس واسطے کہ وہ ایک فرد ہے عجماء کے فرد سے اور وہ لوگ نہیں قائل ہیں ساتھ تخصیص عموم کے مفہوم سے سو نہیں ہے حجت ان کے واسطے بیچ اس کے اور کہا بیہقی نے کہ یہ زیادتی وہم ہے اور نزدیک حنفیہ کے خلاف ہے سو کہا اکثر نے کہ نہیں ضامن ہے سوار اور کھینچنے والا آگے سے پاؤں اور دم میں مگر یہ کہ اس کو راہ میں کھڑا کرے اور بہرحال ہانکنے والا پیچھے سے سو بعض نے کہا کہ ضامن ہے اس کا جو تلف کرے اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اس واسطے کہ لات مارنا اس کے سامنے ہے سو ممکن ہے احتراز اس سے اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ وہ لات مارنے سے ضامن نہیں اگرچہ اس کو دیکھتا ہو اس واسطے کہ نہیں اس کے پاؤں پر وہ چیز جس سے اس کو منع کرے سو نہیں ممکن ہے بچنا اس سے برخلاف منہ کے کہ منع کرتا ہے اس کو لگام سے۔ (فتح)

٦٤٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۶۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوپائے کی دیت معاف ہے یعنی اس کے تلف کا بدلہ نہیں اور جو تلف کرے اس کی دیت اور چٹی نہیں اور اگر

الْعَجْمَآءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

مزدور کنواں کھودنے میں مر جائے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور اگر مزدور کان کھودنے میں مر جائے تو کھدوانے والے پر بدلہ نہیں اور دفن شدہ مال میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جانور کے زخم کا بدلہ نہیں تو ذکر جرح کا نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے تلف کرنا اس کا ہے جس وجہ سے کہ ہو برابر ہے کہ زخم سے ہو یا کسی اور وجہ سے اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اطلاق اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں بدلہ ہے اس کا جو چوپایہ تلف اور نقصان کرے برابر ہے کہ تنہا ہو یا اس کے ساتھ کوئی ہو اور برابر ہے کہ اس پر سوار ہو یا ہانکنے والا یا کھینچنے والا اور یہ قول ظاہر یہ کا ہے لیکن اگر اس کو چھیڑے یا لگام مروڑے یا اور کسی طرح سے اس کو باعث ہو اور بھڑکائے اور وہ اس کو تلف کر ڈالے تو اس پر بدلہ ہے اور کہا شافعیہ نے کہ اگر چوپائے کے ساتھ کوئی آدمی ہو تو واجب ہے اس پر جرمانہ جو تلف کرے چوپایہ اپنے ہاتھ پاؤں سے مطلق ہر صورت میں اور ہر حال میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے جمہور سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ تلف کرنے چوپائے کے کھیتی وغیرہ کو رات میں اور دن میں اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور کہا جمہور نے کہ اگر دن میں کھیتی وغیرہ کو تلف کرے تو بدلہ نہیں اور اگر رات کو اس کے قصور سے چھوٹ جائے اور کسی کا کچھ نقصان کرے تو وہ اس کا ضامن ہے اس واسطے کہ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کا جانور رات کو کسی کا نقصان کرے تو واجب ہے بدلہ اس کا چوپائے کے مالک پر اور واجب ہے باغ والوں پر نگہبانی ان کی دن کو اور مویشی والوں پر نگہبانی ان کی رات کو اور اشارہ کیا ہے طحاوی نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ حدیث باب کے اور تعقب کیا ہے اس کا علماء نے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا باوجود نہ معلوم ہونے تاریخ کے بلکہ حدیث باب کی عام ہے اور مراد اس سے خاص ہے یعنی ایک حال میں جانور کے تلف کا بدلہ نہیں اور ایک حال میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

جو عہد و پیمان والے کافر کو مار ڈالے بغیر قصور کے اس کا گناہ

فائدہ: یہ قید اگرچہ حدیث میں مذکور نہیں لیکن معلوم ہے شرع کے قاعدے سے اور ذمی منسوب ہے طرف ذمہ کے اور ذمہ کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

٦٤٠٣۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۶۴۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قول و قرار والی جان کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا اور بے شک بہشت کی خوشبو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا.

چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: معاہد اور ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو مطیع اہل اسلام ہو اور امام نے اس کو پناہ دی ہو اور مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس سے مسلمانوں نے عہد و پیمان کیا ہو برابر ہے کہ عقد جزیہ پر ہو یا صلح پر بادشاہ سے یا کسی مسلمان نے اس کو امان اور پناہ دی ہو اور یہ جو کہا کہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا تو مراد ساتھ اس نفی کے اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے تخصیص کرنا ہے ساتھ کسی وقت خاص کے یعنی ایک وقت خاص میں وہ بہشت کی بو نہ پائے گا اس واسطے کہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جو مر جائے مسلمانی کی حالت میں یعنی باایمان مر جائے اگرچہ کبیرے گناہوں والوں میں سے ہو تو اس کو مسلمان کہا جاتا ہے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا بلکہ انجام اس کا بہشت ہے آخر میں بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ اس کو اس سے پہلے عذاب کیا جائے اور یہ جو فرمایا کہ چالیس برس کی راہ سے تو ایک روایت میں ہے کہ ستر سال کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ ہزار برس کی راہ سے تو کہا کرمانی نے کہ مقصود مبالغہ کرنا ہے کثرت میں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے بیچ تطبیق کے یہ ہے کہ کہا جائے کہ چالیس سال اکثر زمانہ ہے جو پائے گا ساتھ اس کے خوشبو بہشت کی وہ شخص جو موقف میں ہے اور ستر سال اس سے زیادہ ہے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے مبالغہ کے اور پانچ سو پھر ہزار سال اکثر ہے اس سے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور اعمال کے سو جو پائے گا اس کو دور مسافت سے وہ افضل ہے اس سے جو پائے گا اس کو قریب مسافت سے اس واسطے کہ جو اس کو دور سے پائے گا اس کا ادراک زیادہ ہوگا اس سے جو اس کو قریب سے پائے گا اور اس کی قوت سونگھنے کی نہایت تیز ہوگی پس یہ مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور درجات کے اور کہا ابن عربی نے کہ بہشت کی خوشبو نہیں پائی جاتی ہے طبیعت سے اور نہ عادت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ادراک اس کے سے سو جس کو اللہ تعالیٰ چاہے گا کبھی تو وہ اس کو ستر برس کی راہ سے پائے گا اور کبھی پانچ سو برس کی راہ سے اور استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مسلمان جب معاہد اور ذمی کافر کو مار ڈالے تو اس کو ان کے بدلے قتل نہ کیا جائے اس واسطے کہ حدیث میں صرف اُخروی سزا کو ذکر کیا ہے دنیاوی سزا کو ذکر نہیں کیا۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں لازم آتا ہے وعید شدید سے اوپر قتل کرنے ذمی کے جو اس سے پہلے باب میں مذکور ہے یہ کہ ہر مسلمان کو اس کے بدلے اور قصاص میں مارا جائے جب کہ قتل کرے اس کو مسلمان

جان بوجھ کے اور یا اشارہ ہے اس طرف کہ جب کہ نہیں قتل کیا جاتا ہے مسلمان کو بدلے کافر کے تو نہیں جائز ہے اس کے واسطے قتل کرنا ہر کافر کا بلکہ حرام ہے اس پر قتل کرنا ذمی اور معاہد کا بغیر استحقاق کے۔ (فتح)

٦٤٠٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ ح حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِّمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَرَّةً مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

٦٤٠٤۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز ہے جو قرآن میں نہیں کہا کہ بیان دیت کا اور چھوڑانا قیدی کا اور یہ کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے تو لیا ہے اس کو جمہور نے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے مارنا جائز نہیں مگر یہ کہ لازم آتا ہے مالک رحمہ اللہ کے قول سے رہزن میں اور جو اس کے معنی میں ہے کہ جب قتل کرے کسی سے چھپ کر یہ کہ قتل کیا جائے اگرچہ مقتول ذمی ہو مستثنیٰ ہونا اس صورت کا عموم منع قتل مسلم کے سے بدلے کافر کے اور نہیں مستثنیٰ ہے حقیقت میں اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں اور وہ فساد ہے زمین میں اور مخالفت کی حنفیہ نے سو کہا انہوں نے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے ذمی کافر کے جب کہ قتل کرے اس کو ناحق اور نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے مستامن کے یعنی جو بادشاہ اسلام سے امان لے کر دار الاسلام میں تجارت وغیرہ کے واسطے آئے اور عشر دینا قبول کرے اور شعبی اور نخعی سے روایت کیا ہے کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے یہودی اور نصرانی کے سوائے مجوسی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مراد کافر سے اس حدیث میں وہ کافر ہے جو حربی ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے **ولا ذو عهد فی عهده** پس تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو اور نہ عہد والے کو بدلے کافر کے اس واسطے کہ یہ عطف خاص کا ہے عام پر پس یہ تقاضا کرتا ہے اس کی تخصیص کو اس واسطے

کہ جس کافر کے بدلے عہد والے کو قتل کیا جاتا ہے وہ حربی ہے نہ مساوی اس کا اور نہ اعلیٰ پس نہ باقی رہے گا جو قتل کیا جائے بدلے عہد والے کے مگر حربی پس واجب ہے کہ جس کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جاتا وہ حربی ہوتا کہ عطف معطوف برابر ہو جائے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ حدیث کل طریقوں سے ضعیف ہے اور نیز اصل عدم تقدیر ہے اور کلام مستقیم ہے بغیر اس کے جب کہ جملہ کو مستانفہ ٹھہرایا جائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حدیث صحیح میں صرف پہلے جملے کو ذکر کیا ہے اور بر تقدیر تسلیم عطف کے پس مشارکت اصل نفی میں ہے نہ ہر وجہ سے اور کہا سمعانی نے کہ نہیں صحیح ہے حمل کرنا اس کا مستامن پر اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل تخصیص پر اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے قصاص میں اور نہ قتل کیا جائے عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو اور کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ ان کے اور کافروں کے درمیان قصاص نہیں تو ان کو معلوم کروایا کہ اہل ذمہ اور عہد والوں کے خون ان پر حرام ہیں ناحق سو فرمایا کہ نہ قتل کیا جائے مسلمان کو بدلے کافر کے اور نہ عہد والے کو اس کے عہد میں اور نیز حجت پکڑی ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے کافر کے کہا دارقطنی نے کہ اس کا راوی ابراہیم ضعیف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اس کے راوی نے اس میں خطا کی ہے پس نہیں حجت پکڑی جائے گی ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ منفرد ہو چہ جائیکہ مرسل ہو اور چہ جائیکہ مخالف ہو اور بر تقدیر تسلیم منسوخ ہے اس واسطے کہ حدیث باب کی لا یقتل مسلم بکافر فتح مکہ کے دن کی ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب مسلمان یہودی کو غصے کے وقت طمانچہ مارے، روایت کیا ہے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض (جیسا کہ احادیث انبیاء میں گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ یہودی نے کہا کہ میرے واسطے عہد و پیمان ہے)۔

فائدہ: یعنی نہیں واجب ہے اس میں قصاص جیسا کہ اہل ذمہ سے ہو اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ مخالف کی رائے یہ ہے کہ طمانچہ میں قصاص ہے سو جب نہ قصاص لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ذمی کے مسلمان سے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ نہیں جاری ہے قصاص لیکن سارے کوفے والے طمانچہ میں قصاص کو نہیں دیکھتے تو یہ اعتراض خاص ہے ساتھ اس کے جو ان میں سے اس کا قائل ہے۔ (فتح)

٦٤٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا

٦٤٠٥۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب پیغمبروں سے مجھ کو بہتر نہ کہو۔

تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْأَنْبِيَآءِ.

٦٤٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ قُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُوْزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

٦٤٠٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ البتہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا سو اس نے کہا اے محمد! تیرے اصحاب سے ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ اس نے کہا یا حضرت! میں یہودی پر گزرا تھا سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب آدمیوں سے برگزیدہ کیا، یعنی موسیٰ علیہ السلام سب عالم سے بہتر ہیں تو میں نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بہتر ہیں؟ سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو سب پیغمبروں سے بہتر اور افضل نہ کہو اس واسطے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے یعنی صور کی آواز سے تو اول اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پھر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا کوہِ طور کی بیہوشی ان کی مجرا ہوگئی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں طلب تعدی ذمی کی ہے مسلمان پر اور اُٹھانا اس کا طرف حاکم کی اور سننا حاکم کا اس کے دعوے کو اور سیکھنا اس شخص کا جو نہ پہچانتا ہو حکم جو پوشیدہ ہو اوپر اس کے اس سے اور کفایت کرنا ساتھ اس کے مسلمان کے حق میں اور یہ کہ ذمی جب ایسی بات کہے جس کا اس کو علم نہ ہو تو جائز ہے واسطے مسلمان کے کہ اس کو اُس پر تعزیر دے۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم
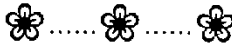
كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِمْ

کتاب ہے توبہ طلب کرانا معاندوں اور مرتدوں سے اور اور لڑنا ان سے

بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰي ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ گناہ اس شخص کے جو شرک کرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور سزا اس کی دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک شرک بڑا ظلم ہے اور اگر تو نے شرک کیا تو تیرا کیا اکارت ہوگا اور البتہ تو خسارہ پانے والوں سے ہوگا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلی آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور اصل ظلم رکھنا چیز کا ہے بیچ غیر جگہ اس کی کے یعنی چیز کا بے جا رکھنا اور شرط اصل ہے اس کی جس نے رکھا چیز کو اپنی غیر جگہ میں اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے جس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا مساوی اور برابر سو نسبت کیا نعمت کو طرف غیر اس شخص کی جس نے نعمت عطا کی اور دوسری آیت میں خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے اور حبط مذکور مقید ہے ساتھ مرنے کے شرک پر واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾۔ (فتح)

٦٤٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ لَيْسَ

٦٤٠٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن وامان ہے تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا کہ بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

بِذَاكَ أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

فائدہ: ظلم بے جا چیز رکھنے کا نام ہے اور کفر بھی بے جا کام ہے تو اصحاب نے ظلم کے معنی کو عام سمجھا تھا اس واسطے گھبرائے کہ آدمی اگر کفر اور کبیرے گناہوں سے بچے تو ہر ایک صغیرے گناہ سے نہیں بچ سکتا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو چنانچہ حدیث کے بعض طریقوں میں ظلم کی تفسیر موجود ہے کہ مراد اس سے شرک ہے اور اسی طرح مروی ہے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ خاص ہے اس کے ساتھ جس نے ہجرت نہیں کی اور کہا طبری نے ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ سارے مسلمانوں کے واسطے ہے اور کہا طیبی نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ لبس کا لفظ اس بات سے انکار کرتا ہے کہ ظلم کو اس جگہ شرک کے ساتھ تفسیر کیا جائے اس علت سے کہ لبس کے معنی ہیں خلط اور وہ نہیں صحیح ہے اس جگہ اس واسطے کہ کفر اور ایمان جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ کے عام تر ہے مومن خالص وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اسم اشارہ ساتھ صلہ اپنے کے تقاضا کرتا ہے کہ اس کا مابعد من قبلہ کے واسطے ثابت ہو پس واجب ہے کہ ہو ظلم عین شرک کا اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں شرک کا ذکر ہے اور بہر حال معنی لبس کے سو لبس ایمان کا ساتھ ظلم کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی تصدیق کرے اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کو ملا دے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت اس آیت کے ذکر کرنے کی مرتد کے باب میں اور اسی طرح وہ آیت جس کے ساتھ باب کو شروع کیا اور بہر حال آیت دوسری تو کہا انہوں نے کہ وہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور بعضوں نے کہا کہ خطاب حضرت ﷺ کو ہے اور مراد امت ہے۔ (فتح)

٦٤٠٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَآئِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں بہت بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی گواہی تین بار فرمایا یا فرمایا جھوٹی بات پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں کہ ہم نے کہا کہ کاش حضرت ﷺ چپ ہوتے۔

الزُّوْرِ ثَلَاثًا أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے۔

٦٤٠٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ قَالَ الَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ.

۶۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کبیرے گناہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرنا اس نے کہا پھر کیا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ماں باپ کی نافرمانی اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا جھوٹی قسم میں نے کہا اور کیا ہے جھوٹی قسم فرمایا جو چھین لے مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر۔

٦٤١٠۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَآءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ.

۶۴۱۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو مؤاخذہ ہوگا اس عمل کا جو ہم نے جاہلیت کے وقت میں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں نیکی کی اس کو جاہلیت کے عمل کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام میں بدی کی تو اس کو پہلے پچھلے دونوں کا مؤاخذہ ہوگا یعنی جو بدی اسلام سے پہلے کی اور جو بدی پیچھے کی۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ظاہر اس کا خلاف ہے اس چیز کا جس پر امت کا اجماع ہے کہ اسلام پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ کافروں سے کہ اگر باز رہیں تو ان کی مغفرت ہوگی پہلے گناہوں سے اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ کافر جب اسلام لائے تو اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس کے گزرے گناہوں کا پھر اگر مسلمان ہو کے نہایت بدی کرے اور سخت گناہوں پر سوار ہو اور حالانکہ وہ اسلام پر بدستور ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو مؤاخذہ ہوگا اس گناہ پر جو اس نے اسلام میں کیا اور جھڑکی دی جائے گی اس کو اس پر جو اس نے کفر کی حالت میں

بدی کی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس نے تاویل کیا ہے اول مؤاخذہ کو ساتھ تکبیت اور رُلانے کے اور آخر کو ساتھ عقوبت کے اور اولیٰ قول خطابی کے غیر کا ہے کہ مراد ساتھ اساءت کے حدیث میں کفر ہے اس واسطے کہ وہ نہایت ہے بدی کی اور اشد ہے گناہوں میں پھر جب مرتد ہو جائے اور کفر پر مر جائے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کی جو مسلمان نہیں ہوا سو اس کو سب اگلے گناہوں کا عذاب ہوگا اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد حدیث اکبر الکبائر الشرك کے اور وارد کیا ہے ہر ایک کو ابواب المرتدین میں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ معنی اس حدیث باب کے یہ ہیں کہ جو نیکی کرے اسلام میں ساتھ تمادی اور ہمیشگی کرنے کی اس کی محافظت پر اور قائم ہونے کے ساتھ شرطوں اس کی کے تو نہیں مؤاخذہ ہوگا اس کو اس عمل کا جو کفر کی حالت میں کیا اور جس نے بدی کی اسلام میں یعنی اس کے عقد میں ساتھ ترک توحید کے تو پکڑا جائے گا ساتھ ہر گناہ کے جو پہلے کیا اور نہیں ہے اساءت اس جگہ مگر کفر واسطے اجماع کے اس پر کہ نہیں مؤاخذہ ہے مسلمان پر اس عمل کا جو اس نے کفر کی حالت میں کیا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محبّ طبری نے اور بعضوں نے کہا کہ معنی احسان کے اخلاص ہیں جب کہ داخل ہو اس میں اور ہمیشہ رہنا اوپر اس کے موت تک اور اساءت بدکاری اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ اگر اس کا اسلام خالص نہ ہو تو منافق ہوگا سو نہ مٹے گا اس سے جو عمل کیا اس نے جاہلیت میں پس جوڑا جائے گا نفاق متاخر اس کا ساتھ اگلے کفر اس کے اور عذاب ہوگا اس کو سب پر اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حمل کیا ہے خطابی نے قول اس کے کو فی الاسلام اس صفت پر جو خارج ہے اسلام کی ماہیت سے اور حمل کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس صفت پر جو نفس اسلام میں ہے اور یہ باوجہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو گناہ اسلام سے پہلے کیا کرتا تھا اگر اسلام میں بھی ان کو بدستور کرتا رہا تو اس کو ان گناہوں پر مؤاخذہ ہوگا اس واسطے کہ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے توبہ نہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ تو اس نے کفر سے کی ہے پس نہ ساقط ہوگا اس سے گناہ اس نافرمانی کا واسطے اصرار کرنے اس کے اوپر اس کے اور یہ نقل قدح کرتی ہے خطابی وغیرہ کی اجماع میں اور اختلاف اس مسئلے میں مبنی ہے اس پر کہ توبہ پچھتانا ہے گناہ پر ساتھ الگ ہونے کے اس سے اور نیت کرنے کے کہ پھر نہ کروں گا اور کافر جب کفر سے توبہ کرے اور نہ نیت کرے کہ پھر گناہ نہ کروں گا تو نہیں ہوتا ہے اس سے تائب سو نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مطالبہ اس کا اور جواب جمہور کی طرف سے یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور بہر حال کافر سو وہ ہوتا ہے اسلام سے اس دن کی طرح کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اس کے مانند حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے کہا کہ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ آج مسلمان ہوا ہوتا۔ (فتح)

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ وَاسْتِتَابَتِهِمْ.

مرتد مرد اور عورت کا حکم یعنی کیا دونوں برابر ہیں یا نہیں واستتابتهم اور اُن سے توبہ طلب کرنا

فائدہ: کہا ابن منذر نے کہ کہا جمہور نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ غلام بنائی جائے عورت اور کہا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دوسری زمین میں بھیجی جائے اور کہا ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قید کی جائے اور قتل نہ کی جائے اور یہ قول عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قید کیا جائے آزاد عورت کو اور لونڈی کے مالک کو حکم کیا جائے کہ اس کو جبر کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ.

اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قتل کیا جائے مرتد عورت کو۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر مرد اور عورت مرتد ہو جائیں تو ان سے توبہ طلب کی جائے اگر توبہ کریں تو فبہا ورنہ دونوں کو قتل کیا جائے اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کرنے کا حکم کیا اور یہ رد کرتا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں کہ آپ نے مرتد ہونے کو قتل کیا ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَ هُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ، أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ، خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ، إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کس طرح ہدایت کرے گا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو کافر ہوئے بعد ایمان اپنے کے یعنی مرتد ہوئے اس قول تک اور یہی لوگ ہیں گمراہ۔

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری مرد مسلمان ہوا پھر مرتد ہوا پھر پچھتایا سو اس نے اپنی قوم کو کہلا بھیجا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا اس کے واسطے توبہ ہے؟ تو یہ آیت اتری اس قول تک ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا﴾ تو وہ پھر مسلمان ہو گیا۔

وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تُطِيْعُوْا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم کہنا مانو ایک گروہ کا اُن

﴿فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ﴾. لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تو تم کو ایمان کے بعد پھر کافر کردیں گے۔

فائدہ: کہا عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ آیت شماس بن قیس یہودی کے حق میں اُتری کہ اس نے انصاریوں کو پرانی لڑائیاں جو ان کے درمیان ہوئی تھیں یاد لا کر بھڑکایا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان کشت وخون ہو تو حضرت ﷺ نے آکر ان کو نصیحت کی سو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے پھر آپس میں معانقہ کیا اور پھرے اس حال میں کہ سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف تحذیر کے اہل کتاب کی دوستی سے اس واسطے کہ ان کی دوستی میں خوف ہے دین ایمان کے فتنے کا۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر میں تو ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ ان کو راہ دکھلائے گا۔

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو قائل ہے کہ زندیق کی توبہ نہ قبول کی جائے گی۔

وَقَالَ ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ وَقَالَ ﴿وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ، أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُوْنَ﴾ ﴿لَا جَرَمَ﴾ يَقُوْلُ حَقًّا ﴿أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مرتد ہو تم میں اپنے دین سے سو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک قوم لائے گا جن کو وہ چاہے گا اور وہ اس کو چاہیں گے اور فرمایا لیکن جس نے کشادہ کیا ساتھ کفر کے سینہ تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا اور ان کے واسطے عذاب ہے بڑا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے چاہا اور مقدم کیا دنیا کی زندگی کو آخرت پر ضرور وہ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول تک پھر تیرا رب اُن لوگوں کے واسطے جنہوں نے ہجرت کے بعد مبتلا ہونے کے پھر جہاد کیا اور صبر کیا بے شک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ پھیر دیں تم کو اپنے دین سے اگر ان سے ہو سکے اور جو مرتد ہو جائے تم میں اپنے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

دین سے اور مر جائے کفر کی حالت میں تو یہی لوگ ہیں کہ اکارت ہوئے عمل ان کے دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ ہیں رہنے والے دوزخ کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: اور غرض ان سب آیتوں سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ اس واسطے کہ وہ مقید کرتا ہے یہ مطلق اس چیز کو جو پہلی آیت میں ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ﴾ ہے کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے مرتد کی توبہ میں کہ اس سے توبہ طلب کی جائے پھر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعضوں نے کہا کہ واجب ہے قتل کرنا اس کا فی الحال یہ قول حسن اور طاؤس کا ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اس پر دلالت کرتا ہے تصرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس واسطے کہ اس نے مدد لی ہے اُن آیتوں سے جن میں توبہ طلب کرنے کا ذکر نہیں اور ساتھ اس آیت کے جس میں ہے کہ توبہ فائدہ نہیں دیتی اور ساتھ عموم اس حدیث کے کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو مار ڈالو اور ساتھ قصے معاذ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے اور نہیں ذکر کیا اس کے سوائے کچھ اور کہا طحاوی نے کہ مذہب ان لوگوں کا یہ ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کا حکم حربی کافر کا ہے جس کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو کہ اس کو قتل کیا جائے دعوت سے پہلے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ توبہ طلب کرنا تو اس شخص سے مشروع ہے جو بغیر بصیرت کے اسلام سے مرتد ہو جائے اور جو اسلام سے بصیرت کے ساتھ مرتد ہو تو اس کے واسطے توبہ نہیں ہے لیکن اگر جلدی توبہ کر لے تو اس کی راہ چھوڑی جائے اور اس کے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ اگر دراصل مسلمان ہو تو اس سے توبہ طلب نہ کیا جائے ورنہ توبہ طلب کی جائے اور استدلال کیا ہے ابن قصار نے جمہور کے قول کے واسطے ساتھ اجماع سکوتی کے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مرتد کے حق میں لکھا کہ کیوں نہیں قید کیا تم نے اس کو تین دن اور کھلائی اس کو ہر دن ایک روٹی شاید وہ توبہ طلب کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا اور کسی صحابی نے اس سے انکار نہ کیا تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ قتل کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ رجوع نہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو ان کو چھوڑ دو اور اختلاف ہے کہ توبہ ایک بار کافی ہے یا تین بار ہونا ضروری ہے اور کیا ایک مجلس میں یا ایک دن میں یا تین دن میں اور علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک مہینہ۔ (فتح)

٦٤١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ

۶۴۱۱۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس

الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ.

زندیق یعنی بے دین لوگ لائے گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا ڈالا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نہ عذاب کرو اللہ تعالیٰ کے خاص عذاب سے یعنی آگ سے کسی کو نہ جلاؤ بلکہ میں ان کو قتل کرتا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اسلام چھوڑ کر اپنا دین بدلے اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ایک قوم دین اسلام سے مرتد ہوگئی سو ان کو بلا بھیجا اور ان کو کھانا کھلایا پھر ان کو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے نہ مانا سو علی رضی اللہ عنہ نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان کی گردنیں کٹوا کر ان کو اس گڑھے میں ڈلوایا پھر ان پر لکڑیاں ڈال کر ان کو جلایا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک قوم مسجد کے دروازے پر ہے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تو ان کا اللہ ہے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا سو کہا کہ تم کو خرابی تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا خالق ہے اور رازق ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو خرابی میں تو ایک بندہ ہوں جیسے تم ہو کھانا کھاتا ہوں جیسا تم کھاتے ہو اور پانی پیتا ہوں جیسا تم پیتے ہو سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو انہوں نے نہ مانا اسی طرح تین دن کیا انہوں نے نہ مانا پھر ان کو جلوا ڈالا۔

فائدہ: اور زندیق اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو زمانے کو قدیمی جانے اور زمانے کے ہمیشہ ہونے کا قائل ہو اور تحقیق یہ ہے کہ اصل زندیق ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو دیصان اور مانی اور مزدک کے تابعدار ہیں اور حاصل ان کے قول کا یہ ہے کہ روشنی اور اندھیرا دونوں قدیمی چیزیں ہیں اور یہ کہ وہ دونوں آپس میں مل گئے تو سارا جہان دونوں سے پیدا ہوا سو جو بد ہے اندھیرے سے ہے اور جو نیک ہے روشنی سے ہے پھر بولا گیا ہے زندیق ہر اس شخص پر جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دل میں کافر ہو ظاہر میں کہے کہ میں مسلمان ہوں اور باطن میں کافر ہو اور یہ حدیث عام ہے خاص کیا گیا ہے اس سے وہ شخص جو بدل ڈالے دین کو باطن میں اور نہ ثابت ہو یہ اس پر ظاہر میں اس واسطے کہ جاری ہوں گے احکام اس پر ظاہر کے اور اسی طرح مخصوص ہے اس سے جو بدل ڈالے اپنے دین کو ظاہر میں لیکن ساتھ اکراہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر قتل کرنے مرتد عورت کے مانند مرتد مرد کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ مرد کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث نہی کے عورت کے قتل کرنے سے اور حمل کیا ہے جمہور نے نہی کو اس عورت پر جو دراصل کافر ہو جب کہ نہ مباشر ہو لڑائی میں اور نہ قتل میں اس واسطے کہ حدیث نہی کی

بعض طریقوں میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لڑائی میں عورت قتل ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ تو نہ لڑتی تھی پھر منع کیا عورتوں کے قتل کرنے سے اور قتل کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مرتد عورت کو اور اصحاب عام موجود تھے سو کسی نے انکار نہ کیا اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ قیاس کے کہ اصلی کافرہ عورت غلام بنائی جاتی ہے سو وہ مجاہدین کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مرتدہ غلام نہیں بنائی جاتی نزدیک ان کے پس نہیں ہے غنیمت بیچ اس کے پس نہ ترک کیا جائے گا قتل کرنا اس کا اور واقع ہوا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جب کہ حضرت ﷺ نے ان کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا کہ جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے سو اس کو دعوت دینا سو اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ اس کو مار ڈالنا اور اس کی سند حسن ہے اور یہ حدیث نص ہے بیچ محل نزاع کے پس واجب ہے رجوع کرنا اس کی طرف اور تائید کرتا ہے یہ کہ حرام کاری اور چوری اور شراب خوری وغیرہ حدود میں مرد اور عورتیں سب شریک ہیں اور زنا کی صورتوں سے ہے سنگسار کرنا شادی شدے کا یہاں تک کہ مر جائے خواہ مرد ہو یا عورت سو یہ صورت مخصوص ہے اس حدیث کے عموم سے جس میں عورتوں کا قتل کرنا منع آیا ہے پس اسی طرح مرتد عورت کا قتل کرنا بھی اس سے مستثنیٰ ہے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض شافعیہ نے بیچ قتل کرنے ہر اس شخص کے جو کفر کے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف انتقال کرے برابر ہے کہ اس دین والے جزیہ دیتے ہو یا نہ اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ عموم حدیث کا مبتدل میں ہے نہ تبدیل میں بہرحال تبدیل سو وہ مطلق ہے اس میں عموم نہیں اور برتقدیر تسلیم کے وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے کافر کے حق میں اگرچہ اسلام لائے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ عموم حدیث کے اور حالانکہ نہیں ہے مراد اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ کفر ایک مذہب ہے سو اگر یہودی نصرانی ہو جائے یا بت پرست یہودی ہو جائے تو وہ کفر کے دین سے نہیں نکلتا بلکہ کافر کا کافر ہی رہتا ہے پس ظاہر ہوا کہ مراد یہ ہے کہ جو بدل ڈالے دین اسلام کو اور دین سے تو اس کو قتل کر ڈالو اس واسطے کہ دین درحقیقت اسلام ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ اور جو دین کہ اس کے سوائے ہے وہ مدعی کے زعم میں ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ تو حجت پکڑی ہے اس سے بعض شافعیہ نے سو کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کے سوائے اور کسی دین پر کافر کو برقرار نہ رکھا جائے اور جواب یہ ہے کہ یہ ظاہر ہے اس شخص کے حق میں جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے کہ اس کو اس پر برقرار نہ رکھا جائے لیکن نہ قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ برقرار رکھا جائے ساتھ جزیہ کے بلکہ عدم قبول اور خسران تو صرف آخرت میں ہے ہم نے مانا کہ مستفاد ہوتا ہے عدم قبول سے نہ برقرار رکھنا دنیا میں لیکن مستفاد یہ ہے کہ نہ برقرار رکھا جائے اوپر اس کے پس اگر رجوع کرے اس دین کی طرف جس پر پہلے تھا اور اس میں جزیہ کے ساتھ برقرار رکھا گیا تھا تو وہ قتل کیا جائے اگر اسلام نہ لائے باوجود ممکن ہونے امساک کے ساتھ اس کے کہ نہ ہم اس کو قبول کریں اور نہ اس کو قتل کریں

اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں اسلام کی تخصیص آ چکی ہے اخرجہ الطبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو دین اسلام کو اور کسی دین سے بدل ڈالے تو اس کی گردن مارو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے قتل کرنا زندیق کا بغیر توبہ طلب کرنے کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے توبہ طلب کی اور نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر قبول کے مطلق اور کہا کہ توبہ طلب کی جائے زندیق سے جیسے توبہ طلب کی جاتی ہے مرتد سے اور احمد اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ توبہ نہ طلب کی جائے دوسری یہ کہ اگر اس سے مکرر ہو تو اس کی توبہ قبول نہیں اور یہ قول اسحاق اور لیث کا ہے اور حجت جمہور کی بیچ طلب کرنے توبہ ان کی کے یہ آیت ہے: ﴿اِتَّخَذُوْا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ سو اس نے دلالت کی کہ ظاہر کرنا ایمان کا بچاتا ہے قتل سے اور سب کا اجماع ہے اس پر کہ احکام دنیا کے ظاہر پر ہیں اور دل کے راز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

٦٤١٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِیْ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِیْ وَالْاٰخَرُ عَنْ يَّسَارِیْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوْسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِیْ عَلٰى مَا فِیْ أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّیْ أَنْظُرُ إِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهٗ وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوْسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اتَّبَعَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقٰى لَهٗ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ

٦٤١٢ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے ایک میری دائیں طرف تھا اور دوسرا بائیں طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے سو دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکومت کا سوال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا نہیں اطلاع دی دونوں نے مجھ کو اپنے دل کی بات پر اور میں نے معلوم نہیں کیا کہ وہ حکومت طلب کرتے ہیں سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک کی طرف دیکھتا ہوں آپ کے ہونٹ کے نیچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہم نہیں حاکم کرتے اپنے عمل پر جو اس کو چاہے لیکن تو اے ابو موسیٰ! یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس! یمن کی طرف جا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو جب معاذ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا کہا اتر اور اچانک دیکھا کہ اس کے پاس مرد ہے بندھا ہوا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَآءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا أَمَّا أَنَا فَأَقُوْمُ وَأَنَامُ وَأَرْجُوْ فِيْ نَوْمَتِيْ مَا أَرْجُوْ فِيْ قَوْمَتِيْ.

یہ یہودی تھا سو مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا کہا بیٹھ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ قتل کیا جائے یہ حکم اللہ اور اس کے رسول کا ہے تین بار کہا سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا پھر دونوں نے ذکر کیا تہجد کی نماز کا سو ایک نے کہا کہ میں تو کچھ رات تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کچھ رات سوتا ہوں اور میں اُمید رکھتا ہوں اپنے سونے میں ثواب کی جو اُمید رکھتا ہوں اپنے قیام میں۔

فائدہ: اور مراد تکیہ سے وہ ہے جو سونے والے کے سر کے نیچے رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر دونوں نے اس کو لکڑیوں میں جلا دیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جائز ہے عذاب کرنا آگ سے اور جائز ہے جلانا مردے کا آگ سے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی اہانت میں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ اس سے پہلے اس سے توبہ طلب کی گئی تھی پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ قتل کیا جائے مرتد کو بغیر طلب کرنے توبہ کے اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے جو پہلے گزری کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ طلب کی تھی اور روایت کی معاذ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ طلب کرنے توبہ مرتد کے اور اس حدیث میں اور فائدے بھی ہیں حاکم کرنا دو سرداروں کو ایک شہر پر اور تقسیم کرنا ایک شہر کو دو حاکموں کے درمیان اور یہ کہ مکروہ ہے سوال کرنا حکومت کا اور حرص کرنا اوپر اس کے اور منع کرنا حریص کو اس سے اور ملاقات کرنا بھائیوں کا اور علماء کا اور حاکموں کا اور اکرام کرنا مہمان کا اور جلدی کرنا طرف انکار منکر کے اور قائم کرنا حد کا جس پر واجب ہو اور مباح چیزوں پر نیت سے ثواب ملتا ہے جب کہ ہوں وسائل واسطے مقاصد واجبہ یا مندوبہ کے واسطے کامل کرنے کسی چیز کے دونوں سے اور مقصود اس جگہ قصہ اس یہودی کا ہے جو مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبٰى قَبُوْلَ الْفَرَآئِضِ وَمَا نُسِبُوْا إِلَى الرِّدَّةِ

قتل کرنا اس شخص کا جو انکار کرے فرضوں سے اور منسوب ہونا ان کا طرف مرتد ہونے کی

فائدہ: یعنی جائز ہے قتل کرنا اس شخص کو جو باز رہے التزام احکام واجبہ سے اور ان کے ساتھ عمل کرنے سے کہا مہلب نے جو باز رہے فرائض کے قبول کرنے سے اس میں دیکھا جائے اگر مثلاً زکوۃ کے واجب ہونے کے ساتھ اقرار کرے تو اس سے جبراً لی جائے اور اگر مع ذلک لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے یہاں تک کہ رجوع کرے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں کہ امر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے کسی فرض سے باز رہے اور مسلمان اس سے نہ لے سکیں تو واجب ہے اُن پر جہاد کرنا ساتھ اس کے اور مراد اس کی یہ ہے جب کہ اقرار کرے اس کے فرض ہونے کا

نہیں ہے خلاف بیچ اس کے اور منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی یعنی بولا گیا ان پر نام مرتدوں کا اور ما مصدر یہ ہے یعنی منسوب ہونا ان کا طرف ردت کی اور یہ تین گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی تابع ہو گئے تھے اور وہ اہل یمامہ اور اہل صنعاء وغیرہ ایک جماعت تھی اور ان دونوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا حضرت ﷺ کے انتقال کے پہلے پھر اسود تو حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا اور مسیلمہ کذاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک گروہ بدستور مسلمان رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی اور ایک گروہ بدستور اسلام اور احکام اسلام پر قائم رہا اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور کہا ابو محمد بن حزم نے علل والنحل میں کہ حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد عرب کے لوگ چار قسم پر ہو گئے تھے ایک گروہ تو بدستور باقی رہا اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں تھے یعنی بدستور اسلام پر رہے اور وہ جمہور اہل اسلام تھے اور دوسرا گروہ بھی اسلام پر باقی رہا لیکن انہوں نے کہا کہ ہم قائم کرتے ہیں احکام اعلام کو سوائے زکوٰۃ کے اور وہ لوگ بھی بہت تھے لیکن وہ بہ نسبت پہلے گروہ کے قلیل تھے اور تیسرا گروہ وہ لوگ ہیں جو کھلم کھلا مرتد ہو گئے تھے جیسے طلیحہ اور سجاح کے ساتھی اور ان دونوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور وہ لوگ کم تھے بہ نسبت پہلوں کے لیکن ہر قبیلے میں وہ شخص تھا جو مرتد کا مقابلہ کرے اور ایک گروہ نے توقف کیا سو انہوں نے تینوں فرقوں میں سے کسی کی فرمانبرداری نہ کی اور انتظار کیا انہوں نے کہ کس کا غلبہ ہو سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لشکر بھیجے اور فیروز اور اس کے ساتھی اسود کے شہروں پر غالب ہوئے اور اس کو قتل کیا اور مسیلمہ یمامہ میں قتل ہوا اور طلیحہ اور سجاح پھر مسلمان ہوئے اور اکثر لوگوں نے جو مرتد ہوئے تھے اسلام کی طرف پھر رجوع کیا سو ایک سال نہ گزرا تھا کہ سب اسلام کی طرف پھر آئے اور واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے حمد۔ (فتح)

٦٤١٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ

٦٤١٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور کافر ہوا جو کافر ہوا عرب سے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے ابوبکر! کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم

حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّکَاةِ فَاِنَّ الزَّکَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا اس واسطے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے (اور نماز جان کا حق ہے) قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر انہوں نے مجھ سے بکری کا بچہ روکا جس کو حضرت ﷺ کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں اُن سے لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھا وہ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑنے کے واسطے کھولا سو میں نے پہچانا کہ وہی حق ہے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور قائم کریں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ایمان لائیں ساتھ میرے اور جو میں لایا ہوں کہا خطابی نے کہ گمان کیا ہے رافضیوں نے کہ حدیث باب کی متناقض ہے اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے کہ وہ کافر ہو گئے تھے اور اس کے آخر میں ہے کہ وہ اسلام پر ثابت تھے لیکن انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا سو اگر وہ مسلمان تھے تو ان سے لڑنا اور ان کی اولاد کو قید کرنا حلال نہ تھا اور اگر کافر تھے تو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرنے کے کوئی معنی نہیں اور جواب یہ ہے کہ جو لوگ مرتد ہونے کی طرف منسوب تھے وہ دو قسم پر تھے ایک گروہ تو پھر بت پرست ہو گئے تھے اور ایک گروہ نے زکوٰۃ سے منع کیا تھا اور انہوں نے گمان کیا تھا کہ دفع کرنا زکوٰۃ کا حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا غیر ان کو پاک نہیں کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ بِهَا﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اپنے اس قول تقاتل الناس سے دوسری قسم ہے اس واسطے کہ نہیں تردد تھا ان کو اول قسم کے قتل کے جائز ہونے میں اور کہا عیاض نے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نص ہے بیچ لڑنے کے اس شخص سے جو نماز پڑھے نہ زکوٰۃ دے مثل اس شخص کی جو نہ اقرار کرے ساتھ شہادتین کے اور حجت پکڑنا عمر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور جواب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہیں سنا دونوں نے حدیث میں نماز اور زکوٰۃ کو اس واسطے کہ اگر سنا ہوتا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے تو نہ حجت پکڑتے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور اگر سنا ہوتا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو رد کرتے ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ پر اور نہ محتاج ہوتے طرف احتجاج

کی ساتھ عموم قول اس کے الا بحقه میں کہتا ہوں کہ اگر ضمیر اسلام کی طرف ہے تو جو ثابت ہوگا کہ وہ حق اسلام سے ہے اس میں لڑنا جائز ہوگا اسی واسطے اتفاق کیا ہے اصحاب نے اوپر لڑنے کے اس شخص سے جو زکوۃ سے انکار کرے اور مراد ساتھ فرق کرنے کے یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکوۃ سے انکار کرے بطور انکار اس کی فرضیت کے ہو یا مانع ہو ساتھ اعتراف فرضیت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول حدیث میں کفر کا لفظ بولا تا کہ شامل ہو دونوں قسموں کو سو جو انکار کرے اس کے فرض ہونے سے اس کے حق میں تو باعتبار حقیقت کے ہے اور دوسروں کے حق میں بطور مجاز اور تغلیب کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑے اُن سے صدیق اور نہ معذور کیا ان کو ساتھ جہالت کے اس واسطے کہ انہوں نے لڑائی کو قائم کیا تھا سو تیار کر کے بھیجا ان کی طرف اس شخص کو جو ان کو بلائے طرف رجوع کی سو جب انہوں نے اصرار کیا تو ان سے لڑائی کی کہا مازری نے کہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ موافق تھے اوپر قتال اس شخص کے جو نماز سے انکار کرے سو الزام دیا ان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ زکوۃ کے واسطے وارد ہونے دونوں کے بیچ کتاب اور سنت کے ایک جگہ اور یہ جو کہا کہ زکوۃ حق مال کا ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس دلیل کی جو فرق کو منع کرے کہ حق جان کا نماز ہے اور حق مال کا زکوۃ ہے سو جس نے نماز پڑھی اس نے اپنی جان کو بچایا اور جس نے زکوۃ دی اس نے اپنے مال کو بچایا اور اگر نماز نہ پڑھی تو لڑائی کی جائے اس سے ترک نماز پر اور جو زکوۃ نہ دے اس سے قہراً لی جائے اور اگر لڑے تو اس سے لڑائی کی جائے اور یہ جو کہا بکری کا بچہ تو کہا نووی رحمہ اللہ علیہ نے مراد یہ ہے کہ وہ چھوٹے تھے سو ان کی ماں مر گئی بعض سال میں سو زکوۃ لی جائے گی ان سے ساتھ سال مارن کے اگرچہ ان کے پاؤں سے کوئی چیز باقی نہ رہی ہو یا اکثر بڑی بکریاں مر جائیں اور چھوٹی پیدا ہوں پھر سال بھر گزرے جاتی بڑی بکریوں پر اور چھوٹیوں پر اور کہا بعض مالکیہ نے کہ عناق اور جذعہ کفایت کرتا ہے قلیل اونٹوں کی زکوۃ میں جن کی زکوۃ بکریوں کے ساتھ دی جاتی ہے اور بکریوں میں بھی جب کہ جذعہ ہو اور ایک روایت میں عناق کے بدلے رسی کا ذکر آیا ہے جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے یعنی واجب ہے لینا ڈھنگے کا ساتھ اونٹوں زکوۃ کے اس واسطے کہ زکوۃ تحصیل کرنے والے کی عادت تھی کہ رسی لے اور دو اونٹوں کو جوڑ کر اس کے ساتھ باندھے تا کہ جدا جدا نہ ہوں سو فرمایا کہ اگر یہ رسی نہ دیں گے تو بھی ان سے لڑوں گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد چیز واجب ہے اگرچہ تھوڑی اور قلیل ہو اور یہ جو کہا کہ میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے یعنی ظاہر ہوا ان کے واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احتجاج صحیح ہے نہ یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے تقلید کی اور اس حدیث میں اور بھی فائدہ ہیں اجتہاد کرنا نوازل میں اور رد کرنا ان کا طرف اصول کی اور مناظرہ اس پر اور رجوع کرنا طرف راجح قول کی اور ادب مناظرہ میں ساتھ اس طور کے کہ کسی کو صریح نہ کہا جائے کہ تو خطا پر ہے اور رجوع کرنا طرف مہربانی کی اور شروع کرنا بیچ قائم کرنے حجت کے یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے مناظرہ کرنے والے کے سو اگر اعتماد کرے بعد ظاہر ہونے حجت کے سو اس وقت

مستحق ہے اور اغلاظ اور سخت گوئی کا بحسب اس کے حال کے اور اس میں قسم کھانا ہے چیز پر واسطے تاکید اس کی کے اور یہ کہ منع ہے لڑنا اس شخص سے جو لا الہ الا اللہ کہے اگرچہ اس سے زیادہ نہ کہے اور وہ اسی طرح ہے لیکن کیا اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں راجح یہ ہے کہ نہیں ہوتا بلکہ واجب ہے باز رہنا اس کی لڑائی سے یہاں تک کہ آزمایا جائے پھر اگر رسالت کی گواہی دے اور احکام اسلام کا التزام کرے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے الا بحق الاسلام کہا بغوی نے کہ کافر جب ہو وثنی یا ثنوی نہ اقرار کرتا ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے پھر جب لا الہ الا اللہ کہے تو حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے پھر جبر کیا جائے اس پر اوپر قبول کرنے جمیع احکام اسلام کے اور بیزار ہو ہر دین سے جو دین اسلام کے مخالف ہو اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو اور پیغمبری کا منکر ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کہے اور اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ حضرت ﷺ فقط عرب کے واسطے پیغمبر تھے تو ضروری ہے کہ کہے کہ سب خلق کی طرف پیغمبر ہیں اور اگر کافر ہو ساتھ انکار کرنے واجب کے یا مباح جاننے حرام کے سو محتاج ہے کہ اس اعتقاد سے رجوع کرے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے لا الہ الا اللہ اس جگہ بولنا ساتھ شہادتین کے اس واسطے کہ وہ اس پر علم ہو گیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اس حدیث کے دوسرے طریقوں میں صریح آ چکا ہے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ رسول ہیں اللہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی ہے مرتد سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مرتد کافر ہے اور کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہوتا اس سے تو فقط ایمان کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہیں ہے صدیق کے فعل میں حجت واسطے اس چیز کے جو مذکور ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو قتال ہے اس شخص سے جو زکوٰۃ سے انکار کرے جو لوگ اصل اسلام کے ساتھ قائل تھے اور شبہ سے زکوٰۃ کو منع کیا تھا ان کو کفر کا حکم نہیں دیا گیا حجت کے قائم کرنے سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا اصحاب نے ان میں بعد غالب ہونے کے اوپر ان کے کیا ان کے مال لوٹے جائیں اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے مانند کافروں کی یا نہ مانند باغیوں کی سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کافروں کی طرح ان کا مال لوٹا جائے اور ان کی بیوی لڑکوں کو قید کیا جائے اور عمل کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اور مناظرہ کیا ان سے عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے **کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ** اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب دوسرا قول ہے اور ان کی خلافت میں اور لوگ بھی ان کے ساتھ موافق ہو گئے تھے اور قرار پایا اجماع اوپر اس کے اس شخص کے حق میں جو انکار کرے کسی فرض سے ساتھ شبہ کے پس مطالبہ کیا جائے اس سے ساتھ رجوع کے پھر اگر لڑے تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے اور اس پر حجت قائم کی جائے سو اگر رجوع کرے تو فبہا ورنہ معاملہ کیا جائے ساتھ اس کے کافر کا کہا عیاض نے مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ اگر حاکم کسی امر میں اجتہاد کرے جس میں نص نہ ہو تو واجب ہے

فرمانبرداری اس کی بیچ اس کے اگرچہ بعض مجتہد اس کی خلاف کے معتقد ہوں پھر اگر یہ مجتہد ہو اس کے مخالف ہے حاکم ہو جائے تو واجب ہے اس پر عمل کرنا ساتھ اس چیز کے جس کا خود معتقد ہو اور اس کو پہلے حاکم مجتہد کی مخالفت کرنی جائز ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کی فرمانبرداری کی پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود خلیفہ ہوئے تو اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور اصحاب وغیرہ سب اہل عصر ان کے نے ان کی موافقت کی اور یہ اجماع سکوتی ہے پس شرط ہے اس کی احتجاج میں دور ہونا موانع کا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو اسلام کو ظاہر کرے اس پر اسلام کے احکام جاری کیے جائیں اگرچہ نفس الامر میں کافر ہو اور محل خلاف کا تو وہ ہے جب کہ اطلاع ہو اس کے اعتقاد فاسد پر اور ظاہر کرے رجوع کو کہ کیا اس سے قبول کیا جائے یا نہیں اور جس کی باطن حال کی خبر نہ ہو تو نہیں خلاف ہے بیچ جاری کرنے احکام ظاہرہ کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهِ السَّامُ عَلَيْكَ.

جب تعریض کرے ذمی وغیرہ یعنی معاہد اور جو اسلام ظاہر کرے ساتھ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ تصریح کرے مانند قول اس کے کی تم پر موت پڑے یعنی اور ساتھ تنقیص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اس کا کیا حکم ہے اور مراد تعریض سب سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے ساتھ لفظ غیر صریح کے۔

٦٤١٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

۶۴۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا تو اس نے کہا کہ تجھ کو موت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تجھ پر یعنی جس کا تو مستحق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے؟ کہا ہے اس نے السام علیک یعنی تجھ پر موت پڑے اصحاب نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو قتل نہ کر ڈالیں فرمایا نہ جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہا کرو وعلیکم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استیذان میں گزری اور اعتراض کیا گیا ہے کہ اس لفظ میں گالی کے ساتھ تعریض نہیں اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی تعریض سے وہ چیز ہے جو تصریح کے مخالف ہو اور نہیں مراد ہے تعریض اصطلاحی اور وہ استعمال کرنا لفظ کا ہے اس کی حقیقت میں اشارہ کرے ساتھ اس کے طرف اور معنیٰ کی جو اس کا مقصود ہو۔ (فتح)

٦٤١٥۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۶۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو انہوں نے کہا السام علیکم یعنی تم پر موت پڑے تو میں نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت اللہ تعالیٰ کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند رکھتا ہے میں نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا فرمایا میں نے ان کے جواب میں کہا وعلیکم۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ حدیث باب کی مطابق ہے ترجمہ کو بطریق اولی اس واسطے کہ جرح اشد ہے گالی سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں کوفیوں کا مذہب اختیار کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے کوئی حکم بیان نہیں کیا اور نہیں لازم آتا ترک قتل اس شخص کی سے جو یہ کہے واسطے مصلحت تالیف کی یہ کہ نہ واجب ہو قتل اس کا جہاں کوئی مصلحت نہ ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اس پر کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی دے واجب ہے قتل کرنا اس کا اور نقل کیا ہے ابوبکر فارسی نے جو شافعیہ میں سے ایک امام ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے ساتھ اس چیز کے جو صریح قذف ہو تو کافر ہو جاتا ہے ساتھ اتفاق علماء کے پھر اگر توبہ کرے تو نہیں ساقط ہوتا اس سے قتل اس واسطے کہ اس کی قذف کی حد قتل ہے اور حد قذف کی توبہ سے ساقط نہیں ہوتی اور مخالفت کی ہے اس کی قفال نے سو کہا کہ گالی دینے سے کافر ہو جاتا ہے اور ساقط ہو جاتا ہے قتل اسلام سے اور اگر تعریض کرے تو کہا خطابی نے کہ نہیں جانتا میں خلاف بیچ واجب ہونے اس کے قتل کے جب کہ ہو مسلمان یعنی اتفاق ہے اس پر کہ اس کا قتل کرنا واجب ہے کہا ابن بطال نے اختلاف ہے علماء کا اس شخص کے حق میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے سو بہر حال اہل عہد اور اہل ذمہ مثل یہود کے تو کہا ابن قاسم نے مالک سے کہ قتل کیا جائے مگر یہ کہ اسلام لائے اور اگر مسلمان ہو تو اس کو قتل کیا جائے بغیر طلب کرنے توبہ کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے لیث اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ سے مثل اس کی یہود کے حق میں اور جو اس کی مانند ہو اور اوزاعی اور مالک سے ہے کہ مسلمان ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اس سے توبہ طلب کی جائے اور کوفیوں سے ہے کہ اگر ذمی ہو تو اس کو تعزیر دی جائے اور اگر مسلمان ہو تو

مرتد ہو جاتا ہے اور کہا عیاض نے اس میں خلاف ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں کیوں نہ قتل کیا عدم تصریح کے واسطے یا مصلحت تالیف کے واسطے اور نقل کیا گیا ہے بعض مالکیہ سے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو اس قصے میں تو اس واسطے قتل نہیں کیا تھا کہ ان پر اس کے ساتھ گواہ قائم نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے اس کا اقرار کیا تھا سو نہ حکم کیا ان کے حق میں اپنے علم سے اور بعضوں نے کہا اس واسطے کہ انہوں نے گالی کو ظاہر نہیں کیا تھا بلکہ اپنی زبان کو پھیرا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو گالی پر محمول نہیں کیا بلکہ موت کی دعا پر جس سے کسی کو چارہ نہیں اسی واسطے ان کے جواب میں کہا وعلیکم یعنی موت سے اُترنے والی ہے ہم پر اور تم پر پس یہ بد دعا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے یہودیوں کو مصلحت تالیف کے واسطے قتل نہ کیا اور یا اس واسطے کہ انہوں نے کھلم کھلا حضرت ﷺ کو برا نہیں کہا تھا یا دونوں کے واسطے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے اپنے ساتھیوں کے واسطے باب کی حدیث سے اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اگر یہ کلام کسی مسلمان سے صادر ہو تو مرتد ہو جاتا ہے اور بہر حال صادر ہونا اس کا یہودی سے سو جس کفر پر کہ وہ ہیں وہ سخت تر ہے اس سب سے پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے ان کو قتل نہ کیا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں محفوظ ہیں خون ان کے مگر ساتھ عہد کے اور نہیں ہے عہد میں یہ شرط کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیں سو جس نے ان میں سے حضرت ﷺ کو گالی دی تو اس کا عہد ٹوٹ گیا سو ہو گیا کافر بغیر عہد کے سو معاف ہوگا خون اس کا مگر یہ کہ اسلام لائے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ان کے اعتقاد میں حلال ہے اس پر ان کو مؤاخذہ نہیں تو پھر کہا جائے گا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالیں تو اس پر بھی ان کو مؤاخذہ نہ ہو اس واسطے کہ ان کے اعتقاد میں مسلمانوں کے خون حلال ہیں اور باوجود اس کے اگر کوئی ان میں سے کسی مسلمان کو مار ڈالے تو اس کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ (فتح)

٦٤١٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمُوْا عَلٰى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكَ فَقُلْ عَلَيْكَ.

۶۴۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب یہودی کسی کو تم میں سے سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہتے ہیں تم پر موت پڑے سو ان کے جواب میں کہا کر علیک یعنی تم پر بھی پڑے۔

بَابٌ

یہ باب ہے

فائدہ: یہ باب ترجمہ سے خالی ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کو پہلے باب سے تعلق ہے بایں

وجہ کہ ظاہر یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ ترک کرنا قتل یہودیوں کا مصلحت تالیف کے واسطے تھا کہ جب نہ مؤاخذہ کیا پیغمبر ﷺ نے اس کو جس نے اس کو مارا یہاں تک کہ زخمی کیا ساتھ بد دعا کرنے کے اوپر اس کے تا کہ ہلاک ہو بلکہ اس کی تکلیف پر صبر کیا بلکہ اس کے حق میں دعائے خیر کی تو جو تکلیف کہ زبان سے گالی وغیرہ کے ساتھ دے اس پر صبر کرنا بطریق اولیٰ ہے اور لیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا قتل کا تعریض سے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٦٤١٧ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

۶۴۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں ایک پیغمبر کی حکایت کرتے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا اور ان کو زخمی اور خون آلودہ کیا سو وہ خون کو اپنے چہرے سے صاف کرتے تھے اور کہتے تھے الٰہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے نادان ہیں۔

فائدہ: اور مراد اس سے نوح علیہ السلام ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے احادیث الانبیاء میں کہ جنگ اُحد کے دن حضرت ﷺ کے چہرے پر زخم لگا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور یہ بھی فرمایا کہ الٰہی! میری قوم کو بخش دے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰي ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾.

لڑنا خارجیوں اور ملحدوں سے بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت کی یہاں تک کہ بیان کرے ان کے واسطے جس سے بچیں۔

فائدہ: خارجی لوگ ایک گروہ ہے بدعتیوں کا اور نام رکھا گیا ان کا خارجی واسطے نکلنے ان کے دین سے اور نکلنے ان کے مسلمانوں کے بہتر شخص پر اور اتفاق ہے اہل اخبار کا اس پر کہ خارجیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا خون طلب نہیں کیا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کئی باتوں کو برا جانتے تھے اور آپ کو اس سے زیادہ تر پاک جانتے تھے اور اصل ان کی یہ ہے کہ بعض عراق والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض قرابتیوں کی خصلت اور چال چلن سے انکار کیا جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بعض شہروں پر حاکم کیا ہوا تھا سو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں اس وجہ سے طعنہ دیا اور یہی لوگ جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے طعن کیا ان کو قراء یعنی قاری لوگ کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ قرآن کی تلاوت اور عبادت میں سخت کوشش کرتے تھے لیکن وہ قرآن کو اور وجہ پر تاویل کرتے یعنی اصل مطلب کو چھوڑ کر کچھ اور معنی اس سے مراد

لیتے تھے اور تنہا ہوتے تھے اپنی رائے سے اور زیادتی کرتے تھے زہد اور خشوع وغیرہ میں سو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار کافر ہیں اور ان کا اعتقاد یہ بھی تھا کہ امام بحق علی رضی اللہ عنہ ہیں اور کافر ہے جو ان سے لڑا اہل جنگ جمل سے جن کے رئیس طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ ان کے ساتھ والوں کو کافر جانتے تھے اس واسطے کہ دونوں نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر مکے کی طرف نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس سال حج کیا تھا سو سب نے اتفاق کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو طلب کیا جائے اور ان سے قصاص لیا جائے اور سارے لوگ اتفاق کر کے بصرے کی طرف نکلے اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا سو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ بھی ان کی طرف لشکر سمیت گئے سو واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی جو مشہور ہے ساتھ جنگ جمل کے اور فتح یاب ہوئے علی رضی اللہ عنہ اور قتل ہوئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بیچ اس لڑائی کے پس یہی گروہ ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتے تھے یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ والے بالاتفاق اور اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ملک شام میں قائم ہوا اور وہ اس وقت شام کا حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اہل شام ان کی بیعت کریں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ بہانہ بنا کر کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے سو واجب ہے کہ اول جلدی ان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے اور علی رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ تر قوت ہے قصاص لینے کی اور التماس کی علی رضی اللہ عنہ سے کہ اس کو ان پر قابو دیں اور علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اول میری بیعت کر چکیے اور لوگوں نے کی پھر میرے آگے یہ مقدمہ فیصل کروانے کو رجوع کر میں حکم کروں گا ان میں ساتھ حق کے سو جب دراز ہوا معاملہ تو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے شام والوں سے لڑنے کو اور معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے لشکر لے کر نکلا علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو سو دونوں لشکر مقام صفین میں ملے اور دونوں میں مقابلہ ہوا سو دونوں کے درمیان ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی اور قریب تھا کہ شام والے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہو جائیں اور شکست کھائیں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا نیزوں پر اور پکارا کہ ہم تم کو قرآن کی طرف بلاتے ہیں یعنی جو قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے وہ ہم کو منظور ہے اور یہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ہوا اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والوں میں سے بہت لوگوں نے لڑائی چھوڑ دی دیندار ہونے کے سبب سے خاص کر قاریوں نے اور حجت پکڑی انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾ الآیۃ سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے شام والوں کو کہلا بھیجا سو انہوں نے کہا کہ ایک منصف تم بھیجو اور ایک ہم بھیجتے ہیں اور حاضر ہو ساتھ ان دونوں کے جو لڑائی کے ساتھ مباشر نہیں ہوا سو ان کی رائے میں جس کے ساتھ حق ہو سب لوگ اس کی فرمانبرداری کریں سو علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ والوں نے اس کو قبول کیا اور انکار کیا اس سے اس گروہ نے جو خارجی ہو گئے تھے اور لکھا علی رضی اللہ عنہ نے درمیان

اپنے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے نوشتہ منصفی کا عراق اور شام والوں میں هذا ما قضى عليه امير المؤمنين على معاوية یعنی یہ ہے وہ نوشتہ جس پر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کیا تو اہل شام نے کہا کہ امیر المؤمنین نہ لکھو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی مان لیا اور خارجیوں نے اس سے بھی انکار کیا پھر فیصلہ ہوا اس پر کہ دونوں منصف اور ان کے ساتھی ایک مدت معین کے بعد یعنی آئندہ سال کو ایک مکان معین میں آئیں جو شام اور عراق کے درمیان ہے اور دونوں لشکر اپنے اپنے شہروں کی طرف پلٹ جائیں یہاں تک کہ واقع ہو حکم منصفی کا سو معاویہ رضی اللہ عنہ شام کی طرف پلٹ گیا اور علی رضی اللہ عنہ کوفہ پلٹ آئے بغیر کسی فیصلے کے سو جدا ہوئے علی رضی اللہ عنہ سے خارجی اور وہ آٹھ ہزار سے زیادہ تھے اور ایک مکان میں اُترے جس کو حرورا کہا جاتا ہے اور ان کا سردار عبداللہ بن کوّاء تھا تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن سے مناظرہ کیا سو بہت لوگوں نے ان میں سے توبہ کی پھر علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ کوفے میں داخل ہوئے پھر انہوں نے مشہور کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے منصفی سے توبہ کی تو علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اس سے انکار کیا تو انہوں نے مسجد کی طرف سے پکارا لا حکم الا للہ یعنی نہیں حکم ہے مگر اللہ کا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد اس سے باطل ہے پھر انہوں نے آہستہ آہستہ وہاں سے نکلنا شروع کیا یہاں تک کہ مدائن میں جمع ہوئے علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے اس پر اصرار کیا اور باز رہے توبہ کرنے سے اور کہا کہ ہم باز نہیں رہیں گے یہاں تک کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو کافر کہیں اس سبب سے کہ وہ منصفی پر راضی ہوئے اور توبہ کریں منصفی سے پھر انہوں نے اجماع کیا اس پر کہ جو ان کے عقیدہ کے مخالف ہو وہ کافر ہے اور اس کا مال اور جان مباح ہے سو جو مسلمان ان پر گزرتا اس کو مار ڈالتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی سو علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر ان کی طرف نکلے اور نہروان میں ان پر جا پڑے اور نہ باقی رہا ان میں سے کوئی مگر کم دس آدمی سے اور علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دس آدمی قتل ہوئے تھے یہ خلاصہ ہے اول حال ان کے کا پھر باقی چھپے رہے یہاں تک کہ ان میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم نے علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا بعد اس کے کہ صبح کی نماز میں داخل ہوئے پھر ہمیشہ ان سے کچھ نہ کچھ لوگ باقی چلے آئے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ خارجی لوگ دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور جو لوگ کہ جنگ جمل اور صفین میں تھے اور سب لوگ جو منصفی پر راضی ہوئے تھے وہ سب کے سب کافر ہیں اور دوسرا گروہ گمان کرتا ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے کہا کہ جو صغیرے گناہ پر اصرار کرے وہ مانند اس کی ہے جو کبیرے گناہ کرے کہ وہ بھی ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور بعضوں نے انکار کیا ہے پانچ نمازوں سے اور کہا کہ فقط صبح اور عشاء کی نماز فرض ہے اور جائز ہے نکاح کرنا پوتی سے اور بھانجی اور بھتیجی سے اور بعضوں نے کہا کہ سورۂ یوسف قرآن سے نہیں اور بعضوں نے کہا کہ جو لا الہ الا اللہ کہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہے اگرچہ دل سے کافر ہو اور کہا انہوں نے

کہ واجب ہے نماز عورت پر حیض کی حالت میں اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ کافر ہے اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ واجب ہے لڑنا مسلمانوں سے یعنی عام مسلمانوں سے جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں اور جائز ہے قتل کرنا ان کا اور لوٹنا ان کے مال کا اور قید کرنا اور لونڈی غلام بنانا ان کے بیوی لڑکوں کا وغیر ذلک اور کہا غزالی نے وسیط میں کہ خارجیوں کے حکم میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ وہ مرتدوں کی طرح ہیں دوسری یہ کہ وہ باغیوں کی طرح ہیں اور ترجیح دی ہے رافعی نے اول وجہ کو اور نہیں ہے یہ کہ جاری ہو ہر خارجی میں سو بے شک وہ دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو طلب ملک کے واسطے نکلا نہ واسطے بلانے کے طرف اعتقاد اپنے کی اور یہ بھی دو قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو نکلے واسطے غصے دین کی بسبب ظلم حاکموں کے اور ترک کرنے ان کے عمل کو ساتھ سنت نبویہ کے سو یہ لوگ اہل حق ہیں اور ان میں سے ہیں حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور اہل مدینہ جنگ حرہ میں اور دوسرا گروہ ہے جو فقط طلب ملک کے واسطے نکلے برابر ہے کہ اُن میں شبہ ہو یا نہ اور وہ باغی لوگ ہیں وسیاتی حکمھم فی کتاب الفتن وباللہ التوفیق۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما دیکھتے ان کو بدتر سب خلق اللہ سے اور کہا کہ وہ چلے اُن آیتوں کی طرف جو کافروں کے حق میں اتریں سو ٹھہرایا انہوں نے ان کو مسلمانوں پر۔

فائدہ: اور صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ بدتر ہیں سب خلق سے۔

٦٤١٨۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا

۶۴۱۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب میں تم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا آسمان سے گر پڑنا مجھ کو زیادہ تر محبوب ہے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولوں یعنی وہ سچ ہے اور جب میں تم سے حدیث بیان کروں اس چیز میں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے یعنی اپنے نفس سے سو لڑائی فریب ہے اور دغا اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل کلام کریں گے بہتر لوگوں کا سا کلام ان کا ایمان نہ اترے گا ان کے نرخروں سے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے

يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سو جہاں کہیں تم ان کو ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو ثواب ہے قیامت کے دن۔

فائدہ: یہ جو کہا جب کہ میں تم سے بیان کروں یعنی جب میں تم سے حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں تو اس کو صریح بیان کرتا ہوں اس میں کوئی تعریض اور توریہ نہیں کرتا اور جب میں حضرت ﷺ سے بیان نہ کروں بلکہ اپنی طرف سے بیان کروں تو توریہ کرتا ہوں تا کہ دغا کروں ساتھ اس کے جس سے لڑوں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی نہر یا نالے پر گزرتے تو کہتے صدق اللہ ورسولہ تو لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! تم ہمیشہ یہ کلمہ کہتے ہو تو کہا کہ جب میں تم کو حضرت ﷺ کی حدیث بیان کروں، الخ اور علی رضی اللہ عنہ یہ لڑائی کی حالت میں کہتے تھے اور جب واقع ہوتا ان کے واسطے کوئی امر وہم دلاتے کہ ان کے پاس کوئی اثر ہے سو خوف کیا انہوں نے اس واقعہ میں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ گمان کریں کہ قصہ پستان والے کا اسی قبیل سے ہے تو ان کو واضح کر دیا کہ اس امر میں ان کے پاس نص صریح ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ سے حدیث بیان کریں تو اس میں توریہ اور تعریض نہیں کرتے اور جب حضرت ﷺ سے حدیث بیان نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے بیان کریں اور صدق اللہ ورسولہ کہیں تو یہ اس واسطے کرتے ہیں تا کہ دھوکا اور فریب دیں اس کو جس سے لڑتے ہوں اسی واسطے استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے الحرب خدعة پس یہ سبب ہے اس کلام کا اور یہ جو کہا بہتر لوگوں کا سا کلام یعنی قرآن اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ بات ہو جو ظاہر میں اچھی ہو اور باطن میں برخلاف ہو جیسے قول ان کا لا حکم الا للّٰہ اور مراد یہ ہے کہ زبان سے ایمان لائیں گے دل سے نہ لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ عبیدہ نے تین بار قسم دے کر علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے تین بار قسم کھا کر کہا کہ ہاں، کہا نووی رحمہ اللہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلف کی اس نے تا کہ سو رکہ ہو امر نزدیک سامع کے تا کہ ظاہر ہو معجزہ حضرت ﷺ کا اور یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اور تا کہ قسم لینے والے کو اطمینان ہو واسطے مدد کرنے تو ہم اس چیز کے کہ اشارہ کیا اس کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے کہ لڑائی دغا ہے سو وہ ڈرا کہ اس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی چیز منصوص نہ سنی ہو۔ (فتح)

٦٤١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ

۶۴۱۹۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور عطاء سے روایت ہے کہ دونوں نے آ کر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا خارجیوں کے حال سے کیا تو نے کچھ حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ اس نے کہا

سَلَمَةَ وَعَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِيَّةِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِيْ مَا الْحَرُوْرِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ إِلٰى سَهْمِهِ إِلٰى نَصْلِهِ إِلٰى رِصَافِهِ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ.

میں نہیں جانتا کہ حروریہ کیا ہیں اور کون ہیں؟ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نکلے گی اس امت میں اور نہیں کہا اس سے ایک قوم کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے یعنی بہ نسبت اس کی پڑھیں گے قرآن کو اُن کے حلق یا نرخروں سے نیچے نہ اترے گا نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر نشانے سے سو تیر مارنے والا تیر کی طرف دیکھے اور اس کے پھل کی طرف دیکھے اور اس کے باڑ کی طرف دیکھے سو شک کرے تیر کے سر میں کہ کیا کوئی چیز خون سے اس کے ساتھ لگی ہے یا نہیں یعنی دین اسلام سے صاف نکل جائیں گے کوئی لگائی نہیں رہے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانو گے اور اس حدیث میں اشارہ ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس طرف کہ خارجی لوگ کافر ہیں اور وہ غیر اس امت سے ہیں اور فوقہ جگہ تانت کی ہے تیر سے۔

٦٤٢٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُوْرِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

٦٤٢٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور ذکر کیا حروریہ کو سو کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے لایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ توقف ابوسعید رضی اللہ عنہ کا جو مذکور ہے محمول ہے اس پر کہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا کہ نہیں نص کی حدیث مرفوع میں اوپر نام ان کے ساتھ اس اسم کے یعنی خارجیوں کو حروریہ کہنا نص حدیث میں نہیں ہے نہ یہ کہ حدیث ان کے حق میں وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

جو نہ لڑے خارجیوں سے واسطے الفت کے اور یہ کہ لوگ اس سے نفرت نہ پکڑیں

٦٤٢١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهٗ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهٖ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهٖ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِيْ قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ رِصَافِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَضِيِّهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدٰى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهٗ جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾.

۶۴۲۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال تقسیم کرتے تھے تو عبداللہ ذوالخویصرہ سے آیا سو اس نے کہا اے پیغمبر! عدل کر برابر بانٹ ہم کو بھی دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے کم بخت! اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر دنیا میں کون عادل پیدا ہوگا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹ ڈالوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ اور مت مارو سو بے شک اس کے چند ساتھی ہوں گے یعنی اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ حقیر جانے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے سو تیر مارنے والا تیر کے پر کو دیکھے تو اس میں کچھ خون کا اثر نہ پائے پھر اس کے پھل کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر اس کی باڑہ کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے تیر پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور خون سے یعنی جیسے پار ہوئے تیر میں جانور کا کچھ اثر نہیں لگا رہتا اسی طرح اس قوم میں اسلام کا کچھ اثر باقی نہ رہے گا اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ یا فرمایا ایک پستان جیسے عورت کا پستان یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا جنبش کیا کرے گا آدمیوں کے عمدہ تر گروہ پر خروج کریں گے علی رضی اللہ عنہ سے باغی ہوں گے وہ لوگ اختلاف اور پھوٹ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے ابو سعید رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خارجی لوگ پیدا ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں ان

کے ساتھ موجود تھا لایا گیا وہ مرد اُس صفت پر جو حضرت ﷺ
نے بیان فرمائی یعنی جس نشانی کا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا
تھا اسی نشانی کا آدمی اس قوم میں موجود تھا سو یہ آیت اتری
کہ ان میں سے بعض طعن کرتے ہیں تجھ کو تقسیم صدقات میں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو چھوڑ دو مت مارو تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس کے نہ مارنے کا سبب یہ ہے کہ اس کے چند ساتھی ہوں گے صفت مذکور پر اور یہ نہیں چاہتا ہے اس کے نہ مارنے کو باوجود اس کے کہ اس نے حضرت ﷺ کی خدمت میں ایسی بے ادبی کی اور آپ کے سامنے ایسا سخت کلام کیا سو احتمال ہے کہ مصلحت تالیف کے واسطے اس کو قتل نہ کیا ہو جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے اس کو سمجھا اس واسطے کہ وصف کی ان کی ساتھ عبادت کے باوجود ظاہر کرنے اسلام کے سو اگر حضرت ﷺ ان کے قتل کی اجازت دیتے تو یہ ان کے سوائے اور لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی نفرت کا سبب ہوتا لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت کرتے اور یہ جو کہا کہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی قراءت کو اللہ نہیں بلند کرے گا اور نہیں قبول کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ عمل نہ کریں گے سو ان کو اس کے پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو قرآن میں کچھ حصہ نہیں مگر گزرنا اس کا ان کی زبان پر ان کے حلق تک نہ پہنچے گا چہ جائیکہ ان کے دل میں پہنچے اس واسطے کہ مطلوب سمجھنا اس کا ہے ساتھ واقع ہونے اس کے دل میں اور یہ مثل قول ان کے کی ہے کہ ان کا ایمان ان کے نرخرے سے نیچے نہ اترے گا یعنی زبان سے کلمہ پڑھیں گے اور اس کو دل سے نہ پہچانیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا بازو ہوگا اور ہاتھ نہ ہوگا اس کے بازو پر جیسے عورت کا پستان اس پر سفید بال ہیں اور حضرت ﷺ نے دوسری صفت ان کی یہ فرمائی کہ ان کے سر منڈے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور اس میں ہے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم ہو اے عراق والو! جنہوں نے خارجیوں کو قتل کیا یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے حبیب بن ابی ثابت سے کہ میں ابو وائل کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ خبر دے مجھ کو ان لوگوں کے حال سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا کس بات میں وہ علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہوئے اور کس سبب سے ان کا لڑنا جائز ہوا تو اس نے کہا کہ جب ہم صفین میں تھے تو سخت ہوئی لڑائی اہل شام میں سو انہوں نے قرآن کو اٹھایا سو ذکر کیا اس نے قصہ منصفی کا سو کہا خارجیوں نے جو کہا اور اُترے حروراء میں سو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا تو انہوں نے رجوع کیا سو انہوں نے کہا کہ اگر اس نے قضیہ کو قبول کیا تو ہم اس سے لڑیں گے اور اگر اس نے اس کو توڑ ڈالا تو ہم اس کے ساتھ شامل ہوں گے پھر ان میں سے ایک فرقہ پھوٹ نکلا لوگوں کو قتل کرنے

لگے سو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں حدیث بیان کی اور حاکم اور طبرانی وغیرہ نے عبداللہ بن شداد کے طریق سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی اور دونوں نے دو منصفوں کو مقرر کیا تو آٹھ ہزار آدمی نے قراء سے اُن سے بغاوت کی اور حرورا میں اترے کوفے کی جانب میں اور علی رضی اللہ عنہ کو اس پر جھڑکی دی سو کہا انہوں نے کہ تو نے پیراہن اتار ڈالا جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پہنایا تھا اور تو الگ ہوا اس نام سے جو اللہ تعالیٰ نے تیرا نام رکھا تھا پھر اس نے منصف ٹھہرایا مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم میں اور حالانکہ نہیں ہے حکم کسی کا سوائے اللہ کے تو یہ خبر علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ایک بڑا قرآن منگوایا سو اس کو ہاتھ مارنے لگے اور کہنے لگے اے قرآن! لوگوں سے بات کر تو لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی نہیں وہ تو صرف سیاہی اور کاغذ ہے اور ہم کلام کرتے ہیں ساتھ اس کے جو اس کے جو اس سے ہم نے روایت کی سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب منصف ہے اللہ تعالیٰ ایک مرد کے عورت کے حق میں فرماتا ہے ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ﴾ الآیۃ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بہت بڑی قدر والی ہے ایک مرد کی عورت سے اور انہوں نے عیب کیا مجھ پر اس میں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے خط وکتابت کی اور البتہ تمہارے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتر چال چلنی ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کی طرف بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے مناظرہ کیا تو چار ہزار نے ان میں سے رجوع کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے باقی لوگوں کو کہلا بھیجا کہ توبہ کریں انہوں نے نہ مانا تو ان کو کہلا بھیجا کہ تم جہاں چاہو رہو اور ہمارے اور تمہارے درمیان یہ عہد و پیمان ہے کہ نہ قتل کرو کسی کو ناحق اور نہ رہزنی کرو اور نہ ظلم کرو اور اگر تم نے کیا تو جاری ہوگی تمہاری طرف لڑائی اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لڑائی کے بعد کہا کہ جس نشانی کا مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا اس نشانی کا مرد لاشوں میں تلاش کرو سو لوگوں نے اس کو لاشوں میں تلاش کیا سو نہ پایا پھر علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے یہاں تک کہ آئے اُن لاشوں پر جو ایک دوسری پر پڑی تھیں سو کہا کہ ان کو الگ کرو سو انہوں نے اس کو لاش کے نیچے پایا زمین سے لگا ہوا۔

تنبیہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ایک اور قصہ بھی خارجیوں کے حق میں آیا ہے جو اس قصے کے مخالف ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا اس کو قتل کر ڈال سو علی رضی اللہ عنہ گئے اور اس کو نہ پایا وہ ان کے جانے سے پہلے کہیں چلا گیا اور ممکن ہے کہ یہ وہی پہلا مرد ہو اور یہی قصہ پہلے قصے سے متراخی ہو اول اس کے مارنے سے منع کیا پھر اس کے مارنے کی اجازت دی واسطے دور ہونے علت منع کے اور وہ تالیف ہے اور شاید اسلام کے پھیل جانے کے بعد تالیف کی حاجت نہ رہی ہوگی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں اس میں بڑی فضیلت ہے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے اور یہ کہ وہی تھے امام برحق اور یہ کہ وہی تھے حق پر ان لوگوں کی لڑائی میں جن سے لڑے جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں اور یہ کہ مراد ساتھ حصر کے کاغذ میں ان کے اس قول میں ما عندنا الا القرآن و الصحیفة مقید

ہے ساتھ کتابت کے نہ یہ کہ نہیں پاس ان کے حضرت ﷺ سے کوئی چیز اس چیز سے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو اطلاع دی آئندہ زمانے کے حالات سے مگر جو اس کاغذ میں ہے سو البتہ شامل ہیں طریقے اس حدیث کے بہت چیزوں پر جن کا علم علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی طرف سے تھا اس قسم سے کہ متعلق ہے ساتھ خوارج وغیرہ کے اور ثابت ہو چکا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ خبر دیتے تھے کہ ان کو بدلوگوں کا قتل کرے گا اور احتمال ہے کہ ہو نفی مقید ساتھ مختص ہونے ان کے ساتھ اس کے یعنی اس میں اور کوئی ان کے ساتھ شریک نہیں سو نہ وارد ہوگی حدیث باب کی اس واسطے کہ اس میں اور لوگ بھی ان کو شریک ہیں اگرچہ ان کے پاس زیادتی ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ صاحب قصہ ہیں سو ان کی کوشش اس کے ساتھ غیر سے زیادہ ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کے اعتقاد میں امام سے بغاوت جائز ہو اس سے لڑائی نہ کی جائے جب تک کہ اس کے واسطے لڑائی کو قائم نہ کرے یا اس کے واسطے مستعد نہ ہو اور حکایت کیا ہے طبری نے اس پر اجماع کو اس کے حق میں کہ نہ تکفیر کی جائے اس کی اعتقاد اس کے سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے لکھا بیچ باز رہنے کے خارجیوں کے لڑنے سے جب تک کہ ناحق خون ریزی نہ کریں یا مال لیں سو اگر کریں تو ان سے لڑو اگرچہ میری اولاد ہوں اور عطاء سے ہے جب کہ رہزنی کریں اور ڈاکہ ماریں اور اس میں ہے کہ نہیں جائز ہے قتال خوارج کا اور قتل کرنا ان کا مگر بعد قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے بایں طور کہ ان کو بلایا جائے کہ حق کی طرف رجوع کریں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں ساتھ آیت کے جو اس میں مذکور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص کے واسطے جو قائل ہے ساتھ تکفیر خوارج کے یعنی خارجی لوگ کافر ہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے بخاری رحمہ اللہ کی کاریگری سے کہ ان کو ملحدوں کے ساتھ جوڑا اور تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ جدا باب میں بیان کیا اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں سو کہا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا اور قوم عاد کی کفر سے ہلاک ہوئی اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بدتر ہیں سب خلقت میں اور نہیں وصف کیے جاتے ساتھ اس کے مگر کافر لوگ اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب خلق سے زیادہ دشمن ہیں اور اس واسطے کہ جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہو اس کو کافر جانتے ہیں اور مخلد فی النار شمار کرتے ہیں سو وہ بطریق اولیٰ کافر ہوں گے اور اسی کی طرف میل کی ہے تقی الدین سبکی نے سو اس نے کہا کہ جو شخص خارجیوں کو کافر کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ لوگ بڑے بڑے اصحاب کو کافر جانتے ہیں اور یہ بغل گیر ہے حضرت ﷺ کی تکذیب کو کہ حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بہشت کے ساتھ گواہی دی اور یہ حجت میرے نزدیک صحیح ہے اور جو ان کو کافر نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ اس کو کافر کہنا چاہتا ہے کہ ان کو اس شہادت مذکور کا قطعی علم حاصل ہو اور اس

میں نظر ہے اس واسطے کہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ جن کو وہ کافر کہتے ہیں وہ پاک ہیں مرتے دم تک اور یہ کافی ہے ان کی تکفیر میں ہمارے اعتقاد میں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو دونوں سے ایک اس کے ساتھ پھرتا ہے اور البتہ تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ لوگ ایک جماعت اصحاب کو کافر جانتے ہیں جن کے ایمان کا ہم کو قطعی علم حاصل ہو چکا ہے سو واجب ہے کہ ان کو کافر کہا جائے ساتھ مقتضی حدیث حضرت ﷺ کے اور اس کی نظیر وہ شخص ہے جو بت کو سجدہ کرے اور مجمل طور سے اسلام کا معتقد ہو اور فرائض کو ادا کرے کہ یہ اعتقاد اسلام کا اس کو بت کے سجدہ کرنے سے نجات نہیں دیتا اور نہ عمل کرنا ساتھ واجبات کے اور اکثر اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ خارجی لوگ فاسق ہیں اور حکم اسلام کا جاری ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور ارکان اسلام پر ہمیشگی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جو کافر کہتے ہیں تو تاویل سے کہتے ہیں کہا خطابی نے اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ خارجی لوگ باوجود گمراہ ہونے کے ایک فرقہ ہے مسلمانوں سے جائز ہے نکاح کرنا ان سے اور کھانا ان کے ذبح کیے جانور کا اور نہ کافر کہا جائے ان کو جب تک کہ اصل اسلام کے ساتھ تمسک کرتے ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے اور کہا قرطبی نے کہ ان کو کافر کہنا ظاہر تر ہے حدیث میں پھر جو لوگ خارجیوں کو کافر جانتے ہیں ان کے قول پر ان سے لڑنا اور ان کے بیوی بچوں کو قید کرنا جائز ہے اور یہ قول ایک گروہ اہل حدیث کا ہے خارجیوں کے اماموں میں اور جو لوگ ان کو کافر نہیں کہتے ان کے قول پر ان کا حکم باغیوں کا حکم ہے اگر لڑائی کو قائم کریں تو ان سے لڑائی کی جائے ورنہ نہ اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ جس طرح حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور یہ اس واسطے کہ جب خارجیوں نے اپنے مخالفوں کو کافر کہا تو ان کے خونوں کو حلال جانا اور مشرکوں سے لڑنا چھوڑ دیا اور اس حدیث میں ہے کہ لڑنا خارجیوں سے اولیٰ ہے مشرکوں کے قتال سے اس واسطے کہ ان کے لڑنے میں حفظ راس المال اسلام کا ہے اور مشرکوں کی لڑائی میں طلب کرنا نفع کا ہے اور حفظ رأس المال کا اولیٰ ہے اور اس میں زجر ہے عمل کرنے سے ساتھ ظاہر جمیع آیات کے جو تاویل کے قابل ہیں جن کے ظاہر پر عمل کرنے سے اجماع سلف کی مخالفت لازم آتی ہے اور اس میں ڈرانا ہے غلو اور مبالغہ کرنے سے بیچ دیانت کے اور شدت کرنے سے عبادت میں جس کی شارع نے اجازت نہیں دی اور حضرت ﷺ نے شریعت کی تعریف کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ سہل اور آسان ہے اور رغبت دی مسلمانوں کو کہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی کریں اور اور کافروں کے ساتھ سختی کریں اور خارجیوں نے اس کا عکس کیا اور یہ کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جو امام پر خروج کرے اور امام عادل کی طاقت سے نکلے اور جو قائم کرے لڑائی کو اور لڑے اعتقاد فاسد پر اور جو راہزنی کرے اور راہ میں ڈرائے اور زمین میں فساد کرے اور جو حاکم ظالم کی فرمانبرداری سے نکلے اور جو ارادہ کرے غالب ہونے کا اس کے مال پر یا اہل پر یا نفس پر تو وہ معذور ہے اس سے لڑنا جائز نہیں اور اس کو جائز ہے کہ اپنے اہل اور جان اور مال سے اس کو ہٹا

دے بقدر طاقت اپنی کے اور اس میں جواز قتال خوارج کا ہے ساتھ پہلی شرطوں کے اور ثابت ہونا اجر کا اس کے واسطے جو ان کو قتل کرے اور یہ کہ بعض مسلمان دین سے نکلتے ہیں بغیر قصد کرنے کے اور بغیر اس کے کہ اسلام کے سوائے کوئی اور دین اختیار کریں اور اس میں ہے کہ خارجی لوگ امت محمدی کے سب بدعتی فرقوں سے بدتر ہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور یہ مبنی ہے ان کے کفر پر کہ خارجی لوگ مطلب کافر ہیں۔ (فتح)

٦٤٢٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ.

۶۴۲۲۔ حضرت یسیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے خارجیوں کے حق میں کچھ فرماتے تھے؟ اس نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور اپنے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے ایک قوم نکلے گی قرآن کو پڑھیں گے ان کے ہنسلیوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے تصریح کی کہ حرور یہ ہی مراد ہیں ساتھ اس قوم کے جو ان دونوں بابوں کی حدیثوں میں مذکور ہیں سو یہ قوی کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری کہ توقف کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ان کے نام اور نسبت میں نہ بیچ ہونے ان کے مراد اور روایت کیا ہے اس حدیث کو پچیس اصحاب نے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہرگز نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

٦٤٢٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

۶۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو گروہ دعویٰ دونوں کا ایک ہی ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی اور مراد اس حدیث میں دو گروہ سے گروہ علی رضی اللہ عنہ اور گروہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور مراد ساتھ

دعویٰ کے اسلام ہے راجح قول پر یعنی دونوں اسلام پر لڑیں گے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کا اعتقاد یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے جیسے کہ روایت کی طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور زیادہ کیا اس کے اخیر میں کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک گروہ نکلے گا قتل کرے گا ان کو وہ گروہ جو حق سے قریب تر ہوگا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت اس کی واسطے ماقبل کے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِينَ — جو آیا ہے تاویل کرنے والوں کے بیان میں

فائدہ: اس کا بیان کتاب الادب میں ہو چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے دیکھا جائے سو اگر بغیر تاویل کے ہو تو مستحق ہے مذمت کا اور اکثر اوقات کہنے والا ہی کافر ہو جاتا ہے اور اگر تاویل سے ہو تو اس میں دیکھا جائے اگر تاویل ناجائز ہو تو بھی مذمت کا مستحق ہے اور نہیں پہنچتا طرف کفر کی بلکہ اس کی خطا کی وجہ اس کے واسطے بیان کی جائے اور جھڑکی دی جائے اس کو جو اس کے لائق ہو اور نہیں لاحق ساتھ اول کے نزدیک جمہور کے اور اگر جائز تاویل کے ساتھ ہو تو نہیں مستحق ہے ذم کا بلکہ قائم کی جائے اس پر حجت یہاں تک کہ رجوع کرے طرف صواب کی کہا علماء نے ہر تاویل کرنے والا معذور ہے گنہگار نہیں جب کہ اس کی تاویل جائز ہو عرب کی زبان میں اور علم میں اس کے واسطے کوئی وجہ ہو۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهٖ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ ثُمَّ لَبَّبْتُهٗ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا سو اچانک وہ اس کو پڑھتا ہے اس قراءت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طرح نہیں پڑھائی یعنی دوسری طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح سے یاد تھا سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو لپیٹوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا سو جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی یا اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی سو میں نے کہا کہ کس نے یہ سورت تجھ کو پڑھائی ہے؟ اس نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے میں نے

بِرِدَآئِهٖ أَوْ بِرِدَآئِي فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِي هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَآئَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَؤُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا سو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت ﷺ کی طرف چلا سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سنا اس قراءت سے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی اور آپ ہی نے مجھ کو سورۂ فرقان پڑھائی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس کو اے عمر! اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا اس قراءت سے جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اے عمر تو پڑھ سو میں نے پڑھا حضرت ﷺ نے فرمایا اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مواخذہ کیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ تکذیب ہشام کے اور نہ اس کے گلے میں چادر ڈالنے سے اور نہ اس سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ایقاع کا ساتھ اس کے بلکہ سچا کہا ہشام کو اس چیز میں جو اس نے نقل کی اور معذور رکھا عمر رضی اللہ عنہ کو انکار میں اور نہ زیادہ کیا اس کو اوپر بیان کرنے حجت کے بیچ جائز ہونے دونوں قراءتوں کے۔ (فتح)

٦٤٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا

۶۴۲۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان

وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ ﴿يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

کو ظلم سے نہ ملایا تو یہ بات حضرت ﷺ کے اصحاب پر بہت بھاری پڑی اور کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جو اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یوں نہیں جیسا تم نے گمان کیا وہ مطلب تو یوں ہے جیسا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے بیٹا! اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اس جہت سے ہے کہ نہ مؤاخذہ کیا حضرت ﷺ نے اصحاب کو اس پر کہ انہوں نے آیت میں ظلم کے معنی عام سمجھے کہ ظلم گناہ کو بھی شامل ہے بلکہ ان کو معذور رکھا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے تاویل میں پھر ان کے واسطے بیان کیا کہ ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں۔ (فتح)

٦٤٢٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّا ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ لَا يُوَافِيْ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.

٦٤٢٥۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں میرے پاس تشریف لائے تو ایک مرد نے کہا کہاں ہے مالک بن دخشن؟ تو ہم میں سے ایک مرد نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو نہیں سنا لا الہ الا اللہ کہتا اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتا ہے؟ کہا کیوں نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بے شک شان یہ ہے کہ نہیں لائے گا کوئی بندہ قیامت کے دن مگر کہ اللہ تعالیٰ آگ کو اس پر حرام کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب المساجد میں گزر چکی ہے اور مناسبت اس کی اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے نہ مؤاخذہ کیا ان لوگوں پر جنہوں نے مالک بن دخشن کے حق میں کہا جو کہا بلکہ ان کے واسطے بیان کیا کہ احکام

اسلام کے ظاہر پر جاری ہیں باطن پر نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ سمجھ لے گا۔

٦٤٢٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا الَّذِيْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَآءِ يَعْنِيْ عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُهُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ حَاجٍ فَإِنَّ فِيْهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأْتُوْنِيْ بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى أَفْرَاسِنَا حَتّٰى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيْرَهَا فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى مَعَهَا كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ فَأَهْوَتْ إِلٰى

٦٤٢٦۔ حضرت فلان سے روایت ہے کہ جھگڑا کیا ابو عبدالرحمٰن اور حبان نے سوا ابو عبدالرحمٰن نے حبان سے کہا البتہ میں نے معلوم کی وہ چیز جس نے تیرے ساتھی یعنی علی رضی اللہ عنہ کو خون ریزی پر دلیر کیا حبان نے کہا وہ کیا ہے؟ تیرا باپ نہ ہو ابو عبدالرحمٰن نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے سو فرمایا چلو یہاں تک کہ روضہ حاج میں جس کو کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کہا ابو عوانہ نے سو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کا مشرکین مکہ کی طرف سو اس کو میرے پاس لے آؤ سو ہم اپنے گھوڑوں پر چلے یہاں تک کہ ہم نے اس کو پایا جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا اپنے اونٹ پر چلتی تھی اور حاطب رضی اللہ عنہ نے مکے والوں کو لکھا تھا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کا ان کی طرف یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم نے کہا کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کو اونٹ کے ساتھ بٹھلایا پھر ہم نے اس کے کجاوے میں خط ڈھونڈا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم اس کے پاس خط نہیں دیکھتے تو میں نے کہا البتہ ہم کو معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا پھر قسم کھائی علی رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ خط نکال یا میں تجھ کو ننگا کروں گا سو وہ اپنے تہ بند باندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور وہ کمر میں چادر باندھے تھی سو اس نے خط نکالا تو ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ اور اس

حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِيفَةَ فَأَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيْ أَنْ لَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلٰكِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ يَّكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهٗ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهٖ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ لَا تَقُوْلُوْا لَهٗ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ أَوَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَاخٍ أَصَحُّ وَلٰكِنْ كَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ حَاجٍ وَحَاجٍ تَصْحِيْفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهُشَيْمٌ يَقُوْلُ خَاخٍ.

کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ہے حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر جو تو نے کیا تو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو کیا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان دار نہ ہوں لیکن میں نے ارادہ کیا کہ کفار مکہ پر کچھ احسان اور منت رکھوں کہ دفع اور دور کی جائے تکلیف ساتھ اس کے میرے اہل اور مال سے اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے وہاں اس کی قوم میں سے وہ شخص ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے تکلیف دور کرے حضرت ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا سو نہ کہو اس کو مگر نیک کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی سو کہا یا حضرت! البتہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت کی مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا یہ جنگ بدر والے اصحاب میں سے نہیں ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں نے تمہارے واسطے بہشت کو واجب کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں سے بہت آنسو جاری ہوئے یعنی بہت روئے یعنی بہ سبب اس خطا کے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کو واجب القتل جان کر اس کے مارنے کا ارادہ کیا سو کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔ کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ خاخ صحیح تر ہے لیکن کہا ابو عوانہ نے حاج اور حاج تصحیف ہے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینے کے اور کہا ہشیم نے خاخ۔

فائدہ: خون ریزی پر یعنی مسلمانوں کی خون ریزی پر اس واسطے کہ مشرکوں کے خون تو بالاتفاق مندوب ہیں جب

حضرت ﷺ نے مکے کے جہاد کا ارادہ کیا تو بعض اصحاب سے چھپ کر کہا اور لوگوں میں مشہور ہوا کہ حضرت ﷺ غیر مکے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ بات حاطب رضی اللہ عنہ نے سنی اور اہل مکہ کو چھپ کر لکھا اور ایک عورت کو خط دیا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے وہ خط راہ سے پکڑ منگوایا پھر حاطب رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا کہ یہ خط تو نے لکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں، اور ایک روایت میں ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نے شک نہیں کیا جس دن سے میں مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت ﷺ نے صدق اس کا اس چیز سے کہ اس نے ذکر کی عذر سے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہو اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر پہلی بات دوہرائی تو یہ صریح ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دوبار کہا سو پہلی بار میں تو معذور تھے اس واسطے کہ اس میں اس کا عذر نہیں ظاہر ہوا تھا اور دوسری بار میں تو اس کا عذر واضح ہو چکا تھا کہ اس نے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کے واسطے یہ کام کیا تھا اور حضرت ﷺ نے بھی اس کی تصدیق کی تھی اور منع فرمایا کہ اس کو نہ کہو مگر نیک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات دوہرانے میں اشکال ہے اور جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا تھا کہ اس کا سچا ہونا اپنے عذر میں نہیں دفع کرتا جو واجب ہے اس پر قتل سے اور مراد اعملوا ما شئتم سے یہ ہے کہ بے شک گناہ ان کے واقع ہوں گے بخشے گئے یہاں تک کہ اگر مثلا کوئی فرض ترک کریں تو ان کو اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا اور اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جو مباشر ہو بعض اعمال صالحہ کا تو اس کے بدلے اس کو بہت ثواب ملتا ہے جو مقابل ہو گناہوں کو جو حاصل ہوں بہت فرضوں کے ترک کرنے سے اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ ایمان دار اگرچہ پہنچے ساتھ نیک عمل کے اس رتبے کو کہ اس کے واسطے بہشت واجب ہو جائے لیکن تاہم گناہ میں واقع ہونے سے معصوم نہیں اس واسطے کہ حاطب رضی اللہ عنہ داخل ہوا ان لوگوں میں جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بہشت کو واجب کیا اور باوجود اس کے واقع ہوا اس سے جو واقع ہوا اور اس میں تعقب ہے اس پر جو تاویل کرتا ہے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے اعملوا ما شئتم یہ ہے کہ وہ محفوظ ہیں گناہ میں واقع ہونے سے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کافر کہتا ہے مسلمان کو ساتھ ارتکاب گناہ کے اور اس پر جو یقین کرتا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا اور اس پر جو یقین کرتا ہے کہ ضروری ہے کہ اس کو عذاب ہو اور یہ کہ جس سے خطا واقع ہو اس کو لائق نہیں کہ اس سے انکار کرے بلکہ اس کا اقرار کرے اور عذر کرے تاکہ دو گناہ جمع نہ ہوں اور یہ کہ جائز ہے تشدید بیچ طلب خلاص حق کے اور تہدید ساتھ اس چیز کے کہ نہ کرے اس کو تہدید کیا گیا واسطے ڈرانے اس شخص کے کہ اس سے حق نکالنا چاہے اور یہ کہ جائز ہے پھاڑنا جاسوس کے پردہ کا اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے اس کے قتل کرنے کو مالکیہ سے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور حضرت ﷺ نے اس کو رد نہ کیا مگر اس واسطے کہ وہ بدر والوں میں سے تھا اور بعضوں نے مقید کیا ہے اس کو ساتھ اس

کے کہ یہ اس سے مکرر واقع ہو اور معروف مالک رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ امام اس میں اجتہاد کرے اور نقل کیا طحاوی نے اجماع کہ مسلمان جاسوس کا خون مباح نہیں اور کہا شافعیہ اور اکثر نے کہ اس کو تعزیر دی جائے اور اگر باعزت آدمی ہو تو اس سے معاف کیا جائے اور اسی طرح کہا اوزاعی رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اس کو درد پہنچایا جائے ساتھ سزا کے اور وارد کیا جائے حبس اس کا اور یہ کہ معاف کی جائے ذلت شریف آدمی کی اور کہا بعضوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس واسطے درگزر کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے اطلاع دی کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے سو اس کا غیر اس کی مانند نہ ہوگا تو جواب دیا ہے قرطبی نے کہ یہ گمان خطا ہے اس واسطے کہ احکام اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں میں جاری ہوتے ہیں ان کے ظاہر پر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے حال سے خبر دی جو آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور نہ حلال کیا آپ کے واسطے قتل کرنا ان کا باوجود اس کے واسطے ظاہر کرنے ان کے اسلام کو اور یہی حکم ہے ہر اس شخص کا جو ظاہر کرے اسلام کو بظاہر مسلمان ہو کہ اس پر احکام اسلام کے جاری ہوں گے اور اس حدیث میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی کے حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے سے خبر دی اور اس میں مشورہ دینا ہے بڑے آدمی کا امام کو ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے واسطے رائے سے جس کا نفع مسلمانوں پر عائد ہو اور امام کو اس میں اختیار ہے چاہے مانے چاہے نہ مانے اور یہ کہ جائز ہے معاف کرنا گنہگار سے اور یہ کہ گنہگار کا کوئی ادب نہیں عزت نہیں اور اجماع ہے اس پر کہ اجنبی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ مسلمان ہو یا کافر اور اگر اس کی نافرمانی کے سبب سے اس کی حرمت ساقط نہ ہوتی تو اس کو ننگا کرنے کے ساتھ تہدید نہ کرتے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا تمام گناہوں کا جو جائز الوقوع ہوں اس شخص سے کہ اللہ تعالیٰ چاہے برخلاف اہل بدعت کے جو اس سے انکار کرتے ہیں لیکن محل معاف کا برائے صحابی سے وہ گناہ ہے جس میں حد نہ ہو جیسے کہ زنا وغیرہ میں ہے اور یہ کہ جائز ہے بخشنا ان گناہوں کا جو مؤخر ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر دعا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چند حدیثوں میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں چند حدیثوں میں وہ عمل جن کے کرنے والوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جائیں گے اور یہ کہ نہیں لائق ہے قائم کرنا حد اور تادیب کا حاکم کے سامنے مگر اس کی اجازت سے اور اس میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی اور سب اہل بدر کی۔ (فتح)
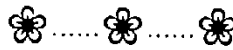
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِكْرَاهِ — کتاب ہے زبردستی کے بیان میں

فائدہ: وہ لازم کرنا ہے غیر پر وہ چیز جس کو وہ نہ چاہے یعنی زبردستی اور اکراہ کی شرطیں چار ہیں اول یہ کہ ہو فاعل اس کا قادر اوپر واقع کرنے اس چیز کے کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور مامور عاجز ہو اس کے دفع کرنے سے اگرچہ ساتھ بھاگنے کے ہو، دوسری یہ کہ غالب ہو اس کے گمان پر کہ اگر وہ باز رہا تو واقع کرے گا یہ ساتھ اس کے، تیسری یہ کہ جس چیز کے ساتھ ڈراتا ہے وہ فوری ہو یعنی اسی وقت واقع ہونے والی ہو اور اگر کہے کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تجھ کو کل ماروں گا تو وہ مکرہ نہیں گنا جاتا، چوتھی یہ کہ نہ ہو ظاہر امور سے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے اختیار پر مثل اس شخص کی جو زبردستی کیا گیا زنا کرنے پر سو اپنا ذکر داخل کیا اور ممکن ہو اس کو کھینچ لینا سو تمادی کرے یہاں تک کہ انزال ہو اور مثل اس شخص کی کہ اس سے کہا گیا کہ تین طلاقیں دے اور اس نے ایک طلاق دی اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں فرق ہے درمیان اکراہ کے قول میں اور فعل میں نزدیک جمہور کے اور مستثنیٰ ہے فعل سے جو ہمیشہ حرام ہے جیسا کسی کو ناحق قتل کرنا اور اختلاف ہے مکرہ میں کہ کیا تکلیف دیا جائے ساتھ ترک فعل اس چیز کے کہ اکراہ کیا گیا ہے اوپر اس کے یا نہ سو کہا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے وہ مامور ہے ساتھ بچنے کے قتل کرنے سے اور دفع کرنے کے اپنے نفس سے اور یہ کہ وہ گنہگار ہوتا ہے اگر قتل کرے اس کو جس کے قتل کرنے پر زبردستی کیا گیا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکلّف ہے بیچ حالت اکراہ کے اور اسی طرح واقع ہوا ہے غزالی وغیرہ کی کلام میں اور ان کا کلام تقاضا کرتا ہے تخصیص خلاف کو ساتھ اس چیز کے کہ موافق ہو باعث اکراہ کا باعث شرع کو مانند اکراہ کی قتل کافر پر اور اکراہ کی اسلام پر اور بہرحال جس چیز میں باعث اکراہ کا باعث شرع کے مخالف ہو مانند اکراہ کی قتل پر تو نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے تکلیف کے بیچ اس کے اور جس فعل سے کوئی چارہ نہ ہو اس میں اختلاف ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ سے گرایا جائے اور وہ کسی شخص پر پڑے اس کو قتل کرے اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے کوئی اختیار نہ کرنے میں اور وہ تو اس حالت میں صرف آلہ ہے اور نہیں نزاع ہے اس میں کہ وہ غیر مکلّف ہے اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ ڈرایا جاتا ہے ساتھ اس کے سو اتفاق ہے قتل پر اور تلف عضو پر اور سخت مار پر اور حبس طویل پر۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو زبردستی کیا گیا اور حالانکہ

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾.

تسکین پکڑنے والا ہو اس کا دل ساتھ ایمان کے لیکن جو کھولے ساتھ کفر کے سینہ یعنی واسطے قبول کرنے کفر کے تو ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا۔

فائدہ: یہ استثناء ہے مقدم ہے گویا کہ کہا گیا کہ ان پر غضب ہے اللہ تعالیٰ کا مگر جو زبردستی کیا گیا اس واسطے کہ کفر ہوتا ہے ساتھ قول اور فعل کے بغیر اعتقاد کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ اعتقاد کے پس استثناء کیا گیا اول اور وہ مکرہ ہے اور یہ وعید شدید ہے اس کے حق میں جو مرتد ہوا اختیار سے اور بہرحال جو زبردستی کیا جائے اوپر اس کے تو وہ معذور ہے ساتھ آیت کے اس واسطے کہ استثناء اثبات سے نفی ہے سو یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ نہ داخل ہو جو زبردستی کیا گیا کفر پر تحت وعید کے اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ ان کو مشرکین مکہ نے پکڑا اور سخت عذاب کیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے زبان سے کہا کہ میں نے کفر کیا ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو لائے یہ بات کافروں کو خوش لگی انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر عمار رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو کس طرح پاتا ہے؟ کہا کہ آرام پکڑنے والا ساتھ ایمان کے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پھر کریں تو تو بھی اسی کر اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے کہ جو ایمان کے بعد مرتد ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور بہرحال جو زبان سے زبردستی کیا جائے اور دل سے مخالف ہو یعنی اس کے دل میں ایمان ہوتا کہ اس کے ساتھ کافر سے نجات پائے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بندوں کو مؤاخذہ ہوتا ہے اس کا جو ان کے دل میں اعتقاد ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ تَقِيَّةٌ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر یہ کہ تم پکڑو ان سے بچاؤ اور یہ تقیہ ہے

فائدہ: اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ پکڑے مسلمان کافر کو رفیق نہ باطن میں نہ ظاہر میں مگر واسطے تقیہ کے ظاہر میں کہ اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو ظاہر میں دوست پکڑے اور دل سے اس کے ساتھ دشمنی رکھے۔

وَقَالَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا إِلَى قَوْلِهِ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ وَقَالَ ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں کی فرشتوں نے جان قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ کس چیز میں تھے تم؟ انہوں نے کہا کہ تھے ہم عاجز کیے گئے زمین میں، تو انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی تا کہ تم اس میں ہجرت کرتے آخر آیت تک، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مگر جو

وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِّنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهٖ.

بے بس ہیں مردوں اور عورتوں سے اور لڑکوں سے جو کہتے ہیں، آخر آیت تک۔ کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے سو معذور رکھا اللہ تعالیٰ نے عاجز کیے گئوں کو جو نہیں باز رہتے ترک اس چیز کی سے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم کیا یعنی مگر جب کہ مغلوب ہوں اور جو زبردستی کیا گیا ہو نہیں ہوتا ہے مگر بیچارہ نہ باز رہنے والا فعل اس چیز کے سے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے۔

فائدہ: یعنی جو حکم کرے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو قدرت ہو اوپر واقع کرنے بدی کے ساتھ اس کے یعنی اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر باز رہنے کے ترک امر اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ نہیں قادر ہے مکرہ اوپر باز رہنے کے فعل حکم اکراہ کرنے والے سے سو وہ مکرہ کے حکم میں ہے پہلی آیت سورہ میں پیچھے ہے پچھلی آیت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اول اس کو نقل کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی جو مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مکے کے چند آدمیوں کے حق میں اتری جو ایمان لائے تھے تو مدینے سے مسلمانوں نے ان کو لکھا کہ تم ہجرت کرو ورنہ تم مسلمان نہیں ہو سو نکلے تو ان کے لوگوں نے ان کو راہ میں پکڑ لیا اور ان پر جبر کیا یہاں تک کہ مجبور ہو کر کافر ہوئے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنی اور کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ تقیہ جائز ہے مسلمان کے واسطے قیامت تک لیکن اگر کسی کے قتل کرنے پر زبردستی کیا جائے تو اس میں معذور نہیں۔

فائدہ: اور معنی تقیہ کے ڈرنا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے کہ دل میں ہو اعتقاد وغیرہ سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تقیہ زبان سے ہے اور دل قرار پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُّكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے حق میں جس پر چور زبردستی کریں سو وہ طلاق دے کہ نہیں ہے کچھ چیز یعنی طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور شعبی رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر یہاں تک کہ اس کو خوف ہو اپنی جان کے قتل ہونے کا اور وہ کفر کرے اور اس کا دل آرام پکڑنے والا ہو ساتھ ایمان کے تو اس پر کفر کا حکم نہیں کیا جاتا اور نہیں جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی مگر محمد بن حسن نے کہا کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس سے جدا

ہو جاتی ہے اور اس قول کے رد کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ نصوص کے مخالف ہے اور کہا ایک قوم نے کہ محل رخصت کا قول میں ہے نہ فعل میں سو اگر بت کو سجدہ کرے یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے یا سور کھا جائے یا زنا کرے تو وہ اس میں معذور نہیں ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور ایک قوم نے کہا کہ اکراہ قول اور فعل میں برابر ہے اور اختلاف ہے اکراہ کی حد میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ہے مراد امین اپنے نفس پر جب کہ قید کیا جائے یا زنجیروں میں باندھا جائے یا عذاب کیا جائے اور کہا شریح نے کہ چار چیزیں اکراہ ہیں قید اور مار اور وعید اور بیڑی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کوئی ایسا کلام جو مجھ سے دو کوڑے ہٹا دے مگر کہ میں اس کو کہوں گا یعنی پس شامل ہے یہ کلمہ کفر کو بھی اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس میں تفصیل ہے اور اختلاف ہے مکرہ کی طلاق میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے اس میں ابن بطال نے اجماع اصحاب کا اور کوفیوں کے نزدیک واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس جگہ طرف رد کی اس شخص پر جو فرق کرتا ہے اکراہ میں درمیان قول اور فعل کے اس واسطے کہ عمل فعل ہے اور جب کہ نہیں اعتبار ہے اس کا بغیر نیت کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث تو مکرہ کی کوئی نیت نہیں بلکہ اس کی نیت نہ کرنا فعل کا ہے جس پر اکراہ کیا گیا اور ترک کرنا کسی چیز کا فعل ہے صحیح قول پر اور مستثنیٰ ہے اس سے قتل پس نہیں ساقط ہوتا ہے قصاص قاتل سے اگر زبردستی کیا جائے قتل کرنے پر اس واسطے کہ اس نے مقدم کیا ہے اپنے نفس کو مقتول کے نفس پر اور نہیں جائز ہے کسی کے واسطے کہ اپنی جان کو بچائے قتل سے ساتھ اس طور کے کہ اپنے غیر کو قتل کرے۔ (فتح)

٦٤٢٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

۶۴۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نماز میں دعا کرتے تھے الٰہی! نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سلمہ بن ہشام کو اور ولید بن ولید کو، الٰہی! نجات دے دبے ہوئے بے روز مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

فائدہ: یہ دعا حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں کرتے تھے یا ہر نماز میں رکوع کے بعد قومے میں اور پہلے گزر چکی ہے سورۂ آلِ عمران کی تفسیر میں جو متعلق ہے ساتھ مشروع ہونے قنوت کے نماز میں اور تعلق حدیث کا ساتھ اکراہ کے اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ زبردستی کیے گئے تھے اوپر رہنے کے ساتھ مشرکوں کے یعنی مشرک لوگ ان کو نکلنے نہیں دیتے تھے اس واسطے کہ دبا ہوا کمزور نہیں ہوتا ہے مگر مکرہ کما تقدم اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اکراہ کفر پر اگر کفر ہوتا تو ان کے واسطے حضرت ﷺ دعا نہ کرتے اور ان نام مومن نہ رکھتے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

جو اختیار کرتا ہے مار کو اور قتل کو اور خواری کو اوپر کفر کے

فائدہ: اختیار کیا بلال وغیرہ نے مار اور ذلت کو اوپر کفر کے یعنی کلمہ کفر زبان سے نہ کہا مار منظور کی اور چونکہ یہ حدیث اس کی شرط پر نہیں تھی اس واسطے کفایت کی مصنف نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے۔

٦٤٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّآئِفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَّكْرَهَ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ.

۶۴۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں گی وہ ایمان کی شیرینی کا مزہ پائے گا ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہوا اور یہ کہ محبت کرے آدمی سے اس طرح کہ نہ چاہتا ہو اس کو مگر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہ کہ برا جانے کفر میں پھر پلٹ جانے کو جیسے اس کو برا لگتا ہے آگ میں ڈالا جانا۔

فائدہ: اور وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ برابر کیا ہے اس کو اس میں بیچ برا جاننے اس کے کفر کو اور بیچ برا جاننے اس کے آگ میں داخل ہونے کو اور قتل اور مار اور خواری آسان تر ہے نزدیک مومن کے داخل ہونے آگ کے سے پس ہوگا آسان تر کفر سے اگر اختیار کرے شدت کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ اختیار کیا جائے قتل کو اوپر کفر کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگی حجت اس شخص پر جو قائل ہے کہ کلمہ کفر کا اولیٰ ہے صبر کرنے سے قتل پر اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے

اور اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے داخل ہونا ہلاک کی جگہوں میں جہاد میں۔ (فتح)

٦٤٢٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ سَمِعْتُ قَيْسًا سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ مُوْثِقِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَوِ انْقَضَّ أُحُدٌ مِّمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَّنْقَضَّ.

۶۴۲۹۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے البتہ آپ کو دیکھا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام پر باندھا ہوا تھا یعنی اسلام لانے پر اس واسطے کہ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ اسلام نہ لائے تھے اور اگر جدا ہوتا اُحد کا پہاڑ اس چیز سے کہ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی یعنی ظلم سے تو لائق ہی تھا کہ جدا ہوتا۔

فائدہ: یعنی عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اوپر لانے اس چیز کے کہ راضی تھے اور گزر چکی ہے یہ حدیث بیچ باب اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اس واسطے کہ سعید رضی اللہ عنہ اور اس کی بیوی عمر رضی اللہ عنہ کی بہن نے اختیار کی خواری کفر پر اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا قتل کو اس چیز پر کہ ان کے قاتل راضی تھے تو اختیار کرنا ان کا قتل کو کفر پر بطریق اولیٰ ہوگا۔ (فتح)

٦٤٣٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُوْ لَنَا فَقَالَ قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ وَعَظْمِهٖ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ.

۶۴۳۰۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی کہ ہم نے مشرکین مکہ سے بہت تکلیف پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے تکیہ کیے تھے کعبے کے سائے میں تو ہم نے کہا کیا آپ مدد نہیں مانگتے کیا ہمارے واسطے دعا نہیں کرتے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تم سے آگے وہ لوگ تھے کہ ایک مرد پکڑا جاتا اور اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اس میں ڈالا جاتا پھر آرہ لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا سو اس کا بدن چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور اس کا گوشت ہڈی یا پٹھے تک لوہے کی کنگھی سے نوچا جاتا تھا ایسی سختی بھی اس کو اپنے دین سے نہ پھیرتی تھی اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بے شک اللہ اپنے دین کو پورا اور کامل کرے گا یہاں تک کہ سوار چلے گا شہر صنعاء سے حضر موت کے شہر تک سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے گا اور نہ خوف کرے گا اپنی بکری پر مگر بھیڑیئے سے لیکن تم تو جلدی کرتے ہو۔

فائدہ: یعنی کیوں بے صبری اور جلدی کرتے ہو تم سے اگلے دینداروں پر تو ایسی ایسی مصیبتیں گزریں کہ وہ چیر ڈالے گئے تم پر تو ایسی سختی کبھی نہیں گزری باقی دین کا غلبہ سو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق کرے گا ملک میں ایسا امن ہو گا کہ آدمی دور تک اکیلا چلا جائے گا چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پورا ہوا اور اس حدیث کی شرح سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں اس وجہ سے ہے کہ طلب کرنا خباب رضی اللہ عنہ کا دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کفار نے ان پر بڑا ظلم کیا تھا اور طرح طرح سے تکلیف دی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب رضی اللہ عنہ کے سوال سے کافروں پر بد دعا اس واسطے نہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ تقدیر میں لکھا گیا ہے کہ وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے اور کفار کے ہاتھ سے نہایت تکلیفیں پائیں گے پھر آخرش ان کو دھو گی اور بہت اجر ملے گا اور بہر حال جو لوگ کہ پیغمبروں کے سوائے ہیں سو واجب ہے ان پر دعا کرنی وقت ہر حادثے کے اس واسطے کہ ان کو اطلاع نہیں جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی اور یہیں حدیث میں تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا نہ کی تھی بلکہ احتمال ہے کہ دعا کی ہو اور یہ جو کہا کہ تم سے آگے وہ لوگ، الخ تو اس میں تسلی ہے ان کے واسطے اور اشارہ ہے اس طرف کہ صبر کریں یہاں تک کہ مدت مقررہ گزری اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر حدیث میں لیکن تم تو جلدی کرتے ہو اور کہا ابن بطال نے اجماع ہے اس پر کہ جو زبردستی کیا جائے کفر پر اور اختیار کرے قتل کو تو اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس کے جو رخصت کو اختیار کرے اور اگر کفر کے سوائے کسی اور چیز پر اکراہ کیا جائے جیسے مثلاً سور کا کھانا یا شراب پینا تو فعل اولیٰ ہے یعنی اس کا کھانا اولیٰ ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ بلکہ گنہگار رہتا ہے نہ کھانے سے اگر اس کے سوائے اور چیز سے منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مثل مضطر کے ہو جاتا ہے کہ اس کو مردار کا کھانا حلال ہے جب کہ اس کو خوف ہو کہ مر جائے گا۔ (فتح)

بَابٌ فِيْ بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهٖ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهٖ

بیع مکرہ کی اور مانند اس کی کے حق میں اور اس کے غیر میں

فائدہ: کہا خطابی نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو باب میں مذکور ہے اوپر جائز ہونے بیع مکرہ کے اور حدیث ساتھ بیع مضطر کے اشبہ ہے اس واسطے کہ مکرہ بیع پر وہ شخص ہے جو چیز کے بیچنے پر مجبور کیا جائے خواہ مخواہ اور یہود اگر اپنی زمینوں کو نہ بیچتے تو ان پر بیچنا لازم نہیں تھا بلکہ مضطر ہو کے بیچ گئے تھے، میں کہتا ہوں بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں صرف مکرہ ہی کو بیان نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ونحوہ بھی کہا سو مضطر بھی داخل ہو گا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے کے اس پر جو نہیں صحیح جانتا مضطر کی بیع کو اور کہا ابن منیر نے ترجمہ باندھا ہے ساتھ حق وغیرہ کے اور نہیں ذکر کیا مگر پہلے شق کو اور جواب یہ ہے کہ مراد اس کی ساتھ حق کے دین ہے اور مراد غیرہ

سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے ہے جس کی بیع لازم ہوتی ہے اس واسطے کہ یہود مجبور کیے گئے تھے اپنے مال کے بیچنے پر نہ واسطے دین کے کہ ان پر تھا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حق سے جلا وطن کرنا ہے اور مراد غیرہ سے جنایات ہیں یا حق سے مراد مالی چیزیں ہیں اور غیرہ سے مراد جلا ہے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد غیرہ سے دین ہو پس ہوگا یہ خاص بعد عام کے اور جب صحیح ہے بیع صورت مذکورہ میں اور وہ سبب غیر مالی ہے تو بیع دین میں اور وہ سبب مالی ہے بطریق اولیٰ ہے۔ (فتح)

٦٤٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

۶۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے سو فرمایا کہ چلو یہود کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم ان کے مدرسے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو پکارا اے یہود کے گروہ! اسلام لاؤ تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ البتہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری یہی مراد ہے اپنے اس قول سے کہ اسلام لاؤ کہ اگر تم اقرار کرو کہ میں نے تم کو اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا تو مجھ سے حرج ساقط ہو پھر دوسری بار یہ کلمہ کہا تو انہوں نے کہا کہ البتہ تم نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا اے ابوالقاسم! پھر تیسری بار کہا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو وطن سے نکالوں سو جو شخص کہ تم لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان رکھو کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: شاید یہ یہود کا گروہ خیبر کے یہودیوں سے تھا مدینے میں رہتے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکال دیا اور مرتے وقت وصیت کی کہ عرب کے ٹاپو سے مشرکوں کو نکال دیا جائے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود کو شام کے ملک کی طرف جلا وطن کیا اور یہ جو کہا کہ زمین تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یعنی بے شک اس میں حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچانے والے ہیں۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

نہیں جائز ہے نکاح مکرہ کا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو زنا پر جب کہ ارادہ کریں زنا سے بچنے کا

فائدہ: اور حکمت بیچ قید تحصن کے یہ ہے کہ اکراہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ ارادے عفت کے اس واسطے کہ جو اطاعت کرے اس کا نام مکرہ نہیں رکھا جاتا اور کہا بعضوں نے کہ مناسبت آیت کی ترجمہ سے مشکل ہے اور جائز ہے کہ اشارہ کیا ہو اس طرف کہ مستفاد ہوتا ہے مطلوب ترجمہ کا بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جب منع کیا اکراہ سے اس چیز میں جو حلال نہیں تو نہی اکراہ سے حلال چیز میں بطریق اولیٰ ہو گی اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ نکاح مکرہ کا باطل ہے اور کہا کوفیوں نے کہ جائز ہے اور کہا انہوں نے کہ اگر زبردستی کیا جائے کوئی مرد اوپر نکاح کرنے کے کسی عورت سے دس ہزار مہر پر اور اس کا مہر مثل ہزار ہو تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور لازم ہوتا ہے اس پر ہزار اور باطل ہوتا ہے زائد سو جب باطل کیا ہے انہوں نے زائد کو ساتھ اکراہ کے تو اصل نکاح بھی اکراہ سے باطل ہو گا اور اگر نکاح سے راضی ہو اور مہر پر مجبور کیا جائے تو مسئلہ اتفاقی ہو گا نکاح صحیح ہو گا اور دخول سے مہر معین لازم ہو گا اور اگر مجبور کیا جائے اوپر نکاح اور وطی کے تو نہ حد مارا جائے اور نہیں لازم ہے اس پر کوئی چیز اور اگر وطی کرے اختیار سے بغیر رضا نکاح کے تو حد مارا جائے۔ (فتح)

٦٤٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

۶۴۳۲۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے نکاح کو برا جانا یعنی اس کا نکاح اس کے باپ نے جبرا کر دیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح باطل کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٤٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ

۶۴۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! حکم طلب کیا جائے عورتوں سے ان کے نکاح میں؟

عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو هُوَ ذَكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يُسْتَأْمَرُ النِّسَآءُ فِيْ أَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِيْ فَتَسْكُتُ قَالَ سُكَاتُهَا إِذْنُهَا.

حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں ، میں نے کہا کہ کنواری سے اجازت مانگی جاتی ہے سو وہ شرماتی ہے اور چپ رہتی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا اس کی اجازت ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں تقویت ہے پہلی حدیث کے مضمون کو اور ارشاد ہے طرف سلامتی کی عقد کے باطل کرنے سے اور نہیں خلاف ہے بیچ صحت جبر کرنے ولی کے چھوٹی نابالغ لڑکی پر یعنی اس کے ولی کو جائز ہے کہ جبراً اس کا عقد کر دے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس میں خلاف ہے **كما تقدم بيانه في النكاح**.

بَابٌ إِذَا أُكْرِهَ حَتّٰى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِيْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَآئِزٌ بِزَعْمِهٖ وَكَذٰلِكَ إِنْ دَبَّرَهٗ.

جب مجبور کیا جائے تا کہ غلام کو ہبہ کرے یا اس کو بیچے تو نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے بعض لوگوں کا کہا اور اگر مشتری اس میں کوئی نذر کرے تو وہ جائز ہے اس کے گمان میں اور اسی طرح اگر مدبر کرے۔

فائدہ: نہیں جائز ہے یعنی یہ ہبہ اور بیع اور غلام باقی ہے اس کے ملک میں اور یہ جو کہا کہ اگر نذر مانے تو جائز ہے یعنی گزرنے والی ہے اس پر اور صحیح ہے بیع جو صادر ہونے والی ہے ساتھ اکراہ کے اور اسی طرح ہبہ بھی اور اس کے گمان میں یعنی اس کے نزدیک اور اسی طرح اگر مدبر کرے یعنی صحیح ہوتا ہے مدبر کرنا کہا ابن بطال نے کہ کوفے والے جمہور کے موافق ہیں کہ بیع مکرہ کی باطل ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ بیع ساتھ اکراہ کے نہیں نقل کرتی ہے ملک کو سو اگر اس کو تسلیم کریں تو باطل ہوگا قول ان کا کہ نذر مشتری کی اور بدر کرنا اس کا منع کرتا ہے اول کے تصرف کو بیچ اس کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل کرنے والا ہے تو پھر انہوں نے کیوں خاص کیا ہے اس کو ساتھ آزاد کرنے اور ہبہ کے سوائے غیر ان دونوں کے تصرفات سے کہا کرمانی نے کہ ذکر کیا ہے مشائخ نے کہ مراد ساتھ قول بخاری رحمہ اللہ کے ان بابوں میں بعض الناس سے حنفیہ ہیں اور اس کی غرض یہ ہے کہ انہوں نے تناقض کیا ہے اس واسطے کہ اگر بیع اکراہ کی نقل کرنے والی ہے ملک کی طرف مشتری کی تو صحیح ہوں گے سب تصرفات اس کے پس نہ خاص ہوگا تصرف ساتھ نذر اور تدبیر کے اور اگر کہیں کہ وہ ملک کو نقل نہیں کرتی تو نذر اور مدبر کرنا بھی صحیح نہ ہوگا اور اس میں تحکم ہے اور تخصیص بغیر تخصص کے کہا مہلب نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ بیع اور ہبہ اکراہ سے جائز نہیں اور ذکر کیا جاتا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ اگر آزاد کرے اس کو مشتری یا مدبر کرے تو جائز ہے اور اسی طرح موہوب لہ اور شاید اس نے اس کو بیع فاسد پر قیاس کیا ہے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ تصرف مشتری کا بیع فاسد میں نافذ ہے۔ (فتح)

٦٤٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.

۶۴۳۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کون ہے جو اس کو مجھ سے خریدے؟ تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم سے خریدا کہا سو میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ قبطی غلام تھا اول سال میں میرا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اور وجہ رد کی ساتھ اس کے قول مذکور پر یہ ہے کہ جب کہ اس غلام مدبر کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو اس کا مدبر کرنا حماقت اور سفاہت ہوگی اس کے فعل سے سو حضرت ﷺ نے اس کے اس فعل کو اس پر رد کیا اگرچہ ملک اس کی غلام کے واسطے صحیح تھی تو جو اس کو شرائے فاسد سے خریدے اور غلام کا اس کی ملک ہونا صحیح نہ ہو جب اس کو مدبر کرے یا آزاد کرے تو اولیٰ تر ہے کہ اس کے فعل کو رد کیا جائے اس سبب سے کہ اس کی ملک غلام کے واسطے صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابٌ مِنَ الْإِكْرَاهِ ﴿كُرْهًا﴾ وَ ﴿كَرْهًا﴾ وَاحِدٌ

باب ہے اکراہ سے کُرھا اور کَرھا ایک ہے

فائدہ: یعنی منجملہ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ کراہیت اکراہ کے وہ چیز ہے جس کو آیت بغل گیر ہے اور وہ مذکور ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ شان نزول آیت یاایھا الذین آمنوا، الخ کے۔

٦٤٣٥۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا﴾ الْآيَةَ قَالَ كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

۶۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں اے ایمان والو! نہیں حلال ہے تم کو یہ کہ وارث بنو عورتوں کے زبردستی آخر آیت تک، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دستور تھا کہ جب مرد مر جاتا تو اس کے وارث اس کی عورت کے زیادہ حق دار ہوتے اگر ان میں سے بعض چاہتا تو اس سے نکاح کرتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے تو وہ اس کے زیادہ تر حق دار ہوتے اس کے گھر والوں سے سو یہ آیت اس

كَانَ أَوْلِيَآؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَآءُ وْا زَوَّجُهَا وَإِنْ شَآءُ وْا لَمْ يُزَوِّجُهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

بارے میں اُتری کہا مہلب نے اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو کوئی بند رکھے عورت کو اس اُمید پر کہ مر جائے اور اس کا وارث بنے تو یہ اس کے واسطے حلال نہیں ساتھ نص قرآن کے اور نہیں لازم آتا نص سے اس کے نہ حلال ہونے پر یہ کہ نہ صحیح ہو میراث مرد کی اس عورت سے حکم ظاہر میں۔

بَابٌ إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

جب مجبور کی جائے عورت زنا پر تو نہیں ہے اس پر کوئی حد واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو ان کو مجبور کرے یعنی بدکاری پر تو بے شک اللہ تعالیٰ بعد مجبور ہونے ان کے بخشنے والا ہے مہربان۔

فائدہ: یعنی ان عورتوں واسطے اور اشکال کیا گیا ہے معلق کرنا مغفرت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ جو مجبور کی جائے زنا پر وہ گنہگار نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو اکراہ مذکور کم اس چیز سے کہ اعتبار کیا گیا ہے شرعًا سو بہت وقت کم ہوتا ہے اس حد سے جس کے ساتھ معذور رکھی جاتی ہے پس مناسب ہوا متعلق کرنا مغفرت کا کہا بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اکراہ نہیں منافی ہے مؤاخذہ کو میں کہتا ہوں یا ذکر مغفرت اور رحمت کا نہیں مستلزم ہے گناہ کے مقدم ہونے کو جیسا فرمایا: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کہا طیبی نے مستفاد ہوتی ہے اس سے وعید شدید اس کے واسطے جو ان کو مجبور کرے اور بیچ ذکر کرنے رحمت اور مغفرت کے تعریض ہے یعنی باز آؤ اے زبردستی کرنے والو! اس واسطے کہ جب وہ باوجود مجبور ہونے کے ماخوذ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوئی تو پھر تمہارا کیا حال ہوگا اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ آیت میں دلالت ہے اس پر کہ جو عورت زنا پر مجبور کی جائے اس پر کچھ گناہ نہیں پس لازم آتا ہے اس سے کہ نہ واجب ہو اس پر حد۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِيْ عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَّقِيْقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ

حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک غلام مال خلیفے کے غلاموں میں سے ایک لونڈی پر پڑا یعنی زنا کیا اس نے ایک لونڈی سے جو مال خمس غنیمت میں تھی جو متعلق ہوتا ہے ساتھ تصرف امام کے سو اس غلام نے اس لونڈی کو مجبور کیا یہاں تک کہ اس کی بکارت کو توڑا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حد میں کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے اس

يُقِيْمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَآءِ بِقَدْرِ قِيْمَتِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِيْ قَضَآءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

سبب سے کہ اس نے اس سے جبرًا زنا کیا یعنی اس کو پچاس کوڑے مارے اور آدھا سال شہر بدر کیا اس واسطے کہ غلام کی حد آدھی ہے آزاد کی حد سے اور کہا زہری نے کنواری لونڈی میں کہ آزاد مرد اس کی بکارت کو دور کرے قیمت ڈالے منصف ثالث ازالہ بکارت کی لونڈی کنواری سے بقدر اس کی قیمت کے یعنی اس پر جو اس کی بکارت کو دور کرے یعنی لے حاکم زنا کرنے والے سے چٹی اس کی بکارت کی بہ نسبت اس کی قیمت کے یعنی تاوان اس کے نقص اور کمی کا اور وہ تفاوت ہے درمیان ہونے اس کے کنواری اور اس کو کوڑے مارے جائیں یعنی تا کہ نہ وہم کرے کوئی کہ تاوان بے پرواہ کرتا ہے حد سے اور نہیں ہے لونڈی شوہر دیدہ میں اماموں کے حکم میں جرمانہ لیکن مرد پر حد ہے۔

٦٤٣٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ دَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ.

٦٤٣٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت کی ابراہیم علیہ السلام نے ساتھ سارہ کے اور اس کے ساتھ ایک گاؤں میں داخل ہوئے کہ جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیج دے سو وہ سارہ کی طرف اُٹھا یعنی بدکاری کی نیت سے تو سارہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر کہا الٰہی! اگر میں ایمان لائی ہوں تیرا اور تیرے رسول کا یعنی اگر میں تیرے نزدیک مقبول الایمان ہوں تو اس کافر کو مجھ پر قابو نہ دے سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ اپنا پاؤں ہلانے لگا۔

فائدہ: سارہ باوجود اس کے کہ ہر بدی سے معصوم تھیں نہیں ہے ملامت ان پر خلوت میں اس واسطے کہ وہ مجبور تھیں پس اسی طرح اگر کوئی مرد کسی عورت سے زبردستی زنا کرے تو عورت پر حد نہیں اور اگر مرد زنا پر مجبور کیا جائے کہ جمہور

کے نزدیک اس پر بھی حد نہیں اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ نے کہ اس پر حد ہے اس واسطے کہ نہیں منتشر ہوتا ہے مگر ساتھ لذت کے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کہ اس پر حد ہے اگر مجبور کرے اس کو غیر بادشاہ کا وخالفہ صاحباہ۔ (فتح)

بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ.

قسم کھانا مرد کا اپنے ساتھی کے واسطے کہ وہ اس کا بھائی ہے جب کہ اس کو اس کے قتل ہونے کا خوف ہو یا مانند اس کی اور اسی طرح ہر مجبور جو خوف کرے سو بے شک وہ مسلمان اس سے مظالم کو دفع کرے اور لڑے آگے اس کے یعنی اس کی طرف سے اور نہ زائل کرے اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا یہ ہے کہ جو زبردستی کیا جائے قسم پر کہ اگر قسم نہ کھائے تو اس کا بھائی مسلمان قتل ہوگا تو اس پر قسم کا کفارہ نہیں اور کہا کوفیوں نے کہ اس پر قسم کا کفارہ ہے اس واسطے کہ اس کو جائز تھا کہ توریہ کرے سو جب اس نے توریہ چھوڑا تو اس نے قصداً قسم کھائی پس حانث ہوگا اور جواب دیا ہے جمہور نے کہ جب وہ مجبور کیا گیا قسم پر تو اس کی نیت مخالف ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے الاعمال بالنیات۔ (فتح)

فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ

یعنی پھر اگر مظلوم کی طرف سے لڑے تو نہیں ہے اس پر دیت اور نہ قصاص

فائدہ: اگر کوئی کسی مرد کی طرف سے لڑے جس کے قتل ہونے کا اس کو خوف ہو پھر اس کے آگے مارا جائے تو کیا واجب ہے دوسرے پر قصاص یا دیت اس میں اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ اس پر کوئی چیز نہیں واسطے حدیث مذکور کے اس واسطے کہ اس میں ہے ولا یسلمہ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کر اور ایک گروہ نے کہا کہ اس پر قصاص ہے اور یہ قول کوفیوں کا ہے اور ایک گروہ مالکیہ کا اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ اس میں بلانا ہے طرف مدد کی اور نہیں ہے اس میں اجازت قتل کی اور باوجہ قول ابن بطال کا ہے کہ جو قادر ہو اوپر خلاص کرنے ظالم کے متوجہ ہوتا ہے اس پر دفع کرنا ظلم کا ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو پھر جب اس سے ہٹا دے نہ قصد ہو ظالم کے قتل کا صرف قصد اس کا دفع کرنا ہو پھر اگر آئے دفع ظالم پر تو ہوگا خون اس کا معاف اور اس وقت نہیں فرق ہے بیچ دفع کرنے اس کے اپنے نفس سے یا غیر سے۔ (فتح)

وَإِنْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَتَحُلُّ عُقْدَةً أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ

اور اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا اپنا غلام بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا کچھ چیز ہبہ کر یا گرہ کھول یا میں تیرے باپ یا بھائی مسلمان کو قتل کروں گا تو اس کو اس کی گنجائش ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ

وَسِعَهُ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ.

کے کہ مسلمان بھائی ہے مسلمان کا۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ حل عقدہ کے فسخ کرنا ہے اس کا اور مقید کیا ہے بھائی کو ساتھ اسلام کے تا کہ شامل ہو قریب اور بعید کو و سعد ذلك یعنی اس کو گناہ کرنے جائز ہیں تا کہ خلاص کرے اپنے باپ یا بھائی کو اور کہا ابن بطالیہ نے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ جو ڈرایا جائے ساتھ قتل اپنے باپ کے یا قتل بھائی مسلمان کے اگر نہ کرے کوئی چیز گناہوں سے یا اقرار کرے اپنے نفس پر قرض کا جو اس پر نہ ہو یا کوئی چیز کسی کو ہبہ کرے بغیر خوشی دل کے یا کوئی گرہ کھولے یعنی طلاق دے یا آزاد کرے بغیر اختیار کے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ یہ سب گناہ کرے تا کہ اس کا باپ یا بھائی مسلمان قتل سے نجات پائے اور دلیل اس پر وہ حدیثیں ہیں جو اس کے بعد باب میں مذکور ہیں موصول اور معلق۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ إِنْ قِيلَ لَهُ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُولُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِي ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مُحَرَّمٍ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تو شراب پی یا مردار کھا یا میں قتل کروں گا تیرے بیٹے کو یا باپ کو یا قرابتی کو تو اس کو جائز نہیں اس واسطے کہ یہ مضطر نہیں پھر مناقضہ کیا سو کہا کہ اگر اس سے کہا جائے کہ البتہ میں قتل کروں گا تیرے باپ کو یا بیٹے کو یا اس غلام کو یا بیچ ڈال یا دین کا اقرار کر یا ہبہ کا تو لازم ہے اس کو یہ قیاس میں لیکن بہتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور ہر عقد اس میں باطل ہے فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ہر محرم اور غیر اس کے بغیر کتاب اور سنت کے یعنی نہیں کتاب اور سنت میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر فرق کے درمیان دونوں کے۔

فائدہ: یعنی اگر کوئی ظالم کسی مرد کو قتل کرنے کا ارادہ کرے سو مثلا اس مرد کے بیٹے سے کہے کہ اگر تو شراب نہ پیے گا یا مردار نہ کھائے گا تو میں تیرے باپ کو قتل کر ڈالوں گا یا تیرے بیٹے یا قرابتی کو قتل کروں گا تو نہیں گنہگار ہوتا ہے نزدیک جمہور کے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ گنہگار ہوتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مضطر اور یہ جو کہا کہ انہوں نے فرق کیا ہے یعنی مذہب حنفیہ کا قرابتیوں میں برخلاف ان کے مذہب کے ہے اجنبی میں سو اگر کسی مرد سے کہا جائے کہ اس مرد اجنبی کو قتل کر یا یہ چیز بیچ ڈال اور وہ کرے تا کہ اس کو قتل سے بچائے تو لازم ہے اس کو بیع اور اگر یہ اس کو کہا

جائے اس کے قرابتی کے حق میں تو نہیں لازم آتا ہے اس کو جو اس نے عقد کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اصل ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لزوم ہے سب میں واسطے قیاس کے لیکن مستثنیٰ ہے اس سے قرابتی بطور استحسان کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان قرابتی اور اجنبی کے واسطے حدیث مسلم کے ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور مراد ساتھ اس کے برادری اسلام کی ہے نہ نسب کی اسی واسطے شہادت لی ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ یہ میری بہن ہے اور مراد بہن اسلام کی ہے ورنہ نکاح کرنا بہن سے ابراہیم علیہ السلام کے دین میں بھی حرام تھا اور یہ اخوت واجب کرتی ہے بھائی مسلمان کی حمایت کو اور دفع کرنے کو اس سے پس نہ لازم آئے گا اس کو جو عقد کیا اس نے اور نہیں گناہ اس پر اس چیز میں جو کھائے اور پے واسطے دفع کرنے کے اس سے تکلیف کو۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِامْرَأَتِهِ هٰذِهِ أُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کو کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں ہے یعنی بسبب پہنچنے ان کے ساتھ اس کے طرف سلامتی کے اس چیز سے کہ ارادہ کیا تھا اس ظالم نے ان سے یا ان کی بیوی سے۔

وَقَالَ النَّخَعِيُّ إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَإِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.

اور کہا نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب قسم لینے والا ظالم ہو تو معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے اور اگر مظلوم ہو تو معتبر نیت قسم لینے والے کی ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے قول نخعی کا دلالت کرتا ہے کہ معتبر اس کے نزدیک نیت مظلوم کی ہے ہمیشہ اور یہی مذہب ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معتبر نیت قسم کھانے والے کی ہے ہمیشہ اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اگر قسم حاکم کے پاس ہو تو قسم کا اعتبار حاکم کی نیت پر ہے اور وہ راجع ہے طرف نیت صاحب حق کی اور اگر غیر حکم میں ہو تو اعتبار قسم کھانے والے کی نیت کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ قسم لینے والے کا مظلوم ہونا اس صورت میں ہے کہ اس کے واسطے حق ہو کسی مرد کی طرف اور وہ انکار کرے اور اس کا کوئی گواہ نہ ہو پس اس سے قسم لے تو قسم کا اعتبار اسی کی نیت پر ہے یعنی جو وہ نیت کرے اس کے موافق قسم کھائے قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں سو نہیں فائدہ دیتا اس کو اس میں توریہ۔ (فتح)

٦٤٣٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۴۳۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے

عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ.

اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے۔

فائدہ: جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ٹھہرا تو اس پر ظلم کرنا یا اس کو بلا اور مصیبت میں پڑے رہنے دینا اس کی مدد نہ کرنا کسی طرح مناسب نہیں اور یہ جو کہا جو اپنے بھائی مسلمان کی حاجت روائی میں ہو یعنی آدمی ہر دم اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ میرا مطلب پورا کرے اس کو لازم ہے کہ مقدور بھر اپنے بھائی مسلمان کا کام کاج کیا کرے اور اس کے واسطے سعد سفارش کیا کرے اور باقی شرح اس کی مظالم میں گزری۔ (فتح)

٦٤٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ.

۶۴۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو یا مظلوم تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اس کی مدد کروں گا جب کہ وہ مظلوم ہو گا بھلا یہ تو بتلایئے کہ اگر وہ ظالم ہو تو کیونکر اس کی مدد کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک یہی اس کی مددگاری ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر مظلوم ہو تو اس کا حق اس کو دلوا اور اگر ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحِيَلِ کتاب ہے بیچ بیان حیلوں کے
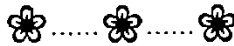
فائدہ: حیلہ اس کو کہتے ہیں کہ پہنچا جائے ساتھ اس کے طرف مقصود کی ساتھ طریق خفی کے اور وہ علماء کے نزدیک کئی قسم پر ہے سو اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طریق ابطال حق کی یا اثبات باطل کی تو وہ حرام ہے یا طرف اثبات حق کی یا باطل کی تو وہ واجب ہے یا مستحب ہے اور اگر پہنچے ساتھ اس کے طریق مباح سے طرف سلامتی کی واقع ہونے سے مکروہ میں تو وہ مستحب ہے یا مباح ہے یا طرف ترک مندوب کی تو وہ مکروہ ہے اور البتہ واقع ہوا ہے اختلاف درمیان اماموں کے قسم اول میں کہ کیا صحیح ہے مطلق اور نافذ ہوتی ہے ظاہر اور باطن میں یا باطل ہے مطلق یا صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے واسطے دلیلیں بہت ہیں منجملہ اُن کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾ اور عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے ضعیف کے حق میں جس نے زنا کیا تھا اور منجملہ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ اور حیلوں میں جگہ نکلنے کی ہے تنگی کے مقاموں سے اور اسی قبیل سے ہے مشروع ہونا انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کا اس واسطے کہ اس میں خلاصی ہے حانث ہونے سے اور اسی طرح سب شرطیں اس واسطے کہ ان میں سلامتی ہے واقع ہونے سے حرج میں اور منجملہ ان کے ہے حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ بیچ مائل کھجور کو درہموں سے پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے اور جو اس کو باطل کہتا ہے اس کی دلیل قصہ اصحاب سبت کا ہے اور یہودیوں کا چربی کو پگھلا کر بیچنا اور اس کی قیمت کھانا اور حدیث لعن محلل اور محلل لہ کی اور اصل اختلاف علماء کا اس بات میں ہے کہ کیا معتبر عقود کے لفظوں میں ان کے لفظ ہیں یا ان کے معنی سو جو اول کے ساتھ قائل ہے اس نے حیلوں کو جائز رکھا ہے پھر اختلاف ہے بعضوں نے تو کہا کہ ظاہر باطن نافذ ہوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ ظاہر نافذ ہوتے ہیں نہ باطن اور جو دوسرے ان کے معنوں کے ساتھ قائل ہے وہ ان کو باطل کہتا ہے اور نہیں جائز رکھتا ہے اس سے مگر اس چیز کو جس میں لفظ معنی کے موافق ہو جس پر قرائن حالی دلالت کریں اور البتہ مشہور ہوا ہے کہ حنفیہ حیلوں کے ساتھ قائل ہیں اس واسطے کہ ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ نے اس میں کتاب لکھی ہے لیکن معروف ان کی بہت اماموں سے تقیید عمل کرنے کی ساتھ ان کی ہے بقصد حق کے اور کہا صاحب محیط نے کہ اصل حیلوں میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾ یعنی پکڑ اپنے ہاتھ میں چھڑیوں کا مٹھا اور قسم میں جھوٹا نہ ہو اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اگر ہو واسطے بھاگنے کے حرام سے اور دور

ہونے کے گناہوں سے تو خوب ہے اور اگر کسی مسلمان کے حق باطل کرنے کے واسطے ہو تو وہ بہتر نہیں بلکہ وہ گناہ اور تعدی ہے۔ (فتح)

بَابٌ فِي تَرْكِ الْحِيَلِ — باب ہے بیچ ترک کرنے حیلوں کے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترک کو ترجمہ میں تاکہ نہ وہم پیدا ہو یعنی پہلے ترجمہ سے جائز ہونا حیلوں کا، میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے اس نے حیلے کو مطلق چھوڑا ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ حیلوں سے بعض حیلہ جائز ہے پس نہ ترک کیا جائے مطلق۔ (مطلق)

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فِي الْأَيْمَانِ وَغَيْرِهَا — اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی قسموں وغیرہ میں

فائدہ: یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت ہے نہ حدیث سے کہا ابن منیر نے کہ گنجائش اور فراخی کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ استنباط کے اور مشہور نزدیک اماموں کے حمل کرنا حدیث کا ہے عبادات پر سو حمل کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبادات اور معاملات دونوں پر اور تابع ہوا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے سو اگر فاسد ہو لفظ اور صحیح ہو قصد تو لغو کیا جائے لفظ اور عمل کیا جائے ساتھ قصد کے تصحیح میں یا ابطال میں کہا اور استدلال کرنا اس حدیث سے اوپر سد ذرائع کے اور باطل کرنے حیلوں کے قوی دلائل سے ہے اور وجہ تعمیم کی یہ ہے کہ محذوف مقدر اعتبار ہے سو معنی اعتبار کے عبادات میں کافی ہونا ان کا ہے اور بیان مراتب ان کے کا اور معاملات میں اور اسی طرح قسمیں رد کرنا طرف قصد کی اور گزر چکا ہے اول کتاب میں تصریح کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ داخل ہونے سب احکام کے اس حدیث میں۔

٦٤٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ هَاجَرَ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوْ

٦٤٣٩۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل بغیر نیت کے ٹھیک نہیں سو جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہو چکی ہے یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی

امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ. یعنی دنیا اور عورت۔

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نیت کرے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وارد ہوتا ہے اس پر جو غیر کی طرف سے حج کی نیت کرے اور خود حج نہ کیا ہو اس واسطے کہ وہ خود اس کی طرف سے صحیح ہوتا ہے اور فرض اس کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے ساتھ اس حج کے نزدیک شافعی رحمہ اللہ علیہ اور احمد رحمہ اللہ علیہ اور اسحاق رحمہ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمہ اللہ علیہ کے اور کہا باقی لوگوں نے کہ صحیح ہوتا ہے غیر کی طرف سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے حج فرض اس کے سر سے اس واسطے کہ اس نے نیت کی اور دلیل پہلے قول کے قصہ شبرمہ کا ہے کہ فرمایا اول اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کر اور جواب دیا ہے انہوں نے کہ حج مستثنیٰ ہے باقی عبادات سے اسی واسطے حج فاسد میں گزرنے کا حکم ہے نہ اس کے قیر میں اور مستثنیٰ ہے عموم حدیث سے وہ چیز جو حاصل ہو فضل الٰہی کی جہت سے ساتھ قصد کے بغیر عمل کے جیسے کہ بیمار کے واسطے اجر حاصل ہوتا ہے اس کی بیماری کے سبب سے صبر پر واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے ساتھ اس کے اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے وہ شخص جس کے واسطے کوئی درد ہو اور وہ بیماری کے سبب اس کے کرنے سے عاجز ہو کہ اس کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اگرچہ اس کو عمل نہ کرے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حیلوں کے اور جو قائل ہے ساتھ عمل کرنے ان کے کے اس واسطے کہ مرجع دونوں فریق کا عامل کی نیت کی طرف سے ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس میں مثلاً مظلوم کی خلاصی ہو تو وہ حیلہ درست ہے اور اگر اس میں حق کا فوت ہونا ہو تو وہ مذموم ہے اور شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسا حیلہ مکروہ ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ مکروہ تنزیہی ہے اور اکثر محققین نے کہا کہ وہ مکروہ تحریمی ہے اور گنہگار ہوتا ہے نیت سے اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ہر مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جو نیت کرے ساتھ عقد نکاح کی تحلیل کی وہ محلل ہو گا اور داخل ہو گا وعید لعنت میں اور نہیں خلاص کرتی ہے اس کو صورت نکاح کی اور ہر چیز جس کے ساتھ قصد کیا جائے سرانجام دینا اس چیز کا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی یا برعکس تو وہ گناہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں صحیح ہے عبادت کافر سے اور نہ دیوانے سے اس واسطے کہ وہ اہل عبادت سے نہیں اور اوپر ساقط ہونے قصاص کے شبہ عمد میں اس واسطے کہ اس کا قصد قتل کا نہیں ہوتا اور اوپر نہ مؤاخذہ مخطی اور ناسی اور مکرہ کے طلاق اور عتاق میں اور جو دونوں کی مانند ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور بعضوں نے اس کو برعکس کیا ہے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث مسلم کے کہ قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہے اور حمل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ علیہ نے حاکم پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر سد ذرائع کے اور اعتبار مقاصد کے ساتھ قرائن کے یہ قول مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر مسبوق ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو اس کو جماعت کا ثواب ملتا ہے یا نہیں اور اگر دن کے درمیان نفلی روزے کی نیت کرے تو اس کو سارے دن کے

روزے کا ثواب ملتا ہے یا جس وقت سے نیت کرے اور اگر جمعہ کا وقت دوسری رکعت کے اول میں خارج ہو جائے تو تو کیا جمعہ کامل کیا جائے یا ظہر کی نماز اور کیا خود بخود پلٹ جاتا ہے یا تجدید نیت کی حاجت ہے اور اگر مسبوق مثلاً اعتدال ثانی کو پائے تو جمعہ کی نیت کرے یا ظہر کی تو ان سب مسئلوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ثواب ملتا ہے اور بعض کہتے ہیں نہیں۔ (فتح)

بَابٌ فِي الصَّلَاةِ

باب ہے بیچ داخل ہونے حیلے کے نماز میں

٦٤٤٠۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ.

۶۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ نماز کسی کی جب کہ بے وضوء ہو یہاں تک کہ وضوء کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزری کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جو اخیر قعدے میں گوز مارے اس کی نماز صحیح ہے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد کو لایا ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس کے کہ حدث نماز کے درمیان میں اس کے واسطے مفسد ہے سو وہ مانند جماع کی ہے حج میں کہ اگر اس کے درمیان عارض ہو تو اس کو فاسد کر دیتا ہے اور اسی طرح اس کے آخر میں اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر طہارت یقینی ، یا حدث یقینی ہو سو جس کی حقیقت ثابت ہو اس کو حیلے سے نفی کرنا اس کو باطل کرتا ہے اور جس کی حقیقت منتفی ہو تو اس کو حیلے سے ثابت کرنا اس کا باطل کرنا ہے اور کہا ابن منیر نے اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کی اس شخص پر جو قائل ہے ساتھ صحیح ہونے نماز اس شخص کی کے جو گوز مارے اخیر قعدے میں اور اس کا گوز مارنا اس کے سلام پھیرنے کی طرح ہے ساتھ اس طرح کے کہ یہ حیلہ ہے واسطے صحیح کرنے نماز کے ساتھ حدث کے اور اس کی تقریر یوں ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بنا کی ہے اس پر کہ نماز سے نکلنا رکن ہے اس کا پس نہیں صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جو اس کو صحیح کہتا ہے اس کی رائے یہ ہے کہ نماز سے نکلنا اس کی ضد ہے پس صحیح ہے ساتھ حدث کے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ضروری ہے تحقیق ہونا اس بات کا کہ سلام رکن داخل ہے نماز میں نہ ضد اس کی اور استدلال کیا ہے اس نے جو اس کے رکن ہونے کا قائل ہو ساتھ اس کے کہ وہ تحریم کے مقابلے میں واقع ہوئی ہے اس حدیث میں تحریمها التكبير وتحليلها التسليم اور جب اس کی پہلی طرف رکن ہے تو اس کی آخری طرف بھی رکن ہو گی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ سلام عبادات کی جنس سے ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اس کے بندوں کے واسطے دعا ہے سو نہ قائم ہو گا حدث فاحش مقام ذکر نیک کے اور صرف حنفیہ ہی نے کہا ہے کہ سلام واجب

ہے، رکن نہیں اور کہا ابن بطال نے اس میں رد ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قول میں کہ جس کا وضوء نماز میں ٹوٹ جائے وہ وضو کر کے اس پر بنا کرے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ از سر نو نماز شروع کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور اس کے بعض طرق میں ہے **لا صلوٰۃ الا بطھور** سو نہیں خالی ہے کہ وہ پھرنے کی حالت میں مصلی ہے یا غیر مصلی سو اگر کہیں کہ وہ نمازی ہے تو رد کیا جائے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **لا صلوٰۃ الا بطھور** اور کہا کرمانی نے وجہ لینے اس کے ترجمہ سے یہ ہے کہ انہوں نے حکم کیا ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے ساتھ حدث کرنے کے جہاں انہوں نے کہا کہ وضوء کر کے بنا کرے اور جہاں انہوں نے حکم کیا ہے ساتھ صحت اس کی کے باوجود عدم نیت کے وضوء میں اس علت سے کہ وضوء عبادت نہیں۔ (فتح)

بَابٌ فِي الزَّكَاةِ وَأَنْ لَّا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَّلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

باب ہے زکوٰۃ میں یعنی بیچ ترک کرنے حیلے کے اس کے ساقط کرنے میں اور یہ کہ نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو اور نہ جمع کیا جائے جدا جدا جانوروں کو واسطے زکوٰۃ کے۔

٦٤٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

۶۴۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے زکوٰۃ کا حکم نامہ لکھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور نہ اکٹھا کیا جائے جدا جدا جانوروں کو اور نہ جدا جدا کیا جائے اکٹھے جانوروں کو واسطے خوف زکوٰۃ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٤٤٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَآءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ إِلَّا أَنْ

۶۴۴۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پراگندہ سر والا اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نمازوں سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں مگر یہ کہ تو کچھ نفل پڑھے پھر اس نے کہا خبر دو مجھ کو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزوں سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ أَخْبِرْنِيْ بِمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ قَالَ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَآئِعَ الْإِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ.

رمضان کے مہینے کے روزے مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے پھر اس نے کہا خبر دو کیا فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ سے؟ کہا سو حضرت ﷺ نے اس کو احکام اسلام کی خبر دی اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو اکرام کیا کہ نہ میں کچھ نفل عبادت کروں گا اور نہ گھٹاؤں گا اس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر یہ سچا ہے بہشت میں داخل ہوگا اگر وہ سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں سو اگر ان کو ہلاک کر ڈالے جان بوجھ کے یا ہبہ کر دے یا کوئی حیلہ کرے اس میں واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو اس پر کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جائز ہے مرد کو سال گزرنے سے پہلے تصرف کرنا اپنے مال میں ساتھ بیع اور ہبہ اور ذبح کے جب کہ نہ نیت ہو بھاگنے کی زکوٰۃ سے اور اجماع ہے اس پر کہ جب سال گزر جائے تو نہیں حلال ہے حیلہ کرنا ساتھ اس کے کہ جدا جدا کرے اکٹھے جانوروں کو یا برعکس کرے پھر اختلاف ہے سو کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک مہینہ کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے تو لازم ہے اس کو زکوٰۃ وقت گزرنے سال کے واسطے قول حضرت ﷺ کے **خشية الصدقة** اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اگر سال گزرنے سے پہلے ایک دن کوئی چیز اپنے مال سے فوت کرے اور اس کی نیت زکوٰۃ سے بھاگنا ہو تو یہ نیت اس کو ضرر نہیں کرتی اس واسطے کہ نہیں لازم ہے اس کو یہ مگر بعد گزرنے سال کے اور **خشية الصدقة** کے معنی اسی وقت اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی سال گزرنے کے بعد، کہا مہلب نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ جو حیلہ کوئی زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے اس کا گناہ اس پر ہے اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے جانوروں کو جمع اور متفرق کرنے سے منع فرمایا تو اس سے یہ معنی سمجھے گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا فرض کسی حیلہ سے ساقط کرے وہ مراد کو نہیں پہنچے گا اور بعض حنفیہ نے کہا کہ یہ جو بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا

ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور کہا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں باطل کرنا فقیروں کے حق کا ہے اور نقل کیا ہے ابو حفص کبیر نے محمد بن حسن سے کہ جو حیلہ کرے ساتھ اس کے مسلمان تا کہ خلاص ہو ساتھ اس کے حرام سے یا پہنچے ساتھ اس کے طرف حلال کی تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر حیلہ کرے تا کہ باطل کرے ساتھ اس کے حق کو یا ثابت کرے ساتھ اس کے باطل کو تو مکروہ تحریمی ہے اور ذکر کیا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس نے مناظرہ کیا محمد سے اس عورت میں جس نے اپنے خاوند کو مجبور کیا جدائی پر اور وہ باز رہا جدائی سے تو اس عورت نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کروایا اس کو اپنے نفس پر قادر کیا کہ وہ ان کے نزدیک اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے بنا بر قول ان کے کہ حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے زنا سے تو میں نے محمد سے کہا کہ زنا نہیں حرام کرتا حلال کو اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور نہیں قیاس کی جاتی ہے چیز اپنی ضد پر تو محمد نے کہا کہ جامع ہے دونوں کو جماع تو میں نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پہلی عورت تعریف کی گئی ساتھ اس کے اور اس نے اپنی شرم گاہ کو بچایا اور دوسری مذمت کی گئی اور اس پر سنگسار کرنا واجب ہوا اور لازم آتا ہے کہ جب تین طلاق والی زنا کرے تو اپنے خاوند کے واسطے حلال ہو جائے اور جس کے پاس چار عورتیں ہوں پھر پانچویں سے زنا کرے تو ایک چار میں سے حرام ہو جائے آخر مناظرہ تک اور شاید ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے رجوع کیا ہے اور یہ جو ترجمہ میں کہا کہ ہلاک کرے تو یہ حیلہ نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ ذبح کرے دو حقوں کو مثلاً اور نفع اٹھائے ان کے گوشت سے پس ساقط ہوگی زکوٰۃ ساتھ حقوں کے اور جوان سے کم ہیں وہ دینے آئیں گے۔ (فتح)

٦٤٤٣۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُوْلُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللّٰهِ لَنْ يَّزَالَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ

٦٤٤٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر ایک کا خزانہ یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ دی ہو گنجا سانپ ہو جائے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں فرمایا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ رہے گا اس کے طلب میں یہاں تک کہ اپنا ہاتھ دراز کر کے اس کے منہ میں ڈالے گا سو سانپ اس کو لقمہ کر لے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونٹوں اور گائیوں اور بکریوں کا مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کو اس پر قیامت کے دن قابو دیا جائے گا سو وہ اپنے پاؤں سے اس کے منہ کو کچل ڈالیں گے اور کہا بعض لوگوں نے اس مرد کے حق میں جس کے پاس اونٹ ہوں سو ڈرے

أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِّثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ إِنْ زَكّٰى إِبِلَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسِتَّةٍ جَازَتْ عَنْهُ.

کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو پھر ان کو بیچ ڈالے ویسے اونٹوں سے یا بکریوں سے یا گائیوں سے یا درہموں سے واسطے بھاگنے کے زکوٰۃ سے ایک دن پہلے حیلہ کر کے تو نہیں ہے اس پر کچھ چیز اور وہ کہتا ہے کہ اگر زکوٰۃ دے اپنے اونٹوں کے سال گزرنے سے پہلے ایک دن یا ایک سال تو جائز ہے۔

فائدہ: یعنی تو اس میں تناقض ہے اور وجہ الزام ان کے تناقض کی یہ ہے کہ جو سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینے کو جائز رکھتا ہے وہ سال گزرنے کی رعایت ہر وجہ سے نہیں کرتا اور جب سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا کفایت کرتا ہے تو چاہیے کہ تصرف کرنا اس میں سال گزرنے سے پہلے نہ ساقط کرنے والا ہو زکوٰۃ کو اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس میں تناقض لازم نہیں آتا اس واسطے کہ وہ نہیں واجب کرتا ہے زکوٰۃ کو مگر ساتھ گزرنے تمام سال کے اور جس نے پہلے زکوٰۃ دی وہ مانند اس شخص کے ہے جس نے دین مؤجل کو حلول اجل سے پہلے ادا کی اور تناقض لازم ہے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو اس واسطے کہ وہ قائل ہے کہ حرمت جمع ہوتی ہے ساتھ فرض کے مثل طواف عاری کی اور اگر نہ مقرر ہو وجوب تو نہ جائز ہو تعجیل سال سے پہلے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اونٹوں کے ساتھ بیچے بیچ سال کے یعنی وہ دے کر روپے اور اونٹ لے لے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بنا پہلے اونٹوں کی سال پر ہے یعنی پہلے اونٹوں کا سال جس وقت سے شروع ہوا ہے وہی معتبر ہوگا واسطے متحد ہونے جنس اور نصاب اور ماخوذ کے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دو قول ہیں اور اگر اونٹوں کے سوائے کسی اور جنس سے بیچے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ از سر نو سال کو شمار کرے واسطے مختلف ہونے نصاب کے اور اگر یہ زکوٰۃ سے بھاگنے کے واسطے کرے تو گنہگار ہوتا ہے اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ان کو درہموں سے بیچے تو بیع کے دن سے چھ مہینے کے بعد درہموں کی زکوٰۃ دے۔ (فتح)

٦٤٤٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ قَالَ اسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهٖ عَنْهَا.

۶۴۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا ایک نذر میں جو اس کی ماں پر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے مر گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی طرف سے نذر ادا کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اس میں حجت ہے کہ زکوٰۃ نہیں ساقط ہوتی حیلہ سے

اور نہ موت سے اس واسطے کہ جب نذر موت سے ساقط نہ ہوئی تو زکوۃ بطریق اولی ساقط نہ ہوگی اس واسطے کہ زکوۃ اس سے زیادہ تر مؤکد ہے اس واسطے کہ جب ولی پر نذر کا ادا کرنا لازم کیا اس کی ماں کی طرف سے تو زکوۃ کا ادا کرنا جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی اشد ہے لازم ہونے میں۔ (فتح)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا وَاحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهِ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب اونٹ بیس کو پہنچیں تو ان میں چار بکریاں زکوۃ دینی آتی ہے پھر اگر ان کو بخش دے سال گزرنے سے پہلے یا بیچ ڈالے واسطے بھاگنے کے زکوۃ سے یا حیلہ کرے واسطے ساقط کرنے زکوۃ کے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز اور اسی طرح اگر ان کو تلف کرے پھر مر جائیں تو نہیں ہے کوئی چیز اس کے مال میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے تنازع بیچ صورت تلف کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوتی ہے زکوۃ مال میں جب کہ واجب ہو ذمہ میں یا جو متعلق ہو ساتھ اس کے حقوق سے اور جو مر گیا اس کے ذمہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہی جس کا وفا کرنا اس کے وارثوں پر واجب ہو اور کلام تو حیلے کے حلال ہونے میں ہے نہ بیچ لازم ہونے زکوۃ کے جب کہ بھاگے، میں کہتا ہوں اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ جب قصد کرے ساتھ بیچنے اس کے بھاگنے کا زکوۃ سے یا اس کے ہبہ کرنے سے حیلہ اوپر ساقط کرنے زکوۃ کے اور جو قصد کرے کہ ان میں رجوع کرے بعد اس کے تو وہ گنہگار ہے ساتھ اس قصد کے لیکن کیا تاثیر کرتا ہے یہ قصد بیچ باقی رکھنے زکوۃ کے اس کے ذمہ میں یا عمل کیا جائے ساتھ اس کے باوجود گناہ کے یہ جگہ ہے اختلاف کے کاٹنے کی کہا کرمانی نے کہ اس باب میں تین فروع ہیں جامع ہے ان کو ایک حکم اور وہ یہ ہے کہ جب دور ہو جائے ملک اس کی اس چیز سے کہ واجب ہے اس میں زکوۃ سال گزرنے سے پہلے تو ساقط ہوتی ہے زکوۃ برابر ہے کہ ہو ساتھ قصد فرار کے زکوۃ سے یا نہ پھر اس کے بعد تشنیع کی کہ جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے مخالفت کی ہے تین حدیثوں کی۔ (فتح)

بَابُ الْحِيلَةِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں حیلہ کرنا

٦٤٤٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ ابْنَةَ

۶۴۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا شغار سے میں نے نافع رحمہ اللہ سے کہا شغار کیا ہے؟ کہا کہ کسی مرد کی لڑکی سے نکاح کرے اور اپنی بیٹی اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے اور نکاح کرے کسی مرد کی بہن سے اور اپنی بہن اس کو نکاح کر دے بغیر مہر کے

الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتَّى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر حیلہ کرے یعنی ساتھ اس شرط کے یہاں تک کہ نکاح کرے شغار پر تو جائز ہے اور شرط باطل ہے اور کہا متعہ میں کہ نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے اور کہا بعضوں نے کہ متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی دونوں میں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ حیلہ شغار میں متصور ہے، مالدار مرد کے حق میں جو کسی محتاج کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے سو باز رہے محتاج یا مہر میں زیادتی کرے تو وہ مالدار اس سے دغا کرے سو اس سے کہے کہ اپنی بیٹی مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں سو رغبت کرے اس میں محتاج واسطے سہولت اس کام کے اوپر اس کے پھر جب اس شرط پر عقد واقع ہو اور اس سے کہا جائے کہ عقد صحیح ہے اور لازم ہے ہر ایک کو مہر مثل تو وہ محتاج پچھتاتا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے قدرت اس کو اوپر مہر مثل کے مالدار کی بیٹی کے واسطے اور حاصل ہوا واسطے مالدار کے مقصود اس کا ساتھ نکاح کرنے کے واسطے سہولت مہر مثل کے اوپر اس کے سو جب اصل سے باطل ہے تو یہ حیلہ بھی باطل ہوگا اور یہ جو کہا ایک جگہ میں فاسد اور دوسری جگہ میں باطل تو یہ بنا بر حنفیہ کے قاعدے کی ہے کہ جو اپنے اصل سے مشروع نہ ہو وہ باطل ہے اور جو اصل سے مشروع ہو اور وصف سے مشروع نہ ہو وہ فاسد ہے پس نکاح مشروع ہے باصلہ اور بضع کا مہر ٹھہرانا اس میں وصف ہے سو مہر فاسد ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا برخلاف متعہ کے کہ جب اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوا تو ہوگیا غیر مشروع باصلہ اور دوسرے بعضھم سے مراد زفر ہے کہ اس نے جائز رکھا ہے نکاح مؤقت کو اور لغو کیا ہے وقت کو اس واسطے کہ وہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا اور رد کیا ہے اس پر علماء نے ساتھ فرق مذکور کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں ہوتا ہے بضع یعنی شرم گاہ مہر نزدیک کسی کے علماء سے اور انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ نکاح منعقد ہوتا ہے ساتھ مہر مثل کے جب کہ اس کی شرطیں پائی جائیں اور مہر نہیں ہے رکن بیچ اس کے سو وہ ایسا ہے جیسا کوئی نکاح کرے بغیر مہر کے پھر ذکر کرے مہر کا پس ذکر بضع کا کالعدم ہے اور یہ محصل اس کا ہے جو ذکر کیا ہے ابو زید وغیرہ حنفیہ نے اور تعقب کیا ہے سمعانی نے سو کہا کہ نہیں ہے شغار مگر وہ نکاح جس میں ہمارا اختلاف ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے اس میں نہی اور نہی چاہتی ہے کہ منہی عنہ فاسد ہو اس واسطے کہ عقد شرعی تو وہی ہے جو شرع کے ساتھ جائز ہو اور جب منع ہوا تو مشروع نہ ہوگا اور معنی کی جہت سے یہ ہے کہ وہ منع کرتا ہے تمام ایجاب کو بضع میں خاوند کے واسطے اور نکاح نہیں منعقد ہوتا ہے مگر ساتھ ایجاب کامل کے اور وجہ ہمارے قول کی کہ منع کرنا ہے یہ ہے کہ

جس چیز نے واجب کیا ہے خاوند کے واسطے نکاح کو اسی چیز نے واجب کیا ہے عورت کے واسطے مہر کو اور جب کہ نہ حاصل ہو کمال ایجاب کا تو نہیں صحیح ہوگا اس واسطے کہ وہ ٹھہرایا گیا ہے عین اس چیز کا کہ واجب کیا ہے اس کو خاوند کے واسطے مہر واسطے عورت کے تو وہ مانند اس شخص کی ہے جس نے ٹھہرایا چیز کو کسی کے واسطے ایک عقد میں پھر ہو بہو اسی چیز کو کسی اور شخص کے واسطے ٹھہرایا سو نہیں کامل ہوگا عقد اول اور رقبہ بضع کا نہیں داخل ہوتا تحت ملک یمین کے تا کہ مہر ہو سکے۔ (فتح)

٦٤٤٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيْلَ لَهٗ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِمُتْعَةِ النِّسَآءِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَآئِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

٦٤٤٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں کے متعہ کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھتے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے متعہ سے جنگ خیبر کے دن اور منع کیا ہے گھریلو گدھوں کے گوشت سے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر متعین حیلہ کرے تو نکاح فاسد ہے یعنی اگر عقد یا نکاح متعہ کا اور فساد نہیں مستلزم ہے باطل ہونے کو واسطے ممکن ہونے اس کی اصلاح کے ساتھ لغو کرنے شرط کے سو حیلہ کرے اس کے صحیح ہونے میں جیسا کہ کہا بیع بیاج زیادتی کے کہ اگر حذف کی جائے اس سے زیادتی تو صحیح ہوتی ہے بیع اور کہا بعضوں نے کہ نکاح جائز ہے اور شرط باطل ہے یعنی اور یہ قول زفر رحمہ اللہ کا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَإِ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا بیعوں میں اور نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

٦٤٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَإِ.

٦٤٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کو تا کہ منع کیا جائے ساتھ اس کے حاجت سے زیادہ گھاس کو۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ مراد وہ مرد ہے کہ اس کے واسطے کنواں ہو اور اس کے گرد گھاس ہو مباح یعنی کسی کی ملک نہ ہو سو ارادہ کرے کہ وہ خاص ہو ساتھ اس کے سو منع کرے حاجت سے زیادہ پانی سے یعنی غیر کے جانوروں کو پانی

پینے سے روکے اور وہ پانی اس کی حاجت سے زیادہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو گھاس کی حاجت ہے اور وہ اس کو منع نہیں کر سکتا اس واسطے کہ وہ اس کی ملک نہیں سو منع کرتا ہے پانی سے تا کہ اس کے واسطے گھاس زیادہ ہو یعنی جب اس نے پانی نہ دیا تو کسی کا جانور وہاں نہ چرے گا تو گھاس اسی کے واسطے رہے گا اس واسطے کہ اونٹ وغیرہ جانور نہیں بے پرواہ ہیں پانی سے بلکہ جب گھاس چریں تو پیاس لگتی ہے اور کنویں کے سوائے اور پانی وہاں سے بعید ہو سو اعراض کرے گا مالک اس گھاس سے تو اس حیلے سے کنویں والے کے واسطے گھاس وافر ہوگا اور اس حدیث میں اور معنی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ایک معنی حدیث کا خاص کیا جاتا ہے اور باقی سے سکوت کیا جاتا ہے اس واسطے کہ ظاہر حدیث کا اختصاص نہی کا ہے ساتھ اس صورت کے جب کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے گھاس کے منع کرنے کا اور بہر حال اگر یہ ارادہ نہ ہو تو نہیں ہے منع کرنے گھاس کے سے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نہ منع کیا جائے حاجت سے زیادہ پانی کسی وجہ سے اس واسطے کہ جب نہ منع کرے بسبب غیر کے تو لائق تر ہے کہ نہ منع کرے بسبب نفس اپنے کے اور یہ جو کہا کہ حاجت سے زیادہ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر حاجت سے زیادہ پانی اس کے پاس نہ ہو تو کنویں والے کو اس سے منع کرنا جائز ہے اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ جو کنواں کہ جنگل میں ہو اس کے کھودنے والے کو جائز ہے کہ خاص ہو ساتھ اس پانی کے جو اس کی حاجت سے زیادہ نہ ہو برخلاف گھاس مباح کے کہ نہیں اختصاص ہے اس کو ساتھ اس کے سو اگر حیلہ کرے کنویں والا اور دعویٰ کرے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں ہے تا کہ اس کے گرد گھاس بڑھے اس واسطے کہ جانوروں کا مالک اس وقت محتاج ہوگا کہ اور پانی کی طرف ان کو لے جائے اس واسطے کہ جانور پیاس کے ساتھ نہیں چر سکتے تو البتہ داخل ہوگا نہی میں اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ کنویں والا دعویٰ کرتا ہے کہ کنویں میں اس کی حاجت سے زیادہ پانی نہیں تا کہ جو گھاس کا محتاج ہو اس کے کنویں کا پانی اس سے خریدے تا کہ اپنے مواشی کو پلائے سو ظاہر ہوگا اس وقت کہ اس نے حیلہ کیا ہے ساتھ انکار کرنے کے اوپر حاصل ہونے بیع کے تا کہ تمام ہو مراد اس کی بیچ لینے قیمت کنویں کے پانی کے اور بڑھانے گھاس کے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ — جو مکروہ ہے نجش سے

فائدہ: مراد کراہت سے کراہت تحریمی ہے اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ اس لفظ کے نہی عن النجش اور اس کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے۔

٦٤٤٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

۶۴۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا نجش سے۔

فائدہ: نجش اس کو کہتے ہیں کہ دو آدمی سودا کرتے ہیں تیسرا آدمی آ کر اس جنس کی زیادہ قیمت لگا دے اور لینے کا ارادہ نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوْعِ وَقَالَ أَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَأَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ آدَمِيًّا لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

جو منع ہے دغا کرنا بیع میں اور کہا ایوب نے دغا بازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے گویا کہ دغا بازی کرتے ہیں آدمی سے اگر کھلم کھلا زیادہ قیمت لیتے بغیر دغا بازی کے تو البتہ آسان تر ہوتا مجھ پر یعنی اس واسطے کہ دین دغا بازی کا نہیں ٹھہرایا گیا۔

فائدہ: اور اسی واسطے فریبی اور دغا باز زیادہ تر دشمن ہیں لوگوں کے نزدیک اس شخص سے جو کھلم کھلا گناہ کرے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب تو سودا کرے تو کہہ لا خلابۃ تو ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بجائے شرط کے یعنی اگر یہ بیع میں دغا ظاہر ہو تو وہ صحیح نہیں تو گویا کہ اس نے کہا کہ بشرط اس کے کہ نہ ہو اس میں فریب کہا مہلب نے کہ نہیں داخل ہے خداع محرم میں ثنا اپنی جنس کی اور اس کی بے حد تعریف کرنی کہ وہ معاف ہے اور نہیں تو ٹتی ہے ساتھ اس کے بیع۔ (فتح)

٦٤٤٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۶۴۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ بیعوں میں اس سے دغا ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کیا کرے تو یوں کہا کر کہ نہیں ہے فریب اور دغا یعنی شرط اس کی کہ نہ ہو اس میں دغا۔

فائدہ: اور تحقیق یہ ہے کہ نہیں لازم آتا گناہ سے عقد میں باطل ہونا اس کا ظاہر حکم میں سو شافعیہ جائز رکھتے ہیں عقود کو ظاہر پر اور کہتے ہیں باوجود اس کے کہ جو حیلہ کرے ساتھ مکر اور فریب کے وہ باطن میں گنہگار ہوتا ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی خلاصی اشکال سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيْمَةِ الْمَرْغُوْبَةِ وَأَنْ لَا يُكَمِّلَ لَهَا صَدَاقَهَا.

جو منع ہے حیا کرنے سے ولی کے واسطے یتیم لڑکی میں جو مرغوب اور محبوب ہے اور یہ کہ نہ پورا دے مہر اس کا

٦٤٥٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ

۶۴۵۰۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا شان نزول اس آیت کا اور اگر تم ڈرو کہ

سَأَلَ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا فَيُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَآئِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

نہ انصاف کرو یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے یعنی سوائے ان کے کہا عائشہ رٹیٹھانے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں سو رغبت کرتا ہے اس کے مال میں اور جمال میں چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے ساتھ کم تر کے اس کے قبیلے کی عورتوں کے معمولی مہر سے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے واسطے مہر کے پورا کرنے میں یعنی تو لوگ اس سے باز آئے پھر اس کے بعد لوگوں نے اس کا حکم حضرت ﷺ سے پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اور پوچھتے ہیں تجھ سے حکم عورتوں کے بارے میں پس ذکر کی حدیث۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے ولی کو یہ کہ نکاح کرے یتیم لڑکی سے ساتھ کم تر کے مہر اس کے سے اور نہ یہ کہ دے اس کو عروض سے وہ چیز جو نہ وفا کرے ساتھ قیمت مہر مثل اس کی کے اور کہا ابوبکر بن طیب نے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں جن کا کوئی ولی نہیں جو تم سے ان کے حق کا مطالبہ کریں اور نہ امن ہو تم کو ترک قیام سے ساتھ حقوق ان کے واسطے عاجز ہونے ان کے اس سے تو نکاح کرو ان عورتوں سے جو قادر ہیں اپنے کام کی تدبیر پر یا جن کے ولی ہیں جو تم کو روکیں ان پر ظلم کرنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهٗ وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيْمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِهِ الْقِيْمَةَ وَفِيْ هٰذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهٰى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيْعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ حَتّٰى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا فَيَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ

جب کوئی کسی کی لونڈی چھین لے پھر گمان کرے کہ وہ مر گئی سو حکم کیا گیا ساتھ قیمت لونڈی مردہ کے پھر اس کے مالک نے اس کو پایا تو وہ مالک کے واسطے ہے اور غاصب کو قیمت پھیر دے اور وہ قیمت اس کی قیمت نہ ہو گی اور کہا بعض لوگوں نے کہ لونڈی غاصب کے واسطے ہے اس واسطے کہ مالک نے اس کی قیمت غاصب سے لے لی ہے اور اس میں حیلہ کرنا ہے اس کے واسطے جو کسی مرد کی لونڈی کی نہایت خواہش رکھے اور اس کا مالک اس کو نہ بیچے سو اس کو اس سے چھین لے پھر یہ حجت کرے کہ وہ مر گئی تا کہ اس کا مالک اس کی قیمت لے سو حلال کرتا ہے

حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ.

غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے مال تم پر حرام ہیں اور ہر دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن۔

فائدہ: نقصی احتمال ہے کہ معلوم ہو یعنی حکم کرے قاضی غاصب پر پھر اس کا مالک اس کو پائے یعنی اطلاع پائے اس پر کہ وہ نہیں مری تو وہ اس کے واسطے ہے یعنی مالک کے واسطے اور نہ ہوگی وہ قیمت اس کی قیمت یعنی واسطے نہ جاری ہونے بیع کے درمیان ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے قیمت لی تھی واسطے نہ ہونے لونڈی کے اور جب عذر دور ہوگا تو واجب ہوگا رجوع کرنا طرف اصل کی اور یہی حکم ہے اور مال کا کھانے کی چیز ہو یا کوئی غیر اور دعویٰ کرے کہ وہ فاسد ہوگئی اور یہی حکم ہے حیوان ماکول اللحم کا سو اس کو ذبح کر کے کھا لے اور یہ جو کہا کہ حلال کرے غاصب کے واسطے غیر کی لونڈی کو یعنی اور اسی طرح مال غیر کا کہا ابن بطال نے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں جمہور کی مخالفت کی ہے سو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں جمع ہوتی ہے چیز اور بدل اس کا ایک شخص کی ملک میں اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں حلال ہے مال مسلمان کا مگر اس کے دل کی خوشی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واجب ہوئی تھی قیمت بنا بر صدق دعویٰ غاصب کے کہ لونڈی مر گئی سو جب ظاہر ہو گیا کہ وہ زندہ ہے مری نہیں تو وہ باقی ہے مالک کی ملک میں اس واسطے کہ نہیں جاری ہوا دونوں کے درمیان عقد صحیح سو واجب ہوا کہ مالک کی طرف پھیری جائے اور فرق کیا ہے انہوں نے درمیان ثمن اور قیمت کے بایں طور کے کہ ثمن وہ ہے جو ہو بیچ مقابلے اس چیز کے جو قائم ہو اور قیمت وہ ہے جو ہلاک ہوئی چیز کی ہو اور اسی طرح بیع فاسد میں اور فرق درمیان غصب اور بیع فاسد کی یہ ہے کہ بائع راضی ہوا ہے ساتھ لینے قیمت کے عوض اپنی جنس کے اور اجازت دی ہے مشتری کو ساتھ تصرف کرنے کے بیچ اس کے سو اصلاح اس بیع کی یہ ہے کہ جنس کی قیمت لے اگر فوت ہوئی اور غاصب کو مالک نے اجازت نہیں دی سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے کہ غاصب خواہ مخواہ اس کا مالک بنے مگر یہ کہ مالک اس کی قیمت کے ساتھ راضی ہو میں کہتا ہوں اور محل پہلی صورت کا نزدیک حنفیہ کے یہ ہے کہ دعویٰ کرے حق دار غاصب پر ساتھ لونڈی کے تو غاصب جواب دے کہ وہ مر گئی سو اس کو سچا جانے یا جھوٹا جانے سو غاصب گواہ قائم کرے یا اس سے قسم طلب کرے اور وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس وقت وہ غاصب پر قیمت کا مستحق ہوگا واسطے راضی ہونے مدعی کے ساتھ مبادلہ کے اس قدر پر جہاں اس نے دعویٰ کیا ہے اور بہرحال اگر قیمت لے ساتھ قول غاصب کے باوجود قسم اس کی کے کہ وہ مر گئی تو مدعی کو اس وقت اختیار ہے جب کہ غاصب کا جھوٹ ظاہر ہو چکا ہے بدستور رہے بدلے پر اور چاہے لونڈی کو پھیر لے اور اس کی قیمت اس کو پھیر دے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ مالک ہوا ہے مغصوب کا بدل کا رقبے اور بدن سے سو دور ہوئی ملک اس کی مبدل سے اس واسطے کہ وہ نقل

کے قابل ہے پس نہیں واقع ہوا ہے حکم واسطے تعدی محض کے بلکہ واسطے ضمان مشروط کے اگر چہ پیدا ہوا ہے اس سے خارج ہونا لونڈی کا مالک کی ملک سے ساتھ حیلے کے اور اگر چہ مرتب ہوا ہے گناہ غاصب پر ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ نہیں منافی ہے عقد کے صحیح ہونے کو۔ (فتح)

٦٤٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهٖ.

۶۴۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر دغا باز کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن کہ اس کے ساتھ وہ پہچانا جائے گا۔

فائدہ: اور حجت پکڑنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث کے ظاہر ہے اس واسطے کہ دعویٰ غاصب کا کہ وہ مرگئی خیانت ہے اور دغا ہے بھائی مسلمان کے حق میں۔

٦٤٥٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِيَ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

۶۴۵۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے اپنی ملکیت کی وکیل کے بیان میں بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے بیگانے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے اور اس کا تعلق اس کے ساتھ نہایت ظاہر ہے واسطے دلالت کرنے اس کے اس پر کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کی اور اس واسطے کہ اس کو اس کے لینے سے منع کیا جب کہ اس کو معلوم ہو کہ وہ نفس الامر میں غیر کا حق ہے اور جدا کیا ہے اس کو پہلے باب سے اس واسطے کہ وہ شامل ہے حکم مذکور کو اور اس کے غیر کو یعنی عام ہے پہلے باب سے وسیاتی شرحه فی الاحکام اور یہ جو فرمایا میں بندہ ہوں یعنی ایک بندوں میں سے بیچ نہ جاننے غیب کے اور یہ جو فرمایا خوش تقریر ہوتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جب زیادہ تقریر کرنے والا ہوگا تو قادر ہوگا کہ حجت میں دوسرے سے غالب تر ہو اور یہ جو فرمایا

کہ میں اس کو دوزخ کا ٹکڑا کاٹ دیتا ہوں یعنی اگر اس نے اس کو لیا باوجود علم اس کے کہ وہ اس پر حرام ہے تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ فِي النِّكَاحِ
باب ہے نکاح میں

فائدہ: عنقریب گزر چکا ہے باب الحيلة في النكاح اور ذکر کیا ہے اس میں شغار اور متعہ کو اور ذکر کی اس جگہ وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ گواہی جھوٹی کے نکاح میں۔

٦٤٥٣۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَلَا الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ إِذَا سَكَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَّمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَیْ زُوْرٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيْجٌ صَحِيْحٌ.

٦٤٥٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا جب تک کہ اس کی اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے سو کسی نے کہا یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے کس طرح بتلائے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جب چپ رہے تو یہی اس کی اجازت ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کنواری عورت سے اجازت نہ لی جائے اور نہ نکاح کیا جائے اور حیلہ کرے کوئی مرد اور دو گواہ جھوٹے قائم کرے کہ بے شک اس نے اس سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور قاضی گواہوں کی گواہی سے اس کا نکاح ثابت کر دے اور خاوند جانتا ہو کہ گواہی جھوٹی ہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ اس سے وطی کرے یعنی نہیں گنہگار ہوتا ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے گواہوں نے جھوٹ کہا اور وہ نکاح صحیح ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٤٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُّزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلٰى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ

٦٤٥٤۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اولاد جعفر سے خوف کیا کہ اس کا ولی اس کا نکاح کر دے اور حالانکہ وہ اس سے راضی نہ تھی اس نے انصاری دو بوڑھوں یعنی عبدالرحمٰن اور مجمع کو کہلا بھیجا کہ نہیں جائز ہے کسی کو میرے نکاح سے کچھ چیز تو دونوں نے کہا کہ تو کچھ خوف نہ کر اس

ابْنِیْ جَارِيَةَ قَالَا فَلَا تَخْشَيْنَ فَإِنَّ خَنسَآءَ بِنْتَ خِذَامٍ أَنْكَحَهَا أَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَالَ سُفْيَانُ وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنْ أَبِيْهِ إِنَّ خَنسَآءَ.

واسطے کہ خنساء خدام کے بیٹے کو اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ راضی نہ تھی تو حضرت ﷺ نے اس کا نکاح رد کیا۔

٦٤٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى تَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا إِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

٦٤٥٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ نکاح کیا جائے بیوہ عورت کا جب تک کہ اس کا حکم نہ لیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے لوگوں نے کہا کہ اس کی اجازت کس طرح ہو؟ فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی جب اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ چپ رہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی مرد حیلہ کرے ساتھ دو جھوٹے گواہوں کے کسی بیوہ عورت کے نکاح پر اس کی اجازت سے یعنی دو جھوٹے گواہ قائم کرے کہ اس نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا ہے اس کی رضا مندی سے اور ثابت کر دے قاضی دونوں گواہوں کی شہادت سے نکاح کرنا اس عورت کا اس مرد سے اور حالانکہ خاوند جعلی جانتا ہو کہ اس نے اس سے کبھی نکاح نہیں کیا تو اس کو اس نکاح میں گنجائش ہے اور اس کو اس کے ساتھ رہنا اور اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ واجب ہے اجازت لینا بیوہ عورت سے اور اصل اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ﴾ یعنی نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب کہ آپس میں راضی ہوں سو اس نے دلالت کی کہ نکاح موقوف ہے زوجین کی رضا مندی پر اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اجازت لینے کے بیوہ عورت سے اور رد کیا نکاح اس عورت کا جو زبردستی نکاح کی گئی بغیر اس کی رضا مندی کے تو حنفیہ کا قول ان سب سے خارج ہے۔ (فتح)

٦٤٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

٦٤٥٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ قُلْتُ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ قَالَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ هَوِيَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيْمَةً أَوْ بِكْرًا فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَآءَ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيْمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِيْ شَهَادَةَ الزُّوْرِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْئُ.

نے فرمایا کہ کنواری عورت سے اجازت لی جائے یعنی نکاح کے وقت ، میں نے کہا کہ کنواری شرماتی ہے وہ کیونکر کہے گی فرمایا کہ اس کی اجازت اس کا چپ رہنا ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی مرد کسی یتیم لڑکی یا کنواری عورت سے رغبت کرے یعنی نکاح کی اور وہ نہ مانے تو وہ حیلہ کرے اور دو جھوٹے گواہ لائے اس پر کہ اس نے اس سے نکاح کیا سو وہ یتیم لڑکی راضی ہوئی اور بالغ ہوئی یعنی اور وہ پہلے نابالغ تھی سو قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کی اور خاوند جعلی جانتا ہو کہ باطل ہے تو حلال ہے اس کو اس سے وطی کرنی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ پہلی صورت کنواری عورت کے حق میں ہے اور دوسری شوہر دیدہ کے حق میں اور تیسری نابالغ لڑکی کے حق میں اور وہ اصل ان تین مسئلوں کا ایک ہے اور وہ یہ کہ حکم حاکم کا جاری ہوتا ہے ظاہر اور باطن میں حلال کرتا ہے حرام کو اور حرام کرتا ہے حلال کو اور فائدہ وارد کرنے ان کے کا مبالغہ کرنا ہے طعن میں اس واسطے کہ اس میں باعث ہوتا ہے خاوند کو تینوں صورتوں میں اوپر دلیر کرنے کے گناہ عظیم پر باوجود علم حرام ہونے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں حلال ہے یہ نکاح نزدیک کسی کے علماء سے اور حکم قاضی کا ظاہر عدالت گواہوں سے ظاہر میں نہیں حلال کرتا خاوند کے واسطے جو حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور اتفاق ہے اس پر کہ نہیں حلال ہے اس کو کھانا غیر کے مال کا ایسی گواہی سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان کھانے مال حرام کے اور وطی فرج حرام کے اور حجت حنفیہ کی یہ ہے کہ اجازت لینا صحت نکاح کے واسطے شرط نہیں اگرچہ واجب ہے اور جب ایسا ہوا تو گویا قاضی نے اس خاوند کا از سر نو نکاح کیا پس صحیح ہوگا اور یہ قول تنہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور حجت اس کی اثر علی رضی اللہ عنہ کا ہے شاهداك زوجاك یعنی تیرے دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا اور مخالفت کی ہے اس کی صاحبین نے اور کہا ابن تین نے کہ کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اگر دو جھوٹے گواہ گواہی دیں طلاق پر اور قاضی طلاق کا حکم کر دے تو عورت حاکم کے حکم سے مطلقہ ہو جاتی ہے اور اس کو اور خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب حاکم کے واسطے نکاح اور طلاق میں ولایت ہے تو اس کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگا اور جب کہ محرم کے نکاح کر دینے اور مال غیر کے نقل کرنے میں ولایت نہیں ہے تو اس کا حکم صرف ظاہر میں نافذ ہوگا نہ باطن میں اور حجت جمہور کی یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فمن قضيت له من حق اخيه شيئا فلا ياخذه اور یہ عام ہے اموال اور شرمگاہوں میں سو اگر حکم حاکم کا پلٹ دیتا چیزوں کی حقیقت کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بطریق اولیٰ ہوتا، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے اور حجت

پکڑی ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جدائی لعان میں واقع ہوتی ہے ساتھ قضا قاضی کے اگرچہ لعان کرنے والا باطن میں جھوٹا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اثر مقدم علی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور وہ موقوف ہے اور جب اصحاب کا اختلاف ہو تو نہیں ہوتا ہے قول بعض کا حجت بغیر مرجح کے اور ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں ثابت ہوئی ہے نص سے اور حاکم کو معلوم نہیں کہ لعان کرنے والا جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَآئِرِ وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ.

جو مکروہ ہے حیلہ کرنا عورت کے سے ساتھ خاوند کے اور سوکنوں کے اور جو اُتارا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیچ اس کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ ترجمہ کے معنی ظاہر ہیں لیکن نہیں بیان کی جو چیز اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ میں کہتا ہوں کہ اس کی مراد میں اختلاف ہے اور جو صحیح میں ہے وہ شہد ہے اور یہی زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ ماریہ رضی اللہ عنہا کے حرام کرنے میں اور صحیح یہ ہے کہ آیت دونوں امر میں اتری۔ (فتح)

٦٤٥٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِيْ أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ قُلْتُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَقُوْلِيْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ وَكَانَ

٦٤٥٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت رکھتے تھے شیرینی سے اور محبت رکھتے تھے شہد سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب عصر کی نماز پڑھتے تو اپنی عورتوں پر گھومتے اور ان سے قریب ہو کر بیٹھتے سو ایک دن عصر کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس کے پاس عادت سے زیادہ ٹھہرے سو میں نے اس کا سبب پوچھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس کی قوم سے ایک عورت نے شہد کی کپی تحفہ بھیجا تھا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا شربت پلایا تو میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور میں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائیں تو تجھ سے قریب ہوں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھائی کہ ایک قسم کی گوند ہے جس میں بو ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے کہیں گے کہ نہیں تو آپ سے کہنا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُّوْجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكِ وَقُوْلِيْهِ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى سَوْدَةَ قُلْتُ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُّ أَنْ أُبَادِرَهُ بِالَّذِيْ قُلْتِ لِيْ وَإِنَّهُ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قُلْتُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِيْ.

کہ یہ بو کیسی ہے؟ اور حضرت ﷺ پر سخت گزرتا تھا یہ کہ آپ سے بو پائی جائے تو بے شک حضرت ﷺ فرمائیں گے کہ مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ اس کی مکھی نے عرفط کو کھایا ہے کہ ایک درخت ہے کہ اس کا پھل بودار ہوتا ہے اور میں بھی یہ کہوں گی اور اے صفیہ! تو بھی یہ کہنا سو جب حضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ کہتی ہے قسم ہے اس کی جس کے سوائے کوئی لائق عبادت کے نہیں البتہ میں قریب تھی کہ آپ کو پکاروں ساتھ اس کے جو تو نے مجھ سے کہا اور حالانکہ حضرت ﷺ دروازے پر تھے تیرے خوف سے سو جب حضرت ﷺ قریب ہوئے تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھائی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس یہ بو کیسی ہے؟ فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کھایا پھر جب مجھ پر داخل ہوئے تو میں نے بھی اسی طرح کہا اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے بھی اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو اس نے آپ سے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو شہد کا شربت نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سبحان اللہ البتہ ہم نے اس کو حضرت ﷺ پر حرام کر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے اس سے کہا چپ رہ۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوا ان بیبیوں کے واسطے یہ کہ کہیں کہ آپ نے مغافیر کھائی اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بطور استفہام کے وارد کیا اس دلیل سے کہ حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا لا اور ارادہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے تعریض کا نہ صریح کذب پس یہ وجہ ہے حیلہ کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ہم حضرت ﷺ کے واسطے حیلہ کریں گی اور اگر محض جھوٹ ہوتا تو اس کو حیلہ نہ کہا جاتا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی شبہ اس

کے صاحب کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

جو مکروہ ہے حیلہ کرنے سے بیچ بھاگنے کے وبا سے

٦٤٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَآءَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَآءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

۶۴۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ میں آئے تو ان کو خبر پہنچی کہ ملک شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اسی زمین میں پڑے جس میں تم ہو تو نہ نکلو واسطے بھاگنے کے اس سے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرغ سے پلٹ آئے اور ابن شہاب سے ہے سالم سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پلٹے تھے۔

٦٤٥٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ أَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَيَأْتِي الْأُخْرٰى فَمَنْ سَمِعَ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا يُقْدِمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجْ فِرَارًا مِّنْهُ.

۶۴۵۹۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا وبا کو سو فرمایا کہ رجز ہے یا فرمایا عذاب ہے کہ عذاب ہوا اس سے بعض امتوں کو پھر اس میں سے کچھ چیز باقی رہی سو ایک بار جاتی ہے اور دوسری بار آتی ہے یعنی وبا سو جو کسی زمین میں سنے تو وہاں نہ جائے اور جو اس زمین میں ہو جہاں وبا پڑے تو نہ نکلے واسطے بھاگنے کے اس سے۔

فائدہ: اور طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً تجارت یا زیارت کے واسطے نکلے اور اس کی

نیت ساتھ اس کے وبا سے بھاگنے کی ہو اور استدلال کیا ہے ابن باقلانی نے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ اصحاب مقدم کرتے تھے خبر واحد کو قیاس پر اس واسطے کہ سب اصحاب نے اتفاق کیا رجوع پر واسطے اعتماد کرنے کے عبدالرحمن کی حدیث پر جو خبر واحد ہے اس کے بعد کہ انہوں نے مشقت اٹھائی چلنے میں مدینے سے شام تک پھر پلٹ آئے اور شام میں داخل نہ ہوئے۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتَّى مَكَثَ عِنْدَهُ سِنِيْنَ وَاحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا فَلَا زَكَاةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فَخَالَفَ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

باب ہے ہبہ اور شفعہ میں یعنی کس طرح داخل ہوتا ہے ان میں حیلہ اکٹھے اور جدا جدا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر ہبہ کرے ہزار درہم یا زیادہ یہاں تک کہ کئی سال اس کے پاس رہیں اور اس میں حیلہ کرے پھر ہبہ کرنے والا اس میں رجوع کرے تو نہیں واجب ہے زکوٰۃ کسی پر دونوں میں سے کہا اور ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہبہ میں اور ساقط کیا زکوٰۃ کو۔

فائدہ: پھر اس میں حیلہ کرے یعنی ساتھ اس طور کے کہ مواطاۃ کرے ساتھ موہوب لہ کے اوپر اس کے ورنہ پس نہیں تمام ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبض کرنے کے اور جب قبض کرے تو اس کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے ہبہ کرنے والے کو رجوع کرنا بیچ اس کے بعد تصرف کے پس نہیں ہے کوئی چارہ موالات سے ساتھ اس کے کہ اس میں تصرف نہ کرے تاکہ تمام ہو حیلہ اور کہا ابن بطال نے کہ جب موہوب ہبہ کو قبض کرے تو وہ اس کا مالک ہے سو جب اس کے پاس اس پر سال گزر جائے تو واجب ہے اس پر زکوٰۃ بیچ اس کے نزدیک تمام علماء کے اور بہر حال اس میں رجوع کرنا پس نہیں جائز۔ ہے نزدیک جمہور کے مگر اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو ہبہ کرے سو اگر رجوع کرے اس میں باپ بعد سال کے تو واجب ہے اس میں زکوٰۃ بیٹے پر، میں کہتا ہوں اور اگر سال سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہوتا ہے رجوع اور از سر نو سال کو شمار کرے اور اگر اس کو زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے واسطے کرے تو زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے اور وہ گنہگار ہوتا ہے باوجود اس کے اور جو حیلہ کرنے کو مطلق باطل کہتا ہے اس کے قول پر اس کا رجوع صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا منع ہے خاص کر جب کہ اس کے ساتھ حیلہ ہو زکوٰۃ کے ساقط کرنے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اس نے خلاف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر حدیث کا اور وہ منع کرنا ہے رجوع کرنے سے ہبہ میں اور کہا ابن تین نے مراد اس کی یہ ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جو والدین کے سوائے ہے اس کے ہبہ میں رجوع کرے اور نہ رجوع کرے باپ اپنے بیٹے کے ہبہ میں اور وہ خلاف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا کہ فرمایا کہ نہیں حلال کسی کو کہ ہبہ کرے کوئی چیز پھر اس میں رجوع

کرے مگر باپ کو اس چیز میں جو اپنے بیٹے کو دے اور جو اپنے ہبہ کی چیز میں رجوع کرے وہ مثل کتے کی ہے کہ قے کر کے چاٹے، میں کہتا ہوں بنا بر اس کے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے اور وہ ابوداؤد میں ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہے موہوب لہ پر جتنی مدت اس کے پاس مال رہا۔ (فتح)

٦٤٦٠ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَآئِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ.

۶۴۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہبہ کی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے جو اپنی قے کو پھر نگل جاتا ہے ہمارے واسطے بری کہاوت نہیں۔

٦٤٦١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى مَا شَدَّدَهٗ فَأَبْطَلَهٗ وَقَالَ إِنِ اشْتَرٰى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَّأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرٰى سَهْمًا مِّنْ مِّائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهٗ فِيْ بَاقِي الدَّارِ وَلَهٗ أَنْ يَّحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ.

۶۴۶۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے شفعہ کو اس چیز میں جو تقسیم نہیں ہوئی اور جب حدیں واقع ہوں اور پھیری جائیں راہیں تو نہیں ہے شفعہ اور کہا بعض لوگوں نے شفعہ جوار یعنی ہمسائے کے واسطے ہے یعنی مشروع ہے شفعہ ہمسائے کے واسطے جیسا کہ مشروع ہے شریک کے واسطے پھر قصد کیا اس نے طرف اس چیز کی جس کو سخت کیا سو اس کو باطل کیا یعنی جس جگہ کہا کہ نہیں شفعہ ہے ہمسائے کے واسطے اس صورت میں اور وہ صورت یہ ہے اور کہا اگر خریدے یعنی ارادہ کرے سارا گھر خریدنے کا سو خوف کرے کہ ہمسایہ شفعہ لے تو خریدے ایک حصہ سو حصے میں سے پھر خریدے باقی کو اور ہمسائے کے واسطے پہلے حصے میں شفعہ تھا سو نہیں شفعہ ہے اس کے واسطے باقی گھر میں اور اس کو جائز ہے کہ اس میں حیلہ کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اصل یہ مسئلہ اس طور سے کہ کسی نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں ایک گھر خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں اور ہمسائے کے شفعہ سے ڈرتا ہوں سو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کے سو حصے مشترکہ سے ایک حصہ خرید کر تو اس کے مالک کا شریک ہو جائے گا پھر اس سے باقی سارا گھر خرید لینا تیرا حق شفعہ مقدم ہوگا ہمسائے

کے شفعہ سے اور پہلے ایک حصہ خریدنے کو اس واسطے کہا کہ ہمسایہ اس کو حقیر جان کر نہ خریدے گا اور یہ مسئلہ حدیث کے مخالف نہیں فقط اس میں الزام ہے تناقض کا کہ وہ ہمسائے کے واسطے شفعہ کے قائل ہیں پھر اس کو اس حیلہ سے ساقط کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ یہ حیلہ ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سخت مکروہ ہے یہ حیلہ کرنا واسطے ساقط کرنے شفعہ کے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو حیلہ کرے شفعہ واجب ہونے سے پہلے اور بہر حال اس کے بعد جیسا کہے شفعہ والے سے کہ لے یہ مال اور شفعہ والے سے مطالبہ نہ کر اور وہ راضی ہو جائے اور مال لے لے تو اس کا شفعہ بالاتفاق باطل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

٦٤٦٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ قَالَ جَآءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى مَنْكِبِيْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلٰى سَعْدٍ فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ أَلَا تَأْمُرُ هٰذَا أَنْ يَّشْتَرِيَ مِنِّيْ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْ دَارِيْ فَقَالَ لَا أَزِيْدُهُ عَلٰى أَرْبَعِ مِائَةٍ إِمَّا مُقَطَّعَةٍ وَإِمَّا مُنَجَّمَةٍ قَالَ أُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهُ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا بِعْتُكَهُ أَوْ قَالَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا قَالَ لٰكِنَّهُ قَالَ لِيْ هٰكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبَ الْبَآئِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِيْ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا يَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ.

۶۴۶۲۔ حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسور آیا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے مونڈھے پر رکھا سو میں اس کے ساتھ سعد کی طرف چلا تو ابو رافع نے مسور سے کہا کہ کیا تو نہیں حکم کرتا اس کو کہ خریدے مجھ سے میرا گھر جو اس کی حویلی میں ہے تو اس نے کہا کہ میں اس کو چار سو سے زیادہ نہیں دوں گا متفرق یا کہا قسطوں سے ابو رافع نے کہا کہ مجھ کو پانچ سو ملتا تھا سو میں نے اس کو نہ لیا اور اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں اس کو تیرے ہاتھ نہ بیچتا یا کہا میں تجھ کو نہ دیتا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر نے یہ نہیں کہا سفیان نے کہا لیکن اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور پہلے قلت کا قائل علی بن مدینی ہے اور کہا بعض لوگوں نے کہ جب ارادہ کرے شفعہ کے بیچنے کا تو اس کو جائز ہے کہ حیلہ کرے تا کہ باطل کرے شفعہ کو سو بائع اپنا گھر مشتری کو ہبہ کر دے اور اس کی حدیں بیان کرے اور وہ گھر اس کو دے دے اور مشتری اس کے عوض اس کو مثلاً ہزار درہم دے تو نہ ہوگا شفیع کے واسطے اس میں شفعہ۔

فائدہ: یعنی اور شرط کرے کہ عوض مذکور مشروط نہ ہو اور اگر ہوتا تو شفعہ والا اس کو قیمت سے لیتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا ہے شفعہ اس صورت میں اس واسطے کہ ہبہ نہیں ہے معاوضہ محض سو مشابہ ہوگا ارث کو اور کہا ابن

تین نے کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کے واسطے حق ٹھہرایا ہے نہیں حلال ہے اس کو باطل کرنا اس کا اور کہا مہلب نے کہ مناسبت ذکر حدیث ابو رافع کی یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے حق میں ٹھہرایا ہے اس کا باطل کرنا کسی کو حلال نہیں نہ حیلے سے نہ غیر اس کے سے۔ (فتح)

٦٤٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ لَمَا أَعْطَيْتُكَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرٰى نَصِيْبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُّبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيْرِ وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ يَمِيْنٌ.

۶۴۶۳۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کا چار سو مثقال قیمت ڈالی تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسائیہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے ہوئے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر گھر کا ایک حصہ خریدے اور چاہے کہ شفعہ کو باطل کرے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو ہبہ کر دے اور نہ ہوگی اس پر قسم۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اگر بڑے کو ہبہ کرے تو واجب ہوگی اس پر قسم سو حیلہ کرے اس کے ساقط کرنے میں کہ چھوٹے نابالغ لڑکے کو ہبہ کر دے کہا ابن بطال نے یہ اس واسطے کہا کہ جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو یہ اس نے مباح کام کیا اور جو ہبہ چھوٹے بیٹے کے واسطے ہو اس کو باپ قبول کرتا ہے اپنے بیٹے کے واسطے اپنے نفس سے اور اشارہ کیا ساتھ قسم کے اس طرف کہ اگر جنبی کو ہبہ کرے تو جائز ہے شفیع کے واسطے کہ اجنبی کو قسم دے کہ کیا یہ ہبہ حقیقی ہے اور وہ جاری ہوا ہے اپنی شروط سے اور چھوٹا قسم نہیں دیا جاتا اور مالکیہ کے نزدیک اس کی طرف سے باپ قسم کھائے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ موہوب چیز میں شفعہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهُ

حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو تحفہ بھیجا جائے

٦٤٦٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَآءَ حَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ

۶۴۶۴۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو قوم بنی سلیم سے زکوۃ تحصیل کرنے پر حاکم کیا ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب وہ آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حساب کیا اس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ أَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ حَتّٰى تَأْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ وَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِّنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهٗ حَتّٰى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِيْ وَسَمِعَ أُذُنِيْ.

تو سچا ہے پھر ہم پر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کی پھر فرمایا حمد اور صلوٰۃ کے بعد سو میں کسی مرد کو تم میں سے حاکم کرتا ہوں عمل پر اس چیز سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر حاکم کیا ہے سو وہ آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ اس کا ہدیہ اس کے پاس آتا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں لے گا تم میں سے کوئی چیز ناحق مگر کہ ملے گا اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا سو میں نہ پہچانوں کسی کو تم میں سے کہ ملے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ اونٹ کو اٹھائے جس کے واسطے آواز ہو یا گائے کو کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کو کہ چلاتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی فرماتے تھے الٰہی! کیا میں نے تیرا حکم پہنچایا میری دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے دونوں کانوں نے سنا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے اس جہت سے ہے کہ مالک ہونا اس کا تحفہ بھیجے چیز کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا واسطے علت ہونے اس کے عامل سو اس نے اعتقاد کیا کہ جو اس کو تحفہ بھیجا گیا ہو صرف اسی اکیلے کا حق ہے سوائے اور حق داروں کے جن کے حقوق میں اس نے عمل کیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے بیان کیا کہ جن حقوق کے سبب سے اس نے عمل کیا ہے وہی سبب ہیں اس کی طرف تحفہ بھیجنے کا اور یہ کہ اگر وہ اپنے گھر میں رہتا تو اس کو کوئی چیز تحفہ نہ بھیجی جاتی سو نہیں حلال ہے اس کے واسطے کہ اس کو حلال جانے مجرد اس بات سے کہ وہ اس کی طرف بطورِ ہدیہ کے پہنچا اس واسطے کہ یہ تو صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ محض اسی کا حق ہو اور کسی کا اس میں حق نہ ہو کہا مہلب نے کہ حیلہ کرنا عامل کا تا کہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے واقع ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ سہولت کرے بعض اس شخص پر جس پر حق ہو پس اسی واسطے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں اور دیکھتا کہ اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں سو اشارہ کیا اس طرف کہ اگر نہ ہوتی اُمید کہ وہ حق سے کچھ چھوڑ دے گا تو اس کو تحفہ نہ بھیجتا سو حضرت ﷺ نے ہدیہ کا لینا واجب کیا اور اس کو مسلمانوں کے مال کے ساتھ جوڑا اور میں نے صریح نہیں دیکھا کہ حضرت ﷺ نے وہ تحفہ اس سے لے لیا ہو کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ تحفہ عامل اور حاکم کے واسطے ہوتا ہے واسطے شکر معروف اس کے یا واسطے محبت کے طرف اس کی یا واسطے اس امید کے کہ کچھ حق میں سے چھوڑ دے گا سو حضرت ﷺ نے اشارہ کیا اس طرف کہ وہ اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی گئی مثل اور مسلمانوں کے ہے اس کو اس میں کچھ زیادتی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اکیلا اور مقدم ہونا ساتھ اس کے غیروں پر اور ظاہر یہ ہے کہ تیسری صورت اگر واقع ہو تو نہیں حلال ہے عامل کے جزما یعنی کچھ حق سے چھوڑ دینا اور جو اس سے پہلے وہ طرف احتمال میں ہے۔ (فتح)

٦٤٦٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرٰى دَارًا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَّحْتَالَ حَتّٰى يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ وَيَنْقُدَهُ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ الْأَلْفَ فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَإِلَّا فَلَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ لِأَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ فَإِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَإِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

٦٤٦٥۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے اپنے لگے مکان کا اور کہا بعض لوگوں نے کہ اگر کوئی بیس ہزار درہم سے گھر خریدنا چاہے تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ حیلہ کرے یعنی واسطے ساقط کرنے شفعہ کے جب کہ خریدے گھر کو بیس ہزار درہم سے اور بائع کو ایک کم دس ہزار درہم دے اور جو بیس ہزار درہم سے باقی ہے یعنی دس ہزار اور ایک درہم اس کے بدلے اس کو دینار دے یعنی بطور بیع صرف کی اس سے یعنی گویا اس نے ایک اشرفی دے کر دس ہزار درہم مول لیا پھر اگر شفیع والا شفعہ کا مطالبہ کرے تو اس کو بیس ہزار درہم سے لے گا اور پوری قیمت اس کو دینی پڑے گی یعنی اگر راضی ہو ساتھ اس قیمت کے جس پر عقد واقع ہوا ورنہ اس کو گھر کی طرف کوئی راہ نہیں یعنی واسطے ساقط ہونے شفعہ کے اس واسطے کہ وہ باز رہا ہے بدل قیمت سے جس پر عقد واقع ہوا اور اگر ظاہر ہو کہ وہ گھر بائع کے سوائے کسی اور کا حق ہے تو رجوع کرے مشتری بائع پر ساتھ اس چیز کے جو اس کو دی یعنی ایک اشرفی اور ایک کم دس ہزار درہم یعنی اس واسطے کہ یہی قدر ہے جو اس نے بائع کو دیا تھا اور نہ رجوع کرے اس پر ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس پر عقد اس واسطے کہ بیع یعنی جو چیز بکی جب مستحق ہوئی واسطے غیر کے یعنی وہ غیر کا حق نکلا تو ٹوٹ گئی بیع صرف جو

واقع ہوئی تھی درمیان بائع اور مشتری کے گھر مذکور میں ساتھ
دینار کے یعنی بیع صرف کہ وہ بیع نقد کی ہے ساتھ نقد کے
باطل ہوئی اس واسطے کہ بیع صرف مبنی تھی اوپر بیع گھر کے اور
گھر کی بیع باطل ہوئی تو جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوا پھر
اگر اس گھر میں کوئی عیب پائے اور نہ ظاہر ہو اس میں حق کسی
کا تو رد کرے اس کو اوپر اس کے بیس ہزار درہم سے یعنی اور
یہ تناقض ہے ظاہر۔

فائدہ: اور اسی واسطے اس کے پیچھے یہ کہا سو جائز رکھا ہے اس دغا بازی کو درمیان مسلمانوں کے اور فرق ان کے نزدیک یہ ہے کہ بیع اول مبنی ہے اوپر خریدنے گھر کے اور وہ بیع ٹوٹ گئی یہ اور لازم آتا ہے نہ قبض کرنا مجلس میں سو نہیں جائز ہے اس کے واسطے گر یہ کہ لے مگر جو اس کو دیا اور وہ درہم اور دینار ہے برخلاف رد کرنے کے ساتھ عیب کے اس واسطے کہ بیع صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فسخ ہوتی ہے مشتری کے اختیار سے اور بہرحال بیع صرف کی سو واقع ہوئی تھی صحیح سو نہیں لازم آتا اس کے فسخ ہونے سے باطل ہونا اس کا کہا ابن بطال نے کہ خاص کیا ہے قدر کو سونے اور چاندی سے ساتھ مثال کے اس واسطے کہ چاندی اور سونے کا کم وبیش بیچنا درست ہے جب کہ دست بدست ہو سو بنا کیا ہے قائل نے اپنے اصل کو اوپر اس کے سو جائز رکھا ہے اس نے بیچنا دس درہموں اور ایک اشرفی کا بدلے گیارہ درہموں کے دس درہم بدلے دس درہم کے اور ایک اشرفی بدلے ایک درہم کے اور اسی واسطے صورت مذکور میں ایک اشرفی کو بدلے دس ہزار درہم کے ٹھہرایا ہے تاکہ بھاری جانے شفعہ والا اس قیمت کو جس پر عقد واقع ہوا ہے سو چھوڑ دے شفعہ کو اور ساقط ہو شفعہ اس کا اور نہیں التفات ہے اس چیز کی طرف کہ نقد دے اس واسطے کہ مشتری نے تجاوز کیا ہے واسطے بائع کے نزدیک عقد کے اور خلاف کیا ہے مالک رحمہ اللہ نے بیچ اس کے سو کہا کہ رعایت اس میں نقد کی ہے جو حاصل ہوا ہے ہاتھ بائع کے ہاتھ میں بیچ اس کے کہ لے شفعہ والا بدلیل اجماع کے اس پر کہ وہ استحقاق اور رد کرنے میں ساتھ عیب کے نہ رجوع کرے مگر ساتھ اس چیز کے جو اس نے دی اور کہا مہلب نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے اس مسئلے کے یہ ہے کہ جب حدیث نے دلالت کی اس پر کہ ہمسایہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ بیع کے غیر اس کے سے واسطے رعایت اس کے حق کے تو لازم ہے کہ ہو حق یہ کہ نرمی کی جائے ساتھ اس کے قیمت میں اور نہ قائم کیا جائے اس پر عروض کو ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور البتہ سمجھا صحابی نے جو حدیث کا راوی ہے اس قدر کو سو مقدم کیا ہمسائے کو عقد میں ساتھ قیمت کے کہ دفع کیا ہے اس کو طرف اس کی اوپر اس کے جس نے دفع کیا ہے طرف اس کی اکثر اس سے بقدر چوتھائی اس کی کے واسطے رعایت جار کے جس کی رعایت کا شارع نے حکم کیا ہے۔ (فتح)

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَأَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے سو جائز رکھا ہے اس نے اس دغابازی کو درمیان مسلمانوں کے۔

فائدہ: یعنی حیلہ کرنا تا کہ واقع کرے شریک شفعہ والے کو بیچ غبن شدید کے اگر لے وہ شفعہ کو یا باطل کرنا اس کے حق کا اگر چھوڑ دے واسطے خوف غبن کے قیمت میں ساتھ زیادتی فاحشہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مسئلہ استحقاق کا جو گزرا تا کہ استدلال کرے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ قصد کرنے والا تھا واسطے حیلہ کے بیچ باطل کرنے شفعہ کے اور اس کی رد بالعیب کے مسئلے کو بیان کیا تا کہ بیان کرے کہ وہ تحکم ہے اور اس کا تقاضا یہ تھا کہ نہ پھیرتا مگر جو اس نے قبض کیا نہ اس سے زائد۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَآءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیع مسلمان کی نہ اس میں کوئی عیب ہے جو واجب کرے رد کو اور نہ کوئی خبث اور نہ کوئی آفت۔

فائدہ: خبثہ یہ ہے کہ ہو بیع غیر طیب جیسے کہ اس قوم سے کہ نہیں حلال ہے قیدی ان کا واسطے عہد و پیمان کے کہ ان کے ساتھ ہوا ہو اور غائلہ یہ ہے کہ کوئی امر پوشیدہ لائے جیسے کہ دغابازی اور دھوکا اور بعضوں نے تفسیر کیا ہے غائلہ کو ساتھ چوری اور باق وغیرہ کے اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو بیوع میں گزری کہ عداء بن خالد نے حضرت ﷺ سے لونڈی یا غلام خریدا اور حضرت ﷺ نے اس کے واسطے ایک نوشتہ لکھا یہ وہ چیز ہے جو خریدی علاء نے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول سے لونڈی یا غلام نہ اس میں کوئی عیب ہے اور نہ دغا اور نہ خبث بیع مسلمان کی ہے ساتھ مسلمان کے اور اس کی سند حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے کہ نہیں جائز ہے حیلہ کرنا بیچ کسی چیز کے مسلمانوں کی بیعوں سے ساتھ صرف مذکور کے اور نہ غیر اس کے، میں کہتا ہوں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر چہ لفظ حدیث کا لفظ خبر کا ہے لیکن اس کے معنی نہی کے ہیں اور اس کے عموم سے لیا جاتا ہے کہ نہیں حلال ہے حیلہ کرنا کسی بیع میں مسلمانوں کی بیعوں سے پس داخل ہوگا اس میں صرف اشرفی کا ساتھ اکثر کے اس کی قیمت سے اور مانند اس کی۔ (فتح)

٦٤٦٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقَبِهِ مَا أَعْطَيْتُكَ.

۶۴۶۶۔ حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے قیمت ٹھہرائی سعد بن مالک سے ایک گھر چار مثقال کو اور کہا اگر میں نے حضرت ﷺ سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ حق دار ہے اپنے لگے مکان کا تو میں تجھ کو نہ دیتا۔

فائدہ: اور اس میں بیان ہے قیمت مذکور کا۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ — کتاب ہے تعبیر کے بیان میں

فائدہ: تعبیر کے معنی ہیں عبور کرنا ان کے ظاہر سے باطن کی طرف یعنی خوابوں کا مطلب بیان کرنا۔

بَابُ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. — پہلے پہل جو شروع کیے گئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے وحی سے نیک خواب ہے۔

فائدہ: رؤیا وہ چیز ہے جس کو آدمی دیکھتا ہے اور کہا بعض علماء نے کہ کبھی آتی ہے رؤیا ساتھ معنی رؤیت کے یعنی آنکھ سے دیکھنا مانند قول اللہ تعالیٰ کی ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ کہا اس نے کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھی عجائب چیزوں سے اور معراج شب بیداری کی حالت میں ہوئی، میں کہتا ہوں کہ یہی ہے معتمد کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوئی جاگتے اور حضرت ﷺ نے سب کچھ انہیں آنکھوں سے دیکھا لیکن بعض نے کہا کہ مراد اس آیت میں رؤیا سے خواب ہے اور اول معتمد ہے اور کہا مازری نے کہ بہت ہوا ہے کلام لوگوں کا بیچ حقیقت خواب کے اور وہ کیا چیز ہے اور مسلمانوں کے سوائے اور لوگوں نے اس میں بہت قیل قال کی ہے منکر وہ اس واسطے کہ انہوں نے قصد کیا ہے وقوف کا اوپر حقائق کے کہ نہیں مدرک ہیں عقل سے اور نہیں قائم ہے اس پر کوئی دلیل اور صحیح وہ چیز ہے جس پر اہل سنت ہیں کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے سونے والے کے دل میں اعتقادات جیسا کہ پیدا کرتا ہے ان کو جاگنے والے کے دل میں پھر جب اس کو پیدا کرے تو ٹھہراتا ہے اس کو علامت اور چیزوں پر جس کو دوسرے حال میں پیدا کرتا ہے اور جو واقع ہوا اس سے اوپر خلاف اعتقاد کے تو اس کی مثال وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے واسطے جاگنے والے کے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ابر کو علامت اوپر بارش کے اور کبھی خلاف ہوتا ہے اور یہ اعتقادات کبھی واقع ہوتے ہیں فرشتے کی حاضری میں سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو خوش لگے یا شیطان کے سامنے سو واقع ہوتی ہے اس کے بعد وہ چیز جو بری لگے اور ضرر کرے اور علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے پھر تمام خوابیں منحصر ہیں دو قسم میں ایک قسم سچی خواب ہے اور وہ پیغمبروں کا خواب ہے اور نیک بندوں کا ان کے تابعداروں سے اور کبھی کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کے واسطے بھی واقع ہوتا ہے اور وہ قسم وہی ہے جو واقع ہوتا ہے بیداری میں موافق اس کے کہ واقع ہوتا ہے خواب میں اور دوسری قسم اُڑتی خوابیں ہیں اور وہ کئی قسم ہیں ایک شیطان کا کھیل ہے تا کہ غمگین ہو خواب دیکھنے والا جیسے دیکھے کہ اس کا سر کاٹا گیا اور

وہ اس کے پیچھے چلتا ہے یا دیکھے کہ وہ کسی خوفناک چیز میں واقع ہوتا ہے اور نہیں پاتا جو اس کو خلاص کرے، دوسری قسم یہ کہ دیکھے کہ کوئی فرشتہ اس کو حکم کرتا ہے کہ مثلا حرام کام کرے اور مانند اس کی جو محال ہے از روئے عقل کے، تیسری یہ کہ بیداری میں اس کے دل میں کوئی خطرہ گزرے یا کسی چیز کی آرزو کرے پھر خواب میں ہو بہو اسی کو دیکھے اور اسی طرح دیکھنا اس چیز کا کہ جاری ہو عادت ساتھ اس کے بیداری میں غالب ہو اس کی مزاج پر اور واقع ہوتا ہے مستقبل سے غالبا اور حال سے بہت اور ماضی سے کم۔ (فتح)

٦٤٦٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح و حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِيْ حِرَآءً فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى خَدِيْجَةَ فَتُزَوِّدُهُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ فِيْهِ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيَ الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيَ

٦٤٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ اول اول جو شروع کیے گئے ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے نیک خواب ہے سونے میں سو نہ دیکھتے تھے کوئی خواب مگر کہ صبح کی روشنی کی طرح ظہور میں آتی یعنی جو خواب دیکھتے سو ٹھیک ہوتی اور حرا پہاڑ کی غار میں آتے اور اس میں بہت راتیں عبادت کرتے اور اس کے واسطے خرچ لیتے پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے اور اتنی اور راتوں کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس وین یا جبریل علیہ السلام حق آیا اور حالانکہ آپ حرا کی غار میں تھے سو اس میں آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پڑھ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ، تو میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو دوسری بار پھر دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں تو اس نے مجھ کو تیسرا بار پھر دبایا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ یعنی سورۂ اقرأ اُتری یعنی پڑھ اپنے رب کا نام جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا بزرگ ہے جس نے قلم کے سبب سے علم دیا سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن پانچوں آیتوں کے

الْجَهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيْجَةُ مَا لِيْ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ لَهُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ أَخُوْ أَبِيْهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْإِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ أَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَأَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا أَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ

ساتھ پلٹے اس حال میں کہ آپ کا دل تڑپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا کہ مجھ کو کمبل اوڑھاؤ کمبل اوڑھاؤ سو لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اوڑھایا یہاں تک کہ آپ کا ڈر دور ہوا سو فرمایا اے خدیجہ! مجھ کو کیا ہے اور اس کو خبر دی اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان پر خوف ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا ہرگز نہیں آپ کو بشارت ہو سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ براوری سے سلوک کرتے ہیں اور سچ بات کہتے ہیں اور بوجھ اُٹھاتے ہیں یعنی محتاجوں کی خبر لیتے ہیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور حق کی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے چلیں یہاں تک کہ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی تھا اور وہ مرد جاہلیت کے زمانے میں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے پہلے نصرانی ہو گیا تھا اور وہ عربی کتاب لکھتا تھا سو لکھتا عربی میں انجیل سے کہ وہ سُریانی زبان میں ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لکھے اور وہ بڑا بوڑھا اندھا ہو گیا تھا سو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن کیا کہتا ہے تو ورقہ نے کہا اے بھتیجے! کیا دیکھتا ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی جو دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا میں زندہ ہوتا جب کہ تیری قوم تجھ کو نکالے گی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں نہیں لایا کبھی کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ لوگوں کو اس سے عداوت ہوئی اور اگر تیرے دن نے مجھ کو پایا تو میں تیری قوی مدد کروں گا پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گیا اور وحی بند

مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُوْدِيَ وَإِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً حَتَّى حَزِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهُ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهُ وَتَقِرُّ نَفْسُهُ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَإِذَا أَوْفٰى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ﴾ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ.

ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سخت غمگین ہوئے، (کہا زہری نے یہ بیچ جملہ اس چیز کے ہے کہ پہنچی ہم کو حضرت ﷺ کی خبر سے اس قصے میں) کہ حضرت ﷺ اس سبب سے کئی بار گئے کہ اپنے آپ کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تا کہ اپنے آپ کو گرائیں تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے سو کہتے اے محمد! بے شک تو اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر ہے تو آپ کی بے قراری کو تسکین ہوتا اور آپ کا جی قرار پکڑتا تو پلٹتے پھر جب وحی کا بند ہونا آپ پر دراز ہوتا تو پھر اسی طرح کرتے سو جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو جبریل علیہ السلام آپ کے واسطے ظاہر ہوتے اور آپ سے اسی طرح کہتے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ الاصباح کے معنی ہیں روشنی سورج کی دن کو اور روشنی چاند کی رات کو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ صبح کی روشنی کی طرح ٹھیک ہوتی سو تشبیہ دی اس کو ساتھ پھٹنے روشنی صبح کے سوائے اس کے غیر کے اس واسطے کہ پیغمبری کے سورج کی ابتدا خوابوں سے ہوئی پھر ہمیشہ یہ روشنی کشادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ پیغمبروں کا آفتاب نکلا سو جس کا باطن نوری تھا وہ تصدیق میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل ہوگا اور جس کا باطن کالا ہو وہ ابوجہل کی طرح ہو اور باقی سب لوگ ان دونوں مرتبوں کے درمیان ہیں اور حرا پہاڑ کی غار کو اس واسطے خاص رکھا تھا کہ اس میں تین عبادتیں حاصل ہوتی تھیں خلوت اور عبادت اور خانے کعبے کو دیکھنا اور حضرت ﷺ اس میں رمضان کے مہینے میں عبادت کیا کرتے تھے اور کفار قریش بھی اسی طرح کرتے تھے جیسے کہ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور انہوں نے حضرت ﷺ سے اس امر میں نزاع نہ کیا اور شاید کہ یہ امور شرع سے ان کے نزدیک باقی تھا اور اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ اس میں کیا عبادت کرتے تھے اور کیا کسی سابق شرع کے موافق عبادت کرتے تھے یا نہیں جمہور کا قول یہ ہے کہ کسی سابق شرع کے طور پر عبادت نہیں کرتے تھے اس واسطے کہ اگر یہ پایا جاتا تو منقول ہوتا اور کیا عبادت کرتے تھے بعض نے کہا کہ عبادت کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی طرف آپ کی انوار معرفت سے اور بعض نے کہا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوتی آپ کو سچی خوابوں سے اور بعض نے کہا کہ فکر ذکر میں مشغول رہتے تھے

اور ترجیح دی ہے ایک قوم نے پہلے قول کو یعنی کسی سابق شرع کے طور پر عبادت کرتے تھے ابراہیم علیہ السلام کی شرح پر یا نوح علیہ السلام کی یا کسی اور پیغمبر کی شرع پر اور ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا سو موافق پڑا یہ رمضان کے مہینے کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور السلام علیکم سنا فرمایا سو میں نے گمان کیا کہ وہ جن سے ہے سو اس نے کہا کہ بشارت ہو اس واسطے کہ سلام خیر ہے پھر دوسرے دن جبریل علیہ السلام کو دیکھا آفتاب پر ایک پر ان کا مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں سو میں اس سے ڈرا، الحدیث اور اس میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ آشنائی ہوئی اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس برس کی تھی مشہور قول پر اور یہ جو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار دبوچا تو اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے واسطے تین بار سختی واقع ہوگی پھر فراخی ہوگی سو اسی طرح ہوا کہ پہلی بار کفار قریش نے آپ کو پہاڑ کے درے میں بند کیا دوسری بار جب کہ نکلے اور کفار نے اُن کو قتل کا وعدہ کیا یہاں تک کہ حبشہ کی طرف بھاگے پھر تیسری بار قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا یہاں تک کہ آپ نے ہجرت کی اور احتمال ہے کہ مناسبت یہ ہو کہ جو دین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں وہ ثقیل ہے باعتبار نیت اور قول اور عمل کے یا بجہت توحید اور احکام اور اخبار غیب کے جو ماضی اور آئندہ آنے والی ہیں اور اشارہ کیا ساتھ تین بار چھوڑ دینے کی طرف حصول تیسیر اور تسہیل اور تخفیف کی دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں آپ پر اور آپ کی امت پر اور یہ جو کہا کہ کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی تو اس سے لی جاتی ہے شدت مفارقت وطن کی نفس پر اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول ورقہ سے سنا تو گھبرائے اور احتمال ہے کہ گھبرانا اس جہت سے ہو کہ آپ ڈرے کہ آپ کی قوم ایمان سے محروم رہی یا دونوں امر کے واسطے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں شک کیا اس کے ثبوت میں یہاں تک کہ ورقہ کی طرف رجوع کیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی اور جب جائز ہے شک کرنا باوجود معائنہ جبریل علیہ السلام کے جو آپ پر اترے تھے تو پھر کیونکر انکار کیا جائے گا اس پر جو شک کرے اس چیز میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تو جواب یہ ہے کہ جاری ہے عادت اللہ تعالیٰ کی ساتھ اس کے کہ جب چاہتا ہے کہ خلق کی طرف کوئی حکم پہنچائے تو پہلے تاسیس کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچی خوابوں کو دیکھنا اس قسم سے تھا سو جب اچانک آپ کے پاس وہ امر آیا جو عادت کے مخالف ہے تو طبع بشریٰ کو اس سے نفرت ہوئی اور اس حالت میں تامل کرنے پر قادر نہ ہوئے اس واسطے کہ پیغمبر طبع بشریٰ کو بالکل دور نہیں کرتی سو نہیں تعجب ہے اس سے کہ گھبرائے اس چیز سے کہ مالوف نہ ہو اور اس سے طبیعت نفرت کرے یہاں تک کہ جب اس سے الفت ہو جائے تو اس پر قائم ہو سو اسی واسطے اپنے اہل کی طرف رجوع جن سے لگاؤ حاصل کرنے کی عادت تھی تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس خوف کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آسان کر دیا پھر ارادہ کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تائید لینے کا ساتھ چلنے کے طرف ورقہ کی واسطے معرفت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صدق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اور معرفت ورقہ کی پھر جب ورقہ کا کلام سنا تو یقین کیا ساتھ حق کے اور اعتراف کیا ساتھ اس کے اور حاصل جواب یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے ثبوت میں شک نہ ہوا تھا بلکہ صرف بشریت کے سبب سے اور عادت مالوف کے مخالف ہونے کے سبب سے طبع کو اس سے کچھ نفرت ہوئی تھی سو وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تسکین اور تسلی دینے سے دور ہوئی پھر زیادہ ثبوت کے واسطے ورقہ سے پوچھا پھر اس کی تائید سے پورا اطمینان ہوا اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو خواب دیکھتے تھے صبح کی روشن کی طرح ٹھیک ہوتی تھی اور یہ جو کہا کہ نیک خوابیں تو ایک روایت میں اس کے بدلے سچی خوابیں آیا ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں بہ نسبت امور آخرت کے پیغمبروں کے حق میں اور بہر حال بہ نسبت امور دنیا کے تو نیک خواب دراصل خاص تر ہیں سو پیغمبروں کی سب خوابیں سچی ہیں اور کبھی نیک ہوتی ہیں اور یہ اکثر ہے اور کبھی نیک نہیں ہوتیں بہ نسبت دنیا کے جیسا کہ واقع ہوا ہے خواب میں جنگ اُحد کے دن اور بہر حال پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کی خوابیں تو ان کے درمیان عموم خصوص ہے اگر ہم تفسیر کریں صادقہ کو ساتھ اس کے کہ وہ تعبیر کی محتاج نہیں اور اگر کہیں کہ صادقہ وہ ہے جو پریشان خوابوں کے سوائے ہے تو صالحہ مطلق خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ — نیکوں کا خواب

فائدہ: اضافت اس میں فاعل کے واسطے ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں کہ دیکھتا ہے اس کو مرد اور شاید کہ جمع کیا ہے اس کو واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ مراد ساتھ رجل کے جنس ہے۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾.

البتہ اللہ تعالیٰ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو خواب مطابق واقع کے، آخر آیت تک

فائدہ: طبری وغیرہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں خواب دیکھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مکے میں داخل ہوئے سر منڈاتے پھر جب حضرت ﷺ نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کی تو اصحاب نے کہا کہ آپ کا خواب کہاں ہے تو یہ آیت اتری ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ سو مراد ساتھ ذلک کے قربانی ذبح کرنا ہے حدیبیہ کے دن اور مراد ساتھ فتح کے فتح خیبر ہے سو اس کے بعد انہوں نے رجوع کیا اور خیبر کو فتح کیا پھر حضرت ﷺ کی خواب کی تصدیق یہ ہوئی کہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور اس آیت میں انشاء اللہ تعالیٰ جو کہو تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اور بعض نے کہا یہ بطورِ تعلیم کے ہے کہ جو آئندہ کوئی کام کرنا چاہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کہے۔

٦٤٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک خواب نیک مرد کی ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالس حصوں میں سے۔

فائدہ: یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو دوسری روایت میں ہے رؤیا المؤمن جزء کہ نہ اس میں حسنہ کی قید ہے اور نہ نیک مرد کی کہا مہلب نے کہ مراد غالب خوابیں ہیں نیکوں کی ورنہ نیک مرد بھی اُڑتی خواب بھی دیکھتا ہے لیکن وہ نادر ہے واسطے کم ہونے قابو شیطان کے اوپر ان کے اور لوگ اس میں تین درجوں پر ہیں ایک پیغمبر لوگ ہیں اور ان کی خوابیں سب سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے اس میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج ہو دوسرے نیک لوگ ہیں اور ان کی غالب خوابیں سچی ہیں اور کبھی واقع ہوتی ہے ان میں وہ چیز جو تعبیر کی محتاج نہیں اور جو لوگ ان کے سوائے ہیں بعض خوابیں ان کی سچی ہوتی ہیں اور بعض پریشان ہوتی ہیں اور وہ لوگ تین قسم پر ہیں ایک مستور ہیں غالب ہے برابر ہونا حال کا ان کے حق میں دوسری قسم فاسق لوگ ہیں اور غالب خوابیں ان کی پریشان ہوتی ہیں اور ان میں سچ کم ہوتا ہے، تیسری قسم کافر لوگ ہیں اور ان کی خوابوں میں سچ نہایت کم ہے اور جو راست گو ہو اس کی خواب بھی سچی ہوتی ہے اور کبھی بعض کافروں سے بھی سچی خواب واقع ہوتی ہے جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھیوں کا خواب تھا اور ان کے بادشاہ کا خواب تھا قاضی نے کہا کہ ایمان دار نیک کا خواب ہے جو پیغمبری کے اجزاء کی طرف منسوب ہوتا ہے اور معنی اس کے صالح ہونے کے مستقیم ہونا اس کا ہے اور انتظام اس کا اور فاسق کا خواب پیغمبری کے اجزاء سے نہیں گنا جاتا اور کافر کا تو خواب بالکل ان میں نہیں گنا جاتا کہا قرطبی نے کہ جو مسلمان نیک سچا ہو وہی ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہے سو اکرام کیا گیا ساتھ ایک نوع کے اس چیز سے کہ اکرام کیا گیا ہے ساتھ اس کے پیغمبروں کو اور وہ اطلاع دینا ہے غیب پر اور جو کافر اور فاسق اور مخلط ہو اس کا حال پیغمبروں کے حال کے مناسب نہیں اگرچہ ان کی خواب کبھی سچی ہوتی ہے جیسا کہ بہت جھوٹا آدمی کبھی سچ کہتا ہے ورنہ نہیں ہے کہ جو غیب کی خبر دے اس کی پیغمبری کے حصوں سے ہو مانند کاہن اور نجومی کی اور قید مرد کے واسطے غالب کی ہے اس کا کوئی مفہوم نہیں اس واسطے کہ عورت نیک کی خواب کا بھی یہی حکم ہے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ہونا خواب کا ایک حصہ پیغمبری سے باوجود اس کے کہ پیغمبری موقوف ہوگئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے تو جواب میں کہا گیا ہے کہ خواب کو پیغمبری کا حصہ کہنا بطور مجاز کے ہے ورنہ حقیقت پیغمبری کا حصہ وہی خواب ہے جو پیغمبر کی خواب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پیغمبری کے

موافق ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ پیغمبری کا حصہ باقی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ حصہ ہے پیغمبری کے علم کا اس واسطے کہ پیغمبری اگر چہ بند ہوگئی ہے لیکن اس کا علم باقی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے تو یہ بات بھاری ہے اگر چہ اس کے ہزار حصے میں ایک حصہ ہے سوممکن ہے کہ کہا جائے کہ لفظ نبوت کا ماخوذ ہے نبا سے اور لغت میں اس کے معنی ہیں اعلام کرنا سو اس کے معنی یہ ہیں کہ خواب خبر صادق ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے اس میں کذب جیسے کہ نبوت سچی ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں جائز ہے اس پر کذب سو مشابہ ہوئی خواب نبوت کو خبر کے سچے ہونے میں کہا مازری نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ نبوت کے اس حدیث میں خبر ساتھ غیب کے نہ غیر اس کا اگر چہ ساتھ اس کے انذار اور تبشیر ہو سو غیب کی خبر دینا ایک ثمرہ نبوت کا ہے اور وہ نہیں ہے مقصود لذاتہ اس واسطے کہ صحیح ہے کہ مبعوث ہو پیغمبر جو مقرر کرے شریعت کو اور بیان کرے احکام کو اگر چہ نہ خبر دی ہو اپنی ساری عمر میں ساتھ غیب کے اور نہیں ہوتا ہے یہ قادح اس کی پیغمبری میں اور نہ باطل کرنے والا واسطے مقصود کے اس سے اور خبر ساتھ غیب کے پیغمبر سے نہیں ہوتی ہے مگر سچی اور نہیں واقع ہوتی ہے مگر حق اور بہر حال خصوص عدد کا سو وہ اس چیز سے ہے کہ اطلاع دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے پیغمبر کو اس واسطے کہ پیغمبر صاحب جانتے ہیں پیغمبری کے حقائق سے جس کو آپ کے سوائے اور کوئی نہیں جانتا کہا ابوبکر بن عربی نے کہ پیغمبری کے حصوں کی حقیقت نہیں جانتا ہے مگر فرشتہ یا پیغمبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قدر کہ ارادہ کیا ہے حضرت ﷺ نے کہ بیان کریں کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے حصوں میں سے فی الجملہ اس واسطے کہ اس میں اطلاع ہے غیب پر ایک وجہ سے اور بہر حال تفصیل نسبت کی سو خاص ہے ساتھ درجہ پیغمبری کے کہا مازری نے نہیں لازم ہے عالم پر یہ کہ پہچانے ہر چیز کو بطور اجمال اور تفصیل کے سو ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے عالم کے حد جو کھڑا ہو نزدیک اس کے سو بعض چیز کی مراد کو مجمل اور مفصل طور سے جانتا ہے اور بعض کو بطورِ اجمال کے جانتا ہے نہ بطورِ تفصیل کے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اور بعض لوگوں نے اس عدد کی مناسبت میں کلام کیا ہے سو بعض نے کہا کہ خوابیں دلالتیں ہیں اور دلالتوں میں بعض جلی ہیں اور بعض خفی سو کم تر عدد میں وہ جلی ہے اور اکثر عدد میں وہ خفی ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ پیغمبری کے واسطے کئی فائدے ہیں دنیاوی اور اُخروی بطورِ خصوص کے اور عموم کے ان میں بعض معلوم ہوتے ہیں اور بعض معلوم نہیں ہوتے اور پیغمبری اور خواب کے درمیان کوئی نسبت نہیں مگر بیچ ہونے اس کے حق سو ہوگا مقام پیغمبری کا بہ نسبت مقام خواب کے بحسب ان اعداد کے راجع طرف درجات پیغمبروں کے سو نسبت اس کی جو ان میں اعلیٰ ہے اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رسالت بھی جمع ہو اکثر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے عدد سے اور بہر حال نسبت اس کی طرف اُن پیغمبروں کی جو رسول نہیں کم تر اس چیز کا ہے جو وارد ہوئی ہے اس سے اور جو اس کے درمیان ہے اور اسی واسطے حدیث میں نبوت کو مطلق بیان کیا ہے اور کسی معین پیغمبر کی پیغمبری کے ساتھ خاص نہیں

کیا اور الہام بھی پیغمبری کا حصہ ہے یا نہیں اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

فائدہ: یعنی مطلق اگرچہ مقید ہے حدیث میں ساتھ نیک خواب کے سو وہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اس میں شیطان کا دخل نہیں اور بہر حال جس میں شیطان کا دخل ہے تو اس کی نسبت اس کی طرف مجازی ہے باوجود اس کے کہ کل بہ نسبت خلق اور تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نسبت خواب کی طرف اللہ تعالیٰ کے واسطے بزرگی کے ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٦٤٦٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ.

۶۴۶۹۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بیان کرے خواب کو مگر عالم پر یا ناصح یعنی خیر خواہ پر اس واسطے کہ عالم حتی الامکان اس کی نیک تاویل کرتا ہے اور بہر حال جو خاص ہو سو راہ دکھلاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کو فائدہ دے اور مدد کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھک تھکا دے تین بار اور پناہ مانگ اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے کہ وہ بے شک اس کو ضرر نہ کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور تین بار تھوکے بائیں طرف اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور کہا ابو عبدالملک نے کہ نسبت کیا گیا پریشان خواب کی طرف شیطان کی واسطے ہونے اس کے اُس کی خواہش اور مراد پر اور کہا ابن باقلانی نے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نیک خواب کو فرشتے کی حاضری میں اور پیدا کرتا ہے پریشان کو شیطان کے سامنے پس اسی واسطے نسبت کی گئی اس کی طرف اور بعض نے کہا اس واسطے اس کی طرف منسوب ہے کہ وہی ہے جو اس کا خیال دل میں ڈالتا ہے اور نہیں ہے اس کے واسطے حقیقت نفس الامر میں۔ (فتح)

٦٤٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا

۶۴۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد

رَأٰی أَحَدُکُمْ رُؤْیَا یُحِبُّهَا فَإِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا وَلْیُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأٰی غَیْرَ ذٰلِكَ مِمَّا یَکْرَهُ فَإِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا یَذْکُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ.

کہے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو نہ ضرر کرے گی۔

فائدہ: نیک خواب کے تین ادب ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور اس کی بشارت لے اور اس کو بیان کرے لیکن اس سے جس سے محبت رکھتا ہو نہ اس سے جس کو برا جانتا ہو اور بری خواب کے چار ادب ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور یہ کہ اپنی بائیں طرف تھوکے تین بار جب کہ خواب سے جاگے اور اس کو بالکل کسی سے ذکر نہ کرے اور ایک روایت میں نماز کا ذکر بھی آیا ہے یعنی جب خواب سے جاگے تو نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ کروٹ بھی بدل ڈالے اور بعض نے کہا کہ آیۃ الکرسی بھی پڑھے کہ شیطان قریب نہیں آتا اور حکمت پناہ مانگنے کی تو واضح ہے اور وہ مشروع ہے نزدیک ہر کام کے جو اس کو برا معلوم ہو اور بہر حال شیطان سے پناہ مانگنا سو واسطے اس چیز کے جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں کہ وہ خواب شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ خیال ڈالتا ہے اس آدمی کے دل میں تا کہ اس کو غمگین کرے اور اس کو ڈرائے اور بہر حال تھوکنا سو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے رد کرنے شیطان کے جو حاضر ہوا ہے بری خواب میں واسطے تحقیر اس کی کے اور استقذار کی اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے بائیں طرف کو اس واسطے کہ وہ محل ہے گندگیوں کا اور مانند اس کی کا اور تین بار تھوکنا تاکید کے واسطے ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ ان تین لفظوں کے نفث اور تفل اور بصق سو بعض نے کہا کہ نفث اور تفل کے ایک معنی ہیں اور نہیں دونوں مگر ساتھ تھوک کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ شرط ہے تفل میں تھوڑی تھوک اور نفث میں نہیں ہوتی اور بعض نے کہا کہ عکس اس کا ہے اور آیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جھاڑ پھونک میں ساتھ سورۂ الحمد کے کہ اس نے اپنی تھوک کو جمع کیا کہا عیاض نے فائدہ تھوکنے کا تبرک لینا ہے ساتھ اس رطوبت کے اور ہوا اور نفث کے واسطے مباشر رقیہ کی جو مقارن ہے واسطے ذکر نیک کے جیسا کہ تبرک لیا جاتا ہے غسالہ اس چیز کے سے جو لکھی جاتی ہے ذکر اور اسماء سے لیکن منتر میں تبرک ہوتا ہے ساتھ رطوبت ذکر کے کما تقدم اور مطلوب اس جگہ ہانکنا اور رد کرنا شیطان کا ہے اور اظہار احتقار اور استقذار اس کے کا اور جامع تینوں لفظوں کو حمل کرنا ہے تفل پر اس واسطے کہ وہ پھونک ہے اس کی تھوک لطیف ہوتی ہے سو باعتبار نفخ کے اس کو نفث کہا جاتا ہے اور باعتبار تھوک کے اس کو بصاق کہا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو ضرر نہیں کرے گی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے جو مذکور ہوا سبب واسطے سلامتی کے مکروہ سے جو مرتب ہوتی ہے خواب پر جیسا کہ ٹھہرایا ہے صدقہ کو سبب نگاہ رکھنے مال

کے کا اور بہر حال نماز سو اس واسطے کہ اس میں توجہ ہے طرف اللہ تعالیٰ کی اور پناہ پکڑنا طرف اس کی اور ساتھ اس کے کامل ہوتی ہے رغبت اور صحیح ہوتی ہے طلب واسطے قریب ہونے نمازی کے اپنے رب سے وقت سجدے کے اور بہر حال کروٹ بدلنا سو واسطے نیک فال کے ہے ساتھ بدلنے اس حال کے جس پر وہ ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے لائق ہے یہ کہ ان سب چیزوں کے ساتھ عمل کیا جائے جن پر حدیث شامل ہے اور اگر بعض چیزوں کو ہی کرے تو کافی ہے بیچ دفع کرنے بدی اس کی کے ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے میں کہتا ہوں کہ نہیں دیکھا میں نے کسی حدیث میں اقتصار کرنا ایک پر ہاں البتہ اشارہ کیا ہے مہلب نے صرف اعوذ پڑھنا کفایت کرتا ہے بیچ دفع کرنے اس کی بدی کے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ پس حاجت ہے ساتھ پناہ مانگنے کے صحیح ہونا توجہ کا اور نہیں کافی ہے گزارنا اعوذ کا زبان پر کہا قرطبی نے مفہم میں کہ نماز ان سب چیزوں کی جامع ہے اور صفت تعوذ کی یہ ہے **اعوذ بما عاذت به ملائكة الله ورسوله من شر رؤياى هذه ان يصيبني فيها ما اكره في ديني ودنياى** اور اگر خواب میں ڈرے تو اس طور سے اعوذ پڑھے **اعوذ بكلمات الله التامات من شر غضبه وعذابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون** اور لیکن سچی خواب اس سے مخصوص اور مستثنیٰ ہے کہ اس میں اعوذ باللہ نہ پڑھے لیکن کروٹ بدلنا اور نماز پڑھنا منع نہیں اور کہا حکیم ترمذی نے کہ سچی خواب حق ہے خبر دیتی ہے حق سے اور وہ بشارت اور انذار اور عتاب ہے تا کہ ہو مددگار اس چیز پر جس کی طرف بلایا گیا اور غالب حال پہلے لوگوں کا خوابیں تھیں لیکن اس امت میں کم ہو گئیں واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ لائے اس کو پیغمبر اس کے اور واسطے کثرت اُن لوگوں کے کہ آپ کی امت میں ہیں صدیقوں اور الہام والوں اور اہل یقین سے سو کفایت کی انہوں نے ساتھ کثرِ الہام اور الہام والوں کے کثرت خوابوں سے جو اول لوگوں میں تھیں اور کہا عیاض نے کہ خواب نیک احتمال ہے کہ راجع ہو طرف حسن ظاہر اس کی کے اور صدق اس کی کے جیسے کہ خواب احتمال رکھتی ہے بدی ظاہر کو یا بری تاویل کو اور بہر حال چھپانا اس کا باوجود اس کے کہ کبھی صادق ہوتی ہے سو چھپائی گئی ہے حکمت اس کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے خوف تعجیل اشتغال خواب دیکھنے والے کے ساتھ مکروہ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ کبھی اس میں دیر ہوتی ہے سو جب نہ خبر دے ساتھ اس کے کسی کو تو دور ہوتی ہے تعجیل ڈر اس کے کی اور باقی رہتا ہے جب کہ نہ تاویل کرے اس کی کوئی درمیان اس طمع کے کہ اس کی تاویل نیک ہو یا اُمید کے کہ وہ پریشان خوابوں سے ہو سو اس میں تسکین ہوتی ہے اس کے دل کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو ذکر نہ کرے اس پر کہ جو خاب کی تعبیر کرے وہی ہوتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہم کو تاثیر ہے نفوس میں اس واسطے کہ تھوکنا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے دور کرتا ہے اس وہم کو جو واقع ہوتا ہے نفس میں خواب سے اور اسی طرح منع کرنا کہ جس کو برا جانے اس سے خواب کو بیان نہ کرے اور حکم کرنا کہ خواب اس سے بیان کرے جس سے محبت رکھتا ہو اور یہ

جو ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شیطان ہی سے ہے تو ظاہر اس کا حصر ہے کہ نیک خواب نہیں شامل ہوتی ہے اس چیز پر جو خواب دیکھنے والے کو بری معلوم ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مقابلہ نیک خواب کا ساتھ پریشان خواب کے اور منسوب کرنے اس کے طرف شیطان کی بنابر اس کے پس اہل تعبیر کے قول میں کہ سچی خواب کبھی ہوتی ہے بشارت اور کبھی انذار نظر ہے اس واسطے کہ انذار غالبًا ہوتا ہے اس چیز میں کہ برا جانتا ہے اس کو دیکھنے والا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ انذار نہیں مستلزم ہے وقوع مکروہ کو اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ یہ قسم خواب یعنی جس میں تہویل اور تخویف اور تحزین ہو وہی مامور ہے کہ اس میں پناہ مانگی جائے یعنی اعوذ پڑھنے کا صرف اسی خواب میں حکم ہے اس واسطے کہ وہ شیطانی خیالات سے ہے سو جب خواب دیکھنے والا اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے صدق دل سے اور کرے جو حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے تھوکنے اور کروٹ بدلنے وغیرہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کے خوف کو دور کر دیتا ہے اور نہیں پہنچتی ہے اس کو کوئی چیز اور بعض نے کہا کہ حدیث اپنے عموم پر ہے اس چیز میں کہ برا جانے اس کو خواب دیکھنے والا شامل ہے اس کو جس میں شیطان کا سبب نہ ہو اور فعل امور مذکورہ کا مانع ہے واقع ہونے سے مکروہ میں جیسے کہ آیا ہے کہ دعا دفع کرتی ہے بلا کو اور صدقہ دفع کرتا ہے بری موت کو اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے لیکن یہ اسباب عادات میں نہ پیدا کرنے والے اور بہر حال وہ چیز کہ دیکھتا ہے اس کو خواب میں کبھی اور اس کو خوش لگتی ہے لیکن نہیں پاتا اس کو بیداری میں اور نہ وہ چیز جو اس پر دلالت کرے تو یہ داخل ہے اور قسم میں اور وہ چیز وہ ہے کہ مشغول ہو اول اس کا ساتھ اس کے سونے سے پہلے پھر حاصل ہوتا ہے سونا تو وہ اس کو اس میں دیکھتا ہے سو یہ قسم نہ نفع دیتی ہے نہ ضرر کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے

فائدہ: باب باندھا ہے ساتھ لفظ حدیث کے اور شاید کہ اس نے حمل کیا ہے دوسری روایت کو جس کا یہ لفظ ہے رؤیا المومن اس حدیث مقید پر جو باب میں ہے۔

٦٤٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا لَقِيْتُهُ بِالْيَمَامَةِ عَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ

٦٤٧١۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے تو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی اور اپنی بائیں طرف تھوکے سو بے شک وہ خواب اس کو ضرر نہ کرے گی اور روایت ہے اس کے باپ سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے

عَنْ شِمَالِهٖ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ وَعَنْ أَبِيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

مثل اس کی۔

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ نیک خواب تو اس واسطے پیغمبری کا ایک حصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے برخلاف اس خواب کے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہو کہ وہ پیغمبری کا ایک حصہ نہیں ہے اور باوجود اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس حدیث کے بعض طریقوں میں ہے کہ ایمان دار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

٦٤٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ. وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۴۷۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے روایت کیا ہے اس کو ثابت وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی بغیر واسطہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے۔

٦٤٧٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے۔

٦٤٧٤- حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

۶۴۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

فائدہ: اس حدیث کے سب طریقوں میں نبوت کا ذکر ہے رسالت کا ذکر کسی طریق میں نہیں ہے اور شاید کہ راز اس میں یہ ہے کہ رسالت زیادہ ہوتی ہے نبوت پر ساتھ پہنچانے احکام کے واسطے مکلفوں کے برخلاف نبوت مجرد کے اس واسطے کہ وہ اطلاع ہے بعض غیبی چیزوں پر اور کبھی بعض پیغمبر اگلے پیغمبر کی شریعت کو برقرار رکھتا ہے لیکن نہیں لاتا ساتھ حکم جدید کے جو ہو مخالف پہلے پیغمبر کے سو لی جاتی ہے اس سے ترجیح اس قول کی کہ جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے سو حضرت ﷺ اس کو کوئی حکم کریں جو ظاہر شرع مقررہ کے مخالف ہو تو نہیں ہوتا ہے وہ حکم مشروع اس کے حق میں اور نہ اس کے غیر کے حق میں تاکہ واجب ہو اس کے حق میں پہنچانا اس کا و سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

باب ہے مبشرات یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے بیان میں

فائدہ: یہ جمع ہے مبشر کی اور وہ بشارت ہے اور البتہ وارد ہوا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ کہ وہ نیک خوابیں ہیں۔

٦٤٧٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.

۶۴۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں باقی رہی نبوت سے کوئی چیز سوائے مبشرات کے یعنی بشارت دینے والی چیزوں کے اصحاب نے کہا اور کیا ہیں مبشرات حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نیک خو ہیں۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے ساتھ لفظ کے جو دلالت کرتا ہے اوپر ماضی کے واسطے تحقیق کرنے وقوع اس کے اور مراد استقبال ہے یعنی باقی رہے گی اور بعض نے کہا کہ وہ اپنے ظاہر پر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں فرمایا اور لام نبوت میں عہد کے واسطے ہے اور مراد نبوت حضرت ﷺ کی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز میری نبوت کے بعد جو میرے ساتھ خاص ہے مگر مبشرات پھر تفسیر کیا اس کو ساتھ نیک خوابوں کے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے کچھ سوائے نیک خوابوں کے اور یہ حدیث تائید کرتی ہے پہلی تاویل کی اور ظاہر استثناء کا یہ ہے کہ خواب نبوت ہے باوجود اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ مراد تشبیہ

دینا ہے خواب کو ساتھ نبوت کے یا اس واسطے کہ حصہ چیز کا نہیں مستلزم ہے ثبوت وصف کو اس کے واسطے جیسے کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہے تو اس کو مؤذن نہیں کہا جاتا اور نہ یہ کہ اس نے اذان دی اگرچہ وہ اذان کا ایک حصہ ہے اور کہا مہلب نے کہ ان کو مبشرات کہنا باعتبار اغلب کے ہے اس واسطے کہ بعض خوابیں ڈرانے والی ہوتی ہیں اور کہا ابن تین نے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میری موت سے وحی کا آنا بند ہو گیا اور نہیں باقی رہی کوئی چیز جس سے آئندہ کا حال معلوم ہو مگر خوابیں اور وارد ہوتا ہے اس پر الہام اس واسطے کہ اس میں خبر دینا ہے آئندہ چیزوں کی اور وہ پیغمبروں کے واسطے بہ نسبت وحی کے مثل خواب کی ہے اور پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں کو بھی ہوتا ہے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوا ہے اور البتہ بہت ولیوں نے غیبی چیزوں سے خبر دی سو جس طرح انہوں نے خبر دی اسی طرح واقع ہوا اور جواب یہ ہے کہ حصر خواب میں اس واسطے ہے کہ وہ شامل ہے عام مسلمانوں کو برخلاف الہام کے کہ وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بعض کے اور باوجود خاص ہونے کے وہ نادر اور نہایت کم ہے سو ذکر خواب کا واسطے شامل ہونے اور کثرت واقع ہونے اس کے کے ہے اور راز اس میں کہ الہام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کم تھا اور آپ کے بعد اس کی کثرت ہوئی غالب ہونا وحی کا ہے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں اور واسطے ارادہ ظاہر کرنے معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو مناسب ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کے سوائے کسی شخص کے واسطے اس سے کوئی چیز واقع نہ ہو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے وحی بند ہو گئی تو واقع ہوا الہام اس کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خاص کیا واسطے امن ہونے کے لبس سے بیچ اس کے اور الہام کے وقوع سے انکار کرنا باوجود کثرت اور شہرت اس کی کے ہے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيْهِ يَا أَبَتِ إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِيْ سَاجِدِيْنَ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى إِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوْبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ

باب ہے بیچ خواب یوسف علیہ السلام کے

جب کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے باپ! میں نے خواب میں دیکھا گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میرے واسطے سجدہ کرتے اللہ تعالیٰ کے اس قول تک تیرا رب جاننے والا ہے حکمت والا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے باپ یہ بیان ہے میری اس پہلی خواب کا البتہ میرے رب نے اس کو سچ کیا اس قول تک اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں۔

قَبْلُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿يَا أَبَتِ هٰذَا تَأْوِيْلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا وَّقَدْ أَحْسَنَ بِيْ إِذْ أَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ أَنْ نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ إِخْوَتِيْ إِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ إِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ﴾. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَاطِرٌ وَالْبَدِيْعُ وَالْمُبْدِعُ وَالْبَارِئُ وَالْخَالِقُ وَاحِدٌ ﴿مِنَ الْبَدْوِ﴾ بَادِيَةٍ.

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ معنی اس کے اس قول کے کہ یہ تعبیر ہے میری خواب کی یعنی جس کا ذکر سورۂ کی ابتدا میں ہو چکا ہے اور وہ تاروں اور چاند اور سورج کا دیکھنا ہے سو جب یوسف علیہ السلام کے ماں باپ اور بھائی مصر میں پہنچے اور وہ بادشاہی کے مرتبے میں تھا تو سب نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یہ ان کی شریعت میں جائز تھا سو ہوئی تعبیر سجدہ کرنے والوں میں اور ہونا اس کا حق سجدے میں اور یہ تعبیر چالیس سال کے بعد واقع ہوئی اور بعض نے کہا اسی سال کے بعد۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّا إِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ

باب ہے بیچ خواب ابراہیم علیہ السلام کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اے بیٹا! میں تجھ کو دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں سو دیکھ تیری کیا رائے ہے؟ تو بولا اے باپ! کر جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔

نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ﴾.

فائدہ: بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو سارہ سے بیٹا دیا تو اس کو قربانی کریں گے سو جب ان کے بیٹا پیدا ہوا تو خواب میں دیکھا کہ اپنی نذر پوری کر اور یہ قصہ شاید ماخوذ ہے بعض اہل کتاب سے اور احمد کے نزدیک ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے مناسک کو دیکھا تو شیطان ان کے سامنے ہوا نزدیک سعی کے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے تو جبریل علیہ السلام ان کو عقبہ کی طرف لے گئے پھر شیطان ان کے سامنے آیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ جاتا رہا اور اسماعیل علیہ السلام پر سفید پیراہن تھا اور وہاں اس کو پیشانی پر لٹایا تو کہا اے باپ! اس کے سوائے میرا کوئی اور پیراہن نہیں جس میں تو مجھ کو دفنا دے سو اس کو اُتار لے تو پیچھے سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچا کیا سو پھر کر نظر کی تو دیکھا کہ ایک سفید دنبہ ہے سینگوں والا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں اس دنبے کے سینگ کعبے کے پرنالے پر لٹکے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دفنائے گئے سو یہ آثار قوی حجت ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ چل کہ ہم قربانی کریں اور ابراہیم علیہ السلام نے رسی اور چھری لی یہاں تک کہ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو کہا اے باپ! تیری قربانی کہاں ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں کہا کہ مجھ کو مضبوط باندھ لے تاکہ میں نہ تڑپوں اور اپنے کپڑوں کو بچانا تاکہ ان پر خون کی چھینٹ نہ پڑے کہ سارہ اس کو دیکھ کر غمگین ہو گی اور میرے حلق پر جلدی چھری چلانا تاکہ تجھ پر آسان ہو سو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کام کیا اور روتے تھے اور چھری ان کے حلق پر چلائی چھری نے کچھ نہ کاٹا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حلق پر تانبے کی تختی ڈالی پھر اس کو پیشانی پر اوندھا لٹایا اور اس کی گردن پر چھری چلائی سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿فَلَمَّا أَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ وَنَادَيۡنَاهُ أَنۡ يَّا إِبۡرَاهِيۡمُ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّؤۡيَا﴾ سو اچانک دیکھا کہ ایک دنبہ ہے سو اس کو اپنے بیٹے کے بدلے ذبح کیا اور شاید سدی نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہے یعنی یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور روایت کی طبری نے سدی کے طریق سے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے شہروں سے ہجرت کر کے شام کی طرف چلے اور سارہ سے ملے اور وہ حران کے بادشاہ کی بیٹی تھی سو وہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا سو جب مصر میں داخل ہوئے تو ظالم بادشاہ نے ان کو لونڈی بخشی اور حضرت سارہ کے گھر میں اولاد نہ ہوتی تھی اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک بیٹا دے تو اس کی قبولیت میں دیر ہوئی یہاں تک کہ بڑے ہوئے سو جب سارہ کو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے صحبت کی تو غمگین ہوئیں اس پر جو فوت ہوئی ان سے اولاد سے پھر ذکر کیا قصہ فرشتوں کے آنے کا بسبب ہلاک کرنے قوم لوط

کے اور انہوں نے بشارت دی سارہ کو ساتھ اسحاق علیہ السلام کے تو اسی واسطے کہا ابراہیم علیہ السلام نے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ﴾ اور کہا جاتا ہے کہ دونوں کے درمیان تین سال کا فرق ہے اور جو پہلے گزرا کہ قصہ ذبیح کا مکے میں تھا تو یہ حجت قوی ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ سارہ اور اسحاق علیہ السلام مکے میں نہ تھے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَسْلَمَا﴾ سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهٖ ﴿وَتَلَّهٗ﴾ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْأَرْضِ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسلما کے معنی ہیں مانا انہوں نے جو ان کو حکم ہوا اور تلہ کے معنی ہیں اس کا چہرہ زمین پر رکھا۔

بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَى الرُّؤْيَا.

موافق ہونا خوابوں کا یعنی موافق ہونا جماعت کا ایک چیز پر اگرچہ ان کی عبارت مختلف ہو۔

٦٤٧٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ وَأَنَّ أُنَاسًا أُرُوْا أَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَمِسُوْهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

٦٤٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک کچھ لوگوں کو خواب میں معلوم ہوا کہ شب قدر پچھلی سات راتوں میں ہے اور کچھ لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ پچھلی دس راتوں میں ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو پچھلی سات راتوں میں۔

فائدہ: اور ایک طریق میں ہے کہ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں تمہاری خوابوں کو کہ موافق ہوگئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کا تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے اور بعض نے اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں تواطی کا لفظ نہیں تو جواب یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ وارد کرے حدیث کو ساتھ لفظ تواطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد موافق ہونا ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو حدیث اس کے لفظوں سے یا اس کے معنی سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ افراد سبع کے داخل ہیں بیچ افراد عشر کے سو جب ایک قوم نے دیکھا کہ وہ دس راتوں میں ہے اور ایک قوم نے کہ سات راتوں میں ہے تو ہو گئے جیسے انہوں نے اتفاق کیا سات راتوں پر سو حکم کیا ان کو تلاش کرنے کا سات راتوں میں واسطے موافق ہونے دونوں گروہ کے اوپر اس کے اور اس واسطے کہ وہ آسان تر ہے اوپر ان کے سو چلا بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عادت پر بیچ مقدم کرنے کے اخفٰی کے اجلٰی پر اور جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ کتاب قیام اللیل میں گزر چکی ہے یعنی جو اوپر منقول ہوئی جس میں ہے کہ میں نے تمہاری خوابوں کو دیکھا کہ موافق پڑ گئیں اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ موافق ہونا جماعت کا

ایک خواب پر دلالت کرتا ہے اوپر صدق اور صحت اس کی کے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے قوی ہونا خبر کا ایک جماعت کے موافق ہونے سے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ.

یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اگرچہ نیک خواب خاص ہے ساتھ نیکوں کے غالبًا لیکن کبھی ان کے سوائے اور لوگوں کو بھی سچی خواب آتی ہے۔

فائدہ: اہل علم تعبیر نے کہا کہ اگر کافر یا فاسق نیک خواب دیکھے تو یہ اس کے واسطے بشارت ہے ساتھ ہدایت اس کی کے طرف ایمان کی مثلا یا توبہ کے یا ڈرانے کے باقی رہنے سے کفر اور فسق پر اور کبھی دیکھتا ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر رضا مندی کے ساتھ اس چیز کے جس میں وہ ہے اور یہ مکر اور غرور ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ (فتح)

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّيْ أَرَانِيْ أَعْصِرُ خَمْرًا وَّقَالَ الْآخَرُ إِنِّيْ أَرَانِيْ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِيْ خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيْلِهٖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ لَا يَأْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهٖ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيْلِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ إِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُوْنَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ﴾ وَقَالَ الْفُضَيْلُ عِنْدَ قَوْلِهٖ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ﴿أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور داخل ہوئے ساتھ یوسف علیہ السلام کے قید خانے میں دو جوان اس قول تک کہ پلٹ جا اپنے بادشاہ کی طرف۔

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ إِلَّا أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَا
أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَنْ لَا
تَعْبُدُوْٓا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ يَا
صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ
رَبَّهٗ خَمْرًا وَّأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ
الطَّيْرُ مِنْ رَّأْسِهٖ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ
تَسْتَفْتِيَانِ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ أَنَّهٗ نَاجٍ
مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ
بِضْعَ سِنِيْنَ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيْ أَرٰى سَبْعَ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَّسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يَابِسَاتٍ
يَّا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُوْنِيْ فِيْ رُؤْيَايَ إِنْ
كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُوْنَ قَالُوْا أَضْغَاثُ
أَحْلَامٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَأْوِيْلِ الْأَحْلَامِ
بِعَالِمِيْنَ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ
بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِهٖ فَأَرْسِلُوْنِ
يُوْسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيْقُ أَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ
بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَّسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يَابِسَاتٍ
لَّعَلِّيْ أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ
قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَأَبًا فَمَا
حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهٖ إِلَّا قَلِيْلًا

مِّمَّا تَأْكُلُوْنَ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ﴾.

فائدہ: وہ دونوں ایک باورچی تھا اور ایک شربت پلانے والا تو بادشاہ نے دونوں کو تہمت دی کہ دونوں نے کھانے پینے میں زہر ملانے کا ارادہ کیا سو بادشاہ نے دونوں کو قید کیا یہاں تک کہ شربت پلانے والا خلاص ہوا اور باورچی سولی چڑھایا گیا۔

﴿وَادَّكَرَ﴾ اِفْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ ﴿أُمَّةٍ﴾ قَرْنٍ وَتُقْرَأُ أَمَهٍ نِسْيَانٍ

اور وادکر افتعال ہے ذکر سے یعنی یاد کیا اور امۃ کے معنی زمانہ ہیں اور پڑھا جاتا ہے امہ اس کے معنی میں نسیان اور مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يَعْصِرُوْنَ﴾ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ ﴿تُحْصِنُوْنَ﴾ تَحْرُسُوْنَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نچوڑیں گے انگوروں کو اور تیل کو یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ﴾ اور نچوڑنے کو شراب کہا باعتبار انجام کے اور تحصنون کے معنی ہیں نگہبانی کرو گے یہ لفظ بھی اسی رکوع میں واقع ہوا ہے۔

٦٤٧٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِيْ لَأَجَبْتُهُ.

٦٤٧٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں قید خانے میں رہتا جتنی دیر یوسف علیہ السلام رہا تھا پھر مجھ کو بلانے والا آتا تو میں اس کی بات قبول کر لیتا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ اگر میں ہوتا تو البتہ میں اس کی بات مان لیتا اول بار میں یعنی فوراً اس کے ساتھ نکل کر چلا جاتا تکرار نہ کرتا۔

فائدہ: یعنی جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانے سے بلانے کے واسطے ایلچی بھیجا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جا اور اس سے ان عورتوں کا حال پوچھ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور قید خانے سے

نکلنا منظور نہ کیا جب تک کہ ان کی پاک دامنی ثابت نہ ہو۔

بَابُ مَنْ رَّأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ.

جو حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھے

٦٤٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَّآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا رَآهُ فِي صُوْرَتِهٖ.

۶۴۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو وہ مجھ کو جاگتے بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا۔

فائدہ: اس حدیث کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مجھ کو قیامت میں دیکھے گا یا یہ بات حضرت ﷺ کی زندگی تک تھی اور ایک روایت میں شک کے ساتھ ہے یعنی یا اس نے مجھ کو دیکھا جیسے جاگتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے سو البتہ اس نے مجھ کو جاگتے دیکھا اور پہلے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دیکھے گا اپنی بیداری میں تفسیر اس چیز کی جو دیکھے اس واسطے کہ وہ حق ہے اور غیب ہے جس میں وہ ڈالا گیا اور دوسری روایت تشبیہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ حضرت ﷺ کو جاگتے دیکھتا تو مطابق پڑتا اس کو جو خواب میں دیکھا سو ہوگا اول دیکھنا حق اور حقیقۃً اور ثانی حق اور تمثیل اور یہ سب اسی وقت ہے جب کہ حضرت ﷺ کو صورت معروفہ میں دیکھے اور اگر برخلاف آپ کی صفت کے دیکھے تو وہ مثال ہے پھر اگر حضرت ﷺ کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو یہ خواب دیکھنے والے کے واسطے بہتر ہے اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس ہے اور اگر حضرت ﷺ کو دیکھے ساتھ صفت معلوم کے تو وہ ادراک حقیقی ہے اور اگر غیر صفت پر دیکھے تو یہ مثال ہے اس واسطے کہ ٹھیک یہ بات ہے کہ پیغمبروں کے بدن کو زمین متغیر نہیں کرتی اور بعض نے خلاف کیا ہے سو کہا کہ خواب کی کوئی حقیقت نہیں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ وہ حقیقۃً سر کی آنکھ سے واقع ہوتی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا کہ البتہ اس نے مجھ کو دیکھا یا حق کو دیکھا تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے یہ کہ جو دیکھے آپ کو آپ کی صورت میں آپ کی زندگی میں تو اس کی خواب حق ہوگی اور جس نے آپ کو دیکھا آپ کی غیر صورت میں اس کی خواب تاویل ہوگی اور کہا کہ یہ ضعیف ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقۃً دیکھتا ہے برابر ہے کہ ہوں حضرت ﷺ اپنی صفت معروف پر یا اس کے غیر پر اور نہیں ظاہر ہوا میرے واسطے قاضی کی کلام سے جو اس کے مخالف ہو بلکہ ظاہر اس کے قول سے یہ ہے کہ وہ آپ کو حقیقۃً دیکھتا ہے دونوں حال میں لیکن پہلی صورت

میں ہوتی ہے خواب اس قسم سے کہ نہیں محتاج ہے طرف تاویل کی اور دوسری صورت میں خواب محتاج ہے طرف تاویل کی کہا قرطبی نے کہ اختلاف ہے حدیث کے معنی میں سو ایک قوم نے کہا کہ اپنے ظاہر پر ہے سو جس نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ کو حقیقۃً دیکھا مثل اس شخص کی جس نے آپ کو جاگتے دیکھا اور یہ قول خالد کا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نہ دیکھے حضرت ﷺ کو کوئی مگر اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور یہ کہ نہ دیکھیں آپ کو دو دیکھنے والے ایک آن میں دو مکانوں میں اور یہ کہ زندہ ہوں اب اور نکلیں اپنی قبر سے اور چلیں بازاروں میں اور بات کریں لوگوں سے اور لازم آتا ہے اس سے کہ آپ کی قبر آپ کے بدن سے خالی ہو سو نہ باقی رہی آپ کی قبر میں کوئی چیز پس زیارت کی جائے گی مجرد اور سلام کیا جائے غائب کو اس واسطے کہ جائز ہے کہ دیکھے جائیں [illegible] حالات [illegible] میں ساتھ اتصال اوقات کے اپنی حقیقت پر اپنی غیر قبر میں اور یہ بڑی سخت جہالت ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے آپ کو دیکھا اس نے آپ کو دیکھا آپ کی اصلی اور حقیقی صورت میں اور اس سے لازم آتا ہے کہ جو دیکھے آپ کو غیر صفت میں یہ کہ ہو خواب اس کی پریشان خوابوں سے اور یہ معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے خواب میں اس حالت پر جو مخالف ہے حالت اس کی کو دنیا میں احوال لائقہ سے ساتھ اس کے اور واقع ہو یہ خواب حق جیسے کہ مثلاً دیکھے جائیں کہ آپ نے اپنے جسم سے گھر کو بھرا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر ہونے اس گھر کے ساتھ خیر کے اور اگر قادر ہو شیطان اوپر تمثیل کسی چیز کے اس چیز سے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے یا اس کی طرف منسوب تھے یا اس کی طرف منسوب ہو تو البتہ معارض ہو حضرت ﷺ کی عموم قول کو کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا پس اولیٰ یہ ہے کہ منزہ ہو خواب آپ کا اور اسی طرح دیکھنا کسی چیز کا آپ سے سو وہ ابلغ ہے حرمت میں اور لائق ہے ساتھ عصمت کے جیسا کہ معصوم ہیں شیطان سے اپنے جاگنے میں اور صحیح بیچ معنی اس حدیث کے یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دیکھنا ہر حالت میں باطل نہیں ہے اور نہ پریشان خواب بلکہ فی نفس الامر حق ہے اور اگر خواب میں اپنی غیر صورت پر دیکھے جائیں تو تصور اس صورت کا نہیں ہے شیطان سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تائید کرتا ہے اس کے قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی دیکھا حق کو کہ قصد کیا گیا ہے اعلام دیکھنے والے کا ساتھ اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ جو فرمایا کہ وہ مجھ کو جاگتے دیکھے گا تو مراد اس سے تصدیق اس خواب کی ہے بیداری میں اور اور صحت اس کی اور خارج ہونا اس کا حق پر اور یہ مراد نہیں کہ وہ قیامت میں حضرت ﷺ کو دیکھے گا اس واسطے کہ قیامت کے دن تو سب امت آپ کو دیکھے گی جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اور جس نے نہ دیکھا یعنی تو خواب میں دیکھنے کو کچھ زیادتی نہ ہوگی اور کہا ابن تین نے کہ مراد یہ ہے کہ جو ایمان لایا ساتھ حضرت ﷺ کے حضرت ﷺ کی زندگی میں اور حضرت ﷺ کو نہ دیکھا واسطے ہونے اس کے غائب آپ سے تو اس کے ساتھ اس کو بشارت ہوگی کہ جو حضرت ﷺ کے ساتھ ایمان لایا وہ حضرت ﷺ کو بیداری میں بھی

ضروری دیکھے گا اور حاصل اس کا چھ جواب ہیں اول جواب یہ ہے کہ وہ تمثیل اور تشبیہ پر ہے کہ اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا دوسری روایت **فکانما رمانی فی الیقظة** دوسرا جواب یہ ہے دیکھے گا بیداری میں تاویل اس کی بطورِ حقیقت کے یا تعبیر کے تیسرا جواب یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ اہل عصر حضرت ﷺ کے وہ لوگ ایمان لائے ساتھ آپ کے پہلے اس سے کہ آپ کو دیکھیں، چوتھا جواب یہ ہے کہ دیکھے گا آپ کو شیشے میں جو حضرت ﷺ کے پاس تھا اور یہ بعید تر تاویل ہے، پانچواں یہ کہ دیکھے گا آپ کو قیامت کے دن ساتھ زیادہ خصوصیت کے نہ مطلق وہ شخص جو دیکھے گا حضرت ﷺ کو اس دن ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ کو خواب میں نہیں دیکھا، چھٹا یہ کہ وہ دیکھے گا حضرت ﷺ کو دنیا میں حقیقۃً اور آپ سے بات کرے گا اور اس میں اشکال ہے جو پہلے گزرا کہا قرطبی نے کہ جو خواب میں دیکھا جاتا ہے وہ مثالیں ہیں واسطے مرئیات کے نہ حقیقت ان کی لیکن یہ مثالیں کبھی تو مطابق پڑتی ہیں اور کبھی ان کے معنی واقع ہوتے ہیں سو پہلی قسم سے ہے حضرت ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھنا اور اس میں ہے سو اچانک وہ تو ہی تھی سو حضرت ﷺ نے خبر دی کہ آپ نے دیکھا جاگتے جو آپ نے خواب میں دیکھا بعینہ اور دوسری قسم سے ہے دیکھنا گائے کا جو نحر کی جاتی تھی اور مقصود ساتھ ثانی کے تنبیہ کرنا ہے اوپر معانی ان امروں کے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کے فوائد سے ہے تسکین شوق رائی کا واسطے ہونے اس کے صادق آپ کی محبت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا تو اس کے معنی ہیں کہ میرے مشابہ نہیں ہو سکتا یعنی نہیں ہوتا ہے میری صورت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میری صورت میں دیکھا نہیں جا سکتا یعنی اللہ تعالیٰ نے اگرچہ شیطان کو قدرت دی ہے کہ وہ جو صورت چاہے بن سکتا ہے لیکن نہیں قدرت دی اس کو اللہ تعالیٰ نے کہ حضرت ﷺ کی صورت پکڑ سکے اور البتہ یہ ہی مذہب ہے ایک جماعت کا سو انہوں نے کہا کہ محل حدیث کا یہ ہے کہ جب کہ دیکھے حضرت ﷺ کو خواب میں اصلی صورت پر جس میں قبض ہوئے اور ان میں سے بعض نے تنگ کیا ہے غرض کو سو کہا انہوں نے کہ دیکھے آپ کو اس صورت میں جس میں حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی یہاں تک کہ اعتبار کرنا ہے سفید بالوں کا جو بیس کو نہیں پہنچے تھے اور صواب تعمیم ہے ہر حالت میں بشرطیکہ وہ آپ کی حقیقی صورت ہو کسی وقت میں برابر ہے کہ جوانی میں ہو یا جو رجولیت میں یا کہولیت میں یا آخر عمر میں اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے محققین نے اس حدیث کی تاویل میں سو قاضی ابوبکر کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس حدیث کے یہ ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو اس کا خواب صحیح ہے نہیں ہے پریشان خوابوں سے اور نہ تشبیہات شیطان سے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اپنے ظاہر پر اور مراد یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس نے آپ کو پایا اور یہ محال نہیں اور بہرحال غیر صفت پر دیکھنا حضرت ﷺ کا یا دو جگہوں مختلف میں اکٹھا نظر آنا تو یہ غلطی ہے آپ کی صفت میں اور تخیل ہے واسطے صفت کے جو مخالف ہے نفس

الامر کو اور کبھی بعض خیالات مرئی چیزیں گمان میں آتی ہیں واسطے ہونے اس چیز کے کہ تخیل ہے مرتبہ ساتھ اس چیز کے کہ دیکھی جاتی ہے عادت میں سو ہو گی ذات حضرت ﷺ کی دیکھی گئی اور صفات آپ کی خیالی غیر مرئی ہیں اور نہیں شرط ہے ادراک میں تحدیق آنکھوں کا اور نہ قریب ہونا مسافت اور نہ ہونا مرئی کا ظاہر زمین پر یا مدفون اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط ہے کہ موجود ہو اور ظاہر ہوتی ہے میرے واسطے توفیق درمیان اس چیز کے کہ ذکر کی انہوں نے کہ جو حضرت ﷺ کو دیکھے ایک صفت پر یا اکثر پر جو خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا اگرچہ باقی صفات مخالف ہوں اور بنا بر اس کے پس متفاوت ہے خواب اس کا جو حضرت ﷺ کو دیکھے سو جس نے حضرت ﷺ کو کامل ہیئت میں دیکھا تو اس کی خواب حق ہے جو محتاج تعبیر کی نہیں اور اس پر اُتارا گیا ہے قول حضرت ﷺ کا سو بے شک اس نے حق دیکھا اور جوں جوں کم ہو حضرت ﷺ کی صفات سے سو داخل ہو گی تاویل بحسب اس کے اور صحیح ہو گا اطلاق کہ جس نے حضرت ﷺ کو دیکھا جس حالت میں ہو تو اس نے حضرت ﷺ کو حقیقۃً دیکھا۔

تنبیہ: اہل تعبیر نے جائز رکھا ہے دیکھنا اللہ تعالیٰ کا خواب میں اور نہیں جاری کیا انہوں نے خلاف جو حضرت ﷺ کی خواب میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی تعبیر کرنی جائز ہے کبھی ساتھ بادشاہ کے اور کبھی ساتھ سردار کے اور کہا غزالی نے کہ معنی رآنی کے یہ نہیں کہ اس نے میرا بدن اور جسم دیکھا اور مراد یہ ہے کہ اس نے مثال دیکھی کہ ہو گئی یہ مثال آلہ کہ ادا ہوں ساتھ اس کے معنی جو میرے نفس میں ہیں اس کی طرف اور یہ آلہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی اور نفس غیر مثال خیالی کا ہے سو جو شکل کہ اس نے خواب میں دیکھی نہیں ہے روح حضرت ﷺ کا بلکہ وہ مثال ہے حضرت ﷺ کی تحقیق پر اور کہا طیبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا جس صفت سے کہ ہو سو چاہیے کہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے دیکھا ہے خواب سچا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ بشارت دینے والا ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے کہ وہ منسوب ہے طرف شیطان کی اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں پکڑ سکتا اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا کہ اس نے حق دیکھا یعنی وہ خواب حق ہے نہ باطل اور اسی طرح قول حضرت ﷺ کا فقد رآنی اس واسطے کہ جب شرط اور جزا دونوں ایک ہوں تو دلالت کرتا ہے نہایت پر کمال ہونے میں یعنی تو اس نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ اس کے بعد کچھ چیز نہیں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کے دل میں حضرت ﷺ کی صورت متمثل ہو ارباب قلوب سے اور متصور ہو اس کے واسطے عالم سر میں کہ حضرت ﷺ اس سے کلام کرتے ہیں تو یہ حق ہو گا بلکہ زیادہ تر سچا غیروں کے دیکھنے سے واسطے اس چیز کے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر ان کے دل کے روشن کرنے سے اور یہ مقام جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے وہ الہام ہے اور وہ منجملہ صفات وحی پیغمبروں

کے ہے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ وہ بھی پیغمبری کا حصہ ہے جیسے نیک خواب کی وصف کی اور بعض نے کہا کہ فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ خوابوں کے قواعد مقرر ہیں اور ان کے واسطے تاویلات مختلف ہیں اور ہر ایک آدمی کو خواب آتی ہے برخلاف الہام کے کہ وہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر واسطے خواص کے اور نہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر ہے جس کے ساتھ اس کے اور شیطانی خیال کے درمیان تمیز اور فرق کیا جائے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اہل معرفت نے ذکر کیا ہے کہ جو خطرہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو وہ دل میں قرار پکڑتا ہے اور مضطرب نہیں ہوتا اور جو خطرہ کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے وہ دل میں قرار نہیں پکڑتا سو اگر یہ ثابت ہو تو ہوگا فارق واضح اور باوجود اس کے سو تصریح کی ہے اماموں نے ساتھ اس کے کہ احکام شرعی الہام سے ثابت نہیں ہوتے اور کہا ابوالمظفر بن سمعانی نے بعد اس کے کہ حکایت کی ابوزید ابلو سے حنفی سے کہ الہام وہ چیز ہے جو ہلا دے دل کو واسطے علم کے جو بلائے طرف عمل اس کے کی بغیر استدلال کے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس کے مگر وقت گم کرنے سب دلیلوں کے مباح کے باب میں اور بعض بدعتیوں سے مروی ہے کہ وہ حجت ہے اور حجت اہل سنت کی وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اعتبار کرنے حجت کے اور رغبت دلانے کے اوپر تفکر کے آیات ہیں اور اعتبار اور نظر کے دلائل میں اور دلالت کرتی ہیں اوپر مذمت آرزوں اور ہوا جس اور ظنوں کے اور وہ بہت ہیں مشہور اور ساتھ اس کے کہ خطرہ کبھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کبھی شیطان کی طرف سے اور کبھی ہوتا ہے نفس سے اور جس چیز میں یہ احتمال ہو کہ وہ حق نہیں تو اس کو حق نہیں کہا جاتا اور بہر حال جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ معلوم کروایا اس کو طریق علم کا اور وہ حجتیں ہیں اور بہر حال وحی کرنا طرف نحل کی یعنی شہد کی مکھی کے تو اس کی نظیر آدمی میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ کاری گروں کے اور جس میں اصلاح معاش کی ہے اور فراست کو ہم مانتے ہیں لیکن وہ حجت نہیں اس واسطے کہ ہم کو اس کی تحقیق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا غیر کی طرف سے کہا ابن سمعانی نے کہ انکار الہام کا مردود ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کسی بندے کو اکرام کرے لیکن تمیز حق اور باطل کے درمیان یہ ہے کہ جو شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہو اور نہ ہو کتاب اور سنت میں جو اس کو رد کرے تو وہ مقبول ہے ورنہ مردود ہے اور واقع ہوتا ہے نفس اور شیطان سے اور ہم نہیں انکار کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اکرام کرے ساتھ زیادتی نور کے جس سے اس کے دل کا نور زیادہ ہو اور جس کے ساتھ اس کی نظر قوی ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں ہم کہ رجوع کرے اپنے دل کی طرف سے ساتھ کسی قول کے جس کے اصل کو نہ پہچانتا ہو اور ہم نہیں گمان کرتے کہ وہ حجت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نور ہے خاص کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے جس کو چاہے اپنے بندوں سے سو اگر شرع کے موافق ہو تو شرع ہے حجت ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی خواب میں حضرت ﷺ کو دیکھے اور حضرت ﷺ اس کو کسی

چیز کا حکم کریں تو کیا اس پر اس کا بجا لانا واجب ہے اور یا اس کو ظاہر شرع پر پیش کرنا ضروری ہے یا نہیں معتمد یہ ہے ضروری ہے کہ اس کو ظاہر شرع پر پیش کیا جائے۔ (فتح)

٦٤٧٩۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

۶۴۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے۔

فائدہ: کہا طیبی نے کہ اس حدیث میں شرط اور جزا ایک ہے سو یہ دلالت کرتی ہے اوپر نہایت مبالغہ کے یعنی جس نے مجھ کو دیکھا تو البتہ اس نے میری حقیقت کو دیکھا کامل طور پر بغیر شبہ اور شک کے اس میں جو دیکھا بلکہ وہ خواب کامل ہے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی فقد رای الحق یعنی اس نے حق دیکھا نہ باطل اور وہ رد کرتا ہے اس چیز کو جو پہلے گزری اس شخص کے کلام سے جس نے تکلف کیا ہے بیچ تاویل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة اور ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ من رآنی فی المنام یعنی جو مجھ کو دیکھے جس صفت پر کہ ہو تو چاہیے کہ وہ بشارت لے اور جانے کہ اس نے سچا خواب دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ باطل کہ وہ پریشان خواب ہے اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (فتح)

٦٤٨٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَمَنْ رَّاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ عَنْ شِمَالِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَرَآئٰى بِيْ.

۶۴۸۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے تین بار اور چاہیے کہ پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے کہ وہ اس کو ضرر نہ کرے گی اور بے شک شیطان میری صورت میں نظر نہیں آ سکتا۔

٦٤٨١۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ

۶۴۸۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا

الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ. تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ.

یعنی سچ مچ مجھ کو دیکھا متابعت کی ہے ابن یزید کی یونس اور ابن اخی زہری نے۔

٦٤٨٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَّآنِيْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِيْ.

۶۴۸۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس نے مجھ کو دیکھا تو بے شک اس نے حق دیکھا اس واسطے کہ شیطان مجھ سا نہیں بن سکتا۔

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةُ

باب رات کوخواب دیکھنا روایت کیا ہے اس کو سمرہ نے کما سیاتی فی آخر کتاب التعبیر

فائدہ: یعنی کیا رات اور دن کا خواب برابر ہے یا دونوں میں تفاوت ہے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ زیادہ تر سچا خواب رات کا ہے اور نہ ذکر کیا ہے نصر بن یعقوب دینوری نے کہ جو اول رات میں خواب دیکھے اس کی تاویل میں دیر ہوتی ہے اور نصف ثانی سے جوں جوں پیچھے دیکھے توں توں جلدی اس کی تعبیر ہوتی ہے اور زیادہ تر جلدی تعبیر اس خواب کی ہوتی ہے جو سحری کے وقت دیکھے خاص کر طلوع صبح صادق کے وقت اور جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ جلدی اس خواب کی تاویل ہوتی ہے جو قیلولہ کے وقت دیکھے۔ (فتح)

٦٤٨٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا.

۶۴۸۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں رات کو سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور تم ان خزانوں کو نقل کرتے ہو یعنی غنیمت لاتے ہو اور مراد اس سے خزانے قیصر اور کسریٰ کے ہیں۔

٦٤٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِيَ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

٦٤٨٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھی گندمی رنگ مرد دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں البتہ اس مرد نے اُن بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دیے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے کندھوں پر تکیہ دیے وہی شخص خانے کعبے کا طواف کرتا ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گنگھریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتے نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٦٤٨٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ

٦٤٨٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا اور بیان کیا حدیث کو اور متابعت کی اس کی سلیمان نے الخ، یعنی یہ حدیث بھی اس کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے اور تیسری روایت میں زہری نے صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور معمر پہلے اس کو مسند نہیں بیان کرتا تھا پھر بااسناد بیان کرتا تھا۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهٗ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ.

فائدہ: اور فرق اس کے درمیان یہ ہے کہ پہلی روایت فقط ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے اور دوسری دونوں سے اور تیسری صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث پوری معہ شرح کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

دن کو خواب دیکھنا اور کہا ابن عون نے ابن سیرین سے کہ خواب دن کا رات کی خواب کی مانند ہے

فائدہ: اور اسی طرح عورتوں اور مردوں کا خواب بھی برابر ہے اور کبھی تفاوت ہوتا ہے باعتبار سچ بولنے کے۔

٦٤٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٤٨٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں سو ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کنگھی کرنے لگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سمندر کے اندر سوار بادشاہ تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر اسحاق راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ فرمایا تو میں نے کہا یا حضرت! میرے واسطے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اُن غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے دعا کی پھر سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے جاگے میں نے کہا حضرت! آپ کس سبب سے ہنستے ہیں؟ فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے لڑتے اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

تعالیٰ کی راہ میں جیسے پہلی بار فرمایا تھا تو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو غازیوں کی پہلی جماعت میں سے ہے جو جہازوں میں سوار ہو کے جہاد کریں گے سو ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاز پر سوار ہوئیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں جب کہ دریا سے نکلیں یعنی جہاز سے اتریں اور مر گئیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ رُؤْيَا النِّسَآءِ

باب ہے بیچ بیان خواب عورتوں کے

فائدہ: جب دیکھے عورت جو اس کے لائق نہ ہو تو وہ اس کے خاوند کے واسطے ہے اور اسی طرح حکم ہے غلام کا اپنے مالک کے واسطے جیسا کہ خواب لڑکے کا اس کے ماں باپ کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے اتفاق اس پر کہ نیک عورت کا نیک خواب داخل ہے حضرت ﷺ کی اس حدیث میں کہ ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں میں سے۔ (فتح)

٦٤٨٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَأَنْزَلْنَاهُ فِيْ أَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِّلَ وَكُفِّنَ فِيْ أَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ

٦٤٨٧۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے خبر دی اور اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی کہ انصاریوں نے مہاجرین کو بانٹا قرعہ ڈال کر سو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے قرعہ میں نکلا یعنی وہ ہمارے حصے میں آئے اور ہم نے اس کو اپنے گھروں میں اتارا سو وہ بیمار ہوئے اس بیماری سے جس میں ان کا انتقال ہوا پھر جب فوت ہوئے اور نہلائے گئے اور کفنائے گئے اپنے کپڑوں میں تو حضرت ﷺ تشریف لائے ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں نے کہا تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اے ابوالسائب! سو میں تجھ پر گواہ ہوں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا تو

عَلَيْكَ أَبَا السَّآئِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاذَا يُفْعَلُ بِيْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اکرام کیا؟ تو میں نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا سو کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ اکرام کرے گا؟ یعنی جب ایسے نیک بندے پر اللہ تعالیٰ نے رحمت نہ کی تو پھر کس پر رحمت کرے گا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس کو تو موت آئی اور البتہ میں اس کے واسطے بہتری کا امیدوار ہوں اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا سو ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کبھی کسی کو پاک نہ کہوں گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازوں میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَا أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِهِ قَالَتْ وَأَحْزَنَنِيْ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِيْ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهُ.

حدیث بیان کی ہم سے ابوالیمان نے اس نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعیب نے ساتھ اس کے اور کہا میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا حال ہوگا؟ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو مجھ کو اس بات نے غمگین کیا سو میں سوئی تو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی تو میں نے حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

بَابُ الْحُلْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے اور جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے شیطان سے۔

٦٤٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۸۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب اور آپ کے سواروں میں سے تھا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی

وَفُرْسَانِهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمُ الْحُلُمَ يَكْرَهُهٗ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ يَّضُرَّهٗ.

طرف سے ہے سو جب کوئی پریشان خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور پناہ مانگے اللہ تعالیٰ کی شیطان سے سو وہ خواب اس کو ہرگز ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: اور منسوب کرنا پریشان خواب کا شیطان کی طرف اس وجہ سے ہے کہ وہ شیطان کی صفت کے مناسب اور موافق ہے کذب اور تہویل وغیرہ سے برخلاف سچی خواب کے سو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف اور بزرگی کے واسطے ہے اگرچہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی پیدائش سے ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ سب آدمی اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں اگرچہ گنہگار ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ﴾۔ (فتح)

بَابُ اللَّبَنِ

باب ہے دودھ کے بیان میں

فائدہ: یعنی جب خواب میں دودھ دیکھے تو اس کی کیا تعبیر کرے کہا مہلب نے دودھ دلالت کرتا ہے اوپر فطرت کے اور سنت کے اور قرآن کے اور علم کے، میں کہتا ہوں اور بعض حدیثوں میں اس کی تاویل فطرت کے ساتھ آئی ہے جیسے کہ طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور اشربہ میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے آپ کو پیدائشی دین کے واسطے راہ دکھلائی اور ذکر کیا ہے دینوری نے کہ دودھ جو اس حدیث میں مذکور ہے خاص ہے ساتھ دودھ اونٹوں کے اور یہ کہ اس کے دیکھنے والے کے واسطے مال حلال ہے اور علم اور حکمت اور گائے کا دودھ ارزانی کی نشانی ہے اور مال حلال اور فطرت بھی اور بکری کا دودھ مال ہے اور سرور اور صحت بدن کے اور دودھ وحشی جانوروں کا شک ہے دین میں۔ (فتح)

٦٤٨٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ يَعْنِيْ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

٦٤٨٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا پھر میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا سو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت اور تازگی پھوٹ نکلی میرے ناخنوں سے یعنی نہایت آسودہ ہو گیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حضرت ﷺ نے علم کی تعبیر دودھ سے کی واسطے اعتبار کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ بیان کی گئی آپ کے واسطے اول امر میں جب کہ حضرت ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک دودھ کا سو حضرت ﷺ نے دودھ کو لیا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ نے پیدائشی دین لیا آخر حدیث تک اور اس حدیث میں مشروعیت خواب بیان کرنے کی ہے اس پر جو اس سے کم تر ہو اور ڈالنا علم کے مسائل کو اور اپنے ساتھیوں کو آزمانا اس کی تاویل میں اور ادب سے ہے یہ کہ رد کرے طالب اس کے علم کو اپنے معلم کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی یہ مراد نہ تھی کہ اصحاب اس کی تعبیر کریں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو سمجھا اور آپ سے پوچھا حضرت ﷺ نے اس کی تعبیر ان کو بتلائی اور لائق ہے کہ ہر حالت میں اسی ادب پر چلے اور یہ کہ کوئی حضرت ﷺ کے علم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا حضرت ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تازگی آپ کے ناخنوں سے پھوٹ نکلی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ حاصل ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے علم باللہ سے اس طور سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقدمے میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور یہ کہ بعض خواب دلالت کرتی ہے ماضی اور حال اور استقبال پر اور اس خواب کی تاویل ماضی پر ہوئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی یہ خواب تمثیل ہے اس امر کی کہ واقع ہوا اس واسطے کہ علم آپ کو پہلے سے حاصل ہو چکا تھا اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہے تو اس خواب کا فائدہ نسبت کا بیان کرنا ہے کہ حضرت ﷺ کے علم کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علم کو ایک دوسرے سے کیا نسبت ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِيْ أَطْرَافِهِ أَوْ أَظَافِيْرِهِ

جب کہ جاری ہو دودھ پینے والے کے اطراف اور ناخنوں میں یعنی خواب میں تو اس کی کیا تعبیر ہے؟

٦٤٩٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَطْرَافِيْ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ

٦٤٩٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو میں نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تراوت میری انگلیوں سے پھوٹ نکلی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا تو آپ کے گرد والوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تاویل کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تاویل علم ہے۔

بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ.

بَابُ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کرتے کو دیکھنا

٦٤٩١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

۶۴۹۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے کیے گئے اور ان پر کرتے ہیں ان میں سے بعض کرتہ تو چھاتی تک پہنچتا ہے اور بعض اس کے نیچے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے سامنے کیا گیا اور اس پر کرتہ تھا کہ اس کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا یعنی بہت لمبا تھا اصحاب نے عرض کیا سو آپ نے اس کی کیا تعبیر کی یا حضرت! فرمایا کہ دین۔

فائدہ: دین اور کرتے میں یہ مناسبت ہے کہ جیسے کرتا بدن کو چھپاتا ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسے ہی دین بھی روح اور دل کو محفوظ رکھتا ہے اور کفر اور گناہ سے بچاتا ہے۔

بَابُ جَرِّ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں کرتے کو گھسیٹنا

٦٤٩٢ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجْتَرُّهُ قَالُوْا فَمَا

۶۴۹۲۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ.

فائدہ: کہا علماء نے کہ وجہ تعبیر کرتے کی ساتھ دین کے یہ ہے کہ جیسا کرتا دنیا میں ستر کو چھپاتا ہے ویسے ہی دین اس کو آخرت میں چھپائے گا اور اس کو ہر عذاب سے مانع ہوگا اور اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ اور اتفاق ہے اہل تعبیر کا اس پر کہ کرتے کی تعبیر دین ہے اور اس کا دراز ہونا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کی نشانی باقی رہے گی اور اس حدیث میں ہے کہ دین والے لوگ دین میں ایک دوسرے سے کم وبیش ہیں ساتھ قلت اور کثرت اور قوت اور ضعف کے اور کرتے کا گھسیٹنا بیداری میں شرعا منع ہے اور خواب میں محمود ہے اور اس حدیث میں شروع ہونا تعبیر خوابوں کا ہے اور پوچھنا ان کی تعبیر کا عالم تعبیر سے اگرچہ خود وہی خواب دیکھے اور اس میں ثنا ہے اوپر فاضل کے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے واسطے ظاہر کرنے اس کے مرتبے کے نزدیک سامعین کے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ اس کا محل یہ ہے جب کہ عجب اور خود پسندی سے امن ہو اور اس حدیث میں فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ان کا دین نہایت کامل تھا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں اس واسطے کہ حدیث میں اس کی تصریح نہیں احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں نہ ہوں جو سامنے کیے گئے یا اس سے پہلے سامنے کیے گئے ہوں یا ان کا کرتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کرتے سے بھی دراز تر ہو جب کہ سامنے ہوئے یا ان کی فضیلت معلوم ہونے کے سبب سے ان کے ذکر سے سکوت کیا گیا ہو اور باوجود ان احتمالات کے پس وہ معارض ہے صحیح حدیثوں کو جو دلالت کرتے ہیں اوپر افضل ہونے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر سے اور یہ حدیثیں معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں پس انہیں پر ہے اعتماد اور قوی تر یہ احتمال ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں نہ ہوں اور مراد حدیث سے تنبیہ کرنا ہو اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہے جن کو دین میں بڑا حصہ حاصل ہوا اور اس میں نہیں ہے تصریح ساتھ اس کے کہ وہ فضیلت عمر رضی اللہ عنہ میں منحصر ہے کہا ابن عربی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دین کے ساتھ تعبیر کی اس واسطے کہ دین جہالت کے ستر کو چھپاتا ہے جیسے کہ کپڑا بدن کے ستر کو چھپاتا ہے اور بہر حال عمر رضی اللہ عنہ کے سوائے جو لوگ تھے سو جس کا کرتہ چھاتی کو پہنچتا تھا وہ شخص وہ ہے جو بچاتا ہے اپنے دل کو کفر سے اگرچہ گناہ کرتا ہو اور جو اس سے نیچے پہنچتا تھا اور اس کی شرم گاہ ننگی تھی وہ شخص وہ ہے جو نہیں ڈھانکتا اپنے پاؤں کو چلنے سے طرف گناہ کی اور جو اپنے پاؤں کو ڈھانکتا ہے وہ شخص وہ ہے جو چھپایا گیا ہے ساتھ تقویٰ کے جمیع وجوہ سے اور جو گھسیٹتا ہے کرتے کو اس سے زیادہ ہے ساتھ نیک عمل کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ناس کے اس حدیث میں مسلمان ہیں واسطے تعبیر کرنے کے ساتھ دین کے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد خاص امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ بعض امت اور مراد ساتھ دین کے عمل ہے ساتھ احکام اس کے اور حرص کرنا اوپر بجا لانے امروں کے اور بچنے کے منع کی چیزوں سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے اس میں مقام عالی تھا اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جو دیکھا جائے کرتے میں خوبی

وغیرہ سے تو تعبیر اس کی ساتھ دین پہننے والے اس کے ہے اور کبھی ہوتا ہے نقص کپڑے کا واسطے نقص ایمان کے اور کبھی ہوتا ہے نقص اس کا سبب نقص عمل کے۔ (فتح)

بَابُ الْخُضَرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَآءِ

خواب میں سبز رنگ اور سبز باغ کو دیکھنا

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبز باغ سے مراد اسلام ہے واسطے تازگی اور خوبی اس کی کے اور نیز تعبیر کی جاتی ہے ساتھ ہر مکان فاضل کے اور کبھی اس کی تعبیر قرآن اور کتب علم وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ (فتح)

٦٤٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ قَالَ قَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِيْ حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُوْدٌ وُضِعَ فِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فَنُصِبَ فِيهَا وَفِيْ رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِيْ أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيْفُ فَقِيْلَ ارْقَهْ فَرَقِيْتُهُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوْتُ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى.

٦٤٩٣۔ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہاں گزرے تو انہوں نے کہا کہ یہ مرد بہشتیوں سے ہے تو میں نے اس سے کہا کہ انہوں نے ایسا ایسا کہا، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ ان کو لائق نہ تھا کہنا جس کا ان کو علم نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے ایک ستون ہے رکھا گیا سبز باغ میں سو اس میں کھڑا کیا گیا اور اس کے سر میں ایک رسی دستاویز ہے اور اس کے نیچے ایک غلام ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھ سو میں اس پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے رسی کو پکڑ لیا سو میں نے اس خواب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرے گا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اس حالت پر کہ اسلام کی مضبوط رسی پکڑے ہو گا یعنی مسلمان مرے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور اس میں تعبیر خوابوں سے ہے معرفت اختلاف طرق اور تاویل عمود اور حبل اور سبز باغ اور عروہ کے اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ شہید نہ مرے گا سو جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا معاویہ رحمہ اللہ کے زمانے میں اپنے گھر میں فوت ہوئے۔

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

٦٤٩٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ.

کھولنا عورت کو خواب میں

۶۴۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار اور اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے میں سو یوں کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے سو میں کہتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

بَابُ ثِيَابِ الْحَرِيرِ فِي الْمَنَامِ

٦٤٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ لَهُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ ثُمَّ أُرِيتُكِ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَقُلْتُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ.

خواب میں ریشمی کپڑا دیکھنا

۶۴۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی پہلے اس سے کہ میں تجھ سے نکاح کروں دو بار میں نے فرشتے کو دیکھا تجھ کو ریشمی ٹکڑے میں اٹھائے ہے تو میں نے فرشتے سے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو جب اس نے تیرا چہرہ کھولا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یوں ہی کرے گا پھر تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی فرشتہ تجھ کو اٹھائے ہے ریشمی ٹکڑے میں سو میں نے کہا کہ اس کا چہرہ کھول سو اس نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہی ہے تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ یوں ہی کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت کو خواب میں دیکھنا مختلف ہے کئی وجوہ پر ایک یہ کہ نکاح کرے خواب دیکھنے والا حقیقۃً اس عورت سے جس کو دیکھے یا اس کے مشابہ سے اور ایک یہ کہ دلالت کرے اوپر حاصل ہونے دنیا کے یا مرتبے کے یا کشادگی رزق کے اور یہ اصل ہے نزدیک معبرین کے بیچ اس کے اور کبھی دلالت کرتی ہے عورت ساتھ اس چیز کے کہ قرین ہو ساتھ اس کے خواب میں فتنے پر جو حاصل ہو دیکھنے والے کے واسطے اور بہر حال ریشمی کپڑا سو دلالت کرتا ہے پکڑنا ان کا واسطے عورتوں کے خواب میں اوپر نکاح کے اور مال داری کے اور زیادتی کے بدن میں اور

کل ملبوس یعنی کپڑا دلالت کرتا ہے اوپر جسم پہننے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ اس پر شامل ہوتا ہے خاص کر اور لباس عرف میں دلالت کرتا ہے اوپر قدر لوگوں کے اور احوال ان کے۔ (فتح)

بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ — خواب میں چابیوں کو ہاتھ میں دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ چابی مال ہے اور عزت ہے اور بادشاہی ہے سو جو خواب میں دیکھے کہ اس نے چابی سے دروازہ کھولا تو اس کی مراد حاصل ہو گی خوفناک آدمی کی مدد سے اور جب دیکھے کہ اس کے ہاتھ میں چابی ہے تو وہ پہنچے گا بڑی بادشاہی کو۔ (فتح)

٦٤٩٦ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَلَغَنِيْ أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأُمُوْرَ الْكَثِيْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ.

٦٤٩٦ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو فتح حاصل ہوئی ہے اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں کہا محمد نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ جمع کرتا ہے بہت حکموں کو جو پہلی کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک یا دو امر میں یا مانند اس کی یعنی جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس کے لفظ تھوڑے اور معانی بہت ہوں۔

بَابُ التَّعْلِيْقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ — خواب میں دستاویز اور حلقے کو پکڑنا

فائدہ: اہل تعبیر نے کہا کہ حلقہ اور عروہ مجھولہ دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے کے دین میں جو اس کو پکڑے اور خالص ہونا اس کا بیچ اس کے۔

٦٤٩٧ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح و حَدَّثَنِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ وَوَسَطَ

٦٤٩٧ـ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں باغ کے درمیان ایک ستون ہے اور ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ چڑھ تو میں نے کہا کہ میں نہیں چڑھ سکتا پھر میرے پاس ایک غلام آیا تو اس نے میرا کپڑا اُٹھایا تو

الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ فِيْ أَعْلَى الْعَمُوْدِ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَهْ قُلْتُ لَا أَسْتَطِيْعُ فَأَتَانِيْ وَصِيْفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ فَرَقِيْتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَأَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ.

میں اس پر چڑھا تو میں نے حلقے کو پکڑا پھر میں جاگا اور حالانکہ میں اس حلقے کو پکڑے تھا سو میں نے اس خواب کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ باغ تو اسلام کا باغ ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ مضبوط حلقہ دین کا ہے اور تو اسلام کو ہمیشہ پکڑے رہے گا مرتے دم تک۔

بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهٖ

خیمے کے چوب تکیے کے نیچے دیکھنا

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں بیان کی اور بعض نے ان دونوں بابوں کو جمع کیا ہے اور معتمد یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ حضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا عمود کتاب یعنی چوب خیمے کی کھینچی گئی آپ کے سر کے نیچے سے تو میں اس کو دیکھتا رہا سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ شام میں اس کا عہد مقرر کیا گیا ہے خبردار ہو اور جب فتنے فساد واقع ہوں گے اس وقت ایمان شام میں ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا جیسے کہ وہ علم ہے اس کو فرشتے اٹھائے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا اٹھائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عمود الکتاب ہم کو حکم ہوا ہے کہ اس کو شام میں رکھیں روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے بہت طریقوں سے اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ لکھا تھا اور حدیث کے واسطے سفید جگہ چھوڑی تھی سو اس کو نہ میسر ہوا کہ حدیث لکھے اور ترجمہ میں عمود خیمہ ہے اور حدیث میں عمود الکتاب ہے تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ جو خیمے کا ستون خواب میں دیکھے تو وہ تعبیر کرے جیسے کہ اس حدیث میں واقع ہوا اور یہ قول علمائے تعبیر کا ہے کہا انہوں نے کہ جو خواب میں ستون دیکھے تو تعبیر کرے اس کو دین سے یا ساتھ اس مرد کے کہ اعتماد کرے اس پر بیچ اس کے اور تفسیر کیا ہے انہوں نے عمود کو ساتھ دین اور بادشاہ کے اور جو دیکھے کہ اس پر خیمہ مارا گیا تو وہ بادشاہی پائے گا یا کسی بادشاہ سے جھگڑے گا تو اس پر فتح یاب ہوگا۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں استبرق کو دیکھنا اور بہشت میں داخل ہونا

فائدہ: ترمذی وغیرہ کی روایت میں آیا ہے جیسے میرے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہے استبرق کا سو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس روایت کی طرف اور نسائی کی روایت میں دونوں لفظوں کو جمع کیا ہے اور استبرق بھی ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی۔

٦٤٩٨- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ لَا أَهْوِيْ بِهَا إِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ.

۶۴۹۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑا ہے نہیں قصد کرتا میں ساتھ اس کے کسی مکان کی طرف بہشت میں مگر کہ مجھ کو اس کی طرف لے اُڑتا ہے سو میں نے اس خواب کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تیرا بھائی نیک مرد ہے یا یوں فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اتنا زیادہ ہے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو انہوں نے چاہا کہ مجھ کو دوزخ کی طرف لے جائیں تو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اچھا مرد ہے اگر رات کو تہجد کی نماز پڑھتا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور جب میں سوتا تھا تو صبح تک نہ اٹھتا تھا تو اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں قید کو دیکھنا

فائدہ: یعنی جو خواب میں دیکھے کہ وہ مقید ہے تو اس کی کیا تعبیر ہے اور ظاہر اطلاق حدیث کا یہ ہے کہ تعبیر اس کی ثابت رہنا ہے دین میں تمام وجوہ میں لیکن خاص کیا ہے اس کو اہل تعبیر نے ساتھ اس کے جب کہ وہاں اور کوئی قرینہ نہ ہو جیسا کہ مسافر ہو یا بیمار اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کا سفر اور بیماری دراز ہو گی اور اگر قید میں صفت زائدہ دیکھے جیسے کہ کوئی شخص اپنے پاؤں میں چاندی کی قید دیکھے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ نکاح کرے گا اور اگر سونے کی قید ہو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ مال طلب کرے گا اور اگر پیتل سے ہو تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مکروہ امر کے واسطے ہے یا مال فوت ہونے کے واسطے ہے اور قلعی سے ہو تو وہ اس کے واسطے ہے جس میں سستی ہو اور اگر رسی سے ہو تو دین کے کسی اور امر کے واسطے ہے۔ (فتح)

٦٤٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا

۶۴۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ عَوْفًا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَّأٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلَا يَقُصَّهٗ عَلٰى أَحَدٍ وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ وَرَوٰى قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهٗ بَعْضُهُمْ كُلَّهٗ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا أَحْسِبُهٗ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُوْنُ الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ.

نے فرمایا کہ جب زمانہ قریب آ لگے گا تو نہیں قریب ہے کہ ایماندار کا خواب جھوٹ ہو اور ایماندار کا خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کے چھیالیس حصوں سے اور کہا محمد بن سیرین نے اور میں کہتا ہوں کہ جو پیغمبری سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا کہا ابن سیرین نے اور کہا جاتا تھا کہ خواب تین قسم پر ہے خیال نفس کا اور ڈرانا شیطان کا اور بشارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو جو خواب میں کچھ چیز دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کو کسی سے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اٹھ کر نماز پڑھے کہا اور مکروہ رکھتے تھے پھانسی کو خواب میں اور قید ان کو خوش لگتی تھی یعنی دیکھنا قید کا خواب میں اور کہا جاتا تھا کہ قید کی تعبیر ثابت رہنا ہے دین میں اور روایت کیا ہے اس کو قتادہ اور یونس اور ہشام اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مدرج کیا ہے بعض نے سب کو حدیث میں یعنی سب کو مرفوع ٹھہرایا ہے اور حدیث عوف کی زیادہ تر بیان کرنے والی ہے یعنی اس واسطے کہ اس نے جدا کیا ہے مرفوع کو موقوف سے خاص کر تصریح کی ہے اس میں ساتھ قول ابن سیرین کے، میں کہتا ہوں کہ وہ دلالت کرتا ہے اختصاص پر برخلاف اس کے کہ کہا ہے اس میں کہ کہا جاتا تھا کہ اس میں احتمال ہے برخلاف اول حدیث کے کہ تصریح کی ہے ساتھ مرفوع ہونے اس کے اور کہا یونس نے کہ نہیں گمان کرتا میں اس کو مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قید میں، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے پھانسی مگر گردنوں میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ اس حدیث کے معنی میں دو قول ہیں ایک یہ کہ بہار کے موسم میں جب رات دن برابر ہو جاتے ہیں تو خواب سچا ہوتا ہے اس واسطے کہ اس وقت غالبًا آدمی کی طبیعت صاف ہوتی ہے دوسرا یہ کہ جب قیامت قریب آئے گی تو مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا، میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں مومن کی قید آئی اور جس وقت

میں کہ طبیعتیں برابر اور معتدل ہوتی ہیں وہ وقت مومن کے ساتھ خاص نہیں کافر کی طبع بھی معتدل ہوتی ہے تو لازم آتا ہے کہ اس کا خواب بھی جھوٹ نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد معنی اخیر ہیں یعنی اخیر زمانے میں قیامت کے قریب مسلمان کا خواب سچا ہوا کرے گا اور بنا بر اس کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جب دین کا علم جاتا رہے گا اکثر عالموں کے مرنے سے اور مشکل ہے ہونا پیغمبری کا اس امت میں تو پیغمبری کا بدلہ ان کو سچی خوابیں دی گئیں تا کہ تازہ کرے ان کے واسطے جو علم کہ پرانا ہو دوسرا یہ کہ جب ایماندار کم ہو جائیں گے اور غالب ہو گا کفر اور جہل اور فسق اُن لوگوں پر جو موجود ہوں گے تو لگاؤ پیدا کیا جائے گا ایماندار سے اور مدد دی جائے گی اس کو ساتھ سچی خوابوں کے اس کے اکرام اور تسلی کے واسطے اور بنا بر ان دونوں قولوں کے نہیں خاص ہے یہ ساتھ زمانے معین کے بلکہ جوں جوں قریب ہو گا فارغ ہونا دنیا کا اور دین معدوم ہونے لگے گا تو سچے مسلمان کی خواب بہت سچی ہو گی اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے عیسیٰ علیہ السلام کے اور اول قول ان تینوں میں اولیٰ ہے اور کہا داؤدی نے کہ مراد زمانے کے قریب ہونے سے یہ ہے کہ جلدی جلدی گزر جائے گا اور یہ قیامت کے قریب ہو گا یہاں تک کہ سال مہینے کے برابر ہو گا اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے زمانہ مہدی کا ہے وقت جلدی ہونے عدل کے اور کثرت امن کے کشادہ ہونے رزق کے اور خیر کے اس واسطے کہ یہ زمانہ چین اور آرام کے سبب سے کم اور چھوٹا معلوم ہو گا اور یہ جو کہا نہیں قریب ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف غلبے صادق کے خواب پر اگرچہ ممکن ہو کہ اس سے کوئی چیز جھوٹی نہ ہو اور راجح یہ ہے کہ مراد نفی کذب کی ہے اس سے بالکل اور پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں ہوتا ہے حصہ پیغمبری کا مگر وہ خواب کہ مسلمان صالح اور صادق سے واقع ہوں اور مطلق حدیثیں محمول ہیں اوپر اس کے اس واسطے کہ وہی مسلمان ہے جس کا حال پیغمبر کے حال کے مناسب ہوتا ہے پس اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اکرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پیغمبر کو اور وہ خبردار کرنا ہے کسی غیبی چیز پر اور بہرحال کافر اور منافق اور کاذب اور مخلط سو اگرچہ ان کی خواب بعض وقت میں سچی ہوتی ہے لیکن وہ نہ وحی سے ہوتی ہے نہ پیغمبری سے اس واسطے کہ نہیں ہے یہ بات کہ جو کسی چیز میں سچا ہو اس کی خبر پیغمبری ہو کبھی کاہن سچ بات کہتا ہے اور کبھی نجومی کوئی بات بتلاتا ہے اور وہ ٹھیک ہوتی ہے لیکن یہ نہایت نادر اور کم ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث باب کے معنی یہ ہیں کہ اخیر زمانے میں مسلمان کا خواب جھوٹ نہ ہو گا یعنی واقع ہو گا غالبًا اس وجہ پر کہ نہ محتاج ہو طرف تعبیر کی پس نہ داخل ہو گا اس میں کذب برخلاف ماقبل اس کے کہ اس کی تعبیر کبھی پوشیدہ ہو گی سو بیان کرتا ہے اس کو تعبیر کرنے والا تو نہیں واقع ہوتی ہے جس طرح اس نے کہا پس صادق آتا ہے داخل ہونا جھوٹ کا اس میں اس اعتبار سے اور ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے کہ خواب تین قسم پر ہیں ایک ڈرانا ہے شیطان سے تا کہ آدمی کو غمگین کرے دوسری یہ کہ قصد کرتا ہے آدمی ساتھ اس کے بیداری میں سو اس کو خواب میں دیکھتا ہے تیسری وہ ہے جو ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور نہیں ہے مراد حصر کرنا تین میں واسطے ثابت ہونے

چوتھی قسم حدیث نفس کے اور وہ خطرہ نفس کا ہے اور پانچویں قسم کھیل شیطان کا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا اور میں اس کے پیچھے دوڑتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کھیل ہے کسی کو اس کی خبر مت دے اور چھٹی قسم یہ ہے کہ آدمی کو کسی چیز کی بیداری میں عادت ہو جیسے کسی کو عادت ہو ایک وقت کھانا کھانے کی اور اس وقت وہ سو جائے سو خواب میں دیکھے کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور اس کے اور حدیث نفس کے درمیان عموم خصوص ہے اور ساتویں قسم پریشان خواب ہے، اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا علماء نے کہ قید اس واسطے محبوب ہے کہ اس کا محل پیر ہے اور وہ روکنا ہے گناہوں اور شر اور باطل سے اور مبغوض ہے پھانسی اس واسطے کہ اس کی جگہ گردن ہے اور وہ صفت دوزخیوں کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِذِ الْاَغْلَالُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ﴾ اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا کان یقال مرفوع ہے یا نہیں سو بعض نے کہا کہ کان یقال سے فی الدین تک سب مرفوع ہے اور یہ سب حضرت ﷺ کا کلام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ سب ابن سیرین کا کلام ہے اور فاعل کان یکرہ کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَیْنِ الْجَارِیَةِ فِی الْمَنَامِ — خواب میں نہر جاری دیکھنا

فائدہ: کہا مہلب نے کہ نہر جاری میں کئی احتمال ہیں اگر اس کا پانی صاف ہو تو اس کی تعبیر نیک عمل ہے ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ مراد نہر جاری سے عمل جاری ہے صدقہ سے یا معروف سے زندہ کے واسطے ہو یا مردہ کے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے نعمت اور برکت ہے۔ (فتح)

٦٥٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ وَهِیَ امْرَأَةٌ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ بَایَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فِی السُّکْنٰی حِیْنَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلٰی سُکْنَی الْمُهَاجِرِیْنَ فَاشْتَکٰی فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰی تُوُفِّیَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِیْ أَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْكَ أَبَا السَّآئِبِ فَشَهَادَتِیْ عَلَیْكَ لَقَدْ أَکْرَمَكَ اللّٰهُ قَالَ وَمَا

٦٥٠٠۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ایک عورت ہے ان کی عورتوں سے اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی کہا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصے میں آئے بیچ رہنے کے گھروں میں جب کہ انصاریوں نے قرعہ ڈالا مہاجرین کی بود و باش میں سو عثمان رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم نے ان کی بیمارداری کی یہاں تک کہ فوت ہوئے پھر ہم نے ان کو انہیں کے کپڑوں میں کفنایا اور ہمارے پاس حضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رحمت تجھ کو اے ابو سائب! سو میں تجھ پر گواہی دیتی ہوں کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اکرام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے میں نے کہا میں نہیں جانتی فرمایا کہ بہرحال عثمان رضی اللہ عنہ سو اس کو

يُدْرِيْكِ قُلْتُ لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَآءَهُ الْيَقِيْنُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ أَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِيْ لَهُ.

تو موت آئی اور میں البتہ اس کے واسطے بہتری کا امید وار ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا اور نہ تمہارا ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس کے بعد کسی کو پاک دامن نہ ٹھہراؤں گی کہا ام العلاء رضی اللہ عنہا نے سو میں نے خواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے نہر جاری دیکھی سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا عمل جاری ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل سے چوکیداری کرنا اس کا ہو کافروں کے جہاد میں اس واسطے کہ سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ مرنے سے ہر آدمی کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر راہِ الٰہی میں چوکیداری کرنے والا ہو کہ اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور نڈر ہو گا قبر کے فتنے سے اور ساتھ اس کے دور ہو گا اشکال۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الْمَآءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰى يَرْوَى النَّاسُ رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھینچنا پانی کو کنویں سے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو جائیں روایت کیا ہے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٦٥٠١۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عَلٰى بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا إِذْ جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

٦٥٠١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں ایک کنویں پر پانی کھینچتا تھا یعنی ڈول سے کہ اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول کو لیا یعنی جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی کھینچتے تھے سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی اور کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ اس کے ہاتھ میں پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا بڑا زورآور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ

کر کے ان کے بیٹھنے کی جگہ میں بٹھلایا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لیا تو اس میں اشارہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت سے خلیفہ ہوں گے یعنی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو برخلاف ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی خلافت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح عہد سے نہ تھی لیکن اس میں چند اشارتیں وارد ہوئی ہیں جو صراحت کے قریب ہیں اور مراد ضعف سے یہ ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہو گی ان کے وقت میں اسلام عالم میں خوب نہیں پھیلے گا چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کل دو برس خلیفہ رہے اس مدت میں مسیلمہ کذاب اور مرتدوں کو مار کے عرب کا اسلام مضبوط کر کے کچھ ملک شام کا فتح کیا تھا کہ ان کا انتقال ہوا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے دس برس خلیفہ رہے ان کے وقت میں عالم میں اسلام خوب ہو گیا بلکہ شام اور مصر اور ایران اور عراق اور اکثر روم فتح ہوا چار ہزار بڑے بڑے شہر مع پرگنات فتح ہوئے اور بے شمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور لوگ آسودہ اور غنی ہو گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونا تھا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھلایا سو تشبیہ دی مسلمانوں کے کام کو ساتھ کنویں کے جس میں پانی ہو کہ اس میں ان کی زندگی اور درستی ہو اور پانی پلانا قائم ہونا اس کا ہے ساتھ بھلائیوں ان کی کے اور یہ جو کہا کہ ان کے کھینچنے میں سستی تھی تو اس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نقص نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اخبار ہے کہ ان کی خلافت کی مدت کم ہو گی اور بہر حال خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سو جب دراز ہوئی تو لوگوں کو اس سے بہت فائدہ ہوا اور اسلام کا دائرہ بہت کشادہ ہوا ساتھ کثرت فتوح کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا تو اس میں بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واسطے کچھ نقص نہیں اور نہ اشارہ ہے اس طرف کہ ان سے گناہ واقع ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک کلمہ ہے جو کلام میں کہتے تھے اور اس حدیث میں اعلام ہے ساتھ خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور صحیح ہونے ولایت ان کی کے اور کثرت نفع اٹھانے کے ساتھ دونوں کے سو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہا ابن عربی نے کہ نہیں ہے مراد ساتھ ڈول کے انداز جو دلالت کرے اوپر کم ہونے حصے کے بلکہ مراد قادر ہونا ہے کنویں پر۔ (فتح)

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

کھینچنا ایک یا دو ڈول کا کنویں سے ساتھ سستی کے

٦٥٠٢ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّاسَ

٦٥٠٢ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا جمع ہوئے سو اٹھے ابو بکر رضی اللہ عنہ سو اس نے ایک یا دو ڈول کھینچے اور

اجْتَمَعُوْا فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَفْرِيْ فَرِيَهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا اُٹھا سو وہ ڈول پلٹ کر چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کرنے کے بعد ان کے بیٹھنے کی جگہ بٹھلایا۔

٦٥٠٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

٦٥٠٣۔ ترجمہ اس کا ہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: جو خواب میں دیکھے کہ کنویں سے پانی نکالتا ہے تو کنویں کی تعبیر عورت کے ساتھ کی جاتی ہے اور جو عورت سے اولاد پیدا ہوتی ہے اور اسی پر اعتماد ہے اہل تعبیر کا لیکن وہ بحسب حال اس کے ہے جو پانی کو کھینچے۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ
خواب میں آرام کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ اگر آرام کرنے والا چت لیٹا ہو اپنی پشت پر تو اس کا حکم قوی ہو گا اور دنیا اس کے ہاتھ میں ہو گی اس واسطے کہ زمین قوی تر تکیہ گاہ ہے برخلاف اس کے جب کہ کروٹ پر لیٹا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔

٦٥٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ

٦٥٠٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنِّيْ عَلٰى حَوْضٍ أَسْقِي النَّاسَ فَأَتَانِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ فَنَزَعَ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ فَأَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ يَتَفَجَّرُ.

نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک حوض پر ہوں لوگوں کو پانی پلاتا ہوں سو ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آیا اور اس نے میرے ہاتھ سے ڈول لیا تا کہ مجھ کو راحت دے سو اس نے دو ڈول کھینچے اور اس کے کھینچنے میں سستی تھی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا پھر خطاب کا بیٹا آیا سو اس نے اس سے ڈول لیا سو ہمیشہ رہا کھینچتا یہاں تک کہ لوگوں نے پیٹھ پھیری اور حوض جوش مارتا تھا۔

فائدہ: اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنویں سے پانی نکال کے حوض میں ڈالتے جاتے تھے اور لوگ اس سے اپنے واسطے اور اپنے چوپایوں کے واسطے پانی لیتے تھے اور مراد اس حدیث سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لیا تا کہ مجھ کو راحت دے۔ (فتح)

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں محل کو دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں محل دیکھنا عمل نیک ہے واسطے اہل دین کے اور واسطے غیر کے حبس اور تنگی ہے اور کبھی محل میں داخل ہونے سے مراد نکاح کرنا ہوتا ہے۔ (فتح)

٦٥٠٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

٦٥٠٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی سو میں پلٹ آیا پشت دے کر یعنی مرد کو اس کی عورت کے پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت جوش مارتی ہے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی؟ یعنی یہ بات مجھ سے ممکن نہ تھی۔

فائدہ: بعض نے اعتراض کیا ہے کہ بہشت تکلیف کا گھر نہیں پھر وضو کے کیا معنی؟ کہا قرطبی نے وضو تو صرف اس

واسطے کرتی تھی کہ اس کا حسن اور نور بڑھے نہ یہ کہ وہ میل اور گندگی کو دور کرتی تھی اس واسطے کہ بہشت ان باتوں سے پاک ہے اور جائز ہے کہ وضوء بوجہ تکلیف کے نہ ہو، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ واقع ہونا وضوء کا اس سے حقیقی مراد نہ ہو واسطے ہونے اس کے خواب سو ہوگی وہ مثال عورت مذکورہ کے واسطے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بہشت میں دیکھا اور حالانکہ وہ اس وقت زندہ تھیں سو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ وہ بہشتیوں سے ہے واسطے قول جمہور اہل تعبیر کے کہ جو دیکھے خواب میں کہ وہ بہشت میں داخل ہوا تو وہ بہشت میں داخل ہوگا پھر کیا حال ہے جب کہ ہو دیکھنے والا اس کو سچا سب خلق سے اور مراد وضو سے ستھرائی اس کی ہے حسًا ومعنًی اور پاک ہونا اس کا جسماً وحکماً۔ (فتح)

٦٥٠٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِيْ أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

٦٥٠٦۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا یعنی خواب میں سو اچانک میں نے سونے کا ایک محل دیکھا سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ایک قریشی مرد کا سو نہ منع کیا مجھ کو اس میں داخل ہونے سے اے خطاب کے بیٹے! مگر جو مجھ کو معلوم ہے تیری غیرت سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ پر بھی مجھ کو غیرت آتی؟۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے یا قرائن سے یا وحی سے۔ (فتح)

بَابُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَنَامِ
خواب میں وضوء کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں وضوء کرنا وسیلہ ہے طرف بادشاہ کی یا عمل کی پھر اگر اس کو خواب میں پورا کرے تو حاصل ہوتی ہے مراد اس کی بیداری میں اور اگر دشوار ہو ساتھ عاجز ہونے پانی کے مثلا یا وضو کرے ساتھ اس کے جس سے نماز جائز نہیں تو نہیں اور وضوء واسطے خوف کرنے والے کے امان ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر حاصل ہونے ثواب اور رفع خطایا کے۔ (فتح)

٦٥٠٧۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا

٦٥٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ

نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ فَقَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ.

کو بہشت کے اندر دیکھا سو اچانک وہاں ایک عورت ہے کہ ایک محل کی جانب میں وضوء کرتی ہے سو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو مجھ کو عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد پڑی تو میں پلٹ آیا پشت دے کر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی کہ یا حضرت! کیا آپ پر مجھ کو غیرت آتی؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

خواب میں خانے کعبے کا طواف کرنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خانے کعبے کا طواف دلالت کرتا ہے اوپر حج کے اور اوپر نکاح کرنے کے اور اوپر حاصل ہونے امر مطلوب کے امام سے اور اوپر نیکی ماں باپ کے اور اوپر خدمت عالم کے۔ (فتح)

٦٥٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهٗ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ.

٦٥٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا میں نے اپنے آپ کو دیکھا خانے کعبے کا طواف کرتا ہوں سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے گندمی رنگ، سیدھے بالوں والا دو مردوں کے درمیان اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں نے ادھر اُدھر دیکھا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مرد ہے سرخ رنگ بڑے جسم والا گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ اس کے ساتھ ابن قطن ہے اور ابن قطن ایک مرد ہے بنی مصطلق سے قوم جزاعہ سے۔

بَابٌ إِذَا أَعْطٰى فَضْلَهٗ غَيْرَهٗ فِي النَّوْمِ

خواب میں جب اپنے جھوٹا کسی غیر کو دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٦٥٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَرَى الرِّيَّ يَجْرِيْ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمُ.

٦٥٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا سو میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ تازگی اور تراوت جاری ہوتی ہے پھر میں نے جھوٹا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا لوگوں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ فرمایا علم۔

فائدہ: اور مراد ری سے دودھ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأَمْنِ وَذَهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ
خواب میں امن کا حاصل ہونا اور خوف کا دور ہونا

فائدہ: جو خواب میں اپنے آپ کو خوف کرنے والا دیکھے تو وہ امن میں رہے گا اور اگر بالعکس ہو تو بالعکس۔

٦٥١٠۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّوْنَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَوْ كَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرٰى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِيْ رُؤْيَا فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَ نِيْ مَلَكَانِ

٦٥١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بعض مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے خواب دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے سو اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور میں لڑکا کم عمر تھا اور میرا گھر مسجد تھا یعنی میں مسجد میں رہتا تھا نکاح کرنے سے پہلے سو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اگر تجھ میں نیکی ہوتی تو خواب دیکھتا جیسے یہ لوگ دیکھتے ہیں سو جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا الٰہی! اگر تو مجھ میں نیکی جانتا ہے تو مجھ کو خواب دکھلا سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تھا کہ اچانک دو فرشتے میرے پاس آئے دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا میری طرف متوجہ تھے اور میں دونوں کے درمیان تھا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے پھر میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز

فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلَانِ بِيْ إِلٰى جَهَنَّمَ وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللّٰهَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ أُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ لَنْ تُرَاعَ نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ كُنْتَ تُكْثِرُ الصَّلَاةَ فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتّٰى وَقَفُوْا بِيْ عَلٰى شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهٗ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَأَرٰى فِيْهَا رِجَالًا مُعَلَّقِيْنَ بِالسَّلَاسِلِ رُؤُوْسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ. فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ.

ہے تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر تو اچھا مرد ہے اگر تو بہت نماز پڑھا کرے سو وہ مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ انہوں نے مجھ کو دوزخ کے کنارے پر کھڑا کیا اس کا منہ گول تھا جیسے کنواں گول ہوتا ہے اس کے واسطے قرن ہیں جیسے کنویں کے قرن ہوتے ہیں ہر دو قرن کے درمیان ایک فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے اور میں نے اس میں مردوں کو دیکھا زنجیروں سے لٹکے ان کے سر نیچے کی طرف تھے یعنی الٹے لٹکے تھے میں نے اس میں چند قریشی مردوں کو پہچانا سو وہ فرشتے مجھ کو لے پھرے دائیں طرف سے سو میں نے یہ خواب اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک عبداللہ نیک مرد ہے سو نافع نے کہا سو ہمیشہ رہے عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد بہت نماز پڑھتے یعنی اس کے بعد رات کو تہجد کی نماز بہت پڑھتے تھے۔

فائدہ: مراد قرون سے کنویں کی دونوں جانب ہیں جو پتھروں سے بنائی جاتی ہیں ان پر لکڑی رکھی جاتی ہے اور عادت ہے کہ ہر کنویں کے دو قرن ہوتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی اور یہ کہ جو تعبیر اس کی خواب میں کی جائے وہی تعبیر اس کی بیداری میں ہے اس واسطے کہ جو فرشتے نے اس کی تعبیر کہی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ نہ کہی یعنی جو آخر حدیث میں فرمایا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اور اس میں واقع ہونا وعید کا ہے اوپر ترک سنتوں کے اور جواز وقوع عذاب کے اوپر اس کے، میں کہتا ہوں اور وہ مشروط ہے ساتھ ہمیشگی کرنے کے ترک پر واسطے منہ پھیرنے کے اس سے پس وعید اور تعذیب تو واقع ہوتی ہے حرم پر اور وہ ترک ہے ساتھ قید اعراض کے اور یہ کہ اصل تعبیر پیغمبروں کی طرف سے ہے اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تمنا کی

کہ خواب دیکھے کہ اس کی حضرت ﷺ تعبیر کریں تا کہ ہو یہ اس کے نزدیک اصل اور تصریح کی ہے اشعری نے ساتھ اس کے کہ اصل تعبیر توقیف سے ہے پیغمبروں کی طرف سے اور ان کی زبانوں پر کہا ابن بطال نے کہ لیکن جو وارد ہوا ہے پیغمبروں سے بیچ اس کے اگرچہ اصل ہے سو نہیں عام ہے تمام خوابوں کو سو ضروری ہے واسطے حاذق اس فن کے یہ کہ استدلال کرے ساتھ حسن نظر اپنی کے سو رد کرے اس خواب کو جس پر نص نہیں طرف حکم تمثیل کی اور اس کے واسطے حکم کرے ساتھ نسبت صحیحہ کے سو اس کو اصل ٹھہرائے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ ملحق کرے جیسا فقیہ کرتا ہے اور یہ کہ جائز ہے رات رہنا مسجد میں اور مشروع ہونا نیابت کا بیچ بیان کرنے خواب کے اور ادب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور ڈرنا آپ سے کہ خود اپنا خواب حضرت ﷺ سے بیان نہ کیا اور فضیلت قیام اللیل کی۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْذِ عَلَى الْيَمِينِ فِي النَّوْمِ

خواب میں دائیں طرف چلنا

٦٥١١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَأَى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ إِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَأَخَذَا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللهِ

٦٥١١ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نوجوان لڑکا تھا کنوارا حضرت ﷺ کے زمانے میں سو میں رات کو مسجد میں رہتا تھا اور جو آدمی خواب دیکھتا تھا حضرت ﷺ سے بیان کرتا تھا سو میں نے کہا الٰہی! اگر میرے واسطے تیرے پاس کچھ نیکی ہے تو مجھ کو خواب دکھلا کہ حضرت ﷺ اس کی تعبیر فرمائیں سو میں سویا سو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے سو مجھ کو لے چلے سو ایک اور فرشتہ ان کو ملا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مت ڈر بے شک تو نیک مرد ہے سو دونوں مجھ کو دوزخ کی طرف لے گئے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ گول ہے جیسے کنواں گول ہوتا ہے اور اچانک اس میں لوگ ہیں کہ میں نے بعض کو پہچانا سو دونوں مجھ کو دائیں طرف لے چلے سو جب میں نے صبح کی تو میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک عبداللہ رضی اللہ عنہ نیک مرد ہے اگر رات کو بہت نماز پڑھا کرتا، کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت نماز پڑھا کرتے تھے۔

رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو خواب میں دائیں طرف چلے اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دائیں طرف والوں میں سے ہے۔

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ — خواب میں پیالہ دیکھنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ خواب میں پیالہ دیکھنا عورت کی جہت سے اور پیالہ بلور کا دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر ہونے مخفی چیزوں کے اور چاندی سونے کا پیالہ ثنا نیک ہے۔

٦٥١٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ.

٦٥١٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ دودھ کا پیالہ میرے آگے لایا گیا سو میں نے اس سے پیا پھر میں نے اپنا جوٹھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم۔

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ — جب خواب میں کوئی چیز اڑے یعنی جس کا اڑنا پیدائشی ہو

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ جو خواب میں دیکھے کہ اُڑتا ہے سو اگر ہو آسمان کی طرف بغیر عروج کے تو پہنچے گا اس کو ضرر اور اگر غائب ہو آسمان میں اور نہ پھرے تو وہ مر جائے گا اور اگر رجوع کرے تو بیماری سے ہوش میں آئے گا اور اگر چوڑا اُڑے تو سفر کرے گا اور پہنچے گا رُتبے کو بقدر اُڑنے کے سو اگر اُڑنا بازو سے ہو تو وہ مال ہے یا بادشاہ جو اپنے پردے میں سفر کے اور اگر بغیر بازو کے ہو تو دلالت کرتا ہے اوپر تعزیر کے اس چیز میں کہ داخل ہو بیچ اس کے۔ (فتح)

٦٥١٣۔ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ

٦٥١٣۔ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے واسطے ذکر کیا گیا کہ

نَشِيطٍ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزٌ بِالْيَمَنِ وَالْاٰخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو نظر آیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو میں نے ان کو کاٹ ڈالا اور برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا سو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اڑ گئے سو میں نے دونوں کنگنوں کی تعبیر ان دونوں جھوٹوں سے کی جو نکلے گے یعنی ظاہر ہوں گے، کہا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک تو عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ یہ خواب اپنے طور پر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے دونوں کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی اس واسطے کہ جھوٹ رکھنا چیز کا ہے بے محل اور اسی طرح جھوٹا رکھتا ہے خبر کو اپنی غیر جگہ میں سو جب حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے اور حالانکہ وہ حضرت ﷺ کے لباس سے نہیں اس واسطے کہ وہ عورتوں کا لباس ہیں اس سے پہچانا گیا کہ عنقریب ظاہر ہوگا جو پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور نیز سونے کا لباس منع ہے تو اس میں دلیل ہے ان کے جھوٹ پر اور مؤکد ہوا یہ ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کو حکم ہوا ان میں پھونک مارنے کا سو دونوں اڑ گئے سو اس سے پہچانا گیا کہ ان دونوں کا امر ثابت نہیں رہے گا اور یہ کہ وحی کا کلام جو آپ کے پاس آیا ان کو دور کر دے گا اور پھونک مارنا دلالت کرتا ہے کلام پر اور مسیلمہ کذاب کا حال اور اس کا قتل ہونا جنگ اُحد میں بیان ہو چکا ہے کہا کرمانی نے کہ اسود عنسی کو ذوالحمار کہا جاتا تھا اس واسطے کہ اس نے گدھے کو سکھلایا ہوا تھا کہ جب وہ اس کو کہتا سجدہ کر تو وہ اپنے سر کو جھکاتا تھا کہا ابن عربی نے کہ حضرت ﷺ کو مسیلمہ اور عنسی کے بطلان کی توقع تھی سو محمول کیا خواب کو ان دونوں پر تاکہ ہو اخراج خواب کا دونوں پر اس واسطے کہ جب خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ وحی سے ہو اور اول بات قوی تر ہے اور سونے کے کنگن نہ ہونے میں اشارہ ہے طرف دور ہونے اور معدوم ہونے ان کے امر کی اس واسطے کہ ذہب کے معنی ہیں جانا رہنا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَأَى بَقَرًا تُنْحَرُ

جب خواب میں دیکھے گائے ذبح کی جاتی تو اس کی کیا

تعبیر ہے؟۔

٦٥١٤۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ جَدِّهٖ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی أُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَیْتُ فِی الْمَنَامِ أَنِّیْ أُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ إِلٰی أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِیْ إِلٰی أَنَّهَا الْیَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ وَرَأَیْتُ فِیْهَا بَقَرًا وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَیْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَیْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ آتَانَا اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ یَوْمِ بَدْرٍ.

۶۵۱۴۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کرتا ہوں مکے سے اس زمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں سو میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا سو حقیقت میں ہجرت کا مقام تو مدینہ نکلا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شہید ہونا مسلمانوں کا ہے جنگ اُحد کے دن اور اچانک خیر وہ چیز ہے جو لایا اللہ خیر اور ثواب صدق سے جو دیا ہم کو اللہ تعالیٰ نے بعد دن جنگ بدر کے۔

فائدہ: احمد اور نسائی اور دارمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں اور میں نے دیکھی خواب میں گائے جو ذبح کی جاتی ہے سو میں نے تعبیر کی زرہ مضبوط سے مدینہ اور گائے ذبح کرنا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی خیر ہے اور باب کی حدیث میں اگرچہ گائے کے ذبح کرنے کا ذکر نہیں لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں ذکر کیا اس کو باب میں واسطے نہ ہونے اس کے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر کہا اہل تعبیر نے کہ گائے کو خواب میں دیکھنا کئی وجہ سے ہے اگر ایک گائے ہو تو اس کی تعبیر عورت اور خادم اور زمین ہے اور یہ جو کہا کہ بعد جنگ بدر کے تو مراد مابعد سے فتح ہونا خیبر کا ہے پھر مکے کا اور منصوب ہونا یوم کا یعنی جو لایا اللہ تعالیٰ بعد بدر ثانی کے مسلمانوں کے دل ثابت رکھنے سے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ مراد ساتھ خیر کے غنیمت ہو اور بعد لینے بعد خیر کے اور خیر اور ثواب دونوں جنگ بدر میں حاصل ہوئے تھے، میں کہتا ہوں اور اس سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث میں واللہ خیر منجملہ خواب کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں گائے دیکھی اور خیر دیکھی سو تاویل کیا گائے کو ان اصحاب پر جو جنگ اُحد کے دن قتل ہوئے اور تاویل کیا خیر کو اس چیز پر کہ حاصل ہوئی ان کے واسطے ثواب صدق سے لڑنے میں اور صبر کرنے سے جہاد پر جنگ بدر کے دن اور جو اس کے بعد ہے فتح مکہ تک اور بنا بر اس کے پس مراد ساتھ بعدیت کے نہیں خاص ہے ساتھ اس چیز کے جو درمیان بدر اور اُحد کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد بدر سے بدر موعد ہو نہ جنگ مشہور جو سابق ہے اُحد سے اس واسطے

کہ بدر موعد جنگ اُحد کے بعد تھا اور نہیں واقع ہوئی ہے اس میں لڑائی اور جب مشرکین جنگ اُحد سے پھرے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے وعدہ کی جگہ آئندہ سال بدر ہے سو حضرت ﷺ آئندہ سال کو بدر کی طرف نکلے اور مشرکین وہاں حاضر نہ ہوئے سو اس کا نام بدر موعد رکھا گیا سو اشارہ کیا ساتھ صدق کے اس طرف کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کیا اور وعدہ خلاف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ثواب دیا اس پر ساتھ اس کے جو فتح کیا ان پر بعد اس کے قریظہ اور خیبر سے اور جو اس کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ — خواب میں پھونک مارنا

فائدہ: کہا اہل تعبیر نے کہ پھونک مارنے کی تعبیر کلام ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے جو پھونک ماری گئی بغیر تکلف شدید کے واسطے سہل ہونے پھونک مارنے کے پھونک مارنے والے پر اور اللہ تعالیٰ نے دونوں جھوٹوں کو ہلاک کیا حضرت ﷺ کی کلام سے۔ (فتح)

٦٥١٥۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوْتِيْتُ خَزَآئِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِيْ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

٦٥١٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں آخرت میں آگے ہوں گے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ اچانک زمین کے خزانے میرے سامنے کیے گئے تو سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو مجھ پر بہت بھاری پڑے اور انہوں نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار سو میں نے ان کو پھونک ماری یعنی تو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دونوں جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں صنعاء اور یمامہ والا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ خزانوں کے وہ چیز ہے جو فتح ہوئی حضرت ﷺ کی امت پر غنیمتوں سے کسریٰ اور قیصر وغیرہ کے خزانوں سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ خزانوں کے چاندی اور سونے کی کانیں ہوں اور کہا اس کے غیر نے کہ مراد اس سے عام تر ہے اور حضرت ﷺ کو بھارے اس واسطے معلوم ہوئے کہ سونا عورتوں کا لباس ہے اور مردوں پر حرام ہے اور پھونک مارنے میں اشارہ ہے طرف حقارت ان کی کے اور مراد حقارت معنوی ہے نہ

حسی اور مراد اڑ جانے سے یہ ہے کہ ان کا امر نابود ہو جائے گا اور کہا بعض نے کہ کنگن کفار بادشاہوں کا لباس ہے کہا قرطبی نے کہ مناسبت اس تاویل کی واسطے اس خواب کے یہ ہے کہ اہل صنعاء اور اہل یمامہ مسلمان ہوئے تھے تو گویا کہ وہ اسلام کے دو بازو تھے سو جب دونوں میں دو جھوٹے ظاہر ہوئے اور ان لوگوں کو ورغلایا اپنی طمع باتوں اور جھوٹے دعویٰ سے تو بہت لوگوں نے اس کے ساتھ دھوکا کھایا تو دونوں ہاتھ بجائے دو شہروں کے ہوئے اور دو کنگن بجائے دو جھوٹوں کے اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جس وقت حضرت ﷺ یہ خواب بیان کی اس وقت وہ دونوں موجود تھے مسیلمہ کذاب نے تو حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا لیکن نہ بڑھی شوکت اس کی اور نہ واقع ہوئی لڑائی اس سے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مارا گیا اور اسود عنسی نے بھی حضرت ﷺ کی زندگی میں پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی شوکت بڑی ہوئی اور مسلمانوں سے اس کی لڑائی ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مارا گیا کہا ابن عربی نے کہ احتمال ہے کہ یہ تعبیر حضرت ﷺ نے وحی سے کی ہو اور احتمال ہے کہ فال لینے کے واسطے کی ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا رَأَى أَنَّهُ أَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوَرَةٍ فَأَسْكَنَهُ مَوْضِعًا آخَرَ

جب دیکھے کہ اس نے ایک گوشے سے چیز نکالی اور دوسری جگہ رکھی

٦٥١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا.

٦٥١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی۔

فائدہ: مہیعہ جحفہ کا نام ہے جو مدینے سے چھ کوس ہے وہاں یہودی رہتے تھے مدینے میں اکثر وبا رہتی تھی جب سے کہ حضرت ﷺ نے دعا کی اور یہ خواب دیکھی تو وہاں سے وبا جاتی رہی اور ایک روایت میں ہے کہ نکالی گئی مدینے سے اور سکونت کرائی گئی جحفہ میں اور یہی ہے موافق واسطے ترجمہ کے اور ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ فاعل اخراج کا حضرت ﷺ ہیں اور گویا کہ منسوب کیا گیا نکالنا طرف حضرت ﷺ کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے دعا کی کہا مہلب نے کہ یہ خواب قسم خواب معبرہ سے ہے اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ مثال بیان کی جائے اور

وجہ تمثیل کی یہ ہے کہ چیرا گیا اسم سودا سے بدی اور بیماری کو پس تاویل کیا گیا نکلنا ان کا ساتھ اس چیز کے کہ جمع کرے اس کے اسم کو اور اس کے بال پریشان ہونے کی تعبیر کی ساتھ اس کے کہ جو فتنہ فساد اٹھائے وہ مدینے سے خارج ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ بال پریشان ہونے کے بخار ہے اس واسطے کہ وہ جوش دلاتا ہے بدن کو ساتھ کھڑا کرنے رونگٹے کے خاص کر جب کہ سودا سے ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَآءِ

باب ہے کالی عورت کے بیان میں یعنی جو خود آپ خواب میں دیکھے

٦٥١٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِيْنَةِ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

٦٥١٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مدینے کے بیان میں کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت دیکھی جس کے سر کے بال پریشان تھے مدینے سے نکلی یہاں تک کہ مہیعہ میں جا کر اتری تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں ڈالی گئی اور وہ جحفہ ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّأْسِ

خواب میں پریشان بالوں والی عورت کو دیکھنا

٦٥١٨۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ.

٦٥١٨۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو پہلے گزرا۔

بَابُ إِذَا هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

جب خواب میں دیکھے کہ اس نے تلوار کو ہلایا

٦٥١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

٦٥١٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں تلوار کو ہلایا تو وہ سینے سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ اُحد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی سے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ اُحد کے بعد خیبر اور مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا۔

فائدہ: یہ حدیث ضرب المثل ہے اور مراد تلوار سے اصحاب ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور مراد ہلانے سے حکم کرنا ہے ان کو ساتھ لڑائی کے اور مراد ٹوٹ جانے سے قتل ہونا ان کا ہے اور مراد دوسری بار ہلانے اور پھر بدستور ہونے سے جمع ہونا ان کا ہے اور فتح یاب ہونا اوپر ان کے کہا اہل تعبیر نے کہ جو تلوار پائے خواب میں تو وہ بادشاہی پائے گا یا حکومت پائے گا یا امانت یا بی یا اولاد اور اگر تلوار کو میان میں کرے تو وہ نکاح کرے گا اور اگر کسی شخص کو مارے تو اس کی عیب جوئی کرے گا اور اگر خواب میں دیکھے کہ کسی سے لڑتا ہے اور اس کی تلوار اس سے لمبی ہے تو وہ اس پر غالب ہوگا اور بڑی تلوار دیکھے وہ فتنہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلُمِهٖ

جو خواب میں جھوٹ بولے یعنی جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو وہ مذموم ہے

٦٥٢٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ أَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ

٦٥٢٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بے دیکھے اپنی طرف سے بنا کر خواب بیان کرے تو اس کو یہ حکم ہوگا کہ دو جو کو گرہ دے کر جوڑے اور یہ ہرگز نہ کر سکے گا یعنی نہ دو جو میں گرہ پڑ سکے گی نہ اس سے عذاب موقوف ہوگا اور جو کان لگائے قوم کی بات سننے کے واسطے اور اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو یا وہ اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو اس کے دونوں کانوں میں پگھلا ہوا شیشہ ڈالا جائے گا قیامت کے دن اور جو کسی جاندار کی تصویر

أَنْ يَّنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيَانُ وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ.

بنائے تو اس کو عذاب ہوگا اور اس کو حکم ہوگا کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہ ڈال سکے گا کہا سفیان نے موصول کیا ہے اس کو ہمارے واسطے ایوب نے اور کہا قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوعوانہ نے عکرمہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے قول اس کا جو اپنی خواب میں جھوٹ بولے، الخ۔

فائدہ: جو خواب میں جھوٹ بولے کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت وارد ہوئی ہے وعید بیچ اس کے باوجود اس کے کہ جاگتے جھوٹ بولنا کبھی سخت تر ہوتا ہے اس سے فساد میں اس واسطے کہ کبھی ہوتی ہے شہادت قتل میں یا حد میں یا مال کے لینے میں اس واسطے کہ خواب میں جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خواب دکھلایا جو اس نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا سخت تر ہے جھوٹ بولنے سے خلق پر اس واسطے کہ جب خواب ایک حصہ ہے پیغمبری کا اور جو پیغمبری کا حصہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اشعریہ نے کہ اس پر کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور جو اس کو منع کرتے ہیں ان کی دلیل یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے اس کو امور دنیا پر اور حق یہ ہے کہ تکلیف مذکور حدیث میں وہ تکلیف مصطلح نہیں بلکہ مراد اس سے تعذیب ہے علی الدوام اور یہ جو قید کی کہ اس کا سننا ان کو برا لگتا ہو تو مستثنیٰ ہے اس سے جس سے وہ راضی ہوں یا پکار کر بات کرتے ہوں اور جو وہاں بیٹھا ہو اس کو بلا قصد سنے کہ وہ اس وعید میں داخل نہیں اور حکمت اس وعید میں یہ ہے کہ اول جھوٹ بولنا ہے پیغمبری کی جنس پر اور دوسرے نے تنازع کیا ہے خالق سے اس کی قدرت میں اور اسی طرح داخل ہے اس وعید میں وہ شخص جو سنے بات اس کی جو اپنا دروازہ بند کر کے اپنے گھر والوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہو اور اس حدیث میں ہے کہ جو بندگی سے نکلے مستحق ہوتا ہے وہ عقوبت کا بقدر خروج اس کے اور یہ کہ جاہل اس میں اپنی جہالت سے معذور نہیں اور اسی طرح جو اس میں تاویل باطل کرے اس واسطے کہ حدیث میں فرق نہیں کیا کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ نام رکھا ہے جھوٹی خواب کا حلم اور اس کا نام رؤیا نہ رکھا اس واسطے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اس نے خواب دیکھا اور حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا سو ہوا کاذب اور جھوٹا اور جھوٹ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان کی طرف سے ہے اور البتہ فرمایا کہ حلم شیطان کی طرف سے ہے اور مناسبت وعید مذکور کی واسطے جھوٹ باندھنے والے کی خواب میں اور واسطے مصور کے یہ ہے کہ خواب ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اور وہ صورت معنوی ہے سو اس نے اپنی

جھوٹ سی صورت پیدا کی جو واقع میں نہیں ہوئی جیسی کہ پیدا کی ہے مصور نے وجود میں صورت جو حقیقت میں نہیں اس واسطے کہ صورت حقیقی وہ ہے جس میں روح ہو سو تکلیف دی گئی صاحب لطیف صورت کو یعنی جھوٹی خواب بنانے والے کو ساتھ امر لطیف کے اور وہ دو جو کو جوڑنا ہے گرہ دے کر اور تکلیف دی گئی سورت کثیف یعنی تصویر بنانے والے کو ساتھ امر شدید کے اور وہ یہ ہے کہ اس تصویر میں روح کو پھونکے اور واقع ہوئی ہے وعید ہر ایک کی دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ اس کو عذاب ہوگا یہاں تک کہ کرے جس کی اس کو تکلیف دی گئی اور حالانکہ وہ اس کو نہیں کر سکے گا سو مراد اس سے یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ عذاب ہوا کرے گا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کان لگائے اور جو جھوٹی خواب اور صورت بنائے مانند اس کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول اس کا یعنی بعض راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے۔

٦٥٢١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَ.

۶۵۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب بہتانوں میں سے بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھلائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھی یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے۔

فائدہ: اور معنی نسبت خواب کی طرف آنکھ کی باوجود اس کے کہ آنکھوں نے کچھ نہیں دیکھا یہ ہے کہ اس نے خبر دی دونوں آنکھوں سے ساتھ دیکھنے کے اور حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا

جب خواب میں دیکھے وہ چیز جو اس کو بری معلوم ہو تو اس کی خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے

٦٥٢٢۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ وَأَنَا كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِيْ حَتّٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

۶۵۲۲۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے سنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اور میں خواب دیکھتا تھا سو مجھ کو بیمار کرتی یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نیک خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو محبوب ہو سو نہ بیان کرے اس کو مگر جس

الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ إِلَّا مَنْ يُّحِبُّ وَإِذَا رَأٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ.

سے محبت ہو اور جب بری خواب دیکھے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس کی بدی سے اور شیطان کی بدی سے اور چاہیے کہ تھوکے تین بار اور نہ بیان کرے کسی سے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ بیان کرے اس کو مگر اپنے دوست سے تو یہ اس واسطے کہ جب نیک خواب اپنے دشمن سے بیان کرے تو اس کی تعبیر کرے گا ساتھ اس کے جو نہیں چاہتا یا عداوت سے یا حسد سے سو کبھی واقع ہوتی ہے اوپر اس صفت کے یا جلدی کرتا ہے اپنے نفس کے واسطے اس سے غم سو اس سبب سے حکم فرمایا کہ دشمن سے خواب بیان نہ کرے۔ (فتح)

٦٥٢٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يُحِبُّهَا فَإِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَإِذَا رَأٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَإِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ.

٦٥٢٣۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی خواب دیکھے جو اس کو اچھی معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اس کو بیان کرے اور جب اس کے سوائے اور خواب دیکھے جو اس کو بری معلوم ہو تو وہ تو شیطان کی طرف سے ہے سو چاہیے کہ پناہ مانگے اس کی بدی سے اور نہ ذکر کرے اس کو کسی سے سو بے شک وہ اس کو ہرگز نقصان نہ کرے گی۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ

باب ہے جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی اول تعبیر کرنے والے کے واسطے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے یعنی جس طرح وہ تعبیر کہے اسی طرح واقع ہوتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ خواب پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ نہ تعبیر کی جائے سو جب تعبیر کی جائے تو واقع ہوتی ہے یعنی جس طرح اس نے تعبیر کی اور ایک روایت میں ہے کہ خواب واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور اس کی مثل ایک مرد کی مثل ہے جس نے اپنا پاؤں اٹھایا سو وہ انتظار کرتا ہے کہ کب رکھے سو اشارہ

کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف کہ یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ تعبیر کرنے والا اپنی تعبیر میں ٹھیک بات پا جائے اور لیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس سے جو باب کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو نے بعض ٹھیک تعبیر کی اور بعض جگہ پر تو چوک گیا اس واسطے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جس چیز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے اگر حضرت ﷺ اس کو اس کے واسطے بیان کرتے تو اس کی وہی تعبیر صحیح ہوتی جو حضرت ﷺ اس کی تعبیر کرتے اور نہ اعتبار ہوتا پہلی تعبیر کا جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چوک گئے تھے کہا ابوعبیدہ وغیرہ نے کہ یہ جو کہا کہ خواب کی تعبیر اول تعبیر کرنے والے کے واسطے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اول تعبیر کرنے والا عالم ہو پس تعبیر کرے اور ٹھیک بات پا جائے ورنہ ٹھیک بات اس کی ہے جو اس کے بعد تعبیر کرے اس واسطے کہ نہیں ہے مدار مگر اوپر پانے ٹھیک بات کے خواب کی تعبیر میں تاکہ پہنچے ساتھ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کی مراد کے اس چیز میں جس کی اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی سو جب ٹھیک بات پا جائے تو نہیں لائق ہے کہ دوسرے سے پوچھے اور اگر ٹھیک بات نہ پائے تو پھر دوسرے سے پوچھے اور لازم ہے اس پر کہ اس کی تعبیر کہے جو اس کے دل میں آئے اور بیان کرے جو دل کو معلوم نہ ہوا، میں کہتا ہوں اور یہ تاویل نہیں موافق ابورزین کی حدیث کو کہ جو خواب کی تعبیر کہی جائے تو واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ تعبیر مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ اس کا تعبیر کرنے والا عالم مسیّب ہو پس وارد ہوگا اس پر قول حضرت ﷺ کا بری خواب میں کہ نہ بیان کرے اس کو کسی سے اور حکمت اس نہی کی یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اس کی تعبیر بری کہتا ہے ظاہر میں باوجود اس احتمال کے کہ باطن میں بہتر ہو سو واقع ہوتی ہے موافق تعبیر کے اور ممکن ہے جواب ساتھ اس کے کہ یہ متعلق ہے ساتھ دیکھنے والے کے سو جب اس کو کسی سے بیان کرے اور وہ اس کے واسطے اس کی تعبیر بری کہے تو اس کو جائز ہے کہ جلدی کرے اور کسی اور سے اس کی تعبیر پوچھے جو ٹھیک بات پائے پس نہیں ضروری ہے واقع ہونا اول تعبیر کا بلکہ واقع ہوتی ہے تعبیر اس کی جو ٹھیک تعبیر کہے اور اگر خواب دیکھنے والا قصور کرے اور دوسرے سے نہ پوچھے تو واقع ہوتی ہے تعبیر پہلے کی اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے ہے جو روایت کی عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب کوئی خواب دیکھے اور اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیے کہ کہے بہتری ہمارے واسطے اور بدی ہمارے دشمنوں کے واسطے لیکن اس کی سند منقطع ہے اور ذکر کیا ہے تعبیر کے اماموں نے کہ ادب خواب دیکھنے والے کے سے ہے یہ کہ ہو صادق لہجہ اور یہ کہ سوئے باوضوء اپنی دائیں کروٹ پر اور یہ کہ پڑھے سورۂ والشمس اور واللیل اور سورۂ والتین اور سورۂ اخلاص اور معوذتین اور کہے کہ الٰہی! میں پناہ مانگتا ہوں تیری بدخوابوں سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری شیطان کی کھیل سے خواب اور بیداری میں الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خواب نیک سچی نافع یاد رہنے والی نہ بھولنے والی اور مجھ کو دکھلا خواب میں جو میں چاہتا ہوں اور اس کے ادب سے ہے یہ کہ نہ بیان کرے اس کو عورت پر اور نہ دشمن پر اور نہ جاہل

پر اور تعبیر کرنے والے کے ادب سے یہ ہے کہ نہ تعبیر کہے اس کی وقت چڑھنے سورج کے اور نہ وقت ڈوبنے اس کے اور نہ وقت زوال کے اور نہ رات کو۔ (فتح)

٦٥٢٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ أَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّيْ فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْهَا قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِيْ يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهٗ تَنْطُفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَآءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَأْخُذُهٗ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ

٦٥٢٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بدلی سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے سو میں نے دیکھا کہ لوگ اس سے اپنی انگلیوں میں بھرتے ہیں بعض آدمی زیادہ لیتا ہے اور بعض کم اور اچانک میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو حضرت ﷺ اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ گئے پھر حضرت ﷺ کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اس کو پکڑا سو وہ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی یعنی سو وہ بھی چڑھ گیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ حضرت ﷺ پر قربان اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر اجازت ہو تو میں اس خواب کی تعبیر کہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ہی اس کی تعبیر کہہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بدلی تو اسلام کی بدلی ہے اور گھی اور شہد جو ٹپکتا ہے سو قرآن ہے اور اس کی شیرینی ٹپکتی ہے اور جو لوگ انگلیوں میں لیتے ہیں سو قرآن خواں ہیں کسی کو بہت قرآن یاد ہے اور کسی کو کم اور بہر حال وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہے سو وہ دین حق ہے جس پر آپ قائم ہیں سو آپ اس کو پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے سبب سے اپنی طرف چڑھا لے گا پھر آپ کے بعد ایک اور مرد اس کو پکڑ کے اوپر چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑ کے چڑھ جائے گا پھر ایک اور مرد اس کو پکڑے گا تو وہ رسی اس کے ساتھ ٹوٹ جائے گی پھر اس کے واسطے جوڑی جائے گی تو وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ جائے

بِهٖ فَأَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ.

گا سو یا حضرت! مجھ کو خبر دیجیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کی یا میں کہیں چوک گیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بعض جگہ ٹھیک تعبیر کہی اور بعض جگہ تو چوک گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی قسم ہے اللہ تعالیٰ کی یا حضرت! آپ مجھ کو بتلایئے کہ جو میں چوک گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا نہ قسم دے یعنی اور حضرت ﷺ نے انکار کیا خبر دینے سے۔

فائدہ: کہا مہلب نے تو جیہ تعبیر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بدلی ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہشتیوں پر اور اسی طرح بنی اسرائیل پر بھی اور اسی طرح اسلام بچاتا ہے ایذاء سے اور چین پاتا ہے ساتھ اس کے ایماندار دنیا اور آخرت میں اور بہرحال شہد سو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے واسطے شفا ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن شفا ہے سینے کی بیماریوں کے واسطے اور وہ میٹھا ہے کانوں پر شہد کی طرح مذاق ہیں اور جن لوگوں نے رسی کو حضرت ﷺ کے بعد پکڑا تھا وہ تینوں خلیفے ہیں اور جس کے ساتھ رسی ٹوٹ گئی پھر جوڑی گئی تھی وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ ہر چند تعبیر ٹھیک تھی لیکن خطا یہ ہوئی کہ حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت مانگی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صبر کرتے اور حضرت ﷺ خود اس کی تعبیر کہتے تو خوب ہوتا اور موافق تر ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ خطا خواب کی تعبیر میں ہوئی یعنی چوک گیا تو اپنی بعض تاویل میں نہ اس واسطے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے اس کی تعبیر کی اجازت مانگی اور تائید کرتا ہے اس کی ترجمہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں کہا کہ جو نہیں دیکھتا تعبیر خواب کی واسطے اول تعبیر کرنے والے کے جب کہ ٹھیک بات نہ پائے اور بعض علماء یوں کہتے ہیں کہ بعض عبارت کی تعبیر میں خطا نہ ہوئی شہد کی تعبیر تو قرآن سے خوب ہوئی لیکن گھی کی حدیث کو کہنا تھا ذکر کیا گیا ہے یہ طحاوی سے اور حکایت کیا ہے اس کو خطیب نے اہل تعبیر سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے تعبیر کی اجازت اس واسطے مانگی تھی تا کہ حضرت ﷺ کے سامنے اس کی تعبیر کہیں اور حضرت ﷺ اس تعبیر کو سنیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے اپنے علم کا اندازا پہچانیں واسطے تقریر حضرت ﷺ کے اور احتمال ہے کہ مراد گھی اور شہد سے علم اور عمل ہو اور احتمال ہے کہ فہم اور حفظ ہو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قسم کو سچا نہ کہا اس واسطے کہ قسم کا سچا کرنا تو وہاں ہوتا ہے جہاں کو مفسدہ نہ ہو اور نہ مشقت ظاہرہ اور اگر وہاں یہ ہو تو نہیں ہے سچا کرنا قسم کا اور شاید مفسدہ اس میں وہ چیز ہے جو معلوم کی حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی رسی ٹوٹنے سے اور وہ قتل ہونا اس کا ہے اور یہ لڑائیاں اور فتنے وفساد جو اس پر مرتب ہیں سو حضرت ﷺ نے اس کے ذکر کرنے کو برا جانا واسطے خوف مشہور ہو جانے اس کے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ اگر حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کا سبب بیان کرتا تو اس سے لازم آتا کہ

اس کو لوگوں کے درمیان جھڑکی دیں اور احتمال ہے کہ ہو چوک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیچ ترک تعیین ان مردوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں سو اگر حضرت ﷺ ان کی قسم کو سچا کرتے تو اس سے لازم آتا کہ ان کو معین کریں اور حضرت ﷺ کو اس کا حکم نہ تھا اس واسطے کہ اگر ان کو معین کرتے ہر ایک کا نام لے کر تو ہوتی نص ان کی خلافت پر اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں سابق ہو چکا ہے کہ خلافت اسی وجہ پر ہوگی سو حضرت ﷺ نے ان کی تعیین نہ کی اس خوف سے کہ واقع ہو فتنہ بیچ اس کے اور بعض نے کہا کہ مراد خطائت اور اصبت سے یہ ہے کہ تعبیر خواب کا مرجع گمان ہے اور گمان میں کبھی چوک ہوتی ہے اور کبھی ٹھیک بات پا لیتا ہے، میں کہتا ہوں اور یہ سب جو گزر چکا ہے اس کو میں نے بطور حکایت کے نقل کیا ہے ورنہ میں راضی نہیں کہ خطا اور توہم وغیرہ کا لفظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں بولا جائے اور بعض نے کہا کہ چوک عثمان رضی اللہ عنہ کے خلع میں ہے اس واسطے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے رسی کو پکڑا اور وہ رسی ٹوٹ گئی اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ خود بخود اس سے نکلے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو خلافت سے خلع نہیں کیا تو صواب یہ ہے کہ مراد اس سے کوئی اور شخص ہو سوائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو سچا کرنا قسم کا واسطے اس چیز کے کہ داخل ہوتی ہے نفسوں میں خاص کر اس شخص سے جس کے ہاتھ میں رسی ٹوٹ گئی اگرچہ جوڑی گئی اور بعض نے کہا کہ مراد چوکنا ہے اس امر میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو قسم دی اور بعض نے کہا کہ صواب تعبیر میں یہ ہے کہ مراد بدلی سے رسول ﷺ ہے اور کہا بعض عارفوں نے کہ دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس بات سے باز رہے اس امر میں کلام نہ کرے اور نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف خطا کو منسوب کرے بلکہ واجب ہے اور سکوت اختیار کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ علماء نے اس خطا کے بیان کرنے میں جرأت کی باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بیان نہیں کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بیان کرنے سے اس وقت مفسدہ پیدا ہوتا تھا اور اب اس مفسدے کا خوف نہیں رہا باوجود اس کے کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ سب کا سب بطریق احتمال کے ہے اور کسی بات کا ان میں سے پکا یقین نہیں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں یہ کہ بے شک خواب تعیین ہے اول تعبیر کرنے والے کے واسطے اور یہ کہ نہیں مستحب ہے سچا کرنا قسم کا جب کہ اس میں مفسدہ ہو اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم کرنے علم خوابوں کے اور تعبیر خوابوں کے اور فضیلت ان کے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اطلاع سے اوپر بعض غیب چیزوں کے اور کائنات کی چھپی چیزوں کے اور یہ کہ نہ تعبیر کرے خواب کی مگر عالم ناصح امین حبیب اور یہ کہ تعبیر کرنے والا کبھی چوک جاتا ہے اور کبھی ٹھیک بات پا جاتا ہے اور یہ کہ جائز ہے عالم تعبیر کے واسطے یہ کہ جب رہے تعبیر خوابوں کی سے یا بعض خوابوں کی سے جب کہ چھپانا راجح ہو ذکر کرنے پر اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس میں عموم ہو اور اگر ایک کے ساتھ مثلاً خاص ہو تو نہیں ہے کچھ ڈر کہ خبر دے ساتھ اس کے تاکہ صبر کے واسطے تیاری کرے اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے ظاہر کرنا علم کا جب کہ اس کی نیت خالص ہو اور خود پسندی

سے امن ہو اور کلام کرنا عالم کا ساتھ علم کے سامنے اس کے جو اس سے زیادہ تر عالم ہو جب کہ اس کو صریح اجازت دے اور اسی طرح جائز ہے فتویٰ دینا اور حکم کرنا۔ (فتح)

بَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ — صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کہنا

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف ضعف اس چیز کی کہ جو روایت کی عبدالرزاق نے بعض علماء سے کہ نہ بیان کر اپنی خواب کو عورت پر اور نہ خبر دے ساتھ اس کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے اہل تعبیر سے کہ مستحب ہے کہ ہو تعبیر خواب کی سورج نکلنے کے رابعہ تک اور عصر سے سورج ڈوبنے تک اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مستحب ہونے تعبیر اس کی کے سورج نکلنے سے پہلے کہا مہلب نے کہ صبح کی نماز کے وقت خواب کی تعبیر کہنا اولیٰ ہے اور وقتوں سے اس واسطے کہ اس کو اس وقت خواب بخوبی یاد ہوتی ہے کہ اس کے دیکھنے کا وقت قریب ہوتا ہے صبح کی نماز سے برخلاف اور وقت کے کہ دم بدم اس سے دور ہوتا ہے اور تعبیر کرنے والے کا ذہن حاضر ہوتا ہے اور اس وقت اس کو اپنے معاش کے فکر کا شغل کم ہوتا ہے اور تاکہ پہچان لے خواب دیکھنے والا جو عارض ہو گا اس کو خواب کے سبب سے سو بشارت لے ساتھ خیر کے اور بچے اور ڈرے بدی سے اور اس کے واسطے سامان کرے سو اکثر اوقات خواب ڈرانا ہوتا ہے گناہوں سے تو گناہوں سے باز رہتا ہے اور بہت اوقات کسی کام سے ڈرانا ہوتا ہے سو وہ اس کا منتظر رہتا ہے۔ (فتح)

۶۵۲۵۔ حَدَّثَنِيْ مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَبُوْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ لِأَصْحَابِهٖ هَلْ رَأٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنْ رُّؤْيَا قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُصَّ وَإِنَّهٗ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهٗ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ وَإِنَّهُمَا قَالَا لِي انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ وَإِذَا آخَرُ قَآئِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهٖ

۶۵۲۵۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے بہت فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے سو بیان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بیان کرے اور بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح کو ہم سے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ رات کو دو آنے والے میرے پاس آئے اور دونوں نے مجھ کو جگایا اور مجھ سے کہا کہ چل اور بے شک میں ان کے ساتھ چلا اور ہم ایک مرد کے پاس آئے کو کروٹ پر لیٹا تھا اور اچانک ایک مرد اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا ہے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے سر پر پتھر مارنے کے واسطے جھکتا ہے اور اس کے سر کو کچلتا ہے تو پتھر لڑھک جاتا ہے اس طرف تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے کہ لے آئے سو وہ اس کی طرف نہیں پھرتا

فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هَا هُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِّنْ حَدِيْدٍ وَإِذَا هُوَ يَأْتِيْ أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهُ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهُ إِلٰى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ أَبُوْ رَجَاءٍ فَيَشُقُّ قَالَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُوْلٰى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ قَالَ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَّأَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ أَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَّسْبَحُ

یہاں تک کہ اس کا سر درست ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے تھا سو وہ مرد اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسے پہلی بار اس کے ساتھ کیا تھا تو میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم چت لیٹے مرد کے پاس آئے اور اچانک ایک اور مرد اس کے ہاتھ میں لوہے کی سنی ہے اور اچانک وہ اس کے منہ کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گل پڑے کو پھاڑ ڈالتا ہے اس کی گدی تک اور اس کی ناک کی سوراخ کو اس کی پیٹھ تک اور اس کی آنکھ اس کی پیٹھ تک کہا اور اکثر اوقات ابو رجا راوی نے کہا فیشق بدل فیشر شر کی پھر اس کی دوسری جانب کی طرف پھرتا ہے سو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی جانب کے ساتھ کیا تھا سو نہیں فارغ ہوتا اس جانب سے یہاں تک کہ دوسری جانب درست ہو جاتی ہے جیسے تھی پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس کے ساتھ کرتا ہے جیسا پہلی بار کیا حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے تو ایک گڑھے پر جو مثل تنور کی تھا پہنچے کہا راوی نے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں شور وغل ہے سو ہم اس میں جھانکنے لگے سو اچانک اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں سو اچانک ان کو نیچے سے لپٹ آتی ہے سو جب ان کو یہ لپٹ آتی ہے تو چلاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے ان سے کہا کہ یہ کون ہیں تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل سو ہم چلے یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے میں گمان کرتا ہوں کہ فرماتے تھے کہ وہ سرخ رنگ تھی خون کی

وَإِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً وَإِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَآءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَإِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيْهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَآءِ وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وِلْدَانٍ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِيَ انْطَلِقِ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ أَرَ رَوْضَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِيَ ارْقَ فِيْهَا قَالَ فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا فَانْتَهَيْنَا إِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَأَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِيْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَآءٍ قَالَ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا

طرح اور اچانک نہر میں ایک مرد ہے تیرنے والا جو تیرتا ہے اور اچانک نہر کے کنارے پر ایک مرد ہے اس نے اپنے پاس بہت پتھروں کو جمع کیا ہے سو جب یہ تیرنے والا تیرتا ہے جو تیرتا ہے پھر آتا ہے اس مرد کی طرف جس نے پتھروں کو جمع کیا یعنی چاہتا ہے کہ نکلے تو اس کے واسطے اپنا منہ کھولتا ہے تو وہ کنارے والے اس کے منہ میں پتھر مارتا ہے سو وہ چلتا ہے اور اس نہر میں تیرتا ہے پھر اس کی طرف پلٹ آتا ہے جب اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے واسطے منہ کھولتا ہے تو وہ اس کے منہ میں پتھر ڈالتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دونوں سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل فرمایا سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک مرد بدشکل پر پہنچے جیسے تو بہت بدشکل مرد اور عورت دیکھے ہوں اور اچانک اس کے پاس آگ ہے اس کو بھڑکا رہا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے میں نے دونوں سے کہا یہ کون ہے؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ چل چل سو ہم چلے سو ہم ایک باغ تک پہنچے کہ اس میں ہر قسم شگوفہ بہار کا تھا اور اچانک باغ کے درمیان ایک دراز قد مرد ہے نہیں قریب کہ میں اس کے سر کو دیکھوں بسبب درازی کے آسمان میں اور اچانک اس مرد کے گرد لڑکے ہیں میں نے کبھی اس سے زیادہ تر لڑکے نہیں دیکھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ یہ کون ہیں؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ آگے چل آگے چل فرمایا سو ہم چلے ہم ایک بڑے باغ تک پہنچے کہ میں نے کبھی کوئی باغ اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چڑھ سو ہم اس میں چڑھے سو ہم ایک شہر تک پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا سو

فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهَرِ قَالَ وَإِذَا نَهَرٌ مُّعْتَرِضٌ يَّجْرِيْ كَأَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ فَسَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا فَإِذَا قَصْرٌ مِّثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَ قَالَا هٰذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا ذَرَانِيْ فَأَدْخُلَهٗ قَالَا أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهٗ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا هٰذَا الَّذِيْ رَأَيْتُ قَالَ قَالَا لِيْ أَمَا إِنَّا سَنُخْبِرُكَ أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهٗ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ إِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنُهٗ إِلٰى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهٖ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ فِيْ مِثْلِ بِنَآءِ التَّنُّوْرِ فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهَرِ وَيُلْقَمُ الْحَجَرَ فَإِنَّهٗ آكِلُ الرِّبَا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْآةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَإِنَّهٗ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ

ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے چاہا کہ دروازہ کھلے سو ہمارے واسطے دروازہ کھولا گیا سو ہم اس کے اندر داخل ہوئے سو ہم کو اس میں کچھ مرد ملے ان کی آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت اچھی شکل دیکھی اور آدھی شکل جیسی کہ تو نے بہت بری شکل دیکھی ہو تو فرمایا دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگاؤ اور اچانک ایک نہر ہے کہ جاری ہوتی ہے چوڑائی میں جیسے اس کا پانی خالص دودھ ہے سفیدی میں سو وہ گئے اور اس میں کود پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ ان سے یہ بدی یعنی بدصورتی جاتی رہی تو ہو گئے نہایت اچھی صورت میں یعنی جو آدھا حصہ ان کا بدصورت تھا وہ بھی خوبصورت ہو گیا تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ بہشت ہے ہمیشہ رہنے کا یعنی یہ شہر اور یہ تیری جگہ ہے تو میری آنکھ نے اوپر کی طرف بہت اونچی نظر کی سو اچانک ایک محل ہے سفید بدلی کی طرح تو دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ ہے تیری جگہ تو میں نے دونوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم میں برکت کرے مجھ کو چھوڑو کہ میں اس میں داخل ہوں تو دونوں نے کہا کہ اس وقت تو تو داخل نہیں ہو گا اور تو اس میں داخل ہونے والا ہے یعنی بعد موت کے حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے دونوں سے کہا کہ بے شک میں نے ابتدا آج کی رات سے عجب دیکھا سو کیا ہے یہ جو میں نے دیکھا؟ تو دونوں نے مجھ سے کہا خبردار ہو بے شک ہم تجھ کو خبر دیں گے بہرحال پہلا مرد جس پر تو آیا تھا جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا سو وہ مرد تھا جو قرآن کو سیکھ کر چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز سے سو جاتا ہے نہیں پڑھتا اور جس مرد پر تو آیا تھا جس کے گل پھڑی چیری جاتی تھی پیٹھ تک اور اس کی ناک اور آنکھ پیٹھ تک سو وہ مرد ہے جو

الطَّوِيْلُ الَّذِیْ فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنًا وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحًا فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

صبح کو گھر سے نکلتا تھا اور جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا یہاں تک کہ سارے جہان میں اس کا جھوٹ مشہور ہو جاتا تھا اور بہر حال ننگے مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھے تو وہ حرام کار عورتیں اور مرد ہیں اور جس مرد پر تو آیا کہ نہر میں تیرتا تھا اور پتھر کھاتا تھا سو وہ سود خور ہے اور جو مرد بد شکل کہ آگ کے پاس تھا اس کو بھڑکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا سو مالک ہے دوزخ کا داروغہ اور جو دراز قد مرد کہ باغ میں تھا سو وہ ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو لڑکے کہ اس کے گرد تھے سو ہر لڑکا ہے جو فطرت اسلام پر مرا کہا راوی نے سو بعض مسلمانوں نے کہا یا حضرت! اور مشرکوں کی اولاد؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کی اولاد کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی اولاد کے ساتھ ملحق ہیں (یعنی اور یہ جو فرمایا ھم من آبائھم تو یہ اس کو معارض نہیں اس واسطے کہ یہ دنیا کا حکم ہے) اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بدشکل تھے سو وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اور بد عملوں کو ملایا اللہ تعالیٰ نے ان سے معاف کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور پہلا گھر جس میں تو داخل ہوا تھا سو وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے اور یہ شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ہوں اور یہ میکائیل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے مرد اور عورتیں دیکھیں نہایت بدصورت ان کے بدنوں سے پاخانوں کی طرح بو آتی ہے میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ لوگ حرام کار ہیں پھر ہم نے آگے مردے دیکھے سوجے ہوئے نہایت بدبودار کہا کہ یہ کافروں کے مردے ہیں پھر ہم نے آگے اور مرد دیکھے جو درختوں کے سائے میں سوتے ہیں میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے مردے ہیں پھر ہم نے اس سے آگے اور مرد دیکھے نہایت خوبصورت اور خوشبودار اور کہا کہ یہ لوگ صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور اس حدیث میں اور بھی فائدے ہیں ایک یہ کہ معراج کئی بار واقع ہوئی جاگتے بھی اور سوتے بھی کئی طرح پر اور یہ کہ بعض گنہگاروں کو عذاب ہوتا ہے برزخ میں اور اس میں تحذیر ہے سو جانے سے فرض نماز سے اور قرآن چھوڑنے سے اس کے واسطے جس کو یاد ہو اور اس میں ڈرانا ہے زنا سے اور سود کھانے سے اور عمداً جھوٹ بولنے سے اور یہ کہ جس کے واسطے بہشت میں محل ہیں وہ اس میں نہیں رہے گا اس حال میں کہ دنیا میں ہو یعنی زندہ بلکہ مرنے کے بعد اس میں

داخل ہوگا یہاں تک کہ پیغمبر اور شہید بھی اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر طلب علم کے اور اس میں فضیلت شہیدوں کی ہے اور یہ کہ ان کی جگہ بہشت میں سب جگہوں سے اونچی ہے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ابراہیم علیہ السلام سے بھی بلند تر درجہ ہو کیونکہ احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا وہاں رہنا بسبب پرورش لڑکوں کے ہو اور ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہو شہیدوں کی جگہوں سے اونچی جیسا کہ معراج میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں دیکھا اور حالانکہ ان کی جگہ اعلیٰ علیین میں ہے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی جگہ میں قرار گیر ہو گا اور یہ کہ جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اللہ تعالیٰ اس سے معاف کرے گا الہٰی! ہم سے معاف کر اپنی رحمت کے ساتھ اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور اس حدیث میں اہتمام کرنا ہے ساتھ امر خواب کے ساتھ سوال کرنے کے اس سے اور فضیلت اس کی تعبیر کی اور مستحب ہونا بعد نماز صبح کے اس واسطے کہ اس وقت دل جمع ہوتا ہے اور اس میں متوجہ ہونا امام کا ہے طرف نمازیوں کی بعد نماز کے جب کہ اس کے بعد سنت مؤکدہ نہ ہو اور ارادہ کرے کہ ان کو وعظ کرے یا فتویٰ دے یا ان میں حکم کرے اور یہ کہ استقبال قبلے کا ترک کرنا واسطے متوجہ ہونے کے نمازیوں پر مکروہ نہیں بلکہ مشروع اور درست ہے مانند خطبہ پڑھنے والے کے کہا کرمانی نے کہ مناسب عقوبت مذکورہ کی اس میں واسطے گناہوں کے ظاہر ہے سوائے زنا کے کہ اس میں خفا ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ ننگا ہونا رسوائی ہے مانند زنا کی اور زانی کی شان سے ہے طلب کرنا خلوت کا سو مناسب ہوا اس کو تنور اور نیز اس نے کہا کہ حکمت بیچ اقتصار کرنے کے فقط انہیں گنہگاروں پر سوائے غیر ان کے یہ ہے کہ عقوبت متعلق ہے ساتھ قول اور فعل کے سو اول بنا بر اس چیز کے ہے کہ نہیں لائق ہے کہ کہی جائے اور دوسرا یا بدنی ہے یا مالی ہے سو ان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک مثال بیان کی تا کہ اس کے ساتھ تنبیہ کی جائے ان لوگوں پر جو ان کے سوائے ہیں جیسے کہ تنبیہ کی ساتھ اس شخص کے کہ ذکر کیا گیا ہے اہل ثواب سے اور یہ کہ وہ چار مراتب پر ہیں اول درجے پیغمبروں کے دوم درجے امت کے سب سے اعلیٰ شہید لوگ ہیں تیسرے وہ جو بالغ ہوں چوتھے وہ جو بالغ نہ ہوں۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب الديات

كتاب استتابة المعاندين والمرتدين

کتاب الاکراہ

کتاب الحیل

كتاب التعبير

فیض الباری
علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی
اردو ترجمہ
فتح الباری
ابن حجر العسقلانی
شرح صحیح بخاری
جلد ۲۹
تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب
تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی
بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر
مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْفِتَنِ — کتاب ہے فتنوں فسادوں کے بیان میں

فائدہ: فتن جمع ہے فتنے کی اور اصل فتنہ داخل کرنا سونے کا ہے آگ میں تا کہ ظاہر ہو کھوٹا ہے یا کھرا اور استعمال کیا جاتا ہے بیچ داخل کرنے آدمی کے آگ میں اور اطلاق کیا جاتا ہے عذاب پر اور اس چیز پر کہ حاصل ہے عذاب سے اور آزمانے اور جانچنے پر اور اس چیز پر کہ دفع کیا جاتا ہے طرف اس کی آدمی شدت سے اور اکثر استعمال اس کی شدت میں ہے اور بعض نے کہا کہ اصل فتنہ کا آزمانا اور جانچنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہر اس چیز میں کہ نکالے اس کو محنت اور اختیار طرف مکروہ کی پھر بولا گیا ہر چیز مکروہ پر یا جس کا انجام اس کی طرف ہو مانند کفر اور اثم اور تحریق اور فضیحت اور گناہ وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾.

جو وارد ہوا ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے تم میں ظالموں کو خاص

فائدہ: میں کہتا ہوں وارد ہوئی ہے اس میں وہ چیز جو روایت کی ہے احمد اور بزار نے مطرف بن عبداللہ کے طریق سے کہ ہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا یعنی جنگ جمل میں اے ابوعبداللہ! تم کیوں آئے البتہ تم نے ضائع کیا خلیفے کو جو قتل ہوا یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینے میں پھر تم اس کے قصاص لینے کے واسطے بصرے میں آئے؟ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھا کہ بچو فتنے سے کہ تم میں سے خاص ظالموں کو نہ پہنچے یعنی بلکہ کہیں ایسا نہ ہو سب کو عام ہو اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں اتری اُن کو جنگ جمل کے دن فتنہ پہنچا اور نیز طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ برے کام کو اپنے درمیان برقرار رکھیں پس عام ہو گا ان کو عذاب اور اس حدیث کے واسطے شاہد ہے عدی کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا عام لوگوں کو ساتھ عمل خاص کے یہاں تک کہ دیکھیں بد کام کو اپنے درمیان اور حالانکہ اس کے انکار کرنے پر قادر ہوں سو جب ایسا کریں تو اللہ عام اور خاص سب لوگوں کو عذاب کرتا ہے۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں سے ڈراتے تھے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی وعید سے تبدیل اور بدعت نکالنے پر اس واسطے کہ فتنے اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (فتح)

٦٥٢٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا عَلٰى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِي فَأَقُوْلُ أُمَّتِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرٰى. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَّرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

٦٥٢٦۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنے حوض کوثر پر انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے سو کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میری امت ہے تو کہا جائے گا تو نہیں جانتا ہے کہ پھر گئے ایڑیوں کے بل یعنی تیرے بعد دین سے پھر گئے کہا ابن ابی ملیکہ نے الٰہی! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ پھر جائیں ہم ایڑیوں کے بل یا فتنے میں پڑیں یعنی دین میں۔

٦٥٢٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ إِلَيَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ حَتّٰى إِذَا أَهْوَيْتُ لِأُنَاوِلَهُمْ اخْتُلِجُوْا دُوْنِي فَأَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَصْحَابِي يَقُوْلُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

٦٥٢٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارا پیشوا ہوں حوض کوثر پر البتہ میرے سامنے لائے جائیں گے تم میں سے چند لوگ یہاں تک کہ جب ان کی طرف جھکوں گا کہ حوضِ کوثر کا پانی ان کو دوں تو وہ لوگ میرے پاس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو حکم ہوگا کہ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں نکالیں۔

٦٥٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَمَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ. قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ

٦٥٢٨۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ میں تمہارا ہراول اور پیشوا ہوں حوضِ کوثر پر جو اس پر آئے گا اس سے پیے گا اور جو اس سے پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا یعنی ہمیشہ سیراب رہے گا البتہ چند لوگ میرے پاس آئیں گے میں ان کو پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے، کہا ابو حازم نے سو نعمان نے مجھ کو سنا اور حالانکہ میں ان سے یہ حدیث بیان کرتا تھا تو اس نے کہا کہ تو نے اسی طرح

فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلٰى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيْدُ فِيْهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِّنِّيْ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ.

سہل رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا البتہ میں گواہی دیتا ہوں ابوسعید رضی اللہ عنہ پر البتہ میں نے اس سے سنا اس میں زیادہ کرتا تھا اتنا کہ حضرت ﷺ فرمائیں گے کہ وہ مجھ سے ہیں یعنی میری امت سے تو حکم ہوگا کہ بے شک تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا بدل ڈالا تو میں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے میرے بعد دین بدل ڈالا۔

فائدہ: یہ جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا اس واسطے کہ وہ صفت ہے اس کی جو بہشت میں داخل ہوگا اور اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو چند گروہ عرب کے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے پس نہیں ہے کوئی اشکال بیچ بیزار ہونے حضرت ﷺ کے ان سے اور دور کرنا ان کا اور اگر مرتد نہیں ہوئے تھے لیکن کوئی بڑا گناہ کیا تھا بدن کے عملوں سے یا کوئی بدعت نکالی تھی دل کے اعتقاد سے تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے منہ پھیرا ہو اور ان کی شفاعت نہ کی ہو واسطے پیروی حکم اللہ تعالیٰ کے بیچ حق ان کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے گناہ کی سزا دے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ وہ حضرت ﷺ کے عموم شفاعت میں داخل ہوں جو آپ کی امت کے کبیرے گناہ والوں کے واسطے ہوگی سو نکالے جائیں گے وقت نکالنے موحدین کے آگ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ تم دیکھو گے میرے بعد وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

اور کہا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم صبر کرتے رہو تاوقتیکہ تم حوضِ کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت تک۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ حنین میں گزری اور اس میں ہے کہ یہ حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا۔

٦٥٢٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَّأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

٦٥٢٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد دیکھو گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے، اصحاب نے کہا یا حضرت! پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا

قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ.

حق ہے اس کو ان کی طرف ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا۔

فائدہ: اور حاصل اثرت کا خاص ہونا ہے ساتھ جسے دنیاوی کے یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت اور دنیا ملے گی اور وہ کام جو تم کو برے معلوم ہوں گے یعنی دین کے کاموں سے اور یہ جو کہا کہ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں یعنی جب یہ واقع ہو تو ہم کیا کریں اور قول حضرت ﷺ کا ان کی طرف یعنی حاکموں کی طرف اور قول حضرت ﷺ کا حق ان کا یعنی وہ حق کہ واجب ہے ان کو مطالبہ کرنا اور قبض کرنا اس کا برابر ہے کہ ان کے ساتھ خاص ہو یا عام ہو یعنی ادا کرنا زکوٰۃ کا اور جہاد میں نکلنا جب کہ معین ہو نکلنا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اپنا حق اللہ سے مانگنا یعنی یہ کہ اللہ ان کے دل میں ڈالے کہ تمہارا انصاف کریں یا ان کے بدلے کوئی نیک حاکم اللہ تم کو دے اور ظاہر اس کا عام ہونا ہے مخاطبین میں یعنی یہ حکم انصار یا مہاجرین کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے واسطے ہے بہ نسبت حاکم کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر تعمیم کے سو روایت کی طبرانی نے یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ اس نے کہا یا حضرت! اگر ہم پر ایسے حاکم ہوں جو اپنا حق ہم سے لیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو کیا ہم ان سے لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جو تم پر حاکم کی فرمانبرداری کا حق ہے وہ ادا کرنا اور جو ان پر حق ہے اس کا ادا کرنا اُن پر واجب ہے اور روایت کی مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مرفوع کہ عنقریب حاکم ہوں گے وہ برے کام کریں گے سو جو ان کو برا جانے گا وہ بری ہوگا اور جو انکار کرے گا وہ سلامت رہے گا لیکن جو راضی ہوگا اور جو پیروی کرے گا وہ گناہ میں ان کے ساتھ ہوگا اصحاب نے کہا کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جب تک کہ نماز پڑھتے رہیں اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں فتنے فساد ہوں گے حضرت ﷺ نے پوچھا کس طرف سے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حاکموں اور علماء کی طرف سے جو حاکم ہوں گے وہ لوگوں کو اُن کا حق نہ دیں گے یعنی ان کا حصہ بیت المال سے نہ دیں گے سو لوگ اپنا حق ان سے طلب کریں گے اور فتنے میں پڑیں گے اور یہ علماء حاکموں کے تابع ہوں گے تو وہ بھی فتنے میں پڑیں گے میں نے کہا سو کس طرح کوئی ان سے بچے گا فرمایا کہ ساتھ باز رہنے کے اور صبر کرنے کے اگر اُن کا حق ان کو دیں تو لے لیں اور اگر نہ دیں تو ان کو چھوڑ دیں۔ (فتح)

٦٥٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ

٦٥٣٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے اس واسطے کہ جو بادشاہ کی اطاعت سے بالشت بھر نکلے گا تو اس کی موت بطورِ جاہلیت

مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

کے ہے۔

٦٥٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

۶۵۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے حاکم سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ اس پر صبر کرے سو بے شک شان یہ ہے کہ جو جماعت سے بالشت بھر جدا ہو گا اور مرے گا تو اس کا مرنا بطورِ کفر کے ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جو جماعت سے جدا ہو گا یعنی بادشاہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کے ساتھ لڑے گا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ جدا ہونے کے کوشش کرنا ہے بیچ کھولنے گرہ بیعت کے یعنی بیعت خلافت کی توڑنے میں جو اس بادشاہ یا حاکم کے واسطے حاصل ہوئی ہے اگرچہ ادنیٰ چیز سے ہو سو مراد رکھی اس سے بقدر بالشت کے اس واسطے کہ اس کا انجام ناحق خون ریزی کی طرف ہوتا ہے اور مراد ساتھ موت جاہلیت کے اہل جاہلیت کی طرح مرنا ہے گمراہی پر اور حالانکہ اس کے واسطے کوئی امام بادشاہ نہ ہو اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت لوگ بادشاہ اور حاکم کو نہ پہچانتے تھے اور نہ ان میں کوئی حاکم بادشاہ تھا جس کی حکم برداری کرتے ہوں بلکہ ہر ایک آدمی بسر خود تھا اور یہ مراد نہیں کہ وہ کافر ہو کے مرے گا بلکہ گنہگار مرے گا اور احتمال ہے کہ ہو تشبیہ ظاہر پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرے گا مثل موت جاہلیت کے اگرچہ وہ جاہلی نہ ہو یا یہ حدیث وارد ہوئی ہے بطورِ زجر اور تنفیر کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اور البتہ اجماع ہے فقہاء کا اوپر واجب ہونے فرمانبرداری بادشاہ متغلب کے یعنی جو زور سے بادشاہ بن بیٹھے اور واجب ہے جہاد کرنا ساتھ اس کے اور یہ کہ اس کی حکم برداری بہتر ہے اس کی بغاوت سے اس واسطے کہ اس میں نگاہ رکھنا ہے خونوں کا اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے اور جو اس کے موافق ہے اور نہیں مستثنیٰ کی انہوں نے کوئی چیز مگر جب کہ بادشاہ سے صریح کفر کو دیکھیں تو اس وقت اس کی فرمانبرداری جائز نہیں بلکہ واجب ہے مجاہدہ اس کا اس کے واسطے جو اس پر قادر ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ (فتح)

٦٥٣٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا

۶۵۳۲۔ حضرت جنادہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور حالانکہ وہ بیمار تھے ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اچھا کرے ہم سے وہ حدیث بیان کر کہ اللہ تجھ کو اس سے

عَلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيْضٌ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْ بِحَدِيْثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةً عَلَيْنَا وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهٗ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ.

نفع دے جو تو نے حضرت ﷺ سے سنی ہو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو بلایا یعنی عقبہ کی رات کو تو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو فرمایا اس چیز میں کہ ہم پر شرط کی یہ کہ ہم نے بیعت کی آپ کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور اپنی تنگی اور آسانی میں اور اپنے اوپر غیر کی تقدیم میں اور یہ کہ نہ تنازع کریں ہم حاکموں سے حکومت میں مگر یہ کہ تم ان سے صریح کفر دیکھو جس میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل ہو۔

فائدہ: یعنی حاکم جو حکم کرے اس کی فرمانبرداری واجب ہے خواہ وہ کام سخت ہو یا آسان تو خوش ہو یا ناخوش اور اس حال میں بھی کہ حاکم تیرے اوپر غیر کو بغیر اس کی حقیقت کے مقدم کرے غیر کو دے تجھ کو نہ دے یا بیت المال سے تیرا حق تجھ کو نہ دے اور قول اس کا مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہیں اور قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس اس میں اللہ کی طرف سے دلیل ہو یعنی نص آیت یا حدیث صحیح ہو جو تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب تک کہ ان کے فعل میں تاویل کا احتمال ہو تب تک ان سے باغی ہونا جائز نہیں اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد کفر سے اس جگہ نافرمانی اور گناہ ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہ تنازع کرو حاکموں سے ان کی حکومت میں اور نہ اعتراض کرو اوپر ان کے مگر یہ کہ ان سے بری بات محقق دیکھو کہ تم اس کو اسلام کے قواعد سے جانتے ہو سو جب تم اس کو دیکھو تو اس سے انکار کرو اور کہو حق جس جگہ کہ ہو تم اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ گناہ کے اس جگہ کفر اور گناہ ہے سو نہ اعتراض کیا جائے بادشاہ پر مگر جب کہ واقع ہو کفر صریح میں اور ظاہر یہ ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ حکومت میں جھگڑا ہو یعنی حکومت اور بادشاہی میں جھگڑا کرنا بادشاہ سے جائز نہیں مگر جب کہ کفر صریح کرے اور گناہ کی روایت محمول ہے اس پر کہ جب کہ ہو تنازع اس چیز میں کہ حکومت کے سوائے ہو اور جب نہ قدح کرے اس کی بادشاہی میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں ساتھ اس طور کے کہ انکار کرے اس پر ساتھ نرمی کے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ اس پر قادر ہو اور منقول ہے داؤدی سے کہ علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر حاکم ظالم ہو اور اس کی بیعت توڑنے پر بغیر فتنے کے قادر ہو تو واجب ہے توڑنا اس کی بیعت کا نہیں تو واجب ہے صبر کرنا اور بعض سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے عقد کرنا خلافت کا واسطے فاسق کے ابتداءً اور اگر پہلے عادل ہو پھر ظالم ہو جائے تو صحیح یہ ہے کہ اس کی بیعت توڑنا بھی منع ہے مگر یہ کہ کفر کرے پس

واجب ہے باغی ہونا اس سے۔(فتح)

٦٥٣٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِي قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِي.

۶۵۳۳۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! آپ نے فلانے کو تحصیل زکوۃ پر حاکم کیا اور مجھ کو نہیں کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بے شک تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے سو صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔

فائدہ: اس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکومت مانگی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ تم میرے بعد غیروں کو اپنے اوپر مقدم دیکھو گے تو اس کا سر یہ ہے کہ اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر مقدم کیا ہے کہ اس کو حکومت دی اور مجھ کو نہیں دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گمان کی نفی کی کہ تیرا یہ گمان غلط ہے اور اس کے واسطے بیان کیا کہ یہ آپ کے زمانہ میں واقع نہیں ہوگا اور یہ کہ نہیں خاص کیا اس کو اس کی ذات کے واسطے بلکہ واسطے عام ہونے مصلحت مسلمانوں کے اور یہ کہ دنیا کی تقدیم کی طلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگی سو ان کو حکم کیا کہ اس وقت صبر کریں۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلٰى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَآءَ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی جو بے وقوف ہوں گے۔

فائدہ: باب کی حدیث میں سفہاء کا لفظ واقع نہیں ہوا لیکن ایک روایت میں آیا ہے علی رؤوس غلمة سفهاء من قريش سو بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

٦٥٣٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلٰى يَدَيْ

۶۵۳۴۔ حضرت سعید بن عمرو سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے کی مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ مروان تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے صادق مصدوق یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھ سے ہوگی تو مروان نے کہا کہ ان لونڈوں پر اللہ کی لعنت کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں چاہوں کہ کہوں کہ فلانے کی اولاد اور فلانے کی اولاد

غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٌ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَّبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّيْ إِلٰى بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ مُلِّكُوْا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰى هٰٓؤُلَآءِ أَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ.

تو البتہ کروں سو میں اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کی طرف نکلتا تھا جب کہ بادشاہ ہوئے شام کے ملک میں سو جب لونڈے نوجوان دیکھے تو ہم سے کہا اُمید ہے کہ یہ لوگ ان میں سے ہوں ہم نے کہا تو زیادہ تر دانا ہے۔

فائدہ: کہا ابن اثیر نے کہ مراد غلمہ سے یہاں نابالغ لڑکے ہیں اسی واسطے ان کو کم عمر بیان کیا میں کہتا ہوں کہ مراد اس سے ناقص عقل اور تدبیر اور دین میں اگرچہ بالغ ہو اور وہی مراد ہے اس جگہ اس واسطے کہ بنی امیہ میں سے کوئی ایسا خلیفہ نہیں ہوا جو نابالغ ہو اور اسی طرح جن کو انہوں نے عامل بنایا اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور ایک روایت میں ہے ہلاک امتی اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ کہ اور مراد امت سے اس جگہ خاص اس زمانہ کے لوگ ہیں نہ تمام امت قیامت تک اور مراد ہلاک ہونے سے یہ ہے کہ اگر تم ان کی تابعداری کرو گے تو تمہارا دین ہلاک ہو جائے گا اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو تم کو ہلاک کر ڈالیں گے یعنی تمہاری دنیا میں یا ساتھ جان مارنے کے یا مال لے جانے کے یا دونوں کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں لونڈوں کی حکومت سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بازار میں چلتے تھے اور کہتے تھے الٰہی! نہ پائے مجھ کو ساٹھواں سال اور نہ لونڈوں کی حکومت اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اول ان لونڈوں کا ۶۰ھ ساٹھ میں ہو گا یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ یزید بن معاویہ اس میں خلیفہ ہوا اور باقی رہا ۶۴ھ تک پھر مر گیا پھر اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ ہوا وہ بھی چند مہینوں کے بعد مر گیا اور یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتلا دوں تو شاید کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام معلوم تھے لیکن انہوں نے کسی کو نہیں بتلائے اور یہ جو کہا کہ جب ان کو نوجوان لڑکے نے دیکھا تو یہ قوی کرتا ہے اس احتمال کو کہ مراد ساتھ لونڈوں کے اولاد اس شخص کی ہے جس نے اپنی اولاد کو خلیفہ کیا اور اس کے سبب سے فساد واقع ہوا پس نسبت کیا گیا طرف ان کی اور بہرحال یہ جو کہا اس نے تردد کیا اس میں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کون سے لوگ مراد ہیں تو یہ اس جہت سے ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کا نام نہیں لیا اور ظاہر یہ ہے کہ مذکورین منجملہ ان کے ہیں اور اول ان کا یزید ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا راس ستین وامارۃ الصبیان اس واسطے کہ یزید اکثر بوڑھوں سے حکومت چھینتا تھا اور اپنے قرابتی نوجوانوں کو دیتا تھا اور تعجب ہے مروان کے لعنت کرنے سے ان لونڈوں کو باوجود اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی کی اولاد میں

سے ہیں سو شاید اللہ نے یہ لعنت اس کی زبان پر جاری کی تا کہ ہو سخت حجت اوپر ان کے اور شاید کہ وہ نصیحت پکڑیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں بیچ لعنت حکم والد مروان کے اور اس کی اولاد کے اور شاید خاص ہے ساتھ ان لونڈوں کے اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے جس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں بھی حجت ہے واسطے نہ باغی ہونے کے بادشاہ سے اگرچہ ظالم ہو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کے نام بتلا دیے اور یہ نہ فرمایا کہ ان پر خروج کرنا باوجود خبر دینے کے کہ میری امت کی ہلاکت ان کے ہاتھ سے ہوگی اس واسطے کہ خروج کرنا اشد ہے ہلاک کرنے میں پس اختیار کیا سہل امر کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے

فائدہ: خاص کیا عرب کو اس واسطے کہ وہ پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے اور واسطے ڈرانے کے کہ جب فتنے فساد واقع ہوں گے تو ہلاکت ان کی طرف بہت جلدی کرے گی۔ (فتح)

٦٥٣٥۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ سُفْيَانُ تِسْعِيْنَ أَوْ مِائَةً قِيْلَ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ.

٦٥٣٥۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو کے جاگے آپ کا چہرہ سرخ تھا فرماتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی ہے یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور عقد کیا سفیان نے نوے یا سو کا یعنی اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ کیا کہا گیا یا حضرت! کیا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

٦٥٣٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

٦٥٣٦۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے ایک قلعے سے جھانکا تو فرمایا بھلا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ

عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُطُمٍ مِّنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنِّيْ لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ.

میں دیکھتا ہوں تمہارے گھروں کے اندر فتنے فساد کے مقامات کو جیسے مینہ گرنے کے مقامات معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا مدینہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا اس میں ہوا پھر اس کے سبب سے شہروں میں فتنے فساد پھیلے جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سبب سے تھا اور جو لڑائی اس زمانہ میں واقع ہوئی اسی سے پیدا ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بڑا سبب ان کے امیروں پر طعن تھا یعنی جن لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں پر حاکم بنایا ہوا تھا ان پر لوگ طعن کرتے تھے اور اسی سبب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی طعن کرتے تھے کہ انہوں نے ایسے آدمیوں کو حاکم کیوں بنایا اور پہلے پہل یہ فساد عراق کی طرف سے پیدا ہوا اور وہ مشرق کی طرف ہے پس نہیں ہے کوئی منافات درمیان حدیث باب کے اور اس حدیث کے جو آئندہ آتی ہے کہ فتنے فساد مشرق کی طرف سے ہوں گے اور اچھی ہوئی تشبیہ ساتھ مینہ کے واسطے ارادے تعمیم کے اس واسطے کہ جب کسی زمین معین میں واقع ہوتا ہے تو اس کو عام ہوتا ہے اگرچہ اس کی بعض جہت میں واقع ہو کہا ابن بطال نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ڈرایا قیامت کے قائم ہونے سے تاکہ توبہ کریں پہلے اس سے کہ ان پر ہجوم کرے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قیامت کے قریب ہوگا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر سے کھل گیا تو پھر ہمیشہ دن بدن کشادہ ہوتا چلا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو قریب ہو چکی اگر تم سے ہو سکے تو مر جاؤ اور یہ نہایت ہے ڈرانے میں فتنوں سے اور پڑنے سے بیچ ان کے کہ موت کو اس کی مباشرت سے بہتر ٹھہرایا اور خبر دی اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ واقع ہونے فتنوں کے گھروں میں تاکہ اس کے واسطے سامان کریں اور ان میں نہ پڑیں اور اللہ سے ان کی بدی سے نجات مانگیں۔ (فتح)

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

باب ہے بیچ ظاہر ہونے فتنوں کے

٦٥٣٧۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ

٦٥٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کم ہو جائے گا عمل اور علم لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات کی رسم جاتی رہے گی اور عالم میں فتنے فساد ظاہر ہوں گے، اور کثرت سے ہرج ہوگا اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّمَ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ. وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا کہ قتل قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہو گی، اور کہا شعیب نے، الخ یعنی ان چاروں نے مخالفت کی ہے معمر کی کہ اس نے سعید کو زہری کا استاذ ٹھہرایا ہے اور ان چاروں نے حمید کو اس کا استاذ ٹھہرایا ہے۔

فائدہ: اور طبرانی نے اوسط میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ ظاہر ہو گا فحش اور بخل اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور ہلاک ہوں گے اشراف اور ظاہر ہوں گے کم ذات اور یہ جو کہا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قریب ہو جائے گا حال لوگوں کا بیچ کم ہونے دین کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا ان میں کوئی نیک بات بتلانے والا اور برے کام سے روکنے والا واسطے غالب ہونے فسق کے اور ظاہر ہونے اہل فسق کے کہا ابن بطال نے کہ جو نشانیاں کہ اس حدیث میں مذکور ہیں ہم نے سب کو آنکھ سے دیکھ لیا سو البتہ کم ہوا علم اور ظاہر ہوا جہل اور ڈالی گئی بخیلی دلوں میں اور عام ہوئے فتنے فساد اور بہت ہوا قتل، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ جس کا اس نے مشاہدہ کیا ہے وہ اس سے بہت تھا باوجود مقابل اس کے اور مراد حدیث میں مضبوط اور مستحکم ہونا اس کا ہے یہاں تک کہ نہ رہے گا مقابل اس کا کوئی مگر نادر اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ تعبیر قبض ہونے علم کے سو نہ باقی رہے گا مگر جہل محض اور نہیں ہے یہ مانع کہ کوئی گروہ اہل علم کا اس وقت موجود ہو اس واسطے کہ وہ اس وقت اور لوگوں میں مغمور اور مستور ہوں گے اور تائید کرتی ہے اس کی جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ پرانا ہو جائے گا علم یہاں تک کہ نہ معلوم رہے گا کیا ہے نماز کیا ہے روزہ کیا ہے حج کیا ہے خیرات اور ایک رات کو قرآن زمین سے اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گی اس سے زمین پر کوئی چیز لوگوں کے سینوں سے اٹھایا جائے گا کسی کو قرآن کا ایک حرف بھی یاد نہ رہے گا اور واقع یہ ہے کہ ابتدا ان چیزوں کی اصحاب کے زمانے میں ہوئی پھر روز بروز بڑھتی گئیں بعض جگہوں میں سوائے بعض کے اور قیامت کے قریب ان صفات کا استحکام ہو گا اور ابن بطال نے جس وقت یہ کہا تھا اس وقت کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گزر چکا ہے اور صفات مذکورہ تمام شہروں میں روز بروز زیادتی میں ہیں لیکن بعض بعض میں کم ہوتی ہیں اور بعض بعض میں زیادہ ہوتی ہیں اور جب ایک طبقہ گزر جاتا ہے تو ظاہر ہوتا ہے نقص اور کمی بہت اس طبقے میں جو اس سے پیچھے ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے جو آئندہ باب میں ہے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا اور حالانکہ جو زمانہ اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہو گا اور کہا خطابی نے کہ زمانہ قریب ہو جائے گا اس کے معنی یہ ہیں کہ سال مہینے کے برابر ہو گا اور ہر مہینہ ہفتے کے برابر ہو گا اور ہفتہ دن کے برابر ہو گا اور دن گھڑی کے برابر ہو گا یعنی لوگ خوش گزران

ہوں گے زمانہ گزرتا معلوم نہ ہوگا اور شاید ایام مہدی کے وقت میں ہوگا جب کہ زمین عدل اور امن سے پر ہوگی کہا کرمانی نے کہ یہ نہیں مناسب ہے ان چیزوں کو کہ اس کے ساتھ ہی مذکور ہیں ظہور فتن اور کثرت قتل وغیرہ سے میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محتاج ہوا ہے خطابی طرف اس تاویل کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے نقص اس کے زمانہ میں نہیں تو جو حدیث میں مذکور ہے البتہ ہمارے اس زمانہ میں پایا گیا ہے کہ بے شک ہم پاتے ہیں جلد گزرنا دنوں کا جو نہیں پاتے تھے ہم اس زمانے میں جو ہمارے زمانے سے پہلے تھا اگرچہ اس جگہ خوش گزران نہ تھی اور حق یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے برکت کھینچی جائے گی یہاں تک کہ زمانے سے بھی یعنی کسی چیز میں برکت نہ رہے گی یہاں تک کہ زمانے میں بھی سو رات دن بہت چھوٹا معلوم ہوگا اور یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے جیسا کہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ مراد ساتھ چھوٹے ہونے زمانے کے یہ ہے کہ اس میں برکت نہ رہے گی اور ہو جائے گا فائدہ پانا ساتھ دن کے مثلاً بقدر فائدہ پانے کے ساتھ ایک گھڑی کے اور یہ معنی ظاہر تر ہیں اور اکثر ہیں فائدے میں اور زیادہ تر موافق ہیں ساتھ باقی حدیثوں کے اور بعض نے کہا کہ زمانے کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم ہو جائیں گی عمریں بہ نسبت ہر طبقے کے سو ہر پچھلے طبقے کی عمر کم ہوگی بہ نسبت اس طبقے کی جو اس سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ قریب ہوگا احوال ان کا شر اور فساد اور جہل میں اور اسی کو اختیار کیا ہے طحاوی نے اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو ساتھ تقارب زمانے کے چھوٹا ہونا اس کا بنا بر اس کے کہ واقع ہوا ہے حدیث میں کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہوگا سال مہینے کے برابر بنا بر اس کے پس چھوٹا ہونا اس کا احتمال ہے کہ قریب ہوگا اور بہر حال معنوی سو وہ مدت سے ظاہر ہوا ہے پہچانتے ہیں اس کو اہل علم دینی اور دنا دنیا دار اس واسطے کہ وہ اپنے جی میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ جس قدر کام دن میں اس سے پہلے کرتے تھے اب نہیں کر سکتے اور اس میں شک کرتے ہیں اور اس کا سبب نہیں جانتے کیا ہے اور شاید سبب اس کا ضعیف ہو جانا ایمان کا ہے بسبب ظاہر ہونے ان کاموں کے جو شرع کے مخالف میں کئی وجہ سے اور اشد سبب اس کا قوت ہے یعنی رزق اور روزی سو اس میں بعض چیزیں تو محض حرام ہیں اور بعض چیزیں شبہ والی ہیں یہاں تک کہ بہت لوگ نہیں توقف کرتے کسی چیز میں اس سے اور جب قادر ہو کسی چیز کے حاصل کرنے پر تو اس پر ہجوم کرتا ہے اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور واقع یہ ہے کہ برکت زمانے میں اور رزق میں اور انگوریوں میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے طریق قوت ایمان کی سے اور حکم کی پیروی کرنے سے اور منع کی چیز بچنے سے اور کہا بیضاوی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ تقارب زمانے کے جلدی کرنا دولت کا طرف ختم ہونے کی اور زمانے کا طرف تمام ہو جانے کی سو ان کا زمانہ قریب ہو جائے گا اور ان کے دن نزدیک ہو جائیں گے اور مراد ساتھ کم ہو جانے علم کے حدیث میں کم ہونا علم ہر عالم کے کا ہے ساتھ اس طور کے کہ بھول جائے مثلاً اور بعض نے کہا علم کم ہو جائے گا ساتھ مرنے اہل علم کے سو جب کوئی عالم کسی شہر میں مر گیا اور بجائے اس کے کوئی عالم نہ ہوا

تو ناقص ہوگا علم اس شہر سے اور بہرحال کم ہونا عمل کا سو احتمال ہے کہ ہو بہ نسبت ہر ہر فرد کے اس واسطے کہ جب دنیا کے کام عامل پر ہجوم کریں تو غافل کرتے ہیں اس کو اس کی عبادت سے اور احتمال ہے کہ مراد ظاہر ہونا خیانت کا ہو امانتوں اور کسبوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نقص عمل کا حسی پیدا ہوتا ہے نقص دین سے اور بہرحال معنوی سو باعتبار اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے خلل سے بسبب بدخوراک کے اور کم ہونے مددگار کے عمل پر اور نفس بہت میل کرنے والا ہے طرف راحت کی اور قبض علم کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دلوں میں بخیلی ڈالی جائے گی تو مراد اس سے ڈالنا اس کا ہے لوگوں کے دلوں میں بنا بر مختلف ہونے ان کے احوال کے یہاں تک کہ بخل کرے گا عالم اپنے علم سے پس چھوڑ دے گا تعلیم کرنا اور فتویٰ دینا اور بخل کرے گا کاری گر اپنی کاری گری سے پس دوسرے کو نہ سکھلائے گا اور بخل کرے گا مالدار اپنے مال سے پس نہیں دے گا محتاج کو یہاں تک کہ ہلاک ہوگا محتاج اور نہیں مراد ہے وجود اصل بخل کا اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موجود ہے اور یہ جو کہا کہ ظاہر ہوں گے فتنے تو مراد کثرت ان کی ہے اور مشہور ہونا ان کا کہا ابن ابی عمرو نے احتمال ہے کہ ہو ڈالنا بخیلی کا عام اشخاص میں اور منع اس سے وہ ہے جس پر فساد مرتب ہو اور شرعا بخیل وہ شخص ہے جو منع کرے اس حق کو جو اس پر واجب ہو اور اس کا روکنا مال کو مٹا دیتا ہے برکت کو لے جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ نہیں کم ہوتا مال خیرات کرنے سے اس واسطے کہ اہل معرفت نے اس سے سمجھا کہ جس مال سے حق شرعی نکالا جائے اس کو کوئی آفت نہیں پہنچتی بلکہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے بڑھنا اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا زکوۃ کہ مال اس سے بڑھتا ہے اور بہرحال ظاہر ہونا فتنوں کا سو مراد اس سے وہ چیز ہے جو تاثیر کرے دین کے امر میں اور بہرحال کثرت قتل کی سو مراد اس سے وہ ہے جو ناحق ہو نہ جو حق ہو مانند اقامت حد اور قصاص کی۔ (فتح)

٦٥٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَأَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

٦٥٣٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں جہالت اترے گی یعنی پھیلے گی اور علم اٹھایا جائے گا اور قتل بہت ہوگا۔

فائدہ: اس کے معنی یہ ہیں کہ علم اٹھایا جائے گا ساتھ موت علماء کے سو جب کوئی عالم مر جائے گا تو کم ہو جائے گا علم بہ نسبت گم ہونے اس کے حامل کے اور پیدا ہوگی اس سے جہالت اور بے علمی ساتھ اس چیز کے کہ یہ عالم اس کے ساتھ منفرد تھا باقی علماء سے۔

٦٥٣٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَبُوْ مُوْسٰی فَتَحَدَّثَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ أَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

۶۵۳۹۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے اور آپس میں حدیث بیان کرنے لگے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں علم اٹھایا جائے گا اور ان میں جہالت اترے گی اور ہرج بہت ہوگا اور ہرج کے معنی ہیں قتل۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ قَالَ إِنِّیْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْقَتْلُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہرج کے معنی حبش کی زبان میں قتل ہیں۔

٦٥٤٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ رَفَعَهُ قَالَ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ أَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُوْلُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيْهَا الْجَهْلُ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰی وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ عَنِ الْأَشْعَرِیِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ تَعْلَمُ الْأَيَّامَ الَّتِیْ ذَكَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْهَرْجِ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَآءٌ.

۶۵۴۰۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے اس کو مرفوع کیا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے دن ہوں گے کہ ان میں قتل ہوگا اور دور ہوگا اس میں علم اور ظاہر ہوگی اس میں جہالت اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہرج حبش کی زبان میں قتل ہے اور کہا ابوعوانہ نے عاصم سے ابووائل سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جانتا ہے ان دنوں کو کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن ہرج کے مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کے کہ قیامت سے پہلے ہرج کے دن ہیں، الخ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے بدتر ہیں وہ لوگ جن پر قیامت ہوگی اور حالانکہ وہ زندہ ہوں گے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص لوگ اور اس کے معنی یہ

ہیں کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اکثر اغلب میں مگر بدتر لوگوں پر اس حدیث کی دلیل سے کہ ہمیشہ رہے گا میری امت سے ایک گروہ دین حق پر یہاں تک کہ قائم ہو قیامت سو دلالت کی اس حدیث نے کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کچھ نیک لوگ بھی موجود ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے متعین جو اس نے کہا بلکہ آئی ہے وہ چیز جو تائید کرتی ہے عموم کو کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدتر لوگوں پر روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک ہوا یمن سے بھیجے گا جو نرم تر ہوگی ریشم سے سو نہ چھوڑے گی کسی کو جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح کو قبض کر لے گی اور ایک روایت میں ہے دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں کہ اللہ ایک ہوا کو بھیجے گا سو وہ ہر مومن کی روح کو قبض کرے گی اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ گدھوں کی طرح آپس میں لڑیں گے سو یہ جو فرمایا کہ ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ دین حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو تو مراد اس ہوا کے چلنے تک ہے جو ہر ایماندار کی روح کو قبض کرے گی پھر نہ رہیں گے مگر بدتر لوگ پس قائم ہوگی ان پر قیامت اچانک۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَأْتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ

نہیں آئے گا کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا

٦٥٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِيْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَّبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٤١۔ حضرت زبیر سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو ہم نے ان کے پاس شکایت کی جو تکلیف پاتے ہیں حجاج بن یوسف (ظالم مشہور) کے ظلم سے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبر کرو اس واسطے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ جو اس کے بعد ہے اس سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی مر جاؤ میں نے اس حدیث کو تمہارے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث پیغمبری کی نشانیوں سے ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی ساتھ تغیر ہونے احوال کے اور یہ غیب کے علم سے ہے جو رائے سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ صرف وحی سے معلوم ہو سکتا ہے اور مشکل جانا گیا ہے یہ اطلاق باوجود اس کے کہ بعض پچھلا زمانہ اگلے سے بدی اور شر میں کم ہوتا ہے اس واسطے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حجاج کے زمانے سے تھوڑا بعد ہے اور البتہ مشہور ہے بھلائی جو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھی بلکہ اگر کہا جائے کہ اس کے زمانے میں بدی بالکل مٹ گئی تو کچھ بعید نہیں چہ جائیکہ پہلے زمانے سے بدتر ہو اور البتہ حمل کیا ہے اس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اغلب پر اور جواب دیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ تفضیل کے

تفضیل مجموع عصر کے اوپر مجموع عصر کے یعنی مجموع پہلا زمانہ افضل ہوگا مجموع پچھلے زمانے سے اس واسطے کہ حجاج کے زمانے میں بہت اصحاب زندہ تھے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں گزر گئے تھے اور جس زمانے میں اصحاب ہوں وہ زمانہ بہتر ہے اس زمانے سے جو اس کے بعد ہے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بہتر میرا زمانہ ہے پھر اصحاب کا پھر پائی میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تصریح ساتھ مراد کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ پیروی کرنے کے سو روایت کی یعقوب بن شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں آئے گا تم پر کوئی زمانہ مگر کہ وہ بدتر ہوگا اس دن سے جو اس سے پہلے یہاں تک کہ قائم ہو قیامت میری یہ مراد نہیں کہ خوش گزران پائے گا یا مال پائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلا زمانہ کم تر ہوگا علم میں پہلے زمانے سے یعنی مراد باب کی حدیث میں شر سے علم کا کم ہونا ہے یعنی علم نہ رہے گا علماء مر جائیں گے پس نہ کوئی نیک بات بتلائے گا نہ برے کام سے روکے گا پس اس وقت قائم ہوگی قیامت ان پر مشکل ہے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام کا بعد زمانے دجال کے کہ وہ بہتر زمانہ ہوگا اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ مراد حدیث میں وہ زمانہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوگا یا مراد جنس زمانے کی ہے جس میں حاکم ہوں گے ورنہ ہدایت سے معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی بدی نہیں، میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ مراد وہ زمانہ ہو جو بڑی بڑی نشانیوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہے مانند دجال وغیرہ کی اور مراد شر اور بدی کے زمانوں سے وہ زمانے ہوں جو حجاج کے زمانے سے دجال کے زمانے تک ہیں اور بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ سو اس کا حکم از سر نو ہے اور احتمال ہے کہ مراد ان زمانوں سے اصحاب کے زمانے ہوں اس واسطے کہ وہی مخاطب ہیں اس حدیث میں پس خاص ہوگا یہ حکم ساتھ ان کے اور بہر حال جو ان کے بعد ہیں سو وہ مقصود اس حدیث میں نہیں لیکن انس رضی اللہ عنہ نے اس سے عام ہونا اس کا سمجھا سو اسی واسطے جواب دیا ہے اس کو جس نے اس کے پاس حجاج کی شکایت کی اور حکم کیا اس کو ساتھ صبر کے اور کہا ابن حبان نے کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ امام مہدی کا زمانہ اس سے مخصوص ہے۔ (فتح)

٦٥٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ

۶۵۴۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات سو کر جاگے غمگین فرماتے تھے سبحان اللہ آج کی رات کیا کیا خزانے اترے ہیں اور کیا ہی فتنے فساد نازل ہوئے کوئی ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگا دے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنے ہیں اور آخرت میں ننگی ہوں گی۔

الْفِتَنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ أَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ.

فائدہ: اس حدیث میں فتوح اسلام اور جو جو فتنے فساد اس امت میں ہونے والے تھے حضرت ﷺ کو خواب میں معلوم ہوئے اور اختلاف ہے اس قول کی تفسیر میں کہ بہت عورتیں دنیا میں لباس دار ہیں آخرت میں ننگی ہیں ایک قول یہ ہے کہ دنیا میں لباس پہنے ہیں واسطے مالدار ہونے کے اور ننگی ہیں آخرت میں ثواب سے واسطے نہ عمل کرنے کے دنیا میں، دوسرا قول یہ ہے کہ پوشاک پہنے ہیں دنیا میں لیکن وہ کپڑے باریک ہیں ان کا ستر اس سے نظر آتا ہے سو اس کو عذاب ہوگا آخرت میں بدلہ اس کے ننگے ہونے کا، تیسرا قول یہ ہے کہ پوشاک دار ہیں اللہ کی نعمتوں سے ننگی ہیں شکر سے کہ ظاہر ہوتا ہے پھل اس کا آخرت میں ساتھ ثواب کے، چوتھا قول یہ ہے کہ وہ کپڑے پہنے ہیں لیکن وہ اپنی اوڑھنی کو پیچھے سے باندھتی ہیں اور سینہ ان کا کھلا رہتا ہے سو ان کو عذاب ہوگا آخرت میں، پانچواں قول یہ ہے کہ نیک خاوند سے نکاح کیا ہے اور آخرت میں ننگی ہیں عمل سے پس نہ فائدہ دے گا ان کو نیک ہونا ان کے خاوند کا اور کہا ابن بطال نے کہ خزانوں کے فتوح سے فتنہ مال کا پیدا ہوتا ہے پس آدمی حرص کرتا ہے پھر واقع ہوتا ہے اس کے سبب سے قتال میں یا بخیلی کرتا ہے پس منع کرتا ہے حق واجب کو یا تکبر کرتا ہے سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اپنی بیویوں کو سب سے ڈرائیں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف دعا کی اور عاجزی کی وقت اترنے فتنوں کے خاص کر رات میں واسطے امید قبولیت کے تا کہ فتنہ دفع ہو یا سلامت رہے داعی یا جس کے واسطے دعا کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں

٦٥٤٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

۶۵۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ: مراد وہ شخص ہے جو مسلمانوں سے ناحق لڑے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے ڈرانا ان کا اور داخل کرنا خوف کا اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ مراد حمل سے ہتھیار کا اٹھانا ہو اور ہوگی مراد قتال سے یا اٹھانا اس کا واسطے ارادے لڑنے کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اٹھانا اس کا واسطے مارنے کے ساتھ اس کے اور ہر حال میں اس میں دلالت ہے اوپر حرام ہونے لڑائی کے مسلمانوں سے اور تشدید کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ وہ ہم میں سے نہیں یعنی

ہمارے طریقے پر یا نہیں پیرو ہمارے طریقے کا اس واسطے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اس کی مدد کرے اور اس کے آگے لڑے نہ یہ کہ اس کو ڈرائے کہ اس پر ہتھیار اٹھائے واسطے اس ارادے کے کہ اس سے لڑے یا اس کو قتل کرے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے من غشنا فلیس منا اور یہ اس شخص کے حق میں ہے جو اس کو حلال نہ جانے اور بہر حال جو اس کو حلال جانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے حرام کے حلال جاننے سے اس کی شرط سے نہ مجرد ہتھیار اٹھانے سے اور اولیٰ نزدیک بہت سلف کے مطلق چھوڑنا حدیث کے لفظ کا ہے یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے تاکہ ہو ابلغ زجر میں لیکن وعید مذکور نہیں شامل ہے اس کو جو باغیوں سے لڑے پس محمول ہو گی باغیوں کے حق میں اور اس کے حق میں جو شروع کرے لڑائی ظالم ہو کر۔ (فتح)

٦٥٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

۶۵۴۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

٦٥٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ.

۶۵۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نہ اشارہ کرے اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اس واسطے کہ نہیں معلوم کسی کو شاید شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ لے پھر تو گر پڑے دوزخ کے گڑھے میں۔

فائدہ: یعنی ہتھیار سے اشارہ کرنے میں یہ خوف ہے کہ ہاتھ سے چھوٹ پڑے اور مسلمان اس سے مر جائے تو قاتل دوزخ میں پڑے یعنی گناہ میں پڑے جو دخول دوزخ کا سبب ہے کہا ابن بطال نے معنی اس کے یہ ہیں اگر جاری کرے اللہ اس پر وعید کو اور حدیث میں نہی اس چیز سے جو پہنچائے طرف گناہ کی اگرچہ محقق نہ ہو برابر ہے کہ قصد سے ہو یا ہنسی کی راہ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے لعنت کرتے ہیں جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے اور جب کہ اشارہ کرنے والا لعنت کا مستحق ہے تو پھر جو مارے اس کا کیا حال ہو گا۔ (فتح)

٦٥٤٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي

۶۵۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ان کے پھل کو پکڑ لے اس نے کہا اچھا۔

الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ.

٦٥٤٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِأَسْهُمٍ قَدْ أَبْدٰى نُصُوْلَهَا فَأُمِرَ أَنْ يَّأْخُذَ بِنُصُوْلِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا.

۶۵۴۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کچھ تیروں کے ساتھ مسجد میں گزرا ان کے پھل ظاہر اور کھلے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ ان کے پھل کو ہاتھ سے پکڑ لے کسی مسلمان کو زخمی نہ کر ڈالے۔

٦٥٤٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا أَوْ فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أَنْ يُّصِيْبَ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا شَيْءٌ.

۶۵۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی ہماری مسجد یا بازار میں گزرے اور اس کے ساتھ تیر ہوں تو چاہیے کہ ان کے پھل اپنے ہاتھ میں پکڑ لے یا فرمایا کہ اپنی ہتھیلی سے قبض کرے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ کسی مسلمان کو اس سے زخمی کرے۔

فائدہ: یہ حکم عام ہے تمام مکلفین میں برخلاف حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے تعمیم کو مستلزم نہیں اور یہ جو کہا کہ اپنی ہتھیلی سے تیروں کے پھل کو پکڑ لے تو نہیں ہے مراد اس سے خصوص بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے مسلمان کو نہ لگنے دے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

٦٥٤٩ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۶۵۴۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو ناحق قتل کرنا کفر ہے۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکی ہے توجیہ اطلاق کفر کی اوپر قتال مسلمان کے اور قوی تر قول بیچ اس کے یہ ہے کہ اطلاق کیا ہے اس پر کفر کا واسطے مبالغہ کے تحذیر میں تا کہ باز رہے سامع اس پر جرأت کرنے سے یا بطور تشبیہ کے ہے اس

واسطے کہ یہ فعل کافر کا ہے جیسے کہ ذکر کی ہے انہوں نے نظیر اس کی اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

٦٥٥٠۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اے لوگو! میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: کفر سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں آٹھ قول ہیں جو پہلے گزرے اور نواں قول یہ ہے کہ مراد چھپانا حق کا ہے اور لغت میں کفر کے معنی ہیں ڈھانکنے کے سو جو مسلمان سے لڑا تو گویا اس نے اس کا حق ڈھانکا جو اس پر واجب تھا اور دسواں یہ کہ فعل مذکور کفر کی طرف پہنچاتا ہے اس واسطے کہ جو بڑے بڑے گناہوں کی عادت کرے پہنچاتی ہے اس کو نحوست ان کی طرف اس گناہ کی جو اس سے سخت تر ہو پس خوف ہے کہ اس کا خاتمہ باایمان نہ ہو اور اکثر ان جوابوں میں یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی ابوبکرہ نے اس کا خلاف سمجھا اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سمجھنا اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانا جاتا ہے اس سے کہ اس نے قتال سے توقف کیا اس حدیث کی حجت سے اور احتمال ہے کہ توقف اس کا بطریق احتیاط کے ہو واسطے اس چیز کے کہ محتمل ہے اس کو ظاہر لفظ کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقی کفر کا معتقد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے باز نہ رہا اور نہ باز رہا ان کے حکم بجا لانے سے اور نہ سوائے اس کے جو دلالت کرے کہ وہ ان کے حقیقی کفر کا معتقد تھا۔ (فتح)

٦٥٥١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ وَعَنْ رَّجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَلَا تَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ بِيَوْمِ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَيُّ بَلَدٍ

٦٥٥١۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے کہا سو ہم نے گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے سو فرمایا کہ کیا نہیں ہے قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ کیا نہیں ہے یہ شہر ادب والا یعنی مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور مال اور تمہاری آبروئیں اور تمہارے چمڑے تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہارے شہر میں

هٰذَا أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ لِمَنْ هُوَ أَوْعٰى لَهُ فَكَانَ كَذٰلِكَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِيْنَ حَرَّقَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ أَشْرِفُوْا عَلٰى أَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالُوْا هٰذَا أَبُوْ بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ دَخَلُوْا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ.

خبردار ہو کہا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ ہم نے کہا ہاں، فرمایا یا الٰہی! گواہ رہنا سو چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں اس واسطے کہ بہت پہنچایا گیا پہنچاتا ہے اس کو اس کی طرف جو اس کو زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو اور اسی طرح ہوا سو فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں میں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں سو جب کہ ہوا وہ دن جس میں ابن حضرمی جلایا گیا جب کہ اس کو جاریہ نے جلایا کہا کہ اونچے مکان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر جھانکو تو انہوں نے کہا یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے کہا عبدالرحمٰن نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے میری ماں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا کہ اگر مجھ پر داخل ہوں تو میں ایک کھپانچ نہ ماروں یعنی میں اپنا ہاتھ کھپانچ کی طرف دراز نہ کروں اور نہ اس کو لوں تا کہ اس کے ساتھ لوگوں کو اپنی جان سے ہٹاؤں۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جاریہ کا نام محرق تھا اس واسطے کہ اس نے ابن حضرمی کو بصرے میں جلایا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ معاویہ نے ابن خضرمی کو بصرے کی طرف بھیجا تھا تا کہ مدد طلب کرے ان سے اوپر لڑائی علی رضی اللہ عنہ کے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا تو اس نے ابن خضرمی کو ایک حویلی میں جا گھیرا پھر اس حویلی کو جلایا اور یہ جو کہا کہ یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے تو کہا مہلب نے کہ جب کیا جاریہ نے ساتھ ابن حضرمی کے جو کیا تو جاریہ نے بعض کو حکم کیا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھیں تا کہ اس کا حال آزمائے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حکم برداری میں ہے یا نہیں اور حشمہ نے اس سے کہا تھا کہ یہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ تجھ کو دیکھتا ہے اور جو تو نے کیا سو بہت وقت تجھ پر انکار کرے ہتھیار سے یا کلام سے سو جب ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اور حالانکہ وہ اپنے بالاخانے پر تھا کہ اگر وہ میرے گھر میں داخل ہوں تو میں ان پر کھپانچ نہ اٹھاؤں اس واسطے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا جائز نہیں جانتا سو میں کس طرح لڑوں گا ان سے ساتھ ہتھیار کے میں کہتا ہوں اور جو اہل علم نے ذکر کیا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے والوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد طلب کی تھی تا کہ اس کی مدد کریں معاویہ کی لڑائی پر بعد فارغ ہونے کے امرِ تحکیم سے پھر واقع ہوا امر خوارج کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما علی رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کے ساتھ نہروان میں حاضر ہوتے تو اس کے پیچھے

بعض عبدالقیس نے معاویہ کو کہلا بھیجا اور اس کو خبر دی کہ بصرے میں ایک جماعت عثمانی ہے سو کسی مرد کو بصرے میں بھیجو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے جاریہ کو بھیجا سو ہوا امر اس کے سے جو ہوا سو ظاہر یہ ہے کہ جاریہ بن قدامہ نے اس کے بعد کہ غالب ہوا اور ابن حضرمی کو اور اس کے ساتھیوں کو جلایا تو لوگوں سے علی رضی اللہ عنہ کے واسطے مدد مانگی اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہ لڑنا بہتر ہے جیسے کہ ایک جماعت اصحاب کی رائے تھی تو بعض لوگوں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ پر دلالت کی تا کہ لازم کریں اس پر نکلنا واسطے لڑائی کے تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا ساتھ اس کے جو کہا کہ اگر میرے گھر میں داخل ہوں تو بھی ان پر ہتھیار نہ اٹھاؤں اور یہ قول ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا موافق ہے اس حدیث کو جو طبرانی نے روایت کی کہ فتنے میں اپنے گھروں میں گھس جاؤ اور اپنے آپ کو چھپاؤ میں نے کہا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی ہمارے گھر میں آ گھسے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ تو اپنے ہاتھ کو روکے اور چاہیے کہ ہو وہ بندہ اللہ کا مقتول نہ قاتل۔ (فتح)

٦٥٥٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

٦٥٥٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَدِّهِ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

٦٥٥٣۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو چپ کرا پھر فرمایا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

بَابُ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ

باب ہے بیچ بیان قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ فتنہ فساد ہو گا جس میں بیٹھا شخص بہتر ہو گا کھڑے سے

٦٥٥٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ

٦٥٥٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے جن میں

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ح قَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مِنْهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ.

بیٹھا شخص بہتر ہو گا کھڑے سے اور ان میں کھڑا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور ان میں چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا تو وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے تو چاہیے کہ اس سے پناہ لے۔

٦٥٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ.

٦٥٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے کہ ان میں بیٹھا شخص بہتر ہو گا کھڑے سے اور کھڑا بہتر ہو گا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہو گا دوڑنے والے سے جو ان کو جھانکے گا وہ اس کو کھینچ لیں گے اور جو کوئی پناہ کا مقام یا بچاؤ کی جگہ پائے یعنی ان کی بدی سے تو چاہیے کہ اس کی پناہ میں آئے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لوگ ان میں مقتول ہوں گے سب دوزخ میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ جب فتنہ اترے تو جس کے پاس اونٹ ہوں چاہیے کہ وہ اونٹوں میں جا رہے اور قول اس کا بیٹھا شخص ان میں بہتر ہو گا یعنی جو فتنے کے وقت گوشہ گیری کرے اور مراد ساتھ کھڑے کے وہ ہے جو اس کو نہ جھانکے اور مراد چلنے والے سے وہ ہے جو اس کے اسباب میں چلے کہ اس کے سبب سے اکثر اوقات مکروہ امر میں پڑے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ ہے جو ہو مباشر ان کے واسطے ہر حال میں یعنی بعض ان میں اشد ہیں بعض سے سو ان سب میں اعلیٰ وہ شخص ہے جو ان میں دوڑے اس طور سے کہ فتنوں کے بھڑکانے کا سبب ہو پھر وہ شخص ہے جو قائم ہو ساتھ اسباب ان کے اور وہ ماشی ہے پھر جو ان کا مباشر ہو اور وہ کھڑا ہونے والا ہے پھر وہ ہے جو دیکھنے والوں کے ساتھ ہو اور لڑتا نہ ہو اور وہ قاعدہ ہے پھر وہ ہے جو اس سے بچنے والا ہو نہ مباشر ہو نہ دیکھے اور وہ لیٹنے والا ہے بیدار پھر وہ جس سے

کوئی چیز واقع نہ ہو لیکن راضی ہو اور وہ سوتا ہے اور مراد ساتھ افضل ہونے کے اس خیریت میں وہ ہے جس کا شر کم ہو اور اس سے جو اس سے اوپر ہو بنا بر تفصیل مذکور کے اور قول حضرت ﷺ کا جو اس کو جھانکے یعنی جو اس کے در پے ہو اور اس کے واسطے تعرض کرے اور اس سے منہ نہ پھیرے تو وہ اس کو کھینچ لیں گے یعنی اس کو ہلاک کر ڈالیں گے ساتھ اس طور کے کہ ان سے قریب ہلاک کے ہوگا اور قول حضرت ﷺ کا کہ اس کی پناہ میں آئے یعنی چاہیے کہ اس میں گوشہ گیری کرے تا کہ اس کے شر سے سلامت رہے اور اس حدیث میں ڈرانا ہے فتنے سے اور رغبت دلانا ہے اوپر اجتناب کرنے کے داخل ہونے سے بیچ اس کے اور یہ کہ ہوتی بدی اس کی باعتبار تعلق کے ساتھ اس کے جس قدر تعلق اسی قدر بدی اور مراد ساتھ فتنے کے وہ ہے جو پیدا ہوتا ہے اختلاف اور جھگڑا کرنے سے بیچ طلب ملک اور بادشاہی کے جس جگہ نہ معلوم ہو کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے کہا طبری نے اختلاف ہے سلف کا سو بعض نے اس کو عموم پر حمل کیا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونے سے مطلق الگ رہے مانند سعد اور ابن عمر اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہما وغیرہم کی اور تمسک کیا انہوں نے ساتھ ظاہر حدیثوں مذکورہ کے پھر ان کو اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا کہ لازم ہے گھروں میں بیٹھنا اور ایک گروہ نے کہا کہ جس شہر میں فتنہ پڑے اس شہر سے مطلق ہجرت کر جائے پھر بعض نے کہا کہ اگر اس پر کوئی چیز ہجوم کرے تو اپنے ہاتھ کو بند رکھے اگرچہ مارا جائے اور بعض نے کہا کہ اپنے جان مال اہل کو بچائے اور وہ معذور ہے اگر مار ڈالے یا مارا جائے اور اور لوگوں نے کہا کہ جب کوئی گروہ امام سے باغی ہو جائے اور لڑائی قائم کرے تو واجب ہے لڑنا ساتھ اس کے اور یہی حکم دو گروہ کا کہ آپس میں لڑیں کہ واجب ہے ہر قادر پر کہ جو حق پر ہو اس کی مدد کرے اور جو باطل پر ہو اس کا ہاتھ روکے اور یہ قول جمہور کا ہے اور بعض نے تفصیل کی ہے کہ جو لڑائی کہ مسلمانوں کے دو گروہ کے درمیان واقع ہو جس جگہ جماعت کا کوئی امام نہ ہو تو لڑنا اس وقت منع ہے اور باب کی حدیثیں اور جو سوائے ان کے ہیں اسی پر محمول ہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ اصل فتنے کے مبتلا ہونا ہے اور برے کام پر انکار کرنا واجب ہے جو اس پر قادر ہو سو جس نے حق والے کی مدد کی اس نے صواب کو پایا اور جس نے خطا کار کی مدد کی اس نے خطا کی اور اگر امر مشکل ہو حق ناحق معلوم نہ ہو تو یہی ہے وہ حالت جس میں لڑنا منع آیا ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ حدیثیں خاص لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو ان کے ساتھ مخاطب ہیں اور یہ نہی مخصوص ہے ساتھ ان کے اور بعض نے کہا کہ نہی کی حدیثیں مخصوص ہیں ساتھ اخیر زمانے کے جب یہ بات محقق ہوگی کہ لڑائی طلب ملک کے واسطے ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

جب ملیں دو مسلمان ساتھ تلوار اپنی کے

٦٥٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَّجُلٍ لَمْ يُسَمِّهِ عَنِ

٦٥٥٦۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ہتھیار پہن کر نکلا فتنے کی راتوں میں یعنی ان لڑائیوں میں جو

الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسِلَاحِي لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ أُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيْلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ يُحَدِّثَانِي بِهِ فَقَالَا إِنَّمَا رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ.

علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان واقع ہوئیں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ صحابی مجھ کو سامنے آئے سو کہا کہ تو کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی یعنی علی رضی اللہ عنہ کی مدد کا ارادہ کرتا ہوں تو ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا کریں تلواریں لے کر تو قتل کرنے والا اور جو قتل ہوا دونوں دوزخیوں میں سے ہیں تو کسی نے پوچھا کہ بھلا قتل کرنے والا تو اس واسطے دوزخی ہوا کہ ظالم تھا مگر کیا حال ہے اس کا جو قتل ہوا؟ یعنی اس کا کیا گناہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے ساتھی کے مارنے کا ارادہ رکھتا تھا یعنی اس کا قابو نہ ہوا نہیں تو ضرور مارتا اور کہا حماد بن زید نے الخ یعنی عمرو بن عبید نے خطا کی ہے اس میں کہ اس نے احنف کو حسن اور ابوبکرہ کے درمیان سے حذف کر دیا ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ.

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے الخ یعنی اس نے بھی یہ حدیث احنف کے واسطے سے روایت کی اور کہا مؤمل نے بھی اس حدیث کو ان چار راویوں سے احنف کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو معمر نے ایوب سے اور بکار نے ابوبکرہ سے اور غندر نے شعبہ سے اس نے منصور سے اس نے ربعی سے اس نے ابوبکرہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہیں مرفوع کیا ہے سفیان نے منصور سے بلکہ موقوف بیان کیا ہے۔

فائدہ: اختلاف ہے اس حدیث کے معنی میں سو بعض نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں دوزخ کے مستحق

ہوتے ہیں لیکن ان کا کام اللہ کی سپرد ہے اگر چاہے گا تو ان کو عذاب کر کے دوزخ سے نکالے گا جیسے اور موحدین کو اور اگر چاہے گا تو ان کو بالکل معاف کر دے گا اور عذاب بالکل نہ کرے گا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر جو اس کو حلال جانے اور نہیں حجت ہے اس میں خارجیوں وغیرہ کے واسطے جو قائل ہیں کہ گنہگار لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اس واسطے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آگ میں ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جو نہیں دیکھتا لڑنے کو فتنے میں اور وہ لوگ وہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے مانند سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب کی اور جمہور اصحاب اور تابعین کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے مدد کرنا حق کی اور لڑنا باغیوں سے اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اس پر جو لڑنے سے ضعیف ہو یا حق کے پہچاننے سے اس کی نظر قاصر ہو اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے طعن کرنا کسی ایک پر اصحاب سے بہ سبب ان لڑائیوں کے کہ واقع ہوئیں درمیان ان کے اگرچہ ان میں سے حق والا پہچانا جائے اس واسطے کہ نہیں لڑے وہ ان لڑائیوں میں مگر اجتہاد سے اور البتہ اللہ نے معاف کیا ہے جو اجتہاد میں خطا کرے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو اجتہاد میں خطا کرے اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور جو ٹھیک بات کو پا جائے اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو جو اس حدیث میں مذکور ہے اس پر جو لڑے بغیر تاویل جائز کے بلکہ واسطے مجرد طلب ملک کے اور البتہ روایت کی بزار نے بیچ حدیث قاتل اور مقتول کے زیادتی جو بیان کرتی ہے مراد کو اور وہ یہ ہے کہ جب تم دنیا پر لڑو تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے ساتھی کے مارنے پر حریص تھا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے کہا کہ مجرد قصد اور نیت پر مؤاخذہ ہوتا ہے اگرچہ نہ واقع ہو فعل اور جواب دیا ہے اس نے جو اس کا قائل نہیں ساتھ اس کے کہ اس میں فعل ہے اور وہ سامنا کرنا ہے ہتھیاروں سے اور واقع ہونا لڑائی کا اور قاتل اور مقتول دونوں کے دوزخ میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں ایک مرتبے میں ہوں اور اس مسئلہ کی بحث کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور کہا ہے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ کہ اختیار کیا ہے باب افتعال کو شر میں اس واسطے کہ وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے اس میں ہونا فعل کا برخلاف نیکی کے اس واسطے کہ ثواب ملتا ہے اس پر مجرد نیت سے اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ البتہ اللہ نے معاف کر دیا ہے میری امت سے جو خطرے کہ ان کے دل میں گزرتے ہیں جب تک کہ نہ عمل کریں ساتھ اس کے یا نہ بولیں اور حاصل یہ ہے کہ اس کے تین مرتبے ہیں ایک ہم مجرد ہے سو اس پر ثواب ملتا ہے اور نہیں مؤاخذہ ہوتا دوسرا قرین ہونا فعل کا ہے ساتھ قصد کے اور اس پر بالاتفاق مؤاخذہ ہوتا ہے تیسرا عزم ہے اور اس میں نزاع ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ — کس طرح ہے امر جب کہ نہ ہو جماعت

فائدہ: یعنی کیا کرے مسلمان اختلاف کی حالت میں پہلے اس سے کہ واقع ہو اجماع کسی خلیفے پر۔

٦٥٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَآءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ.

٦٥٥٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت ﷺ سے نیکی کا حال پوچھتے تھے اور میں بدی کا حال پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ مجھ کو پائے تو میں نے کہا یا حضرت! بے شک ہم جاہلیت اور بدی میں تھے سو اللہ تعالیٰ یہ خیر ہمارے پاس لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی بدی ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا اور کیا پھر اس بدی کے بعد بھی کوئی بھلائی ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اور اس میں دخان اور میل ہوگا یعنی جو نیکی کہ بدی کے بعد آئے گی وہ بھلائی خالص نہ ہوگی بلکہ اس میں کدورت ہوگی میں نے کہا اور کیا ہے میل اس کا؟ فرمایا راہ چلیں گے بغیر میری راہ کے یعنی میرے طریقے پر نہ چلیں گے تو ان کے بعض عملوں کو بھلا جانے گا اور بعض عملوں کو برا جانے گا یعنی بعض کام موافق شرع کے کریں گے اور بعض مخالف شرع کے میں نے کہا کیا اس بھلائی کے بعد اور کچھ بدی بھی ہوگی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کا کہا مانے گا اس کو اس میں ڈال دیں گے میں نے کہا یا حضرت! ہمارے واسطے ان کی تعریف بیان کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہماری قوم میں سے اور ہمارے ہم زبان ہوں گے میں نے کہا سو آپ مجھ کو کیا حکم کرتے ہیں اگر مجھ کو یہ وقت پا جائے؟ فرمایا کہ لازم پکڑ ساتھ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا میں نے کہا اگر ان کے واسطے کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان سب فرقوں سے الگ ہو جا اور گوشہ گیری کر اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانت سے پکڑے

یعنی اگر چہ ہو گوشہ گیری ساتھ دانت مارنے کے درخت سے
پس نہ عدول کر اس سے یہاں تک کہ تجھ کو موت پائے اور
حالانکہ تو اسی پر ہو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ہم جاہلیت اور بدی میں تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ اسلام کے پہلے تھی کفر سے اور ایک دوسرے کے قتل کرنے اور لوٹنے سے اور بے حیایوں کے لانے سے اور قول اس کا سو اللہ ہمارے پاس یہ خبر لایا یعنی ایمان اور امن اور اصلاح حال کی اور بچنا بے حیایوں سے اور مراد ساتھ بدی کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی فتنے فسادوں سے بعد قتل ہونے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور لگا تار یا جو مرتب ہوگا اس پر آخرت کے عذاب سے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس میں میل ہوگا یعنی ان کے دل آپس میں صاف نہ ہوں گے ایک دوسرے سے کینہ اور بغض رکھیں گے اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہماری قوم میں سے ہوں گے یعنی عرب سے اور بعض نے کہا بنی آدم سے اور بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں ہمارے دین پر ہوں گے اور باطن میں مخالف ہوں گے اور کہا عیاض نے کہ مراد ساتھ شر اول کے وہ فتنے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوئے اور مراد ساتھ خیر کے وہ ہے جو اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئے اور مراد ساتھ ان کے جن کو پہچانے گا اور انکار کرے گا وہ حاکم ہیں جو اس کے بعد ہوں گے اس واسطے کہ بعض ان میں سے سنت اور عدل کے ساتھ تمسک کرتے تھے اور بعض ظلم کرتے تھے اور بدعت کی طرف بلاتے تھے، میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ شر اول کے فتنے ہیں جن کی طرف اس نے اشارہ کیا اور مراد ساتھ خیر کے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی جمع ہونے سے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور مراد دخن سے وہ چیز ہے جو ان کے زمانے میں بعض حاکم تھے مانند زیاد کی عراق پر اور خلاف خارجیوں کا اور مراد ساتھ بلانے والوں کے دوزخ پر جس نے طلب کیا ملک کو خوارج وغیرہ سے اور اسی طرف اشارہ ہے کہ لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے امام کو اگر چہ ظالم ہو اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تو اسی پر ہو یعنی اسی طرح دانت مارے ہو یعنی لازم پکڑ مسلمانوں کی جماعت کو اور ان کے حاکموں کی اطاعت کو اگر چہ نافرمانی کریں کہا بیضاوی نے کہ جب زمین میں کوئی خلیفہ نہ ہو تو لازم ہے تجھ پر گوشہ گیری کرنا اور صبر کرنا زمانے کی شدت پر اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جماعت فقہاء کے کہ واجب ہے لازم پکڑنا مسلمانوں کی جماعت کو اور نہ خروج کرنا ظالم حاکموں پر اس واسطے کہ اخیر فرقے کو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور نہیں ہوں گے وہ مگر ناحق پر اور باوجود اس کے جماعت کے لازم پکڑنے کا حکم کیا کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اس امر میں اور جماعت میں سو ایک قوم نے کہا کہ امر واسطے وجوب کے ہے اور جماعت سواد اعظم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جماعت سے خاص اصحاب ہیں نہ جو ان کے بعد ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے اہل علم ہیں اس واسطے کہ اللہ نے ان کو خلق پر

حجت ٹھہرایا ہے اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہیں دین کے کام میں کہا طبری نے صواب یہ ہے کہ مراد حدیث میں وہ جماعت ہے جو جمع ہوئی ہوں ایک شخص کے حاکم بنانے پر یعنی سب نے اتفاق کر کے ایک شخص کو حاکم بنایا سو جس نے اس کی بیعت نہ کی وہ جماعت سے خارج ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ جب لوگوں کے واسطے کوئی امام نہ ہو اور لوگ گروہ گروہ ہو جائیں تو ان میں سے کسی کی پیروی نہ کرے اور اگر ہو سکے تو سب سے الگ رہے واسطے خوف واقع ہونے کے فتنے میں اور اسی پر محمول ہے جو آیا ہے سب حدیثوں میں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں حکمت اللہ کی ہے اپنے بندوں میں کس طرح قائم کیا ہر ایک کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے سو محبوب کیا طرف اکثر اصحاب کے سوال کرنا وجوہ خیر سے تاکہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنے غیروں کو اور اس میں کشادہ ہونا حضرت ﷺ کے سینے کا ہے اور پہچانا حکم کی سب وجوہات کو یہاں تک کہ جواب دیتے تھے ہر سائل کو مناسب اس کے اور اس میں ہے کہ جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ اس میں غیر سے فائق ہوتا ہے اسی واسطے حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب سر تھے کہ ان کے سوا اس کو کوئی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ منافقوں کے نام اور بہت امر آئندہ کے ان کو معلوم تھے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ادب تعلیم سے ہے یہ کہ سکھلائے شاگرد کو انواع علوم کے جس کی طرف وہ مائل ہو علوم مباح سے اس واسطے تاکہ جلدی اس کی سمجھ میں آ جائے اور یہ کہ جو چیز نیکی کی طرف راہ بتلائے اس کا نام خیر رکھا جاتا ہے اور اس کے عکس اور اس سے لی جاتی ہے مذمت اس شخص کی جس نے ٹھہرائی ہے دین کے واسطے اصل برخلاف کتاب اور سنت کے اور ٹھہرایا ہے کتاب اور سنت کو فرع اس اصل کی جو انہوں نے نئی نکالی ہے اور اس میں واجب ہونا ہر باطل چیز کا ہے اور ہر چیز کا جو ہدایت نبوی کے مخالف ہو خواہ کسی نے کہا ہو شریف نے یا خسیس نے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

جو برا جانتا ہے کہ بہت کرے فتنے اور ظلم والوں کی جماعت کو

فائدہ: مراد سواد سے اشخاص ہیں یعنی اہل فتنہ کو بڑھائے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کسی قوم کی جماعت کو بہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔

٦٥٥٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ

٦٥٥٨ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان لوگ کافروں کے ساتھ تھے کافروں کے گروہ کو بڑھاتے تھے حضرت ﷺ پر سو تیر آتا جو مارا جاتا سو ان میں سے کسی کو لگتا اور اس کو قتل کرتا یا اس کو مارتا سو اس کو قتل کرتا تو اللہ نے یہ آیت اُتاری کہ بے شک جن لوگوں کو فرشتوں نے مارا یعنی ان کی روح قبض کی اس حال میں کہ اپنی جان پر ظلم

الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَضْرِبُهُ فَيَقْتُلُهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ﴾.

کرنے والے تھے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو مارتا ہے تو یہ معطوف ہے حیاتی پر یعنی اس کو قتل کرتا یا ساتھ تیر کے یا ساتھ تلوار کے اور اس حدیث میں خطا بیان کرنا ہے اس کی جو نافرمانی کرنے والوں کے درمیان ٹھہرے اپنے اختیار سے نہ واسطے قصد صحیح کے اور وہ یہ ہے کہ مثلا ان پر انکار کرے یا امیدوار ہو کہ کسی مسلمان کو ہلاکت سے چھڑائے گا اور یہ کہ جو ہجرت پر قادر ہو وہ معذور نہیں ہے جیسا کہ واقع ہوا ان لوگوں کے واسطے جو مسلمان ہوئے تھے اور کافروں نے ان کو ہجرت کرنے سے منع کیا پھر جنگ میں کافروں کے ساتھ نکلے تھے نہ اس قصد سے کہ مسلمانوں سے لڑیں بلکہ اس وہم کے واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھوں میں کافر بہت معلوم ہوں پس حاصل ہوا مؤاخذہ واسطے ان کے ساتھ اس کے سو عکرمہ نے دیکھا کہ جو نکلے ساتھ اس لشکر کے جو مسلمانوں سے لڑے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اگرچہ نہ لڑے نہ نیت ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَقِيَ فِيْ حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ

جب کہ باقی رہ جائے مسلمان کوڑ ناقص لوگوں میں تو کیا کرے؟

٦٥٥٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى

٦٥٥٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں اول یہ کہ ہم کو حدیث بیان کی کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری یعنی ان کی پیدائشی بات ہے پھر جانی انہوں نے فضیلت اس کی قرآن سے پھر معلوم کی سنت سے یعنی ظاہر اور باطن سے امانت دار ہوگئی اور دوسری حدیث ہم سے امانت کے جاتے رہنے کی بیان کی سو فرمایا کہ سوئے گا مرد ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت داری اس کے دل سے تو ہو جائے گا اس کا نشان جیسے آنکھ کا آبلہ یعنی مدہم داغ پھر سوئے گا ایک نیند سو اٹھا لی جائے گی امانت داری اس

فِيهَا أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

کے دل سے سو ہو جائے گا اس کا نشان آبلہ کی طرح جیسے تو چنگاڑی کو اپنے پاؤں پر ڈھلکائے سو اس پر آبلہ پڑ جائے سو وہ تجھ کو پھولا ہوا دکھائی دے گا حالانکہ اس میں کچھ نہیں پھر لوگ خرید وفروخت کریں گے اور نہیں قریب کہ کوئی بھی امانت کو ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے کہ فلاں کی اولاد میں ایک امانت دار مرد ہے یہاں تک کہ پہنچے گی کہ کہا جائے گا آدمی کے حق میں کہ فلانا شخص کیا خوب دلاور ہے کیا لطیف اور ظریف ہے کیا خوب عقلمند ہے اور حالانکہ اس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان نہیں۔

فائدہ: یعنی امانت داری دم بدم کم ہوتی جائے گی آخر کو یہ حال ہو جائے گا کہ نامی اور مشہور لوگ جن کی لوگ تعریف کریں گے ان کی بھی نیت بدل جائے گی کچھ امانت داری ان کے دل میں نہ رہے گی۔

تنبیہ: اور البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا اور میں کچھ پرواہ نہ کرتا تھا کہ میں کسی شخص سے خرید وفروخت کروں اگر مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام مجھ پر پھیرتا اور اگر کوئی نصرانی ہوتا تو اس کا حاکم اس کو مجھ پر پھیرتا اور آج تو میں نہیں خرید وفروخت کرتا مگر فلاں فلاں شخص سے یعنی ان کو ان لوگوں میں وجود امانت کا وثوق تھا اس واسطے ہر آدمی سے سودا کرتے تھے بغیر بحث کرنے کے حال اس کے سے پھر جب لوگوں میں خیانت ظاہر ہوئی تو نہ سودا کرتے تھے مگر اس سے جس کا حال پہچانتے، اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ پہلے لوگ قرآن کو سیکھتے تھے پھر سنت کو اور قول اس کا کہ میں دوسری کا منتظر ہوں یعنی امانت کا بالکل اٹھ جانا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا موصوف امانت کے مگر شاذ ونادر یعنی سب لوگوں سے امانت اٹھ جائے گی مگر نادر لوگوں سے اور نہیں مخالف ہے اس کو قول حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جو حدیث کے اخیر میں ہے اس واسطے کہ وہ نسبت پہلے زمانے کے لوگوں کے ہے یعنی بہ نسبت پہلے زمانے کی ان لوگوں میں امانت داری کم تر ہے اور قول اس کا اگر مسلمان ہوتا، الخ یعنی اگر کسی نے خیانت کی اور سودے میں دغا سے میرا حق لیا سو اگر مسلمان ہوگا تو اسلام کے لحاظ سے میرا حق پھیر دے گا اور اگر نصرانی ہوگا تو اس کا حکم جو مسلمان ہے میرا حق اس سے دلا دے گا اور گویا یہ جواب ہے سوال کا اور سوال یہ ہے کہ خیانت ہمیشہ سے موجود ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کافر بھی موجود تھے اور کافر لوگ خیانت کرنے والے ہیں سو اس کا یہ جواب دیا جو

مذکور ہوا اور یہ جو کہا کہ البتہ مجھ پر ایک زمانہ آیا، الخ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ امانت میں نقص اس زمانے سے شروع ہوا اور امانت سے مراد وہ چیز ہے جو چھپی ہو اور نہ جانتا ہو اس کو مگر اللہ مکلّف سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرائض ہیں جن کا حکم ہوا اور جن سے منع ہوا اور بعض نے کہا کہ وہ بندگی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ تکالیف ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے عہد میثاق ہے اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے بیچ تفسیر امانت کے جو مذکور ہے آیت میں ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ﴾ الآیۃ اور ابن عربی نے کہا کہ مراد امانت سے حدیث میں ایمان ہے سو جب دل میں قرار پکڑے تو قائم ہوتا ہے ساتھ مامور کے اور باز رہنے کے ممنوع چیز سے اور تحقیق اس کی اس چیز میں کہ ذکر کی گئی ہے امانت کے اٹھ جانے سے کہ بدیاں ایمان کو ہمیشہ ضعیف کرتی ہیں یہاں تک کہ جب ضعف انتہا کو پہنچتا ہے تو نہیں باقی رہتا مگر اثر ایمان کا اور وہ زبان سے اقرار کرتا ہے اور اعتقاد ضعیف بیچ ظاہر دل کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ اثر کے بیچ ظاہر بدن کے اور کفایت کی ضعف ایمان سے ساتھ نبیذ کے اور بیان کی مثال واسطے دور ہونے ایمان کے دل سے حال میں ساتھ دور ہونے چنگاڑی کے پاؤں سے یہاں تک کہ واقع ہو زمین میں اور جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے وہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! تو کیا کرے گا جب کہ تو رہ جائے گا کوڑ ناقص لوگوں میں جن کے عہد و پیمان اور امانت داریاں بگڑ جائیں گے اور ان میں پھوٹ پڑ جائے گی تو وہ لوگ اس طرح ہو جائیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اختلاف کی مثال دی اپنے دونوں ہاتھ کی انگلیاں قینچی کر کے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! سو اس وقت کیا کروں؟ فرمایا کہ خاص اپنے حال پر متوجہ ہونا اور عام لوگوں کو ان کے حالات پر چھوڑ دینا کہا ابن بطال نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا اور نہیں داخل کیا اس کو باب میں اس واسطے کہ اس کی شرط پر نہیں پس داخل کیا ان کے معنوں کو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ، میں کہتا ہوں اور جمع ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ اس کے بیچ کم ہونے امانت کے اور نہ وفا کرنے کے ساتھ عہد و پیمان کے اور شدت اختلاف کے۔ (فتح)

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ — فتنے فساد کے وقت جنگلوں میں جا رہنا

فائدہ: اور وہ یہ ہے کہ انتقال کرے مہاجر اپنی ہجرت کے شہر میں پس جنگل میں جا رہے سو ہجرت کے بعد پھر گنوار ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ حرام تھا مگر یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اجازت دیں اور مقید کیا اس کو ساتھ فتنے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اجازت سے وقت اترنے فتنے کے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور بعض نے کہا کہ منع کیا جائے لیکن سلف کو اس میں اختلاف ہے بعض نے تو سلامتی اور گوشہ گیری کو اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ لڑائی کرے اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

٦٥٦٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَّ عَلٰى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ إِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ أَنْ يَّمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ.

٦٥٦٠ - حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجاج پر داخل ہوا یعنی جب کہ حجاج حجاز کا حاکم ہوا بعد قتل کرنے ابن زبیر کے اور مکے سے مدینے میں گیا سو کہا کہ اے اکوع کے بیٹے! کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو نے جنگل میں جگہ پکڑی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی جنگل میں رہنے کی اور یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم شہید ہوئے تو نکلا سلمہ رضی اللہ عنہ طرف ربذہ کی کہ ایک جگہ ہے جنگل میں درمیان مکے اور مدینے کے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے اس کے واسطے اولاد جنی سو ہمیشہ رہا اس میں یہاں تک کہ مرنے سے پہلے چند روز آیا اور مدینے میں اترا یعنی اور مدینے میں آ کر فوت ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا تو مرتد ہو گیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ آئی ہے کہ ہجرت کے بعد پھر جنگل میں جا رہنا کبیرہ گناہ ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ جو ہجرت کرنے کے بعد بغیر عذر کے اپنی جگہ کی طرف پھر جاتا اس کو مرتد شمار کرتے تھے اور یہ حجاج نے بڑی بے ادبی کی کہ ایسے برے لفظ سے اس کو خطاب کیا پہلے اس سے کہ اس کا عذر معلوم کرے اور بعض نے کہا کہ حجاج اس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا سو اس نے ایسی وجہ بیان کی جس سے وہ قتل کا مستحق ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم مہاجر ہی ہو جس جگہ رہو گے۔ (فتح)

٦٥٦١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ.

٦٥٦١ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پھرے گا چرانے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور پانی برسنے کے مقامات پر اپنا دین لے کر بھاگے گا فتنے فسادوں کے سبب سے یعنی فساد کے وقت گوشہ گیری بہتر ہے کہ لوگوں کے ملنے سے ایسے وقت میں ایمان سلامت نہیں رہتا تو بکریاں چرا کر کھانا بہتر ہے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی پر محمول ہے اس واسطے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو فتنے فساد واقع ہوئے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے گوشہ گیری کی اور ربذہ میں جا رہے

اور وہاں نکاح کیا اور ان لڑائیوں میں شریک نہ ہوئے اور حق حمل کرنا عمل سب اصحاب کا سداد پر ہے سو جس نے ہتھیار پہنے اس کے واسطے دلیل ظاہر ہوئی واسطے ثابت ہونے ساتھ لڑنے امر کے ساتھ لڑنے کے باغی گروہ سے اور اس کو اس پر قدرت تھی اور جو بیٹھا نہ ظاہر ہوا اس کے واسطے کہ دونوں سے کون گروہ باقی ہے جب کہ اس کو لڑائی کی قدرت نہ تھی اور البتہ واقع ہوا ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور باوجود اس کے نہ لڑتا تھا سو جب عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس وقت لڑا اور یہ حدیث بیان کی کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت گوشہ گیری کے جس کو اپنے دین کا خوف ہو اور اختلاف کیا ہے سلف نے اصل گوشہ گیری میں سو کہا جمہور نے کہ لوگوں میں رہنا بہتر ہے اس واسطے کہ اس میں حاصل کرنا دینی فائدوں کا ہے واسطے قائم ہونے کے ساتھ شعائر اسلام کے اور بڑھانے جماعت مسلمانوں کے اور پہنچانے انواع خیر کے طرف ان کی مدد اور فریاد رسی اور بیمار پرسی وغیرہ سے اور ایک قوم نے کہا کہ گوشہ گیری بہتر ہے واسطے تحقیق ہونے سلامتی کے بیچ اس کے بشرط معرفت اس چیز کے کہ متعین ہوا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار فضیلت آدمیوں میں رہنے کی ہے اس کے واسطے جس کو گمان غالب نہ ہو کہ وہ گناہ میں پڑ جائے گا اور اگر امر مشکل ہو تو گوشہ گیری افضل ہے اور بعض نے کہا کہ مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے سو بعض پر ایک امر واجب ہوتا یا راجح اور نہیں ہے کلام اس میں بلکہ جب دونوں جانب مساوی ہو سو مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے اور اگر معارض ہوں تو مختلف ہیں ساتھ اختلاف اوقات کے سو جس پر لوگوں میں رہنا لازم ہے وہ ہے جس کو قدرت ہو اوپر دور کرنے برے کام کے سو اس پر لوگوں میں رہنا فرض عین ہے یا کفایہ بحسب حال اور امکان کے اور راجح ہے اس کے حق میں جس کو گمان غالب ہو کہ وہ سلامت رہے گا جب کہ قائم ہوگا امر بالمعروف میں اور جس کے حق میں مساوی ہے وہ ہے جس کو اپنے نفس پر امن حاصل ہو اور یہ اس وقت جب کہ فتنہ عام نہ ہو اور اگر فتنہ واقع ہو تو راجح ہے گوشہ گیری اس واسطے کہ ایسے وقت غالباً آدمی گناہ میں پڑ جاتا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے عقوبت ساتھ فتنہ والوں کے پس عام ہوتی ہے اس کو جو اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ — فتنوں سے پناہ مانگنا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس کے مشروع ہونے میں رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اللہ سے فتنہ مانگو اس واسطے کہ اس میں منافقوں کا ہلاک ہونا ہے اور کتاب الدعوات میں چند باب گزر چکے ہیں واسطے پناہ مانگنے کے چند چیزوں سے انہیں میں ہے پناہ مانگنا مال کے فتنے سے اور محتاجی کے فتنے سے اور نکمی عمر کے فتنے سے اور دنیا کے فتنے سے اور آگ کے فتنے سے اور سوائے اس کے کہا علماء نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا اس کے مشروع کرنے کا اپنی امت کے واسطے۔ (فتح)

٦٥٦٢۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا

٦٥٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے

هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَحْفَوْهُ بِالْمَسْأَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ فَأَنْشَأَ رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحٰى يُدْعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ فَقَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا دُوْنَ الْحَائِطِ فَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عِنْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

حضرت مَنَّالِلَّيْمِ سے سوال کیا یہاں کہ آپ کو سوال سے گھیرا یعنی حضرت مَنَّالِلَّيْمِ کو لپٹ گئی تو حضرت مَنَّالِلَّيْمِ ایک دن منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے تم کو بتلا دوں گا تو میں نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ ہر آدمی کپڑے میں سر ڈالے روتا ہے سو شروع کیا کلام کرنا ایک مرد نے جو جھگڑے کے وقت اپنے باپ کے سوا اور کی طرف نسبت کیا جاتا تھا یعنی اس کو اپنے باپ کا بیٹا نہ کہتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت مَنَّالِلَّيْمِ نے فرمایا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہے پھر شروع کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلام کرنا سو کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت مَنَّالِلَّيْمِ کی پیغمبری سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں کی بدی سے تو حضرت مَنَّالِلَّيْمِ نے فرمایا کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن نیکی بدی میں کبھی جیسے آج کا دن ہے بے شک شان یہ ہے کہ بہشت اور دوزخ کی صورت میرے سامنے لائی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا دیوار سے یعنی اپنے اور دیوار کے درمیان، کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ ذکر کی جاتی ہے یہ حدیث نزدیک اس آیت کے کہ اے لوگو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی ماں نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس کے کہ تو نے اپنے باپ کا نام پوچھا اس نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں معلوم کروں کہ میرا باپ کون ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافًّا رَأْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ أَوْ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَنَّالِلَّيْمِ نے ان سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ ہر مرد اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے روتا ہے اور کہا کہ میں کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے یا فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں فتنوں کی بدی سے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سَوْأَی الْفِتَنِ.

فائدہ: اور اس حدیث کی باقی شرح کتاب الاعتصام میں آئے گی۔ (فتح)

وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں فتنوں کے شر سے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ

فتنہ پورب کی طرف سے ہوگا

٦٥٦٣۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ إِلٰی جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ أَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ.

٦٥٦٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے ہوگا فتنہ فساد اس جانب سے ہوگا جس طرف سے شیطان کا سینگ یا فرمایا سورج کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: مراد شیطان کے سینگ سے سورج ہے اور مراد سورج کے سینگ سے خود سورج ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فتنہ اس طرف سے پیدا ہوگا اور اشارہ کیا طرف مشرق کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتنے فساد کی زمین اس طرف ہے اور اشارہ کیا طرف مشرق کی جس جگہ شیطان کا سینگ یعنی آفتاب نکلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ تین بار فرمایا۔ (فتح)

٦٥٦٤۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ یَقُوْلُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ.

٦٥٦٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ مشرق کی طرف منہ کیے تھے خبردار ہو بے شک فتنہ اس جانب سے ہوگا جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

٦٥٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ

٦٥٦٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی! برکت دے ہم کو ہماری شام میں الٰہی!

ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی برکت کی دعا کیجیے حضرت مَثَلَّقَيْمِ نے فرمایا الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے شام میں الٰہی! برکت دے ہم کو ہمارے یمن میں لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا کیجیے سو میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت مَثَلَّقَيْمِ نے تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے فساد ہوں گے اور اس جانب سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ حضرت مَثَلَّقَيْمِ نے مشرق والوں کے واسطے دعا نہ کی تا کہ ضعیف ہوں اس فساد سے جو رکھا گیا ہے ان کی جہت میں واسطے غالب ہونے شیطان کے ساتھ فتنوں کے اور یہ جو فرمایا سینگ شیطان کا تو کہا داؤدی نے کہ سورج کے واسطے حقیقۃً سینگ ہے اور احتمال ہے کہ مراد قرن سے شیطان کی قوت ہو کہ جس کے ساتھ گمراہ کرنے پر مدد لیتا ہے اور یہ احتمال اوجہ ہے اور بعض نے کہا کہ شیطان اپنے سر کو سورج کے ساتھ جوڑتا ہے وقت چڑھنے اس کے کے تا کہ سورج پرستوں کا سجدہ اس کے واسطے واقع ہو اور احتمال ہے کہ سورج کے واسطے شیطان ہو کہ سورج اس کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہو کہا خطابی نے کہ قرن ایک زمانے کے لوگوں کا نام ہے جو پیدا ہوتے ہیں بعد فنا ہونے اگلوں کے اور اس کے غیر نے کہا کہ مشرق والے اس وقت کافر تھے سو خبر دی حضرت مَثَلَّقَيْمِ نے کہ فساد اس طرف سے ہوگا سو جس طرح حضرت مَثَلَّقَيْمِ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا اور اول فتنہ مشرق کی جانب سے پیدا ہوا اور ہوا وہ سبب مسلمانوں کی پھوٹ کا اور اس کو شیطان چاہتا تھا اور اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی طرح بدعتیں بھی اسی جانب سے پیدا ہوئیں اور نجد مشرق کی جانب میں ہے سو مدینے والوں کا نجد عراق کا جنگل ہے اور وہ مدینے والوں کا مشرق ہے اور نجد کہتے ہیں اونچی زمین کو اور وہ خلاف غور کے ہے اور تہامہ غور یعنی گہری زمین میں ہے اور مکہ تہامہ میں ہے۔ (فتح)

٦٥٦٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا أَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ

٦٥٦٦۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہم پر نکلے سو ہم امیدوار ہوئے کہ کوئی اچھی بات ہم سے بیان کریں کہا سو ایک مرد نے اس کی طرف ہم سے جلدی کی سو اس نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) حدیث بیان کر ہم سے فتنے میں لڑنے کی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے کوئی فتنہ تو

الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ تیری ماں تجھ کو روئے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑتے تھے اور ان کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا اور نہیں لڑنا تمہارا ملک پر۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو مراد اس کی یہ ہے کہ حجت پکڑی ساتھ آیت کے اوپر جائز ہونے لڑائی کے فتنے میں اور یہ کہ اس میں رد ہے اس پر جو اس کو چھوڑے یعنی فتنے میں نہ پڑے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تو زجر ہے اس کے واسطے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ ضمیر ہم کی بیچ قول اللہ کے وقاتلوھم کافروں کے واسطے ہے یعنی لڑو کافروں سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی جو دین اسلام سے فتنے میں پڑے اور مرتد ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی اپنے دین سے فتنے میں پڑتا تھا اس کو مار ڈالتے تھے یا قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا فتنہ یعنی کسی کافر کی جانب سے کسی مسلمان کے واسطے اور یہ جو کہا کہ نہیں جیسا لڑنا تمہارا ملک پر یعنی واسطے طلب بادشاہی اور حکومت کے یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی درمیان مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک کے اور درمیان ابن زبیر کے اور شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں نہیں لڑنا چاہیے اگرچہ معلوم ہو جائے کہ ایک گروہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر اور بعض نے کہا کہ فتنہ خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو لڑائی واسطے طلب ملک کے اور جب کہ گروہ باغی معلوم ہو جائے تو اس کا نام فتنہ نہیں رکھا جاتا اور واجب ہے لڑنا اس سے یہاں تک کہ رجوع کرے طرف فرمانبرداری کی اور یہ قول جمہور کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

باب ہے بیچ بیان اس فتنے کے کہ موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے اس امت میں پانچ فتنے رکھے ہیں پانچواں فتنہ وہ ہے جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہ لوگ اس میں چوپاؤں کی طرف ہو جائیں گے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْأَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ

اور کہا ابن عیینہ خلف سے کہ لوگ مستحب جانتے ہیں کہ فتنوں کے وقت یہ بیت پڑھیں کہ لڑائی پہلے پہل جوان ہوتی ہے، دوڑتی ہے اپنی زینت سے ہر جاہل کی طرف،

اَلْحَرْبُ أَوَّلُ مَا تَكُوْنُ فَتِيَّةً تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلٍ حَتّٰى إِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلٍ شَمْطَآءَ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ.

یہاں تک کہ جب بھڑکتی ہے اور جوان ہوتا ہے بھڑکنا اس کا تو پیٹھ دیتی ہے بوڑھی ہو کر نہیں لائق صحبت کے یعنی کوئی اس کے نکاح کی رغبت نہیں کرتا اس کے بہت بال سفید ہو جاتے ہیں اور اس کی خوبصورتی بدصورتی سے بدل جاتی ہے اور اس کا حال متغیر ہو جاتا ہے مکروہ ہو جاتی ہے واسطے سونگھنے اور چومنے کے یعنی لڑائی پہلے پہل دل کو بھاتی ہے پھر بوڑھی عورت کی طرح مکروہ نظر آتی ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ پڑھنے ان ابیات کے یاد رکھنا اس کا ہے جو انہوں نے دیکھا اور سنا فتنے کے حال سے کہ ان کو ان کے پڑھنے سے فتنے کا حال یاد آ جاتا ہے پس روکتا ہے ان کو داخل ہونے سے بیچ اس کے تا کہ نہ مغرور ہوں اس کے ظاہر امر پر اول میں۔

٦٥٦٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ عُمَرَ إِذْ قَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا أَسْأَلُكَ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ أَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ إِذًا لَا يُغْلَقَ أَبَدًا قُلْتُ أَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً

٦٥٦٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کہا کہ تم میں سے کون یاد رکھتا ہے حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنے کے باب میں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قصور مرد کا اس کے گھر والوں کے حق میں اور اس کے مال اور اولاد اور ہمسائے کے حق میں اس کو دور کر ڈالتا ہے روزہ اور نماز اور صدقہ اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے یہ نہیں پوچھتا لیکن میں اس فتنے کا حال پوچھتا ہوں جو موج مارے گا جیسے دریا موج مارتا ہے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تجھ پر اس کا کچھ ڈر نہیں کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ ٹوٹ جائے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تو کبھی بند نہیں ہوگا میں نے کہا کہ ہاں، ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ کہا ہاں، جیسا میں

وَذٰلِكَ أَنِّیْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ فَهِبْنَا أَنْ نَّسْأَلَهٗ مَنِ الْبَابُ فَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ.

جانتا ہوں کہ رات آئندہ دن سے پہلے ہے یعنی اس کو علم بدیہی حاصل تھا مثل اس کی اور یہ اس واسطے کہ میں نے اس سے وہ حدیث بیان کی جو نہیں ہے غلط سو ہم ڈرے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کا حال پوچھیں سو ہم نے مسروق کو حکم کیا تو اس نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ دروازے سے کیا مراد ہے اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی! مجھ کو وہ فتنہ نہ پائے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ ڈر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑے فتنے کا حال پوچھا تھا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اول اس کو خاص فتنے کا حال بتلایا تا کہ نہ غمگین ہو اور اسی واسطے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان دروازہ ہے بند کیا ہوا اور یہ نہ کہا کہ تو دروازہ ہے یہ حسن ادب ہے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ٹوٹ گیا تو بند نہیں ہو گا تو یہ اس جہت سے کہ ٹوٹنا نہیں ہوتا ہے مگر غلبہ اور غلبہ نہیں واقع ہوتا ہے مگر فتنے میں اور معلوم ہوا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لڑائی امت کے درمیان واقع ہونے والی ہے اور قتل کرنا ان میں قیامت تک رہے گا۔ (فتح)

٦٥٦٨ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِیْ مُوْسَى الْأَشْعَرِیِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلٰى حَآئِطٍ مِّنْ حَوَآئِطِ الْمَدِيْنَةِ لِحَاجَتِهٖ وَخَرَجْتُ فِیْ إِثْرِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَآئِطَ جَلَسْتُ عَلٰى بَابِهٖ وَقُلْتُ لَأَكُوْنَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِیْ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَجَلَسَ عَلٰى قُفِّ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى

٦٥٦٨ - حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن قضائے حاجت کے واسطے مدینے کے ایک باغ کی طرف نکلے اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم کیا کہ میں دربان ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اپنی حاجت سے فراغت کی اور کنوئیں کی نشست گاہ یا کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنوئیں میں لٹکایا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تا کہ اندر آئیں میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگوں تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ

أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَآءَ عَنْ يَّمِيْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَآءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَآءَ عَنْ يَّسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَأَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُّصِيْبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَآءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ أَتَمَنّٰى أَخًا لِّيْ وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَّأْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمْ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

آپ سے اجازت مانگتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ کی دائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا سو وہ حضرت ﷺ کی بائیں طرف آئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا تو کنویں کا کنارہ بھر گیا اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا کہ اس جگہ ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے واسطے حضرت ﷺ سے اجازت مانگوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری سنا اور اس کے ساتھ بلا ہے جو اس کو پہنچے گی سو عثمان رضی اللہ عنہ اندر آئے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی سو پھرے یہاں تک کہ ان کے سامنے آئے کنویں کے کنارے پر بیٹھے اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور ان کو کنویں میں لٹکایا سو میں نے اپنے بھائی کی تمنا کی اور اللہ سے دعا مانگی کہ وہ آئے ، کہا ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے سو میں نے اس کی تاویل کی ان کی قبروں سے کہ جمع ہوئیں اس جگہ یعنی ان کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور جدا ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ یعنی ان کی قبر جدا ہو گی ان کی قبروں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزری اور مراد بیان کرنے اس کے سے یہاں اشارہ ہے اس طرف کہ قول حضرت ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ اس کو بلا پہنچے گی وہ چیز ہے کہ ان کے واسطے واقع ہوئی قتل سے کہ پیدا ہوئے اس سے فتنے جو واقع ہوئے درمیان اصحاب کے جنگ جمل مین پھر صفین میں اور جو اس کے بعد ہے اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا عثمان رضی اللہ عنہ کو ساتھ بلا کے باوجود اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے اس واسطے کہ جیسے عثمان رضی اللہ عنہ مبتلا ہوئے تھے ویسے عمر رضی اللہ عنہ مبتلا نہیں ہوئے اس واسطے کہ غالب ہوئے تھے وہ لوگ جنہوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت چھین لیں بسبب اس کے کہ منسوب کیا تھا انہوں نے ان کو طرف جور اور ظلم کی باوجود بری ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اس سے اور معذور ہونے کے پھر وہ ہجوم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جا گھسے اور ان کے گھر والوں کی بے ستری کی اور یہ سب زیادتی ہے ان کے قتل پر اور حاصل یہ ہے کہ مراد ساتھ بلا کے وہ چیز ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ ان کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان امروں سے جو زائد ہیں قتل پر۔ (فتح)

٦٥٦٩۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ قَالَ قِيْلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهٗ مَا دُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَّفْتَحُهٗ وَمَا أَنَا بِالَّذِیْ أَقُوْلُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِيْرًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِی النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيْفُ بِهٖ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ أَیْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُوْلُ إِنِّیْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا أَفْعَلُهٗ وَأَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَفْعَلُهٗ.

٦٥٦٩۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تو اس سے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کرتا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے اس سے کلام کیا بغیر اس کے کہ تیرے واسطے فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ ہوں میں اول کھولنے والا اس کا اور نہیں میں وہ کہ کہوں کسی مرد سے جو دو آدمیوں پر حاکم ہو کہ تو بہتر ہے اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لایا جائے گا ایک مرد یعنی قیامت کو تو ڈالا جائے گا دوزخ میں یعنی اس کے پیٹ سے انتڑیاں نکل پڑیں گی تو وہ ان کے ساتھ گھومتا پھرے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے تو جمع ہوں گے اس کے گرد دوزخی لوگ تو کہیں گے کہ اے فلانے! کیا تو نیک باتیں نہ بتلاتا تھا اور خود اس کو نہ کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا لیکن خود کرتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا بغیر اس کے کہ دروازہ کھولوں یعنی میں نے اس سے کلام کیا جس میں تم نے اشارہ کیا لیکن بطورِ مصلحت اور ادب کے پوشیدہ بغیر اس کے کہ میری کلام سے فتنہ انگیزی ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ کلام کرے عثمان سے اس چیز میں کہ انکار کیا ہے لوگوں نے ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اپنے قرابتیوں کے حاکم بنانے سے اور سوائے اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ ڈرتا تھا اس شخص پر جو ادنیٰ چیز پر حاکم ہو اور اگرچہ اس کی حکومت چھوٹی ہو کہ ضروری ہے اس کے واسطے کہ اپنی رعیت کو نیک بات بتلائے اور بد کام سے منع کرے پھر نہ واقع ہوا اس

سے قصور اسی واسطے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ کسی پر سردار نہ بنے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اپنے قول سے کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا بلکہ غایت یہ ہے کہ حسب برابر اتر جائے اور نجات پائے اور کہا عیاض نے کہ مراد اُسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں کھلم کھلا امام پر انکار کا دروازہ نہیں کھولتا بلکہ نرمی سے اور پوشیدہ اس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ لائق تر ہے ساتھ قبول کے اور یہ جو کہا کہ میں کسی حاکم کو بہتر نہیں کہتا تو اس میں مذمت ہے حاکموں کی مداہنت کے حق میں اور اظہار کرنا اس چیز کا کہ باطن میں اس کے برخلاف ہو جیسے چاپلوسی کرنے والا ساتھ باطل کے اور سو اشارہ کیا اُسامہ رضی اللہ عنہ نے طرف مدارت محمود کے اور مداہنت مذموم کے اور مدارت یہ ہے کہ اس میں دین میں قدح نہ ہو اور مداہنت مذموم یہ ہے کہ اس میں قبیح چیز کو آراستہ کرنا ہو اور باطل کو صواب کہنا اور مانند اس کی اور کہا طبری نے کہ اختلاف ہے سلف کو امر بالمعروف میں سو ایک گروہ نے کہا کہ مطلق واجب ہی ہے واسطے عموم اس حدیث کے کہ جو بدکام کو دیکھے تو چاہیے کہ اس کو تغیر کرے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے انکار کرنا بدکام پر لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ نہ لاحق ہو انکار کرنے والے کو بلا جس کا اس سے مقابلہ نہ ہو سکے مانند قتل کی اور مانند اس کی اور بعض نے کہا کہ دل سے انکار کرے اور صواب اعتبار کرنا شرط مذکور کا ہے اور کہا طبری نے اگر تو کہے کہ امر بالمعروف کرنے والے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں دوزخ میں کیوں گئے تو جواب یہ ہے کہ وہ نہ بجا لائے جو ان کو حکم ہوا تھا پس اپنی نافرمانی کے سبب سے ان کو عذاب ہوا اور ان کے امیر کو اس واسطے عذاب ہوا کہ وہ ان کو اس سے منع نہ کرتا تھا اور حدیث میں تعظیم حاکموں کی ہے اور ادب کرنا ان کا اور پہنچانا ان کو جو لوگ ان کے حق میں کہیں تا کہ باز رہیں۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

٦٥٧٠ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِيَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ أَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

۶۵۷۰۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے ایک بات سے دن جنگ جمل کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو حاکم کیا تو فرمایا کہ نہ بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جنہوں نے عورت کو اپنے کام پر حاکم بنایا۔

فائدہ: جنگ جمل اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اور جنگ جمل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوایوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ بازار میں تھے تو لوگوں نے کہا کہ ہاتھ دراز کر ہم تجھ سے بیعت کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہرو یہاں تک کہ لوگ صلاح کر لیں پس کہا انہوں نے کہ اگر لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے پھر گئے اور کوئی اس کے بعد خلیفہ نہ ہوا تو امت میں اختلاف اور

فساد پڑ جائے گا سو لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سب لوگوں نے ان سے بیعت کی پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی اجازت لی اور مکے کی طرف نکلے اور دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملے تو سب نے اتفاق کیا اس پر کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے اور اس کے مارنے والوں کو قتل کیا جائے اور یعلیٰ بن امیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے صنعاء پر حاکم تھا وہ بھی مکے میں حج کو آیا اور وہ بڑی شان والا تھا تو اس نے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ آدمی سے مدد دی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اسی اشرفیوں سے اونٹ خریدا جس کا عسکر نام تھا پھر سب جمع ہو کر بصرے کی طرف گئے وہاں کے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کو آئے ہیں ہم اگر اس کے واسطے غصہ نہ کریں تو ہم نے انصاف نہ کیا اگر تین باتوں میں بھی ہم غصہ نہ کریں حرام ہونا خون کا اور شہر کا اور مہینے کا یعنی تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کا ناحق خون کیا اور جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں گئے تو دو آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو سلام کر کے ان سے اس کا سبب پوچھا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر ظلم اور اس کو قتل کیا اور میں ان سے الگ ہوں پھر مجھ کو انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر دین کا خوف نہ ہوتا تو میں خلیفہ نہ بنتا پھر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے ان سے عہد و پیمان کیا پھر دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کو لائق نہ تھا یعنی اس کو بھڑکایا سو مجھ کو ان کی خبر پہنچ گئی اور میں ڈرتا ہوں کہ اسلام کو رخنہ ہو جائے سو میں ان کی تابعداری کروں گا اور ان کے ساتھ والوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ان سے لڑنے کا نہیں مگر یہ کہ وہ لڑیں اور ہم نہیں نکلے مگر واسطے اصلاح کے پھر پہلے پہل لڑائی دونوں لشکر کے لڑکوں میں شروع ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں پھر تیر مارنے شروع کیے پھر غلام اور بے وقوف لوگ بھی ان کے ساتھ ہوئے پھر لڑائی قائم ہوئی اور پہلے پہل طلحہ رضی اللہ عنہ مارے گئے اور انہوں نے بصرے کے گرد خندق کھودی تھی پھر بعض لوگ مارے گئے اور بعض زخمی ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کے پکارنے والے نے پکارا کہ جو پیٹھ دے کر بھاگے اس کے پیچھے نہ جانا اور زخمی کا کام تمام نہ کرنا اور کسی کے گھر کے اندر نہ گھسنا اور جو اپنا دروازہ بند کر لے یا ہتھیار ڈال دے وہ پناہ میں ہے پھر لوگوں کو جمع کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہاں حاکم کیا اور آپ نے کوفے کو پھر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ بصرے میں آئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے معاملے میں تو قیس اور عبداللہ بن کوا اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہاں کیوں آئے ہو، کیا سبب ہے؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیعت کی مدینے میں اور مخالف ہوئے بصرے میں سو میں ان سے لڑوں گا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر میں جنگ جمل کے دن اپنے گھر میں بیٹھتی جیسے اور لوگ بیٹھے تو مجھ کو بہتر تھا اس سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس لڑکے جنتی اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن بدیل سے روایت کی ہے کہ وہ جنگ جمل کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کجاوے

میں تھیں تو اس نے کہا اے ماں مسلمانوں کی! جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں تمہارے پاس آیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ تم مجھ کو کیا حکم کرتے ہو تو تو نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا یعنی پھر اب تم خود علی رضی اللہ عنہ سے کیوں لڑتے ہو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا چپ رہیں کچھ جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالو لوگوں نے ان کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں سو میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی محمد ہم دونوں اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے کو اٹھایا اور علی رضی اللہ عنہ کے آگے جا رکھا علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سو گھر میں داخل کی گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے لڑائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کی طرف سے شروع ہوئی بعد ظہر کے سو ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے گرد کوئی آدمی نہ رہا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تنہا رہ گئیں سب لوگ تتر بتر ہو گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ میں مارے گئے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ کسی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا لڑنے سے اہل بصرہ کے ساتھ ہو کر؟ تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بھلا ہوگا اس قوم کا کبھی جس پر عورت حاکم ہو سو شاید ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا طرف اس حدیث کی تو ان کے ساتھ ہو کر لڑنے سے باز رہا پھر جب علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو اس نے اپنی رائے کو ٹھیک جانا اور معتمد یہ ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فتنے فساد میں لڑنے کو اچھا نہ جانتا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس پر کہ عورت کو حاکم بنانا جائز نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے اور مخالفت کی ہے ابن جریر طبری نے سو کہا اس نے کہ جائز ہے کہ حاکم کی جائے عورت اس چیز میں جس میں اس کی گواہی جائز ہے اور بعض مالکیوں نے مطلق جائز رکھا ہے۔ (فتح)

٦٥٧١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوْفَةَ فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِيْ أَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ وَ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى

٦٥٧١ـ حضرت عبداللہ بن زیاد اسدی سے روایت ہے کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف چلے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن بن علی کو بھیجا سو وہ دونوں ہمارے پاس کوفے میں آئے اور منبر پر چڑھے اور حسن بن علی منبر کے اوپر کے درجے میں تھے اور عمار ان سے نیچے تھے سو ہم اس کی طرف جمع ہوئے سو میں نے عمار سے سنا کہتا تھا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم کو مبتلا کیا اور آزمایا ہے تا کہ معلوم کرے کہ تم علی رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ابْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ
تُطِيْعُوْنَ أَمْ هِيَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمار نے کہا کہ امیر المؤمنین! علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی لڑائی کی طرف نکلو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرے کی طرف گئی ہیں اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں قسم دیتا ہوں اس مرد کو جو اللہ کے حق کی رعایت کرتا ہو مگر کہ نکلے سو اگر میں مظلوم ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں ظالم ہوں تو مجھ کو ذلیل کرے اور قسم ہے اللہ کی البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے میری بیعت کی تھی پھر انہوں نے میری بیعت توڑ ڈالی اور نہیں تنہا ہوا میں ساتھ مال کے اور نہ میں نے کوئی حکم بدلا سو بارہ ہزار آدمی اس کی طرف نکلے اور یہ جو عمار نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے، الخ تو مراد عمار کی یہ ہے کہ حق اس قصے میں علی کی طرف ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا باوجود اس کے اسلام سے خارج نہیں ہوئیں اور بے شک وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں بہشت میں اور یہ عمار کا انصاف اور نہایت تقویٰ ہے اور عمار نے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا بعید تر تھا نہ نکلنا تمہارا اور حالانکہ اللہ نے تم کو حکم کیا کہ اپنے گھروں میں ٹھہرو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے۔ (فتح)

٦٥٧٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ غَنِيَّةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلٰى مِنْبَرِ الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ عَائِشَةَ وَذَكَرَ مَسِيْرَهَا وَقَالَ إِنَّهَا زَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّهَا مِمَّا ابْتُلِيْتُمْ.

٦٥٧٢۔ حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمار رضی اللہ عنہ کوفے کے منبر پر کھڑے ہوئے سو ذکر کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کے چلنے کو اور کہا کہ البتہ وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں دنیا میں اور آخرت میں لیکن تم آزمائے گئے ہو۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے قوی کرنا ہے پہلی حدیث کو اور اس حدیث میں جواز ارتفاع ذی امر کا ہے یعنی جو صاحب حکم ہو اس کو اونچا ہونا جائز ہے اس شخص پر جو اس سے فضیلت میں زیادہ ہو اس واسطے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین کا بیٹا تھا سو وہی اس وقت حاکم تھا ان پر جن کی طرف ان کو علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا اور عمار رضی اللہ عنہ منجملہ ان کے ہے سو حسن رضی اللہ عنہ منبر پر عمار رضی اللہ عنہ سے اونچے ہوئے اگرچہ عمار رضی اللہ عنہ فضیلت میں حسن رضی اللہ عنہ سے راجح تھے۔ (فتح)

٦٥٧٣۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ

٦٥٧٣۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے جب کہ

يَقُوْلُ دَخَلَ أَبُوْ مُوْسٰى وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ عَلٰى عَمَّارٍ حَيْثُ بَعَثَهٗ عَلِيٌّ إِلٰى أَهْلِ الْكُوْفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَأَيْنَاكَ أَتَيْتَ أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ إِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ مُنْذُ أَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَأَيْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ أَسْلَمْتُمَا أَمْرًا أَكْرَهَ عِنْدِيْ مِنْ إِبْطَآئِكُمَا عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ وَكَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا إِلَى الْمَسْجِدِ.

اس کو علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں پر بھیجا ان سے جنگ کی طرف نکلنا طلب کیا تو دونوں نے کہا کہ ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا کہ تو نے کوئی کام کیا جو ہمارے نزدیک بہت برا ہو جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں جب سے تو مسلمان ہوا تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے تم سے جب سے تم مسلمان ہوئے کوئی کام جو میرے نزدیک مکروہ تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس کام میں سو ابو مسعود نے عمار رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک ایک جوڑا پہنایا پھر دوپہر ڈھلتے مسجد کی طرف گئے یعنی جمعہ کی نماز کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ جو ان کے درمیان گفتگو ہوئی اس میں دلالت ہے کہ دونوں گروہ مجتہد تھے اور ہر ایک دونوں میں سے اپنے آپ کو صواب پر جانتا تھا اور دوسرے کو خطا پر اور ابو مسعود مالدار اور سخی تھا اور ان کا جمع ہونا اس کے پاس جمعہ کے دن تھا سو اس نے عمار رضی اللہ عنہ کو جوڑا پہنایا تا کہ جمعہ میں حاضر ہو اس واسطے کہ عمار رضی اللہ عنہ سفر کے کپڑوں میں تھے سو اس نے مکروہ جانا کہ وہ ان کپڑوں سے جمعہ میں حاضر ہو پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کے ساتھ جوڑا پہنایا تا کہ وہ ناراض نہ ہوں۔ (فتح)

٦٥٧٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَأَبِيْ مُوْسٰى وَعَمَّارٍ فَقَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيْهِ غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِيْ مِنَ اسْتِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَبَا مَسْعُوْدٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِيْ مِنْ إِبْطَآئِكُمَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُوْ

٦٥٧٤۔ حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں مگر کہ اگر چاہوں تو اس کا عیب کروں یعنی کوئی عیب سے خالی نہیں سوائے تیرے اور نہیں دیکھی میں نے تجھ سے کوئی چیز جب سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ زیادہ ترعیب دار ہو میرے نزدیک جلدی کرنے تیرے سے اس کام میں تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو مسعود! نہیں دیکھی میں نے تجھ سے اور نہ تیرے اس ساتھی سے کوئی چیز جب سے تم دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے جو میرے نزدیک معیوب تر ہو دیر کرنے تمہارے سے اس امر میں پھر ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا

مَسْعُوْدٍ وَكَانَ مُوْسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطٰى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوْسٰى وَالْأُخْرٰى عَمَّارًا وَقَالَ رُوْحَا فِيْهِ إِلَى الْجُمُعَةِ.

اور وہ مالدار تھا کہ اے غلام! دو جوڑے لا سو ایک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دے اور ایک عمار رضی اللہ عنہ کو پہنا اور کہا کہ اس کو پہن کر جمعہ کی طرف جاؤ۔

فائدہ: ہر ایک نے ان میں سے دیر کرنے اور جلدی کرنے کو اس کام میں عیب ٹھہرایا بہ نسبت اس چیز کے جس کا معتقد تھا سو عمار کا یہ اعتقاد تھا کہ توقف کرنے میں امام کی مخالفت ہے اور ترک کرنا ہے اللہ کے اس قول کو ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ اور دوسروں کا یہ اعتقاد تھا کہ فتنے فساد کے وقت لڑنا نہیں چاہیے اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کی رائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی بیچ باز رہنے لڑنے سے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ان حدیثوں کے جو اس میں وارد ہوئی ہیں اور ساتھ اس وعید کے جو وارد ہوئی ہے بیچ ہتھیار اُٹھانے کے مسلمان پر اور عمار کی رائے علی رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق تھی کہ جو باغی ہو جائے اور امام کی بیعت توڑے اس سے لڑائی کی جائے اس آیت کی دلیل سے ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ﴾ اور حمل کیا ہے انہوں نے وعید کو تعدی کرنے والے پر۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

جب اللہ کسی قوم پر عذاب اُتارے یعنی تو اس کا حکم وہ ہے جو حدیث باب میں ہے

٦٥٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى أَعْمَالِهِمْ.

٦٥٧٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ کسی قوم پر عذاب اتارتا ہے یعنی ان کے بدعملوں کی سزا تو جتنے لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب پر عذاب ہوتا ہے پھر قیامت میں اٹھائے جائیں گے اپنے اپنے عملوں پر۔

فائدہ: یعنی جب کسی قوم پر عذاب ہوتا ہے تو نیک اور بد سب ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن یہ عذاب فقط دنیاوی ہوتا ہے آخرت میں نیک لوگ اپنی نیکیوں کا ثواب پائیں گے اور بدلوگ اپنی بدیوں کی سزا پائیں گے سو نیکوں کے واسطے یہ عذاب گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا اور بدی کے واسطے سزا اور نیک لوگ عذاب میں اس واسطے شریک ہوئے کہ لوگوں کو گناہوں سے نہ روکا اور وہ کہنا نہ مانتے تھے تو ان کے ساتھ کیوں رہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ بدکام کو دیکھیں اور اس کو متغیر نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ سب کو عذاب کرے روایت کیا ہے اس کو اربعہ نے اور حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا موت میں شریک ہونے سے شریک ہونا ثواب یا عقاب میں بلکہ جزا دی

جائے گی ہر ایک کو اپنے عمل کی اس کی نیت کے موافق اور کہا ابن جمرہ نے کہ یہ خاص انہیں لوگوں کے واسطے ہے جو چپ رہیں امر معروف اور نہی منکر سے اور جو لوگ کہ امر بالمعروف کریں اور بد کام سے لوگوں کو منع کریں تو وہ سچے مسلمان ہیں اللہ ان پر عذاب نہیں بھیجتا بلکہ ان کے سبب سے عذاب کو لوگوں سے ہٹا دیتا ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جائز ہے بھاگنا کافروں اور ظالموں سے اس واسطے کہ ان کے ساتھ رہنا جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان کی مدد نہ کرے اور نہ ان کے فعل سے راضی ہوں اور اگر ان کے فعل سے راضی ہوں تو وہ ان میں سے ہے اور بہرحال ان کا قیامت میں اپنے اپنے عملوں پر اٹھنا سو یہ حکم عدل ہے اس واسطے کہ نیک عملوں کا بدلہ ان کو آخرت ہی میں ملے گا اور دنیا میں جو ان کو بلا پہنچے وہ ان کی بدیوں کا کفارہ ہوگا سو دنیا میں جو یہ عذاب نیکوں کو شامل ہوا تو یہ بدلہ ہے ان کی مداہنت کا کہ انہوں نے ان کو منع نہ کیا اور اس حدیث میں تخویف اور تحذیر عظیم ہے اس کے واسطے جو منع کرنے سے چپ رہے سو کیا حال ہے اس کا جو مداہنت کرے پھر کیا حال ہے اس کا جو راضی ہوا پھر کیا حال ہے اس کا جس نے مدد کی ہم اللہ سے مانگتے ہیں سلامتی، میں کہتا ہوں اور اس کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ نیکوں کو دنیا میں بدیوں کے سبب سے عذاب نہیں ہوتا اور جو ہم نے بیان کیا وہ موافق تر ہے ساتھ معنی حدیث کے یعنی جب بدی بہت ہو جائے تو عذاب دنیاوی سب کو شامل اور عام ہوتا ہے اگرچہ نیک لوگ نیک بات کا حکم کریں اور برے کام سے روکیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِنَّ ابْنِي هٰذَا لَسَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

باب ہے قول حضرت ﷺ کا حسن رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ بے شک یہ بیٹا میرا سردار ہے اور سید ہے کہ اس کے سبب سے اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

٦٥٧٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ أَبُوْ مُوْسٰى وَلَقِيْتُهُ بِالْكُوْفَةِ وَجَآءَ إِلَى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ أَدْخِلْنِيْ عَلٰى عِيْسٰى فَأَعِظَهُ فَكَأَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَآئِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ أَرٰى كَتِيْبَةً لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ

٦٥٧٦۔ حضرت سفیان سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسرائیل نے اور میں اس کو کوفہ میں ملا کہ وہ ابن شبرمہ کے پاس آیا اور ابن شبرمہ اس وقت کوفہ کا قاضی تھا سو اس نے کہا کہ داخل کر مجھ کو عیسیٰ پر یعنی جو کوفہ کا حاکم ہے کہ میں اس کو وعظ و نصیحت کروں تو گویا کہ ابن شبرمہ نے اسرائیل پر خوف کیا سو نہ کیا جو اس نے کہا یعنی اس نے اس کو عیسیٰ پر داخل نہ کیا کہا اسرائیل نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ معاویہ کی طرف چلا ساتھ لشکروں کے جو مثلا پہاڑوں کے تھے یعنی ان کی کوئی

لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ أَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَآءَ الْحَسَنُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

طرف نظر نہ آتی تھی تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جو معاویہ کا مصاحب تھا معاویہ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں لشکر کو کہ نہ پیٹھ دے گا یہاں تک کہ پیٹھ دے دوسرا یعنی جو اس کے مقابل ہے تو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن اور کارساز ہوگا مسلمانوں کے لڑکے بالوں کا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حسن رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں اور اس سے صلح کرنے کو کہتے ہیں تو کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرے گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ابن شبرمہ کا فعل دلالت کرتا ہے کہ جس کو اپنی جان پر خوف ہو اس سے امر معروف ساقط ہو جاتا ہے یعنی نیک بات کا بتلانا اور بدکام سے روکنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے واجب نہیں اور اشارہ کیا حسن بصری رحمہ اللہ نے ساتھ اس قصے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی بعد شہید ہونے علی رضی اللہ عنہ کے اور جب منصفی کا معاملہ گزر گیا تو علی رضی اللہ عنہ پھر کے کوفہ میں آئے اور شام والوں سے لڑنے کے واسطے سامان درست کیا یعنی تیاری کی کئی بار لیکن مشغول ہوئے ساتھ خارجیوں کے نہروان میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب خارجی لوگ نکلے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم شام کی طرف چلتے ہو یا ان خارجیوں کی طرف پھرتے ہو تو لشکر والوں نے کہا کہ ہم انہیں کی طرف پھریں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف پھرے پھر جب قتل ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور صلح کی معاویہ سے تو قیس بن سعد کو لکھا تو وہ معاویہ کی لڑائی سے پھرا یعنی علی رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر چالیس ہزار آدمی کا تیار کر کے معاویہ کے ساتھ لڑنے کو شام میں بھیجا تھا اور قیس بن سعد کو ان پر سردار کیا تھا پھر جب علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ قیس پیچھے نہیں پلٹے گا اور صلح پر اس کا کہا نہیں مانے گا تو اس کو معزول کیا اور ان پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سردار کیا اور جب معاویہ کو علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو شام کے لشکر میں نکلا اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی نکلے یہاں تک کہ مدائن میں آئے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ کون ضامن ہوگا مسلمانوں کے بال بچوں کا یعنی جب کہ ان کے باپ مارے گئے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا اے عمرو! اگر ان لوگوں نے ان کو مارا اور انہوں نے ان کو مارا تو کون ضامن ہوگا میرے واسطے لوگوں کے کام کا کون ضامن ہوگا میرے واسطے ان کی

عورتوں کا کون ضامن ہوگا ان کے لڑکے بالوں کا جن کی کوئی خبر نہ لی تو ضائع ہو جائیں؟ واسطے نہ مستقبل ہونے ان کے ساتھ امر معاش کے ان کا ضیعہ نام رکھا اشارہ کیا معاویہ نے اس طرف کہ دونوں ملک کے اکثر لوگ دونوں لشکروں میں ہیں سو جب قتل ہو گئے تو ضائع ہوگا امر لوگوں کا اور تباہ ہوگا حال ان کے گھر والوں کا اور ان کی اولاد کا ان کے بعد اور یہ اس واسطے کہا کہ عمرو نے اس کو لڑنے کی صلاح دی تھی حاصل یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا لڑنا بالکل نہیں چاہتے تھے لیکن چاہتے تھے کہ معاویہ سے اپنی جان کے واسطے چند چیزوں کی شرط کر لیں اور معاویہ کا ارادہ بھی صلح کرنے کا تھا پھر معاویہ نے عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمن بن سمرہ کو امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف صلح کے واسطے بھیجا اور صلح ہوئی اس شرط پر کہ اتنا مال اور اتنے کپڑے اور اتنا رزق اور جس جس چیز کی حاجت ہو ہر سال امام حسن رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بیت کو بیت المال سے ملا کرے اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت معاویہ کو دے دی اور آپ حکومت کا تعلق بالکل چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے دونوں لشکروں میں صلح ہوئی اور اس قصے میں بہت فائدے ہیں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے بادشاہی کو چھوڑ دیا نہ کم ہونے کی وجہ سے نہ ذلت کی وجہ سے نہ کسی علت کی وجہ سے بلکہ واسطے رغبت کرنے کے اس چیز میں کہ اللہ کے نزدیک ہے یعنی ثواب آخرت سے اس واسطے کہ اس میں مسلمانوں کے خونوں کا بچاؤ دیکھا سو دین کے امر کی اور امت کی مصلحت کی رعایت کو مقدم کیا اور اس میں رد ہے خارجیوں پر جو کافر کہتے تھے علی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھیوں کو اور معاویہ کو اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ گواہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گروہوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ دونوں مسلمان ہیں اور اس میں فضیلت صلح کرانے کی درمیان لوگوں کے خاص کر مسلمانوں کے خونوں کے بچانے میں اور دلالت ہے اوپر مہربانی معاویہ کے ساتھ رعیت کے اور شفقت کرنے کے مسلمانوں پر اور قوت نظر اس کی کے بیچ تدبیر ملک کے اور عاقبت اس کی کے اور اس میں ولایت مفضول کی یعنی مفضول کو حاکم بنانا باوجود افضل کے اس واسطے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ دونوں خلیفہ ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور وہ بدری ہیں اور یہ کہ جائز ہے خلیفہ کے واسطے کہ اپنی خلافت سے الگ ہو جائے جب کہ اس میں مسلمانوں کی اصلاح دیکھے اور اترنا وظائف دینی اور دنیاوی سے ساتھ مال کے اور جواز لینا مال کا اوپر اس کے بعد استیفاء شرائط کے ساتھ اس کے کہ منزول لہ اولیٰ ہو نازل سے اور ہو مبذول کے مال سے اور یہ کہ سیادت نہیں خاص ہے ساتھ افضل کے بلکہ وہ رئیس ہے قوم پر اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور اس میں اطلاق ابن کا ہے ابن بنت پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر ٹھیک ہونے رائے اس شخص کے جو لڑائی میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ کے ساتھ شامل نہ ہوا اگرچہ علی رضی اللہ عنہ امام بحق تھے اور معاویہ کا لشکر باغی تھا یہ قول سعید بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب کا ہے اور جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہوا وہ صواب پر تھا اور معاویہ کا لشکر باغی تھا اور یہ سب لوگ متفق ہیں اس پر

کہ ان میں سے کسی کی مذمت نہ کی جائے بلکہ کہا جائے کہ انہوں نے اجتہاد کیا لیکن ان سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور بعض قلیل لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ دونوں گروہ مصیب تھے۔ (فتح)

٦٥٧٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ عَمْرٌو قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الْآنَ فَيَقُولُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الْأَسَدِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ وَلٰكِنَّ هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

٦٥٧٧۔ حضرت حرملہ سے روایت ہے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا یعنی مدینے سے کوفے میں کچھ مال مانگنے کو اور کہا کہ بے شک وہ سوال کرے گا تجھ سے سو کہے گا کہ تیرے ساتھی کو کس چیز نے پیچھے ڈالا میرا ساتھ دینے سے لڑائیوں میں سو اس کو کہنا کہ وہ تجھ سے کہتا ہے کہ اگر تو شیر کے جبڑے یعنی منہ میں ہوتا تو میں تیرے ساتھ ہوتا لیکن میں نے اس امر میں یعنی مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا اچھا نہیں جانا سو میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس کا پیغام پہنچایا سو علی رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کچھ چیز نہ دی سو میں حسن اور حسین اور جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ کو میری سواری پر مال لاد دیا جس قدر اٹھا سکتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا علی رضی اللہ عنہ تجھ سے پوچھے گا، الخ تو یہ عذر اُسامہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ دینے کا اس واسطے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ انکار کرتے ہیں جو اس سے پیچھے رہا خاص کر اُسامہ رضی اللہ عنہ جیسے سے جو اہل بیت سے ہے عذر کیا کہ میرا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ جانا کینہ کے سبب سے نہیں کہ ان سے میرے دل میں کینہ ہو اور یہ کہ اگر علی رضی اللہ عنہ کسی بڑی سخت جگہ میں ہوں تو البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ چاہتا ہے کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لیکن وہ پیچھے رہا بسبب مکروہ جاننے کے بیچ لڑائی مسلمانوں کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اُسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کو قتل کیا جس کا ذکر دیات میں ہو چکا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملامت کی تو اس نے قسم کھائی کہ مسلمان کے ساتھ نہ لڑے گا اسی واسطے وہ جنگ جمل اور صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے جو اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ایلچی کو کچھ نہ دیا تو یہ شاید اس واسطے کہ اس نے اس سے کچھ اللہ کے مال میں سے مانگا تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے مناسب نہ جانا کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو دیں اس سبب سے کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لڑائیوں میں علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ دیا اور پھر حسن حسین رضی اللہ عنہما نے اس کو دیا اس واسطے کہ وہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت میں سے جانتے تھے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ران پر اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھلاتے تھے اور ایک ران پر حسین رضی اللہ عنہ کو اور فرماتے تھے الٰہی! میں ان کو چاہتا ہوں کما تقدم فی مناقبہ اور سواری اس واسطے بھر دی کہ شاید ان کو معلوم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کچھ نہیں دیا سو انہوں نے اس کو اس کے عوض مال سے سواری لاد دی جس

قدر اٹھا سکتی تھی۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهِ

جب کسی قوم کے پاس کچھ کہے پھر نکلے تو اس کے برخلاف کہے یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور اس میں قصہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے کا یزید سے اور حدیث ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی بیچ انکار کے ان لوگوں پر جو لڑتے ہیں ملک پر دنیا کے واسطے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی منافقوں کے حق میں اور مطابقت اخیر حدیث کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اس جہت سے کہ پیٹھ پیچھے کہنا بخلاف اس کے کہ سامنے کہے ایک قسم ہے دغا کی اور کتاب الاحکام میں یہ باب آئے گا کہ مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے برخلاف کہے اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس کو ہم نفاق شمار کرتے تھے اور مطابقت دوسری حدیث کی اس جہت سے ہے کہ جن لوگوں کو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے عیب کیا وہ ظاہر میں یہ کہتے تھے کہ ہم دین حق کی مدد کرنے کے واسطے لڑتے ہیں اور باطن میں صرف دنیا کے واسطے لڑتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے بیعت کی تھی لیکن یہ دعویٰ اس کا صحیح نہیں اس واسطے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ بصرے میں تھا اور مروان نے شام میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب یزید بن معاویہ مر گیا تو ابن زبیر نے اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا یہاں تک کہ بیعت کی اس سے اہل حرمین اور مصر اور عراق نے اور جو ان کے سوائے ہیں یہاں تک کہ مروان نے بھی ارادہ کیا کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور اس سے بیعت کرے لیکن ابن ابی امیر نے اس کو منع کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک سے شام والوں نے بیعت کی۔ (فتح)

٦٥٧٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰى بَيْعِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ

٦٥٧٨۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب مدینے والوں نے یزید کی بیعت توڑی اور اتاری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلاموں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہر عہد شکن دغا باز کے واسطے قیامت کے دن جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور البتہ ہم نے اس مرد یعنی یزید سے بیعت کی اس شرط پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے اللہ اور اس کے رسول نے امام کی بیعت سے اور میں اس سے بڑھ کر کوئی دغا نہیں جانتا کہ ایک مرد کی بیعت کی جائے اوپر شرط بیعت اللہ اور اس کے رسول کے پھر قائم کی

وَإِنِّيْ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنْكُمْ خَلَعَهُ وَلَا بَايَعَ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ.

جائے اس کے واسطے لڑائی اور میں تم سے کسی کو نہیں جانتا جس نے اس کی بیعت اتاری اور نہ تابع ہوا اس امر میں مگر کہ اس کے اور میرے درمیان یہ فیصل ہوگی۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے جو طبری نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ مر گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اپنی بیعت لکھ بھیجی اور یزید نے اپنے چچیرے بھائی عثمان بن محمد کو مدینے پر حاکم کر کے بھیجا اس نے اہل مدینہ سے یزید کے واسطے بیعت کی پھر اہل مدینہ سے ایک جماعت ایلچی بن کر یزید کے پاس گئی ان میں سے تھا عبداللہ بن غسیل ملائکہ سو یزید نے ان کا اکرام کیا اور ان کو انعام دیا سو وہ پھرے تو انہوں نے آ کر مدینے میں یزید کے عیب ظاہر کیے اور کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور سوائے اس کے پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر اٹھے اور اس کو نکال دیا اور یزید کی بیعت اتار ڈالی پھر یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر بھیجا اور اس کو حکم کیا کہ تین بار مدینے والوں کو دعوت دینا پھر اگر رجوع کریں تو فبھا نہیں تو ان سے لڑنا پھر جب تو غالب ہو تو اس کو لشکر کے واسطے تین دن مباح کرنا جو چاہیں سو کریں پھر ان سے رک جانا اور معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر اہل مدینہ بگڑ جائیں تو مسلم کو ان کی طرف بھیجنا کہ وہ ہمارا خیر خواہ ہے سو مسلم مدینے کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۰ھ ہجری میں ذی الحجہ کے مہینہ میں پہنچا تو مدینہ والوں نے اس سے لڑائی کی پھر جب لڑائی واقع ہوئی تو اہل مدینہ کو شکست ہوئی تو اس نے مدینہ کو اپنے لشکر کے واسطے تین دن مباح کیا اور ایک جماعت ان سے بند کر کے ماری گئی اور باقی لوگوں نے بیعت کی اور اس پر کہ وہ یزید کے اختیار میں ہیں حکم کرے گا ان کے مال اور جان اور اہل میں جو چاہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب لڑائی بھڑکی تو مدینے والوں نے مدینے کے اندر تکبیر کی آواز سنی اور یہ اس واسطے کہ بنی حارثہ نے شامیوں کی ایک قوم کو خندق کی جانب سے اندر داخل کیا تو اہل مدینہ نے لڑائی چھوڑی اور مدینے میں داخل ہوئے واسطے خوف کرنے کے اپنے گھر والوں پر سو واقع ہوئی شکست اور قتل ہوا جو قتل ہوا یعنی بہت لوگ قتل ہوئے باقی لوگوں نے بیعت کی اس لڑائی کا نام جنگ حرہ ہے حرہ سنگستانی زمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی مدینے کی سنگستانی زمین میں واقع ہوئی تھی پھر مسلم وہاں سے ابن زبیر کی طرف چلا اس وقت مکے میں ابن زبیر حاکم تھے سو راہ میں ہی مر گیا اور یہ جو کہا اوپر بیعت اللہ اور اس کے رسول کے تو یہ اس واسطے ہے کہ جس نے کسی امیر سے بیعت کی تو اس نے اس کو اطاعت دی اور اس سے عطیہ لیا تو ہو گیا وہ مشابہ اس کے جس نے اسباب بیچا اور خرید لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی امام سے بیعت کی تو چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے جہاں تک کہ ہو سکے اور مراد فیصل سے توڑنا ہے یعنی میں اس سے توڑوں گا اور اس حدیث میں وجوب تابعداری امام کی ہے جس کے واسطے بیعت منعقد ہوئی اور منع ہے خروج کرنا اوپر اس کے اگرچہ حکم میں ظلم کرے اور یہ کہ نہ بیعت اتاری جائے ساتھ فسق کے۔ (فتح)

٦٥٧٩۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّآءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِيْ دَارِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهٗ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَأَنْشَأَ أَبِيْ يَسْتَطْعِمُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَا أَبَا بَرْزَةَ أَلَا تَرٰى مَا وَقَعَ فِيْهِ النَّاسُ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ أَنِّيْ أَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى أَحْيَآءِ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِيْ عَلِمْتُمْ مِّنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْ أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ إِنَّ ذَاكَ الَّذِيْ بِالشَّامِ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُوْنَ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَإِنْ ذَاكَ الَّذِيْ بِمَكَّةَ وَاللّٰهِ إِنْ يُّقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا.

٦٥٧٩۔ حضرت ابوالمنہال سے روایت ہے کہ جب نکالا گیا ابن زیاد بصرے سے بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کہ وہ اس کی طرف سے بصرے میں حاکم تھا اور قائم ہوا مروان شام میں اور قائم ہوا ابن زبیر مکے میں اور قائم ہوئے قاری بصرے میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلا یہاں تک کہ ہم اس پر داخل ہوئے اس کے گھر میں اور وہ بیٹھا اپنے بالا خانے کے سائے میں جو قصب سے تھا سو ہم اس کے پاس بیٹھے تو میرے باپ نے اس سے حدیث طلب کی سو کہا اے ابو برزہ! کیا تو نہیں دیکھتا جس میں لوگ پڑے ہیں سو اول چیز جو میں نے اس سے سنی جس کے ساتھ اس نے کلام کیا یہ ہے کہ میں اللہ سے ثواب طلب کرتا ہوں اس پر کہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ غصہ کرنے والا ہوں قریش کی قوموں پر اے گروہ عرب کے! بے شک تم ایک حال پر تھے جو تم نے جانا ذلت اور قلت اور گمراہی سے یعنی جاہلیت کے زمانے میں اور البتہ اللہ نے تم کو چھوڑایا ساتھ اسلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ پہنچا ساتھ تمہارے جو تم دیکھتے ہو اور اس دنیا نے تمہارے درمیان فساد ڈالا ہے بے شک یہ شخص جو شام میں ہے یعنی مروان قسم ہے اللہ کی کہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر۔

فائدہ: اس کا بیان یہ ہے کہ ابن زیاد بصرے میں حاکم تھا یزید کی طرف سے سو جب اس کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل بصرہ کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا جو واقع ہوا اختلاف سے تو اہل بصرہ راضی ہوئے کہ ان پر ابن زیاد ہی بدستور امیر رہے یہاں تک کہ لوگ ایک خلیفے پر جمع ہوں سو وہ اس پر تھوڑے دن ٹھہرا یہاں تک کہ سلمہ بن ذویف کھڑا ہوا ابن زبیر کے واسطے بیعت لیتا تھا سو ایک جماعت نے اس سے بیعت کی جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو

اس نے چاہا کہ سلمہ کو روکے لوگوں نے اس کا کہا نہ مانا پھر جب اس کو اپنی جان کا خوف پڑا تو اس نے حرث بن قیس سے پناہ مانگی اس نے اس کو راتوں رات اپنے پیچھے سوار کر کے مسعود بن عمرو ازدی کے پاس پہنچایا اس نے اس کو پناہ دی پھر بصرے والوں میں اختلاف واقع ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن حرث کو امیر بنایا اور واقع ہوئی لڑائی اور قائم ہوا مسعود عبیداللہ ابن زیاد کے حکم سے سو مسعود مارا گیا اور ابن زیاد بھاگ کر شام میں چلا گیا وہاں مروان کو پایا کہ وہ چاہتا ہے کہ ابن زبیر کی طرف کوچ کرے اور بنی امیہ کے واسطے امن لے اپنی رائے سے پھر گیا اور بنی امیہ کو ساتھ لے کر دمشق میں گیا وہاں ضحاک بن قیس نے لوگوں سے ابن زبیر کے واسطے معیت لی تھی وہاں اس کے اور مروان کے درمیان لڑائی ہوئی ضحاک مارا گیا اور اس کا لشکر متفرق ہو گیا اور مروان شام پر غالب ہوا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اور یہ جو کہا کہ قائم ہوئے بصرے میں قاری لوگ تو مراد اس سے خارجی لوگ ہیں کہ وہ ابن زیاد کے بعد بصرے میں اٹھے تھے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے لڑنے کے واسطے بیعت کی تھی سو وہ بصرے سے شام کی طرف چلے تو ابن زیاد ان کو بڑے لشکر کے ساتھ ملا جو مروان کی طرف تھا تو وہاں دونوں میں لڑائی ہوئی اور یہ جو ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں قریش کی قوموں سے غصہ رکھنے کو ثواب جانتا ہوں تو یہ اس واسطے ہے کہ اللہ کے واسطے محبت رکھنا اور اللہ کے واسطے دشمنی رکھنا ایمان سے ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم کرتے ہو اس نے کہا کہ میرے نزدیک سب لوگوں سے بہتر وہ جماعت ہے جن کے پیٹ بھوکے ہیں لوگوں کے مال سے اور جن کی پیٹھ ہلکی ہے لوگوں کے خون سے یعنی نہ کسی کا ناحق مال لیتے ہیں نہ ناحق کسی کا خون کرتے ہیں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ فتنے میں الگ رہنا بہتر ہے اور مسلمانوں کی لڑائی میں داخل ہونا نہیں چاہیے خاص کر جب کہ طلب ملک کے واسطے ہو اور اس میں مشورہ لینا ہے اہل علم اور دین سے وقت اترنے فتنے کے اور نیک صلاح دینا عالم کا اس کو اور اس میں کفایت کرنا ہے بیچ انکار منکر کام کے ساتھ قول کے اگرچہ اس کے پس پشت ہو جس پر انکار کرتا ہے تاکہ سامع نصیحت قبول کرے اور اس میں داخل ہونے سے ڈرے۔ (فتح)

٦٥٨٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ شَرٌّ مِّنْهُمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ يُّسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ.

٦٥٨٠۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک منافق لوگ آج کے دن بدتر ہیں ان سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے اس وقت چھپاتے تھے اور آج ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پہلوں سے بدتر اس واسطے ہوئے کہ اگلے منافق لوگ اپنی بات کو چھپاتے تھے سو ان

کی بدی ان کے غیر کی طرف نہ بڑھتی تھی اور بہر حال آج کے لوگ سو کھلم کھلا حاکموں پر خروج کرتے ہیں اور لوگوں میں فتنے فساد ڈالتے ہیں سو ان کا ضرر غیروں کی طرف بڑھتا ہے اور مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ظاہر کرنا ان کا نفاق کو اور اٹھانا ہتھیار کا لوگوں پر وہ قول ہے برخلاف اس چیز کے جو خرچ کی انہوں نے طاعت سے جب کہ انہوں نے بیعت کی اول اس شخص سے جس پر خروج کیا۔ (فتح)

٦٥٨١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَإِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ.

٦٥٨١۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفاق تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور بہر حال آج کے دن سو وہ کفر ہے ایمان کے بعد۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ منافق لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی زبان سے ایمان لائے تھے اور دل سے ایمان نہیں لائے تھے اور بہر حال جو ان کے بعد ہیں سو وہ اسلام میں پیدا ہوئے اور اسلام کی فطرت پر سو جو ان میں سے کافر ہو وہ مرتد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ اس زمانے میں نفاق واقع نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مراد نفی انفاق حکم کی ہے اس واسطے کہ نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہے اور چھپانا کفر کا یعنی ظاہر میں مسلمان رہنا اور دل سے کافر رہنا اور یہ ہر زمانے میں ممکن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم مختلف ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لگاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول کرتے تھے اگرچہ ظاہر ہوتا ان سے احتمال خلاف اس کے کا اور بہر حال بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جو شخص کچھ ظاہر کرے یعنی برخلاف اسلام کے تو اس کو اس کے ساتھ مؤاخذہ کیا جائے اور نہ ترک کیا جائے واسطے مصلحت الفت کے واسطے نہ ہونے حاجت کے طرف اس کی اور بعض نے کہا کہ غرض حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ امام کی فرمانبرداری سے نکلنا جاہلیت ہے اور نہیں ہے جاہلیت اسلام میں یا تفریق جماعت کی اور یہ خلاف قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَلَا تَفَرَّقُوْا﴾ اور یہ سب نہیں ہے پوشیدہ سو وہ مانند کفر کی ہے بعد ایمان کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ أَهْلُ الْقُبُوْرِ

نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ رشک کیا جائے گا قبروں والوں سے

٦٥٨٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٥٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کسی طرح میں اس کی جگہ مردہ ہوتا

قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ مَکَانَهٗ.

یعنی قیامت کے قریب ایسے فتنے اور فساد عالم میں پھیلیں گے کہ لوگ موت کی تمنا کریں گے قبروں کو دیکھ کر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قبر والوں سے رشک کرنا اور موت کی آرزو کرنا وقت ظاہر ہونے فتنوں کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوف دین کے جاتے رہنے کا ہے واسطے غلبے باطل کے اور اہل اس کے اور ظاہر ہونے گناہوں اور منکر کے اور نہیں ہے یہ عام ہر ایک کے حق میں بلکہ وہ خاص ہے ساتھ اہل خیر کے اور بہر حال جوان کے سوائے اور لوگ ہیں سو کبھی واقع ہوتی ہے مصیبت ان کے جان اور مال اور دنیا میں اگرچہ متعلق ہو اس سے کوئی چیز ساتھ دین کے یعنی صرف دنیا کی مصیبت سے موت کی آرزو کرے گا جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ نہیں ہوتا ساتھ اس کے فتنہ دین کا مگر بلا اور کہا قرطبی نے کہ گویا حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ عنقریب فتنے فساد ہوں گے اور بڑی مشقت واقع ہوگی یہاں تک کہ دین کا امر ہلکا ہو جائے گا اور اس کی کوشش کم ہوگی اور نہ باقی رہے گی کسی کے واسطے کوشش مگر ساتھ امر اپنی دنیا اور معاش کے یعنی ہر شخص کو فقط اپنی دنیا اور معاش کا فکر ہوگا دین کا فکر بالکل نہیں رہے گا اسی واسطے فتنے فساد کے دنوں میں عبادت کی بڑی قدر ہے اور یہ جو کہا کہ قبر پر گزرے گا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ موت کی آرزو قبر کے دیکھنے کے وقت حاصل ہوگی اور حالانکہ نہیں ہے یہ مراد بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف قوت اس آرزو کی اس واسطے کہ جو کسی شدت کے سبب سے موت کی آرزو کرتا ہے کبھی یہ آرزو اس کی جاتی رہتی ہے یا ہلکی ہو جاتی ہے وقت مشاہدے قبر کے سو یاد کرتا ہے ہول مقام کی سو ضعیف ہو جاتی ہے آرزو اس کی اور جب اس نے اس پر تمادی کی تو اس نے دلالت کی اوپر مؤکد ہونے اس شدت کے نزدیک اس کے جب کہ نہ پھیرا اس کو اس چیز نے جس کو مشاہدہ کیا اس نے قبر کی وحشت سے بدستور رہنے اس کے سے اوپر تمنی موتا کے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ حدیث جو آئی ہے کہ موت کی آرزو کرنا منع ہے اس واسطے کہ منع اس جگہ ہے جہاں جسم کے ضرر سے موت کی آرزو کرے اور جب ہو اس ضرر کے واسطے جو دین کے ساتھ متعلق ہے تو اس وقت موت کی آرزو کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ تَغْیِیْرِ الزَّمَانِ حَتّٰی تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ

زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی

۶۵۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ أَلْیَاتُ نِسَآءِ دَوْسٍ عَلٰی ذِی الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِیَةُ

۶۵۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں بت کے گرد جس کا نام ذی الخلصہ ہے اور ذوالخلصہ قوم دوس کا بت تھا جس کو وہ جاہلیت کے وقت میں پوجتے تھے۔

دَوْسٍ الَّتِیْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ.

فائدہ: دوس ایک قوم کا نام ہے یمن میں ذی الخلصہ اس قوم کے بت کا نام تھا اس کو کافر کعبہ یمانی بھی کہتے ہیں جب وہ قوم مسلمان ہوئی تو حضرت ﷺ نے اس بت کو توڑ ڈالا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب وہ قوم پھر مرتد ہو جائے گی اس بت کو پھر نیا بنائیں گے اور ان کی عورتیں اس کے گرد طواف کریں گی اور چوتڑ مٹکانے سے مراد یہ ہے کہ عورتیں شہروں سے چوپایوں پر سوار ہو کے اس بت کی طرف جائیں گی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ ہجوم کریں گی یہاں تک کہ ایک دوسری کو اپنا چوتڑ مارے گی وقت طواف کرنے کے گرد اس بت کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لات اور عزیٰ کی پرستش ہوگی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد واقع ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح ہوا سے قبض ہو جائے گی اور کوئی مسلمان باقی نہ رہے گا زمین پر پھر نہ باقی رہیں گے مگر بدتر لوگ لڑیں گے جیسے گدھے لڑتے ہیں اور ظاہر ہوگی بت پرستی پھر قائم ہوگی ان پر قیامت اور یہی لوگ مراد ہے باب کی حدیث میں۔ (فتح)

٦٥٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِی الْغَیْثِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

٦٥٨٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے کہ ہانکے گا لوگوں کو اپنی لاٹھی سے۔

فائدہ: یعنی وہ لوگوں پر غالب ہوگا اور لوگ اس کے فرمانبردار ہوں گے اور نہیں مراد ہے خاص لاٹھی لیکن اس میں اشارہ ہے کہ وہ ان پر سختی کرے گا اور بعض نے کہا کہ حقیقۃً لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے گا جیسے اونٹوں اور مویشی کو ہانکا جاتا ہے واسطے نہایت سختی اور ظلم اس کے اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اس وجہ سے ہے کہ جب قائم ہوا قحطانی اور حالانکہ نہیں ہے وہ اہل بیت نبوت اور نہ قریش سے جن میں اللہ نے خلافت کا حق رکھا ہے تو یہ بڑا تغیر زمانے کا ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ وہ مطابق ہے واسطے ابتداء ترجمہ کے اور وہ تغیر زمانے کا ہے اور تغیر عام تر ہے اس سے کہ فسق کی طرف راجع ہو یا کفر کی سو قصہ قحطانی کا مطابق ہے واسطے تغیر کے ساتھ فسق کے اور قصہ ذی الخلصہ کا واسطے تغیر کے ساتھ کفر کے۔ (فتح)

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ

باب ہے بیچ نکلنے آگ کے یعنی حجاز کی زمین سے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی اول نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی

إِلَى الْمَغْرِبِ.

طرف ہانک لے جائے گی۔

فائدہ: اشراط الساعہ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کے بعد قیامت ہوگی۔

٦٥٨٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَنِي أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرٰى.

٦٥٨٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گی آگ حجاز کی زمین سے روشن کر دے گی بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی۔

فائدہ: حجاز عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ اور مدینہ ہے تاریخ مدینہ میں مذکور ہے کہ اول چند روز مدینے میں برابر زلزلہ رہا لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی پھر ایک طرف سے زمین پھٹ گئی اس میں سے سربلند آگ نکلی چالیس دن قائم رہی لوہا اور پتھر اس آگ سے جلتا تھا مگر گھاس نہ جلتی تھی سینکڑوں کوس تک اس کی روشنی تھی ۶۵۴ چھ سو چون ہجری میں یہ ماجرا گزرا تو جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہتے ہیں کہ اس آگ کی صورت ایک بڑے شہر کی صورت تھی جس کے گرد دیوار ہو اس پر منارے اور برج ہوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں آدمی ہیں جو اس کو کھینچتے ہیں نہ گزرتی تھی کسی پہاڑ پر مگر کہ اس کو گلا دیتی تھی اور اس کی آواز ایسی تھی جیسے بجلی کی کڑک اور جو آگ کہ باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے وہ اور ہے اور متواتر ہے علم اس آگ کا نزدیک سب شام والوں کے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ بہے گا ایک نالہ حجاز کی آگ سے جو بصرے کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گا اور یہ وہی آگ ہے جو ساتویں صدی میں ظاہر ہوئی۔ (فتح)

٦٥٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا. قَالَ عُقْبَةُ

٦٥٨٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات سونے کے خزانے سے کھل جائے گا سو جو وہاں حاضر ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے اور دوسری روایت کا ترجمہ بھی یہی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کہ سونے کے پہاڑ سے یعنی خزانے کی جگہ پہاڑ کا ذکر کیا۔

وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ.

فائدہ: خزانہ کہنا اس کو باعتبار حال کے ہے اور پہاڑ کہنا باعتبار کثرت کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگل دے گی زمین اپنے جگر کے ٹکڑے ستونوں کے برابر سونے اور چاندی کے یعنی زمین کے اندر کے خزانے اور چاندی سونے کی کانیں قیامت میں زمین پر ظاہر ہو جائیں گی سو آئے گا قاتل سو کہے گا کہ میں نے اسی کی محبت میں فلانے کو قتل کیا اور آئے گا چور سو کہے گا کہ اسی کی محبت میں میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس مال کو چھوڑ دیں گے سو نہ لیں گے اس میں سے کچھ اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے لینے سے اس واسطے منع کیا کہ اس کے لینے سے فتنہ اور قتال پیدا ہوتا ہے یعنی اگر اس کو لینا جائز رکھا جاتا تو خلقت اس پر لڑ کر کے مر جاتی اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو لڑ مریں گے اس پر لوگ سو ہر ایک سینکڑے سے ننانویں آدمی قتل ہوں گے اور ایک باقی رہے گا اور ان میں سے ہر آدمی کہے گا کہ شاید میں قتل سے بچ رہوں اور بلا شراکت سونا پاؤں اور نیز مسلم نے روایت کی ہے کہ دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے کھل جائے گا سو جب لوگ سنیں گے تو اس کی طرف چلیں گے اور جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم لوگ اس کے لینے سے نہ منع کریں تو سب کو لے جائیں گے کچھ باقی نہ رہے گا سو اس پر لڑیں گے سو قتل ہوں گے ہر سو سے ننانویں آدمی یعنی سو میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا پس واضح ہوا کہ سبب بیچ نہی کے اس کے لینے سے وہ چیز ہے جو مرتب ہوتی ہے اوپر طلب اخذ اس کے لڑائی سے چہ جائیکہ لینا اور نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو یہ وقت نکلنے آگ کے واسطے محشر کے لیکن نہیں ہے یہ سبب منع کرنے کا اس کے لینے سے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے خزانے پر تین آدمی قتل ہوں گے ہر ایک خلیفے کا بیٹا ہوگا اور یہ ذکر مہدی کی حدیث میں ہے سو اگر مراد خزانے سے وہ خزانہ ہو جو باب کی حدیث میں ہے تو دلالت کی اس نے کہ واقع ہوگا یہ وقت ظاہر ہونے مہدی کے نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور آگ کے نکلنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ لینے سے اس واسطے منع کیا ہو کہ واقع ہوگا بیچ اخیر زمانے کے نزدیک اس حشر کے جو واقع ہوگا دنیا میں اور واسطے عدم ظہور یا قلت اس کی کے سونہ فائدہ اٹھائے گا ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لے اور شاید یہی راز ہے اس میں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خروج آب کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ (فتح)

بَابٌ — یہ باب ہے

٦٥٨٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ أَخُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهٖ قَالَهٗ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ.

٦٥٨٧ـ حضرت حارثہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مَلَّاتِیْمِ سے سنا فرماتے تھے کہ خیرات کرو سوعنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا سو نہ پائے گا جو اس کو قبول کرے۔

فائدہ: یہ باب مثل فصل کی ہے پہلے باب سے اور تعلق اس کا ساتھ اس کے اس احتمال کی جہت سے ہے جو پہلے گزرا اور وہ یہ ہے کہ یہ واقع ہوگا اخیر زمانے میں جس میں لوگوں کو مال کی حاجت اور پراوہ نہ رہے گی یا اس وجہ سے کہ ہر ایک فتنے کے سبب سے اپنی جان کے ساتھ مشغول ہوگا ہر ایک کو جان کی مصیبت پڑی ہوگی سو نہ مڑ کر دیکھے گا اپنے گھر والوں کو چہ جائیکہ مال اور یہ دجال کے زمانے میں ہوگا اور یا نہایت امن حاصل ہونے کے سبب سے ہر آدمی بے پرواہ ہوگا اور یہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا اور یا اس وجہ سے کہ آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور نہ التفات کرے گا کوئی اس وقت اس چیز پر جو بھاری ہو اس پر مال سے بلکہ قصد کرے گا کہ اس کی جان بچے اور جس پر قادر ہو اپنے اہل اور اولاد سے اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یہی ہے مناسب واسطے کاری گری بخاری رحمہ اللہ کے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو دخان اور دجال اور دابہ نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے اور اترنا عیسیٰ علیہ السلام کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور تین خسف کا یعنی زمین کا دھنسنا ایک مشرق میں ایک مغرب ایک جزیرہ عرب میں اور نکلنا آگ کا یمن سے جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی اور اول ہونا آگ کا جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے تو یہ اول ہونا اس کا اس اعتبار سے ہے کہ اس کے بعد دنیا کا کوئی کام واقع نہیں ہوگا بلکہ واقع ہوگا ساتھ انتہاء اس کی کے پھونکنا صور میں برخلاف باقی نشانیوں کے کہ ان میں سے ہر ایک کے بعد دنیا کا کوئی نہ کوئی امر باقی رہے گا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی صدقہ قبول نہ کرے گا تو احتمال ہے کہ یہ واقع ہو چکا ہو جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت میں کہ مال کی اس قدر کثرت ہوگئی تھی کہ کوئی قبول نہ کرتا تھا بنا بر اس کے یہ صرف پیشین گوئی قیامت کی نشانی نہ ہوگی اور احتمال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی بہت کثرت ہوگی اور اول احتمال راجح تر ہے اور بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مال کی اس واسطے کثرت ہوگی کہ مال بہت ہو جائے گا اور لوگ کم ہو جائیں گے۔ (فتح)

٦٥٨٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ يَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰى يَعْرِضَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ الَّذِیْ يَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِیْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ يَعْنِیْ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِیْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِیْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ

٦٥٨٨۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ آپس میں لڑیں گے دو بڑے گروہ دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور یہاں تک کہ قریب تیس کے بڑے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور یہاں تک کہ قبض ہوگا علم اور بہت ہوں گے زلزلے اور قریب ہو جائے گا زمانہ اور فتنے فساد ظاہر ہوں گے اور قتل یعنی خون ریزی کثرت سے ہوگی اور یہاں تک کہ تم میں مال بہت ہو جائے گا تو اُبل پڑے گا یہاں تک کہ مالدار فکر میں غمگین ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ کا مال کون لے یعنی امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں سب لوگ مالدار ہو جائیں گے کوئی محتاج نہ ملے گا جو زکوٰۃ کا مال قبول کرے یا قیامت کی نشانیاں دیکھ کر ایسا خوف پیدا ہوگا کہ کسی کو مال لینے کی خواہش نہ رہے گی اور یہاں تک کہ اس کو عرض کرے سو کہے گا جس پر اس کو عرض کیا مجھ کو کچھ حاجت نہیں اور یہاں تک کہ فخر کریں گے لوگ عمارتوں میں اور یہاں تک کہ گزرے گا مرد کسی مرد کی قبر پر تو کہے گا کہ کاش کہ میں اس کی جگہ مردہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے چڑھے اور جب سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے سو یہ وہی وقت ہے کہ نہ فائدہ دے گا کسی جان کو اس کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی تھی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ تحقیق دو مردوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا خرید وفروخت کو سو وہ خرید وفروخت نہ کر چکے ہوں گے اور نہ اس کو لپیٹ چکے ہوں گے کہ قیامت

أُكْلَتَهُ إِلَى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور البتہ ایک مرد اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر پھرے گا یعنی سو نہ پہنچا ہو گا برتن اس کے منہ تک کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہو گا سو نہ پلا چکا ہو گا اس سے پانی کہ قیامت آ جائے گی اور البتہ قائم ہو جائے گی قیامت اور حالانکہ ایک مرد نے لقمے کو اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہو گا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہو گا کہ قیامت آ جائے گی۔

فائدہ: مراد فئتنا سے علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اور معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں کہ دونوں کا دین اسلام تھا اور اسلام پر لڑتے تھے اور یہ جو کہا کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور ان کا نام مسلمان رکھا تو اس سے لیا جاتا ہے رد خارجیوں پر کہ وہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ ہائے عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام برحق تھے اور مصیب تھے ان لڑائیوں میں اس واسطے کہ معاویہ کے ساتھیوں نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور روایت کی بزار نے زید بن وہب سے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا اور حالانکہ تمہارے اہل دین یعنی مسلمان باغی ہوئے بعض بعض کے منہ کو تلوار سے مارتے ہیں انہوں نے کہا سو تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو گروہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف بلائے اس کو لازم پکڑو اس واسطے کہ وہ حق پر ہے اور روایت کی یعقوب نے زہری سے کہ جب معاویہ کو خبر پہنچی کہ علی رضی اللہ عنہ جمل والوں پر غالب ہوئے تو اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ کیا تو شام والوں نے اس کا کہنا قبول کیا تو علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف چلے یہاں تک کہ صفین میں دونوں کا مقابلہ ہوا اور یہ یحییٰ بن سلیمان نے کتاب صفین میں ابو مسلم خولانی سے روایت کی ہے کہ اس نے معاویہ سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں تنازع کرتا ہے کیا تو اس کے برابر ہے معاویہ نے کہا کہ میں اس کے برابر نہیں اور بے شک میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہے اور لائق تر ہے ساتھ خلافت کے لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور میں اس کا چچیرا بھائی ہوں اور ولی ہوں میں اس کا قصاص چاہتا ہوں سو تم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کلام کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معاویہ بیعت میں داخل ہوئے پھر ان کا میرے پاس دعویٰ کرے تو معاویہ نے کہنا نہ مانا تو علی رضی اللہ عنہ عراق کے لشکروں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ صفین میں اترے اور معاویہ بھی لشکر کے ساتھ وہاں اترا اور یہ ماجرا ہجری کے چھتیسویں سال میں ہوا اور دونوں نے باہم پیغام بھیجا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر لڑائی واقع ہوئی یہاں تک کہ دونوں لشکروں سے ستر ہزار آدمی بلکہ زیادہ مارے گئے پھر جب شام والوں نے دیکھا

کہ مغلوب ہونا چاہتے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے مشورے سے قرآن اٹھایا اور جو اس میں ہے اس کی طرف بلایا سوانجام کر دو منصفوں کی طرف ہوا پھر جاری ہوا جو جاری ہوا دونوں کے مختلف ہونے سے اور تنہا ہونے معاویہ کے سے ساتھ ملک شام کے اور مشغول ہونے علی رضی اللہ عنہ کے سے ساتھ خارجیوں کے اور یہ پیشگوئیاں اور جو ان کی مانند ہیں تین قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہے کہ جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا وقوع میں آیا جیسے لڑنا دو بڑے گروہوں کا اور ظاہر ہونا فتنوں کا اور بہت ہونا قتل کا اور فخر کرنا لوگوں کا عمارتوں میں اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کا شروع وقوع میں آیا لیکن مستحکم نہیں ہوا جیسے قریب ہونا زمانے کا اور بہت ہونا زلزلوں کا اور نکلنا جھوٹے دجالوں کا اور تیسری قسم وہ ہے کہ آئندہ واقع ہوگی اور ابھی اس سے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جیسے نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے اور بزار اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نہ فنا ہوگی یہ امت یہاں تک کہ اٹھے گا مرد طرف عورت کی اور اس کو راہ میں اپنے نیچے ڈال کر اس سے زنا کرے گا اور اس دن ان سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا جو کہے گا کہ اگر ہم اس کو دیوار کی آڑ میں چھپائیں تو بہتر ہو یعنی برسر راہ کھلم کھلا زنا ہوگا کوئی کسی کو منع نہ کرے گا اور نہ شرم حیا رہے گا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ پرانا ہو جائے گا اسلام نہ جانے گا کوئی کہ کیا ہے نماز اور کیا ہے روزہ اور کیا ہے حج اور کیا ہے زکوٰۃ ؟ اور باقی رہیں گے برے لوگ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اس کلمے لا الہ الا اللہ پر پایا سو ہم اس کو کہتے ہیں یعنی جیسا ہم نے ان سے سنا ویسا کہتے ہیں یہ جو کہا **یبعث** تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تمام امور اس کی تقدیر سے ہیں اور یہ جو کہا کہ قریب تیس جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے تو ایک روایت میں تیس کا ذکر ہے اور ایک میں تیس سے زیادہ کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں ستائیس کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور یہ جو کہا **کلھم یزعم** الخ تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور یہی راز ہے بیچ قول اس کے اخیر حدیث ماضی میں اور میں خاتم ہوں سب پیغمبروں کا اور احتمال ہے کہ ان میں سے پیغمبری کے دعویٰ کرنے والے تیس ہی ہوں یا مانند ان کی اور جو زیادہ ہیں عدد مذکور پر وہ فقط کذاب ہوں لیکن گمراہی کی طرف بلائیں مانند غالی رافضیوں اور باطنیوں اور وجودیوں اور حلولیوں اور باقی فرقوں کے جو بلانے والے ہیں طرف اس چیز کی کہ معلوم ہے بداہت سے کہ وہ خلاف ہے اس چیز کے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور یہ جو کہا کہ زلزلے بہت ہوں گے تو البتہ واقع ہوئے ہیں بہت زلزلے شمالی اور شرقی اور غربی شہروں میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ کثرت کے شامل ہونا اور دوام ان کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے قریب کڑک بہت ہوگی اور یہ کہ تم میں بہت ہو جائے گا مال تو یہ تقیید مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اصحاب کے زمانے پر سو ہوگی اس میں اشارت طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی فتوحات سے اور فارس اور روم کے مال

تقسیم ہونے سے سو یہ جو کہا مال اُبل پڑے گا اور غمگین ہوگا مالدار تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں سو پہلے گزر چکا ہے جو اس کے زمانے میں واقع ہوا ہے کہ مرد اپنا صدقہ عرض کرتا تھا سو نہ پاتا تھا جو اس کے صدقے کا مال قبول کرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ عرض کرے گا مال کو سو کہے گا جس پر عرض کیا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں واقع ہوگی تو اس حدیث میں اشارہ ہے طرف تین احوال کی پہلا حال کثرت مال کا ہے فقط اور یہ اصحاب کے زمانے میں تھا دوسرا حال ابلنا اس کا ہے کثرت سے کہ ہر ایک آدمی بے پرواہ ہو جائے گا دوسرے کے مال لینے سے اور یہ تابعین کے ابتدائی زمانے میں تھا یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے وقت میں تیسرا حال اُبلنا اس کا ہے کثرت سے لیکن اس میں زیادہ ہے کہ وہ اپنا صدقہ غیر پر عرض کرے گا اگرچہ صدقہ کا مستحق نہ ہو تو وہ کہے گا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوگا یا آگ نکلنے کے وقت ہوگا کما تقدم اور یہ جو کہا لوگ عمارتوں میں فخر کریں گے یعنی اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے ہر آدمی یہ چاہے گا کہ اس کا گھر دوسرے کے گھر سے اونچا ہو اور احتمال ہے کہ مراد فخر کرنا زینت اور آرائش میں ہو یا عام تر اور البتہ پایا گیا ہے اس سے بہت اور وہ روز بروز زیادتی میں ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ مغرب کی طرف سے سورج نکلے تو بعض نے کہا احتمال ہے کہ جس زمانے میں ایمان لانا نفع نہیں دے گا وہ فقط وہی وقت ہو جس میں سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا پھر جب دن دراز ہو جائیں گے اور اس نشانی کا زمانہ بعید ہو جائے گا تو پھر ایمان لانا اور توبہ کرنا نفع دے گا اور میں نے اس احتمال کو عمدہ وجہ سے پہلے رد کر دیا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب سورج مغرب کی طرف سے نکلا تو اس دن سے قیامت تک کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور یہ حدیث نص ہے بیچ جگہ نزاع کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو کہا یتبایعانہ تو نسبت کپڑے کی دونوں کی طرف باعتبار حقیقت کے ہے یعنی نسبت اس کی ایک کی طرف بہ اعتبار حقیقت کے ہے اور دوسرے کی طرف باعتبار مجاز کے اس واسطے کہ ایک مالک ہے اور دوسرا قیمت ادا کرنے والا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم پر ایک سیاہ بدلی نکلے گی مغرب کی طرف سے جیسے ڈھال سو ہمیشہ اونچی ہوتی جائے گی یہاں تک کہ آسمان کو ڈھانک لے گی پھر کوئی پکارنے والا تین بار پکارے گا کہ اے لوگو! قیامت آ گئی اور یہ جو کہا کہ یلیط حوضہ یعنی اس کو گارے اور مٹی سے درست کرتا ہوگا تا کہ اس کے سوراخوں کو بند کرے اور اس کو پانی سے بھر کر اپنے چارپایوں کو پلائے اور یہ جو کہا سو اس کو اپنے منہ میں نہ رکھا ہوگا یعنی قیامت آ جائے گی پہلے اس سے کہ اس کو اپنے منہ میں رکھے یا پہلے اس سے کہ اس کو نگلے اور یہ احتمال راجح ہے اور یہ سب اشارہ ہے اس طرف کہ قیامت اچانک آ جائے گی اور ابن ماجہ اور احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معراج کی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے باہم قیامت کا ذکر

کیا تو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا کہ مجھ کو قیامت کا کچھ علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اس کا علم دیا گیا ہے سوائے اس علم کے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے اللہ کے پس ذکر کیا عیسیٰ علیہ السلام نے نکلنا دجال کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور مر جانا ان کا یک بارگی پھر مینہ کا برسنا وغیرہ وغیرہ جو قیامت سے پہلے ہونے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا کہ جب دجال نکلے گا تو میں اتروں گا تو اس کو قتل کروں گا۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ
باب ہے بیچ بیان ذکر دجال کے

فائدہ: دجال مشتق ہے دجل سے اور دجل کے معنی ہیں ڈھانکنا اور کذاب کا نام دجال اس واسطے رکھا گیا کہ وہ ڈھانکے حق کو باطل سے کہا قرطبی نے کہ اس کا نام دجال جو رکھا گیا تو اس میں دس قول ہیں اور جس چیز کی دجال کے امر میں حاجت ہے اس کی اصل ہے اور کیا دجال ابن صیاد ہے یا اور شخص ہے اور بر تقدیر ثانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا یا نہیں اور کب نکلے گا اور کیا سبب ہے اس کے نکلنے کا اور کہاں سے نکلے گا اور کیا ہے صفت اس کی اور کس چیز کا دعویٰ کرے گا اور کیا چیز ظاہر ہوگی اس کے ہاتھ پر خوارق عادت سے وقت نکلنے اس کے یہاں تک کہ اس کے تابعدار ہو جائیں گے اور ہلاک ہوگا کون اس کو قتل کرے گا؟ سو اول جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے اور بہرحال دوسری چیز سو تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ دجال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا اور وہ بعض جزیرے میں قید ہے اور تیسری چیز ہے کہ دجال اس وقت نکلے گا جب کہ مسلمان قسطنطینہ کو فتح کریں گے اور اس کے نکلنے کا سبب یہ ہے کہ وہ نکلے گا قہر سے کہ غصہ کیا کرے گا یعنی دجال مظہر قہر الٰہی ہے اور نکلے گا مشرق کی طرف سے جزمًا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خراسان سے نکلے گا اور بہرحال صفت اس کی سو مذکور ہے باب کی حدثوں میں اور دجال پہلے پہل ایمان کا دعویٰ کرے گا پھر پیغمبری کا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا جیسے کہ روایت کی طبرانی نے سلیمان بن شہاب کے طریق سے اور بہرحال جو خوارق عادت اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے سو اس کا بیان آئندہ آئے گا اور کب ہلاک ہوگا اور کون اس کو قتل کرے گا سو وہ ہلاک ہوگا بعد ظاہر اور غالب ہونے اس کے سب زمین پر سوائے مکے اور مدینے کے پھر قصد کرے گا بیت المقدس کا سو عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے روایت کی یہ حدیث مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمانے سے قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں اور روایت کی نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں کعب احبار رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ متوجہ ہوگا دجال سو دمشق کے مشرقی دروازے کے پاس اترے گا پھر تلاش کیا جائے گا سو نہ معلوم ہوگا کہ کہاں گیا پھر ظاہر ہوگا مشرق میں سو دیا جائے گا خلافت پھر ظاہر کرے گا جادو کو پھر دعویٰ کرے گا پیغمبری کا تو لوگ اس سے متفرق ہو جائیں گے پھر نہر پر آئے گا سو اس کو حکم

کرے گا کہ بہے وہ جاری ہو جائے گی پھر اس کو حکم کرے گا کہ خشک ہو جائے سو خشک ہو جائے گی اور پہاڑوں کو حکم کرے گا تو بیٹھ جائیں گے اور ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر سے بادل اٹھائے سو زمین پر برسے گا اور غوطہ مارے گا ہر روز سمندر میں تین بار سو نہ پہنچے گا اس کی کمر تک اور اس کا ایک ہاتھ دوسرے سے دراز ہے سو اپنے دراز ہاتھ کو سمندر میں دراز کرے گا تو اس کا ہاتھ سمندر کی تہ تک پہنچے گا سو نکالے گا اس میں سے جس قدر مچھلی چاہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بچے گا دجال کے فتنے سے مگر بارہ ہزار آدمی۔ (فتح)

٦٥٨٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهَرَ مَآءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

٦٥٨٩۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں پوچھا کسی نے حضرت ﷺ سے حال دجال کا زیادہ تر اس سے کہ میں نے پوچھا اور یہ کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ضرر کرتی ہے تجھ کو اس سے یعنی تجھ کو اس کا کیا خوف ہے کہ تو اس کا حال بہت پوچھتا ہے؟ میں نے کہا اس ڈر سے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بے شک اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ حقیر تر ہے اللہ پر اس سے۔

فائدہ: مراد پہاڑ سے بقدر پہاڑ کے ہے اور مراد روٹیوں سے اس کی اصل ہے جیسے گندم مثلا یعنی اس کے ساتھ بقدر پہاڑ کے گندم ہوگی اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے دجال کے ہاتھ پر خارق عادت پیدا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو ایمان داروں کی گمراہی کا سبب ٹھہرائے اور اس سے یقین والوں کے دل میں شک آئے یعنی مراد یہ ہے کہ وہ حقیر تر ہے اس سے کہ ٹھہرائے کسی چیز کو اس سے نشانی اس کے سچے ہونے پر خاص کر اور حالانکہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اس میں نشانی جو ظاہر ہے اس کے جھوٹے ہونے پر اور کافر ہونے پر پڑھ لے گا اس کو پڑھا ہوا اور ان پڑھ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک حقیر تر ہے اس سے کہ اس کو حقیقت ٹھہرائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تخییل اور تشبیہ ہے یعنی جو اس کے ساتھ پانی نظر آئے گا وہ درحقیقت پانی نہ ہوگا بلکہ خیال ہوگا جیسے سراب پس ثابت رہیں گے ایماندار اور پھسل جائیں گے کافر۔ (فتح)

٦٥٩٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

٦٥٩٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

۶۵۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.

۶۵۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا دجال سو اترے گا مدینے کے ایک کنارے میں یعنی شورہ زمین میں سو کانپے گا مدینہ تین بار تو نکل جائیں گے دجال کی طرف سب کافر اور منافق۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں کوئی شہر جس کو دجال نہ روندے گا یعنی سب جگہ اس کا عمل دخل ہوگا سوائے مکے اور مدینے کے دروازوں سے ایسا کوئی دروازہ نہ ہوگا جس پر فرشتے قطار باندھے چوکیداری نہ کرتے ہوں گے اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ رعب منفی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں ہے وہ خوف اور فزع ہے یہاں تک کہ نہ حاصل ہوگا کسی کے واسطے اس میں خوف دجال کا بسبب اترنے اس کے قریب مدینے کے یا مراد اس سے غایت اس کی ہے یعنی غلبہ اس کا اوپر مدینے کے اور مراد کانپنے سے ارقاق ہے اور وہ مشہور ہونا ہے اس کے آنے کا اور یہ کہ کسی کو اس کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں سو جلدی کرے گا اس کی طرف ہر کافر اور منافق پس ظاہر ہوگا تمام ہونا اس حدیث کا کہ مدینہ پلید کو نکال ڈالتا ہے۔ (فتح)

۶۵۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

۶۵۹۲۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوگا مدینے میں خوف دجال کا اور مدینے کے اس دن سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے اور کہا ابن اسحاق نے، الخ یعنی ابراہیم کا سماع ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی دجال کو پیچھے ہٹائے گا۔

۶۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۶۵۹۳۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.

نے فرمایا کہ نہ آئے گا مدینے میں خوف مسیح دجال کا اور اس دن مدینے کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے چوکیدار ہوں گے۔

٦٥٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ لَأُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ إِنَّهٗ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

۶۵۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ بے شک میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر ایسا نہیں مگر کہ اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے لیکن میں تمہارے واسطے اس کی پہچان میں وہ بات کہتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی بے شک وہ کانا ہے اور بے شک اللہ کانا نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے ک ف ر یعنی کفر کا لفظ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دجال میری زندگی میں نکلا تو میں اس کو الزام دوں گا تو یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پہلے اس سے کہ ظاہر ہو آپ کے واسطے وقت دجال کے نکلنے کا اور اس کی نشانیاں سو جائز تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نکلے پھر بیان کیا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بعد اس کے حال اس کا اور وقت اس کے نکلنے کا پس خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ میں تم کو وہ بات کہتا ہوں جو آگے کسی پیغمبر نے نہیں کہی تو کہا گیا کہ بیچ خاص ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تنبیہ مذکور کے باوجود اس کے کہ وہ واضح تر دلیل ہے دجال کی تکذیب میں یہ ہے کہ دجال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نکلے گا سوائے اور امتوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور دلالت کی اس حدیث نے کہ اس بات کا علم کہ دجال کا نکلنا اس امت کے ساتھ خاص ہے اس امت کے سوائے اور امتوں کو معلوم نہ تھا جیسا کہ قیامت کے قائم ہونے کا علم کسی کو معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ کانا ہے اور بے شک اللہ کانا نہیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اقتصار کیا اس پر باوجود اس کے کہ حدوث کے دلائل دجال میں ظاہر ہیں اس واسطے کہ کانا ہونا ایک ایسا نشان ہے جو نظر آتا ہے دیکھتا ہے اس کو عالم اور عامی اور جو نہیں راہ پاتا

طرف دلائل عقلیہ کی سو جب وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور ناقص الخلقت ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند تر ہے تو معلوم کر لے گا کہ وہ جھوٹا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کو نہیں دیکھے گا یہاں تک کہ مر جائے یعنی تو اس سے معلوم ہوا کہ دجال جو خدائی کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے اللہ کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور باوجود اس کے لوگ اس کو دیکھیں گے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کو بیداری میں دیکھتا ہے تعالی اللہ عن ذلك اور حضرت ﷺ نے جو اپنے رب کو معراج کی رات میں دیکھا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے سو وہ اللہ نے حضرت ﷺ کو دنیا میں وقت دی جو مسلمانوں کو آخرت میں انعام کرے گا۔ (فتح)

٦٥٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ.

٦٥٩٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں خواب میں خانے کعبے کا طواف کرتا تھا کہ اچانک میں نے ایک مرد دیکھا گندمی رنگ سیدھے بالوں والا اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہے تو میں نے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کا بیٹا ہے پھر میں ادھر اُدھر نظر کرنے لگا تو اچانک میں نے ایک مرد دیکھا بڑے قد والا سرخ رنگ گھنگریالے بالوں والا کانی آنکھ والا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور لوگوں نے کہا کہ یہ دجال ہے سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ اس کے ابن قطن ہے جو ایک مرد ہے قبیلے خزاعہ سے۔

فائدہ: جیسے پھولا ہوا انگور یعنی اس کی آنکھ اٹھی ہوئی ہے اور آنکھ کا آنہ پھولا ہوا ہے کہا ابن عربی نے کہ بیچ مختلف ہونے صفات دجال کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نقص سے بیان ہے اس کا کہ وہ نہیں دفع کر سکتا نقص کو اپنے نفس سے کسی طرح سے اور وہ محکوم علیہ ہے اپنے نفس میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ طواف کرنا دجال کا ہے گرد خانے کعبے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گل جائے گا اور جواب یہ ہے کہ اگرچہ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن اس میں تاویل ہو سکتی ہے اور کہا عیاض نے کہ مالک کی روایت میں دجال کا طواف واقع نہیں ہوا اور وہ ثابت تر ہے اس روایت سے جس میں طواف کا ذکر ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ترجیح باوجود ممکن ہونے تطبیق کے مردود ہے اور برابر ہے کہ ثابت ہو کہ اس نے طواف کیا یا نہ کیا لیکن دجال کو مکے میں دیکھنا اشکال کیا گیا ہے باوجود ثابت ہونے اس بات کے کہ دجال نہ مکے میں

داخل ہو گا نہ مدینے میں اور البتہ جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہو گا وہ مکے اور مدینے میں اس وقت جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا دجال ہو کے اور یہی ہے مراد چلنے اس کے سے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (فتح)

٦٥٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

٦٥٩٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پناہ مانگتے تھے اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے۔

٦٥٩٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَآءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَآءٌ بَارِدٌ وَمَآؤُهُ نَارٌ. قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٩٧۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کے حق میں کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی سو اس کی آگ تو ٹھنڈا پانی ہے اور اس کا پانی آگ ہے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں کو پانی نظر آئے گا وہ آگ ہو گی جلانے والی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ ٹھنڈا پانی ہو گا سو جو اس کی آگ کے ساتھ مبتلا ہو تو چاہیے کہ فریاد رسی چاہے اللہ سے اور اس پر سورۂ کہف شروع سے پڑھے کہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو اگر کوئی اس کو پائے تو چاہیے کہ گھسے اس نہر میں جو اس کو آگ نظر آتی ہو اور اس میں غوطہ مارے اور اس سے پانی پیئے کہ وہ میٹھا پانی ہے اور یہ سب راجح ہے طرف مختلف ہونے مرئی چیز کے بہ نسبت دیکھنے والے کے یعنی مرئی کا مختلف ہونا بہ نسبت دیکھنے والے کے ہے ورنہ درحقیقت اس میں اختلاف نہ ہو گا پانی پانی ہو گا اور آگ آگ سو یا تو دجال جادوگر ہو گا نظر بندی کرے گا لوگوں کو چیز کی صورت کا عکس کر دکھلائے گا یا یہ کہ اللہ اس کے باغ کے باطن کو آگ کر ڈالے گا اور اس کے آگ کے باطن کو باغ اور یہ راجح ہے اور یا یہ کہ ہو یہ کنایت نعمت اور رحمت سے ساتھ بہشت کے اور محنت اور مشقت سے ساتھ آگ کے سو جو اس کا کہا مانے گا اس کو وہ بہشت دے گا جس کا انجام دوزخ میں داخل ہونا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ منجملہ محنت اور فتنے کے سو دیکھے گا دیکھنے والا طرف اس کی دہشت سے آگ کو سو گمان کرے گا اس کو جنت

بالعکس۔(فتح)

٦٥٩٨۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٥٩٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بھیجا گیا کوئی پیغمبر مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے خبردار ہو بے شک وہ کانا ہے اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے لفظ کافر کا داخل ہے اس باب میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب یعنی لکھنا جانتا ہو یا نہ سو یہ اخبار ہے ساتھ حقیقت کے اور یہ اس واسطے کہ پیدا کرتا ہے اللہ بندے کے واسطے ادراک اس کی آنکھ میں جس طرح چاہتا ہے اور جب چاہے سو دیکھے گا اس کو ایماندار بغیر نظر سے اگرچہ لکھنے کو نہ پہچانتا ہو اور نہ دیکھے گا اس کو کافر اگرچہ لکھا پہچانتا ہو اس واسطے کہ اس زمانے میں عادت کا خلاف ہوگا اس امر میں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح مذہب جس پر محقق ہیں یہ ہے کہ دجال کے ماتھے میں حقیقۃً کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا ٹھہرایا ہے اس کو اللہ نے نشانی یقینی دجال کے جھوٹے ہونے پر سو ظاہر کرے گا اس کو اللہ ایماندار پر اور چھپائے گا اس کو کافر سے اور یہ جو کہا کہ پڑھے گا اس کو ہر ایماندار کاتب ہو یا غیر کاتب تو اس سے یہ لازم نہیں کہ وہ حقیقۃً لکھا ہوا نہ ہو بلکہ اللہ غیر کاتب کو ادراک کا علم دے گا تو اس کو پڑھ لے گا اگرچہ وہ پہلے سے لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہوگا اور شاید لطیف راز اس میں کہ اس کو ہر کاتب اور غیر کاتب پڑھے گا واسطے اس مناسبت کے ہے کہ وہ کانا ہوگا جو آدمی اس کو دیکھے گا معلوم کر لے گا یعنی تو اس طرح ہر ایماندار اس لکھے کو پڑھ لے گا، واللہ اعلم۔(فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

نہ داخل ہو سکے گا دجال مدینہ منورہ میں

٦٥٩٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ

٦٥٩٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حدیث دراز دجال کے حال سے سو جو ہم سے بیان کیا اس میں یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے گا دجال یعنی مدینے کی طرف اور حرام کیا گیا ہے اس پر داخل ہونا مدینے کے دروازے میں سو اترے گا بعض شورہ زمین میں جو مدینے کے متصل ہے یعنی شام کی

مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَّقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ.

طرف سے سو نکلے گا اس کی طرف اس دن ایک مرد اور وہ سب لوگوں سے بہتر ہو گا یا فرمایا کہ برگزیدہ لوگوں سے ہو گا سو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ تو وہی دجال ہے جس کی حدیث حضرت ﷺ نے ہم سے بیان کی تو کہے گا دجال بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں پھر اس کو زندہ کروں تو کیا تم امر میں شک کرو گے تو اس کے تابعدار کہیں گے کہ نہیں سو اس کو قتل کرے گا پھر اس کو زندہ کرے گا تو وہ مرد کہے گا قسم ہے اللہ کی آج مجھ کو تیرے حق میں پہلے سے زیادہ تر بینائی حاصل ہوئی یعنی مجھ کو اب نہایت تعین ہو گیا کہ تو وہی دجال ہے جس کی حضرت ﷺ نے ہم کو خبر دی سو ارادہ کرے گا دجال اس کے قتل کرنے کا سو نہ قابو پائے گا اوپر اس کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ متوجہ ہو گا اس کی طرف ایک مرد مسلمانوں میں سے تو دجال کے ساتھی اس سے ملیں گے تو کہیں گے کہ کیا تو ہمارے رب کو نہیں مانتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب میں کوئی شبہ نہیں سو اس کو دجال کی طرف لے جائیں گے بعد اس کے کہ اس کو قتل کا ارادہ کریں گے سو جب وہ مرد اس کو دیکھے گا تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی حال ہے جس کو حضرت ﷺ نے ذکر کیا تو دجال کہے گا کہ میری پیروی کر نہیں تو تجھ کو چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تلوار سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا پھر اس سے کہے گا اٹھ کھڑا ہو یعنی زندہ ہو جا تو وہ زندہ ہو جائے گا کہا خطابی نے اگر کہا جائے کہ کس طرح جائز ہے یہ کہ جاری کرے اللہ معجزے کو کافر کے ہاتھ پر اس واسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا ایک بڑا معجزہ ہے پیغمبروں کے معجزوں سے سو کس طرح پائے گا اس کو دجال اور حالانکہ بڑا جھوٹا ہو گا خدائی کا دعویٰ کرے گا تو جواب یہ ہے کہ یہ بطور فتنے اور آزمائش کے ہے واسطے بندوں کے اور جب کہ ان کے پاس یہ دلیل موجود ہو گی کہ وہ جھوٹا ہے حق پر نہیں ہے اپنے دعویٰ میں اور وہ یہ کہ وہ کانا ہے اور اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہے پھر مسلمان اس کو پڑھے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہے باوجود کفر کے اور نقص ذات اور قدر کے اس واسطے کہ اگر اللہ ہوتا تو اس کو اپنے ماتھے سے دور کرتا اور پیغمبروں کے معجزے معارضہ سے سلامت ہوتے ہیں تو دونوں میں اشتباہ نہ ہو گا اور کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے کہ پیغمبروں کے معجزے جھوٹوں کو کر دیئے جائیں اس حالت میں کہ نہ ہو کوئی راہ اس کے واسطے جو مشاہدہ کرے اس کو جو لایا بیچ اس حالت کے مگر جدائی کرنا درمیان سچے اور جھوٹے کے اور بہر حال جب کہ ہو اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے راہ طرف معلوم کرنے سچے کے جھوٹے سے

سو جس کے ہاتھ پر یہ ظاہر ہو تو نہ انکار کرے اس سے کہ اللہ یہ جھوٹوں کو دیتا ہے پس یہ بیان ہے اس کا جو دجال کو دیا گیا فتنہ اس کے واسطے جو اس کا مشاہدہ کرے اور باوجود اس کے دجال میں دلالت ظاہر ہے اس کے واسطے جو عقل رکھتا ہو اس کے جھوٹ پر اس واسطے کہ وہ صاحب اجزاء مؤلفہ کا ہے اور تاثیر کاری گری کی اس میں ظاہر ہے باوجود ظاہر ہونے آفت کے اس کی کانی آنکھ سے سو جب لوگوں کو اس طرف بلائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو بدتر حال ہے وہ شخص جو دیکھے گا اس کو ذوی العقول سے یہ کہ جانے کہ وہ نہیں قدرت رکھتا ہے کہ دوسرے کی پیدائش کو برابر کرے اور درست کرے اور سنوارے اور اپنے نفس کا نقص نہ ہٹا سکے سو کم تر جو واجب ہے یہ ہے کہ کہے کہ اے شخص! جو گمان کرتا ہے کہ تو زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اپنے نفس کی صورت بنا اور اس کو برابر کر اور آفت کو اپنی جان سے یعنی کالے پن کو دور کر پس اگر گمان کرتا ہے تو کر یعنی لفظ کافر کا اور کہا مہلب نے کہ قادر ہونا دجال کا اوپر زندہ کرنے مقتول کے نہیں مخالف ہے حضرت ﷺ کے اس قول کو **هو اهون علی الله من ذلك** یعنی حقیر تر ہے اللہ پر اس سے یعنی اس سے کہ قدر پائے معجزے پر قدرت صحیح یعنی یہ دجال کی قدرت صحیح نہیں اس واسطے کہ قادر ہونا اس کا اوپر قتل کرنے مرد کے پھر زندہ کرنے اس کے نہیں بدستور رہا نہ اس میں نہ اس کے غیر میں مگر فقط اسی ساعت میں جس میں اس نے تکلیف پائی ساتھ قتل کے باوجود حاصل ہونے ثواب کے اس کے واسطے اور ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کے قتل کرنے سے تکلیف نہ پائی ہو واسطے قدرت اللہ کے اوپر دفع کرنے اس کے اس سے کہا ابن عربی نے کہ جو ظاہر ہوگا دجال کے ہاتھ پر کرامتوں سے جیسے مینہ کا برسانا اور زمین کا خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور بہشت اور دوزخ اور نہروں وغیرہ کا اس کے ساتھ ہونا سب اللہ کی آزمائش ہے اور اس کا امتحان تاکہ ہلاک ہو شک کرنے والا اور نجات پائے مسلمان یقین والا یعنی کون اس کے داؤ میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے اور یہ امر خوفناک ہے اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا نہیں اور حضرت ﷺ اپنی نماز میں اس کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے تاکہ امت آپ کی پیروی کرے اور یہ جو کہا کہ وہ شخص کہے گا کہ آج مجھ کو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ وہ کہے گا اے لوگو! یہ مسیح دجال ہے جو اس کا کہا مانے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ بہشت میں جائے گا اور میرے بعد یہ کسی کو نہ مار سکے گا تو دجال چاہے گا کہ دوسری بار اس کو قتل کرے تو اس کی پشت تانبا ہو جائے گی سو اس کی طرف کوئی راہ نہ پائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجے والا ہوگا سو اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر یا خلاف شرع فقیر سے خرق عادت کرامت دیکھے تو اس کا ہرگز اعتقاد نہ کرے اس کو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقویٰ پر نظر رکھے شعبدہ بازی پر خیال نہ کرے کرامت اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر اور بے دین اور فاسق سے ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

٦٦٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ.

٦٦٠٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینے کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے نہ داخل ہوگی اس میں وبا یعنی طاعون اور نہ دجال۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سیر کرے گا دجال زمین میں چالیس دن ہر شہر میں آئے گا سوائے مکے اور مدینے کے اس کے دنوں سے ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک ساعت ہفتے کے برابر اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح تو اصحاب نے کہا یا حضرت! جو دن سال کے برابر ہوگا اس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اندازہ کر کے پڑھ لینا اور ایک روایت میں ہے کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جائے گی اور ایک روایت میں ہے ہم نے کہا یا حضرت! زمین میں کس قدر جلدی چلے گا فرمایا مینہ کی طرح جس کے پیچھے آندھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ (فتح)

٦٦٠١۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

٦٦٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مدینے کی طرف آئے گا سو پائے گا فرشتوں کو اس کی چوکیداری کرتے ہوں گے سو نہ قریب ہوگا اس سے دجال اور نہ وبا اگر اللہ نے چاہا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ انشاء اللہ تعلیق کے واسطے ہے اور بعض نے کہا تبرک کے واسطے کہا عیاض نے کہ ان حدیثوں میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے اس امر میں کہ دجال کا وجود صحیح ہے اور یہ کہ وہ ایک شخص ہے معین مبتلا کرے گا اللہ اس کے ساتھ بندوں کو اور قدرت دے گا اس کو کئی چیزوں پر جیسے زندہ کرنا مردے کا جس کو قتل کرے گا اور ظاہر ہونا ارزانی کا اور نہروں کا اور باغ کا اور آگ کا اور زمین کے خزانوں کا اس کے ساتھ ہونا اور اس کے حکم سے آسمان کا مینہ برسانا اور زمین کا اُگانا اور یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوگا پھر اللہ اس کو عاجز کر ڈالے گا اوپر قتل کرنے اس مرد کے اور غیر اس کے پھر باطل ہوگا امر اس کا اور قتل کریں گے اس کو عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ مخالفت کی ہے اس میں بعض خارجیوں اور معتزلہ اور جہمیہ نے سو انکار کیا ہے انہوں نے اس کے وجود سے اور رد کیا ہے انہوں نے صحیح حدیثوں کو اور چند گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کا وجود صحیح ہے لیکن جو چیز کہ اس کے ساتھ خارق عادت سے ہے وہ

محض خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ناچار ہوئے ہیں طرف اس کی اس سبب سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہو جو اس کے ساتھ ہے بطریق حقیقت کے تو پیغمبروں کے معجزوں پر اعتماد نہ رہے اور یہ خیال ان کا غلط ہے اس واسطے کہ وہ پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور اس کے حال کی صورت اس کو جھٹلائے گی واسطے عاجز ہونے اور ناقص ہونے اس کے سو نہ مغرور ہوں گے ساتھ اس کے مگر گنوار لوگ یا شدت فاقہ کی حاجت سے تنگ آ کر اور یا اس کی بدی کے خوف اور تقیہ سے باوجود جلدی گزرنے اس کے زمین میں پس نہ ٹھہرے گا زیادہ تا کہ ضعیف لوگ اس کے حال میں تامل کریں سو جس نے اس کو اس حال میں سچا جانا تو نہیں لازم آتا اس کے باطل ہونا پیغمبروں کے معجزوں کا اسی واسطے کہے گا وہ شخص جس کو قتل کر کے زندہ کرے گا کہ مجھ کو تو تیرے حق میں زیادہ بصیرت ہوئی اور ابن ماجہ کی حدیث میں جو آیا ہے کہ وہ اول یہ کہے گا کہ میں پیغمبر ہوں پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ وہ ظاہر کرے گا خوارق کو بعد دعویٰ خدائی کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے فتنے سے ہے کہ وہ ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو جھٹلا دیں گے تو ان کے مویشی سب مر جائیں گے کوئی جاندار ان کا باقی نہ رہے گا اور ایک گروہ پر گزرے گا وہ اس کو سچا جانیں گے تو آسمان کو حکم کرے گا وہ ان پر مینہ برسائے اور زمین کو حکم کرے گا وہ سبزہ اگا دے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو موٹے تازے ہو کر آئیں گے ان کی کوکھیں تنی ہوں گی ان کے تھن (پستان) دودھ سے بھرے ہوں گے پہلے سے زیادہ۔ (فتح)

بَابُ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ — باب ہے بیچ یاجوج ماجوج کے

فائدہ: کچھ بیان ان کا احادیث الانبیاء میں ہو چکا ہے اور یاجوج ماجوج بنی آدم سے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے اور بعض نے کہا کہ ترک سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں غیر حوا سے اور وہ اس طرح ہے کہ آدم علیہ السلام کو خواب میں احتلام ہوا تو ان کی منی مٹی سے مل گئی تو اس سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے اور معتمد پہلا قول ہے کہ حوا کی اولاد میں سے ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض﴾ اور یہ اس وقت ہو گا جب کہ دیوار سے نکلیں گے اور آئی ہے ان کی صفت میں وہ حدیث جو روایت کی ہے ابن عدی اور ابن ابی اور طبرانی نے اوسط میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج ایک امت ہے ہر ایک امت چار چار لاکھ ہے نہیں مرتا اُن میں سے کوئی یہاں تک کہ دیکھ لے اپنی اولاد سے ہزار مرد ہتھیار پہننے والا کہا ابن عدی نے یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ابن حاتم نے منکر ہے میں کہتا ہوں لیکن اس کے بعض کے واسطے شاہد ہے صحیح روایت کیا ہے ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ یاجوج ماجوج میں سے جو کوئی مرتا ہے کم سے کم اس کی اولاد ہزار ہوتی ہے اور نسائی نے اس سے مرفوع روایت کی ہے کہ یاجوج ماجوج جماعت کرتے ہیں جب چاہتے ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر چھوڑتا ہے اپنی اولاد سے ہزار آدمی یا زیادہ اور روایت کی حاکم نے عبداللہ بن

عمرو رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے سوائے تین امتیں ہیں اور نہیں مرتا ان میں سے کوئی مگر کہ اپنی اولاد سے ہزار آدمی چھوڑتا ہے یا زیادہ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے طریق سے کہ جن اور آدمی دس حصے ہیں سو ان میں سے نو حصے تو یاجوج ماجوج ہیں اور ایک حصہ باقی سب آدمی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب سے کہ یاجوج ماجوج تین قسم پر ہیں ایک قسم صنوبر کی طرح اونچی لمبی ہیں اور ایک قسم چار گز لمبی ہیں اور چار چوڑے اور ایک قسم وہ ہیں کہ اپنے ایک کان کو نیچے بچھاتے ہیں اور ایک کو اوپر لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بعض کے قد ایک ایک بالشت ہیں اور بعض کے دو دو بالشت اور جو بہت لمبے ہیں ان کے قد تین بالشت ہیں اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج بائیس قبیلے ہیں اکیس قبیلوں پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی اور ایک قبیلہ دیوار سے باہر رہا وہ لوٹ گھسوٹ میں مشغول تھے وہ باہر رہے سو وہ ترک ہیں۔ (فتح)

٦٦٠٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ.

٦٦٠٢۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس پر داخل ہوئے گھبرائے ہوئے سو فرمایا کہ خرابی ہے عرب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چکی یاجوج ماجوج کی دیوار سے آج کھل گیا اس کے برابر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقے کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور حالانکہ ہم میں سے نیک لوگ ہوں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ پلیدی اور بدکاری غالب ہو جائے گی یعنی جب گناہ اور بدکاری عالم میں کثرت سے ہوئی اور نیک لوگ کم ہو گئے تو سب ہلاک ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس دیوار میں سوراخ پڑا روز بروز اس کی ترقی ہے یہاں تک کہ قیامت کے قریب راہ ہو جائے گی یاجوج ماجوج نکل کے سب عالم کو تباہ کریں گے اور خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو اس واسطے کہ اس وقت زیادہ مسلمان وہی لوگ تھے اور مراد شر سے وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے

سے پھر اس کے بعد لگا تار فتنے پیدا ہوتے رہے سو ہو گئے عرب درمیان امتوں کے جیسے پیالہ کھانے والوں کے درمیان ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شر کے وہ چیز ہو جس کی طرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اشارہ کیا کہ آج کی رات کیا کیا فتنے اترے اور کیا کیا خزانے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف ان فتوح کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئیں اور لوگوں کے پاس بہت کثرت سے مال ہو گیا سو واقع ہوئی زیادہ حرص جس نے فتنوں کی طرف نوبت پہنچائی اور اسی طرح حرص کرنا حکومت میں اس واسطے کہ اکثر انکار لوگوں کا عثمان رضی اللہ عنہ پر اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے قرابتیوں کو بنی امیہ وغیرہ سے حاکم بنایا یہاں تک کہ اس حال نے ان کے قتل کی طرف پہنچایا پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان وہ لڑائی ہوئی جو مشہور ہے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے یاجوج ماجوج دیوار کو ہر دن کھودتے ہیں اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور ابن حبان اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع دیوار کے بیان میں کہ کھودتے ہیں اس کو ہر دن یہاں تک کہ جب قریب ہوتے ہیں کہ اس میں راہ کر ڈالیں تو جوان پر داروغہ ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ پھر چلو کل اس میں راہ کر لو گے تو اللہ اس کو پہلے سے سخت تر کر ڈالتا ہے یہاں تک کہ جب ان کی مدت پہنچ چکے گی تو اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ ان کو بھیجے تو ان کا داروغہ کہے گا کہ پھر چلو کل انشاء اللہ تم اس میں راہ کر لو گے سو پھریں گے تو اس کو پائیں گے جس صورت میں اس کو چھوڑا تھا سو اس میں راہ کر لیں گے اور لوگوں پر نکلیں گے، الحدیث کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث میں تین نشانیاں ہیں اول یہ کہ اللہ نے ان کو منع کیا ہے اس سے کہ دن رات دیوار کو کھودتے رہیں دوسری یہ کہ اللہ نے منع کیا ہے کہ دیوار پر چڑھنے کا قصد کریں سیڑھی یا کسی اور آلہ سے سو اللہ نے ان کے دل میں یہ بات نہیں ڈالی اور نہ ان کو یہ بات سکھلائی اور وہب کی مبتدا میں ہے کہ ان کے واسطے درخت ہیں اور کھیتیاں اور سوائے اس کے آلات سے تیسری یہ کہ اللہ نے ان کو بند کیا ہے اس سے کہ انشاء اللہ کہیں یہاں تک کہ وقت معین آئے میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ ان میں کاری گر ہیں اور حاکم اور رعیت ہے جو اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرتی ہے اور ان میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کو پہچانتے ہیں اور اس کی قدرت اور مشیت کا اقرار کرتے ہیں اگرچہ پیغمبر کو نہیں مانتے اور احتمال ہے کہ جاری ہو یہ کلمہ اس داروغہ کی زبان پر بغیر اس کے کہ اس کے معنی کو پہچانے سو حاصل ہو مقصود اس کی برکت سے چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اس کا وقت پہنچے گا تو اللہ بعض کی زبان پر انشاء اللہ ڈال دے گا تو اگلے دن اس میں راہ ہو جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن ان میں ایک آدمی مسلمان ہو جائے گا تو وہ کہے گا کہ کل انشاء اللہ ہم کھول ڈالیں گے تو اگلے روز دیوار کھل جائے گی اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے تو شاید لیا ہے اس نے اس کو اس آیت سے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ اور یہ جو فرمایا کہ ہاں جب پلیدی بہت ہو جائے تو تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ زنا اور

اولا د زنا کے اور ساتھ فسق و فجور کے اور یہ اولی ہے اس واسطے کہ وہ مقابل ہے صلاح کے کہا ابن عربی نے اس میں بیان ہے کہ نیک ہلاک ہو جاتا ہے ساتھ ہلاک ہونے شریر کے جب کہ اس کی پلیدی پر غیرت نہ کرے یا غیر کرے لیکن کچھ نفع نہ ہو اور اصرار کرے شریر اپنی بدعملی پر اور عالم میں پھیل جائے اور کثرت سے ہو جائے یہاں تک کہ عام ہو فساد تو ہلاک ہوتا ہے اس پر قلیل اور کثیر پھر اٹھایا جائے گا ہر ایک اپنے اپنے عمل پر اور شاید زینب رضی اللہ عنہا نے سمجھا دیوار میں اس قدر سوراخ ہو جانے سے کہ اگر اس میں روز بروز ترقی ہوتی گئی تو کشادہ ہو جائے گا سوراخ ساتھ اس طور کے کہ اس سے نکل آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے نکلنے میں ہلاک عام ہے لوگوں کے واسطے اور البتہ وارد ہوئی ہے یاجوج ماجوج کے حال میں وقت نکلنے ان کے حدیث نواس رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی مسلم نے بعد ذکر کرنے دجال کے اور قتل ہونے اس کے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے بچایا تو شفقت ان کے چہروں کو پہنچے گی اور ان کو ان کے بہشت کے درجات کی خبر دیں گے سو اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو حکم کرے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان کے لڑنے کی طاقت نہیں سو پناہ میں لے جا میرے مسلمانوں کو کوہ طور کی طرف اور اللہ بھیجے گا یاجوج ماجوج کو اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے اور ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے تو لے جائیں جتنا پانی کہ اس میں ہوگا اور ان کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس دریا میں بھی پانی تھا پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیروں کو آسمان پر ماریں گے تو اللہ ان کے تیروں کو خون آلودہ کر کے ڈالے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی گھیرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر افضل ہوگا سو اشرفی سے یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ یاجوج ماجوج پر عذاب بھیجے گا ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو وہ سب مر جائیں گے جیسے ایک جان مر جاتی ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے یعنی کوہ طور سے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی لاشیں پڑی ہوں گی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج پر جانور بھیجے گا جیسے بڑے اونٹوں کی گردنیں سو وہ ان کو اٹھا لے جائیں گے اور پھینک دیں گے جہاں اللہ کو منظور ہوگا پھر اللہ ایسا مینہ برسائے گا کہ مٹی کا کوئی گھر اور ان کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو اللہ زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل شیشے کی کر دے گا اس طرح سے کہ دیکھنے والے کو اس میں اپنا منہ نظر آئے گا جیسا شیشے میں نظر آتا ہے پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنا پھل جمادے اور اپنی برکت کو پھیر دے تو اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھا جائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ بنا کے اس کے

سائے میں بیٹھیں گے سو اسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے اتر جائے گی تو ہر مومن اور ہر مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بڑے بدکار لوگ باقی رہ جائیں گے آپس میں لڑیں گے گدھوں کی طرح سو ان پر قائم ہوگی قیامت۔ (فتح)

٦٦٠٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِيْنَ.

۶۶۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھل گئی دیوار یاجوج ماجوج کی اس کے برابر اور گرہ کی وہیب نے نوے کی یعنی دو انگلیوں سے حلقہ کیا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَحْكَامِ — کتاب ہے بیچ بیان احکام کے

فائدہ: احکام جمع ہے حکم کی اور مراد اس سے بیان کرنا اس کے آداب اور شرطوں کا ہے اور شامل ہے لفظ حاکم کا خلیفے کو اور قاضی کو پس ذکر کیا جو متعلق ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں سے اور حکم شرعی نزدیک اہل اصول کے خطاب ہے اللہ کا جو متعلق ہے ساتھ افعال مکلفین کے ساتھ اقتضاء کے یا تخییر کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِى الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور حاکموں کی

فائدہ: اس میں اشارہ ہے بخاری رحمہ اللہ سے اس طرف کہ ترجیح ہے اس قول کے کہ یہ آیت حاکموں کے حق میں اتری اور نکتہ بیچ دوہرانے عامل کے رسول میں سوائے اولی الامر کے باوجود اس کے کہ حقیقی مطاع اللہ تعالیٰ ہے یہ ہے کہ جس کے ساتھ تکلیف واقع ہوئی وہ قرآن اور سنت ہے تو گویا کہ تقدیر یہ ہے کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ قرآن میں اس پر نص کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ بیان کی تمہارے واسطے قرآن سے اور جو نص کرے تم پر ساتھ سنت کے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اس چیز میں کہ حکم کیا تم کو ساتھ اس کے قرآن سے اور فرمانبرداری کرو رسول کی اس چیز میں کہ حکم کرتا ہے ساتھ اس وحی کے کہ قرآن اور کہا قرطبی نے کہ یہ واسطے اشارہ کرنے کے ہے اس طرف کہ رسول مستقل ہے ساتھ فرمانبرداری کے اور اولی الامر کے ساتھ یہ امر اطاعت کا نہیں دوہرایا تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ حاکموں میں ایسے شخص بھی پائے جاتے ہیں جن کی فرمانبرداری واجب نہیں ہوتی پھر بیان کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ﴾ تو گویا کہ کہا گیا سو اگر نہ عمل کریں ساتھ حق کے تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو اور جس میں تم مخالفت کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رد کرو جو اللہ اور اس کا رسول فیصلہ کریں اس پر عمل کرو۔ (فتح)

٦٦٠٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٦٠٤۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی فرمانبرداری کی

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ.

تو بے شک اس نے میری فرمانبرداری کی اور جس نے میرے حاکم کا کہا نہ مانا تو بے شک اس نے میرا کہا نہ مانا۔

فائدہ: یہ جو کہا جس نے میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی تو یہ جملہ نکالا گیا ہے اللہ کے اس قول سے ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ یعنی اس واسطے کہ میں نہیں حکم کرتا مگر ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے مجھ کو حکم کیا سو جس نے کیا جو میں نے اس کو حکم کیا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے فرمانبرداری کی اس کی جس نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو حکم کروں اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں اس واسطے کہ اللہ نے میری فرمانبرداری کا حکم کیا ہے سو جس نے میری اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی کہ اس نے حکم کیا ہے میری فرمانبرداری کرنے کا اور اسی طرح نافرمانی میں بھی اور طاعت کے معنی ہیں لانا مامور بہ کا اور باز رہنا اس چیز سے جس سے منع کیا گیا ہے اور عصیان اس کے برخلاف ہے اور شاید حضرت ﷺ نے امیر کا نام خاص اسی واسطے لیا کہ وہی مراد ہے وقت خطاب کے اور اس واسطے کہ وہ سبب ہے ورود حدیث کا اور بہر حال حکم سو عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ واجب ہے فرمانبرداری حاکموں کی لیکن وہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ گناہ کا حکم نہ کریں کہ اس میں ان کی فرمانبرداری واجب نہیں اور حضرت ﷺ نے حاکموں کی فرمانبرداری کا جو حکم کیا تو حکمت اس میں محافظت کرنا اوپر اتفاق کلمے کے کہ آپس میں اہل اسلام کا اتفاق رہے اس واسطے کہ جدائی میں فساد ہے۔ (فتح)

٦٦٠٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ

٦٦٠٥ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ تم لوگوں میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو امام اعظم یعنی بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد اپنے گھر والوں پر یعنی بیوی بچوں پر حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھلایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور بیوی حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر تو وہ بھی ان سے پوچھی جائے گی کہ اس نے خیر خواہی کی یا نہیں اور اسی

الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ.

طرح مرد کا غلام اور نوکر بھی حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار ہو سو تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: راعی کے معنی ہیں حافظ امانت رکھا گیا التزام کیا گیا اس چیز کی صلاح پر جس کے حفظ پر امانت دار رکھا گیا ہے پس وہ مطلوب ہے ساتھ انصاف کرنے کے بیچ اس کے اور قائم ہونے کے ساتھ مصالح اس کے کہا خطابی نے کہ بادشاہ اور مرد وغیرہ مذکورین سب شریک ہیں راعی کے اسم میں یعنی حضرت ﷺ نے سب کا نام راعی رکھا اور ان کے معنی مختلف ہیں سو رعایت بادشاہ کی قائم کرنا شریعت کا ہے ساتھ قائم کرنے حدود کے اور انصاف کرنے کے حکم میں اور رعایت مرد کی اپنے گھر والوں کے واسطے ہے کہ ان پر سیاست رکھے اور ان کے حقوق ان کو پہنچائے اور عورت کی رعایت یہ ہے کہ گھر اور اولاد اور خادموں کا بندوبست کرے اور ہر بات میں خاوند کی خیر خواہی کرے اور رعایت خادم کی یہ ہے کہ آقا کے مال کی حفاظت کرے اور جو خدمت کہ اس پر واجب ہے اس کو بجا لائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ راعی نہیں ہے مطلوب لذاتہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کیا گیا ہے واسطے نگہبانی اس چیز کے کہ مالک نے اس کو اس کی نگہبانی میں دیا سو لائق ہے کہ نہ تصرف کرے اس میں مگر جس میں شارع نے اجازت دی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ مکلّف مؤاخذہ کیا جاتا ہے ساتھ تقصیر کے اس شخص کے حکم میں جو اس کے زیر حکم ہے اور یہ کہ جائز ہے غلام کو کہ تصرف کرے اپنے آقا کے مال میں اس کی اجازت سے اور اسی طرح عورت اور اولاد بعض نے کہا کہ داخل ہے اس کے عموم میں وہ شخص جس کی نہ بیوی ہو نہ اولاد نہ غلام اس واسطے کہ اس پر صادق آتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ جوارح پر حاکم ہے تاکہ مامور چیزوں کو بجا لائے اور منع کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اور یہ جو بعض متعصبین نے حدیث موضوع بنائی ہوئی ہے کہ جس کو اللہ رعیت پر حاکم بنائے اس کے واسطے کوئی بدی نہیں لکھی جاتی سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْأُمَرَآءِ مِنْ قُرَيْشٍ — امیر اور سردار قریش سے ہوں گے

فائدہ: یعنی سرداری اور خلافت قریش کا حق ہے یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے طبرانی وغیرہ نے لیکن چونکہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اقتصار کیا ساتھ اس کے ترجمہ میں اور وارد کی باب میں وہ حدیث جو اس کے معنی ادا کرے۔

٦٦٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٦٦٠٦۔ حضرت محمد بن جبیر سے روایت ہے کہ معاویہ کو خبر پہنچی

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ. تَابَعَهٗ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

اور حالانکہ وہ اس کے پاس تھی قریش کی ایلچیوں میں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا ہے کہ عنقریب ایک بادشاہ ہوگا قحطان کے قبیلے سے تو معاویہ غضبناک ہوا سو کھڑا ہو خطبہ پڑھنے کو سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر کہا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تم میں سے بعض مرد ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو نہیں کتاب اللہ میں اور نہ مروی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لوگ تم میں بڑے جاہل ہیں سو بچو جھوٹی آرزوؤں سے جو آرزو کرنے والوں کو گمراہ کرتی ہے سو بے شک میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ یہ امر یعنی خلافت اور سرداری قریش کی قوم میں رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے جو ان سے دشمنی کرے گا اللہ ان کو منہ کے بل دھکیل دے گا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے کتاب الفتن میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گا ایک مرد قحطان کے قبیلے سے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا وارد کیا ہے اس کو اس باب میں کہ زمانہ متغیر ہو جائے گا یہاں تک کہ بت پرستی ہوگی اور اس میں اشارہ یہ ہے کہ قحطانی بادشاہ اخیر زمانے میں ہوگا جب کہ ہر مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور لوگ مرتد ہو کر بت پرستی کریں گے اور یہی لوگ مراد ہیں شرار الناس سے جس پر قیامت قائم ہو گی سو معاویہ کا انکار کرنا اس حدیث سے بالکل بے معنی ہے اور حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی شاہد ہے اور کہا ابن بطال نے کہ شاید معاویہ نے اس کو ظاہر پر حمل کیا اس واسطے اس سے انکار کیا اور کہا ابن تین نے کہ جس چیز کا معاویہ نے انکار کیا اس کو معاویہ کی حدیث قوی کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے سو بعض وقت ان میں وہ شخص ہوگا جو دین کو قائم نہ رکھے گا پس غالب ہوگا قحطانی اوپر ان کے اور یہ کلام مستقیم ہے اور یہ جو معاویہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی کتاب میں یعنی قرآن میں اور وہ درحقیقت اسی طرح ہے اس واسطے کہ قرآن میں نہیں ہے نص اس پر کہ شخص معین اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بادشاہ ہوگا اور یہ جو کہا یہ لوگ تم میں بڑے

جاہل ہیں یعنی جو لوگ بیان کرتے ہیں غیب کی باتیں نہ ان کی سند کتاب اللہ میں ہے نہ حدیث میں اور یہ جو کہا بچو آرزوؤں سے تو مناسبت ذکر اس کے کی تحذیر ہے یعنی ڈرانا ہے اس شخص کو جو سنے قحطانیوں سے تمسک کرنے سے ساتھ حدیث مذکور کے جو اپنے جی میں بیٹھے کہ میں ہی ہوں وہ قحطانی پس طمع کرے بادشاہی کا بسند حدیث مذکور کے پس گمراہ ہو وہ واسطے مخالفت کرنے اس کے حکم شرعی کی کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور یہ جو کہا نہ دشمنی کرے گا ان سے کوئی یعنی نہ جھگڑا کرے گا کوئی ان سے خلافت میں مگر کہ مقہور ہوگا دنیا میں معذب آخرت میں اور یہ جو کہا جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں گے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ دین کو قائم نہیں رکھیں گے تو خلافت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور خلافت ان کا حق نہ رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا وہ اس وعید کا مستحق نہ ہوگا یا یہ کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں وعید ساتھ لعنت ان کی کے جب کہ مامور بہ کی نگہبانی نہ کریں اور وارد ہوئی ان کے حق میں وعید ساتھ اس کے کہ اللہ ان پر غالب کر دے گا اس کو جو ان کو نہایت ایذاء اور تکلیف دے اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اجازت بیچ قائم ہونے کے اوپر ان کے اور لڑنے کے ساتھ ان کے اور خبر دینا ساتھ نکل جانے خلافت کے ان سے۔ (فتح)

٦٦٠٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ.

٦٦٠٧ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ یہ خلافت اور سرداری قوم قریش میں رہے گی جب تک اس قوم میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں گے۔

فائدہ: کہا ابن ہبیرہ نے کہ احتمال ہے کہ ظاہر پر ہو اور یہ کہ نہ باقی رہیں گے اخیر زمانے میں مگر دو ایک امیر دوسرا مؤمر علیہ اور باقی سب لوگ ان کے تابع ہوں گے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد حقیقت عدد کی بلکہ مراد نفی کرنا اس امر کا ہے کہ ہو خلافت غیر قریش میں اور احتمال ہے کہ محمول کیا جائے مطلق اس مقید پر جو حدیث اول میں ہے اور تقدیر یہ ہوگی لا یزال هذا الامر یعنی نہیں نام رکھا جاتا خلیفہ مگر جو شخص قریش سے ہو مگر یہ کہ نام رکھا جائے ساتھ اس کے کوئی غیر ان کے سے ساتھ غلبے اور قہر کے اور یا یہ کہ ہو مراد ساتھ لفظ اس کے امر اگرچہ وہ لفظ خبر کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ قیامت تک قریش کی حکومت باقی رہے گی اگرچہ بعض ملک میں ہو چنانچہ یمن میں اب بھی حاکم سید ہے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے اور مکے اور مدینے وغیرہ حجاز کے شہروں میں بھی لیکن وہ مصر کے بادشاہوں کے زیر حکم ہیں سو فی الجملہ کسی نہ کسی ملک میں قریش کی سرداری باقی ہے اور ان میں جو بڑے ہیں یعنی یمن والے ان کو امام کہا جاتا ہے اور نہیں متولی ہوتا امامت کا ان میں مگر جو ہو عالم کوشش کرنے والا انصاف میں اور کہا کرمانی نے کہ نہیں خالی ہے کوئی زمانہ خلیفے قرشی کے وجود سے اس واسطے کہ مغرب کے ملک میں قریش میں خلیفہ ہے اور اسی طرح

مصر میں بھی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا حکم بدستور جاری ہے قیامت تک جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا سو ظاہر ہوا سو آپ کے زمانے سے اب تک خلافت قریش میں ہے بغیر مزاحمت کے اور جو غالب ہوا ملک پر بطریق شرکت کے نہیں انکار کرتا وہ اس سے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور وہ تو صرف دعویٰ کرتا ہے کہ یہ بطورِ نیابت کے ہے ان سے یعنی ان کا نائب ہے اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث خبر ہے مشروعیت سے یعنی نہیں منعقد ہوتی ہے خلافت کبریٰ مگر واسطے قریش کے جب تک کہ ان میں سے کوئی پایا جائے اور گویا کہ اس نے مائل کی ہے اس طرف کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور حدیث میں ہے کہ قریش کو آگے کرو اور کسی کو ان سے آگے نہ کرو اور ایک روایت میں ہے کہ سب لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں کہا ابن منیر نے کہ وجہ دلالت کی حدیث سے نہیں ہے اس جہت سے کہ خاص قریش کو ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مفہوم لقب ہے اور نہیں حجت ہے اس میں نزدیک محققین کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہونا مبتداء کا معرف ساتھ لام جنس کے اس واسطے کہ مبتدا حقیقت میں اس جگہ وہ امر ہے جو واقع ہوا ہے صفت ہذا کی اور ھذا نہیں صفت کیا جاتا ہے مگر ساتھ جنس کے تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ جنس امر کی قریش میں منحصر ہے سو ہو جائے گا جیسے کہا کہ نہیں ہے سرداری مگر قریش میں اور حدیث اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے پس وہ ساتھ معنی امر کے ہے گویا کہ فرمایا کہ پیروی کرو قریش کی خاص اور باقی طریقے حدیث کے اس کی تائید کرتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اصحاب کا اتفاق ہے اوپر افادے مفہوم کے واسطے حصر کے برخلاف اس کے جو اس کا منکر ہے اور یہی مذہب ہے جمہور اہل علم کا کہ امام کی شرط یہ ہے کہ قریشی ہو اور مقید کیا ہے اس کو بعض گروہ نے ساتھ بعض قریش کے سو بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے یہ شیعہ کا قول ہے پھر سخت اختلاف ہے بیچ معین کرنے بعض اولاد علی رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ خلافت خاص ہے ساتھ اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے اور ایک گروہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اور بعض نے کہا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں اور کہا بعض نے کہ نہیں جائز ہے مگر بنی امیہ میں اور بعض نے کہا کہ نہیں جائز ہے مگر عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں حجت ہے کسی کے واسطے ان فرقوں سے اور کہا خارجیوں اور معتزلہ کے ایک گروہ نے کہ جائز ہے کہ ہو امام غیر قرشی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امامت اور خلافت کا مستحق تو وہ ہے جو قائم ہو ساتھ قرآن اور حدیث کے برابر ہے کہ عجمی ہو یا عربی اور مبالغہ کیا ہے ضرار بن عمر نے سو کہا اس نے کہ خلیفہ بنانا غیر قرشی کا اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس کا قبیلہ کم تر ہوتا ہے سو جب وہ نافرمانی کرے تو ممکن ہوتا ہے اتارنا اس کو خلافت سے کہا ابوبکر بن طیب نے کہ نہیں التفات کیا مسلمانوں نے طرف اس قول کے بعد ثابت ہونے اس حدیث کے کہ خلافت قریش کا حق ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے مسلمانوں نے قرن بعد قرن کے اور قرار پایا ہے اجماع اوپر اعتبار کرنے اس کے پہلے اس سے کہ واقع ہوا اختلاف کہا عیاض نے

کہ سب علماء کا یہ مذہب ہے کہ شرط ہے کہ امام قرشی ہو اور شمار کیا ہے انہوں نے اس کو اجماع کے مسائل سے اور نہیں منقول ہے اس میں سلف سے خلاف اور اسی طرح ان سے جو ان کے بعد ہیں تمام شہروں میں اور نہیں اعتبار ہے خارجیوں کے قول کا اور جو ان کے موافق ہیں معتزلوں سے کہ اس میں مسلمانوں کی مخالفت ہے اور یہ جو حضرت ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو امیر بنایا تو یہ نہیں ہے خلافت عظمی سے کسی چیز میں بلکہ جائز ہے خلیفے کے واسطے کہ غیر قرشی کو اپنی زندگی میں خلیفہ بنائے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قریش کو مقدم کرو اور کسی کو ان پر مقدم نہ کرو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اور باب کی حدیثوں سے اوپر راجح ہونے مذہب شافعی رحمہ اللہ کے واسطے وارد ہونے امر کے ساتھ مقدم کرنے قرشی کے غیر قرشی پر پس مقدم کیا جائے گا شافعی رحمہ اللہ کو اس پر جو اس کے برابر ہے علم اور دین میں غیر قریش سے اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ قرشی ہے سو معلوم ہو گا کہ مذہب شافعی رحمہ اللہ کا راجح ہے اور مذہبوں سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ مَنْ قَضٰى بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾.

اجر اس کا جو حکم کرے ساتھ حکمت کے واسطے دلیل اس قول کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے جو اتاری اللہ نے تو یہی لوگ فاسق ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اجر پر سو ممکن ہے کہ لیا جائے لازم اجازت سے بیچ رشک کرنے اس شخص کے جو قضا کرے ساتھ حکمت کے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے ثبوت فضیلت کو بیچ اس کے اور جس میں فضیلت ثابت ہوئی اس میں اجر بھی ثابت ہوا اور علم اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور وجہ استدلال کی آیت سے واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ منطوق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو حکمت کے ساتھ حکم کرے وہ محمود ہوتا ہے یہاں تک کہ نہیں حرج ہے اس پر جو آرزو کرے کہ ہو اس کے واسطے مثل اس کی کہ دوسرے کے واسطے ہے تا کہ حاصل ہو اس کے واسطے ثواب مثل اس کی کہ اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے اور نیک ذکر اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے کہ جو یہ نہ کرے تو وہ بالعکس ہے اس کے کرنے والے سے اور تصریح کی ہے آیت نے ساتھ اس کے کہ وہ فاسق ہے اور استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ ترجیح دیتا ہے اس کے قول کو جو قائل ہے کہ وہ عام ہے اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اور کہا ابن تین نے کہ بخاری رحمہ اللہ نے پہلی دونوں آیتوں کو ذکر نہیں کیا اس واسطے کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے حق میں اتریں اور ظاہر یہ ہے کہ اگرچہ ان آیتوں کے نزول کا سبب اہل کتاب ہیں لیکن ان کا عموم ان کے غیروں کو بھی شامل ہے لیکن مقرر ہو چکا ہے شریعت کے قواعد سے کہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاتا اور نہ ظالم اس واسطے کہ تفسیر کیا گیا ہے ظلم ساتھ شرک کے باقی رہی تیسری صفت اسی واسطے اس پر اقتصار کیا اور کہا اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں کہ ظاہر آیتوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو کرے مثل اس کی جو انہوں

نے کہا یا نکالے نیا حکم جو اللہ کے حکم کے مخالف ہو اور اس کو دین ٹھہرا کر اس کے ساتھ عمل کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو مثل اس کی کہ لازم ہوئی ان کو وعید سے حاکم ہو یا کوئی غیر ہو اور کہا ابن بطال نے کہ مفہوم آیت کا یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری مستحق ہوتا ہے وہ بڑے ثواب کا اور دلالت کی حدیث نے کہ اس کی حرص کرنا جائز ہے تو اس نے تقاضا کیا کہ یہ اشرف عملوں میں سے ہے جن سے آدمی اللہ کی طرف قریب ہوتا ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ حدیث کہ اللہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک کہ نہ ظلم کرے۔ (فتح)

٦٦٠٨۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

٦٦٠٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیز میں یا دو آدمی میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ نے مال دیا تو اس کو قدرت دی اس کے خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور مراد حکمت سے قرآن ہے جیسے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے یا عام تر اس سے اور حکمت کی تعریف یہ ہے جو منع کرے جہل سے اور زجر کرے برے کام سے کہا ابن منیر نے کہ مراد ساتھ حسد کے اس جگہ رشک کرنا ہے اور نہیں مراد نفی سے حقیقت اس کی یعنی یہ مراد نہیں کہ حسد دنیا میں نہیں مگر دو چیزوں میں ورنہ لازم آئے گا خلاف اس واسطے کہ لوگ ان دو چیزوں کے سوائے اور چیزوں میں بھی حسد کرتے ہیں اور رشک کرتے ہیں اس شخص پر جس میں ان دونوں کے سوائے کوئی اور چیز ہو سو نہیں ہے وہ خبر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے حکم ہے اور اس کے معنی حصر کرنا ہے بلند مرتبہ کا رشک کرنے سے ان دونوں خصلتوں میں سو گویا کہ کہا کہ یہ دونوں کہ مؤکد تر قربتوں سے ہے جن کے ساتھ رشک کیا جاتا ہے اور نہیں مراد ہے نفی اصل رشک کی اس چیز سے جو ان دونوں کے سوائے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ دونوں خصلت جو اس جگہ مذکور ہیں یہ رشک ہے حسد نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حسد ہے مگر ان دونوں میں اور جو ان دونوں میں ہے وہ حسد نہیں پس نہیں ہے حسد اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ ولایت حکومت کے اس کے واسطے جو جامع ہو سب شرطوں کو اور قوی ہو اوپر عمل کرنے کے ساتھ حق کے اور پایا جائے اس کے واسطے مددگار اس واسطے کہ اس میں حکم کرنا ہے ساتھ نیک بات کے اور مدد کرنا ہے ساتھ مظلوم کے اور ادا کرنا ہے حق کا اس کے مستحق کو اور روکنا ہے ظالم کو اور صلح کرانا ہے درمیان لوگوں کے اور یہ سب عبادتیں ہیں موجب قربت کا اور اسی واسطے متولی ہوئے اس کے پیغمبر لوگ

اور جو ان کے بعد ہیں خلفائے راشدین سے اسی واسطے اتفاق ہے سب کا اس پر کہ کسی کو حاکم بنانا فرض کفایہ ہے اس واسطے کہ لوگوں کا معاملہ بغیر حاکم کے سیدھا نہیں ہوتا پس روایت کی ہے بیہقی نے ساتھ سند قوی کے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا کہ لوگوں کے مقدمات فیصل کیا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ نیکوں کو حاکم بناؤ پس یہ اکابر اصحاب ہیں اور جو حکومت سے بھاگا تو وہ عاجز ہونے کے خوف سے بھاگا اور کبھی معارض ہوتا ہے امر جس جگہ واقع ہو حاکم کا بنانا اس کو جس کے ساتھ فساد سخت ہو جب کہ نیک باز رہے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ اس کا غیر ہو اسی واسطے سلف اس سے باز رہتے تھے اور اس سے بھاگتے تھے جب کہ ان کے واسطے ان کو طلب کیا جاتا اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو جامع ہو شرطوں کو اور قوی ہو اوپر اس کے کہ کیا اس کے واسطے مستحب ہے یا نہیں اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب نہیں اس واسطے کہ اس میں خطرہ اور دھوکا ہے اور اس واسطے کہ اس میں وعید وارد ہوئی ہے اور کہا بعض نے کہ اگر ہو اہل علم سے اور ہو غیر مشہور اس سے علم نہ اٹھایا جاتا ہو یا محتاج ہو تو مستحب ہے کہ رجوع کیا جائے اس کی طرف حکم میں ساتھ حق کے اور نفع اٹھایا جائے اس کے علم سے اور اگر مشہور ہو تو اولیٰ اس کے واسطے متوجہ ہونا ہے علم اور فتوے پر اور بہر حال اگر نہ ہو شہر میں جو اس کے قائم مقام ہو تو متعین ہوتا ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ فرض کفایہ ہے اس کے سوائے اور کوئی اس پر قائم نہیں ہو سکتا اور احمد سے ہے کہ نہیں گنہگار ہوتا اس واسطے کہ وہ اس پر واجب نہیں ہے جب کہ اس کے غیر کا نفع اس کو ضرر کرے خاص کر جس سے عمل حق نہ ہو سکے واسطے پھیل جانے ظلم کے۔ (فتح)

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً
امام کی بات کا سننا اور اس کی اطاعت کرنا جب تک کہ گناہ نہ ہو

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقید کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ امام کے اگرچہ باب کی حدیثوں میں حکم ہے ہر امیر کی فرمانبرداری کا اگرچہ امام نہ ہو یعنی خلیفہ اس واسطے کہ امیر کی فرمانبرداری کا حکم اس وقت ہے جب کہ امام اعظم کی طرف سے امیر بنایا گیا ہو۔ (فتح)

٦٦٠٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهٗ زَبِيْبَةٌ.

٦٦٠٩ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا مانو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ سردار بنایا جائے تم پر حبشی غلام گویا کہ اس کا سر سیاہ منقہ ہے۔

فائدہ: سردار بنایا جائے یعنی مثلا اس کو کسی شہر کی عام سرداری دی جائے یا کوئی خاص سرداری دی جائے جیسے نماز کی امامت کرانا یا خراج کا لینا یا لڑائی کی مباشرت کرنا اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بعض تینوں امروں کے جامع ہوتے تھے اور یہ جو کہا کہ گویا اس کا سر سیاہ منقہ ہے یعنی اگرچہ حقیر اور بدصورت ہو اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ قول حضرت مَلَّالِيَّةِ کا کہ کہا مانو اور اطاعت کرو تو یہ نہیں واجب کرتا ہے یہ کہ ہو حاکم بنانے والا حبشی غلام کو مگر امام اعظم قرشی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلافت کا حق قریش کے سوا کسی کو نہیں اور اجماع ہے امت کا کہ خلافت نہیں ہوتی ہے غلاموں میں میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ نام رکھا گیا ہو غلام باعتبار ما کان قبل العتق یعنی آزاد کرنے سے پہلے اور یہ سب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس وقت میں ہے جب کہ ہو بطور اختیار کے لیکن اگر غلام شوکت سے ملک پر غالب ہو جائے تو اس کی تابعداری کرنا بالا جماع واجب ہے واسطے مٹانے فتنے کے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اگر خلیفہ وقت حبشی غلام کو مثلا کسی شہر کا حاکم بنائے اپنی طرف سے تو اس کی فرمانبرداری واجب ہے یعنی اس واسطے کہ یہ درحقیقت خلیفے کی فرمانبرداری ہے جس نے اس کو امیر بنایا اور اس حدیث میں یہ نہیں کہ غلام حبشی خلیفہ وقت ہو کہا خطابی نے کہ کبھی بیان کی جاتی ہے مثال ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے وجود میں یعنی اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے حبشی غلام کہا واسطے مبالغہ کرنے کے فرمانبرداری کے حکم کرنے میں اگرچہ شرعا متصور نہیں کہ وہ سردار بنے۔ (فتح)

٦٦١٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكَرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.

٦٦١٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّالِيَّةِ نے فرمایا کہ جو اپنے سردار سے کوئی بری بات دیکھے تو چاہیے کہ صبر کرے سو بے شک بات یہ ہے کہ نہیں کوئی جو جدا ہو جماعت سے بالشت بھر سو مر جائے مگر کہ اس کا مرنا کفر کا سا مرنا ہے۔

٦٦١١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

٦٦١١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّالِيَّةِ نے فرمایا کہ واجب ہے ہر مسلمان پر امام کی بات کا سننا اور اس کی فرمانبرداری کرنا خوشی اور ناخوشی میں جب تک کہ نہ حکم کرے گناہ کا پھر جب گناہ کا حکم کیا جائے تو نہیں واجب ہے بات سننا اور نہ کہا ماننا۔

فائدہ: یہ جو کہا جب تک کہ گناہ کا حکم نہ کرے تو یہ حدیث مقید کرتی ہے اس چیز کو جو پہلے دونوں میں مطلق ہے یعنی حبشی غلام کی فرمانبرداری کرنا اور صبر کرنا امیر کے کام پر خوشی اور ناخوشی میں اور وعید اوپر جدا ہونے کے جماعت سے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا بلکہ حرام ہے اس پر جو باز رہنے پر قادر ہو اور معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری اس کی جو اللہ کی فرمانبرداری نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری کرنا اللہ کے گناہ میں اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ فرمانبرداری کرو مگر یہ کہ صریح کفر دیکھو سو اگر کفر کرے تو بالاجماع معزول کیا جائے اور واجب ہے ہر مسلمان پر قائم ہونا بیچ اس کے سو جو قادر ہو اس پر اس کو ثواب ہے اور جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہو تو واجب ہے اس پر ہجرت کرنا اس زمین سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفر کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ ہو تنازع خلافت اور سرداری میں پس نہ تنازع کیا جائے اس بادشاہی اور خلافت میں مگر جب کہ کفر کا مرتکب ہو پس جائز ہے معزول کرنا اس کا اور چھین لینا خلافت کا اس سے جب کہ کھلم کھلا کفر کے کام کرے اور محمول ہے روایت گناہ کی اس پر جب کہ تنازع بادشاہی کے سوائے کسی اور چیز میں ہو پس جب نہ قدح کرے خلافت میں تو تنازع کرے اس سے گناہ میں کہ اس پر انکار کرے ساتھ نرمی کے جب کہ قادر ہو اوپر اس کے لیکن گناہ میں معزول نہ کیا جائے گو گناہ میں اس کی فرمانبرداری واجب نہیں۔ (فتح)

٦٦١٢۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُوْنِي قَالُوْا بَلٰى قَالَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَأَوْقَدُوْا نَارًا فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦١٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو ان پر امیر بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ اس کی حکم برداری کرنا سو وہ کسی سبب سے ان پر غصے ہوا اور کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں کیا تھا کہ میری حکم برداری کرنا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ تم لکڑیوں کو جمع کرو اور آگ جلاؤ پھر اس میں گھسو سو انہوں نے لکڑیوں کو جمع کیا اور ان میں آگ جلائی سو جب انہوں نے قصد کیا اس میں گھسنے کا تو کھڑے ہوئے بعض بعض کو دیکھنے لگے تو بعض نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوئے آگ سے بھاگنے کے واسطے کیا ہم اس میں گھسیں سو وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک آگ ختم ہوگئی اور اس کا جوش مدہم ہوا سو یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں گھستے تو اس

فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

سے کبھی نہ نکلتے فرمانبرداری کرنا تو صرف نیک کام میں ہے۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے زجر اور ڈر ہے یہ مراد نہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہتے اور بعض نے کہا کہ سردار کی یہ مراد نہیں تھی کہ سچ مچ اس میں گھسیں بلکہ اس نے اشارہ کیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے اور جو واجب کو ترک کرے وہ آگ میں داخل ہوگا اور جب ان پر اس آگ میں داخل ہونا دشوار ہے تو پھر کیا حال ہے دوزخ کی آگ کا اور شاید اس کی نیت یہ تھی کہ جب اس میں گھسنے کا قصد کریں گے تو ان کو منع کروں گا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا

جو اللہ سے سرداری نہ مانگے اللہ اس کی مدد کرتا ہے

٦٦١٣۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

۶۶۱۳۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! تو مت مانگنا حکومت اور سرداری کو اس واسطے کہ اگر حکومت تجھ کو مانگنے سے ملے تو تجھی پر سونپی جائے یعنی اللہ کی طرف سے تیری مدد نہ ہوگی اور اگر حکومت تجھ کو بغیر مانگے ملے تو تیری اس پر غیب سے مدد ہوگی اور جب تو کسی چیز پر قسم کھائے پھر تو اس کے خلاف کو اس سے بہتر دیکھے تو کفارہ دے اپنی قسم کا اور کر جو بہتر ہے یعنی خلاف قسم کے۔

فائدہ: اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو مانگنے سے حکومت دیا جائے اس کو اس پر مدد نہیں دی جاتی بسبب اس کی حرص کے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنا اس چیز کا کہ حکم کے متعلق ہو مکروہ ہے پس داخل ہے حکومت میں قضاء اور حساب اور مانند اس کی اور یہ کہ جو اس کی حرص کرے اس کو مدد نہیں ہوتی لیکن نہیں لازم آتا ہے نہ مدد ہونے سے کہ نہ حاصل ہو اس کے واسطے عدل جب کہ سردار کیا جائے اور مراد مدد کرنے سے یہ ہے کہ اللہ اس پر فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو ہر بات میں سیدھا اور مضبوط رکھتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

جو سرداری مانگنے سے لے تو اس پر سونپی جاتی ہے

٦٦١٤ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ.

٦٦١٤ـ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مجبور کیا جائے اس پر اللہ فرشتہ اتارتا ہے جو اس کو مضبوط رکھے اور بیچ مجبور کرنے کے یہ ہے کہ اس کی طرف بلایا جائے اور وہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ دیکھے واسطے ہیبت اس کی کے اور خوف واقع ہونے کے گناہ میں پس اس کی مدد ہوتی ہے جب کہ داخل ہو بیچ اس کے اور قائم رکھا جاتا ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ جو اللہ کے واسطے تواضع کرے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور حکومت نہ مانگنے کا حکم محمول ہے غالب پر اس واسطے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ ۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

جو مکروہ ہے حرص کرنا سرداری پر یعنی اوپر حاصل کرنے اس کے اور وجہ کراہت کی ماخوذ ہے پہلے باب سے

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ معلوم ہے کہ نہیں خالی ہوتی ہے حکومت مشقت سے سو جس کو اللہ کی طرف سے مدد نہ ہوئی وہ اس میں ڈوب جائے گا اور دنیا اور آخرت کو تباہ کر لے گا سو جو عقل والا ہو تو سرداری کی طلب کے واسطے کبھی تعرض نہیں کرتا بلکہ جب باز رہے اور بغیر مانگے دیا جائے تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے اور جو اس میں فضیلت ہے سو پوشیدہ نہیں۔ (فتح)

٦٦١٥ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ

٦٦١٥ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم حرص کرو گے سرداری پر اور حالانکہ حکومت قیامت میں پچھتاوا ہو گا یعنی کیوں ہم حاکم ہوئے جو آج حساب میں گرفتار ہوئے سو دودھ پلانے والی تو اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری ہے اور کہا محمد نے الخ یعنی اس

الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ.

طریق سے یہ حدیث موقوف آئی ہے۔

فائدہ: یعنی حکومت کی ابتداء خوب ہوتی ہے کہ آدمی عیش و آرام میں رہتا ہے جیسے عورت جب تک دودھ پلائے جاتی ہے لڑکا خوش رہتا ہے اور انجام حکومت کا برا ہے اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے عورت دودھ چھڑانے والی لڑکے کو بری معلوم ہوتی ہے اور داخل ہے امارت میں امارت عظمیٰ یعنی خلافت اور امارت صغریٰ یعنی بعض شہروں کی حکومت اور یہ حضرت ﷺ کی پیشین گوئی ہے سو جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا ویسا ہی واقع میں آیا اور یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن پچھتاوا ہوگا یعنی اس کے واسطے جس نے نہ عمل کیا بیچ اس کے جو لائق تھا اور بزار اور طبرانی نے عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اس کا اول ملامت ہے اور اوسط پچھتاوا اور اس کا آخر عذاب ہے قیامت کے دن اور مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو تحصیل زکوٰۃ وغیرہ پر حاکم نہیں کرتے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! تو ضعیف ہے اور ناتواں آدمی ہے اور یہ حکومت اللہ کی امانت ہے اور بے شک حکومت قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی ہوگی مگر اس کو رسوائی اور شرمندگی نہیں جس نے حکومت لے کر اس کا حق ادا کیا اور جو اس پر فرض تھا یعنی امانت داری اور رعیت میں انصاف کرنا سو اس نے بخوبی ادا کیا اور یہ حدیث مقید کرتی ہے پہلی حدیث کو کہ اس میں مطلق ندامت کا ذکر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اصل عظیم ہے بیچ بچنے کے حکومت سے خاص کر جو ضعیف ہو اور وہ اس کے حق میں ہے جو کم لیاقت ہو حکومت کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور نہ عدل کرے کہ وہ پچھتائے گا اپنے قصور پر جب کہ بدلا دیا جائے گا ساتھ رسوائی کے قیامت کے دن اور بہرحال جو حکومت کی لیاقت رکھتا ہو اور اس میں انصاف کرے تو اس کے واسطے بڑا ثواب ہے جیسا کہ بہت حدیثوں میں آیا ہے لیکن باوجود اس کے اس میں بہت خطرہ ہے اسی واسطے اکابر نے اس کو اختیار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ اچھی ہے دودھ پلانے والی یعنی دنیا میں اور بری ہے دودھ چھڑانے والی یعنی بعد موت کے اس واسطے کہ اس پر اس کا حساب ہوتا ہے پس وہ مانند اس کی ہے کہ دودھ چھڑایا جائے اس کا بے پرواہ ہونے سے پہلے سو اس میں اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔ (فتح)

٦٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ

٦٦١٦۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کے دو مردوں کے ساتھ حضرت ﷺ پر داخل ہوا تو دونوں

مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِيْ فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهٗ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّيْ هٰذَا مَنْ سَأَلَهٗ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ.

نے کہا یا حضرت! ہم کو حاکم کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم نہیں حاکم کرتے اس پر اس کو جو اس کو طلب کرے اور نہ اس کو جو اس پر حرص کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مرتدوں کے بیان میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جو پاتا ہے اس کو حاکم عیش و آرام سے کم ہے اس سے کہ پاتا ہے اس کو سختی اور تکلیف سے یا ساتھ معزول ہونے کے دنیا میں پس ہوتا ہے گمنام اور یا ساتھ مؤاخذہ کے آخرت میں اور یہ سخت تر ہے اللہ کی پناہ ہے کہا قاضی بیضاوی نے پس نہیں لائق ہے عاقل کو کہ خوش ہو اس لذت سے جس کے پیچھے حسرت اور افسوس ہو کہا مہلب نے کہ حکومت کی حرص کرنا وہ سبب ہے بیچ لڑ مرنے لوگوں کے اوپر اس کے یہاں تک کہ خون جاری ہو اور مال اور شرم گاہیں مباح جانی گئیں اور بڑا ہوا فساد زمین میں اس کے سبب سے اور وجہ پچھتانے کی یہ ہے کہ کبھی قتل ہوتا ہے یا معزول ہوتا ہے یا مر جاتا ہے پس پچھتاتا ہے داخل ہونے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے حقوق العباد کا مطالبہ کیا جاتا ہے جن کا وہ مرتکب ہوا اور البتہ فوت ہوئی اس سے وہ چیز جس پر اس نے حرص کی تھی اور مستثنیٰ ہے اس سے کہ متعین ہو اس پر حاکم ہونا جیسے حاکم مر جائے اور کوئی غیر اس کا قائم مقام نہ پایا جائے اور اگر وہ اس میں نہ داخل ہو تو حاصل ہو فساد ساتھ ضائع ہونے احوال کے۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

جو کسی رعیت کا نگہبان کیا جائے اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے

٦٦١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَعْقِلٌ إِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ

٦٦١٧۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کو اللہ نے کسی رعیت کا نگہبان کیا سو اس نے خیر خواہی سے ان کی نگہبانی نہ کی اور نہ ان کی خبر گیری کی تو وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔

رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کی بو پائے گا اور وہ خلاف مقصود کا ہے اور جواب یہ ہے کہ یہاں الا مقدر ہے۔

٦٦١٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَّالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

٦٦١٨۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی ایسا حاکم نہیں جو کسی مسلمانوں کی رعیت کا والی ہو پھر مر جائے اور حالانکہ وہ حاکم اس رعیت کا بدخواہ ہو مگر کہ اللہ نے اس پر بہشت کو حرام کیا یعنی ظالم حاکم بہشت سے محروم ہے۔

فائدہ: اور بدخواہی یہ ہے کہ ان پر ظلم کرے اور ان کا مال ناحق چھین لے اور ان کو ناحق قتل کرے اور ان کی بے عزتی کرے اور جو ان کے حقوق ہوں ان کو نہ دے اور نہ سکھلائے ان کو جو واجب ہے اس پر سکھلانا ان کا دین اور دنیا کے امر سے اور نہ قائم کرے ان میں حدوں کو اور نہ ہٹائے مفسدوں یعنی رہزنوں اور چوروں وغیرہ کو اُن سے اور نہ حمایت کرے ان کی ونحو ذلک کہا ابن بطال نے کہ یہ وعید شدید ہے ظالم حاکموں کے حق میں سو جس نے رعیت کا حق ضائع کیا یا ان کی خیانت کی یا ظلم کیا تو قیامت کے دن اس سے بندوں کے مظالم کا مطالبہ کیا جائے گا پس کس طرح قادر ہوگا کہ ایک بہت بڑی امت کے ظلم سے نجات پائے اور اس پر بہشت کو حرام کرے گا یعنی اگر وعید کو اس پر جاری کیا اور مظلوموں کو اس سے راضی نہ کیا اور یہ وعید محمول ہے زجر اور تشدید پر یعنی اس کے ظاہر معنی مراد نہیں صرف ڈرانا مقصود ہے، واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔

٦٦١٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ أَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ صَفْوَانَ وَجُنْدَبًا وَأَصْحَابَهُ وَهُوَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ

٦٦١٩۔ حضرت ابو تمیم سے روایت ہے کہ میں صفوان اور جندب اور اس کے ساتھیوں کے پاس موجود تھا اور حالانکہ وہ ان کو وصیت کرتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَمَنْ يُّشَاقِقْ يَشْقُقِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوْا أَوْصِنَا فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَّا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَّا يُحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفِّهٖ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ قُلْتُ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ.

فرماتے تھے کہ جو سنائے اللہ اس کو قیامت کے دن سنائے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کر تو اس نے یعنی صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہل پہل چیز آدمی کے بدن سے سڑتی اور بو کرتی ہے یعنی بعد موت کے اس کا پیٹ ہے سو جس سے ہو سکے کہ نہ کھائے مگر پاک چیز تو چاہیے کہ کرے اور جس سے ہو سکے کہ نہ روکے اس کو بہشت میں داخل ہونے سے کف دست (چلو) بھر خون جس کو اس نے بہایا تو چاہیے کہ کرے یعنی کسی مسلمان کا ناحق خون نہ کرے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جندب؟ اس نے کہا ہاں جندب رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: جو سنائے ، الخ یعنی جو خلقت میں نام نمود چاہے اور شہرت اور نیک نام ہونے کے واسطے نیکی کرے اللہ اس کو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کرے گا اور اس کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ حائل ہو درمیان کسی کے تم میں سے اور درمیان بہشت کے چلو بھر خون مسلمان کا جس کو اس نے ناحق بہایا اور ذکر چلو کا بطور مثال کے ہے ورنہ اگر چلو سے کم ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور یہ وعید شدید ہے واسطے قتل مسلمان کے ناحق اور مراد حدیث میں نہی ہے بری بات کہنے سے مسلمانوں کے حق میں اور ظاہر کرنا بدیوں اور عیبوں کا اور نہ مخالف کرنا سبیل مومنین کے اور لازم پکڑنا ان کی جماعت کو اور نہی داخل کرنے مشقت کے سے اوپر ان کے اور ضرر پہنچانا ان کو۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَآءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيْقِ

حکم کرنا اور فتویٰ دینا راہ میں

فائدہ: دونوں کو برابر کیا ہے اور دونوں اثر صریح ہیں اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ قضاء کے اور جو حدیث مرفوع ہے لیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا فتویٰ کا راہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ میں اس کو جواب دیا پس لاحق ہو گا ساتھ اس کے حکم۔ (فتح)

وَقَضٰى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيْقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ

اور حکم کیا یحییٰ بن یعمر نے راہ میں یعنی شہر مرو میں جب کہ وہاں قاضی ہوا حجاج کے زمانے میں اور حکم کیا شعبی نے اپنے گھر کے دروازے پر۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بازار میں حکم کیا۔

٦٦٢٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا فَكَأَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيْرَ صِيَامٍ وَّلَا صَلَاةٍ وَّلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

۶۶۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اور حضرت ﷺ مسجد سے نکلتے تھے سو ایک مرد ہم سے ملا مسجد کے دروازے پر تو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے واسطے کیا سامان تیار کیا ہے جو پوچھتا ہے؟ تو گویا کہ وہ مرد دب گیا اور عاجز ہوا پھر اس نے کہا یا حضرت! نہیں تیار کیا میں نے اس کے واسطے زیادہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: شاید سوال اس مرد کا قیامت سے واسطے ڈرنے کے تھا اس چیز سے کہ اس میں ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ چلتے اور پیادہ پا حکم کرنا جائز ہے یا نہیں سو کہا اشہب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ باز رکھے اس کو سمجھنے سے اور کہا سحنون نے کہ نہیں لائق ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر جب کہ چلتا ہو اور بہر حال ابتدا کرنا ساتھ نظر اور مانند اس کی کے سو نہیں جائز ہے کہا ابن بطال نے اور یہ حسن ہے اور قول اشہب کا موافق تر ہے ساتھ دلیل کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں صحیح ہے حجت اس کی جو منع کرتا ہے علم کی بات کرنے سے راہ میں اور بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں اس میں کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے سوال کیا چلتے اور پیادہ پا اور سوار اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز سکوت عالم کا ہے سائل کے جواب سے جب کہ مسئلہ نہ پہچانا جاتا ہو جس کی لوگوں کو حاجت نہ ہو یا فتنے اور بدتاویل کا خوف ہو اور منقول ہے مہلب سے کہ راہ میں اور سواری پر فتویٰ دینا تواضع سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بَوَّابٌ

جو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ کا کوئی دربان نہ تھا

٦٦٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ

۶۶۲۱۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اس نے اپنے گھر والوں سے ایک عورت سے کہا تو فلانی عورت کو پہچانتی ہے؟ اس نے کہا ہاں،

لِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّيْ فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِّنْ مُّصِيْبَتِيْ قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضٰى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهٗ قَالَ إِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَآءَ تْ إِلٰى بَابِهٖ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت پر گزرے اور وہ قبر کے پاس روتی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر تو اس عورت نے کہا کہ میرے پاس سے ٹل جا سو بے شک تو خالی ہے میری مصیبت سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھے اور گزرے پھر ایک مرد اس عورت پر گزرا تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ بے شک وہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور دروازے پر کوئی دربان نہ پایا اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی میں نے آپ کو نہیں پہچانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک صبر کا ثواب تو اول صدمہ کے نزدیک ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے اور اس عورت کا نام معلوم نہیں اور وہ قبر اس کے بیٹے کی تھی اور جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ بتلایا تھا وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھا کہا مہلب نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دائمی دربان نہ تھا کبھی ہوتا تھا اور کبھی نہ ہوتا تھا یا جب کہ اپنے گھر والوں کے کام میں مشغول ہوتے یا اپنے خلوت کے کام میں ہوتے تو دربان بٹھلاتے نہیں تو لوگوں کے آگے سے پردہ اٹھاتے تا کہ حاجتوں والا اپنی حاجت طلب کرے اور حاصل یہ ہے کہ دربان رکھنا جائز ہے مطلق لیکن مقید ہے ساتھ حاجت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں لائق ہے واسطے حاکم کے یہ کہ ٹھہرائے دربان اور دوسرے لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے اور حمل کیا گیا ہے قول اول اوپر زمانے آرام کرنے لوگوں کے اور جمع ہونے ان کے خیر پر اور فرمانبردار ہونے ان کے واسطے حاکم کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس وقت مستحب ہے تا کہ مرتب ہوں خصوم اور دفع ہو شریر اور ثابت ہو چکا ہے بیچ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے عباس رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک دربان تھا جس کا یرفا نام تھا اور بعض نے مقید کیا ہے جواز کو ساتھ غیر وقت بیٹھنے اس کے واسطے لوگوں کے واسطے فصل احکام کے اور بعض نے جواز کو عام کیا ہے اور بعض نے کہا کہ وظیفہ دربان کا یہ ہے کہ جو دروازے پر آئے اس کی خبر حاکم کو پہنچائے خاص کر جب کہ کوئی خاص آدمی ہو احتمال ہے کہ کوئی جھگڑا لے کر آیا ہو اور حاکم گمان کرے کہ وہ ملاقات کے واسطے آیا ہے اور اس کو کچھ انعام دے اور یہ خبر حاکم کو پہنچانا روبرو ہو کر یا لکھ کر اور ہمیشہ دربان رکھنا مکروہ ہے بلکہ کبھی حرام ہوتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے

کہ جو حاکم کہ لوگوں کی حاجتوں سے پردہ پوش رہے اللہ قیامت کے دن اس کی حاجت سے پردہ پوش ہوگا اور اس حدیث میں وعید شدید ہے اس کے واسطے جو لوگوں کے درمیان حاکم ہو اور بغیر عذر کے پردے میں رہے اس واسطے کہ اس میں تاخیر کرنا ہے حقوق پہنچانے سے یا ضائع کرنا ان کا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے مقدم کرنا پہلے کا پھر جو اس کے بعد ہو پھر جو اس کے بعد ہو وعلی ہذا القیاس باترتیب سب کو بلایا جائے اور مقدم کرے مسافر کو مقیم پر خاص کر جو خوف کرے ساتھیوں کے چلے جانے کا اور یہ کہ چاہیے کہ دربان ثقہ ہو عفیف ہو امین ہو عارف ہو حسن اخلاق ہو لوگوں کا قدر شناس ہو۔ (فتح)

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْإِمَامِ الَّذِیْ فَوْقَهٗ

حاکم حکم کرے ساتھ قتل کے اس پر جس پر قتل واجب ہو سوائے اس امام کے جو اس سے اوپر ہے یعنی جس نے اس کو حاکم بنایا ہے بغیر حاجت کے طرف اجازت لینے کی اس سے خاص اس واقعہ میں۔

٦٦٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الذُّهْلِیُّ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ.

٦٦٢٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے آگے بجائے کوتوال کے ہوتے تھے امیر سے۔

فائدہ: اور مشکل ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے سو اشارہ کیا ہے کرمانی نے کہ وہ لی جاتی ہے اس کے اس قول سے دون الحاکم اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں عند یعنی نزدیک حاکم کے اور یہ وجہ خوب ہے اگر موافق ہو اس کو لغت بنا بر اس کے پس قیس کا یہ وظیفہ تھا کہ حضرت ﷺ کے حضور میں یہ کام کریں آپ کے حکم سے برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور اس حدیث میں تشبیہ ہے اس چیز کی کہ پہلے گزری ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کسی عالم کے پاس کوتوال نہ تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بنی امیہ کی حکومت میں پیدا ہوا تھا سو ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے تقریب حال قیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک سامعین کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ اس چیز کے جو ان کو معلوم تھی۔ (فتح)

٦٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ

٦٦٢٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو یمن میں حاکم کر کے بھیجا پھر اس کے پیچھے معاذ رضی اللہ عنہ

حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ.

کو بھیجا۔

٦٦٢٤۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ رَجُلًا أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَأَتٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوْسٰى فَقَالَ مَا لِهٰذَا قَالَ أَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى أَقْتُلَهُ قَضَآءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۶۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلام لایا پھر یہودی ہو گیا یعنی مرتد ہو گیا سو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو کیا ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اول مسلمان ہوا تھا پھر یہودی ہو گیا تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

فائدہ: یعنی سو حکم کیا اس کے قتل کرنے کا سو قتل کیا گیا اور ساتھ اس کے تمام ہو گی مراد ترجمہ کی اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ نہ قائم کریں حدوں کو عامل شہروں کے مگر بعد مشورت اور اجازت لینے کے اس خلیفے سے جس نے ان کو حاکم کیا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس باب میں سو کوفیوں کا تو یہ مذہب ہے کہ قاضی کا حکم وکیل کا سا حکم ہے نہیں مطلق ہے ہاتھ اس کا مگر جس چیز میں اس کو اجازت ہوئی اور حکم اس کا غیروں کے نزدیک وصی کا حکم ہے یعنی جس کو وصیت کی گئی ہو جائز ہے اس کو تصرف کرنا ہر چیز میں اور مطلق ہے ہاتھ اس کا تمام چیزوں میں مگر جو مستثنیٰ ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ان سے کہ نہ قائم کریں حدوں کو مگر سردار شہروں کے اور نہ قائم کریں ان کو عامل دیہات کے اور نقل کیا ہے ابن قاسم نے کہ نہ قائم کی جائیں حدیں پانیوں پر بلکہ کھینچی جائیں طرف شہروں کی اور نہ قائم کیا جائے قصاص ساتھ قسم کے سب شہروں میں مگر دار الخلافت میں جس جگہ خلیفہ رہتا ہو یا خلیفے سے تحریری اجازت لی جائے اور کہا اشہب نے بلکہ جس کو والی اجازت دے پانیوں کے عاملوں سے اس کے واسطے جائز ہے کہ حدوں کو قائم کرے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے مثل اس کی کہا ابن بطال نے کہ حجت جواز میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ اس نے مرتد کو قتل کیا بغیر اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ واقعہ اٹھایا جائے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَقْضِي الْقَاضِيُ أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ

کیا حکم کرے حاکم یا فتویٰ دے غصے کی حالت میں؟

٦٦٢٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُوْ بَكْرَةَ

۶۶۲۵۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی طرف لکھا اور حالانکہ وہ سجستان میں قاضی تھا کہ نہ حکم کرنا دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں اس واسطے کہ

إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ بِأَنْ لَّا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.

میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہرگز نہ حکم کرے کوئی حاکم دو آدمیوں میں غصے کی حالت میں۔

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی غصے میں ہو تو اس وقت مقدمہ فیصل نہ کرے اس واسطے کہ قضیہ فیصل کرنے کو عقل اور ہوش چاہیے اور غصے کی حالت میں آدمی ہوش میں نہیں رہتا اور کبھی ناحق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس واسطے کہ اس سے منع کیا گیا ہے اور یہی قول ہے سب شہروں کے فقہاء کا اور کہا ابن دقیق العید نے کہ غصے کی حالت میں اس واسطے حکم کرنا منع ہے کہ حاصل ہوتا ہے غصے کے سبب سے تغیر مزاج میں جس سے نظر میں خلل پیدا ہوتا ہے پس نہیں حاصل ہوتا ہے استیفاء حکم کا اپنی وجہ پر اور یہی حکم ہے ہر چیز کا جس سے عقل اور فکر میں خلل پیدا ہو مانند بہت بھوک اور پیاس اور غلبے نیند وغیرہ کے جو دل کے متعلق ہے ایسا تعلق کہ مشغول رکھتا ہے اس کو استیفائے نظر سے اور شاید غصے کو خاص اس واسطے ذکر کیا کہ وہ نفس پر غالب ہو جاتا ہے اور اس کا مقابلہ دشوار ہوتا ہے برخلاف غیر اس کے لیکن اگر غصے کی حالت میں حکم کرے تو صحیح ہے ساتھ کراہت کے اگر حق کے موافق پڑ جائے اور یہ قول جمہور کا ہے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے غصے کی حالت میں زبیر رضی اللہ عنہ کے واسطے حکم کیا اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے دور ہونے کراہت کے حضرت ﷺ کے غیر سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں جیسا رضامندی کی حالت میں کہتے ہیں ویسا غصے کی حالت میں کہتے ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے لقطہ کی حدیث میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے فتویٰ دینا غصے کی حالت میں اور اسی طرح حکم کرنا بھی اور جاری ہوتا ہے ساتھ کراہت کے ہمارے حق میں اور نہیں مکروہ ہے حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ نہیں خوف کیا جاتا ہے حضرت ﷺ پر غصے کی حالت میں جو خوف کیا جاتا ہے غیر پر اور لیا جاتا ہے اطلاق سے کہ نہیں ہے کوئی فرق درمیان مراتب غصے کے اور نہ اسباب اس کے اور اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس کو جمہور نے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ نہیں جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور نہی چاہتی ہے فساد کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر عارض ہوا ہو اس پر غصہ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہو اس کے واسطے حکم تو وہ غصہ اثر نہیں کرتا نہیں تو اس میں اختلاف ہے اور یہ تفصیل معتبر ہے اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے منع پر پھر حدیث ابومسعود رضی اللہ عنہ کی جو دلالت کرتی ہے جواز پر واسطے تنبیہ کرنے کے تطبیق پر بایں طور کہ خاص کیا جائے جواز کو ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے موجود ہونے عصمت کے حضرت ﷺ کے حق میں اور یہ کہ غصہ حضرت ﷺ کا صرف حق کے واسطے تھا سو جو حضرت ﷺ کے سے حال میں ہو اس کو جائز ہے نہیں تو منع ہے اور وہ مثل شہادت عدوان کے ہے

کہ اگر دنیاوی ہو تو رد کی جائے اور اگر دینی ہو تو قبول کی جائے اور اس حدیث میں ہے کہ لکھنا ساتھ حدیث کے مثل سماع کی ہے شیخ سے بیچ واجب ہونے عمل کے اور بہر حال روایت میں سو منع کیا ہے اس سے ایک قوم نے جب کہ خالی ہو اجازت سے اور مشہور جواز ہے ہاں صحیح نزدیک ادا کے یہ ہے کہ نہ مطلق بولے اخبار کو بلکہ یوں کہے کہ اس نے مجھ کو لکھا یا خبر دی مجھ کو اپنی کتاب میں اور اس میں ذکر کرنا حکم کا ہے ساتھ دلیل اس کی کے تعلیم میں اور مثل اس کی فتویٰ میں اور اس میں شفقت باپ کی ہے اپنے بیٹے پر اور خبر دینا اس کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو نفع دے اور ڈرانا اس کو واقع ہونے سے برے کام میں اس میں پھیلانا علم کا ہے واسطے عمل کے اور پیروی کرنے کے اگرچہ عالم اس سے سوال نہ کیا جائے۔ (فتح)

٦٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِّمَّا يُطِيلُ بِنَا فِيهَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنكُمْ مُّنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوْجِزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

٦٦٢٦۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں یعنی جماعت میں شریک نہیں ہوتا بسبب فلانے یعنی امام کے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ لمبی قراءت پڑھتا ہے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس دن سے زیادہ تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے اور بھڑکانے والے ہیں سو جو لوگوں کو نماز پڑھائے امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بوڑھے اور ضعیف اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزر چکی ہے اور مراد فلانے سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔

٦٦٢٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوْبَ الْكَرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَآئِضٌ

٦٦٢٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں غصے ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی

فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا.

بنائے پھر اس کو اپنے گھر میں رہنے دے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ محمد زہری ہے۔

فائدہ: فیہ کی ضمیر فعل مذکور کی طرف راجع ہے اور وہ طلاق ہے اور ایک روایت میں علیہ کا لفظ زیادہ ہے اور اس کی ضمیر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف راجع ہے۔

بَابُ مَنْ رَّأٰى لِلْقَاضِيْ أَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهٖ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ.

جو دیکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے لوگوں کے معاملے میں اپنے علم سے جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے۔

فائدہ: یہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف کہ جائز ہے قاضی کو کہ حکم کرے لوگوں کے حقوق میں اپنے علم سے اور نہیں جائز ہے اس کو کہ حکم کرے اپنے علم سے حقوق اللہ میں مانند حدود کے اس واسطے کہ ان کی بنا سہولت اور آسانی پر ہے اور اس کے واسطے لوگوں کے حقوق میں تفصیل ہے اگر ہو جو معلوم کیا اس نے ولایت سے پہلے تو نہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ بجائے اس کے ہے جو گواہوں سے سنا اور وہ غیر حاکم ہو برخلاف اس کے کہ معلوم کرے اس کو حکومت میں اور بہر حال یہ جو کہا جب کہ نہ ڈرے بدگمانی اور تہمت سے تو مقید کیا گیا ہے ساتھ اس کے قول اس شخص کا جو جائز رکھتا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے اس واسطے کہ جن لوگوں نے اس کو مطلق منع کیا ہے وہ علت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معصوم نہیں سو جائز ہے کہ لاحق ہو اس کو تہمت جب کہ حکم کرے اپنے علم سے حکم کیا ہو اپنے دوست کے حق میں اس کے دشمن پر اکھاڑا گیا مادہ جڑ سے سو ٹھہرایا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے محل جواز کا جب کہ نہ خوف ہو حاکم کو بدگمانی اور تہمت سے اور اشارہ کیا اس طرف کہ لازم آتا ہے منع کرنے سے بسبب اکھاڑنے مادے کے یہ کہ مثلا ایک مرد کو سنے اس نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی پھر عورت نے اس کو حاکم کی طرف اٹھایا اس نے انکار کیا سو جب اس کو قسم دے اور وہ قسم کھائے تو لازم آئے گا کہ وہ ہمیشہ حرام فرج پر رہے اور فاسق ہو ساتھ اس کے سو اس کے واسطے کوئی چارہ نہیں کہ اس کے قول کو قبول نہ کرے اور حکم کرے اس پر اپنے علم سے سو اگر تہمت سے ڈرے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو دفع کرے اور قائم کرے اس کی گواہی کو اوپر اس کے نزدیک دوسرے حاکم کے کہا کرابیسی نے کہ شرط جواز حکم کی اپنے علم سے یہ ہے کہ ہو حاکم مشہور ساتھ بھلائی کے اور عفاف کے اور صدق کے اور نہ پہچانی گئی ہو اس سے زیادہ ذلت اور تقوی کے اسباب میں موجود ہوں اور تہمت کے اسباب اس

میں مقصود سو یہی ہے وہ شخص جس کو اپنے علم سے حکم کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِىْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُوْرًا.

جیسا کہ حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے دستور کے موافق جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے اور یہ اس وقت ہے جب کہ ہو امر مشہور۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے اس کے قول کی جو کہتا ہے کہ حکم کرے اپنے علم سے مطلق اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مشہور کے وہ چیز کہ حکم کیا گیا ہو ساتھ اپنے اس کے۔ (فتح)

٦٦٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ تْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَآئِكَ وَمَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ خِبَآءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَآئِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيْهِمْ مِنْ مَّعْرُوْفٍ.

٦٦٢٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے کہ زمین پر کوئی گھر والے نہ تھے کہ ان کا ذلیل ہونا میرے نزدیک زیادہ پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے اور نہیں صبح کی آج کے دن زمین کی پشت پر کسی خیمے والوں نے کہ میرے نزدیک ان کا باعزت ہونا زیادہ تر پیارا ہو آپ کے خیمے والوں سے پھر ہند رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! بے شک ابو سفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہے سو کیا مجھ پر کچھ حرج ہے کہ میں اس کے مال سے اپنی اولاد کو کھلاؤں؟ حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم پر کچھ حرج نہیں کہ تو دستور کے موافق ان کو کھلائے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نفقات میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے استدلال اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے حکم کے واسطے حاکم کے اپنے علم سے اور رد ہے قول مستدل کا ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے والے کے غائب پر یعنی اس حدیث کے استدلال سے غائب پر حکم نہیں ہو سکتا کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے اس نے جس نے جائز رکھا ہے قاضی کے واسطے یہ کہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ حدیث کے باب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجوب نفقہ کے ساتھ حکم کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے اور اس پر گواہ طلب نہ کیا اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ

قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں اس کے واسطے حکم کرتا ہوں جس طرح سنتا ہوں اور نہیں فرمایا کہ جو جانتا ہوں اور جو مطلق منع کرتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ برے حاکموں سے ڈر ہے کہ اپنے علم سے جس طرح چاہیں حکم کریں اور جس نے تفصیل کی اس کی حجت یہ ہے کہ جو چیز حاکم نے حکم کرنے سے پہلے معلوم کی وہ شہادت کے طریق پر تھی سو اگر اس نے اس کے ساتھ حکم کیا تو ہوگا حکم اپنے نفس کی گواہی سے سو ہو گیا بجائے اس کے جس نے حکم کیا ساتھ دعویٰ اپنے کے غیر پر اور نیز پس ہوگا مانند حکم کرنے والے کے ساتھ ایک گواہ کے اور بہر حال حکم کی حالت میں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ میں حکم کرتا موافق اس کے کہ سنتا ہوں اور نہیں فرق کیا درمیان سماع کے گواہ سے یا مدعی سے کہا ابن منیر نے کہ نہیں تعرض کیا ابن بطال نے واسطے مقصود باب کے اور یہ اس واسطے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑی ہے واسطے جواز حکم کے علم سے ساتھ قصے ہند کے سو شارح کو لائق تھا کہ اس کا تعقب کرتا ساتھ اس کے کہ اس میں کوئی دلیل نہیں اس واسطے کہ وہ خارج ہوا ہے بجائے فتویٰ کے اور کلام مفتی کا تنزل ہوتا ہے بر تقدیر صحت اس کی کے کہ ہند رضی اللہ عنہا نے فتویٰ پوچھا تھا سو گویا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ تیرا حق تجھ کو نہیں دیتا تو جائز ہے تجھ کو اس کا استیفاء کرنا ساتھ امکان کے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ اغلب حضرت ﷺ کے احوال سے اور الزام ہے پس واجب ہے اُتارنا حضرت ﷺ کے لفظ کا اوپر اس کے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر یہ کہ نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے ہند رضی اللہ عنہا کے قصے میں کہ وہ ہند رضی اللہ عنہا کو سچا جانتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں سنا حضرت ﷺ نے یہ قصہ مگر ہند رضی اللہ عنہا سے پس کس طرح صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس کے اوپر حکم کرنے حاکم کے اپنے علم سے میں کہتا ہوں کہ جو ابن منیر نے اس کی نفی کا دعویٰ کیا ہے یہ بعید ہے اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو سچا نہ جانتے تو اس کو لینے کے ساتھ حکم نہ کرتے اور اطلاع حضرت ﷺ کی اس کے سچ پر ممکن ہے وحی سے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو ممکن نہیں بغیر اس کے کہ اس کو پہلے سے معلوم ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ

گواہی دینا خط پر جو مہر کیا گیا ہو یعنی کیا صحیح ہے گواہی خط پر کہ یہ فلانے کا خط ہے

وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِمْ

اور جو جائز ہے اس سے اور جو تنگی کی جاتی ہے اوپر اس کے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ قول عام نہیں نہ اثبات میں نہ نفی میں بلکہ نہیں منع ہے یہ مطلق پس ضائع ہوں حقوق اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے مطلق پس نہیں ہے اس میں امن تزویر اور جعل سے سو ہوگا جائز چند شرطوں سے۔

وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰى عَامِلِهٖ وَالْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ

اور خط لکھنا قاضی کا اپنے عامل کو اور خط لکھنا قاضی کا قاضی کو

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف رد کی اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے گواہی کو خط پر اور نہیں جائز رکھتا اس کو قاضی کے خط میں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُوْدِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ فَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ.

اور بعض لوگوں نے کہا کہ خط لکھنا حاکم کا جائز ہے مگر حدود میں پھر کہا کہ اگر قتل خطا ہو تو جائز ہے اس واسطے کہ وہ مال ہے اس کے گمان میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال اس کے بعد کہ ثابت ہوا قتل اور اور خطا اور عمد ایک ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حجت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے حنفیہ سے واضح ہے اس واسطے کہ جب نہیں جائز رکھتا ہے وہ خط لکھنے کو ساتھ قتل کے تو نہیں ہے کوئی فرق درمیان خطا اور عمد کے اول امر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو گیا ہے مال بعد ثابت ہونے کے نزدیک حاکم کے اور عمد بھی بہت وقت رجوع کرتا ہے طرف مال کی پس قیاس چاہتا ہے کہ دونوں برابر ہوں۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلٰى عَامِلِهِ فِي الْجَارُوْدِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ كِتَابُ الْقَاضِيْ إِلَى الْقَاضِيْ جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيْزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُوْمَ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْقَاضِيْ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِيْ بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الشُّهُوْدِ فَإِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُوْرٌ قِيْلَ لَهُ اذْهَبْ

اور البتہ لکھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عامل کی طرف حدود میں اور لکھا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دانتوں کے مقدمے میں جو توڑے گئے تھے اور کہا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لکھنا قاضی کا قاضی کو جائز ہے جب کہ لکھا اور مہر پہچانے اور جائز رکھتا تھا شعبی خط مہر کیے گئے کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے قاضی سے یعنی جو آئے اس کے پاس قاضی کی طرف سے اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کی اور کہا معاویہ نے کہ حاضر تھا میں پاس عبدالملک بن یعلی قاضی بصرے کے اور ایاس بن معاویہ کے اور حسن کے اور ثمامہ کے اور بلال کے اور عبداللہ کے اور عامر کے اور عباد کے جائز رکھتے تھے یہ سب امام قاضیوں کے خطوں کو بغیر حاضر ہونے گواہوں کے یعنی یہ سب امام قاضی تھے سو اگر کہے جس کے پاس خط آیا کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ جا اور تلاش کر اس سے نکلنا یعنی ساتھ قدح کرنے کے گواہوں میں جو ان کی گواہی

فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلٰى كِتَابِ الْقَاضِي الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

کو باطل کرے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر براءت کے مشہور بہ سے اور قاضی کے خط پر پہلے پہل ابن ابی لیلیٰ اور سوار نے گواہ طلب کیا۔

وَقَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ أَنَّ لِي عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ وَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَجَازَهُ.

اور کہا ہم سے ابو نعیم نے حدیث بیان کی ہم سے عبید اللہ نے کہ میں موسیٰ بن انس قاضی بصرہ کے پاس سے خط لایا اور میں نے اس کے پاس گواہ قائم کیا کہ بے شک میرا اتنا اتنا مال فلانے کے پاس ہے جو کوفے میں ہے سو میں وہ خط قاسم کے پاس لایا یعنی اور وہ اس وقت کوفہ کا حاکم تھا تو قاسم نے اس کو جائز رکھا۔

فائدہ: کہا ابن قدامہ نے کہ شرط ہے ائمہ فتویٰ کے قول میں کہ گواہی دیں ساتھ لکھنے قاضی کے طرف قاضی کی دو گواہ عادل اور حسن سے روایت ہے کہ اگر خط اور مہر کو پہچانتا ہو تو جائز ہے قبول کرنا اس کا۔

وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُوْ قِلَابَةَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلٰى وَصِيَّةٍ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا فِيْهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا.

اور مکروہ رکھا ہے حسن اور ابو قلابہ نے یہ کہ گواہی دی جائے وصیت پر کہ فلانے کی وصیت ہے یہاں تک کہ معلوم کیا جائے جو اس میں ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید اس میں ظلم ہو۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ جب اس میں ظلم ہے تو نہیں منع ہے اٹھانا اس کا اس واسطے کہ حاکم قادر ہے اس کے رد کرنے پر اگر شرع رد کا حکم کرے اور جو اس کے سوائے ہے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مانع جہل ہے ساتھ اس چیز کے کہ گواہی دے اور وجہ ظلم کی یہ ہے کہ بہت لوگ رغبت کرتے ہیں اس کے چھپانے میں اس احتمال کے واسطے کہ نہ مرے پس احتیاط کرتا ہے ساتھ گواہوں کے اور اس کا حال بدستور پوشیدہ رہتا ہے۔ (فتح)

وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ إِمَّا أَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ.

اور حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی کی دیت دو اور یا خبردار ہو جاؤ ساتھ لڑائی کے

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ إِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَإِلَّا

اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ گواہی کے عورت پر پردے کے پیچھے سے کہ اگر تو اس کو پہچانے تو گواہی دے ورنہ

فَلَا تَشْهَدْ. گواہی نہ دے۔

فائدہ: اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے کہ اس کو گواہی دینے کے وقت دیکھے بلکہ کفایت کرتا ہے کہ اس کو پہچانے خواہ کسی طریق سے ہو۔

٦٦٢٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا إِنَّهُمْ لَا يَقْرَؤُوْنَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِهٖ وَنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۶۶۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ روم والوں کی طرف خط لکھیں تو لوگوں نے کہا کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا۔

فائدہ: اور اس باب میں تین حکم ہیں گواہی دینا خط پر اور خط قاضی کا طرف قاضی کی اور شہادت اوپر اقرار کے ساتھ اس چیز کے کہ خط میں ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک یہ سب جائز ہے بہر حال حکم اول سو کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے گواہی واسطے گواہ کے جب کہ اس کے خط کو دیکھے مگر جب کہ اس کو یہ گواہی یاد ہو اور اگر اس کو یاد نہ ہو تو نہ گواہی دے اس واسطے کہ جو چاہتا ہے نقش کھود سکتا ہے اور جو چاہتا ہے خط لکھ سکتا ہے اور جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ نے گواہی کو خط پر اور مخالفت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے سب فقہاء کی اور بہر حال حکم ثانی تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ لکھنا قاضی کا طرف قاضی کی جائز ہے اور مستثنیٰ کیا ہے حنفیہ نے حدود کو اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور حجت بخاری رحمہ اللہ کی حنفیہ پر قوی ہے اس واسطے کہ وہ نہیں ہوا ہے مال مگر بعد ثبوت قتل کے اور جو ذکر کیا ہے اس نے تابعین قاضیوں سے کہ انہوں نے اس کو جائز رکھا ہے ان کی حجت ظاہر ہے حدیث سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف نامے لکھے اور نہیں منقول ہے کہ کسی کو اپنے خط پر گواہ کیا پھر اجماع ہوا ہے سب فقہاء کا اس پر جو سوار کا مذہب ہے کہ دو گواہوں کا ہونا شرط ہے اس واسطے کہ لوگوں میں فساد داخل ہوا ہے تو احتیاط کے واسطے دو گواہ شرط کیے گئے جو گواہی دیں کہ بے شک یہ فلانے کا خط ہے اس نے ہمارے سامنے لکھا تھا تا کہ لوگوں کی جان اور مال محفوظ رہیں اور بہر حال تیسرا حکم سو اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے جب کہ قاضی اپنے نوشتے پر دو آدمیوں کو گواہ کرے اور ان کو پڑھ کے نہ سنائے کہ اس نے اس میں کیا لکھا ہے سو مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ جائز ہے کہ وہ نوشتہ کی گواہی دیں اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں جائز ہے اور حجت ان کی یہ قول اللہ کا ہے ﴿وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا﴾ اور حجت مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ حاکم جب اقرار کرے کہ وہ اس کا خط ہے تو غرض گواہی دینے سے اس پر یہ ہے کہ قاضی مکتوب الیہ جانے کہ یہ خط قاضی کا ہے طرف اس کی اور البتہ ثابت ہوتی ہے نزدیک قاضی کے لوگوں کے امروں سے جو نہیں واجب ہے کہ اس کو ہر ایک جانے مانند وصیت کی اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے کہ دو شخص گواہی دیں وصیت مہر کی گئی پر اور خط لپیٹنے پر اور حاکم کے واسطے کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کے اقرار پر جو اس خط میں ہے اور حجت اس میں نامے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو آپ نے عاملوں کی طرف لکھے بغیر اس کے کہ اس کو حامل خط پڑھیں اور وہ شامل ہیں احکام اور سنن پر کہا طحاوی نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جب خط پر مہر نہ کی گئی ہو تو حجت قائم ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ان کی طرف لکھیں اور انگوٹھی تو صرف ان کے کہنے سے بنوائی تھی کہ وہ بے مہر کے خط کو نہیں پڑھتے تو اس نے دلالت کی کہ قاضی کا خط حجت ہے برابر ہے کہ مہر کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور اگر قاضی اپنا کوئی خط دیکھے جس میں کوئی حکم ہو اور طلب کرے محکوم کہ اس سے عمل کرنا ساتھ اس کے تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے کہ حکم کرے یہاں تک کہ واقعہ کو یاد کرے اور بعض نے کہا کہ اگر اس کو یقین ہو کہ وہ اسی کا خط ہے تو جائز ہے اس کے واسطے حکم کرنا اور گواہی دینا اگرچہ اس کو واقعہ یاد نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر حاکم کے حرز میں ہو تو جائز ہے اور یہ قول زیادہ تر قریب ہے انصاف کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں تعرض کیا شارح نے واسطے مقصود باب کے اس واسطے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے خط پر ساتھ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف روم کی اور جائز ہے واسطے قائل کے یہ کہ کہے مضمون نامہ کا ان کو بلانا تھا طرف اسلام کی اور یہ امر مشہور ہو چکا تھا واسطے ثابت ہونے معجزے کے اور یقین کرنے کے ساتھ صدق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی ان کو اسلام کی دعوت بالتواتر معلوم ہو چکی تھی پس نہیں لازم کیا ان کو مجرد خط سے اس واسطے کہ خط تو ظن کا فائدہ دیتا ہے اور اسلام میں ظن بالاجماع کفایت نہیں کرتا سو معلوم ہوا کہ خط کے مضمون کا علم ان کو تواتر سے معلوم ہو چکا تھا خط سے پہلے تو یہ خط واسطے یاد دلانے کے تھا۔ (فتح)

بَابٌ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ کب لائق ہوتا ہے مرد قاضی بننے کے یعنی کب مستحق ہوتا ہے کہ قاضی بنے

فائدہ: کہا کرابیسی نے بیچ کتاب آداب القضاء کے کہ نہیں جانتا میں درمیان علمائے سلف کے اختلاف اس میں کہ لوگوں کے درمیان قاضی بننے کے لائق وہ مرد ہے جس کا فضل اور صدق اور علم اور تقویٰ ظاہر ہو قرآن کو پڑھنے والا ہو اس کے اکثر احکام کا عالم ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا عالم ہو اور اکثر کا حافظ ہو اور اسی طرح عالم ہو ساتھ اقوال کے اور ان کے اتفاق اور اختلاف کے اور عالم ہو ساتھ اقوال فقہاء تابعین کے پہچانتا ہو صحیح کو ضعیف سے

نوازل (یعنی شانِ نزول) میں کتاب کی پیروی کرے اگر نہ پائے تو حدیث کے ساتھ عمل کرے اور اگر حدیث میں وہ حکم نہ پائے تو عمل کرے ساتھ اس کے جس پر اصحاب کا اتفاق ہو اور اگر اصحاب کا اختلاف ہو تو جو زیادہ تر موافق ہو ساتھ قرآن کے پھر حدیث کے پھر ساتھ فتویٰ اکثر اکابر اصحاب کے اس کے ساتھ عمل کرے اور ایسا آدمی اگرچہ زمین پر پایا نہیں جاتا لیکن واجب ہے کہ طلب کیا جائے ہر زمانے سے وہ شخص جو ان میں اکمل اور افضل ہو کہا مہلب نے نہیں کفایت کرتا قضاء کے مستحق ہونے میں کہ وہ اپنے آپ کو اس کے لائق دیکھے بلکہ لوگ اس کو اس کے لائق دیکھیں اور ضروری ہے کہ قاضی عالم عاقل ہو اور نہیں شرط ہے کہ مالدار ہو اور قاضی میں شرط ہے کہ مرد ہو اس پر سب کا اتفاق ہے مگر حنفیہ سے اور مستثنیٰ کیا ہے انہوں نے حدود کو۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِآيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ وَقَرَأَ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ ﴿بِمَا اسْتُحْفِظُوْا﴾ اسْتُوْدِعُوْا ﴿مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾.

اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اللہ نے کہا ہے حاکموں پر یہ کہ نہ پیروی کریں ہوائے نفس کی اور نہ ڈریں لوگوں سے اور نہ لیں اس کی آیتوں کے بدلے قیمت تھوڑی پھر پڑھی یہ آیت: اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا سو حکم کر لوگوں میں ساتھ حق کے اور نہ پیروی کر خواہش نفس کی سو وہ گمراہ کرے گی تجھ کو اللہ کے راہ سے بے شک جو لوگ کہ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے واسطے سخت عذاب ہے بسبب اس چیز کے کہ بھلایا انہوں نے دن حساب کا اور یہ آیت پڑھی بے شک ہم نے توراۃ اُتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم کرتے ہیں ساتھ اس کے پیغمبر لوگ جو فرمانبردار ہوئے واسطے یہودیوں کے اور اللہ کو ماننے والے لوگ اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے تھے اللہ کی کتاب پر اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے تو یہی لوگ ہیں کافر۔

فائدہ: میں کہتا ہوں سو مراد پہلی آیت سے ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى﴾ اور مائدہ کی آیت سے بقیہ اس چیز کا ذکر کی

اوران مناہی کوامر کہا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے سو ہوائے نفس سے جو نہی کی تو اس میں امر ہے ساتھ حکم بالحق کے اور یہ جو کہا کہ لوگوں سے نہ ڈرو تو اس میں حکم ہے ساتھ ڈرنے کے اللہ سے اور اللہ سے ڈرنے کو لازم ہے حکم کرنا ساتھ حق کے اور یہ جو کہا کہ اس کی آیتوں کو نہ بیچو تو اس میں حکم ہے اس کی پیروی کا اور قیمت کو تھوڑا کہا واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اس کے واسطے وصف لازم ہے بہ نسبت عوض کے کہ وہ مہنگا ہے تمام دنیا سے۔ (فتح)

وَقَرَأَ ﴿وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا﴾ فَحَمِدَ سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرَأَيْتُ أَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَإِنَّهُ أَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهِ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهِ

اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی اور یاد کر داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو جب کہ دونوں حکم کرتے تھے کھیتی میں جس وقت چر گئیں اس میں بکریاں قوم کی اور ہم ان کے حکم کے واسطے شاہد تھے سو سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور ہر ایک کو دیا ہم نے حکم اور علم سو شکر کیا سلیمان نے اور نہ ملامت ہوئی داؤد علیہ السلام کو اور اگر اللہ ان دونوں کے حال کو ذکر نہ کرتا تو البتہ دیکھا جاتا کہ قاضی ہلاک ہوئے سو بے شک اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے اور معذور رکھا اس کو ساتھ اجتہاد کے۔

فائدہ: یعنی چونکہ پہلی دونوں آیتیں اس کو بغل گیر ہیں کہ جو نہ عمل کرے ساتھ ما انزل اللہ کے وہ کافر ہے پس داخل ہے اس کے عموم میں عامد اور خطا کرنے والا سو استدلال کیا اس نے دوسری آیت سے جو کھیتی کے قصے میں ہے کہ یہ وعید خاص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر اس کے ساتھ حکم کرے سو اشارہ کیا کہ اللہ نے اس کی تعریف کی اس کے علم سے یعنی بسبب علم اس کے اور پہچاننے اور سمجھنے اس کے کی وجہ حکم کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قصے کے اس پر کہ جائز ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ اجتہاد کرے احکام میں اور وحی کا انتظار نہ کرے اس واسطے کہ داؤد علیہ السلام نے اس مسئلے میں قطعاً اجتہاد کیا اس واسطے کہ اگر جی سے حکم کرتے تو اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کو اس کے سمجھنے کے ساتھ خاص نہ کرتا اور کیا پیغمبر سے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو جو اس کو جائز رکھتا ہے اس نے اس قصے سے استدلال کیا ہے اور دونوں فریق کا اتفاق ہے کہ اگر پیغمبر اجتہاد میں خطا کرے تو خطا پر برقرار نہیں رہتا اور جس نے منع کیا ہے اجتہاد کرنے سے واسطے پیغمبر کے اس نے کہا کہ نہیں ہے آیت میں دلیل کہ داؤد علیہ السلام نے اجتہاد کیا اور نہ خطا کی بلکہ ظاہر واقعہ کا یہ ہے کہ صرف اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا تھا داؤد علیہ السلام نے اس میں کچھ حکم نہیں کیا تھا اور جو تامل کرے اس قصے میں اس کے واسطے ظاہر ہوگا کہ اختلاف دونوں حکموں میں صرف اولویت میں ہے نہ عمد اور خطا

میں سو حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہ ہوں گے کہ حمد کی سلیمان علیہ السلام نے یعنی واسطے موافق ہونے اس کے طریق راجح تر کو اور نہ مذمت ہوئی داؤد علیہ السلام کو واسطے اقتصار کرنے ان کے طریق راجح پر اور روایت کی عبدالرزاق نے مسروق سے کہ ان کی کھیتی انگور تھے سو اس میں بکریاں چر گئیں تو حضرت داؤد علیہ السلام نے کھیتی والوں کو بکریاں دلوا دیں پھر وہ سلیمان علیہ السلام پر گزرے اور ان کو واقعہ سے خبر دی تو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ نہیں لیکن میں یہ حکم کرتا ہوں کہ کھیتی والے بکریاں لیں اور ان کا دودھ اور پشم اور منفعت لیں اور بکریاں والے کھیتی کو پانی دیا کریں جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تو بکریاں پھیر دیں اور ایک روایت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ان کو بکریاں دی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ کھیتی والوں کو معلوم ہوتا ہے جو ہر سال اس سے پیدا ہو تو بکری والوں کو جائز ہے کہ بیچیں بکریوں کی اولاد سے اور ان سے یہاں تک کہ کھیتی کی قیمت پوری ہو اور بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے معلوم کیا تھا کہ جو بکریوں نے نقصان کیا ہے اس کی قیمت مثل اس چیز کی ہے کہ پہنچے گا ان کو ان کے دودھ اور اُون (پشم) سے۔ (فتح)

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَمْسٌ إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيُ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا حَلِيْمًا عَفِيْفًا صَلِيْبًا عَالِمًا سَئُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ

اور کہا مزاحم بن زفر نے کہ ہم سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ جب چوک گیا قاضی ان میں سے ایک خصلت سے تو ہوگا اس میں عیب وہ پانچ چیزیں یہ ہیں کہ ہو سمجھ دار حلیم بردبار عفیف یعنی حرام سے بچنے والا قوی سخت کھڑا ہو نزدیک حق کے اور نہ میل کرے ساتھ ہوا کے عالم بہت سوال کرنے والا علم سے یعنی باوجود رکھنے اپنے علم کے اور عالم سے بھی علم کا تذکرہ کرتا رہا کہ شاید ظاہر نہ ہو اس کے واسطے جو قوی تر ہو اس کے معلوم سے۔

بَابُ رِزْقِ الْحُكَّامِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

روزی حاکم کی اور جو اس پر عامل ہوں

فائدہ: رزق وہ چیز ہے کہ مرتب کرے اس کو امام بیت المال سے اس کے واسطے جو مسلمانوں کی بھلائیوں کے ساتھ کھڑا ہو اور کہا مطرزی نے کہ رزق وہ چیز ہے کہ نکالے اس کو ہر مہینے میں بیت المال سے اور عطا وہ ہے جو نکالے اس کو ہر سال اور احتمال ہے کہ عاملین کا عطف حاکم پر ہو یعنی اور رزق ان کا جو ان پر عامل ہوں یعنی مقدمات پر اور احتمال ہے کہ یہ جملہ بطور حکایت کے ہو مراد استدلال کرنا ہو اوپر جواز لینے رزق کے ساتھ آیت صدقات کے اور وہ لوگ بھی صدقات کے مستحقین سے ہیں واسطے عطف ان کے کہ فقراء اور مساکین پر بعد قول اللہ تعالیٰ کے انما الصدقات، الخ کہا طبری نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ قاضی کو حکم پر اجرت لینی جائز ہے اس واسطے کہ وہ حکم کے

ساتھ مشغول ہونے کے سبب سے کسب نہیں کر سکتا لیکن سلف کے ایک گروہ نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور باوجود اس کے اس کو حرام نہیں کہا کہا ابو علی کرابیسی نے کہ نہیں ڈر ہے واسطے قاضی کے یہ کہ لے روزی حکم پر نزدیک تمام اہل علم کے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور یہی قول ہے فقہاء شہروں کا کہ نہیں جانتا میں درمیان ان کے اختلاف اور نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو حرام کہا ہو لیکن ایک قوم نے اس کو مکروہ جانا ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ وہ دراصل ثواب کے واسطے ہے اور تاکہ نہ داخل ہو اس میں جو اس کا مستحق نہیں سو لوگوں کے مال کو حلال جانے اور بعض نے کہا کہ اگر رزق قضاء پر حلال کی جہت سے ہو تو جائز ہے بالا جماع اور اگر اس میں شبہ ہو تو اولیٰ ترک ہے اور حرام ہے جب کہ بیت المال میں غیر وجہ حلال سے مال جمع کیا جائے جیسے غصب وغیرہ اور اختلاف ہے جب کہ غالب حرام ہو اور بہر حال غیر بیت المال سے سو بیچ جواز لینے سے مدعی اور مدعا علیہ سے اختلاف ہے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس نے اس میں کئی شرطیں کی ہیں۔ (فتح)

وَكَانَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَآءِ أَجْرًا

اور شریح قاضی قضاء پر اجرت لیتے تھے

فائدہ: شریح کوفے کے قاضی تھے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهٖ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کھائے وصی بقدر کام اور محنت اپنی کے

فائدہ: کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر یتیم کا والی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے۔

وَأَكَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

اور کھایا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے

فائدہ: یعنی بیت المال سے جب کہ خلیفہ ہوئے اور مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوئے اپنے وجہ معاش سے۔

٦٦٣٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّآئِبُ بْنُ يَزِيْدَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِيَ مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى فَقَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيْدُ إِلٰى ذٰلِكَ

٦٦٣٠۔ حضرت عبداللہ بن سعدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کی خلافت میں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو لوگوں کے کاموں پر حاکم ہوتا ہے سو جب تجھ کو کام کی اجرت دی جائے تو اس کو مکروہ جانتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ارادہ ہے تیرا اس کی طرف یعنی کیا ہے نہایت قصد تیرا ساتھ اس رو کے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں خیر کے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ

قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّيْ كُنْتُ أَرَدْتُّ الَّذِيْ أَرَدْتَّ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

میری کارگزاری مسلمانوں پر صدقہ ہو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہ کرنا سو بے شک میں ارادہ کرتا تھا جو تو ارادہ کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو مال دیتے تھے یعنی اس مال سے جس کو امام مصالح میں تقسیم کرتا ہے تو میں کہتا کہ جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو اس کو دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے اور جمع کر اور خیرات کر سو جو تیرے پاس اس مال سے آئے اس طرح پر کہ تو تاک لگانے والا اور مانگنے والا نہ ہو تو اس کو لے اور جو ایسا مال نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنی جان کو مت ڈال۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اس کو لے، الخ تو یہ امر ارشاد کے واسطے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مال کو لے کر خود خیرات کرنا افضل ہے ایثار سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مالدار ہونے کے بعد صدقہ کرنے کی بڑی فضیلت ہے اس واسطے کہ نفسوں میں مال کی حرص غالب ہے اور یہ جو فرمایا نہ مانگنے والا تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں نہی ہے سوال کرنے سے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو بھی سوال کرنا حرام ہے صحیح تر قول میں اور بعض نے کہا کہ مباح تین شرطوں سے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور لپٹ کر سوال نہ کرے اور مسئول کو ایذا نہ دے سو اگر ان میں سے ایک شرط موجود نہ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنی جان کو اس کے پیچھے نہ ڈال یعنی اگر تیرے پاس مال نہ آئے تو اس کو طلب نہ کر بلکہ اس کو چھوڑ دے اور نہیں مراد ہے کہ غیر کو اپنے اوپر مقدم کرنا منع ہے بلکہ اس کو لے کر خود اپنے ہاتھ سے خیرات کرنا زیادہ تر ہے ثواب میں اور اس حدیث میں بیان ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے زہد اور ایثار کا۔ (فتح)

وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَأَقُوْلُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى أَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت مجھ کو مال دیتے تھے، الخ باقی ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فَقُلْتُ أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَ كَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگتے اور نہ پھیرتے وہ چیز جو ان کو دی جاتی اور یہ دلالت کرتا ہے اپنے عموم سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پھیرتے تھے اس چیز کو جس میں شبہ ہو مگر جو معلوم ہو کہ محض حرام ہے تو پھیرتے تھے اور کہا طبری نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل واضح ہے اس پر کہ جو مشغول ہو ساتھ کسی چیز کے مسلمانوں کے کام سے تو اس کو اپنے اس کام کی اجرت لینا جائز ہے مانند حاکموں اور قاضیوں اور عاملوں صدقہ کے اور جو ان کی مانند ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس کام کی اجرت دی اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاء پر اجرت لیتے تھے اور حجت پکڑی ہے ابو عبید نے اس کے جائز ہونے میں ساتھ اس کے جو معین کیا ہے اللہ نے صدقہ کے عاملوں کے واسطے اور ٹھہرایا ہے ان کے واسطے اس میں سے حق پس فرمایا ﴿وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا﴾ واسطے قیام اور سعی ان کی کے بیچ اس کے اور کیا امر بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خذه و تموله وجوب کے واسطے ہے یا ندب کے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر عطیہ بادشاہ کی طرف سے ہو تو حرام ہے یا مکروہ یا مباح اور اگر اس کے غیر سے ہو تو مستحب ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح یہ ہے کہ اگر حرام غالب ہو تو حرام ہے اور اسی طرح اگر نہ ہو مستحق اس کا اور اگر حرام غالب نہ ہو اور لینے والا مستحق ہو تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ مستحب ہے بادشاہ کے انعام میں سوائے غیر اس کے اور کہا ابن منذر نے کہ حدیث ابن سعدی کی حجت ہے بیچ جواز روزی حاکموں اور قاضیوں کے تمام وجہوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لینا اجرت کا حکومت پر مکروہ ہے ساتھ استغناء کے اگرچہ مال پاک ہے اور اس حدیث میں جواز صدقہ کا ہے قبض کرنے سے پہلے جب کہ صدقہ کرنے والے کے واسطے واجب ہو لیکن قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لے اور صدقہ کر دلالت کرتا ہے صدقہ کرنا تو قبض کرنے کے بعد ہوتا ہے اور وہی صدقہ افضل ہے اس واسطے کہ جو مال کہ ہاتھ میں ہو اس کی زیادہ حرص ہوتی ہے اس چیز سے کہ اس کے ہاتھ میں نہ ہو اور کہا بعض صوفیوں نے کہ اگر بغیر سوال کے مال ملے اور اس کو قبول نہ کرے تو اس کو عقاب ہوتا ہے ساتھ محروم رہنے کے عطا سے کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اس حدیث میں مذمت ہے جھانکنے کی طرف اس چیز کی کہ مالداروں کے پاس ہے اور تاک لگانا طرف اس کی اور لینا ان سے اور یہ حالت مذموم ہے دلالت کرتی ہے اوپر شدت رغبت کرنے کے دنیا میں اور جھکنے کے طرف کشادہ ہونے اس کے کی سو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لینے

سے اس صورت مذمومہ میں واسطے قمع کرنے نفس کے اور مخالفت کرنے اس کی خواہش کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَضٰى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ جو حکم کرے اور لعان کرے مسجد میں

فائدہ: اور لعان کرے یعنی حکم کرے ساتھ واقع کرنے لعان کے درمیان بیوی اور خاوند کے پس وہ مجاز ہے اور نہیں شرط ہے ان کو خود تلقین کرنا۔ (فتح)

وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور لعان کیا یعنی حکم کیا ساتھ لعان کرنے کے عمر رضی اللہ عنہ نے پاس منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

فائدہ: اور یہ بڑا تمسک ہے اوپر جائز ہونے لعان کے مسجد میں اور خاص کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کو اس واسطے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ منبر کے پاس قسم کھانے میں بڑی تشدید ہے اور اس سے لی جاتی ہے تغلیظ قسم میں ساتھ مکان کے اور قیاس کیا گیا ہے اس پر زمانہ اس واسطے کہ جس چیز کو قسم کھانے والا مشاہدہ کرے اس کے واسطے تاثیر ہے بیچ بچنے کے جھوٹ سے۔

وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ أَوْفٰى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ

اور حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ساتھ قسم کے نزدیک منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کیا شریح اور شعبی اور یحییٰ نے مسجد میں اور حسن اور زرارہ حکم کرتے تھے رحبہ میں خارج مسجد سے۔

فائدہ: رحبہ ایک مکان ہوتا ہے مسجد کے دروازے کے آگے مسجد سے جدا نہیں ہوتا مانند لان یا حجرے کی اور اس میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اس کو مسجد کا حکم ہے پس صحیح ہے اس میں اعتکاف اور جس چیز کے واسطے مسجد شرط ہے اور اگر رحبہ مسجد سے جدا ہو تو اس کے واسطے حکم مسجد کا نہیں ہے۔ (فتح)

٦٦٣١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً وَفُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

۶۶۳۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دو لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا اور میں پندرہ برس کا تھا دونوں کے درمیان تفریق کی گئی۔

٦٦٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلٍ أَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ

۶۶۳۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی

جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ.

غیر مرد کو حرام کاری کرتے ہوئے پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ سو دونوں میں مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ ایک گروہ کہا کہ مسجد میں حکم کرنا اور مقدمات کا فیصلہ کرنا مستحب ہے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ امر قدیمی ہے اس واسطے کہ ہر آدمی قاضی کی طرف پہنچ سکتا ہے ضعیف بھی اور عورت بھی اور اگر مکان میں ہو تو وہاں لوگ نہیں پہنچ سکتے اس واسطے کہ پردہ پوش ہونا ممکن ہے اور یہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا اور مکروہ رکھا ہے اس کو بعض نے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے حکم درمیان مسلمان اور مشرک کے پس داخل ہوگا مشرک مسجد میں اور مشرک کا مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے لیکن ہمیشہ سے سلف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حکم کرتے رہے ہیں اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ غیر مسجد میں قضاء کرے کہا ابن بطال نے اور حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی حجت ہے واسطے جواز کے اگرچہ اولیٰ نگاہ رکھنا مسجد کا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگلے لوگ مسجد کے رحبہ میں بیٹھتے تھے اور میں مستحب جانتا ہوں کہ مسجد کے رحبہ میں بیٹھے تاکہ پہنچے اس کی طرف یہودی اور نصرانی اور حائض اور ضعیف اور یہ قریب تر ہے طرف تواضع کی اور کہا ابن منیر نے کہ رحبہ کو مسجد کا حکم ہے مگر یہ کہ اس سے جدا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مسجد سے جدا ہو اور ممکن ہے بیٹھنا قاضی کا اس رحبہ میں جو مسجد کے ساتھ متصل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اس سے باہر کھڑے ہوں اور شاید تابعی مذکور کی یہ رائے تھی کہ رحبہ کو مسجد کا حکم نہیں اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہو اور شافعیہ کو اس میں اختلاف ہے لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ جو رحبہ میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح ہے اور اگر قبلہ کی دیوار میں حجرہ ہو تو اس میں تنہا نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن جو اس میں نماز پڑھے اس کی نماز امام مسجد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ.

جو حکم کرے مسجد میں یہاں تک کہ جب حد پر آئے اور حد لازم ہو تو حکم کرے کہ مسجد سے نکالا جائے پھر قائم کی جائے اس پر حد۔

فائدہ: گویا اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف جو خاص کرتا ہے جواز حکم فی المسجد کو ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو وہاں کوئی چیز کہ ایذاء پائیں ساتھ اس کے جو مسجد میں ہوں یا واقع ہو ساتھ اس کے مسجد کے واسطے نقص مانند آلودہ ہونے کے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس کو مسجد سے نکال دو اور ذکر کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی

فائدہ: روایت ہے کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا حد میں تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے باہر نکالو پھر اس کو حد مارو۔

٦٦٣٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلّٰى رَوَاهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ.

٦٦٣٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا یا حضرت! بے شک میں نے زنا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا سو جب اس نے گواہی دی اپنے نفس پر چار بار تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو، کہا ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کہ خبر دی مجھ کو جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا روایت کیا ہے اس کو معمر نے الخ، یعنی مخالفت کی ہے ان تینوں نے عقیل کی صحابی میں کہ اس نے اصل حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ٹھہرایا ہے اور ان تینوں نے تمام حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کرو تو یہی ہے مراد ترجمہ میں لیکن یہ خدشہ سے سالم نہیں اس واسطے کہ سنگسار کرنا قدر زائد کا محتاج ہے جیسا کہ گڑھے کا کھودنا جو مسجد کے لائق نہیں لیکن اس کے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی حد مسجد میں نہ قائم کی جائے اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور کوفے والوں کا یہ مذہب ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو شعبی اور ابن ابی لیلیٰ نے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ تھوڑے کوڑوں کا کوئی ڈر نہیں اور جب حدیں زیادہ ہوں تو چاہیے کہ مسجد سے باہر ہوں کہا ابن بطال نے کہ جو مسجد کو اس سے دور رکھتا ہے اس کا قول اولیٰ ہے اور ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ مسجد میں حد کا قائم کرنا منع ہے اور کہا ابن منیر نے کہ جو قائل ہے کہ میت کو جنازے کے واسطے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ اس سے کوئی چیز نکلے تو اور اولیٰ ہے کہ کہے کہ نہ قائم کیا جائے حد کو مسجد میں اس واسطے کہ نہیں امن ہے اس سے کہ مجلود سے خون نکلے اور لائق ہے کہ قتل بطریق اولیٰ منع ہو۔ (فتح)

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُوْمِ

نصیحت کرنا امام کا مدعی اور مدعا علیہ کو

٦٦٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيْ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

٦٦٣٤۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی آدمی ہوں اور البتہ تم جھگڑا فیصل کروانے آتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں سے بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے بعض سے سو میں فیصلہ کر دیتا ہوں جیسا کہ اس سے سنتا ہوں سو جس کو میں اس کے بھائی کے حق سے کچھ کاٹ کے دلا دوں تو وہ شخص نہ لے غیر کے حق کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو دوزخ کا ٹکڑا دیتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مطابقت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِيْ وِلَايَتِهِ الْقَضَاءَ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

گواہی جب کہ ہو نزدیک حاکم کے بیچ والی ہونے اس کے قضاء کو یا اس سے پہلے مدعی یا مدعا علیہ کے واسطے

فائدہ: یعنی کیا حکم کرے اس کے واسطے اس کے خصم پر اپنے اس علم سے یا اس کے واسطے گواہی دے دوسرے حاکم کے نزدیک نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے واسطے قوت خلاف کے مسئلے میں اگرچہ اس کے کلام کا آخر تقاضا کرتا ہے کہ اس کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس میں اپنے علم سے حکم نہ کرے۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَسَأَلَهٗ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ ائْتِ الْأَمِيْرَ حَتّٰى أَشْهَدَ لَكَ.

اور کہا شریح قاضی نے اور حالانکہ ایک آدمی نے اس سے گواہی طلب کی کہا کہ امیر کے پاس جا اور میں تیرے واسطے گواہی دوں گا۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلٰى حَدٍّ زِنًا أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيْرٌ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِيْ وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ

اور کہا عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تو کسی مرد کو حد پر دیکھے زنا ہو یا چوری اور حالانکہ تو سردار ہو تو کہا کہ تیری گواہی ایک مرد مسلمان کے برابر ہے اس نے کہا تو سچا ہے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں زیادہ کیا تو میں اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت لکھتا اور اقرار کیا ماعز رضی اللہ عنہ نے ساتھ زنا کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَا أَرْبَعًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَهُ وَقَالَ حَمَّادٌ إِذَا أَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَقَالَ الْحَكَمُ أَرْبَعًا.

حضرت ﷺ کے پاس چار بار تو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا اور نہیں ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے حاضرین کو گواہ کیا ہو اور کہا حماد نے کہ جب اقرار کرے ایک بار پاس حاکم کے تو سنگسار کیا جائے اور کہا حکم نے چار بار اقرار کرے یعنی نہ سنگسار کیا جائے یہاں تک کہ چار بار اقرار کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور شہادت لی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول عبدالرحمٰن کے جو اس سے پہلے ہے اور ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی تھی رجم کی آیت میں کہ وہ قرآن سے ہے سو نہ لاحق کیا اس کو ساتھ نص قرآن اپنی شہادت سے تنہا اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا، الخ اور یہ اشارہ کیا اس طرف کہ یہ سد ذرائع کے واسطے ہے تاکہ نہ پائیں برے حاکم راہ طرف اس کی کہ دعویٰ کریں علم کا جس کے حق میں کسی چیز کا حکم کرنا چاہیں۔ (فتح)

٦٦٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَّهُ بَيِّنَةٌ عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلِيْ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِيْ فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ قَالَ فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ

٦٦٣٥۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے دن فرمایا کہ جس کے واسطے گواہ ہوں کسی مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے سو میں اٹھا کہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کروں سو نہ دیکھا میں نے کسی کو جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا تو میں نے اس کا حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کو ہم نشینوں سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جو ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہرگز نہیں اس کو مت دیجیے چھوٹی سے انگلی کو قریش سے اور چھوڑے تو شیر کو اللہ کے شیروں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے کہا سو حضرت ﷺ نے معلوم کر لیا اور اس کا اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جس کو میں نے حاصل اور جمع کیا، کہا عبداللہ

إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِيْ بِعِلْمِهِ شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ أَقَرَّ خَصْمٌ عِنْدَهُ لِآخَرَ بِحَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَآءِ قَضٰى بِهِ وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهُ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِيْ بِعِلْمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِيْ فِيْ غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ أَنْ يُمْضِيَ قَضَآءً بِعِلْمِهِ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلٰكِنَّ فِيْهِ تَعَرُّضًا لِتُهَمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هٰذِهِ صَفِيَّةُ.

نے لیث سے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کا اسباب مجھ کو دیا اور رد کیا بعض نے حجت مذکور کو سو کہا کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس زنا کا اقرار کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو رجم کیا تو نہیں ہے اس میں حجت واسطے حکم کرنے کے اپنے علم سے اس واسطے کہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تنہا نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کے پاس اصحاب بھی ہوتے تھے اور اسی طرح قصہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا اور کہا ابن منیر نے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں حجت نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو معلوم کیا تھا تو خصم سے اقرار سے معلوم کیا تھا پس حکم کیا اوپر اس کے پس یہ حجت ہے واسطے قضاء بالعلم کے اس چیز میں کہ واقع ہو مجلس کے حکم میں اور کہا حجاز والوں نے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے یعنی بلکہ ضروری ہے لینا دو گواہوں کا جیسا کہ شرع میں حکم ہے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے اور اگر اقرار کیا اس کے پاس دوسرے خصم نے ساتھ حق کے حکم کے مجلس یعنی کچہری میں تو نہ حکم کیا جائے اس پر بعض کے قول میں یہاں تک کہ بلائے دو گواہ اور ان کو اس کے اقرار پر گواہ کرے اور کہا بعض اہل عراق نے کہ جو سنے یا دیکھے اس کو قضاء کی مجلس میں تو حکم کرے ساتھ اس کے اور جو اس کے غیر میں ہو تو نہ حکم کرے اس میں مگر دو گواہوں سے اور ان میں سے اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ حکم کرے ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس کے پاس امانت رکھی گئی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد گواہی سے معرفت حق کی ہے سو علم اس کا زیادہ ہے گواہی سے اور بعض نے کہا کہ حکم کرے اپنے علم سے مالوں میں اور نہ حکم کرے ان کے غیر میں اور کہا قاسم

نے کہ نہیں لائق ہے حاکم کو کہ حکم کرے اپنے علم سے سوائے علم اپنے غیر کے باوجود اس کے کہ اس کا علم اکثر ہے غیر کی گواہی سے لیکن اس میں تعرض کرنا ہے اپنے نفس کی تہمت کے واسطے نزدیک مسلمانوں کے اور واقع کرنا ہے ان کو بدگمانی میں اور البتہ حضرت ﷺ نے بدگمانی کو برا جانا ہے سو فرمایا یعنی دو انصاری مردوں سے کہ یہ تو صفیہ رضی اللہ عنہا ہے میری بیوی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ قضاء کرے اپنے علم سے برابر ہے کہ گواہ ہوا ہو ساتھ اس کے اپنی حکومت میں یا اس سے پہلے تو یہ قول مالک رحمہ اللہ کا ہے کہا کرابیسی نے نہ قضاء کرے قاضی اپنے علم سے واسطے وجو تہمت کے اس واسطے کہ نہیں امن ہے پرہیزگار پر یہ کہ راہ پائے طرف اس کی تہمت یعنی لوگ تہمت کریں کہ کسی لحاظ سے یا کسی لالچ سے حکم کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں کسی کو حد پر پاؤں تو اس پر حد نہ قائم کروں یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا گواہ ہو اور جو جائز رکھتا ہے کہ قاضی اپنے علم سے مطلق حکم کرے اس پر لازم آتا ہے کہ اگر قصد کرے طرف مرد مستور کی جس سے کبھی گناہ معلوم نہ ہو یہ کہ اس کو سنگسار کرے اور دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور یا اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرائے اور گمان کرے کہ اس نے اس کو طلاق دیتے سنا ہے تو اس کو سنگسار کرنا اور اس کی عورت کو اس سے جدا کرنا جائز ہو اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو ہر قاضی جو چاہے گا کرے گا جو اس کا دشمن ہو گا اس کو قتل کرے گا یا کافر کہے گا وغیرہ وغیرہ اور اسی واسطے شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر بد حاکم نہ ہوتے تو میں کہتا کہ قاضی کو جائز ہے اپنے علم سے حکم کرے اور جب کہ اگلے زمانے کا یہ حال ہے تو پھر پچھلے زمانے کا کیا حال ہو گا پس متعین ہوا کہ جڑ سے اکھاڑا جائے مادہ اس بات کا کہ قاضی کو اپنے علم سے حکم کرنا جائز ہے ان پچھلے زمانوں میں اور کہا ابن تین نے کہ جو ذکر کیا گیا ہے عمر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے یہ قول مالک رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب کا ہے اور یہ جو کہا کہ بعض اہل عراق نے، الخ تو یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہے اور قول اس کا اور دوسرے لوگوں نے کہا، الخ یہ قول ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور قول اس کا وقال بعضھم، الخ یعنی اہل عراق نے یہ قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے۔ (فتح)

٦٦٣٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ

٦٦٣٦۔ حضرت علی بن حسین سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں یعنی مسجد میں پھر جب پھریں تو حضرت ﷺ ان کے ساتھ چلتے تو دو انصاری مرد حضرت ﷺ پر گزرے تو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور

حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انْطَلَقَ مَعَهَا فَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَاهُمَا فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ رَوَاهُ شُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا ہے تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے بدن میں ایسا پھرتا ہے جیسا خون اور روایت کیا ہے اس کو شعیب نے الخ یعنی ان چاروں راویوں نے اس حدیث کو موصول کیا ہے اگرچہ پہلی سند کی صورت مرسل ہے۔

فائدہ: اور وجہ استدلال کی ساتھ حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا کے اس کے واسطے جو منع کرتا ہے حکم کرنے کو ساتھ علم کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے برا جانا کہ شیطان انصاریوں کے دل میں کچھ وسوسہ اور بدگمانی ڈالے سو رعایت نفی تہمت کی اپنے اوپر سے باوجود معصوم ہونے کے تقاضا کرتی ہے رعایت نفی تہمت کی اس شخص سے جو حضرت ﷺ کے سوائے ہے۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ الْوَالِيْ إِذَا وَجَّهَ أَمِيْرَيْنِ إِلٰى مَوْضِعٍ أَنْ يَّتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصَيَا

امر حاکم کا جب کہ بھیجے دو امیروں کو ایک جگہ کی طرف یہ کہ ایک دوسرے کی طرف موافقت کریں اور ایک دوسرے کی نافرمانی نہ کریں۔

٦٦٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِيْ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى إِنَّهُ يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَوَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٣٧۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے باپ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں حاکم بنا کر بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے آسانی اور نرمی کرنا اور سخت نہ پکڑنا اور دلاسا دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے کی موافقت کرنا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری زمین میں شراب بنائی جاتی ہے جس کا نام بتع ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور کہا نضر نے الخ یعنی اس کو موصول کیا ہے۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا ایک دوسرے کی موافقت کرنا اور نہ اختلاف کرنا اس واسطے کہ یہ نوبت پہنچتا ہے طرف اختلاف اتباع کی پس نوبت پہنچائے گا طرف عداوت کی پھر لڑائی کی اور اختلاف کے وقت مرجع اختلاف کا کتاب اور سنت ہے کما قال تعالیٰ: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ﴾ الآیۃ کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اتفاق پر اس واسطے کہ اس میں ثبوت محبت اور الفت کا ہے اور باہم مدد کرنے کا حق پر اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نصب کرنا دو قاضیوں کا ایک شہر میں ایک ایک جانب اور ایک دوسری جانب میں اور حضرت ﷺ نے ہر ایک کو دونوں میں سے یمن کی ایک ایک جانب پر مقرر کیا تھا اور یہی معتمد قول ہے اور احتمال ہے کہ دونوں کو ہر حکم میں شریک کیا ہو اور یہ جو کہا کہ ایک دوسرے سے موافقت کرنا تو یہ محمول ہے اس صورت پر جس میں دونوں کے جمع ہونے کی حاجت پڑے اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ آسانی کرنے کے امروں میں اور نرمی کرنے کے ساتھ رعیت کے اور ایمان کو ان کی طرف محبوب کرنا اور شدت نہ کرنا تا کہ ان کے دل نہ بھڑکیں خاص کر جو تازہ اسلام لایا ہو یا حد تکلیف کے قریب ہوا ہو لڑکوں سے تا کہ قرار پکڑے ایمان ان کے دل میں اور خوگیر ہوں اس پر اور اسی طرح آدمی اپنے نفس کو تعلیم کرے اور اس میں مشروع ہونا زیارت کا ہے اور اکرام زائر کا ہے اور افضلیت معاذ رضی اللہ عنہ کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر فقہ میں۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ — قبول کرنا حاکم کا دعوت کو

فائدہ: اصل اس میں عموم حدیث کا ہے اور وارد ہونا وعید کا ترک میں حضرت ﷺ کے قول سے من لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ یعنی جو دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی کہا علماء نے کہ نہ قبول کرے حاکم دعوت کسی خاص شخص کی سوائے غیر اس کے کے رعیت سے یعنی ایک کی دعوت قبول کرے اور دوسرے کی نہ کرے اس واسطے کہ اس میں دل شکنی ہے جس کی دعوت قبول نہ کرے مگر عذر ہو تو نہ قبول کرے جیسا مثلا کوئی برا کام دیکھے کہ نہ قبول کیا جائے حکم اس کا طرف دور کرنے اس کے کی۔ (فتح)

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

اور البتہ قبول کی عثمان رضی اللہ عنہ نے دعوت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام کی کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تھی

٦٦٣٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ.

٦٦٣٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو اور دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

فائدہ: مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہیں لائق ہے قاضی کو کہ دعوت قبول کرے مگر دعوت ولیمہ خاص پھر اگر چاہے تو

کھائے اور چاہے تو نہ کھائے اور نہ کھانا بہتر ہے ہمارے نزدیک اس واسطے کہ اس میں ستھرائی ہے مگر یہ کہ ہو اس کے واسطے جو اللہ کے لیے بھائی ہو یا قرابتی ہو۔ (فتح)

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

عاملوں کے ہدیوں اور تحفوں کا بیان

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ عاملوں کے تحفے غلول ہیں یعنی خیانت ہیں۔

٦٦٣٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسْدٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُتَبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَأْتِيْ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ فَيَنْظُرُ أَيُهْدٰى لَهٗ أَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْتِيْ بِشَيْءٍ إِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَآءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا قَالَ سُفْيَانُ قَصَّهٗ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِيْ وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهٗ سَمِعَهٗ مَعِيْ وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِيْ ﴿خُوَارٌ﴾ صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ ﴿تَجْأَرُوْنَ﴾

٦٦٣٩ـ حضرت عروہ سے روایت ہے کہا خبر دی ہم کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ایک اسدی مرد تحصیل زکوۃ پر حاکم کیا جس کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے نیز سفیان نے کہا کہ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثنا بیان کی پھر فرمایا کیا حال ہے اس عامل کا کہ ہم اس کو بھیجتے ہیں سو وہ آتا ہے یعنی زکوۃ کا مال لے کر تو کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں سو دیکھتا کہ کیا اس کو تحفہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ لائے گا کوئی چیز مگر کہ اس کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ چرایا ہو گا تو اس کے واسطے آواز ہوگی یا گائے ہوگی تو اس کے واسطے آواز ہوگی یا بکری ہوگی تو اس کے واسطے آواز ہوگی پھر حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا یہ تین بار فرمایا کہا سفیان نے بیان کیا اس کو زہری نے اور زیادہ کیا ہے ابو حمید سے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور پوچھو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کو میرے ساتھ سنا ہے اور نہیں کہا زہری نے سنا

كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ. میرے کان نے خوار کے معنی ہیں آواز اور جوار ساتھ جیم کے تجزون (کے باب) سے ہے جیسے گائے کی آواز۔

فائدہ: قول حضرت ﷺ کا نہیں لائے گا کوئی چیز یعنی جو اپنے واسطے خاص رکھی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں خیانت کرے گا اس میں کچھ اور یہ روایت مفسر ہے واسطے مراد کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا یعنی واسطے بجالانے حکم اللہ کے بلغ اور یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ قیامت کے دن واقع ہو گی کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کا حکم پہنچایا نہیں اور یہ جو کہا میرے کانوں نے سنا یعنی میں اس کو یقیناً جانتا ہوں اس میں کچھ شک نہیں اور غلول کے معنی ہیں خیانت کرنا مال غنیمت میں پھر استعمال کیا گیا ہے ہر خیانت میں اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں مہم کاموں میں امام خطبہ پڑھے اور استعمال کرنا اما بعد کا خطبے میں اور مشروع ہونا محاسبہ امانت رکھے گئے کا اور منع کرنا عاملوں کا ہدیوں کے قبول کرنے سے ان لوگوں سے جن پر وہ حاکم ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ امام نے اس کو اجازت نہ دی ہو جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے اور اگر امام اجازت دے تو جائز ہے اور جب یہ لیا جائے تو بیت المال میں ڈالا جائے اور نہ خاص ہو عامل مگر ساتھ اس چیز کے کہ امام اس کی اجازت دے اور احتمال ہے کہ بیت المال میں نہ ڈالا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے ہدیہ نہ پھیروایا جو اس کو تحفہ دیا گیا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ لاحق ہے ساتھ تحفہ عامل کے تحفہ قرض دار کا قرض خواہ کے واسطے لیکن اس کو جائز ہے کہ اس کو قرض میں شمار کرے اور اس میں باطل کرنا ہر طریق کا ہے کہ پہنچے ساتھ اس کے جو مال لیتا ہے طرف محابات ماخوذ منہ کی اور تنہا ہونے کی ساتھ چیز ماخوذ کے کہا ابن منیر نے کہ اگر پہلے سے تحفہ کی عادت ہو تو جائز ہے لیکن محل اس کا یہ ہے کہ عادت سے زیادہ نہ ہو اور اگر دیکھے کہ کسی نے تاویل میں خطا کی کہ ضرر کرے گی جو اس کو لے گا تو جائز ہے کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور اس کے ساتھ مغرور ہونے سے ڈرائے اور اس میں جائز ہونا توبیخ مخطی کا اور حاکم کرنا مفضول کا سرداری میں اور امامت میں اور امانت میں باوجود ہونے افضل کے اور اس میں گواہی طلب کرنا راوی اور ناقل کا ہے اس شخص کے قول سے جو اس کے موافق ہو تاکہ سامع کے دل میں خوب جمے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

آزاد غلاموں کو قاضی اور حاکم بنانا یعنی شہروں کی حکومت پر لڑائی کے واسطے ہو یا خراج کے واسطے یا نماز کے واسطے۔

٦٦٤٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ

٦٦٤٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سالم ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد پہلے مہاجرین کی اور حضرت ﷺ کے اصحاب کی مسجد قبا میں امامت کرتا تھا ان میں ابوبکر اور عمر اور ابوسلمہ اور زید اور عامر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَآءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَبُو سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ.

فائدہ: اور یہ امامت کرنا اس کا حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے سے پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ سالم رضی اللہ عنہ ان میں قرآن کا زیادہ تر قاری تھا اور اگر کوئی سوال کرے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر ان کو ان لوگوں میں کیوں شمار کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت کرنے کے بعد بھی مسجا قبا میں سالم رضی اللہ عنہ بدستور امامت کرتا رہا ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد قبا میں آتے تھے تو سالم رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے سالم رضی اللہ عنہ کے مقدم کرنے کی جہت سے ہے نماز کی امامت میں اور حالانکہ وہ غلام آزاد ہے آزاد لوگوں پر جو مذکور ہوئے اور جو دین کے امر میں پسند ہو وہ دنیا کے کاموں میں بھی پسند ہوتا ہے پس جائز ہے کہ والی کیا جائے قضاء کا اور سرداری کا حرب پر اور تحصیل خراج پر اور بہرحال امام عظمیٰ یعنی خلافت اور بادشاہی سو وہ قریش کا حق ہے کما تقدم بیانہ پس اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ خلیفہ وقت قریش میں سے ہو اور داخل ہے اس باب میں جو مسلم نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن ابزی کو مکے والوں پر حاکم کیا کسی نے کہا کہ یہ غلام آزاد ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ قرآن کا قاری ہے فرائض کا عالم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ چند قوموں کو اس قرآن کے ساتھ اونچا کرے گا اور بعض کو نیچا۔ (فتح)

بَابُ الْعُرَفَآءِ لِلنَّاسِ — لوگوں کے واسطے چوہدری بنانے کا بیان

فائدہ: عریف اس کو کہتے ہیں جو قائم ہو ساتھ کام ایک گروہ آدمیوں کے اور عریف اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کے حال کو پہنچانتا ہے۔

٦٦٤١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ إِنِّي لَا

٦٦٤١۔ حضرت مروان اور مسور سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کہ مسلمانوں نے قوم ہوازن کی لونڈیوں کے آزاد کرنے کی اجازت دی کہ میں نہیں جانتا کہ تم لوگوں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو پلٹ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھرے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر وہ حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو انہوں نے خبر

أَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

دی کہ بے شک لوگ راضی ہوئے لونڈیوں کے پھیر دینے پر اور اجازت دی۔

فائدہ: نسبت اجازت کی ان کی طرف حقیقی ہے لیکن اس کا سبب مختلف ہے بعض نے تو بلاعوض لونڈیوں کو چھوڑ دیا تھا اور بعض نے بشرط عوض اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشروع ہے قائم کرنا چوہدریوں کا اس واسطے کہ یہ ممکن نہیں کہ امام سب کاموں کو اپنے ہاتھ سے کرے سو اس کو حاجت ہے کہ قائم کرے اس کو جو اس کا مددگار ہوتا کہ کفایت کرے اس کو اس کام میں جس میں اس کو قائم کیا کہا ابن بطال نے اور امر اور نہی جب سب کی طرف متوجہ ہو تو واقع ہوتا ہے اس میں توکل بعض سے سو اکثر اوقات واقع ہوتی ہے اس میں تغلیط اور جب ہر قوم پر چوہدری قائم کیا تو نہ گنجائش ہوگی کسی کو مگر ساتھ اس کے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے جائز ہونا حکم کا ساتھ اقرار کے بغیر گواہ کرنے کے اس واسطے کہ چوہدریوں نے ہر فرد پر دو دو گواہ کو قائم نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لوگوں نے ان کے پاس اقرار کیا تھا اور حالانکہ وہ امام کے نائب تھے سو اسی کا یعنی اقرار کا اعتبار کیا گیا اور اس حدیث میں ہے کہ حاکم اپنے حکم کو خود دوسرے حاکم کے پاس لے جائے تو وہ اس کو جاری کرے جب کہ دونوں حاکم ہوں اور جو حدیث میں آیا ہے کہ چوہدری لوگ دوزخ میں ہوں گے تو یہ حدیث اگر ثابت ہو تو محمول ہے اس پر کہ غالب چوہدریوں میں ظلم اور نا انصاف کرنا ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف واقع ہونے کی گناہ میں سو یہ حدیث چوہدری کے قائم کرنے کو منع نہیں کرتی اور کہا طیبی نے کہ یہ جو آیا ہے کہ چوہدری دوزخ میں ہوں گے تو یہ مشعر ہے کہ جو اس میں پڑے اور چوہدری بنے وہ گناہ میں واقع ہونے سے نڈر نہیں جو انجام کار عذاب کی طرف نوبت پہنچاتا ہے پس لائق ہے عاقل کو کہ اس سے ڈرتا رہے تا کہ نہ ڈوبے اس چیز میں کہ اس کو آگ کی طرف پہنچائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوہدری مقرر کرنا حق ہے تو مراد ساتھ اس کے اصل قائم کرنا ان کا ہے اس واسطے کہ اس کو مصلحت چاہتی ہے کہ امیر کو امداد لینے کے واسطے اس کی حاجت ہوتی ہے اور کفایت کرنا ہے استدلال کے واسطے موجود ہونا ان کا حضرت ﷺ کے زمانے میں کما دل علیه حدیث الباب۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَآءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ

جو مکروہ ہے تعریف بادشاہ کی اس کے سامنے اور جب اس کے پاس سے نکلے تو اس کے خلاف کہے

فائدہ: یعنی اس کے سامنے اس کی تعریف کرے اور پیچھے توہین کرے اور مذمت یعنی یہ دغا بازی اور عہد شکنی ہے۔

٦٦٤٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ خِلَافَ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّهَا نِفَاقًا.

۶۶۴۲۔ حضرت محمد سے روایت ہے کہ چند لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں پر داخل ہوتے ہیں سو ہم ان کی تعریف کرتے ہیں بخلاف اس کے کہ ہم کلام کرتے ہیں جب کہ ان کے پاس سے نکلتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق شمار کرتے تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے سرداروں کے پاس بیٹھتے ہیں تو وہ کسی چیز میں کلام کرتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ حق اس کا غیر ہے یعنی ہم اس کو خلاف حق جانتے ہیں سو ان کی تصدیق کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم اس کو نفاق گنتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ تمہارے نزدیک کس طرح ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے۔ (فتح)

٦٦٤٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

۶۶۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں میں بدتر دو منہ والا آدمی ہے آتا ہے ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے اور ان لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے یعنی چغل خور یا سامنے کچھ کہے اور پیچھے کچھ کہے۔

بَابُ الْقَضَآءِ عَلَى الْغَآئِبِ

باب ہے قضاء کرنے کا غائب پر یعنی مدعی حاضر ہو اور مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو اس صورت میں مدعا علیہ پر یک طرفہ ڈگری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فائدہ: یعنی آدمیوں کے حقوق میں اور اللہ کے حقوق میں بالاتفاق جائز نہیں یہاں تک کہ اگر قائم ہوں گواہ اوپر غائب کے ساتھ چوری کے مثلا تو حکم کیا جائے گا ساتھ مال کے سوائے ہاتھ کاٹنے کے کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ اور ابو عبید رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حکم کرنا غائب پر اور کہا ابن ماجشون نے کہ غائب پر حکم کرنے کا عمل مدینے میں مطلق ہے یہاں تک کہ اگر غائب ہو بعد اس کے کہ متوجہ ہو اس پر حکم تو حکم کیا جائے اوپر اس کے اور کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ غائب پر حکم کرنا مطلق جائز نہیں اور بہر حال جو گواہ قائم کرنے کے بعد بھاگ جائے یا روپوش ہو جائے تو قاضی تین بار لوگوں میں پکارے سو اگر آئے تو بہتر نہیں تو اس پر ڈگری کی جائے اور نیز جائز رکھا ہے اس کو ابن شبرمہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور ثوری اور شعبی نے منع کیا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا لیکن جس کے واسطے وکیل ہو اس پر حکم کرنا جائز ہے بعد دعویٰ کرنے کے اس کے وکیل پر اور جو منع کرتا ہے اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہ حکم کر جب تک کہ تو دوسرے کا کلام نہ

سنے اور جواب یہ ہے کہ یہ غائب پر حکم کرنے کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ حجت اس کی جب آئے گا قائم ہے سنی جائے گی اور اس کی اپیل منظور ہے اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ پہلے حکم کے منسوخ کرنے تک نوبت پہنچے اور حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مساوات خصمین میں محمول ہے حاضرین پر جب کہ سماع ممکن ہو اور اگر غائب ہو تو نہیں منع کرتا حکم کو جیسا کہ اغما اور جنون اور حجر اور صغر میں ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے حنفیہ نے شفعہ میں اور حکم کرنے میں اس شخص پر جس کے پاس غائب کا مال ہو کہ لیا جائے اس سے خرچ غائب کی بیوی کا۔ (فتح)

٦٦٤٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ.

٦٦٤٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ بے شک ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل مرد ہے سو مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال میں سے لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزری اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے واسطے جائز ہونے حکم کے غائب پر اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ شہر میں حاضر تھا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذُهُ فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا.

جس کے واسطے اس کے بھائی کے حق کا حکم کیا جائے تو وہ اس کو نہ لے اس واسطے کہ حکم حاکم کا نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہ حرام کرتا ہے حلال کو۔

فائدہ: مراد بھائی سے خصم اس کا ہے اس واسطے کہ مسلمان اور ذمی اور معاہد اور مرتد اس حکم میں سب برابر ہیں اور احتمال ہے کہ تخصیص اخوت کی ساتھ ذکر کے ترغیب کے باب سے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لفظ بھائی کا کہا واسطے رعایت لفظ حدیث کے۔ (فتح)

٦٦٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٦٤٥۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑا سنا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھگڑنے والوں کی طرف نکلے سو فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں اور شاید کہ بعض آدمی بعض سے زیادہ گویا اور خوش تقریر ہوتا ہے سو میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے بظاہر اور حالانکہ وہ باطن میں جھوٹا ہے سو

وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِيْ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا.

میں اس کے واسطے اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں سو جس کو میں دھوکے سے کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک ٹکڑا ہے آگ کا سو چاہے اس کو لے چاہے چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں بندہ ہوں یعنی شریک ہوں بندوں کو اصل خلقت میں اگرچہ افضل ہیں ان سے ساتھ ان فضیلتوں کے کہ خاص کیے گئے ساتھ اس کے اپنی ذات اور صفات میں اور حصر اس جگہ مجازی ہے اس واسطے کہ وہ خاص ہوتا ہے ساتھ علم باطن کے اور اس کا نام قصر قلب ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے اس کو واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ جو پیغمبر ہو وہ ہر غیب کو جانتا ہے یہاں تک کہ نہیں پوشیدہ رہتا ہے اس پر مظلوم اور یہ جو فرمایا کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے یعنی جو چیز کہ میں نے اس کو حسب ظاہر دی اگر باطن میں وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس پر حرام ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں گناہ اس کا جو جھوٹا جھگڑے یہاں تک کہ ظاہر میں کسی چیز کا مستحق ہو اور حالانکہ وہ باطن میں اس پر حرام ہو اور اس میں ہے کہ جو دعویٰ کرے کسی مال کا اور اس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ قسم کھائے اور حکم کرے حاکم ساتھ پاک ہونے حالف کے تو وہ باطن میں بری نہیں ہوتا اور یہ کہ اگر مدعی قائم کرے گواہ اس کے بعد جو اس کے دعویٰ کے منافی ہوں تو ساعت کی جائے اور باطل ہو جائے گا حکم اور یہ کہ جو حیلہ کرے کسی چیز باطل کے واسطے کسی وجہ سے یہاں تک کہ ظاہر میں حق ہو جائے اور اس کے واسطے اس کے ساتھ حکم کیا جائے تو نہیں حلال ہوتا ہے اس کو لینا اس کا باطن میں اور نہیں دور ہوتا ہے اس سے گناہ ساتھ حکم کے اور اس حدیث میں ہے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ جب مجتہد چوک جائے تو اس کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو ثواب ملتا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت اجتہاد سے حکم کرتے تھے جس چیز میں وحی نہ اتری ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں ایک قوم نے اور یہ صریح ہے ان کے رد میں اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی حضرت ﷺ اجتہاد سے حکم کرتے تھے اور باطن میں امر اس کے برخلاف ہوتا تھا لیکن اگر ایسا واقعہ ہوا تو حضرت ﷺ اس پر برقرار نہیں رہے واسطے ثابت ہونے عصمت کے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کے دلائل سے ہے یہ حدیث کہ مجھ کو حکم ہوا لڑنے کا لوگوں سے یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کہیں، الخ سو جو زبان سے کلمہ شہادت پڑھے اس کے اسلام کے ساتھ حکم کیا جائے گا اگرچہ باطن میں اس کے برخلاف اعتقاد رکھتا ہے اور حکمت اس میں باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ کو ہر جھگڑے میں وحی سے اطلاع ہونا ممکن ہے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ شرع

بیان کرنے والے تھے تو حکم کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ مشروع ہے واسطے مکلفین کے اور اعتماد کریں اس پر حاکم لوگ بعد آپ کے اسی واسطے فرمایا کہ میں تو بندہ ہوں یعنی حکم میں ساتھ مثل اس چیز کے کہ تکلیف دی گئی ان کو ساتھ اس کے اور اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ قصے زمعہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی کے بیٹے کے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ بیٹے کے واسطے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے اور لاحق کیا اس کو ساتھ زمعہ کے پھر جب اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تو حکم کیا سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے سو اشارہ کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس طرف کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کے حق میں ساتھ ظاہر کے اگرچہ وہ نفس الامر میں زمعہ کا نہ تھا اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا خطا اجتہاد میں کہا طحاوی نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ حکم ساتھ مالک کرنے مال کے یا دور کرنے ملک کے یا ثابت کرنے نکاح کے یا فرقت کے اور مانند اس کے کی اگر ہو باطن میں جیسے ظاہر میں ہے تو جاری ہوتا ہے جو اس نے حکم کیا اور اگر ہو باطن میں برخلاف اس چیز کے کہ تکیہ کیا ہے حاکم نے طرف اس کی گواہی سے یا غیر اس کے سے تو نہ ہوگا وہ حکم واجب کرنے والا تملیک کو اور نہ اڑانے کو اور نہ نکاح اور نہ طلاق کو اور نہ غیر اس کے کو اور یہ قول جمہور کا ہے اور ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر حکم مال میں ہو اور ہو باطن میں برخلاف اس کے کہ تکیہ کیا ہے طرف اس کی حاکم نے ظاہر سے تو نہ ہوگا یہ موجب اس کے حلال ہونے کا واسطے محکوم لہ کے اور اگر نکاح اور طلاق ہیں تو وہ ظاہر باطن جاری ہوتا ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے باب کی حدیث کو اپنے مورد پر اور وہ مال ہے یعنی مال میں حکم حاکم کا باطن میں جاری نہیں ہوتا اور اس کے سوائے اور چیز میں جاری ہو جاتا ہے پس حاکم کے حکم سے وہ چیز ظاہر باطن ہیں اس کے واسطے حلال ہو جاتی ہے اور حجت حدیث سے ظاہر ہے یعنی حدیث عام ہے شامل ہے اموال کو اور عقود کو اور فسوخ کو اور اسی واسطے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ دعویٰ کرے بیگانی عورت پر کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور درمیان اس کے کہ کسی آزاد مرد پر دعویٰ کرے کہ اس کا غلام ہے اور اس پر جھوٹے گواہ قائم کرے اور حالانکہ اس کو معلوم ہو کہ وہ آزاد ہے سو اگر حاکم اس کو اس کا غلام بنا دے تو اس کے واسطے بالاجماع حلال نہیں کہ اس کو اپنا غلام بنائے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ کہنا کہ حکم حاکم کا ظاہر اور باطن کو حلال کر دیتا ہے مخالف ہے اس حدیث صحیح کو اور اجماع کو جو اس کے قائل سے سابق ہے اور اس قاعدے کو جس پر سب کا اتفاق ہے اور قائل مذکور بھی ان کے موافق ہے کہ شرم گاہ اولیٰ ہے ساتھ احتیاط کے اموال سے اور حجت پکڑی ہے قائل مذکور نے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے شاهداك زوجاك اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے کہ حاکم نہ حکم کرے اپنے علم سے ساتھ دلیل حضرت ﷺ کے اس قول میں انما اقضی الخ اور اس میں رد ہے اس پر جو حکم کرتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس کے دل میں بغیر

سند امر خارجی کے گواہ وغیرہ سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ گواہ متصل قوی تر ہے گواہ منفصل سے اور وجہ رد کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس امر میں اعلیٰ ہیں سب سے مطلق اور باوجود اس کے حضرت ﷺ کی اس حدیث نے دلالت کی اس پر کہ وہ عام کاموں میں صرف ظاہر میں حکم کرتے ہیں سو اگر مدعا صحیح ہو تو حضرت ﷺ زیادہ تر لائق تھے ساتھ اس کے سو بے شک حضرت ﷺ نے معلوم کروایا کہ جاری کیا جائے احکام کو ظاہر پر اگرچہ ممکن تھا کہ اللہ آپ کو ہر مقدمے میں وحی کے ذریعہ سے اطلاع دے دے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تشریع احکام کی واقع ہے حضرت ﷺ کے ہاتھ پر سو گویا کہ ارادہ کیا حضرت ﷺ نے تعلیم حکام کا جو آپ کے سوائے ہیں کہ اس پر اعتماد کریں ہاں اگر گواہی دیں گواہ مثلاً برخلاف اس کے کہ معلوم ہو حضرت ﷺ کو حس سے ساتھ مشاہدے کے یا یقین سے ساتھ سماع کے یا گمان راجح کے تو نہیں جائز ہے حضرت ﷺ کے واسطے کہ گواہوں کے موافق حکم کریں اور نقل کیا ہے اس پر بعض نے اتفاق اور نیز حدیث میں نصیحت کرنا امام کا ہے مدعی اور مدعا علیہ کو تا کہ اعتماد کریں حق پر اور عمل کرنا ساتھ نظر راجح کے اور بنا کرنا حکم کا اوپر اس کے اور یہ امر اجماعی ہے مفتی اور حاکم کے واسطے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٦٤٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ

٦٦٤٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اور میرے نطفے سے سو اپنے قبضے میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد نے لیا اور کہا کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی تو عبد زمعہ کا بیٹا اس کی طرف اٹھا سو اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے تو سعد نے کہا یا حضرت! میرے بھائی کا بیٹا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا اس کے بستر پر پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے اے عبد بن زمعہ! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا فرش والے کا ہے اور زنا کرنے والا محروم ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس لڑکے کی ماں ہے خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے پھر حضرت ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا اپنی بیوی سے فرمایا کہ اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى.

سے پردہ کر اس واسطے کہ اس کو عتبہ کے مشابہ دیکھا تو اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهَا

حکم کرنا بیچ کنویں کے اور مانند اس کی کے

٦٦٤٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ فَجَآءَ الْأَشْعَثُ وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِيْ رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِيْ بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ الْآيَةَ.

٦٦٤٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں قسم کھاتا کوئی کسی چیز پر بندگی گئی پر کہ مال چھین لے اور حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہو مگر کہ ملے گا اللہ سے اور اللہ اس سے غضبناک ہوگا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں آخر آیت تک سو اشعث اور عبداللہ ان سے حدیث بیان کرتے تھے تو اس نے کہا کہ یہ آیت میرے اور ایک مرد کے حق میں اتری میں نے اس سے کنویں میں جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا نہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو وہ قسم کھائے میں نے کہا اب وہ قسم کھائے گا سو یہ آیت اتری کہ بے شک جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ حکم حاکم کا ظاہر میں نہیں حلال کرتا حرام کو اور نہیں مباح کرتا حرام کو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرایا اس شخص کے عذاب سے جو جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال چھین لے اور آیت مذکورہ سخت وعید ہے جو قرآن میں آئی ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو حیلہ کرے اپنے بھائی پر اور وجہ باطل سے اس کے حق سے کچھ چیز لے تو وہ اس کے واسطے حلال نہیں واسطے سخت ہونے گناہ کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْقَضَآءِ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَآءٌ

حکم کرنا بیچ تھوڑے اور بہت مال کے برابر ہے

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ شاید خوف کیا بخاری رحمہ اللہ نے آفت تخصیص کے سے پہلے ترجمہ میں سو ترجمہ باندھا ساتھ اس کے کہ حکم کرنا عام ہے ہر چیز میں تھوڑی ہو یا بہت۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ الْقَضَآءُ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَآءٌ

یعنی اور کہا ابن شبرمہ نے کہ حکم کرنا تھوڑے اور بہت مال میں برابر ہے

٦٦٤٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ بَابِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهٗ يَأْتِيْنِيَ الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضًا أَنْ يَّكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهٗ صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا.

۶۶۴۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑے کی آواز سنی اپنے دروازے کے پاس سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نکلے سو فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بندہ ہوں اور میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ آتے ہیں سو شاید کہ بعض بعض سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے میں اس کا اس کے واسطے حکم کرتا ہوں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے سو میں جس کو کسی مسلمان کا حق دے دوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے سو چاہے تو لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ جس کو میں کسی مسلمان کا حق دے دوں اور وہ عام ہے شامل ہے تھوڑے اور بہت مال کو اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمے کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو قائم ہے کہ جائز ہے واسطے قاضی کے کہ نائب بنائے بعض کو جس کو چاہے کرے بعض امروں میں سوائے بعض کے بحسب قوت اس کی معرفت کے اور جاری ہونے اس کے کلمے کے بیچ اس کے اور یہ منقول ہے بعض مالکیوں سے یا اس پر جو قائم ہے کہ نہیں واجب ہے قسم مگر قدر معین میں مال سے اور نہیں واجب ہے حقیر چیز میں یا اس پر قاضیوں سے جو نہیں حکم کرتا حقیر چیز میں بلکہ جب اس کی طرف اس کا مقدمہ لے جائیں تو اس کو رد کر دے اور یہ ایک قسم ہے تکبر سے اور پہلا احتمال لائق تر ہے ساتھ مراد بخاری رحمہ اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

بیچنا امام کا لوگوں پر ان کے مال اور ضیاع کو

فائدہ: منسوب کیا بیع کو طرف امام کی تا کہ اشارہ کرے کہ یہ واقع ہوتا ہے بیوقوف کے مال میں یا غائب کے قرض ادا کرنے میں یا جو باز رہے یا سوائے اس کے تا کہ تحقیق ہو کہ جائز ہے امام کو تصرف کرنا بیچ عقود و مال کے فی الجملہ۔ (فتح)

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدَبَّرًا مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ

اور البتہ حضرت ﷺ نے نعیم کے مدبر غلام کو بیچا

فائدہ: ذکر کیا ترجمہ میں ضیاع کو اور نہیں ذکر کیا حدیث میں مگر غلام کا بیچنا تو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف قیاس عقار کی حیوان پر۔

٦٦٤٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَّهُ عَنْ دُبُرٍ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ.

۶۶۴۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ ایک مرد نے آپ کے اصحاب سے غلام کو مدبر کیا ہے یعنی تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے کہ اس کے سوائے اس کے پاس کچھ مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ سو درہم سے بیچا پھر اس کی قیمت اس کو بھیجی۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ امام لوگوں کے مال کو اس وقت بیچے جب کہ ان سے ان کے مال میں بے عقلی دیکھے اور بہر حال جو بے عقل نہ ہو اس کے مال سے کوئی چیز نہ بیچے مگر اس حق میں کہ اس پر ہو اور ادا کرنے سے باز رہے اور یہ ٹھیک ہے لیکن قصد مدبر کا اس پر رد کرتا ہے اور البتہ جواب دیا ہے اس سے کہ مدبر کے سوا اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا اور دیکھا کہ اس نے اپنا سب مال خرچ کر ڈالا اور تعرض کیا واسطے ہلاکت کے تو اس کے فعل کو توڑ ڈالا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَكْتَرِثْ بِطَعْنِ مَنْ لَّا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَآءِ حَدِيثًا

جو نہ التفات کرے اور نہ پرواہ کرے واسطے طعن اس شخص کے کہ نہ جانے امیروں میں

فائدہ: کہا مہلب نے کہ اس باب کے معنی یہ ہیں کہ طاعن جب نہ جانتا ہو حال مطعون علیہ کا سو اس پر عیب کرے جو اس میں نہیں تو نہ اعتبار کیا جائے اس طعن کا اور نہ عمل کیا جائے ساتھ اس کے اور قید کیا ہے اس کو ترجمہ میں ساتھ اس کے جو نہ جانتا ہو واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو علم سے طعن کرے اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اگر طعن کرے ساتھ امر محتمل کے تو ہوگا یہ راجع طرف رائے امام کے چاہے قبول کرے چاہے نہ کرے اور اسی پر اتارا گیا ہے فعل عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اس کو معزول کیا باوجود بری ہونے اس کے اس چیز سے کہ عیب کیا اس کو اہل کوفہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہ معلوم کیا سعد رضی اللہ عنہ کے عیب سے جو حضرت ﷺ نے اُسامہ رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا یعنی سو ہوا سبب اس کے معزول کرنے کا اور کہا ابن منیر نے کہ یقین کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سلامتی عاقب کے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سرداری میں سو نہ التفات کیا طرف طعن طاعن کی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتیاط کی راہ

اختیار کی واسطے نہ ہونے یقین کے۔ (فتح)

٦٦٥٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِيْ إِمَارَتِهٖ وَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

٦٦٥٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اس پر سردار کیا سو طعن کیا گیا اس کی سرداری میں یعنی غلام آزاد ہے اس کو کیوں سردار کیا؟ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم طعنہ دیتے ہو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس سے پہلے اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ دیتے تھے اور قسم ہے اللہ کی زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بے شک وہ سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ تر پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر پیارا ہے۔

فائدہ: اور تقدیر یہ ہے کہ اگر تم نے طعن کیا ہے اس کی سرداری میں تو تم اس سے گنہگار ہوئے اس واسطے کہ تمہار طعن حق نہیں جیسا کہ تم اس کے باپ کی سرداری میں طعن کرتے تھے اور حالانکہ ظاہر ہوا کافی ہونا اور لائق ہونا اس کا واسطے سرداری کے اور یہ کہ وہ سرداری کا مستحق تھا اور تمہارے طعن کی کوئی دلیل نہ تھی اس واسطے نہیں اعتبار ہے تمہارے طعن کا اس کے بیٹے کی سرداری میں اور نہیں ہے کوئی پرواہ تمہارے طعن کی اور بعض نے کہا طعن اس واسطے کیا تھا کہ زید رضی اللہ عنہ غلام آزاد تھے۔ (فتح)

بَابُ الْأَلَدِّ الْخَصِمِ وَهُوَ الدَّآئِمُ فِي الْخُصُوْمَةِ ﴿لُدًّا﴾ عُوْجًا

باب ہے الالد الخصم کا اور اس کے معنی ہیں ہمیشہ جھگڑنے والا بڑا لڑاکا اور لدا کے معنی ہیں ٹیڑے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا﴾

فائدہ: اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت جھگڑالو اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جو حق سے ٹیڑھا ہو گویا اس نے نہ سنا۔

٦٦٥١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

٦٦٥١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ تر دشمن بڑا لڑاکا جھگڑالو ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ ابغض سے مراد یہاں کافر ہے سو حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ تر دشمن کافر لوگ ہیں جو عناد رکھتے ہیں یا بغض جھگڑالو مراد ہیں میں کہتا ہوں دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ کافر ہو یا مسلمان سو اگر کافر ہو تو صیغہ افعل التفضیل کا اس کے حق میں اپنی حقیقت پر ہے عموم میں اور اگر مسلمان ہو تو سبب بغض کا یہ ہے کہ بہت جھگڑنا نوبت پہنچاتا ہے غالبا طرف اس چیز کی کہ اس سے اس کے صاحب کی مذمت کی جائے یا خاص ہوگا مسلمانوں کے حق میں ساتھ اس شخص کے جو جھگڑے باطل میں اور شاہد ہے اول کے واسطے یہ حدیث کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ گناہ کہ تو ہمیشہ جھگڑنے والا روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ سند ضعیف کے اور وارد ہوئی ہے ترغیب بیچ ترک کرنے جھگڑے کے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں ضامن ہوں ایک گھر کا درمیان بہشت کے اس کے واسطے جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

جب حاکم حکم کرے ساتھ ظلم کے یا خلاف اہل علم کے تو وہ رد ہے یعنی مردود ہے

٦٦٥٢ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح و حَدَّثَنِي أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلٰى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا فَقَالُوْا صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا أَسِيْرَهٗ فَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِّنَّا أَنْ يَّقْتُلَ أَسِيْرَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ أَسِيْرَهٗ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى

٦٦٥٢ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قوم بنی جذیمہ کی طرف بھیجا سو وہ بخوبی یہ بات نہ کر سکے کہ ہم اسلام لائے سو انہوں نے یوں کہا کہ ہم بے دین ہوئے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ایک قدی دیا اور ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو قتل کرے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرا ساتھی اپنے قیدی کو قتل کرے پھر جب ہم پلٹے تو یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی! میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے جو اس نے کیا یہ دو بار فرمایا یعنی میں اس میں شریک نہیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ الٰہی! میں تیرے سامنے بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ کے کام سے یعنی قتل کرنے خالد رضی اللہ عنہ کے سے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا تھا کہ ہم بے دین ہوئے پہلے اس سے کہ ان کا مطلب بوجھے کہ اس کہنے سے ان کی کیا مراد تھی؟ اور اس میں اشارہ ہے طرف تصویب فعل ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اس کے ساتھیوں کے کہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی متابعت نہ کی ان کے قتل کرنے میں جن کے قتل کرنے کا اس نے حکم کیا کہا خطابی نے کہ حضرت ﷺ جو خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے بیزار ہوئے باوجود اس کے کہ اس کو اس پر سزا نہ دی اس واسطے کہ وہ مجتہد تھے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ تا کہ پہچانا جائے کہ حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی اجازت نہیں دی تھی واسطے اس خوف کے کہ کوئی اعتقاد کرے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تھی اور تا کہ اور کوئی ایسا کام نہ کرے اور کہا ابن بطال نے کہ گناہ اگرچہ ساقط ہے مجتہد سے حکم میں جب کہ ظاہر ہو جائے کہ وہ برخلاف جماعت اہل علم کے ہے لیکن ضمان یعنی اس کا بدلہ لازم ہے واسطے مخطی کے نزدیک اکثر کے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ ضمان حاکم کے عاقلہ پر ہے یا بیت المال میں اور ظاہر یہ ہے کہ فعل سے بری ہونا نہیں مستلزم ہے اس کو کہ اس کا فاعل گنہگار ہو اور نہ یہ کہ اس کو چٹی لازم ہے اس واسطے کہ مخطی کا گناہ مرفوع ہے اگرچہ اس کا فعل خوب نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِمَامِ يَأْتِيْ قَوْمًا فَيُصْلِحُ بَيْنَهُمْ

امام کسی قوم کے پاس آئے اور ان کے درمیان صلح کروائے

٦٦٥٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمِ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرٍو فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَاهُمْ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَأَذَّنَ بِلَالٌ وَأَقَامَ وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ فَشَقَّ النَّاسَ حَتّٰى قَامَ خَلْفَ أَبِيْ

٦٦٥٣ـ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی عمرو کے درمیان لڑائی ہوئی یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھ کے ان کے پاس گئے تا کہ ان کے درمیان صلح کروا دیں سو فرمایا کہ اے بلال! اگر نماز کا وقت آئے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے سو جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور تکبیر کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ امام بنے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں تھے سو حضرت ﷺ لوگوں کو چیر کر آگے بڑھے اگلی صف میں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِيْ يَلِيْهِ قَالَ وَصَفَّحَ الْقَوْمُ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى التَّصْفِيْحَ لَا يُمْسَكُ عَلَيْهِ الْتَفَتَ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهٗ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ أَنِ امْضِهْ وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ هُنَيَّةً يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرٰى فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَوْمَأْتُ إِلَيْكَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ مَضَيْتَ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يَّؤُمَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِلْقَوْمِ إِذَا رَابَكُمْ أَمْرٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَآءُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَّادٍ يَا بِلَالُ مُرْ أَبَا بَكْرٍ.

متصل تھی یہاں تک کہ نیت کر کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگوں نے تالی بجائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب نماز میں داخل ہوتے تو کسی کی طرف نہ دیکھتے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے پھر جب دیکھا کہ تالی اس پر بند نہیں ہوتی تو مڑ کر نظر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا کہ وہیں ٹھہرے رہو اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اس طرح پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر اللہ کا شکر ادا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو امامت کرنے کو فرمایا پھر پیچھے ہٹے بغیر اس کے کہ قبلے کی طرف منہ پھیریں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے ابو بکر! کس چیز نے تجھ کو منع کیا وہیں کھڑے رہنے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنے اور لوگوں سے فرمایا کہ جب تم کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبردار کرنا پڑے تو چاہیے کہ مرد بلند آواز سے سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ نہیں کہا یہ صرف کسی نے سوائے حماد کے اے بلال! ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم کرنا۔

فائدہ: ابن ابی قحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تواضع کی راہ سے اپنا نام نہ لیا کہا ابن منیر نے فقہ ترجمہ کی تنبیہ کرنا ہے اوپر جواز مباشرت حاکم کے صلح کو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تضعیف حکم میں اور یہ کہ جائز ہے جانا حاکم کو مدعی اور مدعا علیہ کی جگہ میں واسطے فیصل کرنے جھگڑنے کے درمیان ان کے یا واسطے بڑے ہونے جھگڑے کے اور یا اس واسطے تاکہ کھولیں اس چیز کو کہ نہیں معلوم ہو سکتی ہے مگر معائنہ سے اور نہیں شمار کی جاتی ہے یہ تخصیص اور نہ تمیز اور نہ ذلت۔ (فتح)

بَابُ يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَّكُوْنَ أَمِيْنًا

جو مستحب ہے کاتب کے واسطے کہ امین اور عاقل ہو یعنی

عَاقِلًا.

٦٦٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ لِمَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيْرٌ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ قَالَ زَيْدٌ فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ بِأَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا كَلَّفَنِيْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يَحُثُّ مُرَاجَعَتِيْ حَتّٰى شَرَحَ

لکھنے والا حکم کا اور اس کے غیر کا۔

۶۶۵۴۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا وقت لڑائی اہل یمامہ کے اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر میرے پاس آیا تو اس نے کہا کہ البتہ سخت ہوا قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا یمامہ کی لڑائی کے دن یعنی اس میں بہت حافظ قرآن مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ سخت ہو قتل ہونا قرآن کے حافظوں کا سب لڑائیوں میں یعنی کہیں ایسا نہ ہو اور لڑائیوں میں بھی اسی طرح بہت حافظ قرآن مارے جائیں اور بہت قرآن جاتا رہے اور میری رائے یہ ہے کہ تو قرآن کو جمع کرنے کا حکم کرے میں نے کہا کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہ تکرار کرتا مجھ سے بیچ اس کے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا جس کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مناسب دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہا زید رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے اور ڈھونڈھ کے جمع کر، کہا زید رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو نہ ہوتا مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے جس کی انہوں نے مجھ کو تکلیف دی قرآن کے جمع کرنے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے چاہتے مجھ سے تکرار کرنے کو یہاں تک کہ اللہ نے

اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ أَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَرَأَیْتُ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ رَأَیَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُّ فِیْ آخِرِ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلٰی آخِرِهَا مَعَ خُزَیْمَةَ أَوْ أَبِیْ خُزَیْمَةَ فَأَلْحَقْتُهَا فِیْ سُوْرَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِیْ بَكْرٍ حَیَاتَهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتَهٗ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ اللِّخَافُ یَعْنِی الْخَزَفَ.

میرا سینہ کھولا جس کے واسطے اللہ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تو میں نے اس میں دیکھا جو انہوں نے دیکھا سو میں نے تلاش کیا قرآن کو جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور کپڑے کے ٹکڑوں سے اور ٹھیکریوں سے اور مردوں کے سینوں سے سو پایا میں نے اخیر سورۂ توبہ کا ﴿لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ﴾ الخ پاس خزیمہ یا ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے تو میں نے اس کو اس کی سورت میں ملایا سو وہ کاغذ جن میں قرآن لکھا گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کی زندگی میں یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے کہا محمد بن عبیداللہ نے لخاف کے معنی ٹھیکری ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزری اور غرض اس سے یہ قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے زید رضی اللہ عنہ سے کہ تو جوان مرد ہے عاقل ہے ہم تجھ کو تہمت نہیں کرتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بادشاہ اور قاضی کو رکھنا کاتب کا اور یہ کہ جس کو پہلے سے کسی کام کا علم ہو وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے جب کہ واقع ہو اور بیہقی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ارقم کو کاتب رکھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بادشاہوں کی طرف خط لکھتا تھا سو اس کی امانت کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا خط لکھا سنتے نہ تھے پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کاتب بنایا اور اسی طرح ایک جماعت اصحاب کو۔ (فتح)

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلٰی عُمَّالِهٖ وَالْقَاضِیْ إِلٰی أُمَنَآئِهٖ

خط لکھنا حاکم کا اپنے عاملوں کو اور قاضی کا امینوں کو

فائدہ: عامل کہتے ہیں اس کو جو مثلاً کسی شہر پر حاکم ہو اس کے خراج جمع کرنے کے واسطے یا تحصیل زکوۃ کے واسطے یا امامت نماز کے واسطے یا امیر ہو اس کے دشمن کے جہاد کرنے پر اور امین وہ لوگ ہیں جن کو قائم کرے بیچ ضبط کرنے امور لوگوں کے۔ (فتح)

٦٦٥٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِیْ لَیْلٰی ح حَدَّثَنَا

۶۶۵۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے مشقت سے جو ان کو پہنچی سو

إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِّنْ كُبَرَآءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ وَأَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَّدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُّؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهٖ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ.

محیصہ کو خبر ہوئی کہ عبداللہ مارا گیا اور کاریز یا نہر میں ڈالا گیا سو وہ یہود کے پاس آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی تم ہی نے اس کو قتل کیا ہے انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم نے اس کو نہیں مارا پھر محیصہ متوجہ ہوا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے یہ ذکر کیا سو محیصہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل حضرت ﷺ کے پاس آئے سو شروع ہوا کہ کلام کرے اور وہی خیبر میں تھا تو محیصہ سے کہا کہ اول بڑے کو بات کرنے دے اول بڑے کو بات کرنے دے یعنی جو عمر میں بڑا ہے سو کلام کیا حویصہ نے پھر کلام کیا محیصہ نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا تو تمہارے ساتھی کی دیت دیں اور یا لڑائی کے ساتھ خبردار ہو جائیں سو لکھا حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس خبر کے جو آپ کی طرف منقول ہوئی تو ان کے کاتب نے لکھا کہ ہم نے اس کو نہیں مارا تو حضرت ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کے قصاص کے مستحق ہوتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا پس تمہارے واسطے یہود قسم کھائیں انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں ان کی قسم کا کچھ اعتبار نہیں سو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی سو اونٹنی یہاں تک کہ گھر میں داخل کی گئیں سو ان میں سے ایک اونٹنی نے مجھ کو لات ماری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قسامت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو لکھا اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے نائب یا امین کی طرف لکھا بلکہ خود مدعیوں کو لکھا لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب کی طرف لکھنا جائز ہے اور لکھنا ان کے غیر کی طرف ثابت ہے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَجُوْزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَّبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُوْرِ

کیا جائز ہے واسطے حاکم کے کہ بھیجے تنہا آدمی کو واسطے نظر کرنے کے امروں میں

٦٦٥٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَآءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَقَالُوْا لِيْ عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِيْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوْا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

٦٦٥٦۔ حضرت ابوہریرہ اور زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے پھر مدعی اس کا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے کہ حکم کرو ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے تو اس گنوار نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ واجب ہے تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا تو میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا بدلہ سو بکری اور ایک لونڈی دی پھر میں اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واجب تیرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور سال بھر جلا وطن کرنا ہے پس فرمایا حضرت ﷺ نے البتہ حکم کرتا ہوں میں درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے بہرحال لونڈی اور بکریاں پس وہ رد ہیں تجھ پر اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور جلا وطن کرنا ایک برس اور بہرحال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا اور اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس پر گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اے انیس! صبح کو اس عورت پر جانا اور اس میں اختلاف ہے کہ انیس رضی اللہ عنہ حاکم تھا یا خبر تلاش کرنے والا اور ترجمہ میں استفہام کیا واسطے اشارہ کرنے کے طرف خلاف محمد بن حسن کی کہ اس نے کہا کہ نہیں جائز ہے قاضی کو کہ کہے کہ میرے پاس فلانے نے

اقرار کیا اس طرح واسطے کسی چیز کے کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے اوپر اس کے مال سے یا عتق سے یا طلاق سے یہاں تک کہ اپنے ساتھ کسی غیر کو اس پر گواہ کر لے اور دعویٰ کیا ہے کہ حدیث باب کا حکم خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا اس نے کہ ہمیشہ قاضی کی مجلس میں دو گواہ عادل رہیں کہ دونوں سنتے رہیں جو اقرار کرے اور اس پر گواہ ہوں پس جاری ہو حکم ان کی گواہی سے کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے مالک رحمہ اللہ کے واسطے بیچ جواز نافذ کرنے حاکم کے ایک مرد کو عذروں میں اور یہ کہ رکھے ایک معتمد کو جو پوشیدہ طور سے گواہوں کا حال معلوم کرے جیسے کہ جائز ہے قبول کرنا خبر واحد کا نہ شہادت کا۔ (فتح)

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ

جائز ہے ترجمہ کرنا کلام غیر کا حاکموں کے واسطے یا بالعکس اور کیا جائز ہے ایک ترجمان؟

فائدہ: ترجمان اس کو کہتے ہیں جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں کہے جیسے مثلاً عبرانی کا عربی زبان میں وبالعکس یہ اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ ایک ترجمان کافی ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور اختیار کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن منذر اور ایک گروہ نے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر حاکم مدعی اور مدعا علیہ کی زبان نہ پہچانتا ہو تو نہ قبول کیا جائے اس میں ایک ترجمان بلکہ ضروری ہے اس میں ہونا دو ترجمانوں کا جو عادل ہوں اس واسطے کہ وہ نقل کرتا ہے وہ چیز جو پوشیدہ ہے حاکم پر طرف اس کی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حکومت کے پس شرط ہے اس میں ہونا عادل کا مانند شہادت کی اور اس واسطے کہ اس نے خبر دی ہے حاکم کو جو نہیں سمجھتا تو ہوگا مانند نقل کرنے اقرار کے اس کی طرف غیر مجلس اس کی سے۔ (فتح)

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوْا إِلَيْهِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ یہودیوں کا خط لکھنا پڑھنا سیکھے یہاں تک کہ میں نے حضرت ﷺ کے خط لکھے یعنی یہود کی طرف اور ان کے خطوط حضرت ﷺ پر پڑھے جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو لکھا۔

فائدہ: مدینے کے گرد یہودی بہت رہتے تھے حضرت ﷺ کی ان سے خط وکتابت اکثر رہتی تھی حضرت ﷺ یہودیوں کو بلا کر لکھاتے پڑھاتے تھے سو حضرت ﷺ کو خوف آیا کہ کہیں یہ لوگ عداوت کے سبب سے خط لکھنے پڑھنے میں تفاوت نہ کریں سو فرمایا کہ واللہ مجھ کو اپنے خط لکھانے پڑھانے میں یہودیوں پر اعتماد نہیں تب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان کا خط لکھنا پڑھنا سیکھ لو انہوں نے پندرہ دن میں سب سیکھ لیا پھر وہی لکھا پڑھا کرتے تھے اور یہودیوں کی زبان عبرانی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِیْ صَنَعَ بِهَا.

اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ عورت کیا کہتی ہے؟ کہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میں نے کہا کہ تجھ کو خبر دیتی ہے اپنے ساتھی سے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا یعنی وہ عورت حاملہ تھی۔

وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ.

اور کہا ابو جمرہ نے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا کہا بعض لوگوں نے کہ ضروری ہے حاکم کے واسطے ہونا دو مترجموں کا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بعض ناس کے محمد بن حسن ہے کہ اس نے شرط کی ہے کہ ضروری ہے ترجمہ میں ہونا دو آدمیوں کا اس نے اس کو بجائے شہادت کے اتارا ہے اور مخالفت کی ہے اپنے ساتھیوں کوفے والوں کی اور موافق ہوا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ۔ (فتح)

٦٦٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَّهُمْ إِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا فَإِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِلتُّرْجُمَانِ قُلْ لَّهٗ إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ.

٦٦٥٧۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بھیجا مع چند سواروں قریش کے پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ کہ میں اس سے پوچھتا ہوں سو اگر یہ جھوٹ بولے تو اس کو جھٹلا دینا پھر ذکر کی حدیث پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ اگر ہو سچ جو تو کہتا ہے تو اس کی سلطنت میرے قدموں کے نیچے تک پہنچے گی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کئی بار گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ اور کہا ابن بطال نے کہ نہیں داخل کی بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ہرقل کی حجت اوپر جواز ترجمان مشترک کے اس واسطے کہ ہرقل کا ترجمان اپنی قوم کے دین پر تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے اس کو تا کہ دلالت کرے اس پر کہ ترجمان جاری ہوتا تھا نزدیک امتوں کے بجائے خبر کے نہ بجائے شہادت کے کہا ابن منیر نے وجہ دلیل کی ہرقل کے قصے سے باوجود اس کے کہ نہیں حجت ہے فعل اس کا یہ ہے کہ مثل اس کی صواب ہے اس کی رائے

سے اس واسطے کہ اکثر جو اس قصے میں اس نے وارد کیا ہے صواب ہے موافق ہے واسطے حق کے پس جگہ دلیل کی تصویب عاملوں شریعت کی ہے اس کے واسطے اور امثال اس کی کے رائے اس کی سے اور خوب سمجھ اس کی سے اور مناسبت استدلال اس کی سے اگرچہ غالب ہوئی اس پر شقاوت اور تکملہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ لیا جاتا ہے صحت استدلال اس کی سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے کہ اس کو پیغمبروں کی شریعتوں پر اطلاع تھی سو محمول ہیں تصرفات اس کے اوپر موافق ہونے شریعت کے جس کے ساتھ اس کا تمسک تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ سند بخاری رحمہ اللہ کی تقریر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور وہ اماموں سے ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے اوپر اس کے اور اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ کفایت کرنے اس کے ابو جمرہ کے ترجمہ سے سو دونوں اثر راجع ہیں طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اس کے تصرف سے اور ایک اس کی تقریر سے اور جب جوڑا جائے ساتھ اس کے فعل عمر کا اور جو ان کے ساتھ ہیں اصحاب سے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا تو قوی ہوگی حجت کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے اکثر نے ترجمہ ایک کا اور کہا محمد بن حسن نے کہ ضروری ہے ہونا دو آدمیوں کا اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے وہ مانند گواہ کی ہے اور حجت اکثر کی ترجمہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے تنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور ترجمہ ابو جمرہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اور ترجمان کو اس کی حاجت نہیں کہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں بلکہ کفایت کرتا ہے محض خبر دینا اور ہو تفسیر ہے مترجم عنہ کی کلام کی اور نقل کیا ہے قرابیسی نے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے کفایت کرنا ساتھ ایک مترجم کے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے دو کی روایت ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر ترجمہ بطریق اخبار کے ہو تو اس میں ایک مترجم کفایت کرتا ہے اور اگر بطور شہادت کے ہو تو ضروری ہے اس میں ہونا دو آدمیوں کا۔ (فتح)

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهُ

حساب کرنا امام کا اپنے عاملوں سے

٦٦٥٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ ابْنَ الْأُتَبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا الَّذِي لَكُمْ وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ

٦٦٥٨۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن لتبیہ کو قوم بنی سلیم کے صدقات کی تحصیل کرنے پر حاکم کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے اس سے حساب کیا یعنی جو اس نے قبض کیا اور خرچ کیا اس نے کہا کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تاکہ تیرا تحفہ تیرے پاس آتا اگر تو سچا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو لوگوں پر خطبہ

فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَبَيْتِ أُمِّكَ حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى أُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَأْتِيْ أَحَدُكُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَبَيْتِ أُمِّهٖ حَتّٰى تَأْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ إِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهٖ إِلَّا جَآءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَآءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيْرٍ لَهٗ رُغَآءٌ أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

پڑھا سو اللہ کی تعریف کی اور اس پر ثنا کہی پھر فرمایا کہ بہر حال بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ میں تم سے بعض مردوں کو بعض کاموں پر حاکم کرتا ہوں اس چیز سے کہ اللہ نے مجھ کو حاکم کیا ہے تو ان میں سے کوئی آتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھ کو تحفہ بھیجا گیا سو کیوں نہ بیٹھا اپنے ماں باپ کے گھر میں تا کہ اس کا تحفہ اس کے پاس آتا اگر سچا ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں لے گا کوئی اس میں سے کچھ ناحق مگر کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس آئے گا اس حال میں کہ اس کو اٹھائے ہو گا خبردار ہو سو میں نہیں پہچانتا کہ آئے کوئی مرد پاس اللہ کے ساتھ اونٹ کے اس کے واسطے آواز ہو یا ساتھ گائے کے کہ اس کے واسطے آواز ہو یا بکری کے کہ آواز کرتی ہو پھر حضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بِطَانَةِ الْإِمَامِ وَأَهْلِ مَشُوْرَتِهٖ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ

امام کا خاصہ رفیق اور مشورہ والا یعنی جس سے صلاح اور مشورہ لے کاموں میں اور بطانہ کے معنی ہیں دخیل

فائدہ: دخیل اس کو کہتے ہیں جو داخل ہو رئیس پر اس کی تنہائی کے مکان میں اور اس کو اپنا راز بتلا دے اور رعیت کے کام میں اس کے مشورے پر عمل کرے۔

٦٦٥٩۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ

٦٦٥٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا اور نہ کوئی خلیفہ مقرر کیا مگر کہ اس کے دو خاصے رفیق ہوتے ہیں ایک رفیق تو اس کو نیک کام بتلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور دوسرا رفیق بد کام سکھلاتا ہے اور اس پر رغبت دلاتا ہے اور گناہ سے وہی معصوم ہے جس کو اللہ بچائے اور کہا

عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيٰى أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيْقٍ وَمُوْسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ وَسَعِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سلیمان نے یحییٰ سے خبر دی مجھ کو ابن شہاب نے الخ یعنی اختلاف کیا گیا ہے تابعی پر اس کے صحابی میں سو صفوان نے تو جزم کیا ہے کہ وہ ابو ایوب کی روایت سے ہے اور بہر حال زہری سو اختلاف کیا گیا ہے اوپر اس کے کہ کیا وہ ابوسعید رضی اللہ عنہ ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: مراد بطانہ سے احتمال ہے کہ فرشتہ اور شیطان ہو اور احتمال ہے کہ دو وزیر مراد ہوں اور احتمال ہے کہ نفس امارہ اور نفس لوامہ مراد ہو اس واسطے کہ ہر ایک کے واسطے دونوں میں سے قوت ملکی ہے اور قوت حیوانی اور حمل کرنا سب پر اولیٰ ہے مگر جائز ہے کہ نہ ہو بعض کے واسطے مگر بعض اور مشکل ہے یہ تقسیم بہ نسبت پیغمبر کے اس واسطے کہ پیغمبر تو معصوم ہیں نہیں متصور ہے کہ وہ برے رفیق کا کہا مانے اور جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں اشارہ ہے اس طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سلامت ہیں ساتھ قول اس کے **فالمعصوم من عصم اللّٰہ** اور گناہوں سے معصوم تو وہی ہے جس کو اللہ بچائے اور بد مشورہ دینے والے کے وجود سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مشورہ قبول کریں اور احتمال ہے کہ مراد بطانہ سے پیغمبر کے حق میں فرشتہ اور شیطان ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ میرا شیطان میرے تابع ہو گیا ہے مجھ کو بدکام کا وسوسہ نہیں دیتا اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف قسم ثالث کی اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ نیک رفیق کے قول کو قبول کرتا ہے بد رفیق کے قول کو قبول نہیں کرتا اور یہ لائق ہے ساتھ پیغمبر کے اور کبھی رفیق بد کا قول قبول کرتا ہے نیک کا قول قبول نہیں کرتا اور یہ کبھی پایا جاتا ہے خاص کر کافر سے اور اگر دونوں کا قول برابر قبول کرے تو اس کا حدیث میں ذکر نہیں واسطے واضح ہونے حال کے اور اگر ایک سے قبول

غالب ہو تو وہ ملحق ہے ساتھ اس کے نیک ہو تو نیک اور بد ہو تو بد اور لائق ہے امام کو کہ کوئی آدمی مقرر کرے جو پوشیدہ طور سے لوگوں کا حال معلوم کرے لیکن ضروری ہے کہ ہو ثقہ ماموں عاقل دانا اور مراد اس حدیث میں ثابت کرنا سب امروں کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے سو وہی بچاتا ہے جس کو چاہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ کس طرح بیعت کرے امام لوگوں سے؟

فائدہ: مراد ساتھ کیفیت کے صیغے قولی ہیں نہ فعلی بدلیل اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو چھ حدیثوں سے اور وہ بیعت ہے سمع پر اور اطاعت پر اور ہجرت پر اور جہاد پر اور صبر پر اور نہ بھاگنے پر اگرچہ واقع ہو موت اور پر بیعت عورتوں کے اور اسلام پر اور یہ سب واقع ہوا ہے نزدیک بیعت کے درمیان ان کے بیچ اس کے ساتھ قول کے۔ (فتح)

٦٦٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَّقُومَ أَوْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

٦٦٦٠۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی امام کی بات سننے اور فرمانبرداری کرنے پر خوشی ناخوشی میں اور یہ کہ ہم نہ جھگڑیں حاکموں سے حکومت میں اور یہ کہ ہم قائم رہیں یا کہیں حق جہاں کہیں ہوں نہ ڈریں اللہ کے حکم میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

٦٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ فَأَجَابُوا نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا.

٦٦٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سردی کی صبح میں اور مہاجرین اور انصار خندق کھودتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! نہیں ہے کوئی بہتری مگر آخرت کی بہتری سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا ہم لوگوں نے بیعت کی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٦٦٦٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۶۶۶۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے سمع اور طاعت کرنے پر تو ہم سے فرماتے اس چیز میں جو ہو سکے۔

٦٦٦٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ كَتَبَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ مَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

۶۶۶۳۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا جس جگہ جمع ہوئے لوگ عبدالملک کی بیعت پر تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا کہ میں اقرار کرتا ہوں ساتھ بات سننے اور کہا ماننے کے عبداللہ عبدالملک امیر المومنین کے واسطے اوپر سنت اللہ کے اور سنت اس کے رسول کی کے اور البتہ اقرار کیا میری اولاد نے مثل اس کی۔

٦٦٦٤۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۶۶۶۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع اور طاعت پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تعلیم کیا جس میں تجھ سے ہو سکے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: جس جگہ لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے یعنی مروان کے بیٹے پر اور مراد اجتماع سے جمع ہونا کل کا ہے اور اس سے پہلے تفرقہ تھا اور اس سے پہلے زمین میں دو آدمی تھے جو خلافت کا دعویٰ کرتے تھے عبدالملک اور عبداللہ بن زبیر بہرحال ابن زبیر سو وہ تو کے میں ٹھہرا اور بیت اللہ سے پناہ لی بعد مرنے معاویہ کے اور باز رہا یزید کی بیعت سے اور یزید نے کئی بار ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی زندگی میں خلافت کا دعویٰ نہیں کیا تھا پھر یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا سو بیعت کی اس کی یمن اور مصر اور عراق اور شام نے اور نہ پیچھے رہا اس کی بیعت سے مگر بنی امیہ اور جو ان کے موافق تھا سو بنی امیہ نے مروان کی بیعت کی خلافت پر پھر رفتہ رفتہ مروان سب شام پر غالب ہوا پھر مصر پر پھر مر گیا اور اس کا بیٹا عبدالملک اس کا جانشین ہوا اس نے حجاج کو لشکر دیکھے کے میں بھیجا ابن زبیر کے مارنے کو سو حجاج نے کے کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ ابن زبیر مارا گیا اور منتظم ہوا سب

ملک عبدالملک کے واسطے سو اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت کی اور یہی مطلب ہے اس کے قول کا کہ جب لوگ عبدالملک پر جمع ہوئے اور اختلاف کی مدت میں اس سے پہلے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نہ عبدالملک سے بیعت کی تھی نہ ابن زبیر سے جیسے پہلے نہ علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی نہ معاویہ سے پھر جب معاویہ کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی تو بیعت کی معاویہ سے اور اس کے مرنے کے بعد یزید سے بیعت کی واسطے جمع ہونے لوگوں کے اوپر اس کے پھر یزید کے مرنے کے بعد بیعت سے باز رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر قتل ہوا۔ (فتح)

٦٦٦٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّيْ أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ.

٦٦٦٥۔ حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے عبدالملک سے بیعت کی تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو لکھا یہ خط ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کی طرف بے شک میں اقرار کرتا ہوں ساتھ سمع اور طاعت کے عبداللہ عبدالملک امیر المؤمنین کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اس میں جو مجھ سے ہو سکے اور میری اولاد نے بھی اس کا اقرار کیا۔

٦٦٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

٦٦٦٦۔ حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس چیز پر تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حدیبیہ کے دن؟ اس نے کہا کہ مرنے پر یعنی مرنے تک پیچھے نہ ہٹیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزری۔

٦٦٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ

٦٦٦٧۔ حضرت مسور سے روایت ہے کہ جس جماعت کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے والی کیا یعنی ان کو معین کیا اور ٹھہرایا خلافت کو شوریٰ درمیان ان کے یعنی جس کو چاہیں اپنے میں سے مشورہ کر کے خلیفہ بنا دیں اور وہ چھ آدمی تھے علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سو وہ جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان چھ میں سے کون خلیفہ بنے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نہیں ہوں میں کہ تنازع

شِئْتُمُ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنكُمْ فَجَعَلُوا ذٰلِكَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا أَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيْرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِّنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا

کروں تم سے حکومت پر یعنی اس کے سبب سے یعنی اس واسطے کہ مجھ کو مستقل خلیفہ ہونے کی کچھ رغبت نہیں لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے واسطے تم میں سے کسی کو اختیار کرتا ہوں تو پانچوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اس کا اختیار دیا یعنی وہ جس کو ان چھ میں سے اختیار کریں وہی خلیفہ ہو سو جب انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنے کام کا مختار کیا تو لوگوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف قصد کیا یہاں تک کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس جماعت کی پیروی کرے اور نہ اس کے پیچھے چلے اور جھکے لوگ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرتے تھے ان سے ان راتوں میں یعنی لوگ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف مشورہ کرنے کو جھکے تھے نہ کسی اور کام کے واسطے یہاں تک کہ جب وہ رات ہوئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی کہا مسور نے کہ کچھ رات گئی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو انہوں نے دروازے کو دستک دی یہاں تک کہ میں جاگا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو سوتا دیکھتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ میں نے ان تین راتوں میں نیند کا بہت سرمہ نہیں ڈالا یعنی نہیں سویا ہوں لیکن تھوڑا سو بلا زبیر اور سعد رضی اللہ عنہما کو سو میں نے ان کو بلایا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا پھر مجھ کو بلایا سو کہا کہ میرے واسطے علی رضی اللہ عنہ کو بلا میں نے ان کو بلایا سو اس سے سرگوشی کی یہاں تک کہ آدھی رات گزری پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اٹھے اور وہ امیدوار تھے کہ ان کو خلیفہ بنائیں اور البتہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے کچھ ڈرتے تھے پھر مجھ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا سو ان سے کان میں بات کی یہاں تک کہ جدا کیا ان کو صبح کی اذان دینے والے نے یعنی صبح تک مشورہ کرتے تھے پھر

تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَآءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ.

جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی اور یہ جماعت منبر کے پاس جمع ہوئی تو عبدالرحمٰن نے بلا بھیجا جو حاضر تھا مہاجرین اور انصار سے اور بلا بھیجا لشکروں کے سرداروں کو یعنی معاویہ کو جو شام کا امیر تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو جو کوفے کا امیر تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو اور انہوں نے یہ حج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا پھر مدینے تک اس کی رفاقت کی سو جب لوگ جمع ہوئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا یعنی اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله کہا پھر کہا حمد اور صلوٰۃ کے بعد اے علی! میں نے نظر کی لوگوں کے کام میں یعنی ان سے مشورہ کیا اور ان کی رائے لی سو نہیں دیکھا میں نے ان کو کہ کسی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کرتے ہوں یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں ٹھہراتے بلکہ اس کو سب پر ترجیح دیتے ہیں سو نہ ٹھہرا اپنی جان پر کوئی راہ یعنی ملامت سے جب کہ تو جماعت کے موافق نہیں پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر اور دونوں خلیفوں کی سنت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت پر تو عثمان رضی اللہ عنہ نے قبول کیا سو بیعت کی ان سے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اور لوگوں نے مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے سرداروں نے اور سب مسلمانوں نے۔

فائدہ: اور خاص کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کے سوائے خلافت کا کوئی امیدوار نہ تھا مع موجود ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور موجود ہونا عثمان رضی اللہ عنہ کا اور سکوت اہل شوریٰ اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں وغیرہ حاضرین کا دلیل ہے اس پر کہ انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور عثمان رضی اللہ عنہ پر راضی ہوئے کہا طبری نے کہ نہ تھا اہل اسلام میں کوئی کہ اس کے واسطے رتبہ ہو دین میں اور ہجرت میں اور مسابقت میں اور عقل میں اور علم میں اور معرفت سیاست میں جو ان چھ آدمیوں کے واسطے تھے جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو

شوریٰ ٹھہرایا اور اگر کہا جائے کہ بعض ان چھ میں بعض سے افضل تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ لائق خلافت کے وہ ہے جو دین میں پسند ہو اور نہیں صحیح ہے حاکم بنانا مفضول کا وقت موجود ہونے افضل کے سو جواب یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے افضل ہونے کا نام لیتے تو یہ نص ہوتی اس کے خلیفہ بنانے پر اور اس نے قصد کیا کہ خلافت میں تقلید نہ کی جائے سو اس کو چھ آدمیوں میں ٹھہرایا جو فضیلت میں قریب قریب تھے اس واسطے کہ یہ امر تحقیق ہے کہ وہ مفضول کے حاکم بنانے پر جمع نہیں ہوں گے اور مسلمانوں کی خیر خواہی میں قصور نہ کریں گے اور یہ کہ جو ان میں مفضول ہے وہ مقدم نہ ہوگا فاضل پر اور نہ کلام کرے گا خلافت میں اور حالانکہ اس کا غیر لائق تر ہو ساتھ اس کے اور معلوم ہوئی رضا امت کی ساتھ اس کے جس پر چھ آدمیوں نے اتفاق کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ رافضیوں کا قول باطل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کو خاص معین شخصوں میں معین کر دیا تھا نام لے کر اس واسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اطاعت نہ کرتے اس میں کہ انہوں نے خلافت کو ان کے درمیان شوریٰ ٹھہرایا اور البتہ کہنے والا کہتا کہ نہیں کوئی وجہ مشورہ کرنے کی اس امر میں کہ اللہ نے اس کو اپنے پیغمبر کی زبان پر بیان کر دیا ہے اور سب لوگ جو عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات پر راضی ہوئے تو یہ دلیل ہے اس پر کہ ان کے پاس اس امر میں کوئی نص نہ تھی بلکہ ان کے پاس خلافت کی اوصاف تھی کہ جس میں وہ پائی جائیں وہ خلافت کا مستحق ہے اور ان کا پایا جانا اجتہاد سے واقع ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ اگر ایسی جماعت جن کی دیانت پر سب کا اعتماد ہو کسی کے واسطے عقد خلافت کریں تو ان کے غیروں کو جائز نہیں کہ ان کے عقد خلافت کو کھولیں اس واسطے کہ اگر عقد صحیح نہ ہوتا مگر ساتھ سب لوگوں کے تو کہنے والا کہتا کہ ان چھ کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے اور جب کسی نے اعتراض نہ کیا تو معلوم کیا کہ خلافت صحیح ہے اور اس حدیث میں ہے کہ جب چند آدمی کسی چیز میں شریک ہوں اور ان میں جھگڑا پڑے کسی بات میں تو ایک کو اپنا مختار بنا دیں تا کہ وہ ان کے واسطے اختیار کرے بعد اس کے کہ اپنے آپ کو اس امر سے نکالے اور وہ مختار حتی المقدور اس امر میں کوشش کرے اور اپنے گھر والوں سے جدا رہے یہاں تک کہ اس کو کامل کرے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ وکیل مفوض کو جائز ہے کہ وکیل کرے اگرچہ نہ نص کی گئی ہو اس کے واسطے اس کے اس واسطے کہ ان پانچوں نے اس امر میں تنہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو مختار کیا اور مستقل ہوا باوجود اس کے کہ نہیں نص کی تھی عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تنہا ہونے پر اور اس میں ہے کہ احداث قول زائد کا اجماع پر نہیں جائز ہے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے پہلے علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا پھر ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اس میں دور کرنا ہے تہمت کا اپنے نفس سے اور چھپانا اپنے دل کے ارادے کو اس واسطے کہ اس نے مناسب جانا کہ تا کہ اس کے کا ارادہ معلوم نہ ہو کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

جو دو بار بیعت کیا جائے یعنی ایک حالت میں

٦٦٦٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ

٦٦٦٨۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيْ يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ قَالَ وَفِي الثَّانِيْ.

حضرت ﷺ سے بیعت کی درخواست کی درخت کے نیچے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ! کیا تو بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا یا حضرت! میں بیعت کر چکا ہوں اول بار فرمایا اور دوسرے وقت میں بھی بیعت کر۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے فراست سے معلوم کیا کہ یہ بڑا دلاور ہوگا تو اس سے دو بار بیعت کی اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ وہ لڑائی میں دو آدمیوں کے قائم مقام ہوگا سو اسی طرح ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعادہ لفظ عقد کا نکاح وغیرہ میں اول عقد کے واسطے فسخ نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ

گنواروں اور جنگلیوں کی بیعت کا بیان یعنی بیعت کرنا ان کا اسلام اور جہاد پر

٦٦٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

٦٦٦٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اسلام پر تو اس کو بخار پہنچا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا سو وہ نکلا یعنی مدینے سے جنگل کی طرف تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی مثل ہے پلید کو نکال ڈالتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور حضرت ﷺ نے اس کو اس کی بیعت اس واسطے نہ پھیر دی کہ حضرت ﷺ گناہ پر مدد نہیں کرتے تھے اور اس نے بیعت کی تھی کہ وہ بغیر اجازت کے مدینے سے نہ نکلے گا اور اس کا نکلنا گناہ تھا اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا اس پر جو مسلمان ہو اور مدینے سے نکلنا اس وقت برا ہے جب کہ مدینہ میں رہنے کو برا جانے اور اس سے منہ پھیر کے نکلے جیسا کہ اس گنوار نے کیا اور بہرحال اگر کسی صحیح مقصد کے واسطے نکلے جیسے علم کا پھیلانا اور شرک کے شہروں کو فتح کرنا یا اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنا مع اعتقاد فضل مدینے کے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ اکثر اصحاب سے واقع ہوا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

چھوٹے لڑکے کا بیعت کرنا

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے یا نہیں؟ کہا ابن منیر نے کہ ترجمہ میں وہم ہے اور حدیث اس وہم کو دور کرتی ہے سو وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکے کی بیعت منعقد نہیں ہوتی۔

٦٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ.

٦٦٧٠۔ حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور اس کی ماں زینب رضی اللہ عنہا اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گئی تو اس نے کہا یا حضرت! اس سے بیعت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا وہ چھوٹا ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور حضرت ﷺ قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے سب گھر والوں کی طرف سے۔

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ عبداللہ بن ہشام حضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے بہت زمانہ آپ کے بعد زندہ رہا۔

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

جو بیعت کرے پھر بیعت کو پھیرنا چاہے

٦٦٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ

٦٦٧١۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے اسلام پر بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت مجھ کو پھیر دو حضرت ﷺ نے نہ مانا پھر وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا مجھ کو میری بیعت پھیر دیجیے حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ دیہاتی مدینے سے مرتد ہو کر نکل گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کو چھانٹتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

جو کسی مرد سے صرف دنیا کے واسطے بیعت کرے

فائدہ: یعنی نہ مقصود ہو فرمانبرداری اللہ کی بیعت کرنے میں اس کے ہاتھ پر جو خلافت کا مستحق ہوا۔ (فتح)

٦٦٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَآءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَاهُ إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا.

٦٦٧٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت میں نہ بولے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے واسطے عذاب ہے درد ناک ایک تو وہ مرد جو بیابان میں حاجت سے زیادہ پانی پر ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے دوسرا وہ مرد ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس سے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے واسطے سو اگر امام نے اس کو دیا جو چاہتا ہے تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے اس کو کچھ نہ دیا تو اس نے عہد کو پورا نہ کیا تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد سے ایک جنس کو بیچا عصر کی نماز کے بعد پھر اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے خریدا ہے سو خریدنے والے نے اس کو سچا جانا اور اس کو خرید لیا اور حالانکہ نہیں دی تھی اس نے اس کے بدلے اتنی قیمت جس پر اس نے قسم کھائی کہ اس نے اس کے عوض دیا ہے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں تین آدمی اور ہیں ایک بوڑھا حرام کار دوسرا جھوٹا بادشاہ تیسرا فقیر مغرور اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ایک ازار کا لٹکانے والا یعنی ٹخنے سے نیچے دوسرا خیرات کر کے احسان جتلانے والا تیسرا بیچنے والا جو اپنی چیز کی گرم بازاری کرے جھوٹی قسم کھا کر اور ایک روایت میں ایک قسم کھا کر مسلمان کا مال ناحق چھیننے والا پس یہ نو خصلتیں ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو کہا کہ اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا تو اس کے معنی ہیں کہ نہ کلام کرے گا ان سے جیسے کلام کرے گا اس سے جس سے راضی ہو ساتھ ظاہر کرنے رضا کے بلکہ ساتھ کلام کے کہ دلالت کرے غصے پر یا مراد یہ ہے کہ اللہ ان سے اعراض کرے گا یا وہ کلام جس سے وہ خوش ہوں یعنی ایسا کلام نہیں کرے گا یا مراد یہ ہے کہ نہ بھیجے گا ان کی طرف فرشتوں کو ساتھ تحفہ کے اور مراد نظر سے نظر رحمت ہے یعنی رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھے گا اور مراد ابن سبیل سے مسافر ہے جس کو پانی کی حاجت ہو لیکن مستثنیٰ ہے اس سے حربی اور مرتد جب کہ اصرار

کریں کفر پر کہ ان کو پانی دینا واجب نہیں اور جھوٹی قسم کھانا ہر وقت حرام ہے لیکن عصر کو اس واسطے خاص کیا کہ اس وقت میں زیادہ تر گناہ ہے اس واسطے کہ اللہ نے اس وقت کا بڑا شان کیا ہے اس وقت میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ وقت ہے اعمال کے ختم ہونے کا اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے سو اس وقت قسم کھانے کا بڑا گناہ ہوا تا کہ کوئی اس پر جرأت نہ کرے اور سلف کا دستور تھا کہ عصر کے بعد قسم کھاتے تھے اور اس حدیث میں وعید شدید ہے بیچ توڑنے بیعت کے اور خروج کرنے کے امام پر اس واسطے کہ اس میں تفرقہ ہے خلق کا اور عہد پورا کرنے میں جان مال اور شرم گاہوں کا بچانا ہے اور اصل بیعت کا یہ ہے کہ بیعت کرے امام سے اس پر کہ عمل کرے ساتھ حق کے اور قائم کرے حدوں کو اور حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے برے کام سے اور جس نے مال کے واسطے بیعت کی سوائے ملاحظہ اس چیز کے کہ دراصل مقصود ہے تو اس کو صریح خسارا پڑا اور داخل ہوا وعید مذکور میں اگر نہ معاف کرے اس سے اللہ اور اس حدیث میں ہے کہ جس عمل سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہ ہو بلکہ اس سے دنیا کا مال غرض ہو تو وہ عمل فاسد ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَآءِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عورتوں کی بیعت کا بیان روایت کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

٦٦٧٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسٍ تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ

٦٦٧٣۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا اور ہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ مجھ سے بیعت کرو اس پر کہ نہ شریک کرو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو اور نہ لاؤ طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان یعنی جھوٹی قسم نہ کھاؤ اپنی عقل سے بنا کر اور میری نافرمانی نہ کرو نیک بات میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو ان گناہوں میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اس نے اس کے بدلے دنیا میں سزا پائی یعنی حد مارا گیا تو وہ اس کے واسطے کفارہ ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پہنچا اور اللہ نے اس کا عیب چھپایا یعنی دنیا میں تو اس کا امر اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو اس کو عذاب کرے چاہے معاف کرے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی۔

شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے عہد و پیان لیا جیسا عورتوں سے لیا کہ ہم کسی کو اللہ کا شریک نہ کریں، الخ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طریق کی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اور کہا ابن منیر نے کہ داخل کیا ہے عورتوں کے ترجمہ میں عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس واسطے کہ قرآن میں بیعت عورتوں کے حق میں وارد ہوئی ہے پس پہچانی گئی ساتھ ان کے پھر استعمال کی گئی مردوں کے حق میں۔ (فتح)

٦٦٧٤- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَآءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا.

٦٦٧٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عورتوں سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے تھے اس آیت سے کہ نہ شریک ٹھہراؤ اللہ کا کسی کو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت سے جس کے مالک تھے۔

٦٦٧٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِّنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ أَوْ ابْنَةُ أَبِيْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.

٦٦٧٥۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ پر یہ آیت پڑھی یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا مردے پر نوحہ اور بین کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ بند کیا یعنی اس نے بیعت نہ کی اور کہا کہ فلانی عورت نے میری مدد کی تھی یعنی نوحہ کرنے پر اور میں ارادہ کرتی ہوں کہ اس کو بدلا دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی پھر پلٹ آئی سو نہ عہد پورا کیا کسی عورت نے مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام علاء رضی اللہ عنہا اور ابو سبرہ کی بیٹی معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ رضی اللہ عنہ

کی عورت نے۔

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا کلام سننا مباح ہے اور اس کی آواز ستر نہیں اور منع ہے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا بغیر ضرورت کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَّكَثَ بَيْعَةً

جو بیعت توڑے

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾.

اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اور جو بیعت توڑے تو وہ اپنے نفس پر توڑتا ہے اور وارد ہوئی ہے بیعت توڑنے کی وعید میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں جانتا میں کوئی دغا بازی زیادہ تر اس سے کہ بیعت کی جائے کسی مرد سے موافق حکم اللہ اور اس کے رسول کے پھر اس کے واسطے لڑائی کی جائے۔

٦٦٧٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَآءَ الْغَدَ مَحْمُوْمًا فَقَالَ أَقِلْنِيْ فَأَبٰى فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

٦٦٧٦ـ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مجھ سے بیعت کیجیے اسلام پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اسلام پر بیعت کی پھر اگلے روز آیا اور اس کو بخار چڑھ گیا تھا تو اس نے کہا کہ میری بیعت مجھ سے توڑیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مانا پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو نکال دیتا ہے اور ستھرے کو نکھارتا ہے۔

بَابُ الْإِسْتِخْلَافِ

باب ہے بیچ بیان خلیفہ مقرر کرنے کے

فائدہ: یعنی معین کرنا خلیفے کا وقت مرنے اپنے کے دوسرے خلیفے کو بعد اپنے یا معین کرے جماعت تا کہ اختیار کریں اپنے میں سے کسی کو۔

٦٦٧٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَارَأْسَاهُ فَقَالَ

٦٦٧٧ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ہائے میرا سر درد کرتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرا انتقال ہوا اور میں زندہ رہا تو تیرے واسطے مغفرت مانگوں گا اور تیرے حق میں دعا کروں گا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے مصیبت قسم ہے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ.

اللہ کی بے شک میں آپ کو گمان کرتی ہوں آپ میرا مرنا چاہتے ہیں اور اگر میں مرگئی تو البتہ آپ اخیر دن میں اپنی کسی بیوی سے صحبت کرنے والے ہوں گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا سر البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجوں اور اس کو اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کردوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں اور کہیں کہ ہم لائق تر ہیں خلافت کے پھر میں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اللہ کسی کی خلافت نہ مانے گا اور مؤمنین بھی دفع کریں گے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا اللہ اور نہ مانیں گے مومن۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ فاعہد یعنی اپنے بعد خلیفہ کو معین کروں اور یہی ہے جو بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا پس باندھا ترجمہ ساتھ اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اے عائشہ! اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ میں ان کو نوشتہ لکھ دوں اور اس کے اخیر میں ہے کہ اللہ اور مؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے کسی کی خلافت نہ مانیں گے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خلافت ہے۔

٦٦٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ رَاهِبٌ وَدِدْتُّ أَنِّيْ نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيْ وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا.

٦٦٧٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کرتے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو البتہ خلیفہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو البتہ خلیفہ نہ مقرر کیا اس نے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ﷺ نے تو لوگوں نے اس کو نیک کہا سو کہا کہ بعض رغبت کرنے والا ہے اور بعض ڈرنے والا میں دوست رکھتا ہوں کہ نجات پاؤں خلافت سے برابر برابر نہ مجھ کو اس کا ثواب ہو اور نہ عذاب نہیں اٹھاتا میں خلافت کو زندہ اور مردہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں بنانے والا سو میں نے قسم کھائی کہ اس سے اس امر میں کلام کروں گا سو اس نے کہا کہ اگر تیرے واسطے کوئی بکریوں کا چرانے والا ہو اور وہ ان کو چھوڑ کے تیرے پاس چلا آئے تو البتہ بکریاں ضائع ہو جائیں گے سو آدمیوں کی رعایت سخت تر ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اپنے دین کو نگاہ رکھے گا اور ظاہر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ خلیفہ کرنا راجح تھا اس واسطے کہ یہی فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا ہے اور یہ جو کہا کہ راغب یا راہب تو اس کے کئی معنی ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیک کہا بعض ان میں راغب ہے میری نیک رائے میں اور یا ڈرنے والا ہے ظاہر کرنے اس چیز کے سے جو اس کے دل میں اس کی کراہت سے ہے یا راغب ہے اس میں جو میرے نزدیک ہے اور ڈرانے والا ہے مجھ سے یا مراد یہ ہے کہ بعض آدمی خلافت میں راغب ہے اور بعض اس سے ڈرنے والا یا میں راغب ہوں اس میں جو اللہ کے پاس ہے اور ڈرنے والا ہوں اس کے عذاب سے سو نہیں اعتماد کرتا میں تمہاری تعریف پر اور اسی خیال نے مجھ کو خلیفہ کرنے سے باز رکھا اور اس قصے میں دلیل ہے اوپر جواز عقد خلافت کے امام والی سے اپنے غیر کے واسطے اور یہ کہ امر اس کا اس میں جائز ہے عام مسلمانوں پر واسطے اتفاق کرنے اصحاب کے اوپر عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے عہد کیا اور اسی طرح بیچ قبول کرنے عہد عمر رضی اللہ عنہ کے طرف چھ آدمیوں کے اور چھ کو اس واسطے خاص کیا کہ ان میں سے ہر ایک میں دو امر جمع تھے ایک بدری ہونا اور ایک راضی ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے مرتے دم تک اور اس میں رد ہے طبری وغیرہ پر کہ اس نے جزم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور وجہ رد کی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں کیا لیکن طبری نے تمسک کیا ہے ساتھ اس کے کہ لوگوں کا اتفاق ہے اس پر کہ انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ نام رکھا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کیا تو جواب یہ ہے کہ ان کے خلیفہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے ساتھ قائم ہوئے یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ان معنوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث باب کی اور سوائے اس کے دلائل سے اگرچہ نہیں ہے کسی حدیث میں ان میں سے تصریح لیکن مجموع حدیثوں سے لیا جاتا ہے اور اسی طرح اس میں رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے راوندیہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا اور اسی طرح سب رافضیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا تھا اور وجہ رد کی ان پر اتفاق اصحاب کا ہے اوپر متابعت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پھر ان کی بات ماننے پر عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں پھر عمل کرنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں شوریٰ پر اور نہ دعویٰ کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اور نہ علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدہ خلافت کا ان کو دیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اجماع ہے اوپر منعقد ہونے خلافت کے ساتھ خلیفہ مقرر کرنے کے اور اوپر صحیح

ہونے اس کے ساتھ بعث اہل حق اور عقد کے واسطے کسی آدمی کے جس جگہ نہ ہو خلیفہ بنانا اس کے غیر کا اور یہ کہ جائز ہے ٹھہرانا خلیفہ کا امر کو شوریٰ درمیان عدد محصور کے یا غیر محصور کے اور اجماع ہے اس پر کہ وہ واجب ہے ساتھ شرع کے نہ ساتھ عقل کے اور بعض خارجیوں نے اس میں خلاف کیا ہے سو کہا انہوں نے کہ نہیں واجب ہے قائم کرنا خلیفہ کا اور خلاف کیا ہے بعض معتزلہ نے سو کہا کہ واجب ہے ساتھ عقل کے نہ ساتھ شرع کے اور یہ قول دونوں باطل ہیں پہلا قول اجماع سابق کے مخالف ہے اور معتزلہ کا قول بھی ظاہر فساد ہے اس واسطے کہ نہیں دخل ہے عقل کے واسطے واجب کرنے اور حرام کرنے میں اور نہ تحسین اور تقبیح میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے یہ باعتبار عادت کے۔ (فتح)

٦٦٧٩۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَّكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهٗ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ

٦٦٧٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اخیر خطبہ سنا جب کہ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ اگلے دن تھا اس دن سے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چپ تھے نہ بولتے تھے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ کو امید تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ہم سب لوگوں سے پیچھے رہیں گے سو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو بے شک اللہ نے تمہارے درمیان نور ٹھہرایا ہے جس کے ساتھ تم راہ پاؤ جس سے اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ دکھلائی یعنی قرآن اور یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور دوسرے ہیں دو کے یعنی غار میں اور یہ کہ وہ لائق تر سب مسلمانوں میں ساتھ تمہارے کاموں کے یعنی لائق ہے خلافت کے سو اٹھ کر ان کی بیعت کرو اور ان میں سے ایک گروہ اس سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے قوم بنی ساعدہ کی چوپال میں اور عام لوگوں کی بیعت منبر پر تھی کہا زہری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ منبر پر چڑھ سو ہمیشہ رہے کہتے ان کو یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور عام لوگوں نے ان سے بیعت خلافت کی۔

عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً.

فائدہ: یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے حکایت کی کہ انہوں نے سنا تو یہ سننا بعد عقد بیعت کے تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بنی ساعدہ کے چوپال میں یعنی پھر ذکر کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے جو اس بیعت میں حاضر نہ تھا جو واقع ہوا اس جگہ پھر بلایا باقی لوگوں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی طرف سو بیعت کی ان سے ان لوگوں نے جو وہاں حاضر نہ تھے اور یہ سب معاملہ ایک ہی دن میں واقع ہوا اور یہ بیعت منبر کی بسبب ان لوگوں کے تھی جو بنی ساعدہ کے چوپال میں حاضر نہ تھے ورنہ اس کی کچھ حاجت نہ تھی اور ثانی اثنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس واسطے ذکر کیا کہ یہ صفت ان کے ساتھ خاص ہے کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور یہ فضیلت ان کی سب فضیلتوں میں بڑی ہے جس کے ساتھ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق خلافت کے ہوئے اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منبر پر چڑھا تو یہ اس واسطے تھا کہ تاکہ پہچانے ان کو واقف اور ناواقف اور یہ جو کہ عام لوگوں نے ان سے بیعت کی یعنی دوسری بیعت عام تر اور مشہور تھی پہلی بیعت سے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں واقع ہوئی تھی۔ (فتح)

٦٦٨٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ.

۶۶۸۰۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو آپ سے کسی چیز میں کلام کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ ہمارے پاس پھر آنا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو کہ اگر میں آؤں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہو تو کس کے پاس جاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

٦٦٨١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتْبَعُوْنَ أَذْنَابَ الْإِبِلِ

۶۶۸۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بزاخہ کے ایلچیوں سے کہا کہ تم اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو یعنی اونٹ چراؤ اور ان کا منافعہ کھاؤ یہاں تک کہ اللہ اپنے پیغمبر کے خلیفے کو اور مہاجرین کو کوئی امر دکھلائے یعنی کوئی امر ان کے

حَتّٰى يُرِيَ اللّٰهُ خَلِيْفَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ أَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهٖ.

دل میں آئے جس سے تم کو معذور رکھیں۔

فائدہ: اور ظاہر یہ ہے کہ مراد غایب سے جہاں تک ان کو مہلت دی یہ ہے کہ ظاہر ہو توبہ ان کی اور اصلاح ان کی خوبی اسلام ان کے سے اور یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور غرض اس سے یہ قول ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ خلیفہ اس کے پیغمبر کا اور یہ حدیث پوری یہ ہے کہ ایلچی بزاخہ کی قوم اسد اور غطفان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے صلح طلب کرتے تھے تو اختیار دی اان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درمیان لڑائی کھلی کے اور درمیان صلح ذلیل کرنے والی کے سوانہوں نے کہا کہ لڑائی کھلی کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صلح ذلیل کرنے والے کیا ہے کہا کہ تم سے ہتھیار اور گھوڑے چھین لیے جائیں گے یعنی تا کہ شوکت نہ رہے اور تمہاری طرف سے امن رہے اور ہم لوٹیں گے جو تم سے پائیں گے یعنی اس کو آپس میں بانٹ لیں گے اور تم کو نہیں پھیر دیں گے اور پھیر دو تم ہم کو جو ہم سے لوٹو یعنی لڑائی کی حالت میں اور تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہیں یعنی ان کی دیت دنیا میں نہیں اس واسطے کہ وہ مشرک تھے باحق مارے گئے تھے پس ان کی کوئی دیت نہیں اور تم چھوڑے جاؤ گے اونٹوں کے پیچھے پیچھے پھرو گے یہاں تک کہ اللہ، الخ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے مقتول اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کا اجر اللہ پر ہے ان کے واسطے کوئی دیت نہیں تو لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی پیروی کی۔ (فتح)

بَابٌ

یہ باب ہے

٦٦٨٢ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ أَبِيْ إِنَّهٗ قَالَ كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ.

٦٦٨٢۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے بعد بارہ سردار ہوں گے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ فرمایا کہ میں نے نہیں سنا میرے باپ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا کہ وہ سب سردار قریش کی قوم سے ہوں گے۔

فائدہ: ہر چند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سردار ہوئے لیکن مراد یہ ہے کہ بارہ سردار ایسے ہوں گے ان کی خلافت کی صفت یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی قوت اور عزت ہو گی اور دوسری صفت ان کی خلافت کی یہ ہے کہ ہر ایک پر ان میں سے سب امت جمع ہو گی اور کہا قاضی عیاض نے کہ وارد ہوتے ہیں اس عدد پر دو سوال ایک سوال یہ کہ معارض ہے اس کو ظاہر اس حدیث کا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی پھر بادشاہ اس واسطے کہ ان تیس سالوں میں نہ تھے مگر چاروں خلیفے اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور دوسرا سوال یہ ہے کہ اس عدد سے زیادہ سردار ہو چکے ہیں اور جواب پہلے

سوال کا یہ ہے کہ مراد تیس سال کی حدیث میں خلافت نبوت کی ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید نہیں اور دوسرے سوال کا یہ جواب ہے کہ یہ نہیں کہا کہ بارہ سے زیادہ نہیں ہوں گے صرف یہ کہا کہ بارہ ہیں اور اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ بارہ سے زیادہ نہ ہوں گے اور یہ اس وقت ہے کہ ٹھہرایا جائے یہ لفظ ہر حاکم پر ورنہ احتمال ہے کہ مراد وہ لوگ ہوں جو خلافت کے مستحق ہوں عادل اماموں سے اور چار خلیفے ان میں سے گزر چکے ہیں اور ضروری ہے کہ باقی تعداد قیامت سے پہلے تک پوری ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ ہوں گے بارہ خلیفے بیچ مدت عزت خلافت کے اور قوت اسلام کے اور استقامت امور اس کے اور جمع ہونے لوگوں کے خلیفے پر اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث کہ ہر ایک پر سب امت جمع ہوگی اور یہ عدد پایا گیا ہے جن پر لوگ جمع ہوئے یہاں تک کہ بنی امیہ کا کام بگڑا اور واقع ہوا فتنہ ولید بن یزید کے زمانے میں یہاں تک کہ قائم ہوئی حکومت عباسیوں کی اور یہ عدد موجود صحیح ہے جب کہ اعتبار کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ بارہ سردار فتنے فساد کے زمانے میں ہوں اور اللہ جانتا ہے اپنے پیغمبر کی مراد کو اور یہ اخیر احتمال مردود ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ مراد موجود ہونا بارہ خلیفوں کا ہے بیچ جمیع مدت اسلام کے قیامت تک عمل کرنے کے ساتھ دین حق کے اگرچہ نہیں متصل ہوگا زمانہ ان کا اور مراد لوگوں کے جمع ہونے سے یہ ہے کہ ان کی بیعت کے واسطے سب لوگ فرمانبردار ہوں گے اور سب لوگ ان کی بیعت کریں گے اور جو واقع ہوا ہے یہ ہے کہ لوگ جمع ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پھر عمر رضی اللہ عنہ پر پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر پھر علی رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئے لوگ معاویہ پر وقت صلح کرنے حسن رضی اللہ عنہ کے اس سے پھر جمع ہوئے سب لوگ اس کے بیٹے یزید پر اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا کچھ انتظام نہ ہوا بلکہ اس سے پہلے شہید ہوئے پھر جمع ہوئے عبدالملک پر بعد قتل ہونے ابن زبیر کے پھر جمع ہوئے اس کے چاروں بیٹوں پر یعنی ولید پر پھر سلیمان پر پھر یزید پر پھر ہشام پر اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر جمع ہوئے پھر ان کے بعد فتنے فساد پھیلے اور پھر اس دن کے بعد کسی پر سب لوگ جمع نہیں ہوئے یا مراد تمام وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت تک حاکم ہوئے کہ وہ چودہ امیر ہیں ان میں سے دو آدمیوں کی سرداری تو صحیح نہیں ہوئی اور نہ ان کی مدت حکومت دراز ہوئی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان ہیں اور باقی بارہ سردار ہیں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک سو ایک سال ہجری میں تھی اور اس کے بعد حالات متغیر ہوئے اور گزر گیا وہ زمانہ جو سب زمانوں میں بہتر ہے اور نہیں قدح کرتا ہے اس میں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ سب لوگ ان پر جمع ہوں گے اور ان کی بیعت کریں گے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر اس واسطے کہ یہ صفت نہیں گم ہوئی ہے مگر حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میں باوجود صحیح ہونے ان کی حکومت کے اور حکم کرنے کے ساتھ اس بات کے کہ جو ان دونوں کا مخالف تھا نہیں ثابت ہوا استحقاق اس کا مگر بعد تسلیم حسن رضی اللہ عنہ کے اور بعد قتل ہونے ابن زبیر کے اور اکثر ان بارہ امیروں کے زمانوں میں امور ملک کا

انتظام رہا اگرچہ ان کی بعض مدت میں ملک کے انتظام میں کچھ قصور واقع ہوا اور یہ نسبت استقامت کی نہایت قلیل اور نادر ہے، واللہ اعلم ۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُوْمِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِيْنَ نَاحَتْ.

نکالنا جھگڑنے والوں اور شک والوں کا گھروں سے بعد معرفت کے اور البتہ نکالا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب کہ اس نے نوحہ کیا۔

فائدہ: یہ باب اور اثر اور حدیث کتاب الاشخاص میں گزر چکے ہیں۔

٦٦٨٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ يُحْتَطَبُ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ أَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلَ مِنْسَاةٍ وَمِيْضَاةٍ اَلْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ.

٦٦٨٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ حکم کروں لکڑیوں کا کہ جمع کی جائیں پھر حکم کروں نماز کا اس کے واسطے اذان دی جائے پھر حکم کروں کسی مرد کو کہ لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھائے پھر میں ان مردوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے سو ان کے گھر ان پر جلا دوں اور قسم ہے اللہ کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر کوئی جانے کہ وہ پائے گا موٹی ہڈی یا دو کھر بکری کے عمدہ تو البتہ حاضر ہو عشاء کی نماز میں، کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے مرماۃ وہ گوشت ہے جو بکری کے کھر کے درمیان ہو مثل وزن منساۃ کی اور میضاۃ کی ساتھ زیر میم کے۔

فائدہ: اور جب جماعت کے تارک کو گھر سے نکالنا اور اس کا گھر جلانا جائز ہے تو خصوم وغیرہ کا گھر سے نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابٌ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَّمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهٗ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهٖ.

کیا جائز ہے امام کے واسطے یہ کہ منع کرے گنہگاروں کو اور نافرمانی کرنے والوں کو اپنے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: اہل المعصیۃ عطف عام کا ہے خاص پر۔

٦٦٨٤۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَهُ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا.

٦٦٨٤۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کعب رضی اللہ عنہ کا کھینچنے والا تھا ان کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے کہا سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا پھر ذکر کی حدیث اپنی اور منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے سو ٹھہرے ہم اسی حال پر پچاس راتیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ کے اوپر ہمارے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

❀......❀......❀
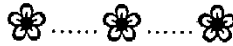
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ التَّمَنِّيْ
کتاب ہے بیچ بیان تمنا اور آرزو کرنے کے

فائدہ: تمنی ایک ارادہ ہے جو متعلق ہوتا ہے ساتھ آئندہ زمانے کے سوا اگر خیر میں ہو بغیر اس کے کہ متعلق ہو جسم سے تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے اور بعضوں نے کہا کہ تمنی اور ترجی میں عموم خصوص ہے کہ ترجی ممکن چیز میں ہے اور تمنی عام تر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّمَنِّيْ وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ
جو آیا ہے تمنی میں اور جو آرزو کرتا ہے شہادت کی

٦٦٨٥۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُوْنَ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِيْ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

٦٦٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ مجھ سے پیچھے رہنے کو برا جانتے ہیں اور میرے پاس سواری موجود نہیں جس پر ان کو سوار کروں تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا البتہ دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں چار بار۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور وودت وداد سے ہے اور اس کے معنی ہیں ارادہ وقوع شے کا او پر وجہ مخصوص کے اور راغب نے کہا کہ ود محبت شے کی ہے اور اس کے حاصل ہونے کی آرزو کرنا۔ (فتح)

٦٦٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

٦٦٨٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ وَدِدْتُ أَنِّیْ أُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ.

میں دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں سو مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں سو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا میں اللہ کے واسطے گواہی دیتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّی الْخَيْرِ

باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے خیر کے

فائدہ: یہ باب عام تر ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ اللہ کی راہ میں لڑنا منجملہ خیر سے ہے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے اس طرف کہ تمنا مطلوب نہیں بند کی گئی ہے طلب شہادت میں۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ أُحُدٌ ذَهَبًا

اور بیچ فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اگر میرے واسطے اُحد کا پہاڑ سونا ہوتا

٦٦٨٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِیْ أُحُدٌ ذَهَبًا لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَّا يَأْتِيَ عَلَيَّ ثَلَاثٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ دِيْنَارٌ لَيْسَ شَیْءٌ أَرْصُدُهٗ فِیْ دَيْنٍ عَلَيَّ أَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهٗ.

٦٦٨٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس اُحد کا پہاڑ سونا ہوتا تو البتہ میں چاہتا کہ تین راتیں نہ گزریں اور میرے پاس اس میں سے ایک اشرفی ہوتی کہ پاؤں میں جو اس کو قبول کرے مگر وہ چیز جو قرض ادا کرنے کے واسطے رکھوں جو مجھ پر ہو۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے احببت۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا

٦٦٨٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ

٦٦٨٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ ہانک لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام اتارتا جب کہ انہوں نے احرام اتارا۔

وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِيْنَ حَلُّوْا.

٦٦٨٩۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَآءَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ إِلٰى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّیْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ وَهُوَ يَرْمِیْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَنَا هٰذِهٖ خَاصَّةً قَالَ لَا بَلْ لِأَبَدٍ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَعَهُ مَكَّةَ وَهِیَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوْفُ وَلَا تُصَلِّیْ حَتّٰى تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَآءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ

٦٦٨٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یعنی حجۃ الوداع میں سو ہم نے حج کا احرام باندھا اور لبیک کہی اور ہم ذی حج کے چوتھی تاریخ کو مکے میں پہنچے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا کہ خانے کعبے اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام اتار ڈالیں اور اس کو عمرہ ٹھہرائیں مگر جس کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام نہ اتارے اور ہم میں سے کسی کے ساتھ قربانی نہ تھی سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ بھی قربانی تھی سو کہا کہ میں نے احرام باندھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم منیٰ کو چلیں گے اور ہمارے ذکر کی منی ٹپکتی ہو گی یعنی تازہ جماع کر کے احرام باندھیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنا حال آگے سے جانتا جو پیچھے جانا تو قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اتار ڈالتا کہا اور سراقہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور حالانکہ آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے تھے تو اس نے کہا یا حضرت! کیا یہ ہمارے ہی واسطے خاص ہے یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا یا حج کو عمرہ کے ساتھ فسخ کرنا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے یہی حکم ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا مکے میں آئیں اور ان کو حیض ہوا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ حج کی سب عبادتیں ادا کریں لیکن خانے کعبے کا طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں یہاں تک کہ حیض سے پاک ہوں سو جب بطحاء میں اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! کیا تم چلتے ہو حج اور عمرے دونوں کے ساتھ اور میں فقط حج کے ساتھ جاؤں گی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِيْ ذِي الْحَجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ الْحَجِّ.

نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تنعیم کی طرف جائے جو حرم مکہ سے باہر ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ ادا کیا ذی الحجہ میں بعد حج کے دنوں سے۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بیان میں کاش کہ ایسا ہوتا اور ایسا ہوتا

فائدہ: لیت تمنی کا حرف ہے اکثر محال چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور ممکن کے ساتھ کم۔ (فتح)

٦٦٩٠۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيْطَهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے خواب رہے سونے کا موقع نہ ملا پھر فرمایا کہ کاش کوئی نیک مرد میرے اصحاب میں سے آج کی رات میری نگہبانی کرے کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا سعد ہے یا حضرت! میں آپ کی نگہبانی کے واسطے آیا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے سنے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کاش مجھ کو علم ہوتا کہ کیا میں رات کاٹوں گا اس میدان میں کہ اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہو یعنی مکے میں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

فائدہ: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نگہبانی کرواتے تھے پھر جبکہ یہ آیت اتری ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نگہبانی کروانی چھوڑ دی اور موضع دلالت کی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ

قرآن اور علم کی آرزو کرنا

٦٦٩١۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٦٦٩١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ بِهٰذَا.

نے فرمایا کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا یا توفیق ہوتی جیسے اس کو ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ یوں کہے کہ اگر مجھ کو مال دیا جاتا جیسا اس کو دیا گیا تو میں بھی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ تمنی کرنے قرآن کے اور علم بھی حکم میں اس کے ساتھ ملحق ہے اور جائز ہے آرزو کرنا اس چیز کی جو غیر کے ساتھ متعلق نہ ہو یعنی اس قسم سے کہ مباح ہے بنا بر اس کی پس نہ تمنی کرنے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ حسد اور بغض کا باعث ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّيْ

جو مکروہ ہے تمنی کرنا

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ نہ آرزو کرو جو فضیلت دی اللہ نے ساتھ اس کے بعضوں کو بعض پر آخر آیت تک

٦٦٩٢۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ.

٦٦٩٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا فرماتے تھے کہ نہ آرزو کیا کرو مرنے کی تو البتہ میں مرنے کی آرزو کرتا۔

٦٦٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْنَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فَقَالَ

٦٦٩٣۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو گئے اور اس نے اپنے بدن پر سات داغ لگوائے تھے سو اس نے کہا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت

لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا أَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ.

کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دعا کرتا۔

٦٦٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنّٰى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَإِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يَسْتَعْتِبُ. قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ عُبَيْدٍ اِسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَزْهَرَ.

۶۶۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کرے تم میں سے کوئی موت کی اگر نیک ہے تو شاید نیک عمل زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرے۔

فائدہ: ان سب حدیثوں میں زجر ہے موت کی آرزو کرنے سے اور حدیثوں اور آیت کے درمیان مناسبت میں خفا ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا ہو کہ مکروہ تمنا سے وہ جنس اس چیز کی ہے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور جس پر دلالت کرتی ہے حدیث اور حاصل آیت کا زجر ہے حسد سے اور حاصل حدیث اول کا ترغیب ہے صبر پر سو جب تمنی موت سے منع کیا گیا تو ہوگا امر ساتھ صبر کے مصیبت پر جو اس پر اترے اور جمع کرتا ہے آیت اور حدیث کو رغبت دلانا رضا پر اور ماننا اللہ کے حکم کو اور حکمت بیچ منع ہونے آرزو موت کے یہ ہے کہ موت مانگنا اپنے وقت سے پہلے ایک قسم اعتراض ہے اور مقابلہ ہے تقدیر کا اگرچہ عمر نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ سو موت کی آرزو کرنا نہیں تاثیر کرتا اس کے زیادہ ہونے میں اور نہ کم ہونے میں لیکن وہ ایک امر ہے کہ اس سے پوشیدہ کیا گیا ہے اور ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر موت مانگنے کی ضرورت ہو تو یوں مانگے کہ الٰہی! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور موت دے جب میرے حق میں موت بہتر ہو اور یہ جو فرمایا کہ اگر نیک ہو تو نیک عمل زیادہ کرے گا الخ تو ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مکلّف کا حال ان دونوں حالتوں میں بند ہے اور تیسری قسم باقی ہے اور وہ یہ کہ اس کے نیک اور بد عمل ملے ہوئے ہوں پس یا تو بدستور رہے گا اوپر اس کے اور یا نیکی زیادہ کرے گا یا بدی زیادہ کرے گا یا نیک ہوگا تو بد ہو جائے گا یا بد ہوگا تو زیادہ بدی کرے گا اور جواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اکثر اوقات پر یعنی غالب حال مسلمانوں کا یہی ہوتا ہے خاص کر مخاطب اس کے ساتھ اصحاب تھے اور البتہ میرے دل میں گزرا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف رشک کرنے محسن کے اپنے احسان سے اور ڈرانا ہے بدکا اس کی بدی سے یعنی جو نیک ہو وہ

موت کی آرزو نہ کرے اور بدستور رہے اپنی نیکی پر اور زیادہ کرے نیک عمل اور جو بدکار ہو وہ بھی موت کی آرزو نہ کرے اور باز رہے بدی سے تا کہ اپنی بدی پر نہ مرے پس ہوگا خطرے پر اور باقی تقسیم بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

کہنا مرد کا کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف روایت مختصر کی جو روایت کی ہے خندق کھودنے کے باب میں۔

٦٦٩٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى وَرُبَّمَا قَالَ الْمَلَا قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ.

٦٦٩٥۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خندق کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھاتے تھے اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کا پیٹ چھپایا تھا فرماتے تھے کہ اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو اتار دے تسکین کو ہم پر اور مشرکوں نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے اور جب وہ فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اپنی آواز کو اس کے ساتھ بلند کرتے تھے۔

فائدہ: اور یہ کلمہ لولا کا عرب کے نزدیک منع ہوتی ہے اس کے ساتھ ایک چیز واسطے وجود غیر کے پس معنی لولا اللہ ما اهتدینا کے کہ ہماری ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور مناسبت حدیث کی باب سے یہ ہے کہ جب معلق کیا جائے ساتھ اس صیغے کے قول حق تو نہیں منع ہوتا ہے برخلاف اس کے کہ معلق کیا جائے ساتھ اس کے جو حق نہ ہو مثلا کوئی شخص کوئی چیز کرے پس واقع ہو گناہ میں سو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کرتا تو ایسا نہ ہوتا پس اگر اس کو تحقیق معلوم ہو کہ جو اللہ نے اس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور ہونے والا ہے برابر ہے کہ کرتا یا نہ کرتا تو اس کا قول اور اعتقاد نوبت پہنچاتا ہے طرف تکذیب تقدیر کی۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّيْ لِقَآءِ الْعَدُوِّ وَرَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دشمن کے ملنے کی آرزو کرنا مکروہ ہے روایت کیا ہے اس کو اعرج نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ شہادت کی آرزو کرنا جائز ہے اور ظاہر ان دونوں کے درمیان تعارض ہے اس واسطے کہ شہید ہونے کی آرزو محبوب ہے پس کیوں منع کیا گیا ہے دشمن کے ملنے سے اور حالانکہ وہ پہنچاتا ہے طرف محبوب کی

اور جواب یہ ہے کہ حاصل ہونا شہادت کا خاص تر ہے ملنے سے واسطے امکان تحصیل کرنے شہادت کے باوجود نصرت اسلام کے حاصل دوام عزت اس کی کے ساتھ توڑنے کفار کے اور دشمن سے ملنا کبھی پہنچاتا ہے طرف عکس اس کے کی پس منع کیا گیا اس کی آرزو کرنے سے اور نہیں مخالف ہے شہادت کی آرزو کرنے کو اور یا شاید کراہت خاص ہے ساتھ اس کے جس کو اعتماد ہو اپنی قوت پر اور خود پسند ہو۔ (فتح)

٦٦٩٦۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهٗ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى فَقَرَأْتُهٗ فَإِذَا فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ.

٦٦٩٦۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کا کاتب تھا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا تو میں نے اس کو پڑھا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آرزو کیا کرو دشمن سے ملنے کی یعنی لڑائی کے وقت اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ سے عافیت مانگو تو اس واسطے کہ دعا کرنا ساتھ تحصیل کرنے امور اخروی کے بغل گیر ہے ایمان بالغیب کو باوجود اس کے کہ اس میں ظاہر کرنا محتاجی کا طرف اللہ کی اور اس کے آگے ذلیل ہونا اور دعا کرنا ساتھ تحصیل امور دنیاوی کے واسطے محتاج ہونے داعی کے ہے طرف ان کی سو کبھی وہ مقدر ہوتی ہے ساتھ دعا کرنے کے سو ہر سبب اور مسبب مقدر ہے بخلاف دعا موت کے کہ نہیں ہے اس میں کوئی مصلحت ظاہرہ بلکہ اس میں مفسدہ ہے اور وہ طلب کرنا نعمت زندگی دور کرنے کو اور جو اس پر مرتب ہوتا ہے فوائد سے خاص کر جب کہ مومن ہو اس واسطے کہ بدستور رہنا ایمان کا افضل عملوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوْ — جو جائز ہے لو سے

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جو جائز ہے قول اس شخص کے سے جو راضی ہو ساتھ قضاء اللہ کے اگر یوں ہوتا تو البتہ یوں ہوتا یعنی لو کا کلمہ کسی امر میں کہنا جائز ہے یا نہیں کلمہ لو کا واسطے معلق کرنے دوسری چیز کے ہے ساتھ اول کے زمانہ ماضی میں سو دلالت کرے گا اوپر انتفاء اول کے اس واسطے کہ اگر ثابت ہوتا تو لازم آتا ثبوت ثانی کا اس واسطے کہ وہ واسطے ثبوت ثانی کے ہے برتقدیر اول کے سو جب ہوا اول لازم واسطے ثانی کے تو دلالت کرے گا اوپر منع ہونے ثانی کے واسطے منع ہونے اول کے واسطے ضرورت منفی ہونے ملزوم کے اور اگر اول دوسرے کو لازم نہ ہو تو نہ دلالت کرے گا مگر مجرد شرط پر۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لوط علیہ السلام نے کہا کہ اگر مجھ کو تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی تو البتہ میں تم کو منع کرتا اس فساد سے جو تم لائے ہو۔

فائدہ: اور مراد لوط علیہ السلام کی قوت آدمیوں کی تھی ورنہ وہ جانتے تھے کہ ان کے واسطے اللہ سے رکن سخت ہے لیکن وہ چلے ظاہر پر اور یہ آیت بغل گیر ہے اس کو کہ جب مومن بد کام دیکھے جس کے دور کرنے پر قادر نہ ہو تو افسوس کرے اور پر گم ہونے اس شخص کے جو اس کے دفع پر اس کی مدد کرے اور تمنا کرے اس کے وجود کے واسطے حرص کرنے کے اپنے رب کی طاعت پر اور گھبرانے کے بدستور رہنے گناہ کے اسے اور اسی واسطے واجب ہے کہ اپنی زبان سے انکار کرے پھر دل سے جب کہ طاقت دفع کی نہ ہو اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے مایجوز من اللو طرف اس کی کہ دراصل وہ جائز نہیں مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس قول کے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس حدیث کے جو مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن قوی اللہ کے نزدیک بہتر اور پیارا ہے مومن ضعیف اور ست سے اور ہر ایماندار میں بہتری ہے اور حرص کرتا رہ اس کام پر جو تجھ کو فائدے دے اور نہ تھک اور اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو یوں کہہ کہ یہ اللہ نے مقدر کیا تھا اور جو اللہ نے چاہا سو کیا اور بچ اگر کہنے سے اس واسطے کہ اگر کہنا شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے یعنی یوں نہ کہو کہ اگر میں ایسا ایسا کام کرتا تو ایسا ایسا ہوتا اور کہا طبری نے کہ تطبیق درمیان اس نہی کے اور ان حدیثوں کے جو جواز پر دلالت کرتی ہیں یہ ہے کہ نہی مخصوص ہے ساتھ جزم کرنے کے فعل سے جو نہیں واقع ہوا یعنی نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ اگر میں یوں کرتا تو البتہ ضرور ہوتی بغیر اس کے کہ تیرے دل میں مشیت الٰہی کی شرط ہو اور جو وارد ہوا ہے قول لو سے محمول ہے اس پر جب کہ اس کا قائل یقین کرنے والا ہو ساتھ شرط مذکور کے اور وہ شرط اللہ کی مشیت کی ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو واقع ہوتی اور یہ کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز مگر اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے اور وہ مانند قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کی ہے غار میں کہ اگر کوئی ان میں اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ پائے باوجود یقین اس بات کے کہ اللہ ان کی آنکھوں کو ان دونوں سے بند کرنے پر قادر ہے لیکن وہ چلے بحکم عادت ظاہر کے اور ان کو یقین تھا کہ اگر انہوں نے قدم اٹھایا تو نہ دیکھ سکیں گے ان دونوں کو مگر اللہ کی مشیت سے اور کہا عیاض نے کہ جو سمجھا جاتا ہے بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ سے اور ان حدیثوں سے جو باب میں ذکر کیں یہ ہے کہ جائز ہے استعمال کرنا لو اور لولا کا اس چیز میں کہ ہو استقبال کے واسطے اس چیز سے کہ اس کا فعل وجود غیر کے واسطے ہے اور وہ باب لو سے ہے اس واسطے کہ نہیں داخل کی اس نے باب میں مگر وہ چیز جو استقبال کے واسطے ہے اور جو حق صحیح یقینی ہے برخلاف ماضی کے یا جس میں اعتراض ہے غیب پر اور تقدیر سابق پر اور نہی تو صرف اس جگہ ہے کہ کہے اس کو اعتقاد کر کے لازم طور سے اور یہ کہ

اگر ہو کرتا اس کو قطعاً وہ مصیبت نہ پہنچتی جو پہنچی اور بہر حال جو اللہ کی مشیت کی شرط کرے اور یہ کہ اگر اللہ کا ارادہ نہ ہوتا تو وہ چیز واقع نہ ہوتی تو یہ اس قسم سے نہیں ہے اور میرے نزدیک معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہی اپنے ظاہر اور عموم پر ہے لیکن وہ نہی تنزیہی ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے یعنی ڈالتا ہے دل میں معارضہ تقدیر کا اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ لو کا استعمال ماضی میں بھی آیا ہے مثل قول اس کے کی کہ اگر گھر میں اپنا حال آگے سے جانتا، الخ پس ظاہر یہ ہے کہ نہی اس کے اطلاق سے ہے اس چیز میں کہ اس میں فائدہ نہ ہو اور بہر حال اگر کہے اس کو بطور افسوس کرنے کے اس چیز پر جو اس سے فوت ہوئی اللہ کی بندگی سے یا اس پر جو دشوار ہو اوپر اس کے تو اس کا کوئی ڈر نہیں اور اسی پر محمول ہے اکثر استعمال اس کا جو موجود ہے حدیثوں میں کہا قرطبی نے مفہم میں کہ مراد مسلم کی حدیث سے یہ ہے کہ مقدر چیز کے واقع ہونے کے بعد متعین یہ ہے کہ اس کو قبول کرے اور مقدر کے ساتھ راضی ہو اور جو چیز فوت ہو چکی ہو اور واقع ہو چکی ہو اس کی طرف التفات نہ کرے اور اگر فوت شدہ چیز میں فکر کرے اور کہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا تو شیطان کے وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں سو ہمیشہ اس کے دل میں وسوسے آیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتے ہیں اس کو طرف صریح خسارے کی پس معارضہ کرتا ہے تو ہم تدبیر سے سابق تقدیر کا اور یہ عمل شیطان کا ہے جس کے اسباب لانے سے منع کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ کہو لو اس واسطے کہ لو شیطان کے کام کی چابی ہے اور یہ مراد نہیں کہ لو کا کلمہ مطلق زبان سے نہ بولے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو چند حدیثوں میں بولا ہے لیکن محل نہی کا اس کے اطلاق سے تو فقط اس چیز میں ہے کہ بطور مقابلے تقدیر کے بولا جائے باوجود اس اعتقاد کے کہ اگر یہ مانع اٹھ جاتا تو البتہ واقع ہوتا برخلاف مقدور کے نہ جب کہ خبر دے ساتھ مانع کے اس جہت سے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے فائدہ مستقبل میں اس واسطے کہ ایسے اگر کے جائز ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور نہیں ہے اس میں شیطان کے کام کی چابی اور نہ وہ تحریم کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں بعض میں بولنا ہے ساتھ لو کے اور بعض میں ساتھ لولا کے سو پہلی اور دوسری اور تیسری اور چھٹی اور آٹھویں اور نویں حدیث میں تو لو ہے اور باقی حدیثوں میں لولا ہے۔ (فتح)

٦٦٩٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِي قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ

٦٦٩٧۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو لعان کرنے والوں کو تو عبداللہ بن شداد نے کہا کہ کیا وہ عورت وہی ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر ہوتا میں سنگسار کرنے والا کسی عورت کو بغیر گواہوں کے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے کہ ظاہر کیا تھا

رَاجِمًا امْرَأَةً مِنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.

اس نے اس بدی کو اسلام میں اور خوف نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اگر میں ہوتا سنگسار کرنے والا کسی کو بغیر گواہوں کے۔ (فتح)

٦٦٩٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ وَقَالَ عَمْرٌو لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهُ لَلْوَقْتُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٦٩٨۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نکلے تو کہا یا حضرت! نماز پڑھیے عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا فرماتے تھے کہ اگر میں اپنی امت پر یا یوں فرمایا کہ لوگوں پر اور سفیان نے بھی کہا اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو البتہ ان کو واجب کر کے حکم کرتا کہ عشاء کی نماز اسی وقت میں پڑھا کریں، کہا ابن جریج نے عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے عشاء کی نماز میں ایک رات دیر کی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور کہا یا حضرت! عورتیں اور لڑکے سو گئے سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور حالانکہ اپنے سر کی ایک طرف سے پانی نچوڑتے تھے فرماتے تھے بے شک یہ وقت ہے فضیلت کا اور اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا اور کہا عمرو نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عطاء نے نہیں ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمرو نے تو کہا کہ حضرت ﷺ کے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور ابن جریج نے کہا کہ سر سے پانی نچوڑتے تھے اور کہا عمرو نے اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا اور کہا ابن جریج نے البتہ وہ وقت ہے اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا اور کہا ابن ابراہیم نے یعنی روایت کیا ہے اس کو محمد بن مسلم نے عمرو سے عطاء سے موصول ساتھ ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ اس کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

۶۶۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

۶۶۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار اور کٹھن نہ جانتا تو البتہ میں ان کو واجب کر کے مسواک کا حکم کرتا یعنی نماز پنجگانہ میں۔

۶۷۰۰۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيْرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر ماہ رمضان میں وصال کے روزے رکھے اور بعض اصحاب نے بھی آپ کے ساتھ وصال کے روزے رکھے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر دراز ہو جاتا تو میں برابر وصال کے روزے اتنے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے عبادت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر وصال کرنا چھوڑ دیتے بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

فائدہ: وصال کا روزہ یہ ہے کہ دو روز یا زیادہ برابر روزہ رکھے اور رات کو بھی نہ کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس روزے سے منع کیا اصحاب نے کہا کہ آپ جو وصال کا روزہ رکھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی یعنی مجھ کو اپنی طرح نہ سمجھو مجھ کو اللہ کھلاتا پلاتا ہے اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

۶۷۰۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۷۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں؟ یعنی اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے؟ میں رات کاٹتا ہوں میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو جب

وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيُّكُمْ مِثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُّكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا تو حضرت ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا پھر ایک روزہ رکھا یعنی دو روز برابر وصال کا روزہ رکھا پھر لوگوں نے ہلال کو دیکھا سو فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ زیادہ ہو جاتا تو میں وصال کا روزہ زیادہ کرتا جیسے ان کو سزا دینے والے تھے۔

٦٧٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَآءُ وْا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ.

٦٧٠٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم کعبے میں ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ان کو کیا ہوا انہوں نے اس کو کعبے میں داخل نہ کیا؟ فرمایا کہ تیری قوم کے پاس خرچ نہیں رہا تھا میں نے کہا کیا حال ہے اس کے دروازے کا اونچا ہے؟ فرمایا کہ تیری قوم نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ جس کو چاہیں اندر داخل کریں اور جس کو چاہیں منع کریں اور اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو سو میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل میں رنج ہو تو میں حطیم کو کعبے میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین کے ساتھ ملاتا۔

فائدہ: کفر کے زمانے میں کفار قریش نے کعبہ بنایا تھا تو خرچ کی کمی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدیم بنیاد سے شمال کی طرف جدھر حطیم ہے سات ہاتھ کو کم کر دیا حضرت ﷺ نے اس کو دوبارہ اس واسطے نہ بنوایا کہ قریش نو مسلم تھے ان کو رنج ہوتا کہ پیغمبر نے ہماری بنائی عمارت کو مٹایا شاید اسلام سے پھر جاتے۔

٦٧٠٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ

٦٧٠٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار

الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

کے راہ میں چلتا۔

٦٧٠٤۔ حَدَّثَنَا مُوسٰی حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا تَابَعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْبِ.

۶۷۰۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی اصحاب مجھ کو ایسے پسند خاطر ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر انصار چلتے کسی میدان میں یا پہاڑ کے کسی درے میں تو میں انصار کے میدان میں یا انصار کے راہ میں چلتا۔

فائدہ: کہا سبکی کبیر نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اس باب سے اور اس کی حدیث سے یہ ہے کہ لو یعنی اگر کہنا مطلق مکروہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو مخصوص چیز میں ہے لیا جاتا ہے یہ اس کے قول من اللو سے پس اشارہ کیا طرف تبعیض کی اور وارد ہونے اس کے سے صحیح حدیثوں میں، میں کہتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرص کرتا رہ اس پر جو تجھ کو نفع دے اور پھر فرمایا کہ بچ اگر کہنے سے تو اس میں اشارہ ہے کہ لو مذموم دو قسم پر ہے ایک قسم حال میں ہے جب تک فعل خیر کا ممکن ہو سو نہ چھوڑے بسبب گم ہونے اور چیز کے سو تو نہ کہے کہ اگر اس طرح موجود ہوتا تو میں اس طرح کرتا باوجود قادر ہونے اس کے اس کے کرنے پر اگرچہ یہ موجود نہ ہوتا بلکہ کرے چیز کو اور حرص کرے اس کے نہ فوت ہونے پر دوسری قسم یہ ہے کہ فوت ہو اس سے کوئی امر دنیا کے امر سے سو نہ مشغول کرے اپنے نفس کو ساتھ افسوس کرنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ اس میں اعتراض ہے تقدیر پر پس ذم راجح ہے اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے حال میں طرف قصور کی اور اس چیز میں کہ رجوع کرتی ہے ماضی میں طرف اعتراض کی تقدیر پر۔ (فتح)

❀......❀......❀
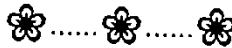
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ

کتاب ہے بیچ بیان ان حدیثوں کے جو خبر واحد ہیں

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَآئِضِ وَالْأَحْكَامِ.

جو چیز کہ آئی ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد صدوق کے یعنی جو بڑا سچا ہو بیچ اذان کے اور نماز کے اور روزے کے اور فرائض اور احکام کے۔

فائدہ: مراد ساتھ اجازت خبر واحد کے یہ ہے کہ عمل کرنا ساتھ اس کے اور قائل ہونا ساتھ اس کے کہ وہ حجت ہے اور مراد ساتھ واحد کے اس جگہ حقیقۃً ایک ہے اور بہر حال اہل اصول کی اصطلاح میں پس مراد ساتھ اس کے وہ خبر ہے جو متواتر نہ ہو عام تر اس سے کہ مشہور ہو یا واحد اور مقصود اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ حدیث کے مگر جب کہ روایت کریں اس کو ایک سے زیادہ تا کہ ہو جائے مانند گواہی کی اور لازم آتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو شرط کرتا ہے چار کو یا زیادہ کو سو بعضوں سے منقول ہے کہ شرط ہے بیچ قبول ہونے خبر واحد کے یہ کہ روایت کریں اس کو تین آدمی تین سے ابتدا سے انتہا تک اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے روایت کرنا پانچ کا پانچ سے اور بعضوں نے کہا کہ سات کا سات سے اور شاید یہ لوگ قائل ہیں کہ عدد مذکور تواتر کا فائدہ دیتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہے ہونا دو کا دو سے انتہا تک اور صدوق کی قید ہونا ضروری ہے ورنہ مقابل اس کا اور وہ کذوب ہے بالاتفاق حجت نہیں اور بہر حال جس کا حال معلوم نہ ہو وہ تیسری قسم ہے جائز ہے حجت پکڑنا ساتھ اس کے اگر قوت پا جائے اور عطف فرائض کا صوم پر عطف عام کا ہے خاص پر اور ان کو خاص کر ذکر کیا اہتمام کے واسطے اور تا معلوم ہو کہ وہ عملیات میں ہے نہ اعتقادیات میں اور مراد ساتھ قبول خبر واحد کے اذان میں یہ ہے کہ جب وہ امین ہو اور اذان دے تو ضامن ہو جاتا ہے دخول وقت کا پس جائز ہے نماز اس وقت کی اور نماز میں خبر دار کرنا ہے ساتھ جہت قبلے کے اور روزے میں خبر دار کرنا ہے ساتھ طلوع فجر کے یا غروب آفتاب کے اور احکام عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ فرائض ایک فرد ہیں احکام کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

اور اللہ نے فرمایا سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے ایک گروہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر

وَلِيُنذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَآئِفَةً لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِيْ مَعْنَى الْاٰيَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿إِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَآئَهُ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ.

پہنچائیں اپنی قوم کو جب پھر آئیں ان کی طرف شاید کہ وہ ڈریں اور نام رکھا جاتا ہے ایک مرد کا طائفہ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ باہم لڑیں سو اگر دو مرد لڑیں تو آیت کے معنی میں داخل ہوں گے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کرو تاکہ نہ جا پڑو کسی قوم پر بے علمی سے اور کس طرح بھیجا حضرت ﷺ نے اپنے امیروں کو ایک کو بعد ایک کے اور اگر کوئی ان میں چوک گیا تو رد کیا گیا طرف سنت کی۔

فائدہ: یہ جو کہا فلولا نفر الخ تو مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس سے یہ ہے کہ لفظ طائفہ کا شامل ہے ایک کو اور زیادہ کو اور نہیں خاص ہے ساتھ عدد معین کے اور یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد اور نخعی اور عطاء اور عکرمہ وغیرہ سے اور اسی طرح دلالت قول اللہ تعالیٰ سے ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی فاسق خبر لائے، الخ تو وجہ دلالت اس کی لی جاتی ہے مفہوم شرط اور صفت سے اس واسطے کہ وہ دونوں چاہتے ہیں خبر واحد کے قبول کرنے کو اور یہ دلیل وارد کی جاتی ہے واسطے قوی ہونے کے نہ واسطے استقلال کے اور نیز اماموں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیتوں اور حدیثوں کے جو مذکور ہیں باب میں اور مانع کی حجت یہ ہے کہ نہیں فائدہ دیتی ہے خبر واحد مگر ظن کا اور جواب یہ ہے کہ مجموع ان کا فائدہ دیتا ہے قطع کا مانند تواتر معنوی کے اور البتہ عام ہوا ہے عمل اصحاب اور تابعین کا ساتھ خبر واحد کے بغیر انکار کے پس یہ تقاضا کرتا ہے ان کے اتفاق کو اوپر قبول کرنے خبر واحد کے اور مراد ساتھ بھیجنے حضرت ﷺ کے ایک کو بعد ایک کے تعدد وجہات کا ہے جن کی طرف بھیجے جاتے تھے ساتھ تعدد ان لوگوں کے جو بھیجے جاتے تھے اور حمل کیا ہے اس کو کرمانی نے ظاہر پر سو کہا کہ فائدہ بھیجنے دوسرے کا بعد اول کے یہ ہے کہ تاکہ پھیرے اس کو طرف حق کی بعد بھول جانے اس کے اور نہیں نکلتی ساتھ اس کے ہونے اس کے سے خبر واحد اور یہ استدلال قوی ہے واسطے ثابت ہونے خبر واحد کے حضرت ﷺ کے فعل سے اس واسطے کہ اگر خبر واحد کا قبول کرنا کافی نہ ہوتا تو حضرت ﷺ کے بھیجنے کے کوئی معنی نہ تھے اور تائید کی اس کی شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچائیں اور یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے اور ساتھ اس حدیث کے کہ تر و تازہ کرے اللہ اس مرد کو جو میری حدیث سنے پھر ہو بہو اس کو پہنچائے اور یہ سنن میں ہے اور حدیثیں ظاہر ہیں اس میں کہ ان میں سے ہر شہر والے اپنے حاکم کی طرف جھگڑا فیصل کروانے جاتے تھے اور اپنے

حاکم کی خبر کو قبول کرتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے بغیر التفات کے طرف قرینے کی اور باب کی حدیثوں میں بہت دلائل ہیں اس قسم سے اور حجت پکڑی ہے بعض اماموں نے ساتھ اس آیت کے ﴿يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف پیغمبر ہیں اور واجب ہے حضرت ﷺ پر ان کو اللہ کا حکم پہنچانا سو اگر خبر واحد کی مقبول نہ ہوتی تو البتہ مشکل ہوتا پہنچانا شریعت کا سب لوگوں کو بداہۃً اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو سب لوگوں کے ساتھ روبرو خطاب کرنا دشوار ہے اور اسی طرح مشکل ہے بھیجنا عدد تواتر کا طرف ان کی اور یہ مسلک جید ہے جوڑا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمہ اللہ پھر بخاری رحمہ اللہ نے اور بعض اصحاب سے جو منقول ہے کہ انہوں نے خبر واحد کے قبول کرنے میں توقف کیا تو یہ یا تو شک کے وقت ہے اور یا وقت معارضہ دلیل قطعی کے اور عقل دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ احکام پہنچانے کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور صدق خبر واحد کا ممکن ہے پس واجب ہے عمل ساتھ اس کے احتیاط کے واسطے اور اصابت ظن کی ساتھ خبر واحد صدوق کے غالب ہے اور واقع ہونا خطا کا اس میں نادر ہے پس نہ ترک کی جائے گی مصلحت غالبہ نادر مفسدے کے خوف سے اور بعض حنفیوں نے رد کیا ہے اس خبر واحد کو جو قرآن پر زائد ہو اور تعقب کیا گیا ہے ان کا ساتھ اس کے کہ قبول کیا ہے انہوں نے خبر واحد کو بیچ وجوب غسل مرفق کے وضو میں اور حاصل ہونے عموم اس کے ساتھ خبر واحد کے مانند نصاب سرقہ کی اور رد کیا ہے اس کو بعضوں نے ساتھ اس چیز کے کہ عام ہو ساتھ اس کے آزمائش یعنی جو کام مکرر ہوتا رہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے عمل کیا ہے ساتھ اس کے عام آزمائش میں مانند واجب کرنے وضو کے ساتھ قہقہہ کے نماز میں اور ساتھ قے اور نکسیر کے اور یہ سب مبسوط ہے فقہ میں۔

٦٧٠٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَأَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَآءَ أَحْفَظُهَا

٦٧٠٥۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے اور ہم نوجوان قریب العمر تھے سو ہم حضرت ﷺ کے پاس بیس دن رہے اور حضرت ﷺ نرم دل تھے سو حضرت ﷺ نے گمان کیا کہ ہم کو اپنے گھر والوں کی خواہش ہے یا ہم مشتاق ہیں تو ہم سے ہمارے پچھلوں کا حال پوچھا ہم نے حضرت ﷺ کو خبر دی فرمایا پلٹ جاؤ اپنے گھر والوں کی طرف اور ان میں رہو اور ان کو احکام سکھلاؤ اور ان کو حکم کرو اور ذکر کیں بہت چیزیں جو مجھ کو یاد ہیں یا یاد نہیں اور نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے

أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امام بنے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کو حکم کرو تو مراد ساتھ اس کے عام تر ہے ضد نہی سے اس واسطے کہ منع کرنا چیز سے امر ہے ساتھ فعل خلاف اس کی کے اتفاق اور عطف امر کا تعلیم پر واسطے خاص تر ہونے اس کے ہے اس سے اور مراد مامور سے وہ چیز ہے جو دوسری روایت میں آئی ہے کہ حکم کرنا ان کو کہ نماز پڑھیں ایسی فلانے وقت میں اور نماز ایسی فلانے وقت میں اور وقتوں کا ذکر مشہور ہونے کے سبب سے نہیں کیا اور یہ جو فرمایا کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا یعنی منجملہ ان چیزوں کے کہ ابوقلابہ نے ان کو مالک سے یاد رکھا یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا ہے بہت فقہاء نے بہت جگہوں میں اوپر وجوب کے ساتھ فعل کے سمیت اس قول کے کہ نماز پڑھو جیسا تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب لیا جائے اس کو باوجود قطع نظر کے اس کے سبب اور سیاق سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب امت کے واسطے خطاب ہے ساتھ اس کے کہ نماز پڑھا کریں جیسے حضرت ﷺ نے نماز پڑھی پس قوی ہوگا استدلال ساتھ اس کے ہر فعل پر جو ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نماز میں کیا لیکن یہ خطاب تو صرف مالک اور اس کے ساتھیوں کے واسطے واقع ہوا ہے ہاں سب امت ان کو اس حکم میں شریک ہیں بشرطیکہ ثابت ہو استمرار حضرت ﷺ کا اس چیز کے فعل پر جس سے استدلال کیا گیا ہے ہمیشہ تا کہ داخل ہو نیچے امر کے اور ان میں سے بعض چیزوں پر تو حضرت ﷺ کا استمرار کرنا قطعی ہی ثابت ہو چکا ہے اور بہر حال وہ چیز کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل ہے اوپر وجود اس کے ان نمازوں میں کہ تعلق پکڑا ہے امر نے ساتھ واقع کرنے نماز کے اوپر صفت ان کی کے تو اس کو یہ امر شامل نہیں ہے اور موضع ترجمہ کی یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی اذان دے۔ (فتح)

۶۷۰۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرِهٖ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِيْ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَّقُوْلَ هٰكَذَا وَجَمَعَ يَحْيٰى كَفَّيْهِ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَمَدَّ يَحْيٰى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

۶۷۰۶۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ وہ اذان دیتا ہے رات سے تا کہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کر لے اور جو سوتا ہو وہ نماز اور سحری کھانے کے واسطے جاگے اور فجر کا وقت وہ نہیں جو اس طرح اشارہ کرے اور یحییٰ اس حدیث کے راوی نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر اونچا کر کے دکھلایا یعنی جو لمبی اونچی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں حضرت ﷺ نے

فرمایا جب تک اس طرح نہ اشارہ کرے اور یحییٰ نے اپنے کلمے کی دونوں انگلیوں کو ملا کر پھیلایا دائیں اور بائیں یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور اصل اس روایت کی ساتھ اشارت کے ہے جو مقرون ہے ساتھ قول کے۔ (فتح)

٦٧٠٧ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ.

٦٧٠٧ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے رات سے سو کھایا پیا کرو یہاں تک کہ اذان دے ابن ام مکتوم۔

٦٧٠٨ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ أَزِيْدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

٦٧٠٨ـ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائیں یعنی بھول کر تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا نماز زیادہ کی گئی فرمایا اور تمہارے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ اصحاب نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیے سلام کے بعد۔

فائدہ: اور اس حدیث میں یہ خبر واحد کی نہیں بلکہ جماعت کی خبر ہے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا۔

٦٧٠٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٧٠٩ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت سے پھرے یعنی چار فرضوں میں صرف دو رکعت پر سلام پھیر کر اُٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ اصحاب نے کہا ہاں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور دو رکعت اور نماز پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے

فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ أُخْرَیَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِہٖ ثُمَّ رَفَعَ.

سجدے کے برابر یا اس سے دراز تر پھر سر اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیا اپنے سجدے کی طرح پھر سر اٹھایا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے ان دونوں حدیثوں کے کی بیچ باب اجازت خبر واحد کے تنبیہ ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں قناعت کی حضرت ﷺ نے بیچ خبر سہو کے ساتھ خبر واحد کے اس واسطے کہ اس نے معارضہ کیا حضرت ﷺ کے فعل کا اسی واسطے استفہام کیا ذوالیدین کے قصے میں سو جب آپ کو بہت لوگوں نے اس کے صدق کی خبر دی تو اس کی طرف رجوع کیا اور پہلے قصے میں سب لوگوں نے آپ کو خبر دی اور یہ اوپر طریق اس شخص کے ہے جو دیکھتا ہے رجوع امام کا سہو میں طرف اخبار اس شخص کی جو اس کے نزدیک علم کا فائدہ دے اور یہ رائے بخاری رحمہ اللہ کی ہے اور اسی واسطے وارد کیا ہے اس نے دونوں حدیثوں کو اس جگہ میں اور کہا کرمانی نے کہ یہ خبر واحد ہونے سے خارج نہیں ہوئی اگرچہ قرینے کے سبب سے علم کے مفید ہو گئے۔ (فتح)

٦٧١٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَیْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِیْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَ هُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَیْهِ اللَّیْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْکَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَکَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَی الْکَعْبَةِ.

٦٧١٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ اچانک کوئی آنے والا ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ بے شک آج رات حضرت ﷺ پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ خانے کعبے کی طرف منہ کریں تو اصحاب نے نماز ہی میں خانے کعبے کی طرف منہ کیا اور ان کے منہ شام کی طرف تھے یعنی بیت المقدس کی طرف سو کعبے کی طرف گھوم گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے ساتھ عمل کرنے کے خبر واحد سے ظاہر ہے اس واسطے کہ جو اصحاب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اس شخص کے خبر دینے سے کعبے کی طرف پھر گئے سو انہوں نے اس کی خبر کو سچا جانا اور اس پر عمل کیا بیچ گھومنے ان کے بیت المقدس سے اور وہ شام میں ہے طرف جہت کعبے کی اور وہ یمانی ہے برعکس پہلے قبلے کے۔ (فتح)

٦٧١١۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ إِسْرَآئِیْلَ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

٦٧١١۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور چاہتے تھے کہ خانے کعبے کی طرف

الْمَدِيْنَةَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلّٰى مَعَهٗ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهٗ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ.

نماز پڑھنے کا حکم ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ ہم پھیریں گے تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہو سو حضرت ﷺ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور ایک مرد نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر نکلا اور انصاریوں کی ایک قوم پر گزرا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو خانے کعبے کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے اور حالانکہ وہ عصر کی نماز میں رکوع میں تھے۔

٦٧١٢- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلٰى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهٖ حَتَّى انْكَسَرَتْ.

٦٧١٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شراب پلاتا تھا فضیح سے اور وہ کھجور کی شراب ہوتی ہے سو کوئی آنے والا ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک شراب حرام ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انس! اٹھ کھڑا ہو ان مٹکوں کی طرف سو ان کو توڑ ڈالا سو میں ہاون یعنی چٹو لے کر اٹھا تو میں نے اس کے نیچے کی طرف کو مٹکوں پر مارا یہاں تک کہ ٹوٹ گئے۔

فائدہ: اور یہ حدیث قوی حجت ہے بیچ قبول کرنے خبر واحد کے اس واسطے کہ ثابت کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے منسوخ کرنا اس چیز کا کہ مباح تھی یہاں تک کہ اس کے سبب سے انہوں نے اس کو حرام ٹھہرایا اور اس پر عمل کیا۔ (فتح)

٦٧١٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَهْلِ

٦٧١٣- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجران والوں سے فرمایا کہ البتہ میں تمہاری طرف بڑا معتمد امانت دار مرد بھیجوں گا تو حضرت ﷺ کے اصحاب اس کے

نَجْرَانَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

واسطے جھانکنے لگے اور اس میں رغبت کرنے لگے یعنی بہ سبب وصف مذکور کے سو حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۶۷۱۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ.

۶۷۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار رہا ہے اور اس امت کا معتمد امانت دار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہے جراح کا بیٹا۔

۶۷۱۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهُ أَتَانِي بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۶۷۱۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور میں حاضر ہوتا تو میں اس کے پاس لاتا جو حضرت ﷺ سے ظہور میں آتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضر ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا جو حضرت ﷺ سے وقوع میں آتا۔

فائدہ: اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خبر واحد کو قبول کرتے تھے اور بعض علماء نے کہا کہ اگر کوئی کسی سے مسئلہ پوچھے اور وہ اس کو خبر دے جو اس کو یاد ہو حکم سے تو اس پر کسی نے یہ شرط نہیں کی کہ وہ سائل اس پر عمل نہ کرے یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور سے بھی پوچھے سو اس نے دلالت کی کہ اتفاق ہے سب کا اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے۔ (فتح)

۶۷۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۷۱۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ایک مرد کو ان پر سردار مقرر کیا سو انہوں نے آگ جلائی اس نے کہا کہ اس میں گھسو تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اس میں گھسیں تو اور لوگوں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ

وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا وَقَالَ آخَرُوْنَ إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

نہیں کہ ہم تو اس سے بھاگے ہیں تو انہوں نے یہ حضرت مَلَّاتِیْمِ سے ذکر کیا تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا ان لوگوں سے جنہوں نے اس میں گھسنا چاہا تھا کہ اگر اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے اور دوسروں سے فرمایا کہ نہیں واجب ہے فرمانبرداری گناہ میں فرمانبرداری تو صرف نیک کام میں ہے۔

فائدہ: وہ لوگ اس سردار کے ہر امر میں تابعدار تھے جو حکم حضرت مَلَّاتِیْمِ کی طرف سے ان کو بتلاتا اس کو قبول کرتے تھے سوائے اس حکم کے، وفيه المطابقة للترجمة۔

٦٧١٧۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧١٨۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا وَالْعَسِيْفُ الْأَجِيْرُ فَزَنٰى

٦٧١٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت مَلَّاتِیْمِ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک گنوار مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے واسطے حکم کیجیے اللہ کی کتاب سے تو دوسرے مدعی نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے حکم کیجیے اس کے واسطے اللہ کی کتاب سے اور مجھ کو کلام کرنے کی اجازت ہو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اس سے فرمایا اجازت ہے کہہ سو اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا اور عسیف مزدور کو کہتے ہیں سو اس نے اس کی عورت سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھ کو خبر دی بے شک میرے بیٹے پر واجب ہے سنگسار کرنا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکری

بِامْرَأَتِهٖ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَأَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوْهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرے بیٹے پر تو سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں حکم کروں گا تمہارے درمیان ساتھ اللہ کی کتاب کے بہرحال لونڈی اور بکریاں سو ان کو پھیر دو اور بہرحال تیرا بیٹا تو لازم ہے اس پر سو کوڑا اور ایک سال جلا وطن کرنا اور بہرحال تو اے انیس! ایک مرد سے کہا جو قوم اسلم میں سے تھا سو صبح کو اس کی عورت پر جانا سو اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کرنا تو انیس رضی اللہ عنہ صبح کو اس کے پاس گیا اس عورت نے اقرار کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

فائدہ: کہا ابن قیم نے بیچ رد کے اس شخص پر جو رد کرتا ہے خبر واحد کو جب کہ قرآن پر زائد ہو کہ سنت ساتھ قرآن کے تین قسم ہے ایک ہر وجہ سے اس کے موافق ہوتی ہے اور دوسری بیان ہوتی ہے قرآن کی مراد کے واسطے تیسری دلالت کرتی ہے ایک حکم پر جس سے قرآن ساکت ہو یہ تیسری قسم ہوتا ہے حکم ابتدا کیا گیا حضرت ﷺ سے سو واجب ہے تابعداری حضرت ﷺ کی بیچ اس کے اور اگر حضرت ﷺ کی تابعداری واجب نہ ہوتی مگر اس چیز میں جو قرآن کے موافق ہو تو آپ کے واسطے کوئی طاعت خاص نہ ہوتی اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو کہتا ہے کہ نہیں قبول ہے حکم جو زائد ہو قرآن پر مگر جو متواتر یا مشہور ہو تو اس نے تناقض کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ حرام ہے نکاح کرنا عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر اور حرام ہے رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے اور وہ قائم ہیں ساتھ خیار شرط کے اور شفعہ کے اور رہن کے حضر میں اور میراث جدہ کے اور تخییر لونڈی کے جب کہ آزاد ہو اور منع کرنے حائض کے روزے اور نماز سے اور واجب ہونے کفارے کے جو جماع کرے روزے کی حالت میں اور واجب ہونے سوگ معتدہ کے جس کا خاوند مر گیا ہو اور جائز رکھنے وضو کے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور واجب کرنے وتر کے اور یہ کہ کم تر مہر دس درہم ہیں اور وارث کرنے پوتی کے ساتھ بیٹی کے اور استبراء کرنے قیدی عورت کے ساتھ ایک حیض کے اور عینی بھائی وارث ہوتے ہیں اور باپ کو بیٹے کے قصاص میں نہ مارا جائے اور لینا جزیہ کا مجوس سے اور کاٹنا چور کے پاؤں کا دوسری بار میں اور نہ بدلہ لینا زخم کا اچھے ہونے سے پہلے اور منع ہونا بیع کالی کا ساتھ کالی کے وغیرہم یطول شرحہ اور یہ حدیثیں سب آحاد ہیں اور بعض ثابت ہیں اور

بعض ثابت نہیں اور ان کا بیان اصول فقہ میں ہے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيعَةً وَحْدَهُ

بھیجنا حضرت ﷺ کا زبیر رضی اللہ عنہ کو تنہا کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے

٦٧١٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَ بَيْنَ أَحَادِيثَ سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيَانُ.

٦٧١٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن لوگوں کو بلایا اور طلب کیا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حکم قبول کیا پھر لوگوں کو بلایا پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے حکم قبول کیا پھر ان کو بلایا سو زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حکم قبول کیا اور حاضر ہوا تین بار تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائی جان نثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے کہا سفیان نے میں نے یاد رکھا ہے اس کو ابن منکدر سے اور اس سے ایوب نے کہا کہ اے ابوبکر! حدیث بیان کر ان کو جابر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ لوگوں کو پسند آتا ہے کہ ان کو جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرے سو اس نے کہا اس مجلس میں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا اور پے در پے حدیثوں کو بیان کیا میں نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے میں نے سفیان سے کہا کہ ثوری کہتا ہے دن قریظہ کے کہا میں نے اسی طرح اس سے یاد رکھا ہے جیسا تو بیٹھا ہے خندق کے دن کہا سفیان نے کہ خندق اور قریظہ کا ایک دن ہے یعنی ایک زمانہ ہے۔

فائدہ: اور مراد دن قریظہ سے وہی ہے جس میں ان کی خبر منگوائی نہ وہ دن جس میں ان سے جہاد کیا اس واسطے کہ جنگ خندق بہت دن تک رہا پھر جب اللہ نے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور مدینے کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو حضرت ﷺ پھرے پھر جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت ﷺ سے کہا کہ بنی قریظہ کی طرف نکلیے اور فرمایا کہ کوئی نماز عصر کی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے گڑھے میں پہنچ کر اور اس میں حضرت ﷺ نے تنہا زبیر رضی اللہ عنہ کو کفار کے لشکر کی خبر لانے کے واسطے بھیجا اور اس کی خبر کو قبول کیا، وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا تَدْخُلُوا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں

بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ فَإِذَا أُذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ.

مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو اگر ایک اس کو اجازت دے تو جائز ہے۔

فائدہ: وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں مقید کیا اس کو ساتھ عدد کے تو ایک کی اجازت بھی جائز ہوگی اور اس پر عمل ہے نزدیک جمہور کے یہاں تک کہ کفایت کی انہوں نے اس میں ساتھ خبر اس شخص کی کے جس کی عدالت ثابت نہ ہوئی ہو واسطے قائم ہونے قرینے کے اس میں ساتھ صدوق کے۔ (فتح)

٦٧٢٠۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِيْ بِحِفْظِ الْبَابِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَّسْتَأْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَآءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَّهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

٦٧٢٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک احاطے والے باغ میں داخل ہوئے اور مجھ کو حکم کیا دروازے کی نگہبانی کا سو ایک مرد نے آ کر اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو اجازت دے اور اس کو بہشت کی بشارت دے سو اچانک میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری دے پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے اور بہشت کی خوشی سنا۔

٦٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَّحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلٰى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِيْ.

٦٧٢١۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں آیا اور حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں تھے اور حضرت ﷺ کا ایک کالا غلام سیڑھی کے سر پر تھا تو میں نے کہا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ خطاب کا بیٹا ہے تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ یؤذن لکم آیت میں مجہول کا صیغہ ہے صحیح ہے ایک کے واسطے اور ایک سے زیادہ کے واسطے اور حدیث صحیح نے بیان کر دیا کہ ایک کی اجازت کافی ہے پس ہوگی اس میں حجت واسطے قبول خبر واحد کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ يَبْعَثُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأُمَرَآءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ.

جو بھیجتے تھے حضرت ﷺ امیروں اور ایلچیوں کو ایک کے بعد ایک کو

فائدہ: اس کا بیان مجمل طور سے پہلے گزر چکا ہے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے لشکر بھیجے اور ہر لشکر پر ایک آدمی کو سردار مقرر کیا اور ہر ایک بادشاہ کی طرف ایک ایلچی بھیجا اور ہمیشہ آپ کے خطوط آپ کے حاکموں کی طرف جاری ہوتے رہے ساتھ امر اور نہی کے سو کوئی حاکم آپ کے حاکموں سے ایسا نہیں کہ آپ کے حکم جاری نہ کرتا ہو اور اسی طرح تھے چاروں خلیفے آپ کے بعد اور بہرحال لشکروں کے سردار سو ان کو تو محمد بن سعد نے بیان کیا اور بہرحال سردار شہروں کے جو حضرت ﷺ کے وقت فتح ہوتے تھے سو حضرت ﷺ نے ہی مکہ پر عتاب بن سعد کو حاکم کیا اور طائف پر عثمان رضی اللہ عنہ کو اور بحرین پر علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کو اور سواحل پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اور جند پر معاذ رضی اللہ عنہ کو اور عمان پر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو اور نجران پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اور یمن پر باذان رضی اللہ عنہ کو اور ہر ایک ان میں سے اپنے عمل میں حکم کرتا تھا اور اس پر چلتا تھا اور کبھی ملتے تھے اور اس طرح اور لوگوں کو بھی اور شہروں پر حاکم مقرر کیا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى قَيْصَرَ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ نے دحیہ کلبی کو اپنا خط دے کر بصرے کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اس کو قیصر روم کے پاس پہنچا دے۔

٦٧٢٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرٰى مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

٦٧٢٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط ایران کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور ایلچی کو حکم کیا کہ اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچا دے اور وہ اس کو ایران کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے سو جب ایران کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی کہ ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں ہر وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

فائدہ: حضرت ﷺ کی اس بد دعا کی یہ تاثیر ہوئی کہ اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور تھوڑی مدت کے

بعد آپ بھی مر گیا حضرت ﷺ نے بصرے کے حاکم کی طرف دحیہ کو خط دے کر بھیجا تھا اور بحرین کے حاکم کی طرف عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور بصرہ بادشاہ روم کے تحت تھا اور بحرین ایران کے بادشاہ کے ماتحت تھا اور ان کے درمیان ایک مہینے کی راہ ہے۔ (فتح)

٦٧٢٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ.

۶۷۲۳۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قوم اسلم کے ایک مرد سے کہا کہ اپنی قوم میں یا لوگوں میں پکار دے عاشورے کے دن کہ جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ پورا کرے باقی دن اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُوْدَ الْعَرَبِ أَنْ يُّبَلِّغُوْا مَنْ وَّرَآئَهُمْ قَالَهٗ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

وصیت کرنا حضرت ﷺ کا عرب کے ایلچیوں کو کہ اپنے پچھلوں کو حکم پہنچا دیں کہا اس کو مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث عنقریب گزر چکی ہے۔

٦٧٢٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لِيْ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوِ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآئَنَا فَسَأَلُوْا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ وَّأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ

۶۷۲۴۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مجھ کو اپنے چوپائے پر بٹھلاتے تھے یعنی اس واسطے کہ وہ ان کے اور لوگوں کے درمیان مترجم تھا اس چیز کے واسطے جو لوگ اس سے پوچھتے تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کون ایلچی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشی ہو ایلچیوں اور قوم کے حال کو نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ انہوں نے کہا یا حضرت! ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر واقع ہیں سو ہم کو وہ بات بتلایئے جس کے سبب سے ہم بہشت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو اس کی خبر دیں سو انہوں نے

أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَظُنُّ فِيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَأَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَّرَآئَكُمْ.

شرابوں کا حکم پوچھا سو منع کیا ان کو چار چیزوں سے اور حکم کیا ان کو چار چیزوں کا حکم کیا ان کو ساتھ ایمان لانے کے اللہ پر پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور میں گمان کرتا ہوں اس میں رمضان کا روزہ اور جو غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ راہ الٰہی میں دو اور ان کو منع کیا کدو کے تونبے سے اور مرتبان سے اور روغنی برتن سے اور کھجور کی لکڑی کے کھدے برتن سے اور بہت وقت راوی نے مزفت کے بدلے نقیر کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ اخیر قول ہے کہ ان چیزوں کو یاد رکھو اور اپنے پچھلوں کو پہنچاؤ اس واسطے کہ اس کا حکم شامل ہے ہر فرد کو سوا لگ ایک کے حکم پہنچانے سے حجت قائم نہ ہوتی تو ان کو اس کی ترغیب نہ دیتے۔ (فتح)

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

ایک عورت کی خبر کا بیان

٦٧٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِيَ الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

٦٧٢٥۔ حضرت توبہ عنبری سے روایت ہے کہ شعبی نے مجھ سے کہا کہ کیا دیکھی تو نے حدیث حسن بصری رحمہ اللہ کی حضرت ﷺ سے اور میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا قریب دو برس یا ڈیڑھ برس کے سو میں نے اس سے نہیں سنا کہ حضرت ﷺ سے روایت کی ہو اس حدیث کے سوائے یعنی جس کو وہ اس وقت ذکر کرنا چاہتا تھا اور شاید اس کو وہ اس وقت یاد تھی یعنی حسن بصری رحمہ اللہ باوجود تابعی ہونے کے حضرت ﷺ سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور ابن

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَأَمْسَكُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا أَوِ اطْعَمُوا فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَكَّ فِيهِ وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي.

عمر رضی اللہ عنہما باوجود صحابی ہونے کے کم حدیثیں روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب تھے ان میں سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے سو وہ گوشت کھانے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے ایک عورت نے ان کو پکارا کہ وہ سوسمار کا گوشت ہے تو وہ کھانے سے بند رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور کھلاؤ اس واسطے کہ بے شک وہ حلال ہے یا فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں راوی کو اس میں شک ہے لیکن وہ میرے کھانے میں سے نہیں ہے یعنی مجھ کو اس سے الفت نہیں ہے۔

فائدہ: اور شاید شعبی انکار کرتا تھا حسن رحمۃ اللہ علیہ پر کہ وہ مرسل حدیث بہت بیان کرتا ہے صرف موصول حدیثوں پر کفایت نہیں کرتا شاید مطلب اس کا یہ ہے کہ لوگ اس سے بہت حدیثیں روایت کریں اور اس حدیث میں اصحاب نے ایک عورت کی خبر کو قبول کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْإِعْتِصَامِ

کتاب ہے بیچ بیان اعتصام کے

فائدہ: اعتصام کے معنی ہیں پنجہ مارنا اور مضبوط پکڑنا۔

بَابُ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

قرآن اور حدیث کو مضبوط پکڑنا

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بجا لانا ہے اللہ کے قول کو ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ کہا کرمانی نے کہ یہ باب نکالا گیا ہے اس آیت اس واسطے کہ مراد ساتھ رسی کے اس آیت میں قرآن اور سنت ہے مراد کتاب سے قرآن ہے جس کی تلاوت عبادت ٹھہرائی گئی ہے اور مراد سنت سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال اور تقریر سے اور جس کے کرنے کا قصد کیا اور سنت کے معنی لغت میں ہیں طریقہ اور بعض فقہاء کی اصطلاح میں وہ چیز ہے جو مستحب کے مرادف ہو کہا ابن بطال نے نہیں بچاؤ ہے کسی کے واسطے مگر اللہ کی کتاب میں اور اس کے رسول کی سنت میں یا بیچ اجماع علماء کے ان معنوں پر کہ قرآن یا حدیث میں پائی جائیں۔ (فتح)

٦٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ مِّسْعَرٍ وَّمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا.

٦٧٢٦۔ حضرت طارق سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر ہم پر یہ آیت اترتی کہ آج کے دن ہم نے کامل کر دیا تمہارا دین اور پوری کیں میں نے تم پر اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک میں جانتا ہوں جس دن یہ آیت اتری عرفہ کے دن جمعہ کے روز اتری، سنا سفیان نے مسعر سے اس نے قیس سے اس نے طارق سے یعنی ان راویوں کا سماع آپس میں ثابت ہے۔

فائدہ: اور اصل جواب عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو عید ٹھہرایا ہوا ہے جیسا تو نے ذکر کیا اور ظاہر اس آیت

کا یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی حکم نہیں اترا اور اس میں نظر ہے اور حضرت ﷺ اس آیت کے اترنے کے بعد بقدر اسی روز کے زندہ رہے اور بعض علماء نے کہا کہ مراد ساتھ کامل کر دینے کے وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اصول ارکان کے نہ فروع کے پس نہیں ہے اس میں حجت ان لوگوں کے واسطے جو قیاس کے منکر ہیں اور بر تقدیر تسلیم اول کے ممکن ہے ان کی حجت کا دفع کرنا ساتھ اس کے کہ استعمال کرنا قیاس کا حوادث میں لیا گیا ہے امر قرآن سے اور اگر نہ ہوتا یہی قول اللہ کا ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ اور البتہ وارد ہوا ہے امر حضرت ﷺ کا ساتھ قیاس کے اور تقریر حضرت ﷺ کی اوپر اس کے تو درج ہوتا بیچ عموم اس چیز کے کہ وصف کی گئی ساتھ اکمال کے۔ (فتح)

٦٧٢٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوٰى عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عَلَى الَّذِيْ عِنْدَكُمْ وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ تَهْتَدُوْا وَإِنَّمَا هَدَى اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ.

٦٧٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اگلے دن حضرت ﷺ کی وفات سے جب کہ بیعت کی مسلمانوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ﷺ کے منبر پر سیدھے کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے سو کہا کہ بہر حال حمد اور صلوٰۃ کے سو اختیار کیا اللہ نے اپنے رسول کے واسطے جو اس کے پاس ہے یعنی ثواب سے اس پر جو تمہارے پاس ہے یعنی رنج اور تکلیف سے اور یہ قرآن ہے جس سے اللہ نے تمہارے پیغمبر کو راہ دکھلائی سو اس کو پکڑو راہ پاؤ گے جس سے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی۔

٦٧٢٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ.

٦٧٢٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے گلے لگایا اور فرمایا الٰہی! اس کو قرآن سکھا دے۔

٦٧٢٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُغْنِيْكُمْ أَوْ نَعَشَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

٦٧٢٩۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بے شک اللہ نے بے پرواہ کیا تم کو یا فرمایا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے اور محمد ﷺ کے۔

وَقَعَ هَاهُنَا يُغْنِيكُمْ وَإِنَّمَا هُوَ نَعَشَكُمْ يُنظَرُ فِي أَصْلِ كِتَابِ الْإِعْتِصَامِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قائم کیا تم کو ساتھ اسلام کے یعنی راہ دکھلائی تم کو ساتھ اس کے پس قائم رہو ساتھ قرآن اور سنت کے اور مضبوط پکڑو ان کو، وفيه المطابقة للترجمة۔

٦٧٣٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ وَأُقِرُّ لَكَ بِذٰلِكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ.

۶۷۳۰۔ حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک کو لکھا اس سے بیعت کرنے کو اور میں اقرار کرتا ہوں تیرے واسطے ساتھ بات سننے اور فرمانبرداری کرنے کے اللہ اور اس کے رسول کی سنت پر جس میں مجھ سے ہو سکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزری اور یہ بیعت کرنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عبدالملک سے بعد قتل ہونے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تھا جو مکے میں حاکم تھے اور غرض اس سے اس جگہ استعمال کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سنت کا ہے اور تمام امروں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ میں بھیجا گیا ہوں ساتھ جوامع کلم کے

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ تھوڑے ہوں اور مطلب اور معانی بہت ہوں اور مراد جوامع الکلم سے قرآن اور احادیث ہیں جن کے معانی اور مطلب کی کچھ حد نہیں۔

٦٧٣١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْغَثُونَهَا

۶۷۳۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھیجا گیا ساتھ جوامع الکلم کے اور مجھ کو رعب سے فتح ملی اور جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں سو میرے آگے رکھی گئیں کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے رہے یعنی فوت ہوئے اور تم ان کو لغث کرتے ہو یا رغث یا کوئی ایسا اور کلمہ کہا یعنی تم اس کو کھاتے ہو یا تم مال کو لیتے ہو اور اس کو متفرق کرتے ہو یا مراد کشادہ ہونا گزران کا اور مراد وہ چیز ہے جو فتح ہوئی

أَوْ تَرْغَثُوْنَهَا أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا.

مسلمانوں پر دنیا سے اور وہ شامل ہے غنیمت اور خزانوں کو۔

٦٧٣٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْأَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أُوْمِنَ أَوْ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ أُوْتِيْتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوْ أَنِّيْ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٦٧٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں اور مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو اللہ نے میری طرف بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب امت پیغمبروں سے زیادہ ہوں گے۔

فائدہ: اور معنی حصر کے حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ مجھ کو تو قرآن ہی ملا یہ ہے کہ قرآن سب معجزوں کے تابعداروں سے بڑا معجزہ ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے واسطے شامل ہونے اس کے کے دعوت اور حجت پر اور اس واسطے کہ ہمیشہ رہے گا نفع اٹھانا ساتھ اس کے قیامت تک اور جب کوئی چیز اس کے قریب نہیں چہ جائیکہ اس کے مساوی ہو تو جو اس کے سوائے ہے گویا کہ نہیں واقع ہوا ہے وہ بہ نسبت اس کے اور جوامع الکلم کی مثالیں قرآن اور حدیث میں بہت ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ اور حدیثوں میں اس کی مثال یہ ہے کل عمل لیس علیہ امرنا فھو رد وعلی ھذا القیاس۔ (فتح)

بَابُ الْإِقْتِدَآءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا یعنی ان کو قبول کرنا اور ان کے ساتھ عمل کرنا

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾ قَالَ أَيِمَّةً نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِإِخْوَانِيْ هٰذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْأَلُوْا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ أَنْ يَتَفَهَّمُوْهُ وَيَسْأَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کر ہم کو پرہیز گاروں کا امام کہا کہ یعنی ہم اگلوں کی پیروی کریں اور ہم سے پچھلے ہماری پیروی کریں یعنی تقویٰ میں کہا ابن عون نے کہ تین چیزیں ہیں کہ میں ان کو اپنی جان کے واسطے چاہتا ہوں اور اپنے بھائیوں کے واسطے بھی ایک تو یہ سنت ہے کہ اس کو سیکھیں اور اس سے سوال کریں دوسرے قرآن کہ اس کو سمجھیں اور اس سے سوال کریں اور چھوڑ دیں لوگوں کو مگر نیکی سے یعنی ان کے ساتھ نیکی کرے بدی نہ کرے۔

فائدہ: یہ قول مجاہد رحمہ اللہ کا ہے اور طبری نے ترجیح دی ہے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ان کو متقیوں کا

امام بنا دے اور یہ انہوں نے سوال نہیں کیا تھا کہ متقیوں کو ان کا امام بنا دے یعنی یہ مراد نہیں ہے کہ ہم اگلوں کی پیروی کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ پچھلے لوگ ہماری پیروی کریں یعنی اور نہ ٹھہرا ہم کو امام گمراہی کے۔ (فتح)

٦٧٣٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَآئِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى شَيْبَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَآءَ وَلَا بَيْضَآءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ قَالَ هُمَا الْمَرْءَ انِ يُقْتَدٰى بِهِمَا.

٦٧٣٣ـ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں شیبہ کے پاس بیٹھا اس مسجد میں اس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھا تیرے اس بیٹھنے کی جگہ میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے قصد کیا کہ نہ چھوڑوں کعبے میں سونا نہ چاندی مگر کہ اس کو مسلمانوں میں تقسیم کروں میں نے کہا کہ تو نہیں کرے گا کیوں میں نے کہا کہ تیرے دونوں ساتھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں کیا اور وہ دونوں ایسے مرد ہیں کہ ان کی پیروی کی جاتی ہے۔

فائدہ: مراد مسجد سے کعبے کی مسجد ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا کہ اس مال کو مسلمانوں کی بھلائیوں میں خرچ کرے لیکن جب شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا خلاف نہ کر سکے اور دونوں کی پیروی اس میں واجب جانی اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر بجائے حکم کے ہے ساتھ استمرار اس چیز کے جس کو متغیر نہ کیا۔ (فتح)

٦٧٣٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَءُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ.

٦٧٣٤ـ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ امانت آسمان سے اتری مردوں کے دلوں میں پھر قرآن اترا سو انہوں نے قرآن کو پڑھا اور سنت کو جانا۔

فائدہ: اس کی شرح فتن میں گزر چکی ہے۔

٦٧٣٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ مُرَّةَ

٦٧٣٥ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت عمدہ کلام اللہ کی کتاب ہے اور نہایت عمدہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

الْهَمْدَانِيَّ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ﴿إِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾.

طریقہ ہے اور نہایت برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے نکالے گئے اور بے شک وہ چیز وعدہ دیے جاتے ہو تم آنے والی ہے اور نہیں تم عاجز کرنے والے اللہ کو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور مراد ساتھ محدث کے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو اور شرع میں اس کا نام بدعت رکھا جاتا ہے اور جس کی شرع میں کچھ اصل ہو اس کو بدعت نہیں کہا جاتا پس بدعت شرع کے عرف میں مذموم ہے برخلاف لغت کے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ بدعت دو قسم پر ہے ایک محمود اور دوسری مذموم، محمود وہ ہے جو سنت کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم ہے اور بعض علماء نے بدعت کو پانچ قسم پر تقسیم کیا ہے سو جو چیز کہ نئی نکالی گئی اس میں سے جمع کرنا حدیث کا پھر تفسیر قرآن کی پھر جمع کرنا مسائل فقہ کا جو محض رائے سے نکالے گئے ہیں پھر جمع کرنا علم تصوف کا سو انکار کیا ہے پہلی قسم سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور ایک گروہ نے اور رخصت دی ہے اس میں اکثر نے اور دوسری قسم یعنی قرآن کی تفسیر کرنے سے شعبی وغیرہ بعض تابعین نے انکار کیا ہے اور تیسری قسم یعنی تدوین مسائل فقہ سے امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ ایک قوم نے انکار کیا ہے اور اسی طرح تدوین اصول دین کی بھی بدعت ہے یعنی نئی نکالی گی ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ وغیرہ سلف نے اس سے سخت انکار کیا ہے اور ان کا کلام اہل کلام کی مذمت میں مشہور ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے کلام کیا اس چیز میں جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چپ رہے اور ثابت ہو چکا ہے امام مالک رحمہ اللہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خوارج اور رافضیوں اور قدریہ کی بدعتوں سے کوئی چیز نہ تھی اور وسیع کیا ہے متاخرین نے کلام کو اکثر ان امروں میں جس سے ائمہ تابعین اور تبع تابعین نے انکار کیا ہے اور نہیں قناعت کی انہوں نے یہاں تک کہ ملا دیا ہے انہوں نے دین کے مسئلوں میں یونانیوں کے کلام سے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے فلاسفہ کے کلام کو اصل کہ جو حدیثیں ان کے مخالف ہوں ان کی تاویل کر کے اس کی طرف پھیرتے ہیں اگرچہ وہ تاویل مکروہ ہو پھر انہوں نے اس پر بھی قناعت نہیں کی یہاں تک کہ انہوں نے علم کلام کو اشرف العلوم ٹھہرایا ہے اور لائق تر ساتھ تحصیل کے اور جو اس علم کو استعمال نہ کرے وہ ان کے گمان میں عامی جاہل ہے پس نیک بخت وہ ہے جو تمسک کرے ساتھ اس چیز کے جس پر سلف تھے اور پیچھے متاخرین کی بدعت نکالی ہوئی سے لیکن اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت سیکھ لے اور کتاب اور سنت کو اصل مقصود ٹھہرائے اور یہ جو کہا کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو یہ قاعدہ شرعیہ کلیہ ہے ساتھ منطوق اپنے کے اور مفہوم اپنے کے بہر حال منطوق اس کا

پس جیسا کہ کہا جائے کہ حکم ایسی چیز کا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس نہ ہوگی شرع سے اس واسطے کہ شرع سب ہدایت ہے پس اگر ثابت ہو کہ حکم مذکور بدعت ہے تو صحیح ہوں گے دونوں مقدمے اور نتیجہ صحیح نکلے گا اور مراد ساتھ قول اس کے ہر بدعت گمراہی ہے وہ چیز ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور اس کے واسطے شرع سے کوئی دلیل نہ ہو بطریق عام کے نہ خاص کے اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ بدعت پانچ قسم پر ہے پس واجب مانند مشغول ہونے کے ہے ساتھ علم نحو کے جس سے اللہ اور اس کے رسول کا کلام سمجھا جائے اس واسطے کہ نگاہ رکھنا شریعت کا واجب ہے اور نہیں حاصل ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے پس ہوگا واجب اور اسی طرح شرح غریب کی اور تدوین اصول فقہ کی اور پہنچنا طرف تمیز صحیح کی ضعیف سے اور حرام وہ بدعت ہے جو سنت کے مخالف ہو جیسے قدریہ اور مرجیہ نے تدوین کی ہے اور مندوب وہ کام ہے جو ہو بہو حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ پایا گیا ہو جیسے نماز تراویح کے واسطے جمع ہونا اور مدرسوں وغیرہ کا بنانا اور مباح مانند مصافحہ کرنے کی ہے نماز صبح سے پیچھے اور اچھا کھانا اور عمدہ کپڑا پہننا اور کبھی بعض چیز اس سے مکروہ یا خلاف اولیٰ ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٧٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ.

٦٧٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے حکم کروں گا۔

فائدہ: اور غرض بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سنت پر بھی کتاب اللہ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ وحی سے ہے اور اس کی تقدیر سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾۔

٦٧٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّأْبٰى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى.

٦٧٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری کل امت بہشت میں داخل ہوگی مگر جو باز رہے لوگوں نے کہا اور کون باز رہتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری فرمانبرداری کی وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ باز رہا۔

فائدہ: اس کا ظاہر یہ ہے کہ عموم مستمر ہے اس واسطے کہ کوئی ان میں سے نہیں باز رہتا دخول بہشت سے اسی واسطے

انہوں نے کہا کہ کون باز رہتا ہے؟ سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اسناد باز رہنے کا دخول سے طرف ان کی مجاز ہے حضرت ﷺ کی سنت سے باز رہنے سے اور وہ حضرت ﷺ کی نافرمانی کرنا ہے پھر اگر باز رہنے والا کافر ہے تو وہ بہشت میں کبھی داخل نہیں ہوگا اور اگر مسلمان ہے تو مراد یہ ہے کہ نہیں داخل ہوگا وہ بہشت میں ساتھ اول داخل ہونے والوں کے۔ (فتح)

٦٧٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ حَدَّثَنَا أَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ تْ مَلَائِكَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا أَوِّلُوْهَا لَهُ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ

٦٧٣٨۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ سوتے تھے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ سوتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے اس ساتھی کی ایک مثل ہے سو اس کی مثل بیان کرو سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ اس کی مثل اس مرد کی سی مثل ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں ضیافت کی اور بلانے والے کو بھیجا سو جس نے داعی کا کہنا قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور دعوت کا کھانا کھائے گا اور جس نے بلانے والے کا کہنا قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور نہ دعوت کا کھانا کھائے گا تو انہوں نے کہا کہ اس کے واسطے اس کی تعبیر کہو تاکہ اس کو سمجھ لے سو بعضوں نے کہا کہ وہ سوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو انہوں نے کہا کہ مراد گھر سے بہشت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں سو جس نے حضرت ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ فرق ہے درمیان لوگوں کے یعنی مطیع اور گنہگاروں کے کہا قتیبہ نے لیث سے، الخ یعنی یہ حدیث موصول ہے موقوف نہیں جیسا کہ پہلے طریق سے وہم ہوتا ہے کہ اس میں مرفوع ہونے کے ساتھ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ.
تَابَعَهُ قُتَیْبَةُ عَنْ لَّیْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

تصریح نہیں کی۔

فائدہ: بہر حال حکم عبد کا ساتھ مولیٰ کے پاس اس کو حدیث بغل گیر ہے۔ (فتح)

٦٧٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ یَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِیْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِیْدًا فَإِنْ أَخَذْتُمْ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِیْدًا.

٦٧٣٩۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اگر گروہ قاریوں کے استقامت کرو سو البتہ تم نے سبقت کی اور آگے بڑھ گئے آگے بڑھنا ظاہر اگر تم دائیں بائیں راہ لو گے اور سیدھی راہ کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے گمراہ ہونا دور کا۔

فائدہ: مراد ساتھ قاریوں کے عالم ہیں قرآن اور سنت کے اور استقامت کرو یعنی استقامت کی راہ چلو اور مراد اس سے تمسک کرنا ہے ساتھ امر اللہ کے فعل اور ترک سے اور یہ جو کہا تم بہت آگے بڑھ گئے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ اس نے خطاب کیا ساتھ اس کے ان لوگوں کو جنہوں نے اول اسلام کو پایا سو جب انہوں نے قرآن اور سنت کے ساتھ تمسک کیا تو آگے بڑھ گیا وہ طرف ہر خیر کی اس واسطے کہ جو ان کے بعد آئے اگر ان کے برابر عمل کریں تو نہ پہنچیں گے طرف اس چیز کی کہ پہنچے طرف اس کی سابق اسلام والے ورنہ بعید تر ہیں وہ ان سے حسًا وحکمًا اور یہ جو کہا کہ دائیں بائیں طرف راہ لو گے یعنی مخالفت نہ کرو امر مذکور کی اور یہ کلام حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ماخوذ ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ﴾ اور جو مرفوع ہے حکما حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے اشارہ ہے طرف فضل سابقین کی اولین کی مہاجرین اور انصار سے جو گزرے استقامت پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شہید ہوئے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہے پھر شہید ہوئے یا اپنے بچھونے پر مر گئے۔ (فتح)

٦٧٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ إِنِّیْ

٦٧٤٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری مثل اور میری پیغمبری اور دین کی مثل جیسے اس مرد کی مثل جو ایک قوم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے قوم میں بے شک لوٹنے والے لشکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اور میں ننگا ڈرانے والا

رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَآءَ فَأَطَاعَهُ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا فَانطَلَقُوا عَلٰى مَهَلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَأَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ.

ہوں سو جلدی بھاگو سو اس کی قوم سے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا سو وہ شام ہوتے ہی بھاگے اور آرام سے چلے گئے اور بچ گئے اور کچھ لوگوں نے جھوٹا جانا وہ فجر تک اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہے تو صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا تو ان کو ہلاک کیا اور ان کو جڑ سے اُکھاڑا سو یہی مثل ہے اس کی جس نے میرا کہنا مانا اور میرے دین کی پیروی کی اور مثل اس کی جس نے میرا کہنا نہ مانا اور جھٹلایا سچے دین کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے۔

٦٧٤١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِأَبِيْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

٦٧٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور مرتد ہوا جو مرتد ہوا عرب سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کس طرح لڑے گا تو لوگوں سے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ پر ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس سے جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے یعنی نماز کو فرض جانے اور زکوٰۃ کو فرض نہ جانے اس واسطے کہ زکوٰۃ حق مال کا ہے قسم ہے اللہ کی اگر انہوں نے مجھ سے روکی ایسی چیز یعنی بکری کا بچہ جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادا کرتے تھے تو البتہ میں لڑوں گا اس کے روکنے پر کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی نہ تھا وہ یعنی میرا خیال کچھ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا لڑنے کے واسطے سو میں نے پہچانا کہ وہ حق ہے اور کہا مجھ سے ابن بکیر نے ، الخ یعنی اس میں کذا کی

قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنَاقًا وَهُوَ أَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا وَعِقَالًا هٰهُنَا لَا يَجُوْزُ وَعِقَالًا فِيْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ عِقَالًا.

جگہ لفظ عناق کا واقع ہوا ہے یعنی بکری کا بچہ اور یہ صحیح تر ہے عقالا کی روایت سے اور روایت کیا ہے اس کو آدمیوں نے عنا قا اور عقالا اس جگہ جائز نہیں اور عقالا شعبی کی حدیث میں مرسل ہے اور اسی طرح کہا قتیبہ نے عقالا یعنی رسی۔

٦٧٤٢- حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَتَسْتَأْذِنَ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِأَنْ يَّقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

٦٧٤٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن آیا یعنی مدینے میں اور اپنے بھتیجے حر بن قیس پر اترا اور وہ ان لوگوں سے تھا جن کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے نزدیک کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور شوریٰ والے قاری یعنی علماء اور عابد لوگ تھے بوڑھے ہوتے یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے بھتیجے! کیا اس امیر کے پاس تیرا کچھ لحاظ ہے سو تو میرے واسطے اس سے اجازت مانگے یعنی خلوت اور تنہائی کے وقت تو اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو اس نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی سو جب اندر گیا تو کہا اے خطاب کے بیٹے! تو ہم کو بہت مال نہیں دیتا اور تو ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اس کو ماریں تو حر نے کہا اے سردار مسلمانوں کے! اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کا اور منہ پھیر جاہلوں سے اور بے شک یہ جاہلوں سے ہے سو قسم ہے اللہ کی نہ بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے آیت کو ان پر پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت کھڑے ہونے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اے خطاب کے بیٹے! اور یہ کلمہ کہا جاتا ہے جب کہ کسی مرد سے کچھ زیادتی طلب کرے کوئی بات ہو یا کام اور مراد اس سے حکم سے یہاں زجر ہے اور طلب باز رہنے کی نہ زیادتی طلب کرنا اور عیینہ بڑا سخت مزاج اور بدخو تھا اسی واسطے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایسے ایسے سخت الفاظ سے خطاب کیا اے خطاب کے بیٹے! اور یہ جو کہا کہ قسم ہے اللہ کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے نہ بڑھے تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس پر آیت نے دلالت کی بلکہ عمل کیا ساتھ معنی اس کے اسی واسطے کہا کہ وہ اللہ کی کتاب کے پاس ٹھہرنے والے تھے یعنی عمل کرتے تھے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے اور اس سے آگے نہ بڑھتے تھے اور اس میں قوت دینا ہے اکثر علماء کے مذہب کو کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور کہا طیبی نے کہ حکم کیا ہے اللہ نے اپنے پیغمبر کو ساتھ مکارم اخلاق کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اپنی امت کو جس طرح اللہ نے آپ کو حکم کیا اور محصل اس کا امر ہے ساتھ اچھے برتاؤ کے لوگوں سے اور کوشش کرنے کے ساتھ احسان کرنے کے طرف ان کی اور صلح رکھنے کے ساتھ ان کے اور چشم پوشی کرنا ان سے۔ (فتح)

٦٧٤٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ آيَةٌ قَالَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ جَآءَ نَا

٦٧٤٣۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج میں گہن پڑا اور لوگ کھڑے نماز پڑھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی نماز پڑھتی تھیں تو میں نے کہا کیا ہے لوگوں کو؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی سورج میں گہن پڑا ہے اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہ دیکھا تھا مگر کہ میں نے اس کو اس جگہ میں دیکھا یہاں تک کہ میں نے بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھ کو وحی ہوئی کہ بے شک تم فتنے میں ڈالے جاؤ گے قریب دجال کے فتنے سے سو بہرحال مومن یا مسلم میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے کون سا لفظ کہا سو کہا کہے گا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لائے ہمارے پاس دلیلیں روشن سو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا اور ہم ایمان لائے ساتھ اس چیز

بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَاهُ وَآمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوْقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِيْ أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ.

کے کہ حضرت ﷺ اس کو لائے اللہ کی طرف سے سو کہا جائے گا کہ سورہ اس حال میں کہ تو نیکو کار ہے ہم نے جانا کہ تو یقین کرنے والا ہے اور بہرحال منافق یا مرتاب میں نہیں جانتا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کون سا لفظ کہا سو کہے گا کہ میں نہیں جانتا کہ اسلام اور پیغمبر کیا چیز ہے میں نے لوگوں سے سنا ایک بات کہتے تھے سو میں نے بھی کہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خسوف میں گزر چکی ہے۔

٦٧٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَآئِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ.

٦٧٤٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سوال کرنا چھوڑ دو جب تک کہ تم کو چھوڑوں اور نہ بتلاؤں تم سے اگلی امتوں کو تو ان سے سوال اور اختلاف ہی نے ہلاک کیا یعنی سوال کے سبب سے ہلاک ہوئے کہ اپنے پیغمبر کو کرتے تھے سو جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچا کرو اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا حکم کروں تو اس کو کیا کرو جتنا تم سے ہو سکے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس حدیث کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا یعنی فتح مکہ کے دن سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک اللہ نے تم پر حج کو فرض کیا سو تم حج کو ادا کیا کرو تو ایک شخص نے کہا یا حضرت! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہتا تو تم پر ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے کبھی نہ ہو سکتا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی بیہودہ سوال نہ کیا کرو جو تمہارے حق میں بہتر ہے میں اس کو خود بیان کر دیتا ہوں تم کو ایسی کوشش کرنا کیا ضروری ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ سوال کیا کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے بیان کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور یہ جو کہا جب تک میں تم کو چھوڑوں یعنی جب تک کہ میں تم کو کسی چیز کے کرنے کا حکم نہ کروں یا اس سے منع نہ کروں اور مراد ساتھ امر کے ترک کرنا سوال کا ہے اس چیز سے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس خوف کے واسطے کہ اس کے سبب سے اس کا واجب کرنا یا حرام کرنا اترے اور بہت سوال کرنے سے کہ اس میں سختی کرنا ہے اور خوف ہے اس کا کہ واقع ہو اجابت ساتھ ایسی چیز کے کہ ثقیل ہو اور نہ ہو سکے اور واقع ہو مخالفت اور ابن فرج نے کہا کہ نہ بہت طلب کرو تفصیل ان جگہوں سے کہ ہوں مفید واسطے وجہ کے کہ ظاہر ہوئی ہو اگرچہ اس کے سوائے اور کی صلاحیت

بھی اس میں ہو جیسا کہ قول حضرت ﷺ کا جو انکرار کا احتمال رکھتا ہے سو لائق ہے کہ اکتفاء کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ صادق آئے اس پر لفظ اور وہ ایک بار کرنا ہے اس واسطے کہ اصل نہ ہونا زیادتی کا ہے اور اس میں بہت نقب زنی نہ کرو اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف ایسی چیز کی کہ بنی اسرائیل کے واسطے واقع ہوئی جب کہ ان کو گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا سو اگر کوئی ایک گائے ذبح کرتے تو حکم بجا لانا حاصل ہوتا لیکن انہوں نے سختی کی سو ان پر سختی کی گئی اگر مطلق کوئی گائے کسی طرح کی ذبح کرتے تو کفایت کرتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت قول حضرت ﷺ کے کی **فانما اهلك من كان قبلكم**، الخ ساتھ قول اس کے ذرونی ماترکتکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے کوئی حکم شرع کے وارد ہونے سے پہلے اور یہ کہ اصل چیزوں میں عدم وجوب ہے پھر یہ نہی عام ہے تمام منع چیزوں میں مگر مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز جس پر مکلّف مجبور کیا جائے مانند شراب پینے کی اوپر رائے جمہور کے اور مخالفت کی ہے اس میں ایک قوم نے سو کہا انہوں نے کہ گناہ پر مجبور ہونا اس کو مباح نہیں کرتا اور صحیح نہ ہونے مواخذہ کا ہے جب کہ پائی جائے صورت اکراہ معتبر کی اور مستثنیٰ کیا ہے اس سے بعض شافعیہ نے زنا کی صورت کو کہ اس میں زبردستی متصور نہیں لیکن نہیں ہے کوئی مانع مجبور ہونے زنا پر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس نے جو کہتا ہے کہ نہیں جائز ہے دوا کرنا ساتھ حرام چیز کے مانند شراب کی اور نہ دفع کرنا پیاس کا ساتھ اس کے اور نہ نگلنا لقمے کا جو حلق میں اٹک گیا ہو ساتھ اس کے اور صحیح نزدیک شافعیہ کے جائز ہونا تیسری چیز کا ہے یعنی لقمے کا نگلنا شراب سے جائز ہے جب کہ حلق میں اٹک گیا ہو واسطے بچانے جان کے پس یہ مردار کے کھانے کی مانند ہے مضطر کو برخلاف دوا کرنے کے اس واسطے کہ ثابت ہوئی اس سے نہی بطور نص کے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ شراب دوا نہیں لیکن وہ بیماری ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ حرام چیز سے دوا نہ کیا کرو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ نے میری امت کی شفا حرام چیز میں نہیں ٹھہرائی اور بہرحال پیاس سو وہ اس کے پینے سے بند نہیں ہوتی اور وہ بھی دوا کے معنی میں ہے اور تحقیق یہ ہے کہ امر ساتھ بچنے کے نہی سے عموم پر ہے جب کہ نہ عارض ہو اس کو اجازت بیچ ارتکاب منہی کے جیسے کھانا مردار کا مضطر کو اور نہیں متصور ہے بچنا منہی سے مگر ساتھ چھوڑنے تمام منع چیزوں کے اور اگر بعض منع چیزوں سے بچے اور بعض سے نہ بچے تو وہ حکم بجا نہ لایا برخلاف امر کے یعنی مطلق کے کہ جو لائے کم تر جس پر اسم صادق آئے تو ہوتا ہے وہ بجا لانے والا حکم کا اور ابن فرج نے اس کے برعکس تقریر کی ہے اسی واسطے اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر کرنا ساتھ کسی چیز کے نہی ہے اس کی ضد سے اور نہی شے سے امر ہے ساتھ ضد اس کی کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے اور قواعد اسلام سے داخل ہوتی ہیں اس میں بہت احکام مانند نماز کی اس شخص کے واسطے جو اس کے کسی رکن یا شرط سے عاجز ہو اور جو ہو سکتے بحسب مقدور ادا کرے اور اسی طرح حکم ہے وضو کا اور ستر عورت کا اور یاد کرنا بعض فاتحہ کا اور نکالنا بعض زکوۃ فطر کا اس کے واسطے جو سب پر قادر نہ ہو کہ جتنا

ہو سکے کرے اور بند رہنا کھانے پینے سے رمضان میں اس کو جو عذر سے روزہ نہ رکھے پھر قادر نہ ہو روزے پر پانچ دن کے اور سوائے اس کے اور مسائل جن کی شرح دراز ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو عاجز ہو بعض امروں سے نہیں ساقط ہوتا ہے اس سے مقدور اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو امر کیا جائے ساتھ کسی چیز کے اور وہ اس کے بعض سے عاجز ہو اور جو مقدور ہو اس کو بجا لائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے وہ چیز جس سے عاجز ہو اور ساتھ اس کے استدلال کیا ہے مزنی نے اس پر کہ جس چیز کا ادا کرنا واجب ہے اس کی قضا واجب نہیں اسی واسطے صحیح یہ ہے کہ قضا ساتھ امر جدید کے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ تقیید امر میں ساتھ استطاعت کے نہیں دلالت کرتی ہے اس پر کہ منہی چیز کا زیادہ اہتمام ہے بلکہ وہ باز رہنے کی جہت سے ہے اس واسطے کہ ہر ایک آدمی قادر ہے اوپر ترک کے برخلاف فعل کے اس واسطے کہ عاجز ہونا اس کے کرنے سے محسوس ہے اور اسی واسطے امر میں استطاعت کی قید لگائی اور نہی میں نہ لگائی اور کہا ابن فرج نے کہ یہ جو فرمایا کہ بچو تو یہ اپنے اطلاق پر ہے یہاں تک کہ پایا جائے جو اس کو مباح کرے جیسے مردار کا کھانا وقت ضرورت کے اور پینا شراب کا وقت اکراہ اور مجبور ہونے کے اور اصل اس میں جواز تلفظ یعنی جائز ہے بولنا کلمہ کفر کا جب کہ دل میں ایمان کا اطمینان ہو جیسا کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن اور تحقیق یہ ہے کہ مکلف ان سب چیزوں میں نہیں ہے منع کیا گیا اس حال میں اور جواب دیا ہے ماوردی نے کہ گناہ سے باز رہنا ترک ہے اور وہ آسان ہے اور عمل طاعت کا فعل ہے اور وہ مشکل ہے پس اسی واسطے نہیں مباح ہوا ہے گناہ کرنا اگرچہ عذر سے ہو اس واسطے کہ وہ ترک ہے اور ترک سے کوئی آدمی عاجز نہیں ہوتا اور مباح کیا چھوڑ دینا عمل کا عذر سے اس واسطے کہ کبھی عمل سے آدمی عاجز ہو جاتا ہے اور کہا بعضوں نے کہ نہی کبھی ہوتی ہے ساتھ مانع کے نقیض سے اور وہ حرام ہے اور کبھی نہی ہوتی ہے ساتھ اس کے اور وہ مکروہ ہے اور ظاہر حدیث کا دونوں کو شامل ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس کے کہ مباح مامور بہ نہیں اس واسطے کہ تاکید فعل کی تو واجب اور مندوب کے مناسب ہوتی ہے اور جو اس کو مامور بہ کہتا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد امر سے طلب نہیں ہے بلکہ مراد اس سے عام تر معنی ہیں اور وہ اجازت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر نہیں چاہتا ہے تکرار کو اور نہ اس کے عدم کو اور بعض نے کہا کہ تقاضا کرتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ تمام چیزیں مباح ہیں یعنی اصل سب چیزوں میں اباحت ہے یہاں تک کہ ثابت ہو نہی شارع کی طرف سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے بہت سوال کرنا مسئلوں سے اور سختی کرنا بیچ اس کے کہا بغوی نے کہ اگر دین کے کسی مسئلے کی حاجت پڑے تو اس کا پوچھنا جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾ اور اگر بصورت تشدید اور تکلف کے ہے تو منع ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں اور تائید کرتا ہے اس کی وارد ہونا زجر کا حدیث میں اغلوطات سے کہا اوزاعی نے کہ اغلوطات سخت اور مشکل مسئلے ہیں اور اکثر سلف سے منقول ہے کہ مکروہ

ہے کلام کرنا ان مسئلوں میں جو واقع نہ ہوئے ہوں مگر عالم کے واسطے اور عالم کو مکروہ اس وقت ہے جب کہ باز رکھے عالم کو اس چیز سے کہ اس سے اہم تر ہو اور لائق ہے کہ چھانٹا جائے اس چیز کو جس کا وقوع بہت ہو نہ جس کا وقوع نادر ہو اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ لائق ہے مشغول ہونا ساتھ اس امر کے جس کی فی الحال حاجت ہو اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے جس کی فی الحال حاجت نہ ہو سو گویا کہ فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے اوپر کرنا امروں کا اور بچنا منع چیزوں کے بدلے مشغول ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی پس لائق ہے مسلمانوں کو کہ بحث کرے اس چیز سے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آئی ہے پھر کوشش کرے اس کے سمجھنے میں اور اس کی مراد معلوم کرنے میں پھر مشغول ہو وہ ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے پھر اگر علمیات سے ہو تو اس کی تصدیق کے ساتھ مشغول ہو اور اس کے حق ہونے کے ساتھ اعتقاد کرے اور اگر عملیات سے ہو تو خرچ کرے اپنی کوشش کو ساتھ عمل کرنے کے اوپر اس کے فعل سے ہو یا ترک سے اور اگر اس سے زیادہ وقت پائے تو نہیں ڈر ہے کہ خرچ کرے اس کو مشغول ہونے میں ساتھ پہچاننے حکم اس چیز کے کہ واقع ہو گی جب کہ یہ قصد ہو کہ عمل کرے گا ساتھ اس کے اگر واقع ہوئی اور اگر جدل اور جھگڑے کا قصد ہو تو یہ منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

جو مکروہ ہے کثرت سوال سے اور تکلف مالا یعنی سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ سوال کرو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ استدلال کرے ساتھ اس آیت کے مدعی پر اور وہ کراہت بہت سوال کرنے کی اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف ترجیح بعض اس چیز کی کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اور اس کے شانِ نزول کا اختلاف تفسیر میں گزر چکا ہے اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ وہ وارد ہوئی ہے بیچ بہت سوال کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اور آئندہ واقع ہو گی اور اسی کو چاہتی ہے کاری گری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اور باب کی حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں اور البتہ سخت ہوا ہے انکار ایک جماعت کا اوپر اس کے ان میں سے قاضی ابوبکر بن عربی ہے سو کہا اس نے کہ اعتقاد کیا ہے غافلوں کی ایک قوم نے کہ منع ہے پوچھنا مسائل کا جب تک کہ واقع نہ ہوں اس آیت کی دلیل سے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اس واسطے کہ آیت تصریح کرتی ہے کہ منع ہے وہ کہ واقع ہو مسئلہ اس کے جواب میں اور مسئلے حوادث کے اس طرح نہیں ہیں اور یہ قول ٹھیک ہے اس واسطے کہ ظاہر خاص ہونا اس آیت کا ساتھ زمانے نزول وحی کے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے کہ جو سوال کرے ایسی چیز سے جو حرام نہ ہو پھر اس کے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اس واسطے کہ ایسی چیز کے واقع ہونے سے البتہ امن حاصل ہو چکا ہے اور سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں اور حدیث بھی آ چکی ہے اور اس سے جو ثابت ہوا ہے حدیثوں میں کہ اصحاب نے

حضرت ﷺ سے اکثر اوقات میں بہت چیزوں کا سوال کیا تو احتمال ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ نہی آیت میں نہ شامل ہو اس چیز کو کہ اس کی حاجت ہے جس کا حکم مقرر ہو چکا ہے یا ان کو اس کے پہچاننے کی حاجت ہو مانند سوال کی کھاپنچ کے ساتھ ذبح کرنے سے اور سوال کی وجوب طاعت سرداروں کی سے جب کہ معروف چیز کا حکم کریں اور جیسا سوال کرنا احوال قیامت سے اور جو اس سے پہلے ہے لڑائیوں اور فتنے فسادوں سے اور مانند ان سوالوں کی کہ قرآن میں ہیں جیسا سوال کرنا شراب اور جوئے اور کلالہ اور محیض اور عورتوں اور شکار وغیرہ سے لیکن جو اس آیت سے نکالتے ہیں کہ مکروہ ہے بہت سوال کرنا ان مسئلوں سے جو نہیں واقع ہوئے انہوں نے اس کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے اس واسطے کہ کثرت سوال کی جب سبب ہے تکلیف اس چیز کا جو مشکل ہو تو لائق ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور امام دارمی نے اس میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں اصحاب اور تابعین سے بہت آثار نقل کیے ہیں اور کہا بعضوں نے کہ بحث دو قسم پر ہے ایک بحث یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ عموم نص میں داخل ہے یا نہیں؟ سو یہ مطلوب ہے مکروہ نہیں بلکہ متعین ہوتا ہے بعض مجتہدوں پر دوسری قسم یہ ہے کہ مثل چیزوں میں فرق کرے باوجود وصف جمع کے یا دو متفرق چیزوں کو جمع کرے پس یہی قسم ہے جس کی سلف سے مذمت وارد ہوئی ہے اور اس کے موافق ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ ہلاک ہوئے سختی کرنے والا کہ اس میں ضائع کرنا ہے اوقات کا بے فائدہ چیز میں اور مثل اس کی ہے بہت تفریع کرنا ایسے مسئلے پر کہ نہ ہو اصل اس کے واسطے قرآن میں نہ حدیث میں نہ اجماع میں اور وہ نہایت نادر الوقوع ہو اور سخت تر اس سے سوال کرنا ہے غیبی چیزوں سے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ ایمان لانے کے اوپر ان کے باوجود ترک کیفیت ان کی کے اور سوال کرنا وقت قیامت اور روح وغیرہ سے جو نہیں پہچانا جاتا ہے مگر محض نقل سے اور ان میں سے بہت چیزوں کے حق میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی پس واجب ہے ایمان لانا ساتھ اس کے بغیر بحث کے اور جو عذر کرے بیچ معانی قرآن کے نگہبانی کرنے والا ہو اس چیز پر جو آئی ہے اس کی تفسیر میں حضرت ﷺ سے اور اصحاب سے اور حاصل کرے احکام سے اس چیز کو کہ مستفاد ہوتی ہے اس کے منطوق سے اور مفہوم سے اور غور کرے سنت کے معانی میں اور جس پر وہ دلالت کرے اور لے جو اس سے حجت کے لائق ہے تو یہ محمود ہے اور نفع اٹھایا جاتا ہے ساتھ اس کے اور اسی پر معمول ہے عمل شہروں کے فقہاء کا تابعین سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اس باب میں نو حدیثیں مذکور ہیں بعض متعلق ہیں ساتھ کثرت سوال کے اور بعض متعلق ہیں ساتھ تکلیف مالا یعنی کے اور بعض ساتھ سبب نزول آیت کے اور حدیث اول متعلق ہے ساتھ دوسری قسم کے اور اسی طرح حدیث دوسری اور پانچویں۔ (فتح)

٦٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦٧٤٥۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سب مسلمانوں میں بڑا

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ.

گنہگار وہ ہے کہ جس نے وہ بات پوچھی کہ حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہوگئی۔

فائدہ: مسئلہ پوچھنا دو قسم پر ہے ایک تو وہ کہ اس کی حاجت پڑے اور وہ بات معلوم نہیں تو دریافت کے واسطے پوچھے تو یہ درست ہے بلکہ اس کا حکم ہے کہ دریافت کرے اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ دوسرے یہ کہ ناحق بے حاجت پوچھنا اور تنگ کرنا یہ منع ہے سو اسی کو حضرت ﷺ نے منع کیا کہ ناحق بے حاجت باتیں نہ پوچھا کرو شاید حلال چیز تمہارے بے فائدہ سوال سے حرام ہو جائے اور تم گنہگار ہو لیکن جس مسئلے کی حاجت پڑے وہ اس حدیث سے مخصوص ہے ساتھ آیت مذکور کے پس اس کا سوال کرنا درست ہے بلکہ مامور بہ ہے اور حدیث محمول ہے تحذیر اور تہدید پر نہ یہ کہ سوال علت ہے تحریم کی پس نہیں تمسک ہے اس میں واسطے قدریہ کے کہ اللہ ایک چیز دوسری چیز کے سبب سے کرتا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو ایسا عمل کرے جو دوسرے کو ضرر کرے تو وہ گنہگار رہتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے یعنی دراصل سب چیزیں مباح ہیں یہاں تک کہ وارد ہو شرع برخلاف اس کے اور بعضوں نے کہا کہ اس کا جرم یہ ہے کہ اس کے سوال کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر پہنچا کہ منع ہوا ان کو تصرف کرنا اس چیز میں جو اس کے سوال کرنے سے پہلے حلال تھی اور مستفاد ہوتی ہے بڑائی گناہ کی یعنی یہ گناہ اتنا بڑا ہے کہ جو اس کے واقع ہونے کا سبب ہو اس کو بھی یہ کہنا جائز ہے کہ یہ بہت بڑے گناہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

٦٧٤٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوْا أَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ

٦٧٤٦۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا یعنی رمضان کے مہینے میں سو حضرت ﷺ نے اس میں چند راتیں نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے پھر انہوں نے ایک رات حضرت ﷺ کی آواز نہ پائی اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ سو گئے تو ان میں سے بعض آدمی کھنگورنے لگے تا کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ جو دیکھا میں نے تمہارے عمل سے یہاں تک کہ میں ڈرا کہ وہ تم پر

مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا أَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ.

فرض ہو جائے سو اگر تم پر فرض ہو جائے تو تم اس کو قائم نہ کر سکو سواے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اس واسطے کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہی ہے مگر فرض نماز یعنی فرض نماز مسجد میں افضل ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزری اور متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس حدیث سے وہ چیز جو سمجھی جاتی ہے حضرت ﷺ کے انکار سے یعنی جو انکار کیا حضرت ﷺ نے ان کے فعل پر کہ انہوں نے سختی کی اس چیز میں جس کی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہیں دی تھی یعنی رات کی نماز میں مسجد کے اندر جمع ہونا۔ (فتح)

٦٧٤٧۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَبِيْ فَقَالَ أَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأٰى عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٦٧٤٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کئی چیزوں سے پوچھے گئے جن کو برا جانا سو جب لوگوں نے حضرت ﷺ سے بہت سوال کیا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر اور مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام آزاد سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے چہرے میں غصہ دیکھا تو کہا کہ ہم اللہ کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

فائدہ: پوری روایت یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک روز بعد نماز ظہر کے خطبہ پڑھا اور قیامت کو یاد کیا پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھا جائے سو پوچھے سو جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلاؤں گا جب تک میں اپنے مکان میں ہوں یعنی منبر پر تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہیں اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا غصہ ختم ہوا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت سوال کرنا منع ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ مراد کثرت سوال سے منع ہونا کثرت سوال کا ہے حادثوں سے اور اغلوطات سے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کے احوال کو اصحاب زیر نظر رکھتے تھے اور

حضرت ﷺ کے غضب سے سخت ڈرتے تھے اس خوف سے کہ کسی ایسے امر کے واسطے ہو جو ان کو عام ہو جائے اور یہ کہ جائز ہے چومنا مرد کے پاؤں کا اور جائز ہے غصہ کرنا وعظ کی حالت میں اور گھٹنوں کے بل بیٹھنا شاگرد کا استاد کے آگے جب کہ اس سے کچھ پوچھے اور یہی حکم ہے تابع کا واسطے متبوع کے اور مشروع ہونا تعوذ کا فتنوں سے اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ قسم اول کے اور اسی طرح چوتھی اور آٹھویں اور نویں۔ (فتح)

٦٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ. قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ.

٦٧٤٨۔ حضرت ورّاد مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب سے روایت ہے کہ معاویہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ جو تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ ذکر کہتے تھے لا الہ سے منک الجد تک یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کو سب شکر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے الٰہی! نہیں کوئی روکنے والا تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہیں تیری رد کی چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے مالدار کو اس کا مال کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نیز اس نے اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال اور کثرت سوال اور مال کے ضائع کرنے سے اور منع کرتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے اور زندہ لڑکیوں کے گاڑنے سے، کہا ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے کہ کفر کے وقت اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے سو اللہ نے اس کو حرام کیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے قیل وقال سے اور کثرت سوال سے اور پہلے گزر چکی ہے بحث کہ کثرت سوال سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ خاص ہے ساتھ مال کے یا احکام کے یا عام تر ہے اس سے اور اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر یعنی مال اور احکام وغیرہ سب کو شامل ہے اور سب چیز میں کثرت سوال منع ہے لیکن منع اس چیز میں ہے جس کی سائل کو حاجت نہ ہو اور باقی شرح کتاب الرقاق میں گزری۔ (فتح)

٦٧٤٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

٦٧٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ.

پاس تھے سو کہا کہ ہم منع کیے گئے تکلف اور تشدد سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اللہ کے اس قول سے ﴿وَفَاكِهَةً وَأَبًّا﴾ کہ ابّ کیا چیز ہے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منع کیے گئے تعمق اور تکلف سے اور مراد ابّ سے وہ سبزہ ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب وہ چیز ہے جس کو زمین اگاتی ہے جو چوپائے کھاتے ہیں اور آدمی نہیں کھاتے۔ (فتح)

٦٧٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدْخَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَبُوْكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا

٦٧٥٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جب کہ آفتاب ڈھلا سو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر جب سلام پھیرا تو منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کو یاد کیا اور ذکر کیا کہ قیامت سے پہلے بڑی بڑی مصیبتیں ہونے والی ہیں پھر فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہے سو پوچھے سو قسم ہے اللہ کی نہیں پوچھو گے مجھ سے کچھ مگر کہ میں تم کو بتلاؤں گا جب تک کہ میں اپنے مقام میں ہوں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو لوگ بہت رونے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے تھے کہ مجھ سے پوچھو انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت! میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے یعنی بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں پھر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اٹھا تو اس نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بہت بار فرمایا کہ مجھ سے پوچھو کہا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری سے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہوئے جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تو ہلاک ہو قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں

وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَىَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِىْ عُرْضِ هٰذَا الْحَآئِطِ وَأَنَا أُصَلِّىْ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.

میری جان ہے کہ البتہ میرے سامنے کیے گئے بہشت اور دوزخ اس وقت اس دیوار کے آگے اور میں نماز پڑھتا تھا سونہیں دیکھی میں نے کوئی چیز خیر اور شر میں جیسے آج دیکھی۔

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ تیسری قسم کے اور اسی طرح چوتھی حدیث بھی اور وہ چوتھی حدیث کے معنی میں ہے۔ (فتح)

٦٧٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِىْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ مَنْ أَبِىْ قَالَ أَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ﴾ الْآيَةَ.

٦٧٥١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! میرا باپ کون ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ فلاں ہے اور یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

٦٧٥٢۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآئَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ.

٦٧٥٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ آپس میں پوچھتے ہیں کہ یہ تو اللہ نے سب خلق کو پیدا کیا ہے سو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ زمین آسمان کو کس نے بنایا تو کہتا ہے اللہ نے تو شیطان پوچھتا ہے کہ اللہ کو کس نے بنایا اور ہذا اللہ مبتدا اور خبر ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ یہ مقرر اور معلوم ہے کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا اور وہ شے ہے اور ہر چیز مخلوق ہے تو اس کو کس نے پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب شیطان دل میں خیال ڈالے تو اس وقت اللہ کی پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور باز رہے اور ایک روایت میں ہے کہ آمنت باللہ و رسلہ کہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

چند گنوار لوگ مسجد میں آئے اور مجھ سے پوچھا کہ بھلا اللہ کو کس نے پیدا کیا اور میں نے ان کو پتھر مارے اور میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے سچ فرمایا کہ ایسے سوال کرنے والے احمق ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہے آمنت باللہ کہ یہ صریح ایمان ہے یعنی اس وسوسہ کو برا جاننا اور اس کو قبول نہ کرنا دلیل ہے اوپر خالص ہونے ایمان کے اس واسطے کہ کافر اصرار کرتا ہے اس پر جو اس کے دل میں ہے محال سے اور نہیں نفرت کرتا اس سے اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اللہ کی پناہ مانگے اور باز رہے یعنی اس خیال میں فکر کرنا چھوڑ دے اور اللہ کی پناہ مانگے جب کہ نہ واقع ہو اس سے وسوسہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ علم اس کا کہ اللہ بے نیاز شیطان کے ہر وسوسے سے بدیہی امر ہے حجت اور مناظرہ کا محتاج نہیں سو اگر اس سے کوئی خیال دل میں گزرے تو شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کی کوئی حد نہیں سو جب کسی دلیل سے اس کا معارضہ کیا جائے تو اور طرح سے مغالطہ دیتا ہے سو ضائع کرتا ہے اس کے وقت کو اگر سالم رہے فتنے سے سو نہیں ہے کوئی تدبیر اس کے دفع کرنے کی قوی تر اس سے کہ اللہ کی پناہ پکڑے اعوذ باللہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ احد اللہ الصمد کہے اور ہر انسان صاف طبیعت کی یہ پیدائشی بات ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اس کے پہلے کوئی چیز نہیں جو اس کو بنائے اور ہزاروں دلیل عقلی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے سو ایسا سوال وہی کرے گا جس کی اصل پیدائش میں خلل ہے اور عقل میں نقصان ہے اور یہ عجب حماقت کا سوال ہے کہ جب اس کو اللہ کہا تو پھر اس کو پیدا کرنے والے کو پوچھنا عجب نادانی ہے اگر اللہ کا پیدا کرنے والا کوئی ہوتا تو پھر وہ اللہ کیسا باقی رہا وہ بھی مخلوق ہو گیا مثل اور مخلوقات کی اور کہا مہلب نے قول اس کا صریح ایمان ہے یعنی نہ نکالنا امر کو مالا نہایت تک اس واسطے کہ جب امر کو مالا نہایت تک نکالا جائے تو اس وقت ضروری ہے کہ کوئی ایسا خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اس واسطے کہ عاقل فکر کرنے والا جانتا ہے کہ سب مخلوقات مخلوق ہے واسطے ہونے اثر کاری گری کے جو اس میں موجود ہے اور اثر حدث کے جو اس پر جاری ہے اور خالق کی یہ صفت نہیں ہوتی پس واجب ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے واسطے خالق ہو جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا پس یہ ہے صریح ایمان نہ بحث کرنا جو شیطان کے مکر سے ہے جو حیرت کی طرف نوبت پہنچاتی ہے کہا ابن بطال نے کہ اگر وسوسہ کرنے والا کہے کہ کون مانع ہے کہ خالق اپنے نفس کو آپ پیدا کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ بعض بعض کے متناقض ہے اس واسطے کہ تو نے خالق کو ثابت کیا ہے اور اس کے وجود کو واجب ٹھہرایا ہے پھر تو نے کہا کہ وہ اپنے نفس کو خود آپ پیدا کرتا ہے سو تو نے واجب کیا اس کے عدم کو اور اس کے موجود اور معدوم ہونے میں تطبیق ممکن نہیں بلکہ دونوں امر کو جمع کرنا فاسد ہے اس واسطے کہ اس میں تناقض ہے اس واسطے کہ فاعل کا وجود مقدم ہوتا ہے اس کے فعل کے وجود پر پس یہ محال ہے کہ اس کا نفس اس کا فعل ہو اور یہ واضح ہے اس شبہ کے حل کرنے میں اور یہ نوبت پہنچاتا ہے طرف صریح ایمان کی اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم دل میں پاتے ہیں وہ وسوسہ کہ ہم میں سے

کوئی بھاری جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کلام کرے حضرت ﷺ نے فرمایا البتہ تم نے اس کو پایا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے وسوسے سے فرمایا کہ یہ محض ایمان ہے کہا ابن تین نے اگر جائز رکھا جائے کہ خالق کے واسطے کوئی خالق ہو تو تسلسل لازم آئے پس ضروری ہے نہایت ہونے سے طرف موجد قدیم کی اور قدیم اس کو کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی چیز نہ ہو اور نہیں صحیح ہے معدوم ہونا اس کا اور وہ فاعل ہے یعنی پیدا کرنے والا ہے کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اور وہ اللہ تعالیٰ ہے کہا کرمانی نے ثابت ہوا ہے کہ پہچاننا اللہ تعالیٰ کا دلیل سے فرض عین ہے یا کفایہ ہے اور راہ طرف اس کی ساتھ سوال کرنے کے اس سے متعین ہے اس واسطے کہ وہ اس کا مقدمہ ہے لیکن جب بداہت سے معلوم ہوا کہ خالق غیر ہے مخلوق کا یا ساتھ کسب کے جو قریب ہو صدق کے تو ہوگا سوال کرنا اس سے تشدد اور سختی سو ہوگی ذم متعلق ساتھ اس سوال کے جو بطور تشدید اور سختی کے ہو نہیں تو پہنچنا اس کی معرفت کی طرف اور دور کرنا شبہ کا اس سے صریح ایمان ہے اس واسطے کہ ضروری ہے قطع ہونا اس تسلسل کا طرف ایسے خالق کی جس کو کسی نے پیدا نہیں کیا دفع تسلسل کے واسطے اور ہارون رشید کے زمانے میں کسی نے اس سے ایسا سوال کیا کہ کیا اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے؟ سو ہارون رشید نے اہل علم سے اس کا جواب پوچھا تو ایک نوجوان نے جلدی کی سو اس نے کہا کہ یہ سوال محال ہے اس واسطے کہ مخلوق محدث ہے یعنی نئی پیدا کی گئی ہے آگے نہ تھی اور جو محدث ہو نیا پیدا کیا گیا ہو وہ قدیم کی مثل نہیں ہوتا پس محال ہے یہ کہ کہا جائے کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ اپنی مثل پیدا کرے یا کہا جائے کہ نہیں قادر ہے جیسا کہ محال ہے کہ کہا جائے قادر عالم میں قادر ہے اس پر کہ جاہل عاجز ہو جائے۔ (فتح)

٦٧٥٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالُوْا يَا أَبَا الْقَاسِمِ حَدِّثْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ

٦٧٥٣۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا مدینے کی کھیتی میں اور حضرت ﷺ ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو حضرت ﷺ چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعضوں نے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعضوں نے کہا کہ نہ پوچھو کہ تم کو کوئی بات نہ سنائے تو ان میں سے بعض حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! خبر دے ہم کو روح سے کہ کیا چیز ہے؟ سو حضرت ﷺ ایک ساعت کھڑے دیکھتے رہے سو میں نے پہچانا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو میں آپ سے پیچھے ہٹا یہاں تک کہ وحی چڑھی پھر

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُوحٰى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾.

حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ حضرت ﷺ نے ان کو اسی وقت جواب دیا۔ (فتح)

بَابُ الْاِقْتِدَآءِ بِأَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ﷺ کے افعال کی پیروی کرنا

فائدہ: اصل اس میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی البتہ تمہارے واسطے حضرت ﷺ کی تابعداری میں بہتر پیروی ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے واسطے داخل ہونے اس کے بیچ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ سو واجب ہے پیروی حضرت ﷺ کی آپ کے فعل میں جیسے کہ واجب ہے آپ کے قول میں یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل ندب پر یا خصوصیت پر اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس میں احتمال ہے وجوب کا اور ندب کا اور اباحت کا پس محتاج ہے طرف قرینے کی اور کہا جمہور نے ندب کے واسطے ہے جب کہ ظاہر ہو وجہ قرب کی اور بعضوں نے کہا اگرچہ نہ ظاہر ہو اور بعضوں نے تفصیل کی ہے درمیان تکرار اور عدم تکرار کے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ کا فعل کسی مجمل کا بیان ہو سو جو حکم اس مجمل کا ہے وہی اس کا ہے وجوب ہو یا ندب یا اباحت پھر اگر ظاہر ہو وجہ قربت کی تو ندب کے واسطے ہے اور جس میں قربت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو اباحت کے واسطے ہے اور بہرحال تقریر حضرت ﷺ کی اس پر جو حضرت ﷺ کے سامنے کیا جائے سو دلالت کرتا ہے جواز پر اور یہ مسئلہ مبسوط ہے اصول فقہ میں اور متعلق ہے ساتھ اس کے تعارض حضرت ﷺ کے قول اور فعل کا اور متفرع ہوتا ہے اس پر حکم خصائص کا پھر اگر قول اور فعل آپس میں معارض ہو تو اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ قول حضرت ﷺ کا مقدم ہے آپ کے فعل پر اس واسطے کہ اس کے لیے صیغہ ہے جو معانی کو بغل گیر ہے دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مقدم ہے قول پر اس واسطے کہ اس کی طرف کوئی احتمال راہ نہیں پاتا جو قول کی طرف پاتا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ ترجیح دی جائے اور محل اس سب کا وہ ہے کہ نہ قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے خصوصیت پر اور جمہور کا مذہب اول قول ہے اور اس کے واسطے حجت یہ ہے کہ تعبیر کیا جاتا ہے ساتھ قول کے محسوس سے اور معقول برخلاف فعل کے ہے پس خاص ہوگا ساتھ محسوس کے سو ہوگا قول اتم اور ساتھ اس وجہ کے کہ اتفاق ہے اس پر کہ قول دلیل ہے برخلاف فعل کے اور اس واسطے کہ قول دلالت کرتا ہے بنفسہ برخلاف فعل کے پس محتاج ہوگا طرف واسطہ کی اور اس واسطے کہ مقدم کرنا فعل کا نوبت پہنچاتا ہے طرف ترک عمل کی ساتھ قول کے یعنی اس میں قول کے ساتھ عمل نہیں ہوتا اور اگر قول کے ساتھ عمل کیا جائے تو ممکن ہے ساتھ

اس کے عمل کرنا فعل کے مدلول پر پس ہوگا قول راجح ان اعتباروں سے۔ (فتح)

٦٧٥٤ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

۶۷۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا۔

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے صرف ایک مثال بیان کی اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس پر کہ اصحاب نے آپ کی پیروی کی فعل میں اور ترک میں اور ابن بطال نے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی واجب ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اتاری اور اصحاب نے بھی انگوٹھیاں اتاریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جوتا اتارا تو اصحاب نے بھی اتارا اور حدیبیہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈایا اور قربانی ذبح کی تو اصحاب نے بھی آپ کی پیروی میں جلدی کی بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو احرام سے حلال ہونے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس میں تردد کیا سو اس نے دلالت کی کہ فعل ابلغ ہے قول سے لیکن اس میں وجوب پر دلالت نہیں جو اس نے دعویٰ کیا ہے بلکہ مطلق پیروی پر دلالت ہے، والعلم عند اللہ۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ فِي الْعِلْمِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِي دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ﴾.

جو مکروہ ہے تشدید اور سختی کرنے سے اور تنازع اور زیادتی کرنے سے دین میں اور بدعتوں سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اے کتاب والو! نہ حد سے بڑھ جاؤ دین کی بات میں اور نہ بولو اللہ پر مگر سچی بات۔

فائدہ: ابتداء آیت کی متعلق ہے ساتھ فروع دین کے اور اسی سے تعبیر کی گئی ہے ترجمہ میں ساتھ علم کے اور جو اس کے مابعد ہے وہ متعلق ہے اصول دین سے اور تعمق کے معنی ہیں تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ اس میں حد سے بڑھ جائے اور غلو کے معنی ہیں مبالغہ اور تشدید کرنا کام میں یہاں تک کہ حد سے بڑھ جائے اور یہی معنی تعمق کے ہیں اور تنازع کے معنی ہیں مجادلہ اور مراد جھگڑنا ہے وقت اختلاف کے حکم میں جب کہ نہ واضح ہو دلیل اور مذموم ہے جھگڑنا بعد قائم ہونے دلیل کے اور بدع جمع ہے بدعت کی اور بدعت وہ چیز ہے کہ پہلے اس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی دین میں ایسا کوئی کام پہلے نہ ہو پس شامل ہوگی باعتبار لغت کے محمود اور مذموم کو اور خاص ہوگی شرع کے عرف میں ساتھ مذموم

کے اور شرع میں بدعت اس کو کہتے ہیں جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور وہ مذموم ہے اور اگر وارد ہو بدعت محمود کام میں تو باعتبار لغوی معنی کے اور استدلال کرنا ساتھ آیت کے مبنی ہے اس پر کہ لفظ اہل کتاب کا واسطے تعمیم کے ہے تا کہ یہود و نصاریٰ کے سوائے اور لوگوں کو بھی شامل ہو یا محمول ہے اس پر کہ جو لوگ یہود اور نصاریٰ کے سوائے ہیں وہ ملحق ہیں ساتھ ان کے۔ (فتح)

٦٧٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ.

٦٧٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وصال کا روزہ نہ رکھا کرو اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کا روزہ رکھتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے سو لوگ وصال کے روزے سے باز نہ آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھا دو دن یا دو راتیں پھر لوگوں نے عید کا چاند دیکھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاند دیر سے چڑھتا تو میں تم کو روزہ زیادہ کرتا جیسے ان پر انکار کرنے والے تھے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو تمنی میں گزری کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر زیادہ ہو جاتا تو میں برابر اتنے وصال کے روزے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے دین میں سختی کرنے والے اپنی شدت کو اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ واقع ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں وہ چیز جو ترجمہ کے موافق ہے یعنی تعمق کرنا۔ (فتح)

٦٧٥٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرٍ مِّنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيْهَا

٦٧٥٦۔ حضرت یزید بن شریک سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا اینٹوں کے منبر پر اور وہ تلوار پہنے تھے اس میں ایک کاغذ تھا لٹکا ہوا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں جو پڑھی جائے سوائے قرآن کے اور جو اس کاغذ میں ہے پھر اس کاغذ کو کھولا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس میں اونٹوں کی عمر کا بیان ہے کہ دیت میں اتنے اونٹ اتنی اتنی عمر کے دیے جائیں اور اچانک

أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا مَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

اس میں لکھا تھا کہ مدینہ حرام ہے عیر کے پہاڑ سے فلانے پہاڑ تک یعنی ثور کے پہاڑ تک سو جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ قبول کرے گا اس سے قیامت کے دن نہ نفل عبادت کو نہ فرض اور اچانک اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کی امان ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان میں کوشش کرے سو جو کسی مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اس سے اللہ قیامت کے دن نفل عبادت کو نہ فرض کو اور جو کسی قوم سے دوستی کرے اجازت اپنے مالکوں اور سرداروں کے تو اس پر بھی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب مسلمانوں کی لعنت ہے نہ قبول کرے گا اللہ اس سے نفل عبادت کو اور نہ فرض کو۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے کے حرم میں زیادتی اور بے ادبی درست نہیں ویسے ہی مدینے کے حرم میں بھی اور اگر مسلمانوں سے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو پناہ دے تو سب مسلمانوں پر اس کی رعایت واجب ہوگئی جو اس کی امان کو توڑے اس پر لعنت ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کاغذ میں ان حکموں کے سوا اور احکام بھی تھے قصاص اور عفو وغیرہ سے اور غرض وارد کرنے اس حدیث کے سے اس جگہ لعنت کرنا ہے اس پر جو مدینے میں بدعت نکالے اس واسطے کہ اگرچہ حدیث میں مدینے کی قید ہے لیکن حکم عام ہے اس میں اور اس کے غیر میں جب کہ ہوں دین کے متعلقات سے۔ (فتح)

٦٧٥٧۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ إِنِّي أَعْلَمُهُمْ

٦٧٥٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس کی اجازت دی اور بعض لوگوں نے اس کو ہلکا جانا اور اس کے کرنے میں تامل کیا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جانتا ہوں اللہ کو اور میں ان کی نسبت اللہ سے نہایت خوفناک ہوں۔

بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی شرع میں اجازت اور رخصت ہے اس کو ہلکا جاننا یا خلاف تقویٰ اور پرہیز گاری کے سمجھنا درست نہیں اور مراد اس سے اس جگہ یہ ہے کہ خیر اور بھلائی حضرت ﷺ کی پیروی میں ہے برابر ہے کہ عزیمت ہو یا رخصت اور استعمال کرنا رخصت کا ساتھ قصد اتباع حضرت ﷺ کے اس جگہ میں کہ وارد ہوئی ہے اولیٰ ہے استعمال کرنے عزیمت یعنی اولویت کے سے بلکہ اکثر اوقات استعمال کرنا عزیمت کا اس وقت مرجوح ہوتا ہے جیسے کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا اکثر اوقات مذموم ہوتا ہے جب کہ ہو بطور اعراض کے سنت سے جیسے موزوں پر مسح نہ کرنا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ جس چیز سے لوگوں نے آپ کو دور کھینچا تھا وہ بوسہ لینا ہے روزے دار کے واسطے اور بعضوں نے کہا کہ شاید سفر میں روزہ نہ رکھنا تھا اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ دور رکھنا اپنے آپ کو اس چیز سے جس کی حضرت ﷺ نے رخصت دی بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ﷺ سے زیادہ تر پرہیز گار دیکھتا ہے اور یہ الحاد ہے میں کہتا ہوں نہیں شک ہے اس کے ملحد ہونے میں جو یہ اعتقاد رکھے لیکن جن لوگوں کی طرف حدیث میں اشارہ ہے ان لوگوں نے اس کی یہ علت بیان کی ہے کہ اللہ نے حضرت ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے یعنی سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو نہ ہوں گے غیر کے برابر جس کی مغفرت نہیں ہوئی سو محتاج ہوگا جس کی مغفرت نہیں ہوئی اس طرف کہ اولویت کے لے تا کہ نجات پائے سو حضرت ﷺ نے ان کو بتلایا کہ اگرچہ اللہ نے آپ کو بخش دیا ہے لیکن وہ باوجود اس کے بہ نسبت ان کی اللہ سے نہایت ڈرنے والے ہیں اور ان سے زیادہ پرہیز گار ہیں سو جو کام کہ حضرت ﷺ کریں عزیمت سے ہو یا رخصت سے سو وہ اس میں نہایت خوف اور تقویٰ میں ہیں یہ نہیں کہ گناہ معاف ہو جانے سے عمل کرنا چھوڑ دیں اور عمل کرنے کی کچھ حاجت نہ رہے بلکہ عمل کرتے تھے تا کہ اللہ کی شکر گزاری کریں سو جب کسی چیز کی رخصت دیں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے اعانت کے ہے عزیمت پر تا کہ اس کو خوش دلی سے کرے اور یہ جو فرمایا اعلمھم تو یہ اشارہ ہے طرف قوت علمیہ کی اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ سے تو یہ اشارہ ہے طرف قوت عملی کی یعنی میں اعلم ہوں ان میں ساتھ فضل کے اور اولیٰ ہوں ساتھ عمل کے۔ (فتح)

٦٧٥٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِي تَمِيمٍ أَشَارَ أَحَدُهُمَا

٦٧٥٨۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ قریب تھے کہ دو برگزیدہ نیک مرد ہلاک ہوں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جب قوم بنی تمیم کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو دونوں میں سے ایک نے اقرع کی طرف اشارہ کیا کہ سرداری کے لائق یہ ہے اور دوسرے نے اس کے غیر کی

بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ التَّمِيْمِيِّ الْحَنْظَلِيِّ أَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِغَيْرِهٖ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتَّ خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَظِيْمٌ﴾ قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيْهِ يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثٍ حَدَّثَهٗ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ.

طرف اشارہ کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تیری مخالفت نہیں کرنا چاہی سو دونوں کی آواز بلند ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو یہ آیت اتری اے ایمان والو! نہ کرو اونچی اپنی آواز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے عظیم تک کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ ابن زبیر نے کہا کہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کرتے تو آہستہ کرتے جیسے کوئی کان میں بات کرتا ہے اور اپنی آواز کو نہایت پست کرتے یہاں تک کہ بعض بات کے استفہام کی حاجت پڑتی تو پست آواز ہونے کے سبب سے سمجھ بھی نہ آتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزری اور مقصود اس سے قول اللہ تعالیٰ کا ہے سورہ کے اول میں ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ اور اس جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت اس ترجمہ میں۔ (فتح)

٦٧٥٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ

٦٧٥٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا تو رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کہہ کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے مقام میں کھڑا ہوگا تو لوگ قرآن کی آواز نہ سن سکیں گے رونے کے سبب سے سو عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حفصہ رضی اللہ عنہا نے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا.

حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو امام بن کے نماز پڑھائیں تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہیں میں کہ تجھ سے نیکی پاؤں یعنی تجھ سے میں نے کبھی بھلا نیکی نہ پائی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح امامت میں گزری اور مقصود اس سے بیان کرنا مخالفت کی مذمت کا ہے۔

٦٧٦٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَ عُوَيْمِرٌ الْعَجْلَانِيُّ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَيَقْتُلُهٗ أَتَقْتُلُوْنَهٗ بِهٖ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهٗ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهٗ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْآنًا فَدَعَا بِهِمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْهَا فَإِنْ جَآءَتْ بِهٖ أَحْمَرَ

٦٧٦٠۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر رضی اللہ عنہ عاصم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا سو کہا بھلا بتلا تو کہ اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو حرام کرتے پائے اور اس کو قتل کر ڈالے تو کیا تم اس کو اس کے قصاص میں قتل کرو گے؟ اے عاصم! میرے واسطے حضرت ﷺ سے پوچھ، اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور اس کو عیب کیا سو اس نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ اس سوال کو برا جانا تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں خود حضرت ﷺ کے پاس جاؤں گا سو وہ آیا سو اللہ نے عاصم رضی اللہ عنہ کے بعد قرآن اُتارا سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے حق میں قرآن اتارا سو حضرت ﷺ نے دونوں مرد اور عورت کو بلایا دونوں نے لعان کیا پھر عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے عورت کو جدا کیا اور حضرت ﷺ نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ کیا سو جاری ہوئی یہ سنت دولعان کرنے والوں میں کہ جو لعان کریں ان کا یہی حکم ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اس عورت کو کہ اگر وہ جنے لڑکا سرخ رنگ پست قد بہمنی کی طرح یعنی پتلا تو میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس

قَصِيرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ كَذَبَ وَإِنْ جَآءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَآءَتْ بِهِ عَلَى الْأَمْرِ الْمَكْرُوهِ.

نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ عورت جنے لڑکا سیاہ رنگ کشادہ آنکھ والا موٹی رانوں والا تو میں نہیں گمان کرتا مگر کہ اس نے اس عورت پر سچ کہا سو اس عورت نے لڑکا جانا مکروہ شکل پر یعنی زانی کی شکل پر۔

فائدہ: بھنی ایک کیڑا ہے سرخ رنگ پتلا اور لمبا ہوتا ہے اس حدیث کی شرح لعان میں گزری اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا۔

٦٧٦١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِنْ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلٰى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ

٦٧٦١۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں چلا تا کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دربان جس کا نام یرفا تھا آیا تو اس نے کہا کہ کیا تجھ کو حاجت ہے عثمان اور عبدالرحمٰن اور زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم میں کہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر دربان نے کہا کہ کیا تجھ کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے کہ اجازت مانگتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اجازت دی کہا عباس رضی اللہ عنہ نے اے امیر المؤمنین! میرے اور اس ظالم یعنی علی رضی اللہ عنہ کے درمیان حکم کر کہ دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا ہے تو کہا جماعت نے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک دوسرے کو آرام دے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو مہلت لو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں بھلا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ میرا کوئی وارث نہیں ہوگا جماعت نے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ پر

ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿مَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ﴾ الْآيَةَ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَّأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهَا

متوجہ ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا ہاں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں قصہ اس امر کا بے شک اللہ نے اپنے رسول کو خاص کیا تھا اس مال میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوائے کسی کو نہ دی اللہ نے فرمایا کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر اموال بنی نضیر سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ یعنی بغیر لڑائی کے ہاتھ لگا سو یہ مال خالص حضرت ﷺ کے واسطے تھا یعنی اس میں مسلمانوں کا حق نہ تھا جیسا مال غنیمت میں ہوتا ہے پھر قسم ہے اللہ کی نہ جمع کیا اس کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہ ترجیح دی کسی کو ساتھ اس کے اوپر تمہارے اور البتہ حضرت ﷺ نے وہ مال تم کو دیا اور تم میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال اور حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کو اس مال سے سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر باقی کو لیتے اور بیت المال میں ڈالتے اور مسلمانوں کی بہتریوں میں خرچ ہوتا سو حضرت ﷺ نے مرتے دم تک یہی عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا ہاں پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں والی حضرت ﷺ کا سو قبضے میں کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سو جو حضرت ﷺ اس مال میں کرتے تھے وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم دونوں اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں ایسا ہے یعنی ہم کو ہمارا حصہ نہیں دیتا اور

كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ وَأَتَانِيْ هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهَا.

اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں سچا نیکوکار راہ یاب حق کے تابع تھا پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے اس کو دو سال قبضے میں کیا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال میں کرتے تھے وہی میں کرتا پھر دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور تمہارا امر اکٹھا تھا تو مجھ سے اپنا حصہ اپنے بھتیجے کی میراث سے مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ اپنے باپ کی میراث سے مانگتا تھا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے حوالے کرتا ہوں یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عہد و پیمان ہے کہ تم دونوں اس میں کرو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کیا اور جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا اور جو میں نے اس میں کیا جب سے میں اس کا متولی ہوں نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام نہ کرو تو تم دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے حوالے کر اس شرط پر تو میں نے تم کو دیا اس شرط پر میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو ان کے حوالے اس شرط سے کیا تھا جماعت نے کہا ہاں پھر متوجہ ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے اس کو تمہارے حوالے اس شرط سے کیا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو کیا تم مجھ سے اس کے سوائے اور حکم طلب کرتے ہوں سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوائے کوئی حکم نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اور اگر تم اس سے عاجز ہوئے تو اس کو میرے حوالے کرو کہ میں اس کو تم سے کفایت کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزری اور مقصود اس سے بیان کراہت تنازع کا ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عثمان رضی اللہ عنہ کا اور ان کے ساتھیوں کا کہ اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دی اس واسطے کہ گمان یہ ہے کہ دونوں نے جھگڑا نہیں کیا مگر کہ ہر ایک کے واسطے سند تھی کہ حق اس کے ہاتھ میں ہے سوائے دوسرے کے تو اس نے دونوں کے درمیان جھگڑے تک نوبت پہنچائی پھر جھگڑا فیصل کروانے کی طرف کہ اگر جھگڑا نہ ہوتا تو لائق ساتھ دونوں کے خلاف اس کا تھا اور یہ جو کہا استبا یعنی نسبت کیا ہر ایک نے دوسرے کو اس طرف کہ اس نے اس پر ظلم کیا اور یہ جو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ظالم کے درمیان تو یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ لوگوں پر ظلم کرتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی خاص اس قصے میں تھی اور یہ مراد نہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نہ عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو جانتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مراد عباس رضی اللہ عنہ کی ظاہر لفظ کا نہیں بلکہ مراد اس سے زجر ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلمہ غصے کے وقت بولا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ ظلم رکھنا چیز کا ہے اپنی غیر جگہ میں پس شامل ہوگا بڑے گناہ کو اور خصلت مباح کو جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور محمول ہے یہ ظلم اخیر معنی پر اور کہا ابن بطال نے کہ باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے مکروہ ہونے خصومت اور تنازع کے سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف مذمت اس شخص کی جو بدستور رہا وصال کے روزے پر اور نہی کے اور واسطے اشارہ کرنے علی رضی اللہ عنہ کے طرف مذمت اس شخص کی جو اس کے حق میں مبالغہ اور زیادتی کرے پس دعویٰ کرے کہ حضرت ﷺ نے اس کو خاص کیا ہے ساتھ چند امروں کے دیانت سے جیسے کہ شیعہ لوگ گمان کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نے اشارہ کیا اس شخص کی مذمت کی طرف جو سختی کرے اس میں جس کی حضرت ﷺ رخصت دی اور بنی تمیم کے قصے میں مذمت ہے جھگڑے کی جو نوبت پہنچائے طرف خصومت کی اور ایک نے دوسرے کو نسبت کیا کہ وہ اس کی مخالفت کا قصد کرتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مذموم ہے ہر وہ حالت جو پھوٹ اور دشمنی کی طرف نوبت پہنچائے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گناہ اس کا جو بدعت نکالنے والے کو جگہ دے روایت کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے

فائدہ: یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی پہلی گزر چکی ہے۔

٦٧٦٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٦٧٦٢۔ حضرت عاصم سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے مدینے کو حرام کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں جو عیر اور ثور کے درمیان ہے اس کا درخت نہ کاٹا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ قَالَ عَاصِمٌ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ آوَى مُحْدِثًا.

جائے جو اس میں کوئی بدعت نکالے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے۔

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مدینے کے سوائے اور جگہ کا یہ حکم اور یہ وعید اس کے غیر کے حق میں نہیں اگر چہ جو گنہگار کو جگہ دے وہ گناہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے لیکن خاص مدینے کو اس واسطے ذکر کیا کہ وہ حضرت ﷺ کا وطن ہے اور وہیں سے سب زمین میں اسلام پھیلا سو اس کو زیادہ فضیلت ہے اس کے غیر پر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

جو ذکر کیا جاتا ہے ذم رائے سے اور تکلف قیاس سے

فائدہ: ذم رائے سے یعنی اپنی رائے سے فتویٰ دینا اور وہ صادق ہے اس پر جو نص کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف نہ ہو اور مذموم اس سے وہ ہے کہ اس کے برخلاف نص موجود ہو اور یہ جو کہا من تو س میں اشارہ ہے کہ بعض فتویٰ رائے سے دینا مذموم نہیں یعنی جب کہ نہ پائی جائے نص کتاب سے یا سنت سے یا اجماع سے اور یہ جو کہا تکلف قیاس سے یعنی جب کہ تینوں چیزوں مذکورہ سے کوئی چیز نہ پائے اور قیاس کی حاجت پڑے تو نہ تکلف کرے اس میں بلکہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر اور نہ تعسف کرے بیچ ثابت کرنے علت جامع کے جو ارکان قیاس سے ہے بلکہ جب علت جامع واضح نہ ہو تو چاہیے کہ تمسک کرے ساتھ اباحت اصلی کے یعنی اباحت اصلی کی دلیل سے اس کو مباح کہے اور داخل ہے تکلف قیاس میں جب کہ استعمال کرے اس کو اس کے اوضاع پر وقت موجود ہونے نص کے اور اسی طرح داخل ہے اس میں جب کہ پائے نص اور اس کی مخالفت کرے اور تاویل کرے اس کی مخالفت کے واسطے تاویل بعید اور سخت مذمت ہے اس میں اس شخص کی جو مدد کرے اپنے امام کی جس کی وہ تقلید کرتا ہے باوجود اس احتمال کے کہ اس کے امام کو اس نص پر اطلاع نہ ہوئی ہو۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ ﴿مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾.

اور نہ پیروی کر اس چیز کی جس کا تجھ کو علم نہیں

فائدہ: حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اوپر ذم تکلف کرنے کے قیاس میں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے قیاس کو حدیث پر ساتھ اس آیت کے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ﴾ کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تابعداری

کرو اس میں جو اللہ اور رسول نے کہا اور وارد کی ہے اس جگہ بیہقی نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے کوئی سال مگر کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بدتر ہے اور میں نہیں کہتا کہ یہ سال ارزان تر ہے دوسرے سال سے اور نہ یہ امیر بہتر ہے امیر سے لیکن علماء جاتے رہیں گے پھر پیدا ہو گی ایک قوم جو قیاس کریں گے کاموں کو اپنی رائے سے پس خراب ہو جائے گا اسلام۔ (فتح)

۶۷۶۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَّنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَآءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّوْنَ وَيَضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِيْ مِنْهُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو.

۶۷۶۳۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حج کیا ہم پر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس سے سنا کہتا تھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نہ نکالے گا علم کو کھینچ کر اس کے بعد کہ تم کو دیا لیکن علم کو کھینچ لے گا علماء کو اٹھا کر اور باقی رہ جائیں گے جاہل لوگ تو لوگ انہیں جاہلوں سے مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اپنی رائے پر فتویٰ دیں گے یعنی بے علمی سے لوگوں کو مسئلے بتلائیں گے سو آپ بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی پھر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد حج کیا یعنی آئندہ سال تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے! عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور طلب کر اس سے میرے واسطے ثبوت اس حدیث کا کہ تو نے مجھ سے اس سے روایت کی تھی سو میں نے اس سے پوچھا سو حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے اس نے مجھ سے پہلے بیان کی تھی سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو میں نے اس کو خبر دی پس تعجب کیا میں نے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ یاد رکھی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پھر حج کیا یعنی گزرا اس حال میں کہ حج کرنے کو جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ علم کو اس طرح نہ اٹھالے گا کہ لوگوں سے علم نکال لے کھینچ کر لیکن علم اٹھالے گا علماء کو قبض کر کے یہاں تک کہ جب کسی عالم کو نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے پھر انہیں جاہلوں سے لوگ مسئلہ پوچھیں گے سو وہ فتویٰ دیں گے مسئلہ بتائیں بے علمی اور نادانی سے سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی

گمراہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ علماء جاتے رہیں گے جب کوئی عالم جاتا رہے گا تو جو اس کے ساتھ علم ہو گا وہ بھی جاتا رہے گا یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے بے علم لوگ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ جائز ہے خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف اکثر حنابلہ کے اس واسطے کہ حدیث صریح ہے بیچ اٹھانے علم کے ساتھ قبض کرنے علماء کے اور بیچ رئیس بنانے جاہلوں کے اور لازم ہے اس کو حکم کرنا ساتھ جہل کے اور جب منفی ہوا علم اور جو حکم کرے ساتھ اس کے تو لازم آیا نہ ہونا اجتہاد اور مجتہد کا اور معارضہ کیا گیا۔ یہ اس حدیث کا ساتھ اس حدیث کے کہ ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت سے غالب حق پر یہاں تک کہ آئے حکم اللہ کا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ظاہر ہے عدم خلو میں نہ بیچ نفی جواز کے اور نیز دلیل اول کے واسطے ظاہر تر ہے واسطے تصریح کے ساتھ قبض کرنے علماء کے ایک بار اور ساتھ اٹھانے اس کے دوسری بار خلاف دوسرے کے اور برتقدیر تعارض کے پس باقی رہے گا یہ کہ اصل عدم مانع ہے اور ممکن ہے کہ اتاری جائیں یہ حدیثیں اس ترتیب پر کہ واقع ہے سو پہلے پہل علم اٹھایا جائے گا ساتھ قبض علماء مجتہدین کے جو مجتہد مطلق ہیں پھر ساتھ قبض کرنے مجتہدین کے جو مقید ہیں سو جب کوئی مجتہد نہ رہے گا تو سب لوگ تقلید میں برابر ہوں گے لیکن بعض مقلد بعض وقت قریب تر ہو گا طرف پہنچنے کی اجتہاد مقید کے درجے کو بہ نسبت بعض کی خاص کر اگر ہم تفریع کریں اوپر جواز تجزی اجتہاد کے یعنی جب جائز رکھیں کہ اجتہاد کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جائز ہے کہ بعض مسائل میں مجتہد ہو اور بعض خاص مسائل میں اس کو درجہ اجتہاد حاصل ہو لیکن غلبہ جہالت کے سبب سے جاہل لوگ آپ جیسوں کو پیر مرشد ٹھہرائیں گے اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ جاہلوں کو رئیس بنائیں گے اور یہ نہیں منع کرتا اس شخص کے رئیس بنانے کو جو متصف نہ ہو ساتھ پوری جہالت کے جیسا کہ نہیں منع ہے رئیس بنانا اس شخص کا جو منسوب ہو طرف جہل کی فی الجملہ اہل اجتہاد کے زمانے میں پھر جائز ہے کہ اس صفت والا بھی کوئی آدمی نہ رہے اور نہ باقی رہیں مگر محض مقلد پس اس وقت متصور ہو گا خالی ہونا زمانے کا مجتہد سے یہاں تک کہ بعض بابوں میں بلکہ بعض مسئلوں میں بھی لیکن باقی رہے گا جس کو علم کی طرف فی الجملہ نسبت ہو گی پھر زیادہ ہو گا غلبہ جہل کا اور رئیس بنانا جاہلوں کا پھر جائز ہے کہ یہ بھی قبض ہوں یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے اور یہ لائق ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت ہو یا بعد موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اس وقت متصور ہو گا خالی ہونا زمانے کا اس شخص سے کہ منسوب ہو طرف علم کی بالکل پھر ہوا چلے گی اور قبض کرے گی ہر مسلمان کی روح کو اور اس وقت تحقیق ہو گا خالی ہونا زمین کا مسلمان سے چہ جائیکہ عالم چہ جائیکہ مجتہد اور باقی رہ جائیں گے بدتر لوگ سو انہیں لوگوں پر قائم ہو گی قیامت والعلم عند اللہ اور اس حدیث میں زجر ہے جاہل کے رئیس بنانے سے اس چیز کے واسطے کہ مرتب ہوتے ہیں اس پر مفسدے سے اور کبھی تمسک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں جائز ہے بنانا جاہل کا حاکم اگرچہ عاقل عفیف ہو لیکن اگر عالم فاسق ہو تو اس کے بدلے جاہل پرہیزگار کو حاکم بنانا اولیٰ ہے اس واسطے کہ

اس کی پرہیز گاری اس کو منع کرے گی حکم کرنے سے ساتھ بے علمی کے پس باعث ہوگی اس کو سوال پر اور نیز حدیث میں ترغیب ہے اہل علم کے واسطے ایک دوسرے سے علم سیکھنے پر کہا ابن بطال نے کہ توفیق درمیان آیت اور حدیث کے بیچ مذمت عمل کرنے کے رائے پر اور درمیان اس چیز کے کہ کیا ہے اس کو سلف نے استنباط احکام سے نص آیت سے مذمت قول کی ہے بغیر علم کے پس خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو کلام کرے صرف رائے سے بغیر کسی اصل کی اور معنی حدیث کے ذم اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے جہالت سے اسی واسطے ان کو وصف کیا کہ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا ورنہ مدح کیا گیا ہے جو استنباط کرے اصل سے واسطے اس آیت کے ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ پس رائے جب کہ ہو مستند نہ ہو تو وہ مذموم ہے برا ہے اور حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی اگرچہ دلالت کرتی ہے اوپر مذمت رائے کے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جب کہ نص کے معارض ہو سو گویا کہ فرمایا کہ تہمت کرو رائے کو جب کہ سنت کے مخالف ہو اور عیب لگاؤ اس کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شریح قاضی کو لکھا کہ حکم کر ساتھ کتاب اللہ کے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو حکم کر ساتھ سنت رسول اللہ کے اور اگر سنت میں بھی نہ ہو تو اپنی رائے سے اجتہاد کر پس یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حکم کیا ہے ساتھ اجتہاد کے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ سلف نے جس رائے کی مذمت کی ہے وہ رائے وہ ہے کہ قرآن یا حدیث کے مخالف ہو۔ (فتح)

٦٧٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ ح و حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا إِلٰى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنَ.

۶۷۶۴۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اے لوگو! عیب لگاؤ اور تہمت کرو اپنی رائے کو اپنے دین میں البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ابو جندل کے دن اور اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کر سکتا تو رد کرتا اور نہیں رکھیں ہم نے اپنی تلواریں اپنے مونڈھوں پر کسی امر کی طرف جو ہم کو نہایت قبیح چیز میں ڈالے مگر کہ انہوں نے ہم کو نرم زمین میں اتارا یعنی ہم کو شدت سے کشادگی حاصل ہوئی سوائے اس امر کے کہا ابو وائل نے اور میں جنگ صفین میں موجود تھا اور بری تھی لڑائی صفین کی کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اپنی رائے کو تہمت کرو یعنی جس میں نہ کتاب ہو نہ سنت اور نہیں لائق ہے اس کو کہ فتویٰ دے۔

فائدہ: اور مراد سہل کی یہ ہے کہ جب واقع ہوتے تھے شدت میں کہ محتاج ہوں اس میں طرف قتال کی مغازی میں اور ثبوت اور مفتوح عمری میں تو قصد کرتے تھے اپنی تلواروں کی طرف اور ان کو اپنے مونڈھوں پر رکھتے یعنی لڑائی میں شدت سے کوشش کرتے سو جب ایسا کرتے تو فتح یاب ہوتے اور یہی مراد ہے اترنے سے نرم زمین میں پھر مستثنیٰ کیا اس نے اس لڑائی کو کہ صفین میں واقع ہوئی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس میں دیر فتح یابی میں اور شدت معارضہ کی دونوں فریق کی حجتوں سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ باغیوں سے لڑنا مشروع ہے یہاں تک کہ حق کی طرف پھریں اور معاویہ کا لشکر باغی ہے اور معاویہ اور اس کے ساتھیوں کی حجت یہ تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور ان کے قاتل ہو بہو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود ہیں پس بڑا ہوا یہ شبہ یہاں تک کہ سخت ہوئی لڑائی اور بہت ہوا قتال دونوں جانب سے یہاں تک کہ واقع ہوئی تحکیم سو ہوا جو ہوا اور یہ جو کہا اپنی رائے کو عیب لگاؤ یعنی نہ عمل کرو دین کے امر میں صرف رائے سے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے قول کی مانند ہے کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو موزے کے نیچے کی طرف اولیٰ ہوتی ساتھ مسح کے اس کے اوپر کی طرف سے اور سہل رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب وہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے توبہ مرتدوں کے بیان میں کہ شام والوں یعنی معاویہ کے لشکر نے معلوم کیا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ کا لشکر ان پر غالب ہونا چاہتے ہیں اور اکثر اہل عراق قرآن کے حافظ تھے اور مبالغہ کرتے تھے دیندار ہونے میں اور اسی واسطے ہو گئے ان سے خارجی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سو انکار کیا انہوں نے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعداروں پر منصفی کے قبول کرنے سے تو سہل رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کی صلح سے سند لی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے صلح قبول کی باوجود ظاہر ہونے اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب ہوں گے اور بعض اصحاب نے اول توقف کیا یہاں تک کہ پیچھے ان کو معلوم ہو گیا کہ ٹھیک بات وہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا اور کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ گویا کہ انہوں نے عیب لگایا تھا سہل رضی اللہ عنہ کو ساتھ قصور کرنے کے اس وقت لڑائی میں یعنی اس سے لڑائی نہیں ہو سکتی اس واسطے لڑائی سے بھاگتا ہے چاہتا ہے کہ صلح ہو جائے تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلکہ تم اپنی رائے کو عیب لگاؤ کہ میں لڑائی میں قاصر نہیں جیسا کہ میں نے حدیبیہ کے دن لڑائی میں قصور نہ کیا وقت حاجت کے سو جیسا کہ میں نے توقف کیا صلح حدیبیہ کے دن اس سبب سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہ کروں تو ویسا ہی آج توقف کرتا ہوں بسبب مصلحت مسلمانوں کے اور اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی روایت آئی ہے اور حاصل یہ ہے کہ رائے کی طرف پھرنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وقت نہ موجود ہونے نص کے ہے اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے قول شافعی رحمہ اللہ کا کہ قیاس ضرورت کے وقت ہے اور باوجود اس کے پس نہیں ہے عمل کرنے والا اپنی رائے سے اعتماد پر کہ ٹھیک مراد حکم پر واقع ہوا ہے یا نہیں اور روایت کی بیہقی اور ابن عبدالبر نے بیچ بیان اہل علم کے حسن اور ابن سیرین اور شریح اور شعبی اور نخعی وغیرہ ایک جماعت تابعین سے مذمت رائے کی اور جامع ہے

ان سب کو یہ حدیث کہ نہیں ایماندار ہوگا کوئی یہاں تک کہ اس کی خواہش تابع ہو اس کی جو میں لایا ہوں اور روایت کی بیہقی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ بچتے رہنا اہل رائے سے اس واسطے کہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں تھک گئے حدیثوں کو یاد کرنے سے سو انہوں نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا اور یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہے اس میں کہ مراد ان کی مذمت اس شخص کی ہے جو فتویٰ دے رائے سے باوجود نص حدیث کے واسطے غفلت اس کے اس کی تعقیب سے پس کیوں نہ ملامت کیا جائے اور اولیٰ اس سے ساتھ ملامت کے وہ شخص ہے جو نص کو پہچانے اور عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ معارض ہو اس کو رائے سے اور تکلف کرے واسطے رد کرنے کے ساتھ تاویل کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ترجمہ میں ساتھ قول اس کے و تکلف القیاس اور کہا ابن عبدالبر نے بیچ بیان علم کے اس کے بعد کہ بیان کیا بہت آثار کو بیچ مذمت قیامت کے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ ان اثروں میں کون سی رائے کی مذمت مقصود ہے اور وہ کیا رائے ہے جس کی مذمت ان آثار میں وارد ہوئی ہے سو ایک گروہ نے کہا کہ وہ قول ہے اعتقاد میں ساتھ مخالفت سنتوں کے اس واسطے کہ انہوں نے استعمال کیا ہے اپنی رائے اور قیاس کو حدیثوں کے رد کرنے میں یہاں تک کہ طعن کیا ہے انہوں نے مشہور حدیثوں میں جو تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسے کہ شفاعت کی حدیث اور انکار کیا ہے انہوں نے کہ نکلے کوئی دوزخ سے اس کے بعد کہ اس میں داخل ہو اور انکار کیا ہے انہوں نے حوض اور میزان اور عذاب قبر وغیرہ سے اور سوائے اس کے کلام ان کی سے صفات اور علم اور نظر میں اور کہا اکثر اہل علم نے کہ رائے مذموم کہ نہیں جائز ہے نظر کرنا بیچ اس کے اور نہ مشغول ہونا ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ ہو مانند اس کی اقسام بدعت سے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تو نہ دیکھے گا کسی کو جو رائے میں نظر کرتا ہو مگر کہ اس کے دل میں تباہی ہے اور کہا جمہور اہل علم نے کہ رائے مذموم آثار مذکورہ میں وہ قول ہے احکام میں ساتھ استحسان کے اور مشغول ہونا ساتھ اغلوطات کے اور رد کرنا فروع کا بعضوں کو بعضوں کی طرف بغیر اس کے کہ رد کیا جائے ان کو طرف اصول سنتوں کی اور جو مشغول ہو ساتھ بہتایت کے اس سے ان کے واقع ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس میں غرق ہونے سے بیکار چھوڑنا حدیثوں کا اور قوت دی ہے ابن عبدالبر نے اس دوسرے قول کو اور اس کے واسطے حجت پکڑی ہے پھر کہا کہ امت کے علماء سے ایسا کوئی نہیں کہ اس کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کوئی چیز ثابت ہو پھر اس کو رد کرے مگر ساتھ دعویٰ نسخ کے یا معارضہ اثر کے جو اس کے سوائے ہے یا اجماع کے یا عمل کے کہ واجب ہے اس کے اصل پر جس کا وہ تابعدار ہے یا ساتھ طعن کرنے کے اس کی سند میں اور اگر کوئی ایسا کرے بغیر اس عذر کے تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے چہ جائیکہ اس کو امام بنایا جائے اور اللہ نے ان کو اس سے پناہ میں رکھا اور سہل بن عبداللہ تستری سے روایت ہے کہ جو علم میں کوئی نئی چیز نکالے اس سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا سو اگر سنت کے موافق ہوئی تو فبہا ورنہ فلا۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَّلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ﴾.

جو حضرت ﷺ سے پوچھے جاتے تھے اس چیز میں جس میں آپ پر وحی نہ اتری ہوتی تو فرماتے کہ میں نہیں جانتا یا نہ جواب دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی اترتی اور نہ کہتے رائے اور قیاس سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ حکم کر لوگوں میں ساتھ اس چیز کے کہ تجھ کو اللہ نے دکھلایا۔

فائدہ: یعنی جب حضرت ﷺ پوچھے جاتے تھے اس چیز سے جس میں آپ کو وحی نہ ہوئی ہوتی تو ایسے وقت آپ کے دو حال تھے یا کہتے کہ میں نہیں جانتا اور یا چپ رہتے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو اس کا بیان آتا وحی سے اور مراد وحی سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے ہو یا حدیث سے اور یہ جو کہا میں نہیں جانتا تو بخاری رحمہ اللہ نے اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی اس واسطے کہ دونوں حدیثیں معلق اور موصول دوسری شق کی مثال ہیں اور جواب دیا ہے بعض متاخرین نے ساتھ اس کے کہ وہ بے پرواہ ہوا ہے ساتھ عدم جواز اس کے اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے لیکن نہیں ثابت ہوئی اس سے کوئی چیز اس کی شرط پر اگرچہ حجت پکڑنے کے لائق ہے اور قریب تر جو اس میں وارد ہوئی ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جو سورۂ ص کی تفسیر میں گزری کہ جو کوئی جانتا ہو سو کہے اور جو نہ جانتا ہو تو کہے اللہ زیادہ تر دانا ہے لیکن یہ حدیث موقوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے وہ چیز ہے جو آئی ہے حضرت ﷺ سے کہ حضرت ﷺ نے جواب دیا ساتھ لا اعلم اور لا ادری کے اور وارد ہوا ہے یہ جواب چند حدیثوں میں اور کہا کرمانی نے کہ رائے اور قیاس کے ایک معنی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ رائے فکر کرنا اور قیاس الحاق ہے اور بعضوں نے کہا کہ رائے عام تر ہے اس سے تاکہ داخل ہو اس میں استحسان اور ظاہر یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی اخیر معنی ہیں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ لفظ جو وارد کیا ہے پہلے باب میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور کہا اوزاعی نے کہ علم وہ ہے جو حضرت ﷺ کے اصحاب سے آیا اور جو ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ رہیں گے لوگ خیر سے جب کہ آئے ان کو علم حضرت ﷺ کے اصحاب سے اور ان کے اکابر سے اور جب ان کے چھوٹے لوگوں سے ان کو علم آئے اور ان کی خواہشیں متفرق ہوگئی ہوں تو ہلاک ہوں گے کہا ابوعبیدہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو علم کہ آئے اصحاب سے اور تابعین سے وہی ہے علم مورث اور جو ان سے پچھلوں نے نکالا ہے وہ مذموم ہے اور سلف فرق کرتے تھے علم اور رائے میں سو سنت کو علم کہتے تھے اور جو اس کے سوائے ہے اس کو رائے کہتے تھے اور حاصل یہ ہے کہ اگر رائے کے واسطے کتاب اور سنت سے سند ہو تو وہ محمود ہے اور اگر علم سے مجرد ہو تو وہ مذموم اور بدرائے ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مذکور کہ اس نے ذکر کیا ہے بعد گم ہونے

علم کے کہ جاہل لوگ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے مسئلہ بتلائیں گے اور یہ جو کہا کہ ساتھ قول اللہ کے ﴿بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾ داؤدی سے منقول ہے کہ جس بے ساتھ بخاری رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے اپنے دعویٰ پر نفی سے وہ حجت ہے اثبات میں یعنی بخاری رحمہ اللہ نے اس سے رائے کی نفی پر حجت پکڑی ہے اور حالانکہ وہ دلالت کرتا ہے اس کے ثابت کرنے پر اس واسطے کہ مراد ﴿بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾ سے نہیں محصور ہے منصوص میں بلکہ اس میں اجازت ہے قول بالرائی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے ساتھ اس کے کہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد مطلق نفی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ترک کیا کلام کو کئی چیزوں میں اور جواب دیا رائے سے کئی چیزوں میں اور ہر ایک کے واسطے باب باندھا ساتھ اس چیز کے کہ وارد کی اس میں اور اشارہ کیا طرف قول اپنے کے بعد دو بابوں کے باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین اور ذکر کی اس میں یہ حدیث شاید اس کو رگ نے کھینچا ہو اور یہ حدیث کہ اللہ کا قرض لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا جو سمجھا ہے مہلب اور داؤدی نے پھر نقل کیا ابن بطال نے اختلاف علماء کا اس میں کہ کیا جائز تھا حضرت ﷺ کو اجتہاد کرنا اس چیز میں کہ حضرت ﷺ پر وحی نہ اترتی تیسری قسم اس چیز میں ہے جو قائم مقام وحی کی ہے مانند خواب وغیرہ کی اور کہا کہ نہیں نص ہے واسطے مالک رحمہ اللہ کے بیچ اس مسئلے کے اور قریب تر طرف صواب کی یہ ہے کہ جائز ہے لیکن حضرت ﷺ سے اجتہاد میں خطا بالکل نہیں ہوتی تھی اور یہ حضرت ﷺ کے حق میں ہے اور بہرحال حضرت ﷺ کے بعد سو واقعات بہت ہوئے اقوال پھیل گئے پس سلف احتراز کرتے تھے نئے کاموں سے پھر لوگ تین فرقے ہوئے سو تمسک کیا پہلے فرقے نے ساتھ امر کے اور عمل کیا ساتھ قول حضرت ﷺ کے تمسکو بسنتي وسنة خلفاء الراشدین سو نہ باہر نکلے اپنے فتووں میں اس سے اور جب پوچھے گئے ایسے مسئلے سے جس میں ان کے پاس کوئی سند نہ تھی تو بند رہے جواب سے اور توقف کیا اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا نہ واقع ہوئی چیز کو اس چیز پر جو واقع ہوئی اور کشادگی کی انہوں نے بیچ اس کے یہاں تک کہ پہلے فرقے نے ان پر انکار کیا اور تیسرے فرقے نے میانہ روی کی سو مقدم کیا انہوں نے آثار کو جب کہ انہوں نے ان کو پایا اور جب ان کو کوئی حدیث نہ ملی تو قیاس کیا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ سوال کیے گئے حضرت ﷺ روح سے تو چپ رہے یہاں تک کہ آیت اتری

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٦٧٦٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ

٦٧٦٥۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا سو حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَآءَ نِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَ هُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا أَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ.

اور حالانکہ دونوں پیادہ پا تھے سو حضرت ﷺ میرے پاس آئے اس حال میں کہ میں بیہوش ہوا تھا سو حضرت ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا بچا پانی مجھ پر ڈالا سو میں ہوش میں آیا سو میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے مال میں کس طرح حکم کروں کیا کروں سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ تَعْلِيْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهٗ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَّلَا تَمْثِيْلٍ.

سکھلانا حضرت ﷺ کا اپنی امت کو مردوں اور عورتوں سے اس چیز سے جو اللہ نے حضرت ﷺ کو سکھلائی نہ رائے سے نہ تمثیل سے۔

فائدہ: کہا مہلب نے مراد اس کی یہ ہے کہ جب ممکن ہو عالم کو بیان کرنا نص کا تو نہ بیان کرے نظر اور قیاس کو اور مراد ساتھ تمثیل کے قیاس ہے اور وہ ثابت کرنا مثل حکم معلوم کا ہے دوسرے حکم میں واسطے مشترک ہونے دونوں کے حکم کے علت میں اور رائے عام تر ہے۔ (فتح)

٦٧٦٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ جَآءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فِيْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ

٦٧٦٦۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! مرد آپ کی حدیثوں کو لے گئے سو ہمارے واسطے اپنی طرف سے کوئی دن مقرر کیجیے جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا وہ ہم کو سکھلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فلانے فلانے دن فلانی فلانی جگہ میں جمع ہونا سو وہ اس روز جمع ہوئیں سو حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور جو اللہ نے آپ کو سکھلایا تھا سو ان کو سکھلایا پھر فرمایا کہ تم میں ایسی کوئی عورت نہیں جو آگے بھیج چکی ہو تین لڑکے یعنی تین لڑکے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُولَ اللهِ أَوِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ.

مر گئے ہوں مگر کہ وہ اس عورت اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے یعنی اس کو دوزخ سے بچائیں گے پھر ایک عورت نے کہا یا حضرت! اگر کسی کے دولڑکے مر گئے ہوں اس نے یہ دو بار کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا اور دو بھی اور دو بھی اور دو بھی یعنی دو بھی اس کو دوزخ سے بچائیں گے۔

فائدہ: مراد آپ کی حدیث کو لے گئے یعنی مرد ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور دین سیکھتے ہیں ہمارے واسطے بھی کچھ باری مقرر کیجیے اور جو ان کو سکھلایا تھا یہ ہے کہ فرمایا اے گروہ عورتوں کے! خیرات کرو اس واسطے کہ میں نے دوزخ میں اکثر تمہیں کو دیکھا، الحدیث اور کہا کرمانی نے کہ موضع ترجمہ حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ اس کے واسطے آگ سے پردہ ہو جائیں گے اس واسطے کہ یہ امر توقیفی ہے نہیں معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کی طرف سے، اس میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ يُقَاتِلُوْنَ وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

باب ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث مسلم کا ہے اس کے بعد یہ ہے کہ نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو ذلیل کرے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑتے رہیں گے دین حق پر غالب ہو کے قیامت تک اور یہ جو کہا کہ وہ اہل علم ہیں تو یہ کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ترمذی نے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ اہل حدیث ہیں اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مراد آیت میں ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ یہی گروہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ (فتح)

٦٧٦٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ.

٦٧٦٧۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر غالب رہے گا یہاں تک کہ اب و اللہ کا حکم آئے اور وہ غالب ہوں گے یعنی اپنے مخالفوں پر۔

فائدہ: اور معارض ہے اس کو ظاہر میں یہ حدیث کہ نہ قائم ہو گی قیامت مگر بدتر لوگوں پر اور تطبیق دی ہے درمیان

دونوں کے اس طور سے کہ بدتر لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی وہ ایک خاص جگہ میں مثلاً مشرق کے ملک میں اور جو لوگ دین حق پر ہمیشہ غالب رہیں گے وہ دوسری جگہ میں ہوں گے یعنی بیت المقدس میں کوئی ان کو ذلیل نہ کر سکے گا اور میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد ساتھ امر اللہ کے ہوا کا چلنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ ایک ہوا بھیجے گا سو نہ چھوڑے گی وہ کسی مسلمان کو جس کے دل میں دانہ کے برابر ایمان ہوگا مگر کہ اس کی روح قبض کرے گی اور مراد ساتھ قیام ساعت کے مرنا ان کا ہے ساتھ ہوا کے اور جو لوگ بیت المقدس میں ہوں گے وہ دجال کے نکلنے کے وقت میں ہوں گے نہ وقت عین قائم ہونے قیامت کے اور یہی ہے معتمد، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٧٦٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ يَّزَالَ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ أَوْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ.

٦٧٦٨۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی چاہتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ بوجھ دیتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور ہمیشہ اس امت کا امر مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت یا یوں فرمایا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ لیا جاتا ہے استقامت سے جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ منجملہ استقامت کے یہ ہے کہ ہو بوجھنا دین میں اس واسطے کہ وہی ہے اصل اور اس کے ساتھ حاصل ہوگا ربط اخباروں میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ انفاق سے جس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں کہ اجماع حجت ہے پھر کہا جائز ہے کہ ہو گروہ مذکور جماعت متعددہ اقسام مومنوں سے بعض ان میں دلاور ہوں اور بعض لڑائی کا فن جاننے والے اور بعض فقیہ اور بعض محدث اور بعض مفسر اور بعض نیک بات بتلانے والے اور برے کام سے روکنے والے اور بعض زاہد اور بعض عابد اور نہیں لازم ہے کہ ایک شہر میں جمع ہوں بلکہ جائز ہے جمع ہونا ان کا زمین کے ایک کنارے میں اور جائز ہے جدا جدا ہونا ان کا زمین کے سب کناروں میں اور جائز ہے کہ جمع ہوں سب ایک شہر میں اور جائز ہے کہ شہر کے ایک حصے میں سارے جمع ہوں سوائے بعض کے اور جائز ہے خالی ہونا زمین ساری کا بعضوں سے اول پس اول یہاں تک کہ نہ باقی رہے مگر ایک فرقہ ایک شہر میں سو جب وہ گزر گئے تو اللہ کا حکم آئے گا اور نظیر اس کی یہ حدیث ہے کہ اللہ ہر سو سال کے سر پر بھیجے گا اس شخص کو جو اس کے دین کو تازہ کرے گا کہ یہ لازم نہیں کہ صرف ایک آدمی ہو

بلکہ جائز ہے کہ کئی قسم کے مومن ہوں جیسا کہ گروہ مذکور کی تفسیر میں بیان ہوا اور نہیں لازم ہے کہ سب خصلتیں ایک شخص میں جمع ہوں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾.

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے۔

٦٧٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ.

٦٧٦٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری کہ تو کہہ کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں پھر جب یہ آیت اتری یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے یا چکھائے ایک کو لڑائی دوسرے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں سہل اور آسان ہیں۔

فائدہ: اور وجہ مناسبت اس کی ماقبل سے یہ ہے کہ غالب ہونا بعض امت کا اپنے دشمن پر سوائے بعض کے تقاضا کرتا ہے کہ ان کے درمیان اختلاف ہو یہاں تک کہ منفرد ہو ایک گروہ ان میں ساتھ وصف کے اس واسطے کہ غلبہ گروہ کا اگر کفار پر ہو تو ثابت ہوا مدعیٰ اور اگر اس امت سے ایک فرقہ پر ہو تو وہ ظاہر تر ہے بیچ ثابت ہونے اختلاف کے پس ذکر کیا اس کے بعد اصل واقع ہونا اختلاف کا اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کرتے تھے کہ نہ واقع ہو سو اللہ نے آپ کو معلوم کروایا کہ اس کا واقع ہونا تقدیر میں لکھا گیا ہے اس کے دفع ہونے کی کوئی راہ نہیں کہا ابن بطال نے کہ اللہ نے قبول کی دعا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کی امت کو جڑ سے نہ اکھاڑے ساتھ عذاب کے اور یہ دعا قبول نہ کی کہ ان کو فرقے فرقے نہ ٹھہرائے اور ایک کی لڑائی دوسرے کو نہ چکھائے یعنی ساتھ لڑائی اور قتل کے اسی سبب سے اگرچہ یہ بھی اللہ کا عذاب ہے لیکن ہلکا ہے جڑ سے اکھاڑنے سے اور اس میں ایمان داروں کا کفارہ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُوْمًا بِأَصْلٍ مُّبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا لِيُفْهِمَ السَّآئِلَ

جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبین کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تا کہ سمجھ لے سائل

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے یہ باب لیس برأی ولا تمثیل یعنی جو وارد ہوا ہے اس سے تمثیل سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تشبیہ اصل کی ہے ساتھ اصل کے اور مشبہ پوشیدہ تر ہے مشبہ بہ سے اور فائدہ تشبیہ کا تقریب ہے واسطے

سمجھنے سائل کے اور روایت کی نسائی نے ساتھ اس لفظ کے جو تشبیہ دے اصل معلوم کو ساتھ اصل مبہم کے جس کا حکم اللہ نے بیان کیا ہے تا کہ سمجھ لے سائل اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ اور تمثیل قیاس ہے نزدیک عرب کے۔ (فتح)

٦٧٧٠۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ إِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَأَنّٰى تُرٰى ذٰلِكَ جَآءَ هَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَآءِ مِنْهُ.

٦٧٧٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں اور میں نے اس سے انکار کیا کہ میرا ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا سرخ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ان میں کوئی سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ ان میں سفید اور سیاہ رنگ ملا ہوا بھی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا سو تو دیکھتا ہے کہ یہ رنگ ان میں کہاں سے آیا؟ اس نے کہا یا حضرت! کوئی رگ ہے جس نے ان کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اور شاید یہ بھی رگ ہے جس نے اس کو اس رنگ کی طرف کھینچا ہے اور نہ اجازت دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ دور ہونے کے اس سے کہ یہ لڑکا میرا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

٦٧٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَآءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ أَفَأَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ اقْضُوا اللّٰهَ الَّذِيْ لَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ بِالْوَفَآءِ.

٦٧٧١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی سو وہ مرگئی حج کرنے سے پہلے سو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو جائز ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتی؟ اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کر اس واسطے کہ اللہ لائق تر ہے ساتھ پورا کرنے نذر کے۔

فائدہ: اور حجت پکڑی ہے مزنی نے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر جو قیاس سے انکار کرتا ہے اور انکار قیاس کا ثابت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اصحاب میں سے اور عامر شعبی سے جو کوفے کے فقہاء میں سے ہے اور محمد بن سیرین سے جو بصرے کے فقہاء میں سے ہے اور حجت وہ چیز ہے جس پر سب کا اتفاق ہے سو البتہ قیاس کیا ہے اصحاب نے اور جو ان کے بعد ہیں تابعین سے اور شہروں کے فقہاء سے اور کہا کرمانی نے کہ اس باب میں دلالت ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور یہ کہ وہ مذموم نہیں اور جو بخاری رحمہ اللہ نے اس سے پہلے باب باندھا ہے وہ مشعر ہے ساتھ مذمت قیاس کے اور مکروہ ہونے اس کے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ قیاس دو قسم پر ہے ایک قسم صحیح ہے اور وہ جو مشتمل ہو شرائط پر اور ایک فاسد ہے اور وہ اس کے برخلاف ہے پس قیاس مذموم وہی ہے فاسد اور بہرحال جو صحیح ہے اس میں کوئی مذمت نہیں بلکہ وہ مامور بہ ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو قیاس کرے اس کے واسطے یہ شرط ہے کہ عالم ہو ساتھ احکام کے کتاب اللہ سے اور جانتا ہو اس کے ناسخ کو اور منسوخ کو اور عام کو اور خاص کو اور استدلال کرے اس پر جو تاویل کا احتمال رکھے ساتھ سنت کے اور اجماع کے اور اگر نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو قرآن میں ہے اور اگر قرآن میں نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جو حدیث میں ہو اور اگر حدیث میں بھی نہ ہو تو قیاس کرے اس پر جس پر سلف کا اتفاق اور لوگوں کا اجماع ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ پہچانا گیا ہو کہا شافعی رحمہ اللہ نے نہیں جائز ہے بات کرنا علم میں مگر ان وجہوں سے اور نہیں جائز ہے کسی کو کہ قیاس کرے یہاں تک کہ عالم ہو ساتھ حدیثوں کے اور اقوال سلف کے اور اجماع لوگوں کے اور اختلاف علماء کے اور زبان عرب کے اور صحیح العقل ہو تا کہ مشتبہات میں فرق کرے اور نہ جلدی کرے اور سنے اپنے مخالف سے تا کہ متنبہ ہو غفلت پر اگر ہو اور نہایت کوشش کرے اور اپنے دل سے انصاف کرے تا کہ پہچانے کہ کہاں سے کہا ہے جو کہا اور اختلاف دو وجہ پر ہے جو مسئلہ منصوص ہو اس میں اختلاف جائز نہیں اور جس میں تاویل کا احتمال ہو یا قیاس سے پایا جاتا ہو تو اس پر کوئی تنگی نہیں اور جب قیاس کریں جن کو قیاس کرنا جائز ہے اور اختلاف کریں تو ہر ایک کو گنجائش ہے کہ اپنے مبلغ اجتہاد کے ساتھ قائم ہو اور نہیں گنجائش ہے اس کو کہ غیر کی پیروی کرے اور مذہب معتدل وہ ہے جو شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ قیاس مشروع ہے وقت ضرورت کے نہ یہ کہ وہ اصل ہے براسہ۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰي لِقَوْلِهِ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾.

جو آیا ہے بیچ اجتہاد قضاء کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری واسطے قول اللہ تعالیٰ کے اور جو نہ حکم کرے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری تو یہی ہیں ظالم لوگ۔

فائدہ: اور اجتہاد القضاء کے معنی ہیں اجتہاد کرنا حکم میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری یا معنی اس کے یہ ہیں اجتہاد کرنا حاکم کا حکم میں اور اجتہاد کے معنی ہیں خرچ کرنا کوشش کا اور اصطلاح میں خرچ کرنا وسعت کا ہے واسطے پہنچنے کے طرف معرفت حکم شرعی کے اور پہلے اس آیت کا یہ باب باندھا ہے اجر اس کا جو حکمت سے حکم کرے اور اس

میں اشارہ ہے اس طرف کہ موصوف ساتھ دونوں صفتوں کے نہیں ہے ایک برخلاف اس کے جو قائل ہے کہ ایک آیت نصاریٰ میں ہے اور دوسری مسلمانوں میں اور پہلی یہود کے واسطے ہے اور ظاہر تر عموم ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں آیتوں کی تلاوت پر اس واسطے کہ ممکن ہے کہ دونوں مسلمانوں کو شامل ہوں برخلاف پہلی آیت کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جو حلال جانے حکم کرنے کو برخلاف اس چیز کے جو اللہ نے اتاری اور بہرحال دوسری دونوں آیتیں سو وہ عام تر ہیں اس سے۔ (فتح)

وَمَدَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِيْنَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهِ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَآءِ وَسُؤَالِهِمْ أَهْلَ الْعِلْمِ.

اور حضرت ﷺ نے حکمت والے کی مدح کی جب اپنی حکمت سے حکم کرے اور اس کو سکھلائے اور نہ تکلف کرے اپنی طرف سے اور مشورہ کرنا خلیفوں کا اور سوال کرنا ان کا اہل علم سے۔

٦٧٧٢ـ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَآخَرُ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.

٦٧٧٢ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے حسد کرنا مگر دو چیزوں میں ایک وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو اس کو قدرت دی اس کے بجا خرچ کرنے پر اور دوسرا وہ مرد جس کو اللہ نے حکمت دی سو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھلاتا ہے۔

٦٧٧٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ هِيَ الَّتِيْ يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِيْ جَنِيْنًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تَجِيْئَنِيْ بِالْمَخْرَجِ

٦٧٧٣ـ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوال کیا عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص سے اور وہ عورت وہ ہے کہ اس کے پیٹ کو مارا جائے تو وہ کچا بچہ ڈالے یعنی کوئی اس کے پیٹ میں کچھ مارے اور اس کے پیٹ سے کچا بچہ گر پڑے سو کہا کہ تم میں کون ایسا ہے جس نے حضرت ﷺ سے اس میں کوئی بات سنی ہو؟ میں نے کہا میں نے سنی ہے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس میں بردہ لازم ہے غلام ہو یا لونڈی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ جدا ہونا یہاں سے یہاں تک کہ تو گواہ لائے اس میں

فِيمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِيَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ.

جو تو نے کہا سو میں نکلا تو میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو پایا تو میں اس کو لایا سو اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لازم ہے اس میں ایک بردہ غلام ہو یا لونڈی متابعت کی ہے ہشام کی ابو زناد نے اپنے باپ سے عروہ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ نہیں جائز ہے قاضی کو حکم کرنا مگر بعد طلب کرنے حکم حادثے کے کتاب یا سنت پر اور اگر اس کو نہ پائے تو اجماع کی طرف رجوع کرے اور اگر اس کو بھی نہ پائے تو نظر کرے کہ کیا صحیح ہے حمل کرنا بعض احکام مقررہ پر واسطے علت کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہو سو اگر یہ پائے تو لازم ہے اس کو قیاس کرنا مگر یہ کہ عارض ہو اس کو اور علت سو لازم ہے اس کو ترجیح اور اگر علت کو نہ پائے تو استدلال کرے شواہد اصول سے اور غلبے اشتباہ سے اور اگر اس کے واسطے کوئی چیز اس سے متوجہ نہ ہو تو رجوع کرے طرف حکم عقل کی اور یہ قول ابو بکر باقلانی کا ہے پھر اشارہ کیا طرف انکار کرنے کی اس کے اخیر کلام پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نصوص نے سب حوادث کو احاطہ نہیں کیا سو ہم نے پہچانا کہ البتہ اللہ نے بیان کیا ہے حوادث کے حکم کو بغیر طریق نص کے اور یہ وہ قیاس ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ اس واسطے کہ استنباط وہ استخراج ہے اور وہ قیاس سے ہوتا ہے اس واسطے کہ نص ظاہر ہے پھر رد کیا قیاس کے منکروں پر اور الزام دیا ان کو ساتھ تناقض کے اس واسطے کہ ان کے اصل سے ہے کہ جب نص نہ پائی جائے تو اجماع کی طرف لائے سو لازم ہے ان کو کہ لائیں اجماع اس پر کہ قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں اور ان کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں سو ظاہر ہوا کہ قیاس سے تو اس وقت انکار کیا جاتا ہے جب کہ نص یا اجماع موجود ہو نہ اس وقت جب کہ نہ نص موجود ہو اور نہ اجماع اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ البتہ تم چلو گے اگلے لوگوں کی چالوں پر۔

فائدہ: لفظ ترجمہ کا مطابق ہے دوسری حدیث کو۔

٦٧٧٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَأْخُذَ أُمَّتِي

٦٧٧٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ میری امت چلے گی اگلی امتوں کی چال پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر تو کسی نے کہا یا حضرت! فارسیوں اور رومیوں

بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولٰٓئِكَ.

کی طرح یعنی فارسیوں اور رومیوں کی چال پر چلیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور کون لوگ ہیں سوائے ان کے یعنی یہی لوگ مراد ہیں انہیں کی چال پر چلیں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ اس وقت زمین کے سب بادشاہوں میں یہی بہت بڑے بادشاہ تھے اور انہیں کی رعیت زیادہ تھی اور انہیں کے شہر وسیع تھے اور قرون جمع قرن کی اور قرن آدمیوں کی ایک امت کا نام ہے۔

٦٧٧٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

٦٧٧٥۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم چلو گے اگلوں کی چالوں پر بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کی سوراخ میں گھسے ہوں گے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے ہم نے کہا یا حضرت! کیا یہود اور نصاریٰ کی چال پر چلیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی نہیں تو پھر کون یعنی یہود اور نصاریٰ ہی مراد ہیں انہیں کی چال پر چلو گے۔

فائدہ: بالشت اور ہاتھ اور طریق اور سوراخ میں گھسنا تمثیل ہے یعنی ان کی پیروی کریں گے ہر چیز میں جس سے شرع نے منع کیا ہے کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی کہ میری امت بدعات اور محدثات کی پیروی کرے گی اور ہوائے ہوس نفسانی کے پیچھے چلے گی جیسے کہ اگلی امتوں نے بدعات اور شرک کی پیروی کی اور البتہ حضرت ﷺ نے اور بہت حدیثوں میں ڈرایا ہے کہ بدتر لوگ پیچھے رہ جائیں گے اور قیامت نہ قائم ہو گی مگر بدتر لوگوں پر اور دین تو فقط خاص لوگوں کے پاس رہ جائے گا اور دوسری حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو اس وقت ملک کی بادشاہی صرف فارسیوں اور رومیوں میں منحصر تھی اور ان کے سوائے جو اور لوگ تھے وہ سب ان کے ماتحت تھے بہ نسبت ان کی کچھ چیز نہ تھے اور احتمال ہے کہ ہو اختلاف جواب کا باعتبار مقام کے سو جس جگہ کہ فارس اور روم کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جو متعلق تھا ساتھ حکم کرنے کے درمیان لوگوں کے اور سیاست رعیت کے اور جس جگہ یہود و نصاریٰ کہا وہاں کوئی ایسا قرینہ تھا جو متعلق تھا ساتھ امور دین کے اس کے اصول اور فروع میں، میں کہتا ہوں اور جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا تھا اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا کہ اس امت کے عوام خلقت میں شرک اور بدعت نہایت رائج ہو گئے قبر پرستی اور پیر پرستی اور بداعتقادی علی العموم ظاہر ہوئی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم ہو گئی بلکہ تعزیہ داروں اور پیر پرستوں نے ایسے بدعات نکالے ہیں کہ

یہود ونصاریٰ کو بھی نہیں سوجھے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً.

گناہ اس شخص کا جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے یا بری راہ نکالے۔

فائدہ: ترجمہ باب کے مطابق دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں لیکن اس کی شرط پر نہیں ہیں سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے جو دونوں کے معنی ادا کرے اور وہ آیت اور حدیث ہے اور بہر حال یہ جو کہا جو گمراہی کی طرف بلائے تو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خلق کو نیک کام کی طرف بلائے گا تو اس کو ثواب ملے گا برابر ان کے ثواب کے جو نیک کام میں اس کے تابع ہوں گے اور بتانے والے کا ثواب کرنے والوں کے ثواب کو نہ گھٹائے گا یعنی دونوں کو پورا ثواب ملے گا یہ نہ ہوگا کہ کچھ بتلانے والے کو ملے اور کچھ کرنے والوں کو اور جو گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے گا تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی پیروی کرنے والوں پر ہوگا گمراہ کرنے والے کا گناہ کرنے والوں کے گناہ کو نہیں گھٹائے گا یعنی دونوں کو برابر پورا گناہ ہوگا اور یہ جو کہا یا بری راہ نکالے تو اس کو بھی مسلم نے روایت کیا ہے جریر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام میں اچھی راہ نکالے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اس کو ملے گا بغیر اس بات کے کہ ان کا ثواب کچھ گھٹے یعنی دونوں کو جدا جدا پورا پورا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں بری راہ نکالے گا تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جو اس کے بعد اس بری پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اس کی گردن پر ہوگا بغیر اس بات کے کہ کچھ ان کے گناہوں سے گھٹے یعنی سب کو جدا جدا پورا گناہ ہوگا۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ الْاٰيَةَ.

واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور ان کے گناہوں سے جن کو گمراہ کرتے ہیں بے علمی سے۔

فائدہ: کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور جن لوگوں نے ان کا کہا مانا ان کے گناہوں کو بھی اٹھائیں گے اور ان کا کہا ماننے والوں کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

٦٧٧٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ

٦٧٧٦۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی جان نہیں جو ظلم سے قتل ہوئی مگر کہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنی قابیل پر اس کے خون کا حصہ پڑتا ہے یعنی وہ بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے اس واسطے کہ اس نے اول اول خون کرنے کی راہ نکالی۔

سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلًا .

فائدہ: یعنی خون ریزی کی رسم اول اسی سے نکلی اس حدیث کی شرح قصاص میں گزری کہا مہلب نے یہ باب اور اس سے پہلا باب بیچ معنی تحذیر کے ہے گمراہی سے اور بچنے کے بدعات سے اور نہی کے مومنوں کے راہ کی مخالفت کرنے سے اور وجہ تحذیر کی یہ ہے کہ جو بدعت نکالتا ہے وہ اس کو آسان جانتا ہے کہ اول اول ہلکی معلوم ہوتی ہے اور نہیں معلوم کرتا جو مرتب ہوتا ہے اس پر مفسدے سے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کے بعد اس بدعت پر چلیں گے ان کا گناہ بھی اسی کی گردن پر پڑے گا اگرچہ اس نے خود اس پر عمل نہ کیا ہو بلکہ اس واسطے کہ وہ بدعت دراصل پہلے پہل اسی نے نکالی۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الفتن

کتاب الاحکام

کتاب التمنی

کتاب اخبار الآحاد

کتاب الاعتصام

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۳۰

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَّشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ.

جو ذکر کیا حضرت مَلَّاتِیْم نے اور رغبت دلائی اوپر اتفاق کرنے اہل علم کے اور جس پر اجماع کیا ہے مکے اور مدینے والوں نے اور جو ہے مدینے میں حضرت مَلَّاتِیْم اور مہاجرین اور انصار کے حاضر ہونے کی جگہ سے اور جو ہے وہاں حضرت مَلَّاتِیْم کی جائے نماز اور منبر اور قبر سے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اجماع وہ اتفاق ہے اہل حل اور عقد کا یعنی مجتہدین کا حضرت مَلَّاتِیْم کی امت سے کسی امر پر دینی امروں میں سے اور صرف مکے اور مدینے کے مجتہدوں کا اتفاق جمہور کے نزدیک اجماع نہیں جب تک کہ اور سب شہروں کے مجتہدین ان کے ساتھ شامل نہ ہوں اور کہا مالک رائیلیہ نے کہ مدینے والوں کا اجماع حجت ہے اور عبارت بخاری رائیلیہ کی مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مکے اور مدینے والوں کا اجماع حجت ہے میں کہتا ہوں شاید مراد بخاری رائیلیہ کی ترجیح ہے نہ دعویٰ اجماع کا اور جب مالک رائیلیہ اور اس کے پیروکار صرف اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں تو جب اہل مکہ ان کے ساتھ موافق ہوں تو پھر وہ اس کے ساتھ بطریق اولیٰ قائل ہوں گے اور البتہ نقل کیا ہے ابن تین نے سحنون سے اعتبار اجماع اہل مکہ کا ساتھ اہل مدینہ کے یہاں تک کہ اگر سب اتفاق کریں اور ابن عباس رُٹی اللہ کسی چیز میں ان کے مخالف ہوں تو وہ اجماع نہیں گنا جاتا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ مدت مخالف کی اثر کرتی ہے بیچ ثابت ہونے اجماع کے یعنی اجماع ثابت نہیں ہوتا جب کہ کوئی مخالف ہو۔ (فتح)

٦٧٧٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

٦٧٧٧ ۔ حضرت جابر رٹی اللہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت مَلَّاتِیْم سے اسلام کی بیعت کی تو اس دیہاتی کو مدینے میں بخار چڑھ گیا سو وہ حضرت مَلَّاتِیْم کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میری بیعت توڑ دو حضرت مَلَّاتِیْم نے نہ مانا پھر حضرت مَلَّاتِیْم کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیعت توڑ دو حضرت مَلَّاتِیْم نے نہ مانا پھر حضرت مَلَّاتِیْم کے پاس آیا اور کہا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبٰى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا.

کہ میری بیعت توڑ دو حضرت ﷺ نے نہ مانا تو وہ مرتد ہو کر نکل گیا یعنی مدینے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ تو جیسے بھٹی ہے لوہار کی نکالتا ہے میل کچیل کو اور نکھارتا ہے ستھرے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آخر حج میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ مدینہ افضل ہے سب شہروں سے بہ سبب اس چیز کے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ وہ میل کچیل کو نکال ڈالتا ہے اور مرتب کیا ہے اس پر اس بات کو کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ قول ابن عبدالبر کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت مدینے کے لیکن یہ وصف اس کے واسطے سب زمانوں میں عام نہیں ہے بلکہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ نہیں نکلتا تھا مدینے سے واسطے منہ پھیرنے کے حضرت ﷺ کے ساتھ رہنے سے مگر وہ شخص جس میں خیر نہ ہو اور کہا عیاض نے مانند اس کے اور تائید کی اس کی ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی مسلم نے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ نکال ڈالے گا مدینہ بدلوگوں کو جیسے نکالتی ہے بھٹی میل چاندی کا کہا اور آگ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالتی ہے میل اور ردی کو اور البتہ نکلی مدینے سے حضرت ﷺ کے بعد ایک جماعت چند اصحاب سے اور مدینے کے سوا اور جگہ کو وطن ٹھہرایا اور مدینے سے باہر فوت ہوئے مانند ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ وغیرھم کے سو دلالت کی اس نے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے ساتھ قید مذکور کے پھر واقع ہو گا تمام اخراج ردی کا بیچ محاصرہ زمانہ دجال کے جب کہ وہ مدینے کا محاصرہ کرے گا جیسا کہ مفصل بیان اس کا فتن میں گزر چکا ہے سو نہ باقی رہے گا کوئی منافق مگر کہ اس کی طرف نکلے گا پس یہ دن ہے خلاص ہونے کا۔ (فتح)

٦٧٧٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا

٦٧٧٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پڑھاتا تھا سو جب ہوا وہ حج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے پھرا اور مجھ سے ملا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے منیٰ میں کہا کاش تو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتا ان کے

كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ لَوْ مَاتَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَغْصِبُوْهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَّا يُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطِيْرُ بِهَا كُلُّ مُطِيْرٍ فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأَقُوْمَنَّ بِهٖ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ.

پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ فلانا کہتا ہے کہ اگر امیر المومنین مر گیا تو البتہ ہم فلانے کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں دوپہر کے بعد کھڑا ہوں گا یعنی خطبہ پڑھوں گا سو ڈراؤں گا ان لوگوں کو جو ارادہ کرتے ہیں کہ ان سے خلافت غصب کریں یعنی امر خلافت پر کود پڑتے ہیں بغیر عہد اور مشورے کے جیسے کہ واقع ہوئی بیعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بغیر صلاح اور مشورے کے میں نے کہا کہ ایسا مت کرنا اس واسطے کہ موسم حج کا جمع کرتا ہے جاہل اور کمینے لوگوں کو تیری مجلس پر غالب ہوں گے یعنی ہجوم کر کے تیرے پاس جمع ہو جائیں گے سو میں ڈرتا ہوں کہ نہ اُتاریں تیری بات کو اس کی وجہ پر یعنی اس کی مراد کو نہ سمجھیں سو اُڑائے اس کو ہر اُڑانے والا یعنی بغیر تامل اور ضبط کے سو توقف کیا یہاں تک کہ تو مدینے میں آئے جو ہجرت اور سنت کا گھر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اور انصار میں پہنچے اور تیری بات کو یاد رکھیں اور اس کو اس کی وجہ پر اتاریں سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی کھڑا ہوں گا میں ساتھ اس کے اول مقام میں کہ کھڑا ہوں گا مدینے میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو ہم مدینے میں آئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا سو رجم کی آیت قرآن میں تھی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور البتہ داخل کیا ہے بہت لوگوں نے جو اہل مدینہ کے اجماع کو حجت جانتے ہیں اس مسئلے کو بیچ مسئلے اجماع اصحاب کے اور یہ اس جگہ ہے جس جگہ کہتا ہے اس واسطے کہ وہ قرآن کے اترنے اور نزول وحی کے وقت موجود تھے اور جو اس کی مشابہ ہے اور یہ دونوں مسئلے مختلف ہیں اور یہ قول کہ اجماع اصحاب کا حجت ہے قوی تر ہے اس قول سے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے اور راجح یہ ہے کہ اہل مدینہ جو اصحاب کے بعد ہیں جب کسی چیز پر اتفاق کریں تو اس کے ساتھ قائل ہونا قوی تر ہے قائل ہونے سے ساتھ غیر اس کے مگر یہ

کہ نص مرفوع کے مخالف ہو اور جو خاص ہے ساتھ اس باب کے قائل ہونا ہے ساتھ حجت ہونے قول اہل مدینے کے جب کہ اتفاق کریں اور بہر حال ثبوت فضل مدینہ کا اور اہل اس کے کا اور غالب جو ذکر کیا گیا ہے اس باب میں سو نہیں ہے قوی استدلال میں اس مطلوب پر۔ (فتح)

٦٧٧٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخْ بَخْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ فَيَجِيْءُ الْجَائِيْ فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِيْ وَيُرٰى أَنِّيْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِيْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِيْ إِلَّا الْجُوْعُ.

٦٧٧٩۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اور ان پر دو کپڑے تھے السی کے گیری سے رنگے ہوئے سو رینٹھ ڈالا اور کہا تعجب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ السی کے کپڑے میں رینٹھ ڈالتا ہے البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان گر پڑتا تھا بیہوش ہو کر سو آنے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور اس کو گمان ہوتا کہ میں دیوانہ ہوں اور حالانکہ مجھ کو کچھ جنون نہ ہوتا نہ ہوتی مجھ کو مگر بھوک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور وہی ہے مکان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب صبر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شدت پر جس کی طرف اشارہ کیا بہ سبب ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے طلب علم کے تو بدلہ دیا گیا ساتھ اس چیز کے تنہا ہوا ساتھ اس کے کثرت محفوظ اور منقول سے احکام وغیرہ سے اور یہ ساتھ برکت صبر کرنے اس کے ہے مدینہ پر۔ (فتح)

٦٧٨٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِيْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ

٦٧٨٠۔ حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں اس میں حاضر نہ ہوتا بہ سبب کم عمر ہونے کے سو تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اس علم کے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے سو آپ نے عید کی نماز

خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَّلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَآءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہ ذکر کیا اذان کو اور نہ تکبیر کو پھر حکم کیا ساتھ صدقہ کرنے کے سو عورتیں اپنے کان اور حلق کی طرف ہاتھ لے جانے لگیں پھر حکم کیا بلال رضی اللہ عنہ کو سو وہ عورتوں کے پاس آئے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عید گاہ کا ہے جس جگہ کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس ہے اور گھر مذکور بنایا گیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بعد اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معروف تھا ساتھ اس کے واسطے مشہور ہونے اس کے کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ شاہد ترجمہ کا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ اگر میرا رتبہ نہ ہوتا تو میں عید میں حاضر نہ ہوتا اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اہل مدینہ کے بڑوں اور چھوٹوں اور عورتوں اور خادموں نے ضبط کیا ہے علم کو ساتھ معائنہ کے عمل کی جگہوں میں شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اللہ کی طرف سے بیان کرنے والے ہیں اور ان کے سوا اور لوگوں کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا **من الصغر ما شهدته** اشارہ ہے اس سے اس کی طرف کہ کم ہونا عمر کا جگہ گمان عدم وصول کی ہے طرف اس مقام کی کہ جس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا یہاں تک کہ آپ کا کلام سنا اور تمام جو بیان کیا اس قصے میں لیکن چونکہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور ان کی خالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں تو اس سبب سے رتبہ مذکور میں پہنچے اور اگر یہ نہ ہوتا تو نہ پہنچتے اور لے جاتی ہے اس سے نفی تعمیم کی جس کا مہلب نے دعویٰ کیا ہے اور برتقدیر تسلیم کے پس وہ خاص ہے ساتھ اس کے جو وہاں موجود تھا اور وہ اصحاب ہیں سو نہ شریک ہوگا ان کو اس میں جو ان کے بعد ہے ساتھ مجرد ہونے اس کے اہل مدینہ سے۔ (فتح)

٦٧٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْ قُبَآءَ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا.

٦٧٨١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں جایا کرتے تھے پیادہ اور سوار۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس حدیث سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے پیادہ اور سوار بیچ قصد کرنے آپ کے طرف مسجد قبا کی اور یہ مشہد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد سے اور نہیں یہ غیر مدینے میں۔ (فتح)

٦٧٨٢۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ

٦٧٨٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ وَلَا تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أُزَكّٰى.

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو میری مصاحبوں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ دفنانا اور مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھر میں نہ دفنانا اس واسطے کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک اور بے عیب ٹھہرائی جاؤں۔

٦٧٨٣- وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلٰى عَائِشَةَ ائْذَنِيْ لِيْ أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ إِيْ وَاللّٰهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوْثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا.

٦٧٨٣۔ اور حضرت ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے دونوں ساتھی کے ساتھ دفنایا جاؤں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی اور اصحاب میں سے جب کوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کہلا بھیجتا تھا تو کہتی تھیں قسم ہے اللہ کی نہیں اختیار کروں گی میں ساتھ ان کے کسی کو کبھی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں برا جانتی ہوں کہ پاک ٹھہرائی جاؤں یعنی کوئی میری تعریف کرے جو مجھ میں نہیں بلکہ ساتھ مجرد ہونے میرے کے مدفون نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے باقی بیویوں کے سو گمان کرے کہ میں خاص کی گئی ہوں ساتھ اس کے سوائے ان کے واسطے اس چیز کے کہ مجھ میں اور ان میں نہیں اور یہ نہایت تواضع ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لکھی ہوئی ہے توراۃ میں صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے اور اس کے بعض راویوں نے کہا کہ حجرے میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ دفن ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے پس ہوگی چوتھی قبر کہا ابن بطال نے مہلب سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برا جانا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ دفن ہو ساتھ ان کے اس خوف سے کہ گمان کرے کوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں سب اصحاب سے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ حجت پکڑی ہے ابوبکر ابہری مالکی نے ساتھ اس کے کہ مدینہ افضل ہے مکہ سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی مٹی سے پیدا ہوئے اور وہ افضل ہیں سب آدمیوں سے تو مدینے کی مٹی بھی سب مٹیوں سے افضل ہوگی اور یہ جو کہا کہ مدینہ کی مٹی افضل ہے تو اس میں کوئی نزاع نہیں اور نزاع تو اس میں ہے کہ کیا اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ مکے سے افضل ہو اس واسطے کہ مجاور شے کا اگر ثابت ہوں اس کے واسطے تمام فضائل اس کے تو ہوگا یہ مجاور مانند اس کی سو اس سے لازم آئے گا کہ جو مدینہ کے قرب و جوار کی زمین مکے سے افضل ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اتفاقاً اسی طرح جواب دیا ہے بعض متقدمین نے اور اس میں نظر ہے۔

٦٧٨٤- حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا

٦٧٨٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَزَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ وَبُعْدُ الْعَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ.

کا دستور تھا کہ عصر کی نماز پڑھتے سو ہم ان گاؤں میں آتے جو مدینے کی اُچان میں ہیں اور حالانکہ آفتاب بلند ہوتا زیادہ کیا ہے لیث نے یونس سے اور عوالی مدینے سے چار میل یا تین میل دور ہیں۔

فائدہ: شاید یہ شک ہے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کے نزدیک ابو صالح سے ہے اور یہ بنا بر اس کی عادت کے ہے کہ وارد کرتا ہے اس کو شواہد اور متممات میں اور نہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے اصول میں۔ (فتح) اس حدیث میں ذکر ہے اصحاب کے مشاہد کا۔

٦٧٨٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ سَمِعَ الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْجُعَيْدَ.

٦٧٨٥۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صاع بقدر ایک مد اور تہائی کے تھا تمہارے آج کے مد سے اور البتہ زیادہ کیا گیا اس میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سنا ہے قاسم نے جعید سے۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے یہ ہے کہ انداز صاع کی اس قبیل سے ہے کہ اجماع کا ہے اس پر اہل مکہ اور مدینہ نے بعد زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بدستور رہا اور جب بنو امیہ نے اس میں زیادتی کی تو نہ چھوڑا لوگوں نے اعتبار صاع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے صدقہ فطر وغیرہ سے بلکہ بدستور رہے اوپر اعتبار کرنے اس کے بیچ اس کے اگرچہ استعمال کیا انہوں نے صاع زائد کو اس چیز میں کہ تحقیق واقع ہوئی ہے اس میں تقدیر ساتھ صاع کے جیسے کہ تنبیہ کی ہے اس پر مالک نے اور رجوع کیا اس کی طرف ابو یوسف نے بیچ قصے مشہور کے۔ (فتح)

٦٧٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٦٧٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! برکت دے مدینے کے لوگوں کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں مراد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

حضرت مَنَّالِیْتُمْ کی اہل مدینہ ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ حضرت مَنَّالِیْتُمْ نے جو مدینہ والوں کے واسطے دعا کی ان کے صاع اور مد میں تو اس دعا نے خاص کیا ہے ان کو برکت سے جس نے بے بس کیا اہل دنیا کو طرف قصد کرنے ان کے کی اس معیار میں کہ دعا کی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ برکت کے تا کہ ٹھہرائیں اس کو طریقہ کہ پیروی کریں اس کی اپنی معاش میں اور جو فرض کیا ہے اللہ نے اوپر ان کے۔ (فتح)

٦٧٨٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَآئِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ.

٦٧٨٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی لوگ ایک مرد اور عورت کو حضرت مَنَّالِیْتُمْ کے پاس لائے کہ دونوں نے زنا کیا تھا سو حکم کیا حضرت مَنَّالِیْتُمْ نے ان کے سنگسار کرنے کا سو دونوں سنگسار کیے گئے قریب اس جگہ کے کہ جنازے رکھے جاتے ہیں مسجد کے پاس۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح محاربین میں گزر چکی ہے۔

٦٧٨٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُحُدٍ.

٦٧٨٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَنَّالِیْتُمْ کو اُحد کا پہاڑ نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں الٰہی! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا اور البتہ میں حرام کرتا ہوں جو مدینہ کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں شکار کرنا اور درخت کاٹنا درست نہیں ایسے ہی مدینے میں بھی اور اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ (فتح) متابعت کی ہے اس کی سہل رضی اللہ عنہ نے حضرت مَنَّالِیْتُمْ سے اُحد میں۔

٦٧٨٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ

٦٧٨٩۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے قبلے کی دیوار اور منبر کے درمیان بقدر گزرنے بکری کے جگہ تھی۔

كَانَ بَيْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ وَبَيْنَ الْمِنبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

۶۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنبَرِي عَلٰى حَوْضِي.

۶۷۹۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضل مدینہ میں گزر چکی ہے اور بعض روایت میں حجرہ ہے اور بعض میں قبر سب کا مطلب ایک ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رہتے تھے اور وہیں دفن ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان چند گز کا فرق ہے یعنی اس قدر جگہ بہشت میں اٹھ جائے گی اور وہاں کی عبادت اور دعا نہایت مقبول ہے اس کی برکت سے بہشت ملے گی۔ (فتح)

۶۷۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَأُرْسِلَتِ الَّتِي ضُمِّرَتْ مِنْهَا وَأَمَدُهَا إِلَى الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ أَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ.

۶۷۹۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسابقت کی درمیان گھوڑوں کے سو چھوڑے گئے وہ گھوڑے کہ اضمار کیے گئے تھے ان میں سے اور ان کی حد حفیا سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے کہ نہیں اضمار کیے گئے تھے ان کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک تھی اور البتہ عبداللہ بھی گھر دوڑ کرنے والوں میں تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ مقدار اس چیز کے کہ دیوار اور منبر کے درمیان ہے سنت ہے پیروی کی گئی منبر کی جگہ میں تا کہ داخل ہو اس کی طرف اس جگہ سے اور جو مسافت کہ حفیا اور ثنیہ کے درمیان ہے گھڑ دوڑ کے واسطے سنت ہے پیروی کی گئی کہ جو گھوڑے کہ اضمار کیے گئے ہوں ان کی مسابقت کے واسطے اس قدر میدان ہو۔ (فتح)

۶۷۹۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ لَّيْثٍ عَنْ نَّافِعٍ

۶۷۹۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ إِدْرِيْسَ وَابْنُ أَبِيْ غَنِيَّةَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عمر رضی اللہ عنہ سے سنا حضرت ﷺ کے منبر پر۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے حدیث سے اس قدر پر اس واسطے کہ اس جگہ صرف اسی کی حاجت ہے اور وہ ذکر منبر کا ہے اور یہ حدیث اشربہ میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ اترا احرام کرنا شراب کا اور حالانکہ وہ پانچ چیز سے تھی۔ (فتح)

٦٧٩٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطَبَنَا عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٧٩٣۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا حضرت ﷺ کے منبر پر خطبہ پڑھتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ ان دونوں حدیثوں میں سنت ہے پیروی کی گئی ساتھ اس کے کہ خلیفہ خطبہ پڑھے منبر پر مہم امروں میں ان کو پوشیدہ نہ کرے تا کہ پہنچے وعظ لوگوں کے کانوں میں جب کہ ان پر بلند ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ منبر نبوی ﷺ اس زمانے تک باقی رہا اس میں کمی بیشی نہ ہوئی اور اس کے سوائے اور روایت میں آیا ہے کہ وہ اس کے بعد بھی اور زمانہ باقی رہا۔ (فتح)

٦٧٩٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوْضَعُ لِيْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا.

٦٧٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ میرے اور حضرت ﷺ کے واسطے یہ لگن رکھا جاتا تھا سو ہم اس میں نہانا شروع کرتے اکٹھے یعنی اس میں سے پانی لیتے بغیر کسی برتن کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں سنت ہے پیروی کی گئی واسطے بیان مقدار اس چیز کے کہ کفایت کرتی ہے میاں بیوی کو پانی سے جب کہ دونوں نہائیں۔ (فتح)

٦٧٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ حَالَفَ

٦٧٩٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان برادری کروائی میرے

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَیْشٍ فِیْ دَارِی الَّتِیْ بِالْمَدِیْنَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلٰی أَحْیَآءٍ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ.

اس گھر میں جو مدینے میں ہے اور حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بددعا کرتے تھے بنی سلیم کی کئی قوموں پر۔

فائدہ: اختصار کیا ہے اس حدیث کو دو حدیثوں سے پہلی حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور فرق درمیان حلف اور اخا کے اور دوسری حدیث کی شرح کتاب وتر میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے وقت کا اور سبب کا جس میں قنوت پڑھی۔ (فتح) برادری کروائی یعنی انصار اور مہاجرین کو آپس میں بھائی بنایا کہ ایک دوسرے کو بھائی جانیں۔

٦٧٩٦۔ حَدَّثَنِیْ أَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَیْدٌ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِیَ انْطَلِقْ إِلَی الْمَنْزِلِ فَأَسْقِیَكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَسَقَانِیْ سَوِیْقًا وَأَطْعَمَنِیْ تَمْرًا وَصَلَّیْتُ فِیْ مَسْجِدِهٖ.

٦٧٩٦۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہا کہ میرے ساتھ میرے گھر میں چل سو میں تجھ کو پانی پلاؤں اس پیالے میں جس میں حضرت ﷺ نے پیا اور تو نماز پڑھے اس مسجد میں جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی سو میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے مجھ کو ستو پلائے اور مجھ کو کھجور کھلائی اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک عبدالرزاق کے بیان سبب آنے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے کا مدینے میں سو روایت کی ہے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ میرے باپ نے مجھ کو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ میں اس سے علم سیکھوں سو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے اس کو خبر دی تو اس نے مجھ کو مرحبا کہا اور اس روایت کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کوئی قرض لے پھر قرض خواہ تقاضا کرے جب کہ وعدہ کا وقت آئے اور مدیون اس کو ہدیہ دے تو یہ منجملہ بیاج کے ہے۔ (فتح)

٦٧٩٧۔ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ یَّحْیَی بْنِ أَبِیْ كَثِیْرٍ حَدَّثَنِیْ عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِی اللَّیْلَةَ آتٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَهُوَ بِالْعَقِیْقِ أَنْ صَلِّ

٦٧٩٧۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے اور حالانکہ حضرت ﷺ عقیق میں تھے کہ نماز پڑھ اس مبارک نالے میں اور کہہ عمرہ اور حج اور کہا ہارون نے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی نے کہ کہہ عمرہ داخل ہوا حج میں۔

فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے نویں سال حضرت ﷺ حج کو چلے جب اس نالے میں پہنچے جس کا نام عقیق ہے تب یہ حدیث فرمائی یعنی حج اور عمرہ ساتھ ہی ایک احرام سے ادا کرو اس کو قران کہتے ہیں اور تمتع یہ کہ عمرہ کر کے احرام اُتار ڈالے پھر حج کے موسم میں دوسرا احرام باندھ کے حج ادا کرے جیسے مفصل بیان اس کا حج میں گزر چکا ہے۔

٦٧٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ.

٦٧٩٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نجد والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ قرن مقرر کی اور شام والوں کے واسطے جحفہ مقرر کیا اور مدینے والوں کے واسطے ذوالحلیفہ مقرر کیا کہا کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا اور مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یمن والوں کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے اور ذکر کیا گیا عراق سو کہا کہ اس وقت عراق نہ تھا۔

فائدہ: یعنی اس وقت ملک عراق مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ تھا اس واسطے کہ اس وقت عراق کے سب شہر ایران کے بادشاہ کے قبضے میں تھے سو گویا کہ کہا کہ عراق کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے تا کہ ان کے واسطے احرام باندھنے کی جگہ مقرر کی جاتی اور وارد ہوتا ہے اس جواب پر ذکر اہل شام کا سو شاید مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی دونوں عراق کی ہے اور وہ کوفہ اور بصرہ ہیں اور ہر ایک دونوں میں سے ہو گیا مصر جامع بعد فتح کرنے مسلمانوں کے ایران کے شہروں کو۔ (فتح)

٦٧٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِيْ مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَآءَ مُبَارَكَةٍ.

٦٧٩٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو خواب میں نظر آیا اور حالانکہ آپ اپنی تعریس کی جگہ میں تھے یعنی جس جگہ میں اخیر رات کو سوئے تھے سو آپ سے کہا گیا کہ بے شک آپ مبارک میدان میں ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے اور اس کی حدیثوں سے فضیلت دینا ہے مدینے کو اس چیز سے کہ خاص کیا ہے اس کو اللہ نے ساتھ اس کے دین کی نشانیوں سے اور یہ کہ وہ گھر ہے وحی کا اور جگہ اُترنے فرشتوں کی ساتھ ہدایت اور رحمت کے اور بزرگی دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ رہنے رسول اپنے کے بیچ اس کے اور ٹھہرائی اس میں قبر حضرت ﷺ کی اور منبر آپ کا اور ان کے درمیان ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور فضل مدینے کا ثابت ہے نہیں محتاج ہے طرف قائم کرنے دلیل خاص کے اور پہلے گزر چکی ہیں حدیثیں بیچ فضیلت مدینے کے آخر حج میں جن میں شفا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس جگہ مقدم ہونا ہے مدینے والوں کا علم میں اپنے غیر پر سو اگر ہو مراد ساتھ اس کے مقدم کرنا ان کا بعض زمانوں میں اور وہ حضرت ﷺ کا زمانہ ہے جس وقت حضرت ﷺ اس میں مقیم تھے اور وہ زمانہ کہ حضرت ﷺ کے بعد ہے پہلے اس سے کہ متفرق ہوں اصحاب شہروں میں سے سو نہیں ہے کوئی شک بیچ مقدم کرنے دونوں زمانوں کے ان کے غیر پر اور یہی مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیثوں سے اور غیر ان کے سے اور اگر ہو مراد بدستور رہنا اس کا واسطے تمام ساکنوں اس کے ہر زمانے میں تو وہ محل نزاع کا ہے اور نہیں ہے کوئی راہ طرف تعمیم اس قول کے اس واسطے کہ ائمہ مجتہدین کے زمانے کے بعد پچھلے زمانوں میں مدینے میں کوئی ایسا نہیں ہوا جو علم اور فضل میں اور شہروں کے لوگوں سے فائق ہو چہ جائیکہ مدینے کے تمام لوگ دوسروں پر مقدم ہوں بلکہ رہے مدینے میں اہل بدعت سے وہ لوگ جن کے بدنیت اور خبیث باطن ہونے میں کچھ شک نہیں ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ تیرا کچھ اختیار نہیں

فائدہ: ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ سبب نزول اس کے اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا تفسیر آل عمران میں اور پہلے گزر چکی ہے کچھ شرح اس کی اور نام ان لوگوں کا جن پر بددعا کی تھی اس واسطے کہ وہ ایمان نہ لائے تا کہ پکڑیں اس کو اور بچیں لعنت سے اور ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لازم ہے تجھ پر ان کو ہدایت کرنا لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی اشارہ کرنا اس مسئلے کی طرف جس میں اختلاف مشہور ہے اصول فقہ میں اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت ﷺ کو جائز تھا کہ احکام میں اجتہاد کریں یا نہیں اور اس کا بیان بسط سے پہلے گزر چکا ہے۔ (فتح)

٦٨٠٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

٦٨٠٠ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا کہتے تھے فجر کی نماز میں رکوع سے سر اٹھا کر کہا الٰہی! اے رب ہمارے! تیرے واسطے حمد ہے اخیر میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْآخِيْرَةِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

پھر کہا الٰہی! لعنت کر فلانے کو اور فلانے کو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں یا اللہ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے سو بے شک وہ ظالم ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو یہ جملہ حالیہ ہے یعنی فرمایا یہ وقت سر اٹھانے کے رکوع سے اور قال دوسرا احتمال ہے کہ ساتھ معنی قائلا کے ہو اور احتمال ہے کہ زائد ہو اور اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ واقع ہوا ہے ابن حبان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا جب نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھایا تو کہا اللھم الخ اور اس سے لیا جاتا ہے کہ محل قنوت کا وقت اٹھانے سر کے ہے رکوع سے نہ رکوع سے پہلے اور قول حضرت ﷺ کا اللھم ربنا ولک الحمد معین کرنے والا ہے واسطے سر اٹھانے کے رکوع سے اس واسطے کہ یہ ذکر اعتدال کا ہے یعنی سیدھا ہونے کا رکوع سے اور قول اس کا فی الاخیرہ یعنی دوسری رکعت میں صبح کی نماز سے جیسے کہ واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح ابن حبان کی روایت میں اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ قول اس کا فی الآخرہ متعلق ہے ساتھ حمد کے اور وہ بقیہ ذکر کا ہے جو حضرت ﷺ نے اعتدال کی حالت میں فرمایا اور نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو اہل کتاب سے مگر ساتھ اس طریق کے کہ وہ بہتر ہے۔

٦٨٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٠١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ کہا علی رضی اللہ عنہ نے سو میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے قابو میں ہے سو جب اللہ ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھتے ہیں سو حضرت ﷺ پھرے جب کہ علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہا اور اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت ﷺ سے سنا اور حالانکہ آپ پیٹھ دیے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے

وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ فَقَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعَهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ مَا أَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ ﴿الطَّارِقُ﴾ النَّجْمُ وَ ﴿الثَّاقِبُ﴾ الْمُضِيْءُ يُقَالُ أَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ.

تھے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ جو رات کو تیرے پاس آئے وہ طارق ہے اور کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے اور ثاقب کے معنی ہیں چمکنے والا اور کہا جاتا ہے واسطے آگ جلانے والے کے کہ اپنی آگ کو روشن کر۔

فائدہ: اور یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے اور کہا کرمانی نے کہ جھگڑنا تین قسم پر ہے قبیح اور حسن اور احسن سو جو فرائض کے واسطے ہو وہ احسن ہے اور جو مستحبات کے واسطے ہو وہ حسن ہے اور جو اس کے سوا اور چیز کے واسطے ہو وہ قبیح ہے اور یا وہ تابع ہے واسطے طریق کے سو اس کے اعتبار سے کئی قسم پر ہے اور یہ ظاہر ہے اور لازم آتا ہے اول پر کہ مباح میں قبیح ہو اور فوت ہوا ہے اس سے تقسیم کرنا قبیح کا طرف اقبح کے اور وہ وہ ہے جو حرام میں ہو اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ترک کیا علی رضی اللہ عنہ نے فعل اولیٰ کو اگرچہ تھی وہ چیز کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے علی رضی اللہ عنہ نے باوجہ اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی اور نہ لازم کیا ان کو باوجود اس کے قیام طرف نماز کی اور اگر علی رضی اللہ عنہ حکم بجا لاتے اور نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو اولیٰ ہوتا اور لیا جاتا ہے اس سے اشارہ طرف مراتب جدال کے سو اگر ہو اس چیز میں کہ نہیں کوئی چارہ اس کے واسطے اس سے تو متعین ہوتی ہے مدد کرنی حق کے ساتھ حق کے سو اگر مامور اس چیز سے تجاوز کرے تو ہوتا ہے منسوب طرف تقصیر کی اور اگر مباح میں ہو تو کفایت کی جائے اس میں ساتھ مجرد امر کے اور اشارہ کرنے کے طرف ترک اولیٰ کے اور اس حدیث میں ہے کہ آدمی پیدا ہوا ہے او پر ٹالنے کے اپنی جان سے ساتھ قول کے اور فعل کے اور یہ کہ لائق ہے اس کے واسطے کہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تا کہ نصیحت کو قبول کرے اگرچہ غیر واجب میں ہو اور یہ کہ نہ دفع کرے مگر ساتھ طریق معتدل کے بغیر افراط اور تفریط کے اور نقل کیا ہے ابن بطال نے مہلب سے کہ نہیں لائق تھا علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہ ٹالے جس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا یعنی تہجد کی نماز کی طرف بلکہ لازم تھا علی رضی اللہ عنہ پر پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو سو نہیں حجت ہے واسطے کسی کے بیچ ترک کرنے امور کے اور یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا حکم بجا نہ لائے اس واسطے کہ نہیں ہے قصے میں تصریح ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہے واسطے عذر بیان کرنے کے ترک قیام سے ساتھ غلبہ نیند کے اور نہیں منع ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس جواب کے بعد نماز پڑھ لی ہو اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں جو اس کی نفی کرے کہا کرمانی نے کہ ترغیب دی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعتبار کسب اور قدرت کاسبہ کے اور جواب دیا علی رضی اللہ عنہ نے باعتبار قضا اور قدر کے اور مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر واسطے تعجب کرنے کے علی رضی اللہ عنہ کی سرعت جواب سے اور احتمال ہے کہ ہو تسلیم واسطے اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں مشروع ہونا تذکیر کا ہے واسطے غافل کے خاص کر جو قرابتی اور مصاحب ہو اس واسطے کہ غفلت آدمی کی پیدائشی چیز ہے سو لائق ہے آدمی کے واسطے یہ کہ خبر گیری کرے اپنے نفس کی اور جس سے محبت رکھتا ہو ساتھ تذکیر خیر کے اور مدد کرنے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جو اعتراض کہ اثر حکمت کے ساتھ ہو اس کا جواب اثر قدرت کے ساتھ مناسب نہیں اور یہ کہ جائز ہے عالم کے واسطے کہ جب کلام کرے ساتھ مقتضیٰ حکمت کے امر غیر واجب میں یہ کہ کفایت کرے اس شخص سے جس نے کلام کیا اس سے بیچ حجت پکڑنے اس کے ساتھ قدرت کے یعنی اس کو جائز ہے کہ اس پر سکوت کرے لیا جاتا ہے پہلا مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مارنے سے اپنی ران پر اور دوسرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ انکار کرنے سے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے صریح انکار نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت نہ پڑھی ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نہیں جاہل ہیں اس بات سے کہ جواب ساتھ قدرت کے نہیں ہے حکمت سے بلکہ احتمال ہے کہ ان کے واسطے کوئی قدر ہو جو ان کو نماز سے مانع ہو سو علی رضی اللہ عنہ شرمائے اس کے ظاہر کرنے سے سو انہوں نے ارادہ کیا کہ دفع کریں شرمندگی کو اپنی جان سے اور اپنے گھر والوں سے سو حجت پکڑی انہوں نے ساتھ قدرت کے اور تائید کرتا ہے اس کی پھرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے جلدی اور احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے کہ کہا استدعا کرنا جواب کا کہ اس سے فائدہ زیادہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بات چیت کرنا آدمی کا اپنے نفس سے اس چیز میں کہ اس کے غیر سے متعلق ہو اور جائز ہے مارنا ہاتھ کا بعض اعضاء کو وقت تعجب اور افسوس کے اور مستفاد ہوتا ہے قصے سے کہ شان عبودیت سے ہے یہ کہ نہ طلب کیا جائے اس کے واسطے ساتھ مقتضیٰ شرع کے کوئی عذر مگر اعتراف ساتھ تقصیر کے اور شروع کرنا استغفار میں اور اس میں فضیلت ظاہرہ ہے واسطے علی رضی اللہ عنہ کے ان کی بہت تواضع کی جہت سے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی باوجود اس کے کہ واجب کرتی ہے وہ نہایت عتاب کو نزدیک اس شخص کے جو ان کی قدر کو نہیں پہچانتا سو نہ التفات کیا واسطے اس کے بلکہ بیان کیا اس کو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے فوائد دینیہ سے۔ (فتح)

۶۸۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

۶۸۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم مسجد میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ چلو یہودیوں کی طرف سو ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم مدرسے میں آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے سو ان کو پکارا سو فرمایا کہ اے گروہ یہود کے اسلام لاؤ تا کہ تم دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کرو تا کہ دین دنیا میں سلامت رہو تو انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم! البتہ تو نے اللہ کا حکم پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں بھی چاہتا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تیسری بار فرمایا سو فرمایا کہ جان لو کہ تمہاری زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین سے یعنی وطن سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور نہیں تو جان لو کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا ذلک ارید یعنی میں چاہتا ہوں کہ تم اقرار کرو کہ میں نے اللہ کا حکم پہنچایا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اللہ کا حکم پہنچا دینے کا حکم تھا کہا مہلب نے اس کے بعد کہ تقریر کی کہ یہ حدیث متعلق ہے ساتھ رکن دوسرے کے ترجمہ سے وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اللہ کا حکم پہنچایا اور ان کو اسلام کی طرف بلایا کہ اس کے ساتھ پنجہ ماریں تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اللہ کا حکم پہنچایا اور نہ اعتقاد کیا واسطے فرماں برداری آپ کی کے سو مبالغہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تبلیغ میں اور مکرر کیا اس کو اور یہ مجادلہ ہے ساتھ طریقہ بہتر کے اور وہ اس میں موافق ہے مجاہد کے قول کو کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری جو ان میں سے ایمان نہیں لایا تھا اور اس کے ساتھ عہد و پیمان تھا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے تلوار کی آیت سے انتہی اور روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد رحمہ اللہ سے کہ اگر وہ بد کہیں تو تم نیک کہو مگر جو ان میں سے ظالم ہیں کہ ان سے بدلہ لو اور ایک روایت میں ہے مگر جو ظالم ہو اور لڑے اور جزیہ نہ دے اور روایت کی ساتھ سند حسن کے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہ مراد اس اہل حرب ہیں

جن سے عہد و پیمان نہیں کہ لڑے ساتھ ان کے تلوار سے اور روایت کی زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اہل کتاب میں سے منع کیا ان کے جھگڑنے سے اس چیز میں کہ بیان کرتے ہیں ان کو کتاب سے یعنی توراۃ اور انجیل سے شاید کہ حق ہو اور تجھ کو معلوم نہ ہو اور نہیں لائق ہے کہ تو جھگڑے مگر اس سے جو اپنے دین پر رہے اور روایت کی قتادہ رحمہ اللہ سے کہ وہ منسوخ ہے ساتھ آیت براءت کے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یا جزیہ ادا کریں اور ترجیح دی ہے طبری نے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو جزیہ دینے سے باز رہے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو دعویٰ کرتا ہے نسخ کا اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے وہ مگر دلیل سے اور حاصل اس کی ترجیح کا یہ ہے کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ جھگڑنے کے اہل کتاب سے ساتھ بیان اور حجت کے ساتھ طریق انصاف کے اس سے جو معاند ہو ان سے سو مفہوم آیت کا جواز مجادلہ اس کا ہے ساتھ غیر اس طریق کے کہ بہتر ہے اور وہ مجادلہ ہے ساتھ تلوار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ وَمَا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ.

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے۔

فائدہ: بہر حال آیت سو نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی تشبیہ ساتھ اس کے اور راجح یہ ہے کہ وہ ہدایت ہے جو مدلول علیہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ یعنی مثل جعل قریب کے کہ خاص کیا ہم نے تم کو اس میں ساتھ ہدایت کے جیسے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو سیاق آیت کا اور واقع ہوئی ہے ساتھ اس کے تصریح براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور وسط کے معنی ہیں عدل اور حاصل آیت کا احسان کرنا ہے ساتھ ہدایت اور عدالت کے اور بہر حال یہ جو کہا کہ جو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لزوم جماعت کے سو مطابق ہونا اس کا باب کی حدیث سے پوشیدہ ہے اور شاید وہ صفت مذکورہ کی جہت سے ہے اور وہ عدالت ہے جب کہ وہ شامل تھی سب کو واسطے ظاہر خطاب کے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ وہ عام سے ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص ہے اس واسطے کہ اہل جہل عدول نہیں اور اسی طرح اہل بدعت بھی سو پہچانا گیا کہ مراد ساتھ وصف مذکور کے اہل سنت اور جماعت ہیں اور وہ اہل علم شرعی ہیں اور جو ان کے سوا ہے اگرچہ منسوب ہے طرف علم کے سو وہ نسبت اس کی صوری ہے نہ حقیقی اور وارد ہوا ہے حکم ساتھ لزوم جماعت کے چند حدیثوں میں ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جو ترمذی نے حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے سو ذکر کی حدیث طویل اور اس میں ہے اور میں تم کو حکم کرتا ہوں پانچ چیزوں کا کہ حکم کیا ہے اللہ نے مجھ کو ساتھ ان کے سننا اور کہا ماننا اور جہاد اور ہجرت کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا اس

واسطے کہ جو جدا ہوا جماعت سے بقدر ایک بالشت کے تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے اتارا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں ہے جو انہوں نے جابیہ میں پڑھا تھا کہ لازم جانو اپنے اوپر جماعت کو اور بچو جدائی سے اس واسطے کہ ایک کے ساتھ شیطان ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے اور اس میں ہے کہ جو بہشت کا درمیان چاہے تو لازم پکڑے جماعت کو کہا ابن بطال نے کہ مراد باب سے رغبت دلانا ہے اوپر اعتصام کے ساتھ جماعت کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور شرط قبول شہادت کی عدالت ہے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے ان کے واسطے یہ صفت ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے وسطا اور وسط کے معنی ہیں عدل اور مراد ساتھ جماعت کے اہل حل اور عقد ہیں ہر زمانے کے کہا کرمانی نے کہ حکم کیا ساتھ لازم پکڑنے جماعت کے تو اس کا مقتضا یہ ہے کہ لازم ہے مکلف پر متابعت اس چیز کی کہ اجماع کیا ہے اس پر مجتہدوں نے اور وہی ہیں مراد ساتھ قول اس کے و ھم اھل العلم اور جس آیت کے ساتھ بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ باندھا ہے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اہل اصول نے واسطے ہونے اجماع کے حجت اس واسطے کہ وہ عدول ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ معصوم ہیں خطا سے اس چیز میں جس پر انہوں نے اجماع کیا قول سے یا فعل سے۔ (فتح)

٦٨٠٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَآءُ بِنُوْحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا جَآءَ نَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَيُجَآءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ قَالَ عَدْلًا ﴿لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ

٦٨٠٣۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن سو اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو نے اپنی امت کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام پہنچا دیا تھا اے میرے رب! پھر اس کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچا دیا تھا تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعویٰ کا کون گواہ ہے؟ تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہ ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم کو اے مسلمانو! لایا جائے گا سو تم گواہی دو گے کے بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہا وسط سے مراد عدل ہیں تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو اور

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

جعفر بن عون سے ہے، الخ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ شہادت نہیں خاص ہے ساتھ قوم نوح علیہ السلام کے بلکہ عام ہے سب امتوں کو۔

بَابٌ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُوْلِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

جب اجتہاد کرے عامل یا حاکم سو چوک جائے خلاف رسول اللہ ﷺ کے بغیر علم کے تو اس کا حکم مردود ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ کے کہ جو کوئی وہ کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے یعنی جس دین کے کام میں حضرت ﷺ کا حکم نہ ہو وہ مردود ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

فائدہ: اور یہ ترجمہ پہلے بھی گزر چکا ہے کتاب الاحکام میں اور وہاں یہ ترجمہ معقود ہے واسطے مخالفت اجماع کے اور یہاں واسطے مخالفت رسول اللہ ﷺ کے اور یہ جو کہا سو چوک گیا یعنی اس نے جان بوجھ کر مخالفت نہ کی بلکہ چوک کے پیغمبر ﷺ کی مخالفت کی اور حدیث میں عمل عملا الخ کی شرح کتاب الصلح میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ جو حکم کرے ساتھ غیر سنت کے جہالت سے یا غلطی سے تو واجب ہے اس پر رجوع کرنا طرف حکم سنت کے اور ترک کرنا اس چیز کا کہ اس کے مخالف ہو واسطے بجا لانے حکم اللہ کے کہ اللہ نے پیغمبر ﷺ کی فرمانبرداری کو واجب کیا ہے اور یہ نفس اعتصام کا ہے ساتھ سنت کے اور قول اس کا ترجمہ میں اخطاء کے متعلق ہے ساتھ قول اس کے کے اجتہد اور تمام ہوتا ہے کلام اس جگہ میں اور یہ جو کہا کہ خلاف رسول یعنی سو کہا خلاف رسول کے اور حذف ہونا قال کا کلام میں بہت ہے۔ (فتح)

٦٨٠٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٦٨٠٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو زکوۃ کا مال تحصیل کرنے کے واسطے خیبر پر عامل کر کے بھیجا سو وہ عمدہ کھجور لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! البتہ ہم دو صاع ناقص کھجور دے کر ایک صاع عمدہ کھجور خریدتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو لیکن برابر لیا کرو یا اس ناقص کھجور کو بیچ ڈالا کرو اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِى الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ.

اس کی قیمت کے ساتھ عمدہ کھجوریں خریدا کرو یعنی ایک جنس میں زیادہ لینا درست نہیں اور اسی طرح تول میں بھی زیادہ لینا درست نہیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ترجمہ کے واسطے اس جہت سے ہے کہ صحابی نے اجتہاد کیا اس میں جو کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو رد کیا اور منع کیا اس کو اس چیز سے کہ کی اور معذور کہا اس کو اس کے اجتہاد کے سبب سے۔ (فتح)

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

اجر حاکم کا جب کہ اجتہاد کرے پھر ٹھیک بات پا جائے یا چوک جائے

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ نہیں لازم آتا رد کرنے اس کے حکم یا فتویٰ کے سے جب کہ اجتہاد کرے اور چوک جائے یہ کہ گنہگار ہو وہ بلکہ جب مقدور بھر کوشش کرے تو اس کو ثواب ملتا ہے سو اگر ٹھیک بات پا جائے تو اس کو دوہرا ثواب ہے لیکن اگر حکم کرے یا فتویٰ دے بغیر علم کے تو گنہگار ہوتا ہے کما تقدم کہا ابن منذر نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے حاکم کو وقت چوک جانے کے جب کہ ہو عالم ساتھ اجتہاد کے پھر اجتہاد کرے اور جب اجتہاد کا عالم نہ ہو تو اس کو ثواب نہیں ملتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قاضی تین قسم کے ہیں اور اس میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے ساتھ ناحق کے سو وہ آگ میں ہے اور ایک قاضی وہ ہے جو حکم کرے بے علمی سے سو وہ بھی آگ میں ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ الفاظ مختلف کے اور تائید کرتی ہے باب کی حدیث کو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے سلیمان علیہ السلام کے قصے میں بیچ حکم کرنے ان کے کہنے والوں میں اور کہا خطابی نے معالم السنن میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے مجتہد کو جب کہ جامع ہو واسطے آلہ اجتہاد کے سو وہی ہے جو معذور ہے چوک سے برخلاف اس کے جو تکلف کرے اجتہاد میں یعنی جو اپنے آپ کو مجتہد ٹھہرائے اور اجتہاد کے لائق نہ ہو سو اس پر خوف ہے پھر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثواب دیا جاتا ہے اجتہاد پر عالم کو اس واسطے کہ اجتہاد اس کا بیچ طلب حق کے عبادت ہے یہ اس وقت ہے جب کہ ٹھیک بات پا جائے اور بہرحال جب چوک جائے تو اس کو چوک پر ثواب نہیں ملتا بلکہ دور ہوتا ہے اس سے گناہ فقط اور شاید کہ خطابی کی رائے یہ ہے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک ثواب ملتا ہے تو یہ مجاز ہے وضع اثم سے۔ (فتح)

٦٨٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ

٦٨٠٥۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جب حاکم اور قاضی کسی مقدمے میں حکم کرنے کا ارادہ کرے سو مقدور بھر اس بات کی تحقیق میں محنت اور کوشش کرے پھر ٹھیک بات پا جائے تو اس کے واسطے دو ثواب ہیں یعنی ایک محنت کا اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا جب حکم کا ارادہ کرے اور مقدور بھر کوشش کرے پھر اس میں چوک جائے یعنی حق بات اس کو معلوم نہ ہو سکے تو اس کو ایک ثواب ہے یعنی صرف محنت کرنے کا، الخ۔

فائدہ: یعنی جب حاکم اور قاضی مقدمہ فیصل کرنے میں خوب کوشش اور غور کرے اور قرآن اور حدیث سے اس کا حکم نکالے تو اس کو دو ثواب ہیں اور اگر چوک ہو تو ایک ثواب ہے کوشش کے بعد چوک پر پکڑ نہیں کہا قرطبی نے اسی طرح واقع ہوا ہے حدیث میں حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اور حالانکہ امر بالعکس ہے اس واسطے کہ اجتہاد مقدم ہے حکم سے اس لیے کہ نہیں جائز ہے حکم کرنا اجتہاد سے پہلے اتفاقاً لیکن تقدیر یہ ہے کہ جب حکم کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اجتہاد کرے اور احتمال ہے کہ ف تفسیر کے واسطے ہو یعنی فاجتہد میں نہ تعقیب کے واسطے اور قول اس کا فاصاب یعنی موافق پڑا اللہ تعالیٰ کے حکم کو جو نفس الامر میں ہے اور قول اس کا ثم اخطأ یعنی اس نے گمان کیا کہ حق ایک جہت میں ہے اور حالانکہ نفس الامر میں اس کے برخلاف تھا اور البتہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف وقوع خطا کے بیچ اجتہاد کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ البتہ تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس اور شاید کہ تم لوگوں میں کوئی آدمی خوش تقریر ہوتا ہے اپنی دلیل سے بہ نسبت دوسرے کے اور کہا ابوبکر بن عربی نے کہ تعلق پکڑا ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہتا ہے کہ حق ایک جہت میں ہے واسطے تصریح کرنے کے ساتھ اس کے کہ ایک غیر معین مخطی ہے یعنی حدیث میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ دونوں میں سے ایک مخطی ہے لیکن معین نہیں کیا کہ فلانا مخطی ہے اور اس مسئلے میں بڑا اختلاف ہے اور

کہا مازری نے کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ہر ایک نے دونوں گروہوں میں سے جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے ہے اور جو قائل ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے لیکن پہلا مسئلہ سو اس واسطے کہ اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو کوئی دونوں میں سے چوک کی طرف منسوب نہ کیا جاتا واسطے محال ہونے دونقیضوں کے ایک حالت میں اور بہر حال مصوبہ جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد مصیب ہے سو حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے ثواب ٹھہرایا ہے سو اگر مصیب نہ ہوتا تو نہ ثواب دیا جاتا اور یہ جو اس پر خطا کا اطلاق کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ محمول ہے اس پر جو غافل ہو نص سے یا اجتہاد کیا اس چیز میں کہ نہیں جائز ہے اجتہاد کرنا بیچ اس کے قطعیات سے اس میں جو اجماع کے مخالف ہو سو اگر ایسا اتفاق پڑے اور اس میں چوک جائے تو منسوخ کیا جائے حکم اس کا اور فتویٰ اس کا اگرچہ اجتہاد کیا ہو بالا جماع اور وہی ہے جس پر صحیح ہے اطلاق خطا کا اور بہر حال جو اجتہاد کرے ایسے مقدمے میں جس میں نہ نص ہو اور نہ اجماع تو نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اس پر خطا کا اور دراز کیا ہے مازری نے اس تقریر کو اور ختم کیا ہے اپنی کلام کو ساتھ اس کے کہ جو قائل ہے کہ حق بیچ دو طرف کے دائر ہے یہ قول اکثر اہل تحقیق کا ہے فقہاء اور متکلمین سے اور وہ مروی ہے چاروں اماموں سے اگرچہ اس میں اختلاف حکایت کیا گیا ہے میں کہتا ہوں اور معروف شافعی رحمہ اللہ علیہ سے قول اول ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ حکم مذکور لائق ہے کہ خاص ہو ساتھ حاکم کے جو حکم کرنے والا ہو درمیان مدعی اور مدعا علیہ کے اس واسطے کہ اس جگہ حق نفس الامر میں معین ہے جھگڑا کرتے ہیں اس میں مدعی اور مدعا علیہ سو جب دونوں میں سے ایک کے واسطے اس کے ساتھ حکم کرے تو باطل ہو جاتا ہے حق دوسرے کا قطعاً اور دونوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹا ہے اور حاکم کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی سو اس صورت میں اختلاف نہیں کہ مصیب اس میں ایک ہی ہے اس واسطے کہ حق ایک طرف میں ہے اور لائق ہے کہ خاص ہو خلاف ساتھ اس کے کہ مصیب واحد ہے یا ہر مجتہد مصیب ہے ساتھ ان مسائل کے کہ نکالا جاتا ہے حق ان میں سے بطریق دلالت کے اور کہا ابن عربی نے کہ میرے نزدیک اس حدیث میں فائدہ زائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ثواب عمل قاصر کا عامل پر ایک ہے اور عمل متعدی کا ثواب دوگنا ہے اس واسطے کہ اجر دیا جارہا ہے اس کو فی نفسہ اور منجر ہوتا ہے اس کے واسطے جو متعلق ہو اس کے غیر سے اس کی جنس سے اور جب قضا کرے ساتھ حق کے اور حق دار کو اس کا حق دے تو ثابت ہوتا ہے اس کے واسطے اجر اس کے اجتہاد کا اور جاری ہوتا ہے اس کے واسطے مثل اجر مستحق حق کے سو اگر ایک دونوں میں سے زیادہ خوش تقریر ہو بہ نسبت دوسرے آدمی کے سو قاضی اس کے واسطے حکم کرے اور نفس الامر میں حق اس کے غیر کے واسطے ہو تو اس کو فقط اجتہاد کا اجر ملتا ہے میں کہتا ہوں اور تمام اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر حاکم اپنے اجتہاد سے حق غیر مستحق کو دے تو اس پر اس کو مؤاخذہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ حاکم نے جان بوجھ کر غیر کا حق اس کو نہیں دیا یعنی بلکہ چوک کی بلکہ گناہ محکوم لہ کا قاصر ہے او پر اس کے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا یہ ہے کہ

مقدور بھر اجتہاد میں کوشش کرے اور حالانکہ وہ اس کے اہل سے ہو ورنہ لاحق ہوتا ہے اس کو گناہ اگر اس کے اہل سے نہ ہو۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ بیان کی میں نے یہ حدیث ابوبکر بن محمد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مثل حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اور قائل حدیث کا یزید بن عبداللہ ہے جو اس حدیث کے راویوں سے ہے اور یہ جو کہا عن ابی سلمة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو مراد اس سے یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مخالفت کی ہے اپنے باپ کی بیچ روایت کرنے اس کے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اور مرسل کیا ہے حدیث کو جس کو اس نے موصول کیا ہے۔

بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰی مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُوْرِ الْإِسْلَامِ.

حجت قائم کرنا اس پر جس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور جو غائب ہوتے تھے بعض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد سے اور امور اسلام سے۔

فائدہ: ظاہر تھے یعنی لوگوں کے واسطے نہیں چھپے رہتے تھے مگر نادر پر اور یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس بیان کے کہ بہت اکابر اصحاب نہ حاضر ہوتے تھے نزدیک بعض اس چیز کے کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یا کرتے اعمال تکلیف سے سو بدستور رہتے اس چیز پر کہ ان کو اس پر اطلاع ہوتی یا منسوخ پر واسطے نہ خبر پانے کے اس کے ناسخ پر اور یا اوپر براءت اصلی کے اور جب یہ مقرر ہوا تو قائم ہوئی حجت اس شخص پر جو مقدم کرتا ہے بڑے صحابی کے عمل کو خاص کر جب کہ والی ہوا ہو حکم کا اوپر روایت غیر اس کے کے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا نزدیک اس کبیر صحابی کے جو قوی تر ہے اس روایت سے تو البتہ نہ مخالفت کرتا اس کی اور رد کرتا ہے اس کو یہ کہ اس اعتماد میں ترک کرنا محقق کا ہے واسطے گمانی چیز کے اور کہا ابن بطال نے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے رد کرنے کا رافضیوں اور خارجیوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور سنتیں آپ سے بطور تواتر کے منقول ہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے عمل کرنا ساتھ اس حکم کے جو تواتر کے ساتھ منقول نہ ہو یعنی خبر واحد کے ساتھ عمل کرنا جائز نہیں کہا اور قول ان کا مردود ہے ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہو چکی ہے کہ اصحاب ایک دوسرے سے احکام سیکھتے تھے اور رجوع کیا بعض نے اس چیز کی طرف کہ اس کے غیر نے روایت کی اور منعقد ہوا اجماع اوپر واجب ہونے عمل کے ساتھ خبر واحد کے میں نے کہا اور باب باندھا ہے بیہقی نے مدخل میں باب دلیل ہے اس پر کہ کبھی پوشیدہ رہتی ہے اس پر جو صحبت میں متقدم ہو وسیع علم والا ہو وہ چیز کہ جانتا ہے اس کو اس کا غیر پھر ذکر کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جدہ کے حق میں جو ان کو پہلے معلوم نہ تھی پھر معلوم ہوئی اور حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت مانگنے میں اور وہ مذکور ہے اس باب میں اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس مرد کے حق میں جس نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا پھر اس کو طلاق

دے کر چاہا کہ اس کی ماں سے نکاح کرے سو کہا کہ کچھ نہیں اور انہوں نے چاندی کے ٹکڑوں کو مکمل چاندی سے کم وبیش لینا لینا جائز کیا پھر دونوں امر سے رجوع کیا جب کہ اور اصحاب سے سنا کہ یہ منع ہے اور اور چیزیں سوائے اس کے اور ذکر کی اس میں حدیث براء رضی اللہ عنہ کی کہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کو نہیں سنتے تھے ہم کو دنیا کے کاروبار اور شغل تھے لیکن جو لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے سو جو اس وقت موجود ہوتا وہ بیان کرتا اور بتلا دیتا اس شخص کو جو حاضر نہ ہوتا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اسی طرح حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ جو حدیثیں کہ ہم تم سے بیان کرتے ہیں وہ سب ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنیں لیکن ہمارے بعض نے بعض سے جھوٹ نہیں بولا پھر بیان کیں وہ حدیثیں جو اصحاب نے اصحاب سے روایت کی ہیں جو بخاری اور مسلم میں واقع ہوئی ہیں اور کہا کہ اس میں دلالت ہے اوپر اتفاق ان کے کی روایت میں اور اس میں ظاہر تر حجت اور واضح تر دلالت ہے اوپر ثابت کرنے خبر واحد کے اور یہ کہ بعض سنت بعض سے پوشیدہ رہتی تھی اور یہ کہ جو حاضر ہوتا تھا وہ غائب کو پہنچا دیتا تھا اور یہ کہ غائب اس سے اس کو قبول کر لیتا تھا اور اس پر اعتماد اور عمل کرتا تھا میں کہتا ہوں اور خبر واحد اصطلاح میں خلاف متواتر کے ہے برابر ہے کہ ایک شخص کی روایت سے ہو یا زیادہ کی روایت سے اور وہی مراد ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو اس کے ساتھ عمل کرے جو واقع ہوا ہے باب کی حدیث میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگنے پر گواہ طلب کیا اس واسطے کہ نہیں خارج ہوئی وہ ساتھ شہادت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے اس کے واسطے خبر واحد ہونے سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے صرف احتیاط کے واسطے گواہ طلب کیا تھا جیسا کہ اس کا بیان واضح طور سے پہلے گزر چکا ہے نہیں تو قبول کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیچ لینے جزیہ کے مجوس سے اور حدیث اس کی وبا میں اور حدیث عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کی دیت کے برابر ہونے میں اور حدیث ضحاک رضی اللہ عنہ کی بیچ وارث ہونے عورت کے اپنے خاوند کی دیت سے اور سوائے اس کے اور گزر چکا ہے علم میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہ اور ایک انصاری باری باری سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن یہ جاتے اور ایک دن وہ جاتا اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو خبر دیتا اس کی جس سے وہ غائب ہوتا اور تھی غرض ان کی ساتھ اس کے حاصل کرنا اس چیز کا جو قائم ہو ساتھ ان کے حال کے اور حال عیال اپنے کے تا کہ بے پرواہ ہو محتاج ہونے سے واسطے غیر کے اور تا کہ قوی ہوں اس چیز پر کہ وہ اس کے درپے تھے جہاد سے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے اس پر جس کو مشافہت ممکن ہو یہ کہ اس پر اعتماد کرے اور نہ کفایت کرے ساتھ واسطہ کے بلکہ جائز ہے کفایت کرنا ساتھ واسطے کہ واسطے ثابت ہونے اس کے اصحاب کے فعل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بغیر نکیر کے اور بہر حال حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب کی دوسری حدیث ہے سو اس میں بیان ہے سبب کا بیچ پوشیدہ رہنے بعض سنتوں کے بعض اصحاب سے اور قول اس کا کہ مشغول رکھتا تھا مہاجرین کو عقد خرید وفروخت کا بازار میں

اور یہ موافق ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے جو پہلے گزرا کہ غافل کیا مجھ کو سودے نے بازار میں اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اصحاب تجارت کیا کرتے تھے۔ (فتح)

٦٨٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُوْ مُوْسٰى عَلٰى عُمَرَ فَكَأَنَّهٗ وَجَدَهٗ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ فَأْتِنِيْ عَلٰى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلٰى مَجْلِسٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا فَقَامَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ.

٦٨٠٦۔ حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو شاید ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو مشغول پایا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پلٹے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ان کے واسطے بلائے گئے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس فعل پر جو تو نے کیا؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ اس کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس اس پر گواہ لانا ورنہ میں تجھ کو تکلیف دوں گا سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس کی طرف چلے یعنی اور ان سے کہا کہ میری گواہی دو تو انہوں نے کہا کہ نہ گواہی دے گا مگر جو ہم سب میں زیادہ تر چھوٹا ہے سو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گواہی دی کہ البتہ ہم حکم کیے جاتے تھے اس کے ساتھ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوشیدہ رہا مجھ سے یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے مشغول کر رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے۔

٦٨٠٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ

٦٨٠٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ تم گمان کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے یعنی شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جگہ پھرنے کی یعنی قیامت میں ظاہر ہوگا کہ تم اس انکار میں حق پر ہو یا میں سچ کہتا ہوں اس کا سبب یہ ہے کہ میں محتاج مرد تھا ہر دم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا تھا اپنے پیٹ

الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ مَنْ يَّبْسُطْ رِدَآئَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ ثُمَّ يَقْبِضُهُ فَلَنْ يَّنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّيْ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

بھرنے کے واسطے اور مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور انصاری لوگ اپنے مال کی خبر گیری میں مشغول رہتے تھے سو میں ایک دن حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا پھیلائے رہے گا جب تک کہ میں اپنی بات کو تمام کر لوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو نہ بھولے گا کچھ چیز جو مجھ سے سنی یعنی وہ میری سنی حدیث کو کبھی نہ بھولے گا سو میں نے اپنی اوپر کی چادر پھیلائی سو قسم ہے اس کی جس نے حضرت ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ میں کبھی کچھ چیز نہیں بھولا جس کو حضرت ﷺ سے سنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ مہاجر اور انصار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے برابر حضرت ﷺ سے حدیثیں روایت نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے یعنی یہ سبب پیٹ بھرنے کے یعنی سبب اصلی جو تقاضا کرتا ہے واسطے بہت روایت کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کو حضرت ﷺ سے ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ رہنا ہے تا کہ پائیں جو کھائیں اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ چیز نہ تھی جس میں تجارت کریں اور نہ زمین تھی کہ اس میں کھیتی کریں سو حضرت ﷺ سے کسی وقت جدا نہ ہوتے تھے کہ کہیں قوت ان سے فوت ہو سو حاصل ہوتا تھا اس ملازمت میں اقوال کے سننے اور افعال کے روایت کرنے سے جو نہ حاصل ہوتا تھا ان کے غیر کے واسطے جو ہر وقت حضرت ﷺ کے ساتھ نہ رہتا تھا اور مدد کی ان کے ہمیشہ یاد رکھنے پر حضرت ﷺ کی دعا نے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بھائی انصاری اپنے کھیتی کے کام میں مشغول رہتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَّأٰى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ.

جو دیکھتا ہے کہ ترک کرنا انکار کا حضرت ﷺ سے حجت نہ حضرت ﷺ کے غیر سے

فائدہ: البتہ اتفاق ہے اس پر کہ مقرر رکھنا حضرت ﷺ کا اس چیز کو کہ آپ کے سامنے کی جائے یا کہی جائے اور خبر پائیں اس پر حضرت ﷺ بغیر انکار کے دلالت کرنے والا ہے اوپر جواز کے اس واسطے کہ عصمت دور کرتی ہے حضرت ﷺ سے جو متحمل ہو اس کے غیر کے حق میں اس چیز سے کہ مرتب ہوتی ہے انکار پر سو نہیں برقرار رکھتے باطل پر اور اسی واسطے کہا نہ غیر رسول سے اس واسطے کہ غیر حضرت ﷺ کا سکوت نہیں دلالت کرتا ہے جواز پر اور اشارہ کیا ہے ابن تین نے اس کی طرف کہ ترجمہ متعلق ہے ساتھ اجماع سکوتی کے اور لوگ مختلف ہیں سو ایک گروہ نے کہا کہ

نہیں منسوب کیا جاتا طرف ساکت کے کوئی قول اس واسطے کہ بیچ مہلت نظر کے ہے اور کہا ایک گروہ نے کہ اگر مجتہد کوئی بات کہے اور پھیل جائے اور اس پر اطلاع پانے کے بعد کوئی اس کے مخالف نہ ہو تو وہ حجت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے حجت یہاں تک کہ متعدد ہو قیل ساتھ اس کے اور محل خلاف کا وہ ہے کہ نص مقدم ہے اور حجت پکڑی ہے جس نے مطلق منع کیا ہے کہ اصحاب نے بہت اجتہادی مسائل میں اختلاف کیا ہے سو ان میں سے بعض اپنے غیر پر انکار کرتا تھا جب کہ قول اس کے نزدیک ضعیف ہوتا اور ہوتی نزدیک اس کے وہ چیز جو اس سے قوی تر ہو نص کتاب یا سنت سے اور بعض ان میں سے چپ رہتا تھا سو اس کا چپ رہنا جواز کی دلیل نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کے واسطے حکم ظاہر نہ ہوا ہو سو اس نے سکوت کیا واسطے جائز رکھنے اس بات کے کہ یہ قول صواب ہو اگرچہ اس کے واسطے اس کی وجہ ظاہر نہ ہوئی۔ (فتح)

٦٨٠٨۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَحْلِفُ بِاللهِ أَنَّ ابْنَ الصَّآئِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللهِ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٠٨۔ حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا اللہ کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیاد دجال موجود ہے میں نے کہا کہ تو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سنا کہ قسم کھاتے تھے اس پر نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو نہ انکار کیا اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

فائدہ: شاید جابر رضی اللہ عنہ نے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسم کھاتے سنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں کیا تو سمجھی اس سے مطابقت لیکن باقی رہی یہ بات کہ شرط عمل کرنے کی ساتھ تقریر کے یہ ہے کہ نہ معارض ہو اس کو تصریح ساتھ خلاف اس کے سو جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ کہا یا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر پھر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے برخلاف کہا یا کیا تو دلالت کرے گا اوپر منسوخ ہونے اس تقریر کے مگر یہ کہ ثابت ہو دلیل خصوصیت کی کہا ابن بطال نے اس کے بعد کہ مقرر رکھا جابر رضی اللہ عنہ کی دلیل کو سو اگر کہا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جنائز میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ابن صیاد کے قصے میں کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں یہی دجال ہے تو تو اس کو نہ مار سکے گا سو یہ صریح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے امر میں تردد کیا یعنی پس نہ دلالت کرے گا چپ رہنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے انکار سے وقت حلف عمر رضی اللہ عنہ کے اس پر کہ وہی دجال اکبر ہے اور جواب اس کے دو ہیں ایک یہ کہ تردد

حضرت ﷺ کو تھا پہلے اس سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروائے ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پھر جب اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروایا کہ دجال وہی ہے تو نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر دوسرا یہ کہ عرب کی عادت ہے کہ کلام کو شک کی جگہ نکالتے ہیں اگرچہ خبر میں شک نہ ہو پھر ذکر کیا جو وارد ہوا ہے غیر جابر رضی اللہ عنہ سے جو دلالت کرتا ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال مانند اس حدیث کی جو عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کے ساتھ ایک یہودی مرد تھا اس کی آنکھ پھول گئی اور وہ خارج تھی جیسے اونٹ کی آنکھ سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں نے کہا میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اے ابن صیاد! تیری آنکھ کب پھولی تھی؟ ابن صیاد نے کہا کہ میں نہیں جانتا کب پھولی تھی میں نے کہا تو جھوٹا ہے تو نہیں جانتا اور حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے پھر اس نے اس پر مسح کیا اور تین بار آواز کی جیسے گدھا آواز کرتا ہے سو گمان کیا یہودی نے کہ میں نے اپنا ہاتھ اس کے سینے میں مارا اور میں نے اس سے کہا کہ دور ہو تیری قدر اس سے نہ بڑھے گی پھر میں نے اس کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچ اس مرد سے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چرچا ہوتا ہے کہ دجال نکلے گا نزدیک غضب کے کہ غضبناک ہوگا پھر کہا ابن بطال نے جس کا حاصل نہ تسلیم کرنا ہے جزم کو ساتھ اس کے کہ وہی ہے دجال پس عود کرے گا سوال اول جواب حلف عمر رضی اللہ عنہ کے سے پھر جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس پر کہ وہی ہے دجال معہود لیکن بیچ قصہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دلیل ہے کہ مراد ان دونوں کی دجال اکبر ہے اور البتہ روایت کی ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ کہ موسیٰ بن عقبہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قسم ہے اللہ کی میں نہیں شک کرتا کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہے اور واقع ہوا ہے ابن صیاد کے واسطے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اور قصہ جو متعلق ہے ساتھ امر دجال کے سو روایت کی مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ ابن صیاد مکے تک میرے ساتھ رہا سو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ایذا پائی میں نے لوگوں سے وہ گمان کرتے ہیں کہ میں دجال ہوں کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا سو میری اولاد ہے کیا تو نے حضرت ﷺ سے نہیں سنا فرماتے تھے کہ دجال نہ مدینے میں داخل ہوگا نہ مکہ میں میں نے کہا کیوں نہیں کہا سو میں مدینے میں پیدا ہوا اور یہ میں مکے کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن صیاد نے کہا کہ بے شک میں دجال کو پہچانتا ہوں اور پہچانتا ہوں اس کے پیدا ہونے کی جگہ کو اور اب وہ کہاں ہے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو باقی دن کہا بیہقی نے کہ نہیں بیچ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے زیادہ حضرت ﷺ کے سکوت سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قسم پر سو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ اس کے امر میں متوقف ہوں پھر حضرت ﷺ کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہو کہ دجال ابن صیاد کا غیر ہے یعنی دجال اور ہے اور ابن صیاد اور بنا بر اس کے کہ تمیم داری کا قصہ اس کو تقاضا کرتا ہے اور ساتھ اسی کے تمسک کیا ہے جس نے جزم کیا ہے کہ دجال ابن صیاد کے سوائے ہے اور طریقہ اس کا صحیح ہے اور جو صفت کہ

ابن صیاد میں تھی وہ موافق پڑ گئی دجال کی صفت کو میں کہتا ہوں اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کے قصے کو روایت کیا ہے مسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ تمیم نے دجال کو سمندر کے ایک جزیرے میں لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا سو اس نے ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پوچھی کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہو کے بھیجے گئے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اس نے کہا کہ ان کے حق میں بہتر ہے کہ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھ کو نکلنے کی اجازت ہوگی سو میں نکل کر زمین میں سیر کروں گا سو کوئی گاؤں نہ چھوڑوں گا مگر کہ اس میں اتروں گا سوائے مکے اور مدینے کے اور بیہقی کے ایک طریق میں ہے کہ وہ بڑا بوڑھا ہے کہا بیہقی نے اس حدیث میں ہے کہ دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا وہ ابن صیاد کے سوائے ہے اور ابن صیاد ایک دجال تھا ان دجالوں میں سے جن کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ قیامت سے پہلے جھوٹے لوگ ہوں گے سو تم ان سے بچنا اور ان میں سے اکثر نکل چکے ہیں اور جو لوگ جزم کرتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے شاید ان کو تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قصہ نہیں پہنچا نہیں تو ان کے درمیان تطبیق نہایت بعید ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور کہا علماء نے کہ قصہ ابن صیاد کا مشکل ہے اور اس کا حال مشتبہ ہے لیکن نہیں شک ہے اس میں کہ وہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے حال میں کچھ وحی نہیں ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ صفات دجال کے اور ابن صیاد میں قرائن محتملہ تھے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حال میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہیں کیا بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تیرے واسطے اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں، الحدیث اور یہ جو ابن صیاد نے حجت پکڑی کہ میں مسلمان ہوں تو نہیں ہے اس میں دلالت اس کے دعویٰ پر کہ وہ دجال اکبر نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خبر دی ہے اس کی صفات سے وقت نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور بہرحال اسلام لانا اور حج کرنا اس کا سو نہیں تصریح ہے اس میں کہ وہ دجال نہیں احتمال ہے کہ ہو خاتمہ اس کا ساتھ بدی کے یعنی جو صفات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی بیان فرمائی ہیں وہ اس میں اس وقت پائی جائیں گی جب کہ وہ اخیر زمانے میں نکلے گا اگرچہ اس سے پہلے مسلمان ہو اور نماز روزہ وغیرہ کرتا ہو پس ابن صیاد کا مسلمان ہونا اور حج کرنا اس کے دجال ہونے کا منافی نہیں اس لیے کہ جائز ہے کہ حال میں مسلمان ہو اور اخیر زمانے میں مرتد ہو کے نکلے اور روایت کی ہے ابو نعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں جو دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد وہی ہے دجال اکبر جو اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند صحیح کے کہ ہم نے جنگ حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کیا معلوم نہیں کہاں گیا اور حسان بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہمارا لشکر اصبہان میں اترا تھا سو میں ایک دن یہودیوں کے لشکر کے پاس گیا وہ خوشی کرتے تھے اور دف بجاتے تھے سو میں نے اپنے ایک یار سے پوچھا جو ان میں سے تھا اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ جس کے ساتھ ہم عرب کی فتح چاہتے

تھے داخل ہوا سو صبح کو میں نے دیکھا تو اچانک وہ ابن صیاد تھا اور قریب تر تطبیق درمیان حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ کے اور ہونے ابن صیاد کے دجال یہ ہے کہ دجال بعینہ وہی ہے جس کو تمیم رضی اللہ عنہ نے لوہے کی زنجیروں میں بندھا ہوا دیکھا جزیرے میں اور ابن صیاد شیطان ہے کہ ظاہر ہوا تھا بیچ صورت دجال کے اس مدت میں یہاں تک کہ متوجہ ہوا طرف اصبہان کے سو پوشیدہ ہوا ساتھ ساتھی اپنے کے یہاں تک کہ آئے وہ مدت کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے نکلنا اس کا بیچ اس کے اور واسطے شدت التباس امر کے بیچ اس کے بخاری رحمہ اللہ ترجیح کی راہ چلا ہے سو فقط اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی جو ابن صیاد کے قصے میں ہے عمر رضی اللہ عنہ سے اور نہیں روایت کی اس نے روایت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی جو تمیم رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور وہم کیا ہے بعض نے کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث غریب فرد ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو ساتھ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور جابر رضی اللہ عنہ نے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ جس حالت میں کہ چند آدمی دریا میں سوار تھے کہ اُن کا کھانا تمام ہوا تو ان کو ایک جزیرہ نظر آیا سو نکلے حال دریافت کرنے کو تو ان سے جساسہ ملا سو ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ دجال ابن صیاد ہے میں نے کہا کہ وہ مر گیا تھا اس نے کہا کہ اگر چہ مر گیا ہو میں نے کہا وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا اگر چہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے کہا کہ وہ مدینے میں داخل ہوا تھا کہا اگر چہ مدینے میں داخل ہوا اور جابر رضی اللہ عنہ کی کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس کا امر مشتبہ ہے اور جائز ہے کہ جو حال میں اس سے ظاہر ہوا نہ منافی ہو اس چیز کو کہ متوقع ہے اس سے بعد نکلنے اس کے اخیر زمانے میں اور البتہ روایت کی احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اگر میں دس بار قسم کھاؤں کہ ابن صیاد دجال ہے تو یہ بہتر ہے مجھ کو اس سے کہ ایک بار قسم کھاؤں کہ وہ دجال نہیں اور اس کی سند صحیح ہے، واللہ اعلم اور حدیث میں جائز ہونا قسم کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو گمان پر اور اس کی صورت اتفاقی یہ ہے کہ جو پائے اپنے باپ کے خط سے جس کو پہچانتا ہو کہ اس کے واسطے کسی شخص کے پاس مال ہے اور غالب ہو اس کے گمان پر صدق اس کا یہ کہ جائز ہے اس کے واسطے جب کہ مطالبہ کرے اور متوجہ ہو اس پر قسم یہ کہ قسم کھائے کہ وہ مستحق ہے اس کا اس سے قبض کرنے کا۔ (فتح)

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدِّلَالَةِ وَتَفْسِيرُهَا

جو احکام کہ پہچانے جاتے ہیں دلائل سے اور کس طرح ہیں معنی دلالت کے اور تفسیر اس کی

فائدہ: اور دلیل وہ چیز ہے جو راہ دکھلائے طرف مطلوب کی اور لازم آئے اس کے علم سے علم ساتھ وجود مدلول کے اور مراد ساتھ دلالت کے شرع کے عرف میں ارشاد ہے اس کی طرف کہ حکم شے خاص کا جس میں کوئی خاص نص وارد نہ ہوئی ہو داخل ہے تحت حکم دلیل دوسری کے بطریق عموم کے سو یہ ہیں معنی دلالت کے اور بہر حال تفسیر اس کی سو مراد ساتھ اس کے بیان کرنا اس کا ہے اور وہ تعلیم کرانا ہے مامور کو کیفیت اس کی کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ اس کے اور اس کی

طرف اشارہ ہے باب کی دوسری حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے ترجمہ سے بیان رائے محمود کا اور وہ چیز وہ ہے کہ لی جائے اس چیز سے کہ ثابت ہو حضرت ﷺ کے اقوال سے اور افعال سے بطریق نص کے اور بطریق اشارے کے سو مندرج ہوگا اس میں استنباط اور خارج ہوگا جمود اوپر ظاہر محض کے۔ (فتح)

وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾.

اور البتہ خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ حکم گھوڑوں وغیرہ کے پھر پوچھے گئے گدھوں کے حکم سے سو دلالت کی ان کو اوپر اللہ کے قول کے سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ باب کی اول حدیث کی طرف اشارہ ہے اور اس کی مراد یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ آخر سورہ تک عام ہے عامل میں اور اس کے عمل میں اور یہ کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا پالنا گھوڑوں کا اور احوال ان کے پالنے والے کا اور سوال کیے گئے گدھوں کے حکم سے تو اشارہ کیا اس کی طرف کہ حکم گدھوں کا اور حکم گھوڑوں وغیرہ کا داخل ہے عموم میں جو مستفاد ہے آیت سے۔ (فتح)

وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا آكُلُهٗ وَلَا أُحَرِّمُهٗ وَأُكِلَ عَلٰى مَآئِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ

اور سوال کیے گئے حضرت ﷺ سوسمار کے کھانے سے سو فرمایا کہ میں اس کو نہ کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں اور حضرت ﷺ کے دستر خوان پر سوسمار کھائی گئی سو استدلال کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے کہ وہ حرام نہیں۔

فائدہ: یہ باب کی تیسری حدیث کی طرف اشارہ ہے اور مراد اس کی بیان کرنا ہے حکم حضرت ﷺ کی تقریر کا اور یہ کہ وہ جواز کا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ پایا جائے قرینہ جو اس کو غیر کی طرف پھیرے۔ (فتح)

۶۸۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ

۶۸۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو جس کو ثواب ہے سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچے اور جتنی گھاس کہ چرے تو اس مرد کے

الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ﴾.

واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑوں کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مار گئے تو اس مرد کے واسطے اُن کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزرے سو اس میں سے پانی پیا اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی اس کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا سبب ہیں اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولا یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کی اور عاجزوں کو ان کی سواری سے نہ روکا تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جس مرد نے کہ گھوڑوں کو باندھا اترانے اور دکھلانے کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی کمک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے سو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں مگر یہ آیت جو تنہا اور جامع ہے سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔

فائدہ: یعنی گھوڑے پالنا تین طرح ہیں عمدہ قسم تو یہ ہے کہ جہاد کے واسطے پالے کہ اس کا ثواب بے شمار ہے دوسری قسم یہ کہ اپنی سواری اور سوداگری کے واسطے پالے تو اس میں دنیا کا فائدہ ہے دین کا نقصان نہیں تیسری قسم یہ کہ کافروں کی مدد کے واسطے پالے اور نمود کے واسطے تو یہ سراسر وبال ور عذاب ہے اور محکی ہے مہلب سے کہ اس حدیث میں حجت ہے بیچ ثابت کرنے قیاس کے وفیہ نظر، تقدم فی کتاب الجهاد عند شرحه۔ (فتح)

٦٨١٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح

۶۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے حیض کا حکم پوچھا کہ اس کے بعد کس طرح غسل کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے ٹکڑا کپڑے

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِيْنَ فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْنَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْ قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْنَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا.

کا مشک آلودہ پھر اس سے وضو کر یعنی خون کی جگہ کو تلاش کر کے وہاں خوشبو لگا تا کہ خون کی بد بو دفع ہو پھر غسل کر اس نے کہا یا حضرت! میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ وضو کر اس نے کہا میں اس سے کس طرح وضو کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ وضو کر، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کی مراد پہچان گئی سو میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا پھر میں نے اس کو غسل حیض کا طریقہ سکھلایا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عورت سائلہ حضرت ﷺ کی غرض کو نہ سمجھی اس واسطے کہ وہ نہ پہچانتی تھی کہ کپڑے کے ٹکڑے مشک آلودہ سے خون کی جگہوں کو تلاش کرنے کا نام وضو رکھا جاتا ہے جب کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ذکر خون کے اور گندگی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو یہ اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے سے شرم آتی ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی غرض سمجھی سو بیان کی اس عورت کے واسطے وہ چیز جو اس پر پوشیدہ رہی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ مجمل موقوف ہے اوپر بیان اس کے قرائن سے اور مختلف ہیں افہام لوگوں کے اس کے سمجھنے میں اور اصول والوں نے مجمل کی یہ تعریف کی ہے کہ مجمل وہ ہے جس کی دلالت واضح نہ ہو اور واقع ہوتا ہے اجمال لفظ مفرد میں مانند قراء کی کہ وہ طہر اور حیض کا احتمال رکھتا ہے اور واقع ہوتا ہے اجمال مرکب میں بھی مانند قول اللہ تعالیٰ کے بیدہ عقدۃ النکاح کہ وہ احتمال رکھتا ہے خاوند کا اور ولی کا اور مانند اس کے ہے حدیث باب کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیان اس کا واسطے سائلہ کے ساتھ اس چیز کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اس سے سمجھا اور برقرار رکھی گئیں اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٦٨١١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ

٦٨١١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید حارث کی بیٹی نے حضرت ﷺ کو گھی اور پنیر اور گوئیں تحفہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوایا تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑا جیسے اس سے کراہت کرنے والے ہیں اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کا حکم کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں گزر چکی ہے۔

٦٨١٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَإِنَّهٗ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِيْ طَبَقًا فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْهَا فَقَرَّبُوْهَا إِلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهٖ كَانَ مَعَهٗ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّيْ أُنَاجِيْ مَنْ لَّا تُنَاجِيْ وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُّوْنُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِيْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.

٦٨١٢۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لہسن اور پیاز کھائے تو چاہیے کہ ہم سے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور یہ کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک طشت لایا گیا جس میں ساگ کی سبزی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بو پائی اور ان سے پوچھا سو خبر دی گئی ساتھ اس کے جو اس میں تھا ساگوں سے سو فرمایا کہ قریب کرو طرف بعض اصحاب کی جو آپ کے ساتھ تھا یعنی ابو ایوب سو جب اس نے دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس سے نہیں کھایا تو اس کے کھانے کو مکروہ جانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھا اس واسطے کہ میں سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور روایت کی ابن عفیر نے ابن وہب سے ہانڈی اس میں سبزی تھی اور نہیں ذکر کیا لیث۔ اور ابو صفوان نے یونس سے قصہ ہانڈی کا سو میں نہیں جانتا کہ وہ زہری کے قول سے ہے یا حدیث میں۔

فائدہ: یہ جو کہا فلما راہ الخ تو اس میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ جب اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اس

کے کھانے سے باز رہے اور حکم کیا ساتھ قریب کرنے اس کے اس کی طرف تو اس نے اس کے کھانے کو مکروہ جانا اور شاید کہ ابو ایوب نے استدلال کیا تھا ساتھ عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اوپر مشروع ہونے متابعت حضرت ﷺ کی کے آپ کے سب افعال میں سو جب حضرت ﷺ ان سبزیوں کے کھانے سے باز رہے تو اس نے حضرت ﷺ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے وجہ تخصیص کی بیان کی سو فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرے ساتھی کو ایذا ہو اور ایک روایت میں فرمایا کہ میں اللہ کے فرشتوں سے شرماتا ہوں اور حرام نہیں کہا ابن بطال نے یہ جو فرمایا کہ اس کو بعض اصحاب کے نزدیک کرو تو یہ نص ہے اوپر جواز کھانے اس کے کے اور اسی طرح یہ قول حضرت ﷺ کا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں، الخ میں کہتا ہوں اور تکملہ اس کا وہ ہے جو میں نے ذکر کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتوں کو آدمیوں پر فضیلت ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ جس سے کانا پھوسی کرتے تھے مراد اس سے وہ ہے جو حضرت ﷺ پر وحی اتارتا تھا اور وہ اکثر اوقات میں جبریل علیہ السلام تھے اور اگر کوئی دلیل دلالت کرے کہ جبریل علیہ السلام افضل ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ جیسے صحابی سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہو وہ افضل اس شخص سے جو ابو ایوب سے افضل ہو خاص کر جب کہ پیغمبر ہو اور اگر بعض افراد کو بعض پر فضیلت دی جائے تو نہیں لازم آتی اس سے تفضیل تمام جنس کی تمام جنس پر۔ (فتح)

٦٨١٣۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ وَعَمِّيْ قَالَا حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَّمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَا بَكْرٍ زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ.

٦٨١٣۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے کسی چیز میں بات کی سو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ حکم کیا تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو یا حضرت! اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس آؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پاوے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ زیادہ کیا ہے ہمارے واسطے حمیدی نے ابراہیم سے کہ گویا کہ اس عورت کی مراد موت ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ظاہر قول عورت کے کہ اگر میں نہ پاؤں اس پر کہ اس کی مراد موت ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ بات اس کے حال سے سمجھی گئی اگرچہ اس نے اس کو زبان سے نہ بولا میں کہتا ہوں اور اسی کی طرف واقع ہوا ہے اشارہ اس طریق میں جو مذکور

ہے اس جگہ جس میں ہے کہ گویا کہ مراد اس کی موت تھی لیکن یہ جو اس نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو یہ عام تر ہے نفی میں زندگی کی حالت اور موت کی حالت سے اور حضرت ﷺ نے جو اس کو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا تو یہ مطابق ہے واسطے اس عموم کے اور یہ جو بعض نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں تو یہ صحیح ہے لیکن بطریق اشارت کے نہ تصریح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو جزم کیا کہ حضرت ﷺ نے خلیفہ نہیں کیا تو یہ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اس میں کوئی نص صریح وارد نہیں ہوئی کہا کرمانی نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور مناسبت پہلی حدیث کی یہ ہے کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا اس پر کہ لہسن کا کھانا مکروہ ہے ساتھ باز رہنے حضرت ﷺ کے اس کے کھانے سے عموم پیروی کی جہت سے اور یہ باب حکم اس چیز کا ہے کہ پہچانی جائے استدلال سے نہ جو پہچانی جائے نص سے۔ (فتح).

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ — نہ پوچھو اہل کتاب سے کچھ چیز

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے روایت کی احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب بعض اہل کتاب سے پائی تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے اور اس کو حضرت ﷺ پر پڑھا تو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس سفید اور صاف دین لایا ہوں نہ پوچھو ان سے کچھ چیز سو وہ خبر دیں تم کو ساتھ حق کے اور تم اس کو جھٹلاؤ یا خبر دیں تم کو ساتھ باطل کے اور تم اس کو سچا جانو یعنی دونوں صورتوں میں تمہارا نقصان ہے قسم ہے اللہ کی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے کچھ چارہ نہ ہوتا اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر مجالد میں ضعف ہے اور استعمال کیا ہے اس کو ترجمہ میں واسطے وارد ہونے اس چیز کے کہ شاہد ہے اس کی صحت کے واسطے صحیح حدیث سے اور روایت کی عبدالرزاق نے حویرث رضی اللہ عنہ سے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہ سوال کرو اہل کتاب سے کہ تم کو راہ نہ بتلائیں گے اور حالانکہ وہ خود گمراہ ہوئے کہ تم حق کو جھٹلایا یا جھوٹ کو سچ جانو کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ یہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیچ سوال کرنے ان کے ہے اس چیز سے کہ اس میں نص نہیں اس واسطے کہ ہماری شرع بنفسہ کافی ہے سو جب نہ پائے کوئی نص تو نظر اور استدلال میں بے پرواہی ہے ان کے سوال سے اور نہیں داخل ہے نہی میں پوچھنا ان سے ان خبروں سے جو ہماری شرع کو سچا کرتی ہیں اور پہلی امتوں کی خبروں سے اور بہر حال یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَاسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَؤُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ تو مراد ان سے وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لائے اور منع سوال کرنا ان سے ہے جو ایمان نہیں لائے ان میں سے اور احتمال ہے کہ ہو مراد خاص ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ توحید کے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری کے اور جو اس کے

مشابہ ہے اور نہی اس چیز سے جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِينَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُو عَلَيْهِ الْكَذِبَ.

حمید سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا قریش کی ایک جماعت سے مدینے میں اور ذکر کیا کعب احبار کو سو کہا کہ البتہ وہ زیادہ تر سچا تھا ان محدثین میں جو اہل کتاب سے حدیثیں بیان کرتے ہیں یعنی توراۃ اور انجیل میں سے اور البتہ ہم باوجود اس کے اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے تھے۔

فائدہ: معاویہ حدیث بیان کرتا تھا مدینے میں یعنی جب کہ اس نے اپنی خلافت میں حج کیا اور یہ جو کہا اہل کتاب سے یعنی اگلی قدیمی کتابوں سے سو شامل ہوگا توراۃ اور انجیل کو اور صحیفوں کو اور یہ جو کہا کہ ہم اس پر جھوٹ کا امتحان کرتے ہیں یعنی اس کی بعض خبر واقع کے خلاف واقع ہوتی تھی اور کہا ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہ مراد معاویہ کی یہ ہے کہ کبھی وہ چوک جاتا تھا اس چیز میں کہ ہم کو خبر دیتا اور اس کی یہ مراد نہیں کہ وہ جھوٹا تھا اور بعض نے کہا کہ ضمیر لنبلو علیہ کتاب کی طرف راجع ہے نہ کعب کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ان کی کتاب میں جھوٹ اس واسطے کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور اس میں تحریف کی اور کہا عیاض نے کہ صحیح ہے عود کرنا ضمیر کا طرف کتاب کی اور صحیح ہے عود اس کا طرف کعب کی اور اس کی حدیث پر جو بیان کرتا تھا اگرچہ نہ قصد کرتا تھا جھوٹ کا اور نہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اس واسطے کہ نہیں شرط ہے کذب کے مسمی میں قصد کرنا بلکہ وہ خبر دینا ہے شے سے برخلاف اس چیز کے کہ اس پر ہے اور نہیں ہے اس میں کعب کی جرح ساتھ کذب کے اور مراد ساتھ محدثین کے وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے کعب کے برابر تھے اور اسلام لائے تھے اور اہل کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے اور شاید کہ وہ کعب کے برابر تھے لیکن کعب کو ان سے زیادہ تر بصیرت تھی اور زیادہ تر پہچاننے والا تھا اس چیز کو کہ بیان کرتا اور کعب احبار یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہو گئے تھے اور بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے اور پہلی بات زیادہ مشہور ہے۔ (فتح)

٦٨١٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

۶۸۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہود توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے واسطے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے تھے

أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب والوں کو یعنی یہود اور نصاریٰ کو نہ سچا جانو نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اُترا۔

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود ہیں لیکن حکم عام ہے سو شامل ہوگا نصاریٰ کو بھی اور یہ حدیث نہیں معارض ہے ترجمہ کی حدیث کو اس واسطے کہ وہ نہی ہے سوال کرنے سے اور یہ نہی ہے تصدیق اور تکذیب سے سو محمول ہے ثانی اس پر کہ جب کہ اہل کتاب مسلمانوں کو خبر دیں بغیر پوچھنے کے اور نہی تصدیق تکذیب کی توجیہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٦٨١٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِیْ أُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ وَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ وَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِیْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

٦٨١٥ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب سے کچھ چیز اور تمہاری کتاب یعنی قرآن جو تمہارے پیغمبر پر اُترا تازہ تر ہے کہ ہاتھوں کے استعمال اور سالوں کی کثرت سے اس میں شبہ نے کچھ راہ نہیں پائی پڑھتے ہو تم اس کو خالص اس میں کچھ چیز اللہ کی کلام کے سوا نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ یہود ونصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا اور متغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے انہوں نے کتاب لکھی اور کہا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ لیں اس کے بدلے تھوڑی قیمت کیا نہیں منع کرتا تم کو ان کے سوال سے جو آیا تمہارے پاس علم سے قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کسی مرد کو نہیں دیکھا کہ سوال کرے تم کو اس چیز سے جو تم پر اتری۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے اور تمہارے پاس کتاب ہے جو تازہ اور نئی ہے سب کتابوں سے باعتبار اترنے کے اللہ کی طرف سے اور یہ روایت تفسیر کرتی ہے اس حدیث کی اور اس حدیث کی شرح شہادات میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخِلَافِ

باب ہے بیچ مکروہ ہونے اختلاف کے

فائدہ: اور بعض کے واسطے خلاف ہے یعنی احکام شرعیہ میں یا عام تر اس سے۔

٦٨١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا.

٦٨١٦۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھا کرو قرآن کو جب تک تمہارے دل زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ عبدالرحمٰن نے سلام سے سنا ہے۔

٦٨١٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَارُوْنَ الْأَعْوَرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨١٧۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٦٨١٨۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٨١٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا وقت آیا یعنی قریب الموت ہوئے کہا اور گھر میں بہت مرد تھے جن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے سو ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اور گھر والوں میں اختلاف پڑا اور

غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

جھگڑنے لگے سو ان میں بعض کہتے تھے کہ قریب لاؤ حضرت ﷺ تم کو نوشتہ لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی نہ بھٹکو اور ان میں سے بعض کہتا تھا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی کتاب ہم کو کافی ہے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کے پاس بہت شور وغل اور اختلاف کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ کہا عبید اللہ نے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مصیبت ہے کل مصیبت وہ چیز کہ مانع ہوئی حضرت ﷺ کو کہ ان کے واسطے یہ نوشتہ لکھیں ان کے اختلاف اور شور وغل کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اور حدیث میں اختلاف کرنا مکروہ ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّحْرِيْمِ إِلَّا مَا تُعْرَفُ إِبَاحَتُهُ وَكَذٰلِكَ أَمْرُهُ نَحْوَ قَوْلِهِ حِيْنَ أَحَلُّوْا أَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ.

باب ہے منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے ہے مگر جو پہچانی جائے اباحت اس کی اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا مانند قول حضرت ﷺ کے کی جب کہ اصحاب نے عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا کہ عورتوں سے صحبت کرو کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے ان پر صحبت کرنا واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا۔

فائدہ: منع کرنا حضرت ﷺ کا تحریم سے یعنی نہی جو صادر ہے حضرت ﷺ سے محمول ہے تحریم پر اور وہ حقیقت ہے بیچ اس کے یعنی نہی کے حقیقی معنی تحریم ہیں مگر جس کا مباح ہونا پہچانا جائے یعنی سیاق کی دلالت سے یا حال کے قرینے سے یا اس پر دلیل کے قائم ہونے سے اور اسی طرح امر حضرت ﷺ کا یعنی حرام ہے مخالفت اس کی واسطے واجب ہونے پیروی حضرت ﷺ کے جب تک کہ نہ قائم ہو دلیل اوپر ارادے ندب کے یا غیر اس کے مانند قول حضرت ﷺ کے کی یعنی حجۃ الوداع میں جب کہ ان کو حکم کیا سو انہوں نے فسخ کیا حج کو طرف عمرے کی اور عمرہ کر کے حلال ہوئے اور مراد ساتھ امر کے صیغہ افعل کا ہے اور نہی لاتفعل اور اختلاف ہے صحابی کے قول میں کہ حضرت ﷺ

نے ہم کو اس طرح حکم کیا یا اس سے منع کیا سو راجح نزدیک اکثر سلف کے یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں یہ نہی امر اور نہی میں داخل ہے اور تقسیم کیا ہے بعض اصولیوں نے امر کے صیغے کو سترہ قسم پر اور نقل کیا ہے قاضی ابوبکر بن طیب نے مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ سے کہ امر ان کے نزدیک ایجاب پر ہے یعنی وجوب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اس کے خلاف پر اور کہا ابن بطال نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور کہا بہت شافعیہ وغیرھم نے کہ امر وجوب کے واسطے ہے اور نہی کراہت کے واسطے یہاں تک کہ قائم ہو دلیل وجوب کی امر میں اور دلیل تحریم کی نہی میں اور بہت لوگوں نے اس میں توقف کیا ہے اور سبب توقف کا یہ ہے کہ وارد ہوتا ہے صیغہ امر کا واسطے وجوب کے استحباب کے اور اباحت کے اور ارشاد وغیرہ کے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ جو کرے مامور بہ کو وہ مستحق ہوتا ہے تعریف کا اور جو اس کو نہ کرے مستحق ہوتا ہے وہ ذم کا اور اسی طرح بالعکس نہی میں اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ شامل ہے امر اور نہی کو اور جو اس میں وعید ہے وہ دلالت کرتی ہے اس کی تحریم پر فعل میں اور ترک میں اور یہ جو فرمایا کہ جماع کرو عورتوں سے تو یہ اجازت ہے ان کے واسطے عورتوں سے صحبت کرنے میں واسطے اشارہ کے طرف مبالغہ کرنے کی حلال کرنے میں اس واسطے کہ جماع فاسد کرتا ہے حج کو سوائے اور محرمات کے۔ (فتح)

وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

اور کہا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانا اور ہم کو واجب نہ ہوا

فائدہ: اور فرق اس حدیث میں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مباح کرنا ہے بعد حرام کرنے کے پس نہ دلالت کرے گی وجوب پر واسطے قرینہ مذکور کے لیکن مراد جابر رضی اللہ عنہ کی تاکید کرنا ہے بیچ اس کے اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نہی ہے بعد مباح کرنے کے سو ارادہ کیا ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیان کریں ان کے واسطے یہ کہ نہیں تصریح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے ساتھ تحریم کے اور صحابی اعرف ہے ساتھ مراد حدیث کے اپنے غیر کے۔ (فتح)

۶۸۱۹۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ اُنَاسٍ مَعَهٗ قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۶۸۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا کہا عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکے میں تشریف لائے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہم عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالیں اور فرمایا کہ احرام اتار ڈالو اور عورتوں سے صحبت کرو کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ أَحِلُّوْا وَأَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّا نَقُوْلُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلٰى نِسَآئِنَا فَنَأْتِيْ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُوْلُ جَابِرٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

جابر رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے اس کو اصحاب پر واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ ہم کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے دن کے درمیان صرف پانچ دن رہتے تھے تو حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ہم احرام اتار کر اپنی عورتوں سے صحبت کریں سو ہم عرفات میں آئیں ہماری شرم گاہوں سے مذی ٹپکتی ہو کہا اور اشارہ کیا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اس کو ہلایا یعنی ہاتھ کو ہلا کر ذکر کی صورت بتائی سو حضرت ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ البتہ تم نے جان لیا کہ میں تم سے زیادہ تر پرہیز گار ہوں اللہ کا اور تم میں زیادہ تر سچا اور نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا جیسا تم نے احرام اُتارا سو احرام اُتار ڈالو سو اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی کو اپنے ساتھ نہ لاتا یعنی میں قربانی ساتھ لانے کے سبب سے ناچار ہو گیا ہوں اگر یہ حال جانتا تو مکے میں قربانی خریدتا سو ہم نے احرام اُتارا اور ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت ﷺ نے واجب کر کے حکم نہ کیا یعنی عورتوں کے جماع میں اس واسطے کہ امر مذکور تو صرف اباحت کے واسطے تھا اسی واسطے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے عورتوں کو ان کے واسطے حلال کیا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کون سا حلال ہونا؟ فرمایا کہ بالکل حلال ہونا اور یہ جو کہا کہ پانچ راتیں یعنی ان میں سے پہلی رات یک شنبہ کی اور اخیر رات پنج شنبہ کی اس واسطے کہ متوجہ ہونا ان کا مکے سے چار شنبے کی رات کو تھا اور پنج شبہ کی رات کو منیٰ میں رہے اور پنج شنبے کے دن عرفات میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ہلا یا تو کہا کرمانی نے کہ یہ اشارہ ہے طرف کیفیت ٹپکنے کی اور احتمال ہے کہ ہو اشارہ طرف محل ٹپکنے کی۔ (فتح)

۶۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ

۶۸۲۰۔ حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو مغرب کی نماز سے

حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ کَرَاهِیَةَ أَنْ یَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

پہلے اور تیسری بار میں فرمایا کہ جو چاہے واسطے مکروہ جاننے اس بات کے کہ لوگ اس کو سنت ٹھہرائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور جگہ ترجمہ کی اس کے اخیر میں ہے کہ اس کے واسطے جو چاہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ امر وجوب کے واسطے ہے اسی واسطے اس کے پیچھے وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے اختیار دینے پر فعل اور ترک میں سو ہوگا یہ صاف واسطے حمل کرنے کے وجوب پر اور یہ جو کہا کہ اس کو سنت ٹھہرائیں یعنی طریق لازم جس کا ترک کرنا جائز نہ ہو یا سنت راتبہ کہ اس کا ترک کرنا مکروہ ہو اور نہیں مراد ہے جو وجوب کے مقابل ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ﴾ ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا کام مشورے سے ہے درمیان ان کے اور فرمایا کہ مشورہ کر ان سے کام میں۔

فائدہ: بہرحال آیت پہلی سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ نہیں مشورہ کیا کسی قوم نے کبھی مگر کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی واسطے بہتر چیز کے اور دوسری آیت کی تفسیر میں بھی حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مشورہ کی کچھ حاجت نہ تھی لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ پچھلے لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اپنے اصحاب سے مشورہ کرتا ہو زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسور کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دو مجھ کو ان لوگوں میں اور اس میں جواب ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا اور عمل کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس چیز کے جو دونوں نے صلاح دی اور یہ صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَیُّنِ لِقَوْلِهٖ ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ﴾

اور یہ کہ مشورہ کرنا عزم اور بیان کرنے سے پہلے ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے سو جب تو قصد کرے تو اللہ پر توکل کر۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی وہ ہے جو عکرمہ رحمہ اللہ کی قراءت میں وارد ہوئی ہے ت کے پیش سے یعنی جب میں تجھ کو اس کی طرف ہدایت کروں تو اس سے نہ پھر سو گویا کہ مشورہ تو مشروع ہے وقت عدم عزم کے اور یہ واضح ہے اور البتہ اختلاف ہے بیچ متعلق مشورہ کے سو بعض نے کہا کہ ہر چیز میں ہے جس میں نص نہ ہو اور بعض نے کہا کہ فقط دنیا کے کام میں اور کبھی بعض احکام میں بھی مشورہ کرتے تھے اور نقل کیا ہے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشورہ خاص ہے ساتھ

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ میں بعض امر مراد ہے اور بہت شافعیہ نے مشورہ کو خصائص سے شمار کیا ہے اور اختلاف ہے اس کے وجوب میں سو نقل کیا ہے بیہقی نے استحباب نص سے اور یہی ہے راجح۔ (فتح)

فَإِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ التَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

اور جب قصد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں جائز ہے کسی آدمی کو آگے بڑھنا اللہ اور اس کے رسول سے

فائدہ: یعنی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورے کے بعد کسی کام کے کرنے کا قصد کریں اس کام سے کہ واقع ہوا اس پر مشورہ اور اس میں شروع کریں تو اس کے بعد کسی کو جائز نہیں ہوتا کہ صلاح دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برخلاف اس کے واسطے وارد ہونے نہی کے اللہ اور اس کے رسول کے آگے بڑھنے سے سورۂ حجرات کی آیت میں اور ظاہر ہوا تطبیق دینے سے درمیان آیت مشورے کے اور درمیان آیت حجرات کے خاص کر عموم اس کے کا ساتھ مشورے کے سو جائز ہے آگے بڑھنا لیکن اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے جس جگہ مشورہ طلب کریں اور مشورے کے سوائے اور کسی صورت میں آگے بڑھنا جائز نہیں سو مباح کیا ان کے واسطے جواب مشورہ طلب کرنے کا اور زجر کی ان کو ابتدا کرنے سے ساتھ مشورے وغیرہ کے اور داخل ہوتا ہے اس میں اعتراض کرنا اس پر جو دیکھیں بطریق اولیٰ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امر ثابت ہو تو نہیں جائز ہوتا کسی کو یہ کہ اس کی مخالفت کرے اور نہ حیلہ کرے اس کی مخالفت میں بلکہ ٹھہرائے اس کو اصل کہ رد کرے اس چیز کی طرف جو اس کے مخالف ہو نہ بالعکس جیسا کہ بعض مقلدین کرتے ہیں اور غافل ہیں اللہ کے اس قول سے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ﴾ الآیۃ۔

وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوْجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوْا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهٗ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ،

اور مشورہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جنگ اُحد کے دن مقام میں اور نکلنے میں تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی رائے دی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ پہنی اور عزم کیا تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! مدینے میں ٹھہریے سو نہ التفات کیا اس کی طرف عزم کے بعد اور کہا کہ نہیں لائق ہے کسی پیغمبر کو جو اپنی زرہ پہنے کہ پھر اس کو رکھے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے۔

فائدہ: اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب مشرک لوگ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب جانا کہ مدینے میں رہیں اور ان سے مدینے میں لڑیں تو بعض لوگوں نے جو جنگ بدر میں موجود نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! ہمارے ساتھ ان کی طرف نکلیے کہ ہم ان سے اُحد میں لڑیں اور ہم امیدوار ہیں کہ فضیلت پائیں جو جنگ بدر والوں نے پائی سو ہمیشہ رہے یہ کہتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنی

پھر جب حضرت ﷺ زرہ پہن چکے تو وہ اصحاب پشیمان ہوئے اور پچھتائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! مدینے میں قیام کیجیے آپ ہی کی رائے ٹھیک ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی پیغمبر کو لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار ڈالے یہاں تک کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ کرے اور ہتھیار پہننے سے پہلے ان کے واسطے ذکر کیا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں سو میں نے اس کی تعبیر مدینے سے کی اور یہ سند حسن ہے۔ (فتح)

وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمٰى بِهٖ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى تَنَازُعِهِمْ وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ.

اور مشورہ کیا حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اس میں کہ عیب کیا اہل افک نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سو دونوں سے سنا یہاں تک کہ قرآن اترا سو کوڑے مارے حضرت ﷺ نے عیب کرنے والوں کو اور نہ التفات کیا ان کے تنازع کی طرف لیکن حکم کیا جو اللہ نے آپ کو حکم کیا۔

فائدہ: دونوں سے سنا یعنی دونوں کی کلام کو سنا اور نہ عمل کیا ساتھ تمام اس کلام کے یہاں تک کہ وحی اتری بہر حال علی رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ کو اشارہ کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیں سو کہا کہ اس کے سوائے اور عورتیں بہت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر پہلے گزر چکا ہے اور بہر حال اُسامہ رضی اللہ عنہ سو اس نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں جانا مگر نیک سو نہ عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی علی رضی اللہ عنہ نے جدا ہونے سے اور عمل کیا ساتھ قول ان کے اور لونڈی سے پوچھیے سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اور عمل کیا ساتھ قول اُسامہ رضی اللہ عنہ کے نہ چھوڑنے میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی کہ اپنے ماں باپ کے گھر میں جائیں اور مراد تنازع سے مختلف ہونا دونوں کے قول کا ہے وقت پوچھنے اور مشورہ طلب کرنے کے ان سے اور جن کو حد ماری گئی وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حمنہ رضی اللہ عنہا ہیں اور قصہ افک کی شرح سورۂ نور کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُوْنَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُوْرِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوْا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلٰى غَيْرِهٖ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور تھے امام بعد حضرت ﷺ کے مشورہ لیتے امین اہل علم سے مباح کاموں میں تا کہ سہل اور آسان کام کو لیں پھر جب ظاہر ہو کتاب اور سنت تو نہ بڑھتے اس سے اس کے غیر کی طرف واسطے پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ نہ ہو ان میں نص ساتھ حکم معین کے اور ہوں اصل اباحت پر سو مراد اس کی وہ چیز ہے جو احتمال رکھے فعل اور ترک کا احتمال واحد اور بہر حال جس میں وجہ حکم کی پہچانی جائے تو نہیں اور قید کرنا ساتھ امینوں کے تو وہ

صفت موضح ہے اس واسطے کہ جو امین نہ ہو اس سے مشورہ نہیں طلب کیا جاتا اور اس کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جاتا اور یہ جو کہا تا کہ آسان حکم کو لیں سو واسطے عموم امر کے ہے ساتھ لینے سہل اور آسان حکم کے اور واسطے نہی کے تشدید سے جو مسلمان کو مشقت میں ڈالے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جاتا ہے حاکم ساتھ مشورے کے اس واسطے کہ مشورہ دینے والا خبر دار کرتا ہے اس کو اس چیز پر جس سے وہ غافل ہوا اور دلالت کرتا ہے اس کو اس چیز پر کہ نہ یاد ہو اس کو دلیل سے اس واسطے نہ تا کہ تقلید کرے مشورہ دینے والے کی اس چیز میں جو کہتا ہے اس واسطے کہ نہیں ٹھہرایا ہے اللہ نے یہ منصب واسطے کسی کے بعد رسول کے اور البتہ وارد ہوئیں بہت خبریں اماموں کے مشورہ طلب کرنے سے بعد حضرت ﷺ کے ان میں سے ہے مشورہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیچ لڑنے مرتدوں کے اور البتہ روایت کی ہے بیہقی نے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب قرآن اور حدیث میں حکم نہ پاتے تو علماء سے مشورہ کرتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مشورہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے اصحاب سے بیچ جمع کرنے لوگوں کے ایک قرآن پر۔ (فتح)

وَرَاٰى اَبُوْ بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكَاةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآئَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى مَشُوْرَةٍ اِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاَرَادُوْا تَبْدِيْلَ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ

اور مناسب دیکھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لڑنا زکوۃ کے منع کرنے والوں سے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کس طرح لڑے گا لوگوں سے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جب انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ توحید پڑھا تو انہوں نے اپنی جان مال مجھ سے بچایا مگر دین کی حق تلفی کا بدلہ ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے درمیان اس چیز کے کہ حضرت ﷺ نے جمع کی پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی پیروی کی سو نہ التفات کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طرف مشورہ کی جب کہ ان کے پاس پیغمبر ﷺ کا حکم تھا ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا یعنی نماز کو فرض کیا اور زکوۃ کو فرض نہ کیا اور دین اور اس کے احکام کے بدل

دِينَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

ڈالنے کا ارادہ کیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَشُوْرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے والے قاری لوگ تھے بوڑھے ہوں یا جوان اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

٦٨٢١۔ حَدَّثَنَا الْأُوَيْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَآئَةِ أَهْلِهٖ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ

٦٨٢١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ کہا بہتان باندھنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ وحی بند ہوئی ان سے پوچھنے کو اور حالانکہ دونوں سے مشورہ پوچھتے تھے اپنے اہل یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے چھوڑ دینے میں سو بہرحال اُسامہ رضی اللہ عنہ سو اشارہ کیا اس نے ساتھ اس کے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی سے جانتا تھا اور بہرحال علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے کبھی ایسی بات عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کی پاک دامنی میں کبھی شک نہیں دیکھا ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے خمیر سے سو جاتی ہے سو بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی

أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ بَرَآءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ.

ایذا میرے اہل بیت یعنی میرے گھر والی بیوی کو پہنچی سو اللہ کی قسم نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور ذکر کی پاک دامنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب المغازی میں گزر چکی ہے اور یہاں اس سے جگہ حاجت کی فقط ذکر کیا اور وہ مشورہ پوچھنا ہے علی رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ سے اور اخیر میں اشارہ کیا کہ اس نے خود اس کو مختصر بیان کیا ہے۔ (فتح)

٦٨٢٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَيَّ فِيْ قَوْمٍ يَسُبُّوْنَ أَهْلِيْ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أَنْطَلِقَ إِلٰى أَهْلِيْ فَأَذِنَ لَهَا وَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ سُبْحَانَكَ ﴿مَا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾.

٦٨٢٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو اللہ کی حمد اور ثنا کی اور فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ان لوگوں میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو برا کہا نہیں جانی میں نے ان پر کبھی کچھ بدی اور عروہ سے روایت ہے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس حال سے خبر ہوئی تو کہا یا حضرت! کیا مجھ کو اجازت ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا اور ایک انصاری مرد نے کہا الٰہی! تو پاک ہے ہم کو لائق نہیں کہ ایسی بات بولیں الٰہی! تو پاک ہے یہ بڑا طوفان ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ تم مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو تو اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مشورہ طلب کیا اس چیز میں کہ کریں ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت دی سو اشارہ کیا آپ کی طرف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہیں اس چیز میں جو کہیں اور کریں اور جو حکم ہو بجا لائیں سو اصحاب کے درمیان جھگڑا واقع ہوا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قذف قائم کی اس پر جس نے قذف کی اور یہ جو کہا علیہم یعنی اہل پر اور جمع باعتبار اہل کے ہے اور قصہ صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تھا لیکن چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے ان کے باپ کی سب لازم آتی ہے اور وہ اہل میں معدود ہیں تو صحیح ہوا لانا لفظ جمع کا۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ التَّوْحِيْدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ

کتاب ہے بیچ بیان توحید کے اور رد کرنے کے جہمیہ وغیرہم پر

فائدہ: اور بعض روایتوں میں توحید کے لفظ اخیر میں واقع ہوئے ہے اور ظاہر اس کا اعتراض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہمیہ وغیرہ اہل بدعت نے توحید کو رد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی تفسیر میں اور دلائل باب کے ظاہر ہیں اور مراد اس کے قول وغیرہم سے قدریہ اور خوارج ہیں اور ان کا بیان کتاب الفتن میں گزر چکا ہے اور اسی طرح رافضیوں کا بیان کتاب الاحکام میں ہو چکا ہے اور یہ چاروں فرقے بدعتیوں کے سرگروہ ہیں اور البتہ نام رکھا ہے اپنا معتزلوں نے اہل عدل اور توحید اور مراد ان کی ساتھ توحید کے وہ چیز ہے جو اعتقاد کیا ہے انہوں نے اللہ کی صفتوں کی نفی کرنے سے اس واسطے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صفات باری کا ثابت کرنا مستلزم ہے تشبیہ کو اور جو اللہ کے ساتھ خلق کو مشابہ کہے وہ مشرک ہے اور وہ لوگ نفی میں جہمیہ کے موافق ہیں اور بہر حال اہل سنت سو تفسیر کیا ہے انہوں نے توحید کو ساتھ نفی کرنے تشبیہ اور تعطیل کے اسی واسطے کہا جنید نے کہ توحید اکیلا کرنا قدیم کا ہے محدث سے اور کہا ابو القاسم تیمی نے بیچ کتاب الحجہ کے کہ توحید مصدر ہے وحد یوحد کا اور وحدت اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اعتقاد کیا میں نے اللہ کو ایک اکیلا تنہا اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں کوئی نظیر اس کی اور نہ شبیہ اور بعض نے کہا کہ وحدتہ کے معنی ہیں کہ میں نے اس کو ایک جانا اور بعض نے کہا کہ میں نے اس سے کیفیت اور کمیت کو سلب کیا سو وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں اور صفات میں نہیں ہے کوئی مشابہ اس کی ہیئت میں اور ملک میں اور تدبیر میں نہیں کوئی شریک اس کا اور نہیں کوئی رب سوائے اس کے اور نہیں کوئی خالق سوائے اس کے اور کہا ابن بطال نے کہ بغل گیر ہے ترجمہ اس کو کہ اللہ جسم نہیں اس واسطے کہ جسم مرکب ہے کئی چیزوں مؤلفہ سے اور یہ رد کرتا ہے جہمیہ وغیرہ پر ان کے زعم میں کہ وہ جسم ہے اور شاید مراد اس کی یہ تھی کہ کہے شبہ اور بہر حال جہمیہ سو نہیں اختلاف کیا ہے کسی نے ان میں سے جنہوں نے ان کے مقالات میں تصنیف کی کہ وہ صفات کی نفی کرتے ہیں یہاں تک کہ منسوب ہیں طرف تعطیل کی اور ثابت ہوا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مبالغہ کیا ہے جہم نے بیچ نفی تشبیہ کے یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کچھ چیز نہیں اور کہا کرمانی نے کہ جہمیہ ایک فرقہ ہے بدعتیوں میں سے منسوب ہے طرف جہم بن صفوان کی جو پیشوا ہے اس گروہ کا جو قائل ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور وہ جبریہ ہیں اور قتل ہوا تھا ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں اور

جہمیہ کا مذہب صرف جبر کا ہی نہیں بلکہ وہ صفات باری کا بھی انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں اور یہ کہ وہ مخلوق ہے اور کہا استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی نے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کی پیروی کرنے والے ہیں جو قائل ہے ساتھ اجبار اور اضطرار کے طرف اعمال کی اور کہا کہ نہیں ہے فعل کسی کے واسطے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا جاتا ہے فعل طرف بندے کے بطورِ مجاز کے بغیر اس کے کہ فاعل ہو یا کچھ اس سے ہو سکے اور گمان کیا ہے اس نے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور باز رہا ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کو وصف کرے ساتھ اس کے کہ وہ شے ہے یا زندہ ہے یا عالم ہے یا مرید ارادہ کرنے والا ہے اور کہا کہ میں نہیں وصف کرتا اللہ کو ساتھ اس صفت کے کہ جائز ہے اطلاق اس کا اس کے غیر پر اور میں اس کا وصف کرتا ہوں ساتھ اس کے کہ وہ خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے اور موحد ہے ساتھ فتح مہملہ کے اس واسطے کہ یہ اوصاف خاص ہیں ساتھ اس کے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اللہ کا کلام حادث ہے اور ابو معاذ بلخی سے روایت ہے کہ جہم دراصل کوفے کا رہنے والا تھا اور فصیح تھا اور اس کو علم نہ تھا اور نہ اس کو اہل علم سے صحبت تھی سو کسی نے اس سے کہا کہ اللہ کو بیان کر سو گھر میں داخل ہوا پھر چند ایام کے بعد نکلا سو کہا کہ اللہ یہ ہوا ہے ساتھ ہر چیز کے اور ہر چیز میں ہے اور نہیں خالی ہے اس سے کوئی چیز اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے کہا کہ کلام جہم کا صفت ہے بغیر معنی کے اور عمارت ہے بغیر بنیاد کے اور کسی نے اس کو کبھی اہل علم میں نہیں شمار کیا اور سوال کیا گیا اس مرد سے جو دخول سے پہلے طلاق دے کہا جہم نے کہ اس کی عورت عدت بیٹھے اور وارد کیا ہے بہت آثار کو سلف سے جہم کی تکفیر میں اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ قتل ہونا جہم کا اٹھائیسوں سال میں تھا اور بکیر بن معروف کی روایت میں ہے کہ میں نے مسلم بن احوز کو دیکھا کہ اس نے جہم کی گردن کاٹی سو جہم کا منہ سیاہ ہو گیا اور کہا ابن حزم نے کتاب الملل والنحل میں کہ جو فرقے کہ اسلام کے ساتھ قائل ہیں وہ پانچ ہیں اہل سنت پھر معتزلہ اور ان میں سے ہیں قدریہ پھر مرجیہ اور ان میں سے ہیں جہمیہ اور کرامیہ پھر رافضتیہ اور ان میں سے شیعہ پھر خوارج اور ان میں سے ہیں ازارقہ اور باضیہ پھر وہ بہت فرقے ہوئے ہیں سو اکثر اہل سنت کا اختلاف فروع میں ہے اور اعتقاد میں نہایت تھوڑا ہے اور بہر حال جو باقی ہیں سو ان کے مقالات میں وہ چیز ہے جو اہل سنت کے مخالف ہے بعید اور قریب سو قریب تر فرقہ مرجیہ کا وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ایمان فقط تصدیق قلبی اور زبانی کا نام ہے اور عبادت ایمان سے نہیں اور بعید تر فرقہ جہمیہ ہیں جو قائل ہیں کہ ایمان عقد دل کا ہے فقط اگرچہ ظاہر کرے کفر کو اپنی زبان سے اور عبادت کرے بت کی بغیر تقیہ کے اور کرامیہ قائل ہیں کہ ایمان فقط زبانی اقرار کا نام ہے اگرچہ دل میں کافر ہو اور عمدہ کلام مرجیہ کا ایمان اور کفر میں ہے سو جو قائل ہے کہ عبادت ایمان میں سے ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور نہیں کافر ہوتا مسلمان گناہ کرنے سے اور نہیں قائل ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا تو وہ مرجی نہیں اگرچہ باقی باتوں میں ان کے موافق ہو

اور عمدہ کلام معتزلہ کا وعد اور وعید اور قدر میں ہے سو جو قائل ہے کہ قرآن مخلوق نہیں اور ثابت کرتا ہے تقدیر کو اور اللہ کے دیدار کو قیامت میں اور ثابت کرتا ہے اس کی صفات کو جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں اور کبیرہ گناہ کرنے والا اس کے ساتھ ایمان سے خارج نہیں ہوتا تو وہ معتزلہ میں سے نہیں اگرچہ اور باتوں میں ان کے موافق ہو اور جہمیہ اور معتزلوں نے تعطیل میں مبالغہ کیا ہے اور رافضیوں نے تشبیہ میں یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کو خلق کے ساتھ تشبیہ دی ہے اللہ تعالیٰ پاک بلند ہے ان کے قول سے بہت بلند ہونا اور کہا جہمیہ نے کہ آدمی کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور کہا قدریہ نے کہ آدمی اپنے فعل کا آپ خالق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

جو آیا ہے بیچ بلانے حضرت ﷺ کے اپنی امت کو اللہ کی توحید کی طرف بابرکت ہیں نام اس کے اور بلند ہے عظمت اس کی۔

فائدہ: مراد ساتھ توحید اللہ تعالیٰ کے گواہی دینی ہے اس کی کہ وہ اللہ ایک ہے اور یہی ہے وہ توحید جس کا نام بعض غالی صوفیوں نے توحید عامہ رکھا ہے اور دونوں گروہوں نے توحید کی تفسیر میں نئی بات نکالی ہے ایک تفسیر معتزلہ کی ہے کما تقدم دوسری توحید غالی صوفیوں کی ہے اس واسطے کہ جب ان کے بڑوں نے کلام کیا بیچ مسئلے محو اور فنا کے اور ان کی مراد اس سے مبالغہ کرنا تھا رضا اور تسلیم میں اور امر کی تفویض میں تو مبالغہ کیا بعض نے یہاں تک کہ مرجیہ کے مشابہ ہوئے بیچ نفی کرنے نسبت فعل کے طرف بندے کے اور اس نے نوبت پہنچائی طرف اس کی کہ بعض نے گنہگاروں کو معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھے کہ انہوں نے کافروں کو بھی معذور ٹھہرایا پھر بعض غالی یہاں تک بڑھ گئے کہ انہوں نے گمان کیا کہ توحید کے معنی اعتقاد کرنا وحدۃ الوجود کا ہے یعنی خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے اور سب اللہ ہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی چیز عالم میں نہیں خالق ہو یا مخلوق اور بڑا ہوا یہ معاملہ یہاں تک کہ بہت اہل علم بدظن ہوئے صوفیوں کے اکابر سے اور اللہ کی پناہ ان کو اس سے اور میں نے شیخ طائفہ جنید کی کلام کو پہلے بیان کیا ہے اور وہ نہایت خوب اور مختصر ہے۔ (فتح)

٦٨٢٣۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَّحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ.

۶۸۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔

٦٨٢٤۔ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۶۸۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلٰى نَحْوِ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ إِلٰى أَنْ يُّوَحِّدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فَإِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِيْ أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيْرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوْا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ.

حضرت ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ البتہ تو اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود سو چاہیے کہ تو ان کو پہلے پہل بلائے اس طرف کہ اللہ کو ایک جانیں یعنی گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں سو جب اس کو پہچان لیں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر ہر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو جب وہ نماز پڑھنا قبول کریں تو ان کو خبردار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے مال میں کہ ان کے مالدار سے لی جائے اور ان کے محتاج کو پھیر کر دی جائے سو جب وہ اس کا اقرار کریں تو ان سے زکوٰۃ لینا اور بچنا لوگوں کے عمدہ مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم کے نہ لینا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانا اور جب اللہ کو پہچانیں الخ اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ اول واجب اللہ کی معرفت ہے یعنی اللہ کو پہچاننا یہ قول امام الحرمین کا ہے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے لانا کسی چیز مامور کا بقصد بجا لانے کے اور نہ باز رہنا کسی منع کی ہوئی چیز سے مگر بعد پہچاننے آمر اور ناہی یعنی حکم کرنے والے اور منع کرنے والے کے اور اعتراض کیا گیا ہے اس پر ساتھ اس کے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے معرفت مگر ساتھ نظر اور استدلال کے اور وہ مقدمہ ہے واجب کا سو ہوگا واجب سو اول واجب استدلال کرنا ہوگا اور یہی مذہب ہے ایک گروہ کا اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظر میں کئی اجزا ہوتے ہیں کہ بعض بعض پر مرتب ہوتے ہیں سو ہوگی اول واجب ایک جز نظر کی اور میں نے کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے جس نے منہ پھیرا ہے اصل اس مسئلے سے اور تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور ساتھ حدیث کے كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ اس واسطے کہ ظاہر آیت اور حدیث کا یہ ہے کہ معرفت حاصل ہے ساتھ اصل فطرت کے اور اس سے خارج ہونا عارض ہوتا ہے شخص پر واسطے قول حضرت ﷺ کے سو اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں اور نصرانی

کرتے ہیں اور ابو جعفر سمنانی اس کے ساتھ قائل ہوا ہے اور وہ رئیس ہے اشاعرہ کا اور کہا اس نے کہ یہ مسئلہ معتزلوں کا ہے اشعری کی کتابوں میں باقی رہا اور تفریع کی اس پر کہ واجب ہے ہر ایک پر معرفت اللہ کی ساتھ دلیلوں کے جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور نہیں کفایت کرتی ہے اس میں تقلید یعنی دوسرے آدمی سے سن کر اس کی تقلید سے اللہ کے وجود کو ثابت کرنا اور اس کو وحدہ لاشریک جاننا کافی نہیں اور مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ خود دلیلوں سے اللہ کے وجود کو ثابت نہ کرے اور بعض نے کہا کہ دلائل میں نظر کرنا حرام ہے اور بعض نے کہا کہ موقوف ہے صحیح ہونا ایمان ہر ایک کے کا اوپر پہچاننے دلیلوں کے علم کلام سے یہ قول منسوب ہے طرف ابو اسحاق اسفرائینی کی اور کہا غزالی نے کہ زیادتی کی ہے ایک گروہ نے سو انہوں نے کافر ٹھہرایا ہے عام مسلمانوں کو اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ جو نہ پہچانے عقائد شرعیہ کو ساتھ ادلہ کے جن کو انہوں نے تحریر کیا تو وہ کافر ہے سو انہوں نے اللہ کی فراخ رحمت کو تنگ کیا ہے اور ٹھہرایا ہے انہوں نے بہشت کو خاص ساتھ نہایت تھوڑے گروہ کے متکلمین سے اور ذکر کیا ہے مانند اس کی ابو المظفر سمعانی نے اور طول کیا ہے اس نے رد میں اس کے قائل پر اور نقل کیا ہے اکثر ائمہ فتویٰ سے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ تکلیف دی جائے عوام کو واسطے اعتقاد کرنے اصول کے سمیت ان کی دلیلوں کے اس واسطے کہ اس میں وہ مشقت ہے جو اشد ہے مشقت سے بیچ سیکھنے فروع فقیہ کے اور کہا قرطبی نے مفہم میں بیچ شرح حدیث ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصم کے کہ یہ شخص وہ ہے جو قصد کرتا ہے ساتھ جھگڑنے کے دفع کرنا حق کے کا اور رد کرنا اس کا ساتھ وجوہ فاسدہ کے اور شبہ وہم پیدا کرنے والے کے اور اشد اس سے جھگڑنا ہے دین کے اصول میں جیسا کہ واقع ہوتا ہے اکثر متکلمین کے واسطے جو منہ پھیرنے والے ہیں ان راہوں سے جن کی طرف کتاب اور سنت نے راہ دکھلائی ہے اور رجوع کرنے والے ہیں طرف طرق مبتدعہ کی اور قوانین جدمیہ کی اور امور صناعیہ کی کہ مدار اکثر ان کے کی اوپر آراء سوفسطائی کے ہے یا مناقضات لفظی کے کہ پیدا ہوتا ہے اس کے سبب سے اس میں مشروع کرنے والے پر شبہ کہ اکثر اوقات عاجز ہوتا ہے اس کے حل کرنے سے اور پیدا ہوتے ہیں شکوک کہ جاتا رہتا ہے ساتھ ان کے ایمان اور ان میں خوب جواب دینے والا وہ ہے جو بہت جھگڑنے والا ہو سو بہت جاننے والے شبہ کے فساد کو نہیں قوی ہوتے اس کے حل کرنے پر اور بعض اس سے خلاصی پانے والے نہیں پاتے ہیں ان کے علم کی حقیقت کو پھر انہوں نے ارتکاب کیا ہے کئی قسم محال کا کہ نہیں راضی ہوتے اس سے بے وقوف اور لڑکے جب کہ انہوں نے بحث کی تحیز جواہر اور الوان اور احوال سے سو شروع کیا انہوں نے اس چیز میں کہ بند ہے اس سے سلف صالح کیفیت تعلق صفات اللہ کے سے اور گننے ان کے سے اور متحد ہونے ان کے سے اپنے نفس میں اور کیا وہ ذات عین ہیں یا غیر اور کلام میں کہ کیا وہ متحد ہے یا منقسم اور کیا وہ منقسم ہے ساتھ وصف کے یا نوع کے اور کس طرح تعلق پکڑا ہے ازل میں ساتھ مامور کے باوجود ہونے ان کے حادث پھر جب مامور منعدم ہو جائے تو کیا باقی رہتا ہے تعلق اور کیا

امر زید کے واسطے ساتھ نماز کے مثلاً وہ نفس امر ہے واسطے عمرو کے اور ساتھ زکوۃ وغیرہ کے جو انہوں نے نیا نکالا ہے جس کے ساتھ شارع نے حکم نہیں کیا اور چپ رہے اس سے اصحاب اور جو ان کی راہ چلا بلکہ منع کیا انہوں نے بحث کرنے سے بیچ اس کے واسطے جاننے ان کے کہ یہ بحث ہے اس چیز کی کیفیت سے جس کی کیفیت عقل سے معلوم نہیں ہوتی اس واسطے کہ عقل کی ایک حد ہے کہ وہاں کھڑی ہو جاتی ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہیں فرق ہے درمیان بحث کے ذات کی کیفیت سے اور صفات کی کیفیت سے اور جو توقف کرے اللہ میں تو چاہیے کہ جانے کہ جب وہ محروم ہے اپنے نفس کی کیفیت سے مع موجود ہونے اس کے کے اور کیفیت ادراک اس چیز کے سے جس کو ادراک کرتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور چیز کے ادراک سے بطریق اولیٰ عاجز ہوگا اور عالم کے علم کی غایت یہ ہے کہ یقین کرے کہ ان مصنوعی چیزوں یعنی مخلوق کا کوئی خالق ہے پاک ہے مثل سے پاک ہے نظیر سے متصف ہے ساتھ صفات کمال کے پھر جب ثابت ہو اس سے نقل ساتھ کسی چیز اس کی اوصاف اور اسماء سے تو اس کو ہم قبول کریں گے اور اس پر اعتقاد کریں گے اور چپ رہیں گے اس سے جو سوائے اس کے ہے جیسا کہ وہ طریق ہے سلف کا اور جو اس کے سوائے ہے اس کا صاحب زلل سے نہیں بچتا اور قطع کیا ہے بعض اماموں نے کہ نہیں بحث کی اصحاب نے جوہر میں اور نہ عرض میں اور جو اس کے متعلق ہے متکلمین کی بحثوں سے سو جس نے ان کے طریق سے منہ پھیرا وہ گمراہ ہوا اور علم کلام نے بہت لوگوں کو شک میں ڈالا ہے اور بعض کو الحاد کی طرف پہنچایا اور بعض عبادت سے رہ گئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے شارع ﷺ کے نصوص سے منہ پھیرا اور امور کے حقائق کو اس کے غیر سے طلب کیا اور نہیں ہے عقل کی قوت میں وہ چیز جو پائے اس کو جو نصوص شارع ﷺ میں ہے حکم سے کہ اختیار کیا ہے اس کو شارع نے اور متکلمین کے بہت اماموں نے اپنے طریق سے رجوع کیا یہاں تک کہ امام الحرمین سے آیا ہے کہ میں بڑے سمندر میں سوار ہوا اور غوطہ مارا میں نے ہر چیز میں جس سے اہل علم نے منع کیا بیچ طلب کرنے حق کے واسطے بھاگنے کے تقلید سے اور اب میں نے رجوع کیا اور اعتقاد کیا ساتھ مذہب سلف کے اور کہا بعض نے کہ جو نہ پہچانے اللہ کو ساتھ ان طریقوں کے کہ مرتب کیا ہے انہوں نے اس کو تو نہیں صحیح ہے ایمان اس کا اور قائل اس کا کافر ہے اس واسطے کہ داخل ہوتے ہیں اس کی کلام کے عموم میں سلف صالح اصحاب اور تابعین سے اور اس کا فساد دین سے معلوم ہے ساتھ ہدایت کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ طریق سلف کا اسلم ہے اور طریق خلف کا احکم ہے تو یہ قول اس کا مستقیم نہیں اس واسطے کہ اس نے گمان کیا ہے کہ طریقہ سلف کا مجرد ایمان لانا ہے ساتھ الفاظ قرآن کے اور حدیث کے بغیر سمجھنے کے اس میں اور طریقہ خلف کا نکالنا معانی کا ہے نصوص سے جو مصروف ہیں اپنے حقائق سے ساتھ انواع مجاز کے سو جمع کیا ہے اس قائل نے درمیان جہل کے طریقہ سلف سے کا اور دعویٰ کے بیچ طریقے خلف کے اور نہیں امر جس طرح گمان کیا اس نے بلکہ سلف بیچ نہایت معرفت کے تھے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

اور بیچ نہایت تعظیم اس کی کے اور جھکنے کے واسطے امر اس کے اور ماننے کے واسطے مراد اس کی کے اور جو خلف کے طریقے پر چلے اس کو اعتماد نہیں کہ جو اس نے تاویل کی وہی مراد ہے اور نہیں ممکن ہے اس کو قطع کرنا ساتھ صحت تاویل اپنی کے اور بعض نے کہا کہ جو قائل ہے کہ مذہب خلف کا احکم ہے تو یہ نسبت رد کرنے کی ہے اس شخص پر جو نہیں ثابت کرتا پیغمبری کو سو جو چاہے کہ اس کو حق کی طرف بلائے وہ محتاج ہے اس کی طرف کہ اس پر دلائل کو قائم کرے یہاں تک کہ مسلمان ہو یا ہلاک ہو برخلاف ایمان دار کے کہ اس کو اصل ایمان لانے میں اس کی حاجت نہیں اور نہیں سبب اول کا مگر ٹھہرانا اصل کا عدم ایمان پس لازم آتا ہے واجب کرنا استدلال کا جو پہنچانے والا ہے طرف معرفت کے نہیں تو طریق سلف کا سہل ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جس نے استدلال کو واجب کیا ہے ساتھ اتفاق کرنے علماء کے اوپر مذمت تقلید کے اور ذکر کیا آیتوں اور حدیثوں کو جو تقلید کی مذمت میں وارد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تقلید مذموم یعنی بری تقلید پکڑنا ہے غیر کے قول کا بغیر حجت کے اور نہیں ہے اس قبیل سے حکم رسول کا اس واسطے کہ اللہ نے رسول کی تابعداری کو واجب کیا ہے ہر چیز میں کہ فرمائی اور نہیں عمل کرنا اس چیز میں کہ حکم کیا ساتھ اس کے رسول نے یا منع کیا اس سے داخل تحت تقلید مذموم کے یعنی حضرت ﷺ کے حکم کو ماننا تقلید مذموم میں بالاتفاق داخل نہیں اور بعض نے کہا کہ تقلید کے معنی ہیں ماننا غیر کے قول کو بغیر حجت کے اور جس پر قائم ہو حجت ساتھ ثبوت نبوت کے یہاں تک کہ اس کو اس کا یقین حاصل ہو گیا سو وہ جس چیز کو حضرت ﷺ سے سنے گا وہ چیز اس کے نزدیک قطعی سچ ہو گی سو جب اس نے اس کے ساتھ اعتقاد کیا تو وہ مقلد نہ ہو گا اس واسطے کہ اس نے غیر کے قول کو بغیر حجت کے نہیں لیا یعنی بلکہ قائم ہوئی اس پر حجت ساتھ ثبوت نبوت حضرت ﷺ کے اور یہ سند ہے سب سلف کی بیچ لینے کے ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہوئی نزدیک ان کے آیات قرآن اور احادیث رسول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس باب کے سو وہ محکم کے ساتھ ایمان لائے اور متشابہ کو اللہ کے سپرد کیا اور بعض نے کہا کہ مطلوب ہر ایک سے تصدیق جزمی ہے کہ نہ شک رہے باوجود اس کے ساتھ وجود اللہ کے اور ایمان کے ساتھ پیغمبروں اس کے کے اور ساتھ اس چیز کے کہ وہ لائے جس طرح کہ حاصل ہو اور جس طریق سے کہ اس کی طرف پہنچا جائے اگرچہ تقلید محض سے ہو جب کہ سلامت ہو پھسلنے سے کہا قرطبی نے کہ اسی پر ہیں امام فتویٰ دینے والے اور جو ان سے پہلے ہیں سلف سے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے اصل فطرت سے اور ساتھ اس چیز کے کہ متواتر ہے حضرت ﷺ سے پھر اصحاب سے کہ انہوں نے حکم کیا ساتھ اسلام ان لوگوں کے جو مسلمان ہوئے جاہل گنواروں سے ان لوگوں میں سے جو بت پرست تھے سو قبول کیا انہوں نے ان سے شہادتین کے اقرار کو اور التزام احکام اسلام کو بغیر لازم کرنے کے ساتھ سیکھنے ادلہ کے اگرچہ بہت ان میں سے اسلام لائے تھے واسطے وجود کسی دلیل کے لیکن بہت ان میں سے اسلام لائے تھے طوعًا بغیر تقدم استدلال کے بلکہ ساتھ مجرد اس بات کے کہ تھے نزدیک ان کے

اخبار اہل کتاب سے کہ عنقریب ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور مخالفوں پر غالب ہوگا سو جب ان کے واسطے محمد ﷺ میں علامتیں ظاہر ہوئیں تو انہوں نے اسلام کی طرف جلدی کی اور ہر بات میں حضرت ﷺ کی تصدیق کی نماز اور زکوۃ وغیرہ سے اور کہا ابو المظفر بن سمعانی نے کہ عقل نہیں واجب کرتی کسی چیز کو اور نہ حرام کرتی ہے کسی چیز کو اور نہیں حصہ اس کو کسی چیز میں اس سے اور اگر نہ وارد ہو شرع ساتھ حکم کے تو نہ واجب ہو کسی پر کچھ چیز واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ یعنی ہم نہیں عذاب کرنے والے کسی کو یہاں تک کہ ہم پیغمبر بھیجیں اور واسطے دلیل اس آیت کے ﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ یعنی تا کہ نہ ہو واسطے لوگوں کے حجت اللہ پر بعد پیغمبروں کے اور سوائے اس کے آیتوں سے سو گمان کرے کہ پیغمبروں کی دعوت تو صرف فروعات کے بیان کرنے کے واسطے تھی تو اس کو لازم آتا ہے کہ کہے کہ اللہ کی طرف بلانے والی صرف عقل ہی ہے پیغمبر کی حاجت نہیں اور لازم آتا ہے اس کو کہ کہے کہ پیغمبر کا ہونا اور نہ ہونا بہ نسبت دعوت الی اللہ کے برابر ہے اور کافی ہے یہ گمراہی اور ہم نہیں انکار کرتے اس سے کہ عقل راہ دکھلاتی ہے طرف توحید کی لیکن ہم کو اس سے انکار ہے کہ عقل کسی چیز کے واجب کرنے میں مستقل ہو بغیر پیغمبر کے یہاں تک کہ نہ صحیح ہو اسلام مگر اس کے طریق سے باوجود قطع نظر کے سمعی دلائل سے یعنی قرآن اور حدیث سے اس واسطے کہ یہ خلاف ہے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر قرآن کی آیتیں اور احادیث صحیحہ جو متواتر ہیں اگرچہ معنی کے طریق سے ہو اور اگر ہوتا جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو البتہ باطل ہو جاتے وہ دلائل جو سمعی ہیں جن میں عقل کو مجال نہیں سب یا اکثر بلکہ واجب ہے ایمان ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو سمعی دلائل سے سو اگر ان کو ہم سمجھ لیں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے نہیں تو کفایت کریں گے ہم ساتھ اعتقاد حقیقت اس کی کے موافق مراد اللہ تعالیٰ کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی فائدے ہیں جب کافر کلمہ شہادت کے ساتھ اقرار کرے تو اس پر اسلام کا حکم جاری کیا جائے یعنی اس کو مسلمان کہا جائے اگرچہ اس وقت کسی حکم اسلام کو بجا نہ لایا ہو اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے کو لازم ہے تصدیق کرنا ساتھ اس چیز کے کہ دونوں سے ثابت ہو اور اس کا التزام کرنا سو حاصل ہوتا ہے یہ اس کے واسطے جو دونوں شہادتوں کی تصدیق کرے اور جو بعض بدعتیوں سے بعض چیز کا انکار واقع ہوا ہے تو یہ نہیں قادح ہے بیچ صحیح ہونے حکم ظاہری کے اس واسطے کہ اگر انکار تاویل کے ساتھ ہو تو ظاہر ہے اور اگر عناد سے ہو تو اسلام کے صحیح ہونے میں قادح ہے سو جاری ہوں گے اس پر احکام مرتد وغیرہ کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور واجب ہونا عمل کا ساتھ اس کے اور تعقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ معاذ رضی اللہ عنہ کی خبر کو قرینہ حاوی ہے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں ہے سو نہ برابر ہو گی ساتھ اور اخبار احاد کے اور اس میں ہے کہ جب کافر اسلام کے کسی رکن کو سچ جانے اور اس کے ساتھ اعتقاد کرے جیسے نماز کو مثلاً تو وہ اس کے ساتھ مسلمان ہو جاتا ہے اور مبالغہ کیا ہے جس نے کہا کہ جس چیز کے انکار سے مسلمان کافر ہو

جائے اس کے اعتقاد کرنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے اور پہلا قول راجح تر ہے اور جزم کیا ہے اس کے ساتھ جمہور نے اور یہ حکم اعتقاد میں ہے اور بہر حال فعل میں جیسے اگر نماز پڑھی تو نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اس واسطے کہ فعل میں عموم نہیں پس داخل ہوتا ہے اس میں احتمال عبث اور استہزاء کا اور اس سے ثابت ہوا کہ واجب ہے لینا زکوٰۃ کا اس شخص سے جس پر واجب ہو اور جو اس سے باز رہے اس سے قہر اور جبر کے ساتھ زکوٰۃ لینا اگرچہ اس سے منکر نہ ہو اور اگر باوجود باز رہنے کے زکوٰۃ دینے سے شوکت والا ہو تو اس کے ساتھ لڑائی کی جائے زکوٰۃ کے نہ دینے پر اور نہیں تو اگر اس کی تعزیر ممکن ہو تو اس کو تعزیر دی جائے جو اس کے لائق ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے تعزیر بالمال میں حدیث بہز بن حکیم کی مرفوع کہ جو زکوٰۃ نہ دے تو ہم اس کو اس سے جبراً لیں گے اور آدھا مال اس کا تاوان ہے اس پر اللہ کے تاوان سے، الحدیث روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور جس نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ جس حکم پر وہ دلالت کرتی ہے وہ منسوخ ہے اول یہ حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا تھا اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جواب ضعیف ہے اس واسطے کہ تعزیر بالمال کا ابتدا میں ہونا معروف نہیں ہے تاکہ دعویٰ نسخ کا تمام ہو اور اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے نسخ مگر اس کی شرط سے جیسے معرفت تاریخ کی اور اس کی تاریخ معلوم نہیں اور اعتماد کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے بہز کے ضعیف ہونے پر یعنی یہ حدیث بہز کی ضعیف ہے اور یہ جواب اس کا خوب نہیں اس واسطے کہ وہ جمہور کے نزدیک ثقہ ہے مگر شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ نہیں سو جو شافعی رحمہ اللہ کا مقلد ہو اس کو یہ کافی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ اتفاق کیا ہے سب شہروں کے علماء نے او پر ترک کرنے عمل کے ساتھ اس کے سوا اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کا کوئی معارض ہے جو اس سے راجح ہے اور جو اس کے ساتھ قائل ہے وہ نہایت قلیل ہے اور نیز باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو زکوٰۃ کو قبض کرے وہ امام ہے یا جو اس کے قائم مقام ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس کے بعد اس پر کہ جائز ہے باطنی مال والوں کے واسطے مباشرت اخراج کی یعنی جس کے پاس چاندی سونا ہو وہ خود زکوٰۃ ادا کرے جس کو چاہے دے امام کی طرف پہنچانا واجب نہیں اور قلیل ہے جو قائل ہے کہ واجب ہے دفع کرنا زکوٰۃ کا امام کی طرف اور یہ ایک روایت ہے مالک رحمہ اللہ سے اور قدیم قول میں شافعی رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

۶۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِيْ مَا

۶۸۲۵۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا بندوں پر؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا أَتَدْرِیْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

ہے حق بندوں کا اللہ پر؟ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے فرمایا یہ کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا اس باب میں حضرت ﷺ کے اس قول سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں کہ یہی مراد ہے ساتھ توحید کے کہا ابن تین نے کہ مراد قول حضرت ﷺ کے سے حق العباد علی اللہ وہ حق ہے جو معلوم ہوا ہے شرع کی جہت سے نہ عقل کے واجب کرنے سے سو مانند واجب کی ہے بیچ تحقق واقع ہونے اس کے یا وہ بطور مشاکلت کے ہے۔ (فتح)

٦٨٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَآءَ إِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ زَادَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنِیْ أَخِیْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٢٦۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کو سنا کہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اس کو پھر پڑھتا ہے سو جب اس نے صبح کی تو حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ سے یہ ذکر کیا اور گویا کہ وہ اس کو کم گمان کرتا تھا یعنی صرف اس کا اسی چھوٹی سورت کو پڑھنا سوائے اور قرآن کے کم جانتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بے شک وہ سورت یعنی قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے زیادہ کیا ہے اسماعیلی نے، الخ یعنی اس سند میں ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ کے درمیان قتادہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ اس واسطے کہ اس میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ایک اکیلا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

٦٨٢٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِیْ هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

٦٨٢٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا سو وہ اپنے ساتھیوں کے واسطے ان کی نماز میں قرآن پڑھتا تھا پھر قرأت

حَدَّثَهٗ عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِيْ حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوْهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ.

کو سورۂ قل ھو اللہ احد کے ساتھ ختم کرتا تھا یعنی ان کی امامت کرتا تھا اور ہر رکعت میں دو دو سورتوں کو جوڑ کر پڑھتا تھا سو جب وہ سفر سے پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ یہ کام کس واسطے کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا اس واسطے کہ وہ اللہ کی صفت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خبر دار کر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ اول سوائے اس کے کوئی اور سورہ پڑھتا تھا پھر اس کو پڑھتا تھا اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتا تھا اور یہی ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ اپنی اخیر قراءت کو اس کے ساتھ ختم کرتا تھا سو خاص ہوگا یہ ساتھ اخیر رکعت کے اور پہلی توجیہ پر سولیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے جمع کرنا دو سورتوں کا ایک رکعت میں اور یہ جو کہا کہ وہ اللہ کی صفت ہے تو کہا ابن تین نے کہ یہ اس نے اس واسطے کہا کہ اس میں اللہ کے نام اور اس کی صفات ہیں اور اس کے نام مشتق ہیں اس کی صفات سے اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو اس کو اس نے کسی سند سے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہو ساتھ نص کے یا استنباط کے اور البتہ روایت کی بیہقی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہود حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کی تعریف کر جس کی تو بندگی کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے سورۂ اخلاص اتاری سو فرمایا کہ یہ تعریف ہے میرے رب کی اور روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور صحیح کہا ہے حاکم نے اور اس میں زیادہ ہے کہ کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی مگر کہ مر جائے گی اور نہیں کوئی چیز جو مر جائے مگر کہ وارث کی جاتی ہے یعنی اس کا کوئی وارث ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہ مرتا ہے اور نہ کوئی اس کا وارث ہوتا ہے اور نہیں کوئی اس کے برابر نہ مشابہ اور نہیں مثل اس کی کوئی چیز اور باب کی حدیث میں حجت ہے اس کے واسطے جو ثابت رکھتا ہے کہ اللہ کے واسطے صفت ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور اکیلا اور تنہا ہوا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سو کہا اس نے کہ یہ لفظ ہے کہ اصطلاح باندھی ہے اس پر اہل کلام نے معتزلہ سے اور نہیں ثابت ہوئی حضرت ﷺ سے اور

نہ کسی آپ کے صحابی سے اور اگر باب کی حدیث سے اعتراض کریں تو وہ ضعیف ہے اور بر تقدیر صحت اس کی کے سو قل ھو اللہ احد صفت ہے رحمٰن کی جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور زیادہ کیا جائے گا اس پر برخلاف اس صفت کے کہ اس کو بولتے ہیں اس واسطے کہ وہ عرب کی لغت میں نہیں بولی جاتی مگر جوہر یا عرض پر اور یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے اور نہیں التفات کیا جاتا طرف قول ابن حزم رحمہ اللہ کے اس کے ضعیف کہنے میں اور اس کا کلام اخیر بھی مردود ہے اس واسطے کہ سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اسمائے حسنیٰ ثابت ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ یعنی اللہ ہی کے واسطے ہیں سب نام نیک سو پکارو اس کو ساتھ ان کے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کہ ذکر کیا چند ناموں کو سورۂ حشر کے اخیر میں لہ الاسماء الحسنٰی اور جو نام اللہ کے کہ اس میں مذکور ہیں وہ عرب کی بولی میں صفات ہیں سو اس کے ناموں کے ثابت کرنے میں اس کی صفتوں کا ثابت کرنا ہے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہی ہے مثلاً تو البتہ وصف کیا گیا ساتھ اس صفت کے جو زائد ہے ذات سے اور وہ صفت زندگی کی ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ واجب ہوتا اقتصار کرنا اس چیز پر کہ خبر دی ذات کے وجود سے اور دوسری آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ صفت کمال کے مشروع ہوے اور البتہ تقسیم کیا ہے بیہقی نے اور اہل سنت کی ایک جماعت نے اللہ کے تمام ناموں کو جو قرآن اور صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں دو قسم پر ایک قسم دونوں سے صفتیں ذات کی ہیں اور وہ صفتیں وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ازل میں اور دوسری قسم اس کے فعل کی صفتیں ہیں اور وہ وہ ہیں کہ مستحق ہے ان کا ابد میں نہ ازل میں اور نہیں جائز ہے وصف کرنا اس کو مگر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیح ثابتہ یا اجماع کیا گیا ہے اوپر اس کے پھر بعض صفتیں ان میں سے وہ ہیں کہ قرین ہے ساتھ اس کے دلالت عقل کی مانند حیاۃ اور قدرت اور علم اور ارادے اور سمع اور بصر اور کلام کی اس کی ذات کی صفتوں سے اور مانند خلق اور رزق اور زندہ کرنے اور مارنے اور عفو اور عقوبت کی فعل کی صفتوں سے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ثابت ہوئے ہیں ساتھ نص کتاب اور سنت کے مانند ہاتھ اور منہ اور آنکھ کی ذات کی صفتوں اور مانند استواء اور نزول اور آنے کی اس کے فعل کی صفتوں سے سو جائز ہے ثابت کرنا ان صفتوں کا اس کے واسطے اس واسطے کہ ثابت ہوئی ہے خبر ساتھ ان کے ایسی وجہ سے کہ دور کرے اس سے تشبیہ کو سو جو اس کی ذات کی صفتیں ہیں وہ ہمیشہ ازل میں اس کی ذات میں موجود ہیں اور ابد میں بھی اس کی ذات میں موجود رہیں گی اور اس کے فعل کی صفتیں اس سے ثابت ہیں اور نہیں محتاج ہے اللہ پاک فعل میں طرف مباشرت کی کہ ہاتھوں سے کرنا پڑے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امر اس کا جب کہ کسی چیز کا ارادہ کرے یہ ہے کہ کہتا ہے اس کو ہو جا سو ہو جاتا ہے اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے قل ھو اللہ دو اسموں پر جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو اور وہ احد اور صمد ہے اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتی ہیں اوپر تنہا ہونے ذات مقدس کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ واحد میں اصل عدد کا اثبات ہے

اور ماسوا کی نفی نہیں اور احد ثابت کرتا ہے اپنے مدلول کو اور تعرض کرتا ہے واسطے نفی ماسوائے کے اور استعمال کرتے ہیں اس کو نفی میں پس احد اللہ کے ناموں میں مشعر ہے ساتھ وجود اس کے جو خاص ہے اور میں اس کا کوئی شریک نہیں اور بہر حال صمد سو وہ بغل گیر ہے تمام اوصاف کمال کو اس واسطے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص کہ انتہا کو پہنچی ہے بادشاہی اس کی اس طرح سے کہ سب حاجتوں میں اس کی طرف رجوع کیا جائے اور نہیں تمام ہوتا ہے یہ حقیقۃً مگر اللہ کے واسطے اور یہ جو کہا اس واسطے کہ وہ رحمٰن کی صفت ہے تو احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ اس میں ذکر ہے رحمٰن کی صفت کا اور احتمال ہے کہ اس کی مراد اور کچھ ہو لیکن نہیں خاص ہے یہ ساتھ اس سورت کے لیکن تخصیص اس کی ساتھ اس کے شاید اس وجہ سے ہے کہ اس میں اللہ کی صفتوں کے سوائے اور کچھ نہیں سو خاص کی گئی وہ ساتھ اس کے سوائے غیر اس کے اور یہ جو کہا کہ اس کو خبر دو کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو کہا ابن دقیق العید نے احتمال ہے کہ ہو محبت رکھنا اس کا اس سورۂ سے سبب محبت رکھنے اللہ کے کا اس سے اور احتمال ہے کہ ہو اس چیز کے واسطے جس پر اس کا کلام دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ محبت اس کی واسطے ذکر صفات رب کے دلالت کرتی ہے اوپر صحیح ہونے اس کے اعتقاد کے اور کہا مازری وغیرہ نے کہ محبت اللہ کے بندوں سے ارادہ کرنا اس کا ہے ان کے ثواب دینے کا اور بعض نے کہا کہ وہ نفس ثواب ہے اور کہا ابن تین نے کہ مخلوق کی اللہ سے محبت رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ ان کو نفع دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں اللہ کا بندے سے محبت رکھنا قریب کرنا ہے اس کو اپنی طرف اور اس کا اکرام کرنا ہے اور نہیں ہے میل اور نہ غرض جیسے کہ بندے کی طرف سے ہے اور نہیں محبت بندے کی رب سے نفس ارادہ بلکہ وہ ایک چیز زائد ہے اس پر اور جب صحیح ہوا فرق تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ محبوب ہے اپنے محبوں کا بنا بر حقیقت محبت کے اور کہا بیہقی نے کہ محبت اور بغض ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک صفات فعل سے ہے سو اس کی محبت کے معنی یہ ہیں کہ اس کا اکرام کرتا ہے جو اس سے محبت رکھے اور معنی اس کے بغض کے یہ ہیں کہ اس کی اہانت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾.

کہہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو پکارو گے بہتر ہوگا سو اس کے ہیں سب نام نیک یعنی یہ سب نام اللہ ہی کے ہیں جو کہہ کر پکارو بہتر ہے۔

٦٨٢٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَبِيْ ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ.

٦٨٢٨۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ رحم کرے گا اللہ اس پر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

فائدہ: یعنی ظالم پر جو لوگوں کو ناحق ستائے خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے اللہ کی رحمت نہ ہوگی اور اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے۔

٦٨٢٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ رَسُوْلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ يَدْعُوْهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُوْلَ أَنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦٨٢٩۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ اچانک آپ کی ایک بیٹی کا ایلچی آپ کے پاس آیا آپ کو بلانے کو اس کے بیٹے کی طرف جو موت میں تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا مر رہا ہے آپ تشریف لائیں سو فرمایا کہ پھر جا اور اس کو خبر دے کہ بے شک اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو اس کو حکم کر تا کہ صبر کرے اور ثواب چاہے تو اس نے پھر ایلچی کو بھیجا کہ وہ قسم دیتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ضرور تشریف لائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سو لڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی جیسے وہ مشک میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا حضرت! یہ کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں ڈالا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا رحمت کا ہے اور وہ ذات کی صفات سے ہے سو رحمٰن وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے اور وہ بغل گیر ہے رحمت کے معنی کو جیسے کہ بغل گیر ہے وصف اس کی ساتھ اس کے کہ وہ عالم ہے علم کے معنی کو اور سوائے اس کے اور مراد ساتھ رحمت اس کی کے اور ارادہ فائدہ پہنچانے کا ہے اس کو کہ اس کے علم میں پہلے لکھا گیا ہے کہ وہ اس کو فائدہ پہنچائے گا اور اس کے سب

نام رجوع کرتے ہیں ایک ذات کی طرف اگرچہ دلالت کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ایک صفت پر اس کی صفات سے کہ خاص ہے اسم ساتھ ولالت کرنے کے اوپر اس کے اور بہرحال جو رحمت کہ اللہ نے بندوں کے دل میں ڈالی ہے تو وہ فعل کی صفات سے ہے بیان کیا اس کو ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے بندوں کے دل میں پیدا کیا ہے اور وہ رقت اور نرمی کرنی ہے مرحوم پر اور اللہ تعالیٰ سبحانہ اس سے پاک ہے سو تاویل کی جائے گی اس کے ساتھ جو اس کے لائق ہے اور کہا ابن تین نے کہ رحمٰن اور رحیم مشتق ہیں رحمت سے اور بعض نے کہا کہ وہ رجوع کرتے ہیں طرف معنی ارادے کی سو اس کی رحمت ارادہ کرنا اس کا ہے کہ رحمت دے جس پر رحم کرے اور بعض نے کہا کہ دونوں اسم رجوع کرتے ہیں طرف عقاب اس شخص کی جو سزا کا مستحق ہو کہا خطابی نے کہ رحمٰن ماخوذ ہے رحمت سے مبنی ہے مبالغہ پر اور اس کے معنی ہیں صاحب بڑی رحمت کا کہ نہیں ہے کوئی نظیر اس کی بیچ اس کے پس رحمٰن صاحب رحمت شاملہ کا ہے واسطے خلق کے اور رحیم فعیل ہے ساتھ معنی فاعل کے اور وہ خاص ہے ساتھ ایمانداروں کے اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمٰن اور اور رحیم دونوں اسم رقیق ہیں ایک دوسرے سے زیادہ تر نرم ہے اور اسی طرح ہے مقاتل سے اور زیادہ کیا ہے کہ رحمٰن ساتھ معنی مترحم کے ہے اور رحیم ساتھ معنی رجوع کرنے والے کے ہے کہا خطابی نے کہ اس کے کوئی معنی نہیں کہ رقت اللہ کی کسی صفت میں داخل ہو اور شاید کہ مراد ساتھ اس کے لطف اور مہربانی ہے اور اس کے معنی ہیں غموض یعنی چشم پوشی نہ پتلا دبلا ہونا جو جسموں کی صفتوں سے ہے، میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ثابت ہیں اور شاید رقیق کے بدلے رفیق ہے ساتھ فا کے اور قوت دی ہے اس کو بیہقی نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مسلم نے روایت کی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کا پیدا کرنے والا ہے اور نرمی کو بہت پسند رکھتا ہے اور جو نرمی پر عطا کرتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا پھر کہا رحمٰن خاص ہے تسمیہ میں عام ہے فعل میں اور رحیم عام ہے تسمیہ میں خاص ہے فعل میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جو قسم کھائے ساتھ کسی نام کے اللہ کے ناموں سے مانند رحمٰن اور رحیم کے تو اس کی قسم منعقد ہو جاتی ہے **وقد تقدم في موضعه** اور اس پر کہ کافر جب اقرار کرے ساتھ وحدانیت رحمٰن کے مثلاً تو حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسلام اس کے اور البتہ خاص کیا ہے اس سے حلیمی نے اس نام کو جس کے ساتھ اشتراک واقع ہو جیسا کہ طبعی علم والا کہے **لا الله الا المحي المميت** تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ ایسے نام کی جس میں تاویل نہ ہو سکے اور اگر کہے جو منسوب ہے طرف تجسیم کی یہودیوں میں سے **لا اله الا الذی فی السمآء** تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان مگر یہ کہ عام لوگوں میں سے ہو تجسیم کے معنی کو نہ جانتا ہو سو کفایت کی جائے گی اس سے ساتھ اس کے جیسا کہ لونڈی کے قصے میں ہے جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مسلمان ہے اس نے کہا ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دے کہ وہ

مسلمان ہے اور یہ صحیح مسلم میں ہے اور یہ کہ جو کہے لا الا الا الرحمن حکم کیا جائے ساتھ اسلام اس کے مگر یہ کہ پہچانا جائے کہ وہ عناد سے کہتا ہے یا اللہ کے سوائے اور چیز کو رحمٰن کہتا ہے کہا حلیمی نے اور اگر یہودی کہے لا الہ الا اللہ تو نہیں ہوتا ہے ساتھ اس کے مسلمان یہاں تک کہ اقرار کرے ساتھ اس کے کہ لیس کمثلہ شیء اور اگر کہے بت پرست لا الہ الا اللہ اور وہ گمان کرتا ہو کہ بت اس کو اللہ کی طرف قریب کرتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ مسلمان یہاں تک کہ بیزار ہو بت پوجنے سے۔

تنبیہ: ظاہر ہوتا ہے بخاری رحمہ اللہ کے تصرف سے کتاب التوحید میں کہ وہ بیان کرتا ہے حدیثوں کو جو وارد ہوئی ہیں صفات مقدسہ میں سو داخل کرتا ہے ان میں سے ہر حدیث ایک باب میں پھر تائید کرتا ہے اس کی قرآن کی آیت سے واسطے اشارہ کرنے کے اس طرف کہ وہ اخبار احاد سے نکل کر حد تواتر میں داخل ہوگئی ہیں بطریق تنزل اور تسلیم کے کہ اخبار احاد سے اعتقادیات میں حجت پڑنا جائز نہیں اور یہ کہ جس نے اس سے انکار کیا اس نے قرآن اور سنت دونوں کی مخالفت کی اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے سلام بن ابی مطیع سے اور وہ بخاری رحمہ اللہ کا استاذ الاستاذ ہے کہ اس نے بدعتیوں کو ذکر کیا سو کہا خرابی ان کو کس چیز سے انکار کرتے ہیں ان حدیثوں سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں ہے حدیث میں کوئی چیز مگر کہ قرآن میں ہے مثل اس کی یعنی سمع بصر نفس ہاتھ کلام استواء وغیرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمے میں ساتھ اس آیت کے طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اس کے کی روایت کی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پکارتے ہیں یا اللہ! یا رحمٰن! تو انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک اللہ کے پکارنے کا حکم کرتا تھا اور حالانکہ خود دو اللہ کو پکارتا ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک میں ہی ہوں بہت روزی دینے والا زور آور مضبوط

فائدہ: بعض روایتوں میں ان اللہ الخ ہے موافق مشہور قراءت کے اور ثابت ہو چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قراءت موافق روایت باب کے کہا اہل تفسیر نے بیچ موصوف ہونے اس کے ساتھ قوت کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر بڑی قدرت والا ہے ہر چیز پر۔

٦٨٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٣٠۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایذا سن کے اللہ سے زیادہ تر کوئی صبر کرنے والا اور غصے کو روکنے والا نہیں اس کے واسطے اولاد ٹھہراتے ہیں پھر بھی ان کافروں کو آرام میں رکھتا ہے اور

روزی دیتا ہے۔

وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰى اَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ ان کو روزی دیتا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ باب شامل ہے اللہ کی دو صفتوں کو ایک صفت ذات کی ہے اور دوسری صفت صفت فعل کی سو رزق دینا فعل ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے سو وہ اس کے فعل کی صفتوں سے ہے اس واسطے کہ رازق چاہتا ہے کہ کوئی مرزوق ہو اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ تھا اور کوئی مرزوق نہ تھا اور جو چیز کہ پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی تو وہ محدث ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ موصوف ہے ساتھ اس کے کہ وہ رازق ہے اور موصوف کیا اپنی ذات کو ساتھ اس کے خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ان معنوں سے کہ وہ روزی دے گا جب کہ پیدا کرے گا مرزوق چیزوں کو اور قوت ذات کی صفتوں میں سے ہے اور قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ازل سے قوت اور قدرت والا ہے اس کی قدرت ازل سے موجود اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے واجب کرتی ہے اس کے واسطے حکم قدرت والوں کا اور متین کے معنی ہیں قوی اور لغت میں اس کے معنی ہیں ثابت اور صحیح اور کہا بیہقی نے کہ قوی پوری قدرت والے کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی حال میں عجز منسوب نہ کیا جائے اور رجوع کرتے ہیں اس کے معنی طرف قدرت کی اور قادر وہ ہے جس کے واسطے قدرت شامل ہو اور قدرت اس کی ایک صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور مقتدر کہتے ہیں پوری قدرت والے کو جس پر کوئی چیز منع نہ ہو اور اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ وہ قادر ہے بنفسہ نہ ساتھ قدرت کے اس واسطے کہ قوت ساتھ معنی قدرت کے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ مراد ساتھ قول اس کے ﴿ذُو الْقُوَّةِ﴾ شدید القوت ہے اور معنی اس کے موصوف ہونے میں ساتھ قوت کے یہ ہیں کہ وہ بڑی قدرت والا ہے سو جاری ہوا اپنے طریقے پر کہ قدرت صفت نفسی ہے برخلاف قول اہل سنت کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے متعلق ہے ساتھ ہر مقدور کے اور اس کے غیر نے کہا کہ قدرت کا قدیم ہونا اور افاضہ رزق کا حادث ہونا دونوں آپس میں مخالف نہیں اس واسطے کہ حادث وہ تعلق ہے اور ہونا اللہ کا رازق مخلوق کا بعد وجود مخلوق کے نہیں مستلزم ہے تغیر کو بیچ اس کے اس واسطے کہ تغیر تعلق میں ہے اس واسطے کہ اس کی قدرت نہ تھی متعلق ساتھ دینے رزق کے یعنی ازل میں بلکہ ساتھ ہونے اس کے کہ واقع ہوگی آئندہ میں پھر جب واقع ہوا دینا رزق کا تو تعلق پکڑا قدرت نے ساتھ اس کے بغیر اس کے کہ وہ صفت نفس الامر میں متغیر ہو اسی واسطے پیدا ہوا اختلاف کہ کیا قدرت ذات کی صفتوں سے ہے یا فعل کی صفتوں سے سو جس نے نظر کی اس کی طرف کہ اس کو قدرت ہے اوپر پیدا کرنے رزق کے تو اس نے کہا کہ وہ صفت ذات کی قدیم ہے اور جس نے تعلق قدرت کی طرف نظر کی اس نے کہا کہ وہ صفت فعل کی ہے اور نہیں ہے کوئی استحالہ بیچ اس کے صفات فعلیہ اور اضافیہ میں برخلاف

صفات ذاتی کے اور حدیث میں اصبر اسم تفضیل ہے صبر سے اور اللہ کے نیک ناموں میں سے ہے صبورًا اور اس کے معنی ہیں وہ شخص جو نہ جلدی کرے نافرمانوں کی سزا میں اور وہ قریب ہے حلیم کے معنی سے اور حلیم ابلغ ہے سلامتی میں عقوبت سے اور مراد ساتھ ایذا کے ایذا اس کی پیغمبروں کی ہے اور نیک بندوں کی اس واسطے کہ مخلوق کی ایذا کا اللہ کے ساتھ متعلق ہونا محال ہے اس واسطے کہ وہ نقصان کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر نقصان سے اور نہیں تاخیر کرتا سزا کو جبرًا بلکہ تفضل اور احسان سے اور رسولوں کو جھٹلانا بیچ نفی کرنے ان کے کے عورت اور اولاد کو اللہ سے ایذا دینا ہے ان کو سو منسوب کی گئی یہ ایذا طرف اللہ کی واسطے مبالغہ کے بیچ انکار کرنے کے اوپر ان کے اور بڑا جاننے ان کے قول کے کہا ابن منیر نے وجہ مطابقت آیت کی واسطے حدیث کے شامل ہونا اس کا ہے اوپر صفت رزق اور قوت کے جو دلالت کرنے والی ہے قدرت پر بہر حال رزق سو واضح ہے حضرت ﷺ کے قول سے کہ وہ ان کو روزی دیتا ہے اور بہر حال قوت سو حضرت کے اس قول سے ہے اصبر اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف قدرت کی ان کے ساتھ احسان کرنے پر باوجود بدی کرنے ان کے برخلاف مطیع آدمی کے کہ وہ نہیں قادر ہے احسان کرنے پر ساتھ بدی کرنے والے کے مگر جہت تکلف کرنے اس کے سے شرعًا اور سبب اس کا یہ ہے کہ خوف فوت کا باعث ہوتا ہے اس کو جلدی بدلہ لینے پر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ قادر ہے اس پر کہ بدلہ لے حال میں اور مال میں نہیں عاجز کرتی ہے اس کو کوئی چیز اور نہ اس سے فوت ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖ أَحَدًا﴾ وَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ وَ ﴿أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ﴾ ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰی وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ وَ ﴿إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ قَالَ يَحْيَی الظَّاهِرُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ جانتا ہے غیب کو اور نہیں واقف کرتا اپنے غیب پر کسی کو اور اللہ ہی کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارا اس کو اپنے علم سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہیں جنتی مگر اس کے علم سے اور اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا، کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا یحییٰ نے کہ ظاہر ہے ہر چیز پر علم سے اور باطن ہے ہر چیز پر علم سے۔

فائدہ: پہلی دو آیتوں کا بیان تو پہلے ہو چکا ہے اور بہر حال تیسری آیت سو ظاہر دلیلوں سے ہے بیچ ثابت کرنے علم کے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور تحریف کی ہے اس کی معتزلی نے اپنے مذہب کی نصرت کے واسطے سو کہا کہ اتارا اس کو ملتبس اپنے علم خاص سے اور وہ تالیف کرنا اس کا ہے اوپر نظم اور اسلوب کے کہ عاجز ہے اس سے ہر بلیغ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نظم عبارات کی نہیں ہے وہ نفس علم قدیم کا بلکہ وہ دلالت کرنے والی ہے اوپر اس کے اور نہیں ہے کوئی ضرورت طرف حمل کرنے کی غیر حقیقت پر جو اخبار ہے اللہ کے علم حقیقی سے اور وہ اللہ کی صفت ذاتی

ہے اور نیز معتزلی نے کہا کہ اتارا اس کو اپنے علم سے اور وہ عالم ہے سو تاویل کی اس نے علم کے ساتھ عالم کے واسطے بھاگنے کے اثبات علم سے اس کے واسطے یعنی وہ بھاگا ہے اس سے کہ اللہ کے واسطے علم ثابت نہ کرے باوجود اس کے کہ آیت اس کے ساتھ تصریح کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے اور پہلے گزر چکا ہے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصے میں کہ نہیں علم میرا اور تیرا اللہ کے علم کی نسبت اور بہرحال چوتھی آیت سو وہ پہلی آیت کی مثل ہے بیچ ثابت کرنے علم کے اور صریح تر ہے اور بہرحال پانچویں آیت سو کہا طبری نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سو بنا بر اس کے اس کی تقدیر یہ ہے کہ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں میں ثابت کرنا ہے اللہ کے علم کا اور وہ اللہ کی ذات کی صفات سے ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ عالم ہے بغیر علم کے پھر جب ثابت ہوا کہ اس کا علم قدیم ہے تو واجب ہوا تعلق اس کا ساتھ ہر معلوم کے حقیقۃً ان آیتوں کی دلالت سے اور ساتھ اس تقریر کے رد کیا جائے گا اوپر ان کے قدرت اور قوت اور حیات وغیرہ میں اور اس کے غیر نے کہا کہ ثابت ہوا کہ اللہ ارادہ کرنے والا ہے ساتھ دلیل تخصیص ممکنات کے ساتھ وجود اس چیز کے جو موجود ہے ممکنات سے بدلے اس کے عدم کے اور ساتھ عدم کرنے معدودم کے عوض اس کے وجود کے یا پھر ہوگا فعل اس کا اس کے واسطے ساتھ اس صفت کے کہ صحیح ہو اس سے تخصیص اور تقدیم اور تاخیر یا نہ اور بر شق ثانی اگر ہو فاعل ان کے واسطے نہ ساتھ صفت مذکور کے تو لازم آئے گا صادر ہونا ممکنات کا اللہ سے یکبارگی بغیر تقدیم اور تاخیر اور تطویر کے اور البتہ لازم آئے گا قدیم ہونا ممکنات کا اس واسطے کہ تخلف کرنا مقتضی کا اپنے مقتضا ذاتی سے محال ہے سو اس سے لازم آئے گا کہ ممکن واجب ہو اور حادث قدیم ہو اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ وہ فاعل ہے اس صفت سے کہ صحیح ہے ساتھ اس کے تقدیم اور تاخیر پس یہ برہان ہے معقول کی اور بہرحال برہان منقول کی سو قرآن کی بہت آیتیں ہیں جیسے یہ قول اللہ کا ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پھر فاعل مصنوعات کا خالق با اختیار ہوتا ہے متصف ساتھ علم اور قدرت کے اس واسطے کہ ارادہ اور وہ اختیار ہے مشروط ہے ساتھ علم بالمراد کے اور وجود مشروط کے بغیر شرط کے محال ہے اور اس واسطے کہ جو کسی چیز کا مختار ہو اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو دشوار ہوتا ہے اس پر صادر ہونا اس کی مراد کا اور جب معلوم ہوا مشاہدہ سے صادر ہونا مصنوعات کا فاعل مختار سے بغیر دشواری کے تو قطعًا معلوم ہوگیا کہ وہ قادر ہے اس کے پیدا کرنے پر وسیاتی مزید الکلام فی باب المشیئۃ اور کہا ابو اسحاق اسفرائنی نے کہ معنی علیم کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے معلومات کو اور معنی خبیر کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے جو ہوا پہلے اس سے کہ ہو اور معنی شہید کے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہے غائب کو جیسا کہ جانتا ہے حاضر کو اور معنی محصی کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی اس کو کثرت علم سے اور بیان کیا ہے بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ کہا جانتا ہے جو چھپائے بندہ اپنے دل میں اور جو پوشیدہ ہے اس سے جس کو

آئندہ کرے گا اور یہ جو کہا ظاہر ہے ہر چیز پر ساتھ علم کے تو بعض نے کہا کہ معنی ظاہر باطن کے یہ ہیں کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے دلائل سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور بعض نے کہا کہ ظاہر ہے ساتھ عقل کے باطن ہے ساتھ حسن کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر کے معنی یہ ہیں کہ عالی ہے ہر چیز پر اور باطن وہ ہے جو ہر چیز کے باطن کو جانے اور شامل ہے قول اس کا کل شیء اس کے علم کو جو ہوئی اور جو ہوگی بطور اجمال اور تفصیل کے اس واسطے کہ خالق سب مخلوقات کا با اختیار متصف ہے ساتھ علم کے یعنی سب مخلوقات کو جانتا ہے اور ان پر قدرت رکھتا ہے اور بہر حال علم کا ہونا سو اس واسطے ہے کہ اختیار مشروط ہے ساتھ علم کے اور نہیں پایا جاتا ہے مشروط بغیر شرط کے اور بہر حال ان پر قادر ہونا سو اس واسطے کہ مختار شے کا اگر اس پر قادر نہ ہو تو البتہ دشوار ہوتی ہے مراد اس کی اور البتہ پائی گئی مخلوقات بغیر تعذر کے سو دلالت کی اس نے کہ وہ قادر ہے ان کے پیدا کرنے پر اور جب یہ مقرر ہو چکا تو نہ خاص کیا جائے گا علم اس کا بیچ تعلق ہونے اس کے ساتھ ایک معلوم کے سوائے دوسرے معلوم کے واسطے واجب ہونے قدم اس کے جو منافی ہے واسطے قبول تخصیص کے پس ثابت ہوا کہ وہ جانتا ہے کلیات کو اس واسطے کہ وہ معلومات ہیں اور جزئیات کو بھی اس واسطے کہ وہ بھی معلوم ہیں اور اس واسطے کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے پیدا کرنے جزئیات کے اور ارادہ کرنا کسی چیز معین کا بطور اثبات کے ہو یا نفی کے مشروط ہے ساتھ علم کے ساتھ اس مراد جزئی کے سو جانتا ہے مرئی چیزوں کو جو نظر آتی ہیں دیکھنے والوں کو اور دیکھنے ان کے کو ان کے واسطے ساتھ وجہ خاص کے اور اسی طرح تمام سنی گئی اور پائی گئی چیزوں کو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے بداہت سے کہ اس کے واسطے کمال کا ہونا واجب ہے اور ضد ان صفتوں کی نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے سبحانہ وتعالیٰ اور اس قدر کافی ہے دلائل عقلیہ سے اور گمراہ ہوا جس نے گمان کیا فلاسفہ سے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جزئیات کو ساتھ وجہ کلی کے نہ بطور جزئی کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ امور فاسدہ کے ان میں سے ایک یہ ہے کہ پہنچاتا ہے محال کو اور وہ متغیر ہونا علم کا ہے اس واسطے کہ جزئیات زمانی ہیں متغیر ہوتی ہیں ساتھ متغیر ہونے زمانے اور احوال کے اور علم تابع ہے معلومات کی ثبات میں اور تغیر میں پس لازم آئے گا متغیر ہونا اس کے علم کا اور علم اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے سو ہوگی ذات اس کی محل واسطے حوادث کے اور یہ محال ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ تغیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے احوال اضافیہ میں اور اس کی مثال مثل ایک مرد کے ہے جو ستون کے دائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کی بائیں طرف کھڑا ہوا پھر اس کے آگے کھڑا ہوا پھر اس کے پیچھے سو مرد ہی ہے جو متغیر ہوتا ہے اور وہ ستون بحال خود قائم ہے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جانتا ہے جس حال پر ہم کل تھے اور جس پر اب ہیں اور جس پر آئندہ دن کو ہوں گے اور نہیں ہے یہ خبر اس کے علم کے متغیر ہونے سے بلکہ تغیر جاری ہے ہمارے احوال پر اور اللہ تعالیٰ عالم ہے ہر حال میں ایک دستور پر اور بہر حال سمعی دلائل سو قرآن عظیم پر ہے ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی ہم

نے مثل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ اور کہا ﴿لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى ﴿اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾ اور اسی نکتہ کے لیے وارد کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیچ چابیوں غیب کے پھر ذکر کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مختصر اور قول اس کا اس میں کہ جو تجھ سے بیان کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ فرمایا کہ نہیں جانتا غیب کی بات کو مگر اللہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں جو کل ہوگا تو اس نے جھوٹ کہا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ یعنی نہیں جانتا کوئی جی کہ کل کو کیا کمائے گا اور ذکر کرنا اس آیت کا مناسب تر ہے اس باب میں اس واسطے کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے موافق ہے لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اختیار کیا ہے اشارے کو صریح عبارت پر اور مغازی ابن اسحاق میں واقع ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوئی تو زید بن لصیت نے کہا کہ گمان کرتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ پیغمبر ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد ایسا ایسا کہتا ہے اور قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو معلوم کروائے اور البتہ اللہ نے مجھ کو اس کا پتہ بتلایا ہے کہ وہ پہاڑ کے فلانے درے میں ہے سو اصحاب گئے اور اس کو لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں غیب کو نہیں جانتا مگر جو اللہ مجھ کو بتلا دے اور یہ مطابق ہے اللہ کے اس قول کے ﴿فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ الآیۃ یعنی نہیں اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو چاہے رسول سے اور اختلاف ہے کہ اس میں غیب سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ وہ اپنے عموم پر ہے یعنی ہر چھپی چیز اور بعض نے کہا کہ وہ چیز ہے جو خاص وحی کے ساتھ متعلق ہے اور بعضے نے کہا کہ جو علم قیامت کے ساتھ متعلق ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہا زمخشری نے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر باطل کرنے کرامت کے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب پر اطلاع دینا پیغمبروں کے ساتھ خاص کیا ہے جو مرتضی ہوں اور کہا ابن منیر نے کہ دعویٰ زمخشری کا عام ہے اور اس کی دلیل خاص ہے سو دعویٰ اس کا منع کرنا سب کرامتوں کا ہے اور دلیل احتمال رکھتی ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے اس میں مگر نفی اطلاع کی غیب پر برخلاف تمام کرامتوں کے اور اس کا تمام یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اطلاع دینے کے غیب پر علم ہے اس چیز کا جو آئندہ واقع ہوگی پہلے اس سے کہ واقع ہو اس کی تفصیل پر سو نہ داخل ہوگا اس میں جو ظاہر ہوتا ہے ان کے واسطے غیبی چیزوں سے اور جو واقع ہوتا ہے ان کے واسطے خارق عادت سے جیسے پانی پر چلنا اور بعید مسافت کو تھوڑی مدت میں طے کرنا اور

مانند اس کے اور جزم کیا ہے استاد ابو اسحاق نے کہ ولیوں کی کرامت پیغمبروں کے معجزے کے مشابہ نہیں ہوتی اور ابن فورک نے کہا کہ پیغمبروں کو حکم ہے معجزوں کے ظاہر کرنے کا اور ولی پر واجب ہے کہ کرامت کو چھپائے کسی کے آگے ظاہر نہ کرے اور پیغمبر کو معجزے کا یقین ہوتا ہے اور قطع برخلاف ولی کے کہ وہ نہیں ہے نڈر استدراج سے اور اس آیت میں رد ہے نجومیوں پر اور ہر اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مطلع ہوتا ہے اس چیز پر جو آئندہ واقع ہوگی زندہ ہونے سے یا مرنے سے یا سوائے اس کے اس واسطے کہ وہ جھوٹا جاننے والا ہے قرآن کو اور وہ بعید تر ہیں ارتضا سے باوجود اس کے کہ پیغمبری کی صفت بھی ان میں نہیں ہے۔ (فتح)

۶۸۳۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ.

۶۸۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کیا کم کرتے ہیں پیٹ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا سوائے اللہ کے اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ کم وبیش ہونے سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے پیدائش سے اور جو زیادہ ہوتا ہے اس میں اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے نو مہینوں سے حمل میں اور جو زیادہ ہوتا ہے نفاس میں ساٹھ روز تک اور بعض نے کہا جو کم ہوتا ہے ساتھ ظاہر ہونے حیض کے حمل میں ساتھ ناقص ہونے بچے کے اور جو زیادہ ہوتا ہے نو مہینوں سے بقدر اس کے کہ اس کو حیض ہو اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے حمل میں ساتھ بند ہونے حیض کے اور جو زیادہ ہوتا ہے ساتھ خون نفاس کے بعد وضع کے اور بعض نے کہا کہ جو کم ہوتا ہے اولاد سے پہلے اور جو زیادہ ہوتا ہے پیچھے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ استعارہ کیا ہے حضرت ﷺ نے غیب کے واسطے چابیوں کو واسطے پیروی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ ناطق ہے ساتھ اس کے قرآن کریم ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ اور تا کہ قریب ہو سمجھنا اس کا سامع پر اس واسطے کہ نہیں شمار کر سکتا ہے غیب کے امروں کو مگر جو ان کو جانتا ہو اور قریب تر چیز جس سے غیب پر اطلاع ہوتی ہے دروازے ہیں اور چابی آسان تر چیز ہے دروازہ کھولنے کے واسطے اور جب کہ آسان تر چیز کی جگہ پہچانی نہیں جاتی تو جو اس سے اوپر ہو وہ لائق تر ہے کہ نہ پہچانی جائے اور مراد ساتھ نفی علم کے حقیقی غیب سے

ہے یعنی حقیقی غیب کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اس واسطے کہ بعض غیب چیز کے واسطے اسباب ہیں کہ استدلال کیا جاتا ہے ان سے اوپر اس کے لیکن یہ غیب حقیقی نہیں سو چونکہ تمام چیز جو موجود میں ہے اس کے علم میں محصر ہے تو تشبیہ دی حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اس چیز کے جو خزانے میں ہو پھر چابی کو اس کے واسطے استعارہ کیا اور وہ مثل اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے نزدیک اس کا خزانہ ہے اور یہ جو کہا کہ پانچ چابیاں ہیں تو پانچ کے ٹھہرانے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تمام عالم ان پانچ چیزوں میں بند ہے سو یہ جو کہا کہ جو پیٹ کم کرتے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو زیادہ ہوتی ہے جان میں اور جو کم ہوتی ہے اور خاص کیا رحم کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ اکثر لوگ اس کو عادت سے پہچانتے ہیں اور باوجود اس کی نفی کے کہ کوئی اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو جو اس کے سوائے ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئے گا تو یہ اشارہ ہے طرف امور عالم علوی کے اور خاص کیا مینہ کو باوجود اس کے کہ اس کے واسطے اسباب ہیں کہ کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ جاری ہونے عادت کے اوپر واقع ہونے اس کے لیکن وہ بغیر تحقیق کے ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف امور عالم پستی کے باوجود اس کے کہ اکثر لوگوں کی عادت یہ ہے کہ اپنے شہر میں مرتے ہیں لیکن یہ حقیقۃً نہیں بلکہ اگر اپنے شہر میں مرے تو بھی نہیں جانتا کہ کس جگہ میں دفن ہوگا اگرچہ وہاں اس کے بڑوں کا کوئی مقبرہ ہو بلکہ اگرچہ اس نے اپنے واسطے کوئی قبر تیار کر رکھی ہو اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف انواع زمانے کے اور جو اس میں ہے حوادث سے اور تعبیر کی لفظ کل سے اس واسطے کہ کل کا دن سب زمانوں میں قریب تر ہے اور جب نہیں جانتا کوئی کہ کل کیا ہوگا باوجود قریب ہونے اس کے اور باوجود ممکن ہونے امارت اور علامت کے تو جو زمانہ کہ اس کے بعد ہے اس کا حال بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے تو اس میں اشارہ ہے طرف علوم آخرت کی اس واسطے کہ قیامت کا دن اول ہے آخرت کا اور جب قریب تر چیز کے علم کی نفی کی تو جو اس کے بعد ہے وہ بطریق اولیٰ معلوم نہ ہوگا سو جمع کیا اس آیت نے غیب کی سب قسموں کو اور دور کیا تمام فاسد دعووں کو اور البتہ بیان کیا ہے اللہ نے دوسری آیت میں کہ نہیں مطلع کرتا اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس پیغمبر سے راضی ہوا کہ اطلاع کسی چیز پر ان امروں سے نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ (فتح)

٦٨٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٣٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو البتہ اس نے جھوٹ کہا اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ نہیں پا سکتی ہیں اس کو آنکھیں اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت ﷺ غیب

وَسَلَّمَ رَأٰی رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ.

کو جانتے ہیں تو وہ جھوٹا ہے اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ﴾

باب ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ سلام اور مومن ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب سے ثابت کرنا ناموں کا ہے اللہ کے ناموں سے پھر ذکر کیا اس کے بعد جو وارد ہوا ہے ان کے معنوں میں اور اس میں نظر ہے ہم نے مانا لیکن وظیفہ شارح کا یہ ہے کہ بیان کرے وجہ تخصیص ان تین ناموں کی ساتھ ذکر کے سوائے غیر ان کے اور مفرد کرنا ان کا ترجمہ میں اور ممکن ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس قدر کے سب تینوں آیتوں کو جو سورۂ حشر کے اخیر میں مذکور ہیں اس واسطے کہ وہ ختم ہوئی ہیں ساتھ قول اس کے ﴿لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی﴾ اور سورۂ اعراف میں فرمایا ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ سو گویا کہ بخاری رحمہ اللہ نے بعد ثابت کرنے حقیقت قدرت اور قوت اور علم کے اشارہ کیا اس طرف کہ صفات سمعیہ نہیں محصور ہیں عدد معین میں ساتھ دلیل آیت مذکور کے یا مراد اس کی اشارہ کرنا ہے طرف ان اسموں کی کہ نام رکھا جاتا ہے ساتھ ان کے اللہ تعالیٰ اور باوجود اس کے ان ناموں کا اطلاق مخلوق پر آتا ہے سو ثابت ہو چکا ہے قرآن اور حدیث میں کہ سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے اور باوجود اس کے اطلاق کیا گیا ہے اس تحفے پر جو مسلمانوں کے درمیان جاری ہے یعنی السلام علیکم اور مومن اللہ کو بھی کہا جاتا ہے اور ایمان دار کو بھی مومن کہا جاتا ہے اور یہ دونوں نام اس آیت میں اکٹھے واقع ہوئے ہیں سو مناسب ہوا کہ دونوں کو ایک باب میں ذکر کرے اور کہا اہل علم نے کہ سلام کے معنی اللہ کے حق میں وہ ہے جو سلام رکھے مسلمانوں کو اپنے عذاب سے اور مومن کے بھی یہی معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ سلام کے معنی ہیں جو سلامت ہو ہر نقص سے اور پاک ہو ہر آفت اور عیب سے پس یہ صفت سلبی ہے اور بعض نے کہا کہ سلام کرنے والا اپنے بندوں کو پس یہ صفت کلامی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ جو سلامت رکھے خلق کو اپنے ظلم سے اور بعض نے کہا کہ اسی کی طرف سے ہے سلامتی اس کے بندوں کے واسطے سو وہ صفت فعلی ہے اور بعض نے کہا مومن وہ ہے جو اپنے آپ کی تصدیق کرے اور اپنے دوستوں کو سچا کرے اور اس کی تصدیق جاننا اس کا ہے کہ وہ سچا ہے اور وہ سچے ہیں اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا امن کا یا بخشنے والا امن کا اور بعض نے کہا کہ پیدا کرنے والا اطمینان کا دل میں اور ایک روایت میں مہیمن کا لفظ زیادہ ہے اور اس کے معنی ہیں جو نہ کم کرے مطیع کو اس کے ثواب سے کچھ اگرچہ بہت ہو اور نہ زیادہ کرے نافرمان کو عذاب اس پر جس کا وہ مستحق ہو۔ (فتح)

٦٨٣٢۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

٦٨٣٣۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے اللہ کو سلام یعنی التحیات میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اس طرح نہ کہا کرو بلکہ یوں کہا کرو کہ زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں صرف اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر اور اللہ کی رحمت اور برکت سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ کا اور اس کا رسول ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ بادشاہ ہے آدمیوں کا اس باب میں داخل ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: کہا بیہقی نے کہ ملک اور مالک وہ خاص ملک ہے اور اس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں جو قادر ہو پیدا کرنے پر اور وہ صفت ہے کہ وہ اس کا مستحق ہے اپنی ذات کے واسطے اور کہا راغب نے کہ ملک وہ متصف ہے ساتھ امر اور نہی کے اور یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ بولنے والوں کے اسی واسطے کہا ملک الناس یعنی مالک ہے آدمیوں کا اور نہیں کہا گیا مالک چیزوں کا اور یہ جو کہا مالک یوم الدین تو اس کی تقدیر یہ ہے بادشاہ ہے قیامت کے دن میں اس واسطے کہ دوسری جگہ فرمایا لمن الملک الیوم اور احتمال ہے کہ خاص کیا ہو آدمیوں کو ساتھ ذکر کر کے ملک الناس میں اس واسطے کہ مخلوقات میں سے بعض چیزیں بڑھنے والی ہیں اور بعض جماد یعنی بے جان ہیں اور بڑھنے والی چیزیں بعض چپ رہنے والی ہیں اور بعض بولنے والی ہیں اور بولنے والی چیزوں میں بعض چیزیں کلام کرنے والی ہیں اور بعض نہیں سو عمدہ سب میں وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں یعنی آدمی اور جن اور فرشتے اور جو چیز کہ ان کے سوا ہے جائز ہے داخل ہونا اس کا ان کے قبضے اور تصرف میں اور جب آیت میں مراد وہ چیزیں ہیں جو کلام کرنے والی ہیں تو جس کے وہ مالک ہیں وہ بھی اسی کے مِلک میں ہے جو ان کا مالک ہے تو ہوگا یہ حکم میں اس چیز کے جیسے کہا بادشاہ ہے ہر چیز کا باوجود تنبیہ کرنے کے ساتھ ذکر اشرف کے۔ (فتح) اور مراد ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وہ ہے جو آئندہ آئے۔

کی بیچ باب لما خلقت بیدی۔

٦٨٣٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَآءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ مِثْلَهُ.

٦٨٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبضے میں کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ اور کہا شعیب اور زبیدی اور ابن مسافر اور اسحاق نے زہری سے ابوسلمہ سے یعنی اختلاف ہے ابن شہاب زہری پر اس کے شیخ نے سو کہا یونس نے کہ وہ سعید ہے اور باقی لوگوں نے کہا کہ وہ ابوسلمہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے قول اللہ تعالیٰ کا ملک الناس داخل ہے بیچ معنی التحیات للہ کے یعنی ملک اللہ کا ہے اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ کے کے یعنی ملک اللہ کا ہے گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ کہیں التحیات للہ واسطے بجا لانے حکم اپنے رب کے ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ﴾ اور اللہ نے جو اپنی ذات کو وصف کیا ساتھ ملک الناس کے تو اس میں دو وجہ سے احتمال ہے ایک یہ کہ ہو ساتھ معنی قدرت کے سو ہوگی صفت ذات کی اور یہ کہ ہو ساتھ معنی قہر کے اور پھیرنے کے اس سے جو ارادہ کرتے ہیں پس ہوگی صفت فعل کی اور نہیں مراد ہے اس حدیث میں ثابت کرنا ہے دائیں ہاتھ کا صفت اللہ تعالیٰ کی واسطے اس کی ذات کے صفتوں سے اور نہیں مراد ہے اس سے جارحہ برخلاف جہمیہ کے اور اس نے ترجمہ اور حدیث کے درمیان توفیق نہیں دی اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جو اس کے استاد نعیم بن حماد نے کہا کہ کہا جاتا ہے جہمیہ سے کہ خبر دو ہم کو قول اللہ تعالیٰ کے سے بعد فنا ہونے خلقت کے کہ اللہ فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟ سو کوئی اس کو جواب نہ دے گا پھر خود ہی اس کا جواب دے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ اور یہ بعد قطع ہونے اور موقوف ہونے اس کی خلق کی کلام کے ہے ان کی موت کے سبب سو کیا یہ مخلوق ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اللہ پیدا کرتا ہے کلام کو پس سناتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھ اس کے کہ جس وقت میں اللہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہی ہے اس وقت مخلوق زندہ نہ ہوگی سو اپنے آپ کو آپ جواب دے گا سو فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ یعنی کہے گا کہ آج بادشاہی اللہ ہی کی ہے جو ایک ہے اور بہت قاہر پس ثابت ہوا کہ وہ اس کے ساتھ کلام کرتا ہے اور اس کا کلام کرنا اس کی ذات کی صفت سے ہے سو وہ غیر مخلوق ہے اور ہشام ابن عبید رازی نے

کہا کہ نہیں شک کرتا کوئی کہ بے شک یہ کلام اللہ کا ہے اور نہیں وحی کرے گا طرف کسی کی اس واسطے کہ اس وقت کوئی روح باقی نہ رہے گی مگر کہ اس نے موت چکھی ہوگی اور اللہ ہی ہے کہنے والا اس بات کا اور وہی ہے جواب دینے والا اپنے آپ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور وہ غالب ہے حکمت والا تیرا رب پاک ہے عزت والا اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور اس کے پیغمبر کے۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو بہت سورتوں میں واقع ہوئی ہے اور بہر حال دوسری آیت سو اس میں منسوب کیا ہے عزت کو طرف ربوبیت کی اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ قہر اور غلبہ ہے اور احتمال ہے کہ اضافت اختصاص کے واسطے ہو گویا کہ کہا گیا کہ ذوالعزت یعنی عزت والا اور یہ کہ وہ ذات کی صفت ہے اور احتمال ہے کہ عزت سے مراد اس جگہ وہ عزت ہو جو کائن ہے درمیان خلق کے اور حالانکہ وہ مخلوق ہے سو ہوگی صفت فعل کی بنا بر اس کے رب ساتھ معنی خالق کے ہے اور تعریف عزت میں جنس کے واسطے ہے سو جب عزت سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوئی تو نہیں صحیح ہے کہ ہو کوئی عزت دیا گیا مگر ساتھ اس کے اور نہیں ہے عزت کسی کے واسطے مگر کہ وہی اس کا مالک ہے اور بہر حال تیسری آیت سو پہچانا جاتا ہے حکم اس کا دوسری سے اور وہ ساتھ معنی غلبے کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے جواب میں آئی ہے جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہی ہے عزت والا اور جو اس کا مخالف ہے وہ ذلیل تر ہے سو رد کیا اس پر ساتھ اس کے کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہے اور مسلمانوں کے واسطے۔ (فتح)

وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ

اور جو قسم کھاتا ہے اللہ کی عزت اور اس کی صفات سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ عزیز بغل گیر ہے عزت کو اور عزت احتمال ہے کہ ہو صفت ذات کی ساتھ معنی قدرت اور عظمت کے اور احتمال ہے کہ ہو صفت فعل کی ساتھ معنی قہر کے اپنی مخلوق پر یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور اسی واسطے صحیح ہے اضافت نام اس کے کی طرف اس کی اور ظاہر ہوگا فرق درمیان اس کے جو قسم کھائے ساتھ عزت اللہ کے جو اس کی ذات کی صفت ہے اور جو قسم کھائے ساتھ عزت اس کی کے جو اس کے فعل کی صفت ہے ساتھ اس کے کہ پہلے قسم میں حانث ہو جاتا ہے اور دوسری میں حانث نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ قسم کھانا منع ہے جیسا کہ منع کیا گیا ہے قسم کھانا ساتھ حق آسمان کے اور حق زید کے۔ میں کہتا ہوں اگر مطلق عزت کی قسم کھائے تو وہ منصرف ہوتی ہے طرف صفت ذات کی اور منعقد ہوتی ہے قسم مگر یہ کہ ارادہ کرے خلاف اس کے کا ساتھ دلیل احادیث باب کے اور کہا راغب نے کہ عزیز وہ ہے جو قہر کرے اور نہ قہر کیا گیا اس واسطے کہ جو عزت کہ اللہ کے واسطے ہے وہی ہے دائم اور باقی اور وہی ہے عزت حقیقی جو ممدوح ہے اور کبھی استعارہ کی جاتی ہے حمیت اور الفت کے واسطے سو موصوف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کافر اور فاسق

اور وہ صفت مذموم ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ﴾ اور بہرحال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ارادہ کرے کہ باعزت ہو تو چاہیے کہ کمائے عزت کو اللہ سے اس واسطے کہ عزت اللہ ہی کے واسطے ہے اور نہیں حاصل ہوتی ہے مگر اللہ کی فرمانبرداری سے اور اسی واسطے ثابت کیا ہے اس کو اپنے رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے واسطے اور کبھی وارد ہوتی ہے عزت ساتھ معنی صعوبت کے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اور ساتھ معنی غلبے کے اور کہا بیہقی نے کہ عزت ساتھ معنی قوت کے ہے سو راجع ہے طرف معنی قدرت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ باب کے ثابت کرنا عزت کا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے تا کہ رد کرے اس پر جو کہتا ہے کہ وہ عزیز ہے بغیر عزت کے یہ قول معتزلہ کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کہے گی بس بس قسم ہے تیری عزت کی

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے تفسیر سورۂ ق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا دوزخ سے کہ وہ اللہ کی عزت کی قسم کھائے گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا پس حاصل ہوگی مراد برابر ہے کہ حقیقۃً وہی ناطق ہو یا جو اس پر مؤکل ہیں وہ ناطق ہوں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ.

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہے گا جو سب دوزخیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میرا منہ آگ کی طرف سے پھیر دے قسم ہے تیری عزت کی کہ میں تجھ سے اس کے سوائے اور کچھ نہیں مانگتا، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے واسطے ہے جو تو نے مانگا اور دس گنا اور بھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اس نے کہا قسم ہے تیری عزت کی۔

وَقَالَ أَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

اور کہا ایوب علیہ السلام نے اور مجھ کو تیری عزت کی قسم ہے کہ تیری برکت اور عنایت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی ایمان والنذور میں گزری اور واقع

ہوا ہے حاکم کی روایت میں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو صحت دی تو اس پر سونے کی ٹڈیوں کا مینہ برسا۔

٦٨٣٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ.

٦٨٣٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی نہیں لائق بندگی کے مگر تو جو کبھی نہیں مرے گا اور جن اور آدمی مر جائیں گے۔

فائدہ: عائد موصول کے واسطے محذوف ہے پس حاصل ہوگا ارتباط اور یہ جو کہا کہ جن اور آدمی مر جائیں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ فرشتے نہیں مریں گے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ مفہوم لقب کا ہے اور اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نیز معارض ہے اس کو جو قوی تر ہے اس سے وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾۔

٦٨٣٦۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِي النَّارِ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ مُعْتَمِرٍ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِيْهَا ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُوْلُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا تَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

٦٨٣٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ میں کافروں کو ڈالا کریں گے اور کہا کرے گی کیا کچھ اور بھی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم (بے مثل) اس میں رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی پھر کہے گی بس بس مجھ کو تیری عزت اور کرم کی قسم ہے اور ہمیشہ رہے گی بہشت باقی یعنی اس میں بہت جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا سو جگہ دے گا ان کو باقی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ ق کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حلف کرنا

ساتھ کرم اللہ کے جیسا کہ جائز ہے حلف کرنا ساتھ عزت اللہ کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ساتھ حق کے

فائدہ: شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمے کے اس چیز کی طرف جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے کہ معنی قول اس کے بالحق یعنی ساتھ کلمہ حق کے اور وہ قول اس کا ہے کن اور واقع ہوا ہے باب کی حدیث کے اول میں قولہ الحق سو شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ قول کے کلمہ ہے اور وہ کن ہے واللہ اعلم اور کہا ابن تین نے کہ اس کے معنی ہیں بہ سبب حق کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ حق کے اس جگہ ضد ہزل کے ہے اور مراد ساتھ حق کے اسمائے حسنیٰ ہیں موجود ثابت ہے جو نہ زائل ہو نہ متغیر ہو اور جو اعتقاد کہ نفس الامر کے مطابق ہو اس کو بھی حق کہتے ہیں اور فعل پر بھی حق بولا جاتا ہے جو واقع کے مطابق ہو اور اطلاق کیا جاتا ہے اوپر واجب اور لازم اور ثابت اور جائز کے اور نقل کیا ہے بیہقی نے حلیمی سے کہ حق وہ ہے کہ نہ جائز ہو انکار اس کا اور لازم ہو اثبات اس کا اور اعتراف ساتھ اس کے اور وجود باری کا لائق تر ہے جس کے ساتھ اعتراف کرنا واجب ہے اور نہیں جائز ہے انکار اس کا اس واسطے کہ جتنی دلیلیں روشن کہ اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کسی پر نہیں دلالت کرتیں۔

٦٨٣٧ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا

٦٨٣٧ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو یہ دعا پڑھتے تھے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی رب ہے آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا اور جو ان کے درمیان ہے تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی ہے آسمانوں اور زمین کا روشن کرنے والا تیرا قول سچ ہے اور تیرا وعدہ سچ مچ ہے اور تیرا ملنا سچ مچ ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے جو میں نے آگے کیا اور پیچھے کیا اور جس کو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو ہی ہے میرا اللہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے تیرے۔

أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے یہ جو کہا کہ آسمانوں اور زمین کا یعنی پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور قول اس کا بالحق پیدا کیا ان کو ساتھ حق کے یعنی نہ بے فائدہ۔

حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ.

سفیان نے اسی طرح بیان کیا اور کہا: تو حق ہے اور تیری بات حق ہے۔

فائدہ: یعنی اشارہ کیا ہے اس طرف کہ ساقط ہوا ہے قبیصہ کی روایت سے قول اس کا انت الحق اس واسطے کہ اس کے اول میں ہے قولک الحق اور ثابت ہوا ہے قول اس کا انت الحق ثابت بن محمد کی روایت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾.

اللہ نے فرمایا کہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ معنی سمیع بصیر کے علیم ہیں اور لازم آتا ہے اس پر یہ کہ برابر کرے اس کو ساتھ اندھے کے جو جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور حالانکہ اس کو آسمان نظر نہیں آتا اور ساتھ بہرے کے جو جانتا ہے کہ آدمیوں میں آواز ہیں اور ان کو نہیں سنتا اور نہیں کوئی شک ہے کہ جو سنے اور دیکھے وہ زیادہ تر داخل ہونے والا ہے صفت کمال میں اس شخص سے جس میں صرف ایک وصف دونوں میں سے پائی جائے پس صحیح ہوا کہ قول اس کا سمیعا بصیرا فائدہ دیتا ہے قدر زائد کا اور پر علیم ہونے اس کے اور قول اس کا سمیعا بصیرا بغل گیر ہے اس کو کہ وہ سنتا ہے کان سے اور دیکھتا ہے آنکھ سے جیسا کہ بغل گیر ہے ہونا اس کا علیما اس کو کہ وہ عالم ہے علم سے اور نہیں ہے کوئی فرق درمیان ثابت کرنے کے کہ وہ سمیع بصیر ہے اور درمیان اس کے کہ وہ سمع بصر یعنی کان آنکھ والا ہے اور یہ قول ہے سب اہل سنت کا اور حجت پکڑی ہے معتزلی نے ساتھ اس کے کہ سننا پیدا ہوتا ہے پہنچنے ہوا کے سے جو مسموع ہے طرف پٹھے کی جو بچھا ہوا ہے بیچ جڑ سوراخ کان کے اور اللہ پاک ہے جارحہ سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ عادت ہے کہ جاری کی ہے اللہ نے اس کے حق میں جو زندہ ہو سو پیدا کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ وقت پہنچنے ہوا کے طرف محل مذکور کی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سنتا ہے مسموعات کو بغیر وسائط کے اور اسی طرح دیکھتا ہے چیزوں کو بغیر سامنے ہونے کے اور خارج ہونے شعاع کے پس ذات باری تعالیٰ کی باوجود ہونے اس کے زندہ موجود نہیں مشابہ ہے مخلوق کے ذات کو پس اسی طرح اس کی ذات کی صفتیں بھی صفات کے مشابہ نہیں وسیاتی مزید ذلک اور کہا بیہقی نے اسماء اور صفات میں کہ سمیع وہ ہے جس کے واسطے سمع ہو کہ پائے ساتھ اس کے مسموعات کو اور بصیر وہ ہے کہ اس کے واسطے بصر ہو کہ پائے اس کے ساتھ مرئیات کو اور ہر ایک

دونوں میں سے اللہ کے حق میں صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور باب کی آیت اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے رد اس شخص پر جس نے گمان کیا کہ وہ سمیع بصیر ہے ساتھ معنی علیم کے پھر روایت کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ابو داؤد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا عَلِيْمًا﴾ اور اپنی دو انگلیوں کو آنکھ اور کان پر رکھا کہا بیہقی نے کہ مراد ساتھ اس کے اشارہ کرنا ہے طرف تحقیق اثبات سمع اور بصر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان کرنے محل ان کے آدمی سے کہ اللہ کے واسطے سمع اور بصر ہے یہ کہ مراد ساتھ اس کے علم ہے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو اشارہ کرتے طرف دل کی اس واسطے کہ وہ محل ہے علم کا اور نہیں ہے مراد ساتھ اس کے جارحہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے مخلوق کی مشابہت سے پھر ذکر کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے واسطے شاہد عقبہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورت کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دل کی طرف دیکھتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ تَمِيْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ سب تعریف اللہ کو کہ ادراک کیا ہے اس کی سمع نے آوازوں کو سو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اُتاری البتہ اللہ نے سن لی ہے بات اس عورت کی جو اپنے خاوند کے واسطے تجھ سے جھگڑتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ معنی وسع کے ہیں ادراک کیا اس واسطے کہ جو چیز کہ کشادگی کے ساتھ موصوف کی جائے وہ تنگی کے ساتھ بھی موصوف ہوتی ہے اور یہ اجسام کی صفات سے ہے پس واجب ہے پھیرنا اس کے قول کا ظاہر سے اور حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے سمع ہے اور ابو عبیدہ بن معن سے روایت ہے کہ میں نہیں سنتا کلام خولہ رضی اللہ عنہا کا اور بعض کلام اس کا مجھ سے پوشیدہ رہتا تھا اور وہ اپنے خاوند کی شکایت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اس نے میری جوانی کھالی اور میں نے اس کے واسطے اولاد جنی یہاں تک کہ جب میں بوڑھی ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یعنی مجھ کو ماں کہا یعنی اس نے شکوہ کیا کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے سو ہمیشہ رہی وہ شکوہ کرتی یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لائے ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ الآية اور یہ صحیح تر روایت ہے کہ وارد ہوئی ہے اس قصے میں۔ (فتح)

۶۸۳۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ

۶۸۳۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے سو جب ہم کسی اونچی

عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَکُنَّا إِذَا عَلَوْنَا کَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبَعُوْا عَلٰی أَنْفُسِکُمْ فَإِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا قَرِیْبًا ثُمَّ أَتٰی عَلَیَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِیْ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَیْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِهٖ.

جگہ پر چڑھتے تھے تو پکار پکار کے اللہ اکبر کہتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر اس واسطے کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور میں اپنے جی میں کہتا ہوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ سو فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! (یہ ابو موسیٰ کا نام ہے) کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ وہ ایک خزانہ ہے بہشت کے خزانوں سے یا فرمایا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو یعنی ساتھ باقی حدیث کے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر روایت یوں آتی کہ تم بہرے اور اندھے کو نہیں پکارتے ہو تو ظاہر ہوتی مناسبت میں لیکن چونکہ غائب اندھے کی مانند ہے نہ دیکھنے میں تو اس کے لازم کی نفی کی تا کہ ہو ابلغ اور شامل تر اور زیادہ کیا قریب کو اس واسطے کہ بعید اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو سنتے دیکھتے ہیں لیکن وہ دور ہونے کے سبب سے دیکھ سن نہیں سکتا ہے کبھی اور نہیں ہے مراد قریب ہونا مسافت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے حلول سے یعنی مخلوق کے اندر داخل ہونے سے کما لا یخفی اور مناسبت غائب کی ظاہر ہے بہ سبب نہی کرنے کے آواز کے بلند کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں نفی آفت کی ہے جو مانع ہے سمع سے اور نفی آفت کی ہے جو مانع ہے دیکھنے سے اور ثابت کرنا اس کا کہ وہ سمیع بصیر قریب ہے مستلزم ہے اس کو کہ ان صفتوں کی ضد اس پر صحیح نہ ہو۔ (فتح)

٦٨٣٩۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنِی ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ یَزِیْدَ عَنْ أَبِی الْخَیْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

٦٨٣٩۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا حضرت! مجھ کو وہ دعا سکھلایئے جس کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں یعنی التحیات کے اخیر میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اللھم سے اخیر تک یعنی الٰہی! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا سوائے تیرے سو تو بخش دے مجھ کو اپنے پاس کی مغفرت سے البتہ تو ہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس طرف کہ مناسبت حدیث

کی ترجمہ سے یہ ہے کہ دعا کرنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھلایا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ اس کی دعا کو سننے والا ہے اور اس کو اس پر بدلہ دینے والا ہے اور کہا بعض نے کہ حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے اس میں ذکر سستی دیکھنے کا لیکن ذکر کیا دونوں کے لازم کو اس جہت سے کہ فائدہ دعا کا قبول کرنا دعا کا ہے سو اگر اللہ کی سمع چھپی بات سے متعلق نہ ہوتی جیسے کہ کھلی بات سے متعلق ہے تو البتہ نہ حاصل ہوتا فائدہ دعا کا یا مقید کیا جاتا اس کو ساتھ اس کے جو پکار کر دعا مانگے۔ (فتح)

٦٨٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام نَادَانِيْ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ.

۶۸۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے مجھ کو پکارا کہا کہ بے شک اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سنی اور جو انہوں نے تجھ کو جواب دیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ رد کیا انہوں نے اس چیز کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی طرف بلایا توحید سے یعنی اس کو قبول نہ کیا اور کہا کرمانی نے کہ مقصود ان حدیثوں سے ثابت کرنا صفات سمع اور بصر کا ہے اور یہ دونوں صفات اس کی قدیمی ہیں اس کی ذات کی صفات سے اور وقت پیدا ہونے مسموع اور دیکھی گئی چیز کے واقع ہوتا ہے تعلق اور معتزلوں نے کہا کہ اللہ سمیع ہے سنتا ہے ہر مسموع کو اور بصیر ہے دیکھتا ہے ہر مبصر کو سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ دونوں صفتیں حادث ہیں اور ظاہر آیتوں اور حدیثوں کا ان پر رد کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ﴾

اللہ نے فرمایا کہہ وہ اللہ قادر ہے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ قدرت ذات کی صفت ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا۔

٦٨٤١۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِيْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۶۸۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو استخارہ سکھلاتے تھے ہر کام میں جیسے ان کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے فرماتے تھے کہ جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے سوائے فرض کے پھر یہ دعا پڑھے اللّٰھم سے آخر تک یعنی الٰہی! میں تجھ سے

السَّلَمِیُّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْأَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّيْهِ بِعَيْنِهٖ خَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ قَالَ أَوْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهٗ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ.

خیریت مانگتا ہوں تیرے علم کے وسیلے سے اور تجھ سے قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل سے سو بے شک تو قادر ہے مجھ کو قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو سب چھپی چیزوں کا دانا ہے الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام پھر خاص اس کا نام لے جو ہو بہتر ہے میرے واسطے میری دنیا اور عاقبت میں یا یوں فرمایا کہ میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں تو اس کو میرے واسطے مقدر کر اور اس کو میرے واسطے آسان کر دے پھر مجھ کو اس میں برکت دے الٰہی! اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے حق میں بد ہے میرے دین اور دنیا میں اور انجام کار میں یا یوں فرمایا کہ میری دنیا اور عاقبت میں تو اس کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور مقرر کر دے میرے واسطے بہتر کام کو جہاں کہیں کہ ہو پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں تجھ سے قدرت مانگتا ہوں یعنی میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ تو مجھ کو قدرت دے مطلوب پر اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس سے راضی کر یعنی سو میں نہ پچھتاؤں اس کے طلب کرنے پر اور نہ اس کے واقع ہونے پر اس واسطے کہ میں اس کے انجام کار کو نہیں جانتا اگرچہ اب میں اس کے طلب کرنے کے وقت اس سے راضی ہوں اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ دعا مذکور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے اور احتمال ہے کہ ہو ترتیب اس میں بہ نسبت اذکار نماز کے اور اس کی دعاؤں کے سو کہے بعد فراغ کے سلام سے۔

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ﴾.

باب ہے بیچ بیان مقلب القلوب کے یعنی دلوں کا پھیرنے والا اور اللہ نے فرمایا اور ہم پھیرتے ہیں ان کے دل اور آنکھ کو۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ قلب کرنا چیز کا تغیر کرنا اس کا ہے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور بدلنا اللہ کا دلوں اور آنکھوں کو پھیرنا ان کا ہے ایک رائے سے طرف دوسری رائے کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض کی مانند ارادے وغیرہ کے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے ہیں اور وہ صفات فعلیہ سے ہیں اور مرجع ان کا قدرت کی طرف ہے۔

٦٨٤٢۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ.

۶۸۴۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھایا کرتے تھے قسم ہے دلوں کے پھیرنے والے کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں گزر چکی ہے اور اسی طرح آیت ان دونوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ اعراض دل کے ارادے وغیرہ سے واقع ہوتا ہے اللہ کے پیدا کرنے سے اور اس میں حجت ہے اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس نام کے کہ ثابت ہو خبر میں گرچہ نہ متواتر ہو اور معنی نقلب افئدتھم کے یہ ہیں کہ ہم ان کو پھیرتے ہیں جدھر چاہتے ہیں اور کہا معتزلی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان پر مہر کرتے ہیں سو نہیں ایمان لاتے اور طبع ان کے نزدیک ترک ہے سو معنی یہ ہیں کہ ہم ان کو چھوڑتے ہیں اور جو انہوں نے اپنے واسطے اختیار کیا اور نہیں ہیں یہ معنی تقلیب کے لغت عرب میں اور اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ مدح کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس صفت کے ساتھ اکیلا ہے اور نہیں ہے کوئی شریک اس کا بیچ اس کے پس نہیں صحیح ہوگی تفسیر طبع کی ساتھ ترک کے اور طبع اہل سنت کے نزدیک پیدا کرنا کفر کا ہے کافر کے دل میں اور بدستور رہنا اس کا اوپر اس کے یہاں تک کہ مر جائے سو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اللہ تصرف کرتا ہے بندوں کے دل میں جس طرح چاہتا ہے نہیں منع ہے اس پر کوئی چیز اس سے اور نہیں فوت ہوتا ہے اس سے ارادہ اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے مقلب القلوب! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ تو اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ یہ سب بندوں کو شامل ہے یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی اور دفع کیا ہے اس وہم کو کہ پیغمبر لوگ اس سے مخصوص ہیں اور خاص کیا اپنے نفس پاک کو واسطے اعلان کرنے کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس پاک اللہ کی طرف پناہ پکڑنے کا محتاج ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر بطریق اولیٰ محتاج ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اسْمٍ إِلَّا وَاحِدًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ الْعَظَمَةِ ﴿الْبَرُّ﴾ اللَّطِيفُ.

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ذوالجلال کے معنی ہیں عظمت والا یعنی جلال کے معنی عظمت کے ہیں اور بر کے معنی ہیں لطیف باریک بین۔

٦٨٤٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۶۸۴۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے یا اعتقاد سے شمار کر رکھے یا ان کے معنی جانے اور اس پر عمل کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے ان کو یاد رکھا۔

فائدہ: کہا اصیلی نے کہ احصا کے معنی ہیں ان پر عمل کرنا نہ شمار کرنا اور یاد کرنا ان کا اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ کبھی کافر اور منافق کے واسطے کہا ابن بطال نے کہ احصا واقع ہوتا ہے ساتھ قول کے اور واقع ہوتا ہے ساتھ عمل کے سو جو عمل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے بعض نام وہ ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ ان کے اور وہ مانند احد اور متعال اور قدیر کے ہیں اور جو ان کی مانند ہے پس واجب ہے اقرار ساتھ ان کے اور جھکنا نزدیک ان کے اور اس کے بعض نام وہ ہیں کہ مستحب ہے پیروی کرنی ان کے معانی میں مانند رحیم اور کریم اور عفو کے اور جو مانند ان کے ہے پس مستحب ہے بندے کے واسطے کہ ان کے معنوں سے آراستہ ہوتا کہ ادا کرے حق عمل کرنے کا ساتھ ان کے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگا احصا عملی اور بہرحال احصا قولی سو حاصل ہوتا ہے ان کے جمع کرنے اور یاد کرنے سے اور سوال کرنے سے ساتھ ان کے اگرچہ شریک ہو ایماندار کو غیر اس کا عدد اور حفظ میں اس واسطے کہ ممتاز ہوتا ہے اس سے ایمان دار ساتھ ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور کہا ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد علی الجہمیہ کے جو ذکر کیا نعیم بن حماد نے کہ جہمیہ نے کہا کہ اللہ کے نام مخلوق ہیں اس واسطے کہ اسم غیر مسمّٰی کا ہے اور دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہ اللہ تھا اور ان ناموں کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا پھر ان کے ساتھ نام رکھا گیا تو ہم ان کو کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور کہا ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ﴾ سو اللہ نے خبر دی کہ وہ معبود ہے اور اس کی کلام نے دلالت کیا اس کے اسم پر ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کی ساتھ اس کے اپنے نفس پر سو جو گمان کرے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو یہ کہ تسبیح کہے مخلوق چیز کو۔

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَا

سوال کرنا اللہ کے ناموں سے اور پناہ مانگنا ان کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مقصود ساتھ اس ترجمہ کے صحیح کرنا قول کا ہے ساتھ اس کے کہ اسم وہی ہے مسمّٰی اسی واسطے صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ اسم کے جیسے کہ صحیح ہے پناہ مانگنا ساتھ ذات کے اور بہرحال شبہ قدریہ کا کہ وارد کیا ہے اس کو انہوں نے اوپر متعدد ہونے ناموں کے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اسم بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مسمّٰی ہوتا ہے اور بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے تسمیہ ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کے اور ذکر کیں باب

میں تو حدیثیں سب کی سب بیچ برکت طلب کرنے کے ہیں ساتھ نام اللہ کے اور سوال کرنے کے ساتھ اس کے اور پناہ مانگنے کے۔ (فتح)

٦٨٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَآءَ أَحَدُكُمْ فِرَاشَهٗ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهٗ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهٗ يَحْيٰى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّآءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٤٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آئے تو چاہیے کہ اس کو اپنے کپڑے کے کنارے سے جھاڑے تین بار اور چاہیے کہ کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیری ہی مدد سے اس کو اٹھاؤں گا سو اگر تو میرے نفس کو بند رکھے یعنی مار ڈالے تو اس کو بخش دے اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اس کو نگاہ رکھ ساتھ اس چیز کے کہ تو اپنے نیک بندوں کو نگاہ رکھتا ہے متابعت کی ہے اس کی یحییٰ نے الخ یعنی مراد ساتھ وارد کرنے ان تعلیقات کے بیان کرنا اختلاف کا ہے سعید مقبری پر کہ کیا روایت کی ہے اس نے یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ اپنے باپ کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ منسوب کیا وضع کو طرف اسم کی اور رفع کی طرف ذات کی سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ اسم کے ذات ہے اور ساتھ ذات کے مدد طلب کی جاتی ہے پہلو رکھنے اور اٹھانے میں نہ لفظ سے۔ (فتح)

٦٨٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوْتُ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

٦٨٤٥۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے کہ الٰہی! میں تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام پر مروں گا اور جب صبح کو جاگتے تو یہ فرماتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا بعد ہمارے مرنے کے اور اسی کی طرف ہے جی کر اٹھنا یعنی

أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

قیامت میں۔

فائدہ: نشور کے معنی ہیں زندہ ہونا بعد موت کے اور اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ الٰہی! تیرے نام سے جیتا ہوں اور تیرے نام سے مروں گا۔

٦٨٤٦۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

۶۸۴۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات کو سونے کے واسطے لیٹتے تو کہتے میں تیرے نام سے مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں پھر جب جاگتے تو کہتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو زندہ کیا ہمارے مرنے کے بعد اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے۔

فائدہ: نیند کو موت اس واسطے فرمایا کہ جیسے موت سے عقل اور حواس نہیں رہتے ویسے ہی نیند میں بھی نہیں رہتے پھر اس کے بعد قیامت کا جی اٹھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے ذکر کیا کہ جاگنا قیامت کی زندگی کی مثال ہے یعنی جیسے نیند کے بعد جاگتے ہیں اسی طرح موت کے بعد قیامت میں زندہ ہوں گے۔

٦٨٤٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرُّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

۶۸۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ سے رزقتنا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الٰہی! بچائے رکھ ہم کو شیطان سے اور بچا شیطان سے ہماری اولاد کو سو البتہ اگر میاں بیوی کے درمیان اس صحبت میں کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان ہرگز ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے۔

٦٨٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ

۶۸۴۸۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے کہا کہ میں اپنے کتے سکھائے ہوئے شکار پر چھوڑتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ.

کہ جب تو اپنے سکھائے ہوئے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور اللہ کا نام لے سو وہ شکار کو پکڑ رکھیں تو کھا اور جب تو بے پر کے تیر کو مرے پھر وہ تیر شکار کو چیر پھاڑ ڈالے تو کھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں گزر چکی ہے۔

٦٨٤٩ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هَا هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ.

٦٨٤٩ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! البتہ یہاں چند قومیں ہیں کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی تازہ مسلمان ہوئے ہیں ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کا نام لے لیا کرو اور کھایا کرو۔

فائدہ: یعنی اہل اسلام پر نیک گمان کرنا چاہیے وہ لوگ ذبح کے وقت اللہ کے نام کو ترک نہ کرتے ہوں گے تم اپنا شبہ رفع کرنے کے واسطے اللہ کا نام لے لیا کرو اور یہ مطلب نہیں کہ اگر چہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو تو بھی تمہارے بسم اللہ کہنے سے پاک ہو جائے گا اس واسطے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہے اور یہ حدیث ذبائح میں بھی گزر چکی ہے۔

٦٨٥٠ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ.

٦٨٥٠ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قربانی کی دو مینڈوں سے بسم اللہ اور اللہ اکبر کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قربانی میں گزر چکی ہے۔

٦٨٥١ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبٍ أَنَّهُ

٦٨٥١ـ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قربانی کے دن حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھا حضرت ﷺ

شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

نے اول نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ جو نماز سے پہلے قربانی ذبح کرے تو چاہیے کہ اس کے بدلے اور ذبح کرے اور جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح نہ کی ہو تو چاہیے کہ ذبح کرے اللہ کے نام سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی قربانیوں میں گزر چکی ہے۔

٦٨٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَآئِكُمْ وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ.

٦٨٥٢۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ کھایا کرو اپنے باپوں کی اور جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والنذور میں گزر چکی ہے کہا نعیم بن حماد نے جہمیہ کے رد میں کہ دلالت کی ان حدیثوں نے جو وارد ہیں بیچ پناہ مانگنے کے اللہ کے ناموں سے اور اس کے کلمات سے اور بیچ سوال کرنے کے ساتھ ان کے مثل احادیث باب کے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ کے نام سے میں تجھ پر منتر پڑھتا ہوں اور باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ہے نزدیک نسائی وغیرہ کے اس پر کہ قرآن مخلوق نہیں ہے اس واسطے کہ اگر قرآن مخلوق ہوتا تو نہ پناہ مانگی جاتی ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں پناہ مانگی جاتی ساتھ مخلوق کے اللہ نے فرمایا کہ پناہ مانگ اللہ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو پناہ مانگے تو اللہ کی پناہ مانگ اور کہا امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے کتاب السنہ میں کہ کہا جہمیہ نے کہ جو کہے کہ اللہ ہمیشہ موصوف ہے اپنے ناموں اور اپنی صفات سے وہ نصاریٰ کے قول کے ساتھ قائل ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اوروں کو ملایا ہے اور جواب یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بے شک اللہ ایک ہے اپنے اسموں اور صفتوں سے سو ہم نہیں موصوف کرتے مگر ایک کو اس کی صفتوں سے اللہ نے فرمایا ﴿ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا﴾ سو موصوف کیا اس کو اللہ نے ساتھ ایک ہونے کے باوجود اس کے کہ اس کے واسطے زبان تھی اور دو آنکھیں اور دو کان تھے اور سمع اور بصر اور نہیں خارج ہوا باوجود اس کے ایک ہونے سے اور واسطے اللہ کے ہے مثل بلند۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوْتِ وَأَسَامِي اللّٰهِ

جو ذکر کیا جاتا ہے بیچ ذات اور نعوت اور اللہ کے ناموں سے

فائدہ: یعنی جو ذکر کیا جاتا ہے اللہ کی ذات اور اس کی نعتوں میں کہ ان کا اللہ پر اطلاق کرنا جائز ہے جیسے کہ اس کے اسموں کا اطلاق کرنا اس پر جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ کوئی نص اس میں وارد نہیں ہوئی بہر حال ذات سو کہا عیاض

نے کہ ذات شے کی نفس اس کا ہے اور حقیقت اس کی اور استعمال کیا ہے اہل کلام نے ذات کو ساتھ الف لام کے اور غلط کیا ہے اس کو اکثر نحویوں نے اور استعمال کرنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے نفس شے کا ہے اوپر طریقے متکلمین کے اللہ تعالیٰ کے حق میں سو فرق کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان نعوت اور ذات کے اور کہا ابن برہان نے کہ اطلاق کرنا متکلمین کا ذات کو اللہ کے حق میں ان کی بے علمی سے ہے اس واسطے کہ ذات مؤنث ہے ذو کی اور نہیں صحیح ہے الحاق کرنا تائے تانیث کا ساتھ اللہ کے اسی واسطے منع ہے کہ اللہ کو علامہ کہا جائے اگرچہ وہ سب عالموں سے عالم تر ہے اور یہ جو انہوں نے کہا صفات ذاتیہ تو یہ بھی ان کے بے علمی کے سبب سے ہے اس واسطے کہ نسبت طرف ذات کی دو کے ہے نعت کے معنی ہیں وصف اور نعوت اس کی جمع ہے اور کہا ابن بطال نے کہ اللہ کے نام تین قسم پر ہیں ایک قسم اس کی ذات کی طرف راجع ہے اور ایک قسم اس کی صفت کی طرف راجع ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے مانند حی کے اور تیسری قسم اس کے فعل کی طرف راجع ہے مانند خالق کے کہ پیدا کرنا اس کا فعل ہے اور ان کے ثابت کرنے کا طریق سمع ہے یعنی وہ نقل سے ثابت ہوتی ہیں نہ عقل سے اور صفات ذات اور صفات فعل سے درمیان فرق یہ ہے کہ ذات کی صفتیں اس کے ساتھ قائم ہوں اور فعل کی صفتیں اس کے واسطے ثابت ہیں ساتھ قدرت کے اور وجود مفعول کے اس کے ارادے سے بزرگ اور بلند ہے۔

وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهٖ تَعَالٰى

یعنی کہا خبیب رضی اللہ عنہ اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہے سو ذکر کیا ذات کو اس کے اسم کے ساتھ

فائدہ: یعنی ذکر کیا ذات کو اس حال میں کہ متلبس ہے ساتھ اسم اللہ کے یا ذکر کیا حقیقت اللہ کو ساتھ لفظ ذات کے کہا یہ کرمانی نے، میں کہتا ہوں اور ظاہر یہ کہ اس کی مراد یہ ہے کہ اس نے ذات کو اللہ کے اسم کی طرف مضاف کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنا سو اس پر انکار نہ کیا سو ہوگا جائز کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا ذات الالٰہ تو نہیں ہے اس میں دلالت ترجمہ پر اس واسطے کہ نہیں ہے مراد اس کے ساتھ ذات کی حقیت جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ہے اور اس کی مراد تو یہ ہے کہ یہ اللہ کی فرمانبرداری میں ہے یا اس کی راہ میں اور کبھی جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ غرض اس کی جواز اطلاق ذات کا ہے فی الجملہ اور یہ اعتراض قوی تر ہے جواب سے پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے جواز اطلاق لفظ ذات کا ہے نہ ساتھ ان معنوں کے کہ نکالا ہے ان کو متکلمین نے لیکن نہیں ہے وہ مردود اور جب پہچانا گیا کہ مراد ساتھ اس کے نفس ہے واسطے ثابت ہونے نفس کے کتاب مجید میں تو اسی نکتہ کے واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد نفس کا باب باندھا ہے اور آئے گا باب الوجہ میں کہ وارد ہوا ہے وہ ساتھ معنی رضا کے کہا ابن دقیق العید نے عقیدے میں کہ تو صفات مشکلہ میں کہہ وہ حق ہیں اور سچ مچ ہیں بنا بران معنوں کے کہ اللہ کی مراد ہیں اور جو ان میں تاویل کرے تو ہم دیکھیں گے کہ اگر اس کی تاویل عرب کی زبان کے مقتضیٰ کے موافق ہوگی تو ہم

اس پر انکار نہیں کریں گے اور اگر اس کی تاویل بعید ہوگی تو ہم اس میں توقف کریں گے اور رجوع کریں گے ہم طرف تصدیق کے باوجود منزہ جاننے اس کے یعنی ہم اس پر ایمان لائیں گے باوجود پاک جاننے اس کے اور جس کے معنی ظاہر ہوں مفہوم ہوں عرب کے خطاب سے تو ہم اس کو اس پر محمول کریں گے واسطے قول اس کے ﴿عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عرب کی استعمال میں حق اللہ کا ہے سو نہ توقف کیا جائے گا بیچ حمل کرنے اس کے اوپر اس کے اور اسی طرح ہے قول اس کا کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تصرف میں ہے اور جس میں اس کو واقع کرے اور اسی طرح ہے قول اللہ تعالیٰ ﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ کہ اس کے معنی ہیں کہ اللہ نے ان کی بنیاد کو خراب کیا اور قیاس کر باقی کو اوپر اس کے اور یہ تفصیل خوب ہے کم لوگ اس پر خبردار ہوتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ اتفاق کیا ہے محققین نے اس پر کہ اللہ کی حقیقت مخالف ہے تمام حقیقتوں کو اور بعض اہل کلام کا یہ مذہب ہے کہ اللہ کی ذات سب ذاتوں کے مساوی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا اور ممتاز ہوتی ہے ان سے ساتھ ان صفتوں کے جو خاص ہیں ساتھ اس کے مانند واجب الوجود اور قدرت تامہ اور علم تام کے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ تمام حقیقت میں باہم مساوی ہوں واجب ہے کہ صحیح ہو ہر ایک پر ان سے جو صحیح ہو دوسرے پر سو لازم آئے گا دعویٰ مساوات سے محال اور ساتھ اس کے کہ اصل اس چیز کا کہ ذکر کی انہوں نے قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور یہ ہے اصل خبط اور صواب بند رہنا اور چپ رہنا ہے ایسے قصوں سے اور سب کو اللہ کی تفویض اور سپرد کرنا کرنا کہ اس کے معنوں کو وہی جانتا ہے اور ہم ایمان لائے ساتھ پھر اس چیز کے کہ واجب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ثابت کرنا اس کا اس کے واسطے یا پاک جاننا اس کا اس سے بطور اجمال کے۔ (فتح)

٦٨٥٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ أُسَيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ فَأَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا

٦٨٥٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے دس آدمیوں کو بھیجا ایک ان میں سے خبیب انصاری رضی اللہ عنہ تھے سو خبر دی مجھ کو عبیداللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کفار مکہ اس کے مارنے کے واسطے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف کے بال لینے کے واسطے مجھ سے اُسترہ لیا سو جب اس کو حرم مکے سے لے کر نکلے تا کہ اس کو قتل کریں تو کہا خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ شعر مجھ کو کچھ پرواہ نہیں جب کہ میں اسلام کی حالت میں مارا جاؤں جس پہلو پر ہو اللہ کے واسطے ہے مارا جانا میرا اور یہ اللہ کی راہ میں

فَلَمَّا خَرَجُوْا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ الْأَنْصَارِيُّ وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ أُصِيْبُوْا.

ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت دے گا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے عضو کے جوڑوں پر سو قتل کیا اس کو حارث کے بیٹے نے تو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے اپنے اصحاب کو ان کی خبر دی جس دن وہ شہید ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾

باب ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور ڈراتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ اپنے نفس سے اور اللہ کے قول میں کہ تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے۔

فائدہ: کہا راغب نے کہ نفس سے مراد اس کی ذات ہے اور یہ اگرچہ مغایرت کو چاہتا ہے اس واسطے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہے لیکن نہیں ہے کوئی چیز باعتبار معنی کے سوائے ایک اللہ کے جو پاک اور بلند ہے دو ہونے سے ہر وجہ سے اور قرآن اور حدیثوں میں نفس کا اطلاق اللہ پر بہت آیا ہے اور یہ جو کہا تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے الخ یعنی تو جانتا ہے جو میں اپنے جی میں چھپاتا ہوں اور میں نہیں جانتا جو تو مجھ سے چھپاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تیری ذات کو نہیں جانتا یا میں تیرے غیب کو نہیں جانتا یا میں نہیں جانتا تیرے ارادے اور تیرے معلوم کو۔ (فتح)

٦٨٥٤- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

۶۸۵۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام حرام کیے اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور حدیثوں میں ثابت کرنا نفس کا ہے واسطے اللہ کے اور نفس کے کئی معنی ہیں اور مراد ساتھ نفس اللہ کے اس کی ذات ہے اور نہیں ہے کوئی امر زیادہ اوپر اس کے پس واجب ہے کہ وہی ہو اور یہ جو کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی غیرت والا نہیں تو اس کے معنی کسوف میں گزر چکے ہیں اور بعض نے کہا کہ غیرت اللہ کی برا جاننا بے حیائی کے کام کا ہے یعنی نہ راضی ہونا اس کا ساتھ اس کے نہ تقدیر اور بعضوں نے کہا کہ غضب لازم

ہے غیرت کو اور لازم غضب کا ارادہ پہنچانے عقوبت کا ہے اور اس حدیث کے اس طریق میں اگرچہ نفس نہیں واقع ہوا لیکن اس کے دوسرے طریق میں نفس آ چکا ہے ولذلك مدح نفسه سو بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں نفس کا لفظ آ چکا ہے اور کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں نفس واقع نہیں ہوا اور یہ کرمانی کی غفلت ہے۔ (فتح)

٦٨٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلٰى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

٦٨٥٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں لکھ رکھا اور حالانکہ وہ لکھتا ہے اپنے **نفس** پر اور وہ مکتوب رکھا گیا ہے اس کے **پاس عرش** پر کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے۔

فائدہ: یعنی غصے سے اللہ کی رحمت زیادہ ہے اسی واسطے کافروں اور گنہگاروں کو جلدی نہیں پکڑتا اور عذاب میں جلدی نہیں کرتا کہا ابن بطال نے کہ عند لغت میں مکان کے واسطے ہے اور اللہ پاک ہے حلول سے جگہوں میں اس واسطے کہ حلول عرض ہے کہ فنا ہوتا ہے اور وہ حادث ہے اور حادث نہیں لائق ہے ساتھ اللہ کے بنا بر اس کے پس معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کے علم میں پہلے گزر چکا ہے کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کو ثواب دے گا اور جو گناہ کرے اس کو عذاب کرے گا اور کہا ابن تین نے کہ معنی عند کے اس حدیث میں جاننا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مکتوب رکھا گیا ہے عرش پر اور بہر حال لکھنا اللہ کا سو اس واسطے نہیں کرتا اس کو بھول نہ جائے کہ وہ اس سے پاک ہے نہیں پوشیدہ ہے اس سے کوئی چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لکھا ہے اس کو بہ سبب فرشتوں کے جو مؤکل ہیں ساتھ مکلفوں کے۔ (فتح)

٦٨٥٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ

٦٨٥٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا کہ گمان میرے ساتھ رکھے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت کہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجھ کو جماعت میں یاد کرے تو میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہے اور اگر مجھ

وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.

سے نزدیکی چاہے ایک بالشت بھر تو میں اس کا قرب ہاتھ بھر چاہوں گا اور اگر میرا قرب ہاتھ بھر چاہے تو میں اس سے دو ہاتھ کے برابر قرب چاہوں گا اور جو میرے پاس قدم قدم چلتا آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی قادر ہوں اس پر کہ معاملہ کروں ساتھ اس کے جو اس نے گمان کیا کہ میں معاملہ کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ سیاق میں اشارہ ہے اس طرف کہ امید کی جانب کو خوف کی جانب پر ترجیح ہے اور یہ حدیث اہل تحقیق کے نزدیک مقید ہے ساتھ اس کے جو مرنے کے قریب ہو اور تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ نہ مرے کوئی تم میں سے مگر اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو اور بہر حال اس سے پہلے سو اول میں کئی قول ہیں تیسرا اعتدال ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ علم ہے اور کہا قرطبی نے کہ مراد گمان قبول کرنے کا ہے وقت دعا کے اور گمان کرے قبول کا وقت توبہ کے اور گمان کرے بخشش کا وقت استغفار کے اور گمان کرے بدلے کا وقت فعل عبادت کے اس کی شرطوں سے واسطے تمسک کرنے کے اس کے سچے وعدے سے اور تائید کرتی ہے حدیث دوسری کہ تم اللہ سے دعا کرو اور حالانکہ تم یقین کرنے والے ہو ساتھ قبول ہونے کے اور اسی واسطے لائق ہے آدمی کو یہ کہ کوشش کرے بیچ قائم ہونے کے اس چیز پر کہ وہ اس پر یقین کرنے والا ہو ساتھ اس کے کہ اللہ اس کو قبول کرے گا اور اس کو بخشے گا اس واسطے کہ اس نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ خلاف نہیں کرتا سو اگر اعتقاد کرے یا گمان کرے کہ اللہ اس کو قبول نہیں کرے گا تو یہ نا امید ہونا ہے اللہ کی رحمت سے اور یہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اور جو اس پر مر جائے سپرد کیا جاتا ہے طرف اس چیز کی جو اس کا گمان ہو اور بہر حال گمان مغفرت کا باوجود اصرار کے گناہوں پر تو یہ محض جہل اور مغرور ہونا ہے اور وہ نوبت پہنچاتا ہے طرف مذہب مرجیہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں یعنی اپنے علم سے اور یہ معیت خاص ہے اس معیت سے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوں موافق اس کے کہ قصد کیا میرے ذکر کرنے سے پھر کہا احتمال ہے کہ یہ ذکر فقط زبان سے ہو یا فقط دل سے یا دونوں سے یا ساتھ بجا لانے حکم کے اور باز رہنے کے منع چیز سے اور ذکر دو قسم پر ہے ایک مقطوع ہے اس کے صاحب کے واسطے ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ خیر اور دوسرا خطر پر ہے اور یہ جو کہا کہ اگر مجھ کو اپنے جی میں ذکر کرے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں ذکر کرتا ہوں یعنی اگر ذکر کرے مجھ کو ساتھ تنزیہ اور پاکی بولنے کے پوشیدہ تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ رحمت اور ثواب کے پوشیدہ اور یا اس کے یہ معنی ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ تعظیم کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ انعام کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ یعنی اللہ کا ذکر اکبر

ہے سب عبادتوں سے کہا اہل علم نے کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر خفی یعنی پوشیدہ ذکر کرنا افضل ہے پکار کر ذکر کرنے سے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اگر یاد کرے مجھ کو اپنے جی میں تو یاد کرتا ہوں میں اس کو ساتھ ثواب کے کہ میں کسی کو اس پر اطلاع نہیں کرتا اور اگر مجھ کو پکار کر یاد کرے تو میں یاد کرتا ہوں اس کو ساتھ ثواب کے کہ اطلاع کرتا ہوں اس پر بلند رتبے والی جماعت کو اور کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث نص ہے اس میں کہ فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور یہ مذہب جمہور اہل علم کا ہے اور اس پر شاہد ہیں قرآن سے مثل ﴿اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ﴾ اور خالد افضل ہے فانی سے سو فرشتے افضل ہیں آدمیوں سے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف جمہور اہل سنت سے یہ ہے کہ نیک آدمی افضل ہیں باقی جنسوں سے اور جو فرشتوں کو آدمیوں سے افضل کہتے ہیں وہ فلاسفہ اور معتزلہ ہیں اور کم لوگ اہل سنت سے بعض صوفی اور بعض اہل ظاہر سے سو کہا انہوں نے کہ حقیقت فرشتے کی افضل ہے آدمی کی حقیقت سے اس واسطے کہ فرشتے نوری ہیں لطیف ہیں باوجود فراخ ہونے علم اور قوت کے اور یہ نہیں مستلزم ہے کہ ہر فرد کو ہر فرد پر فضیلت ہو جائز ہے کہ بعض آدمیوں میں وہ چیز ہو جو اس میں ہے اور زیادتی اور بعض نے خاص کیا ہے خلاف کو ساتھ نیک بندوں کے اور فرشتوں کے اور بعضوں نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ پیغمبروں کے پھر بعضوں نے ان میں سے تفضیل دی ہے فرشتوں کو غیر پیغمبروں پر اور بعضوں نے ان کو پیغمبروں پر فضیلت دی ہے سوائے حضرت ﷺ کے اور جو پیغمبروں کو فرشتوں سے افضل کہتے ہیں ان کے دلائل میں سے یہ آیتیں ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں واسطے تعظیم کے یہاں تک کہ شیطان نے کہا ﴿هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ﴾ اور اللہ نے فرمایا کہ اس کے واسطے جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عنایت کی اور نہیں ثابت ہوا فرشتوں کے واسطے اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے چن لیا آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل کو اور عمران علیہ السلام کی آل کو جہان والوں پر اور اس کے سوائے اور بہت دلیلیں ہیں اور دوسروں کی دلیل باب کی حدیث ہے اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اس جماعت میں جو ان سے بہتر ہیں اور جواب دیا ہے بعض اہل سنت نے کہ حدیث مذکور نہیں ہے نص اور نہ صریح مراد میں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد جماعت بہتر سے پیغمبر اور شہید لوگ ہوں اس واسطے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں پس نہیں بند ہے یہ فرشتوں میں اور ایک جواب اور ہے اور یہ قوی تر ہے پہلے سے کہ خیریت تو حاصل ہوئی ہے ساتھ ذاکر اور جماعت دونوں کے اکٹھی سو جس جانب میں کہ رب العزت ہے وہ بہتر ہے اس جانب سے جس میں وہ نہیں بغیر شک کے پس خیریت حاصل ہوئی ہے بہ نسبت مجموع کے اوپر مجموع کے اور معتزلہ کی دلیل یہ ہے کہ فرشتوں کو ذکر میں مقدم کیا ہے اس آیت میں ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ اور اس کے سوائے اور آیتوں میں بھی اور جواب یہ ہے کہ مجرد تقدیم ذکر میں نہیں مستلزم ہے تفضیل کو بلکہ اس کے واسطے اور اسباب ہیں مانند مقدم کرنے کے

زمانے میں بیچ مثل قول اللہ کے ﴿مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ﴾ سومقدم کیا اللہ نے نوح علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام پر واسطے مقدم ہونے زمانے نوح علیہ السلام کے باوجود اس کے کہ ابراہیم علیہ السلام افضل ہیں اور دلیل معتزلہ کی یہ آیت ہے ﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ یعنی نہیں عار کرتا مسیح یہ کہ ہو بندہ اللہ کا اور نہ فرشتے مقرب یعنی بیان کی گئی ہے یہ آیت واسطے رد کرنے کے نصاریٰ پر واسطے غلو ان کے مسیح میں سو ان کو کہا گیا کہ نہیں انکار کرتا ہے مسیح عبودیت سے اور نہ وہ جو اعلیٰ قدر ہیں اس سے یعنی فرشتے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نہیں تمام ہے دلالت اس کی مطلوب پر مگر جب کہ تسلیم کیا جائے کہ آیت فقط نصاریٰ کے رد کے واسطے بیان کی گئی ہے اور جو اس کا مدعی ہے وہ محتاج ہے اس طرف کہ ثابت کرے کہ نصاریٰ اس بات کا اعتقاد کرتے ہیں کہ فرشتوں کو مسیح پر فضیلت ہے اور حالانکہ وہ اس کے معتقد نہیں بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے پس نہ صحیح ہوگا استدلال اور بایں وجہ کہ جن صفتوں کے واسطے مسیح کو پوجتے ہیں یعنی دنیا کا ترک کرنا اور غیب کی چیزوں پر اطلاع پانا اور مردوں کا جلانا اللہ کے حکم سے وہ صفتیں فرشتوں میں بھی موجود ہیں سو اگر یہ صفات موجب عبادت ہیں تو فرشتوں کی عبادت کے واسطے بطریق اولیٰ موجب ہوں گے اور وہ باوجود اس کے اللہ کی عبادت سے عار نہیں کرتے سو اس ترقی سے افضلیت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اور بایں وجہ کہ آیت کا سیاق مبالغہ کے واسطے ہے نہ واسطے ترقی کے یعنی نہیں کہا اللہ نے یہ اس واسطے کہ فرشتوں کا مقام بلند ہے عیسیٰ علیہ السلام کے مقام سے بلکہ واسطے رد کرنے کے ان لوگوں پر جو دعویٰ کرتے ہیں کہ فرشتے اللہ ہیں سو رد کیا ان پر جیسا رد کیا نصاریٰ پر جو دعویٰ کرتے ہیں تثلیث کا یعنی نہیں مستحق ہے کہ تکبر کرے اللہ پر جو اس کے ساتھ موصوف ہو جس کو تم اے نصاریٰ اللہ ٹھہراتے ہو واسطے اعتقاد کرنے تمہارے کے اس میں کمال کو اور نہ فرشتے کہ تمہارے سوائے اور لوگوں نے ان کو اللہ ٹھہرایا ہے واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے ان میں کمال کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

۶۸۵۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ

۶۸۵۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہہ کہ اللہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمہارے اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی پھر کہا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری ذات کی پناہ مانگتا ہوں اللہ نے کہا یا ٹھہرائے تم کو کئی فرقے کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

أَرْجُلِكُمْ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَيْسَرُ.

فرمایا کہ یہ آسان تر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ انعام کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے کہ میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہا ابن بطال نے کہ اس آیت اور حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بے شک اللہ کے لیے چہرہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت سے ہے اور نہیں ہے جارحہ اور نہ مخلوق کے مونہوں کی طرف جن کو ہم دیکھتے ہیں جیسا ہم کہتے ہیں کہ وہ عالم ہے اور ہم نہیں کہتے کہ وہ ان عالموں کی طرح ہے جن کو ہم دیکھتے ہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے ذات مقدس ہے اور اگر ہوتی صفت اس کی فعل کی صفتوں سے تو البتہ شامل ہوتا اس کو ہلاک ہونا جیسا کہ اس کے سوائے اور صفتوں کو شامل ہے اور یہ محال ہے اور کہا راغب نے کہ اصل وجہ جارحہ معروف ہے اور اکثر اوقات بولا گیا ہے وجہ ذات پر مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ﴾ اور بعضوں نے کہا کہ لفظ وجہ صلہ ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اللہ اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ وجہ کے قصد ہے یعنی باقی رہے گی وہ چیز جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور کہا کرمانی نے کہ مراد ساتھ وجہ کے آیت اور حدیث میں ذات ہے باوجود یا لفظ زائد ہے یا منہ ہے نہ مخلوق کے منہ کی طرح اس واسطے کہ اس کو عضو معروف پر حمل کرنا محال ہے پس متعین ہے تاویل یا تفویض۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ تُغَذّٰى وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿تَجْرِيْ بِأَعْيُنِنَا﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں اور تا کہ تو پرورش کیا جائے میری آنکھ پر اور اس قول میں کہ جاری ہو ہمارے سامنے یعنی ہمارے علم سے۔

٦٨٥٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلٰى عَيْنِهٖ وَإِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

٦٨٥٨۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال کا ذکر ہوا سو فرمایا کہ بے شک اللہ پر کوئی چیز چھپی نہیں ہے بیشک اللہ کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور بے شک مسیح دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا ہوا انگور۔

٦٨٥٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ قَوْمَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ.

٦٨٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے اپنی امت کو ڈرایا ہے کانے بڑے جھوٹے سے یعنی دجال سے (خبردار ہو) بے شک دجال کانا ہوگا اور بے شک تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح فتن میں گزر چکی ہے اور مراد ان سے یہ قول ہے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا کہا راغب نے کہ عین جارحہ ہے اور جو کسی چیز پر محافظ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ اس کے واسطے آنکھ ہے اور اسی قبیل سے ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ فلانا میری آنکھ میں ہے یعنی میں اس کو نگاہ رکھتا ہوں اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ کا ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ یعنی ہم تجھ کو دیکھتے ہیں اور نگاہ رکھتے ہیں اور مثل اس کی ہے ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ اور یہ جو کہا ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ یعنی میری نگہبانی سے اور عین کے اور معنی بھی آتے ہیں کہا ابن بطال نے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ان لوگوں نے جو اللہ تعالیٰ سبحانہ کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ جو کہا کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اللہ کی آنکھ باقی آنکھوں کی طرح ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے واسطے جسم کا ہونا محال ہے اس واسطے کہ جسم حادث ہے اور اللہ قدیم ہے سو دلالت کی اس نے کہ مراد نفی نقص کی ہے اس سے اور کہا بیہقی نے کہ بعض نے کہا کہ آنکھ صفت ذات کی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد آنکھ سے دیکھنا ہے بنا بر اس کے پس معنی ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ﴾ کے یہ ہیں کہ ہمارے سامنے اور روبرو اور پہلا مذہب سلف کا ہے اور اشارہ کیا ہے اپنے ہاتھ سے تو اس میں اشارہ ہے طرف رد کی اس پر جو کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں قدرت اور کہا ابن منیر نے کہ وجہ استدلال کی اوپر ثابت کرنے آنکھ کے واسطے اللہ کے دجال کی حدیث سے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ بے شک اللہ کانا نہیں اس جہت سے ہے کہ عرف میں کانا اس کو کہا جاتا ہے جس کی آنکھ نہ ہو اور کانے کی ضد آنکھ کا ثابت ہونا ہے سو جب دور کیا گیا یہ نقص تو لازم آیا ثابت ہونا کمال کا ساتھ ضد اپنی کے اور وہ آنکھ کا ہونا ہے اور یہ بطور تمثیل سے ہے اور قریب کرنے کے واسطے فہم کے نہ ساتھ معنی ثابت کرنے جارحہ کے اور اہل کلام کے واسطے ان صفتوں یعنی ہاتھ آنکھ منہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ یہ صفات ذات کی ہیں ثابت کیا ہے اس کو سمع نے اور نہیں راہ پاتی ہے اس کی طرف عقل دوسرا یہ کہ آنکھ سے مراد صفت دیکھنے کی ہے اور ہاتھ سے صفت قدرت کی ہے اور منہ سے مراد صفت وجود کی ہے تیسرا قول جاری کرنا اور گزارنا ان کا ہے یعنی ایمان لانا ساتھ ان کے جس طرح

کہ وارد ہوئیں اور ان کے معنی کو اللہ کی طرف سپرد کرنا یعنی ان کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے اور کہا شیخ شہاب الدین سہروردی نے کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اور ثابت ہوا ہے اس کے رسول سے استوا اور نزول اور نفس اور ہاتھ اور آنکھ سو نہ تصرف کیا جائے ان میں ساتھ تشبیہ کے اور نہ تعطیل کے یعنی ان میں کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے بلکہ تفویض کی جائے اس واسطے کہ اگر اللہ اور اس کا رسول خبر نہ دیتا تو نہیں جراءت تھی عقل کو کہ اس کے گرد پھرے اور کہا طیبی نے کہ یہی ہے مذہب معتمد اور یہی قول ہے سلف صالحین یعنی اصحاب اور تابعین کا اور بعض نے کہا کہ اتفاق ہے اصحاب کا اور تابعین کا کہ واجب ہے ایمان لانا ساتھ ان کے اس وجہ پر کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے اور واجب ہے دور رکھنا اس کا مخلوق کی مشابہت سے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ یعنی کہا جائے کہ ہم ایمان لائے ساتھ ان صفات کے اس وجہ پر کہ اللہ کی مراد ہے اور مخلوق میں سے کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور اس حدیث کے ایک معنی میرے دل میں گزرے ہیں کہ ان میں ثابت کرنا تنزیہ کا ہے اور جڑ سے اکھاڑنا مادے تشبیہ کا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا آنکھ کی طرف اشارہ کرنا بہ نسبت آنکھ دجال کے ہے کہ وہ اس کی طرح ثابت تھی پھر عارض ہوا اس پر کانا ہونا واسطے زیادتی جھوٹ اس کے کی خدائی کے دعویٰ میں اور وہ یہ ہے کہ اس کی آنکھ اس میری آنکھ کی طرح درست تھی پھر اس کی دائیں آنکھ جاتی رہی اور وہ کانا ہو گیا اور اس کانے ہونے کے نقص کو اپنے نفس سے دور نہ کر سکا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اللہ ہے پیدا کرنے والا نکال کر کھڑا کرنے والا صورت بنانے والا

فائدہ: خالق کے معنی ہیں پیدا کرنے والا بغیر مثال کے اور بعض نے کہا کہ باری پیدا کرنے والا ہے جو پاک ہے تفاوت سے اور تنافر ہے جو خلل انداز ہیں نظام میں اور مصور پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی صورتوں کو اور ترتیب دینے والا ہے ان کو موافق مقتضیٰ حکمت کے پاس اللہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا یعنی اس کا موجد ہے اصل سے اور بغیر اصل کے اور اس کا باری ہے موافق مقتضیٰ حکمت کے بغیر تفاوت اور اختلال کے اور صورت بنانے والا ہے اس کا اس صورت میں کہ مرتب ہوں اس پر خواص اس کے اور تمام ہو ساتھ ان کے کمال اس کا اور یہ تینوں اس کے فعل کی صفت ہیں لیکن اگر خالق سے مراد مقدر ہو تو ذات کی صفت ہو گی اس واسطے کہ مرجع تقدیر کا طرف ارادے کی ہے بنا بر اس کے پس تقدیر واقع ہو گی اول پھر پیدا کرنا او پر وجہ مقدار کے پھر واقع ہو گی تصویر ساتھ برابر کرنے کے تیسرے درجے میں اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے چیزوں کے مادے ہوں اس واسطے کہ اس نے پیدا کیا پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کو نہ کسی چیز سے پھر ان سے مختلف جسموں کو پیدا کیا پھر تیار کیا چیزوں کو اپنی مراد پر مشابہت اور مخالفت سے اور صورت وہ ہے جس کے ساتھ چیز اپنے غیر سے جدا ہو جیسے صورت آدمی اور گھوڑے کی۔ (فتح)

٦٨٦٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسٰى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَمْتِعُوا بِهِنَّ وَلَا يَحْمِلْنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوا فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا.

٦٨٦٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جنگ بنی مصطلق کے بیان میں کہ انہوں نے قیدی یعنی لونڈی غلام بندی میں پکڑے سو لوگوں نے چاہا کہ لونڈیوں سے صحبت کریں اور نہ حاملہ ہوں تو انہوں نے حضرت ﷺ سے عزل یعنی انزال کے وقت عورت کی شرم گاہ سے ذکر نکال کر باہر انزال کرنے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کیا کرو اس واسطے کہ بے شک اللہ نے البتہ لکھ رکھا ہے یعنی لوح محفوظ میں جس کو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کوئی جان پیدا یعنی مقدر کی گئی مگر کہ اللہ اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد خالق سے اس باب میں مبدع پیدا کرنے والا ہے مخلوق کی ذاتوں کو اور یہ وہ معنی ہیں جن میں کوئی اللہ کا شریک نہیں اور ازل سے اللہ نے اپنا نام خالق رکھا ہے ان معنوں سے کہ وہ آئندہ پیدا کرے گا اس واسطے کہ خلق کا قدیم ہونا محال ہے اور حدیث میں جو ہے، الا وھی مخلوقة تو اس کے معنی یہ ہیں جس کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا ہے یا اللہ کے نزدیک اس کا پیدا ہونا معلوم ہے ضروری ہے ظاہر کرنا اس کا طرف وجود کی، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾

اللہ نے فرمایا ابلیس سے کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا سجدہ کرنے سے اس کے واسطے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا یعنی آدم علیہ السلام کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس آیت میں ثابت کرتا ہے دونوں ہاتھوں کا اللہ کے واسطے اور وہ دونوں اس کی ذات کی صفات میں سے ہیں اور نہیں ہیں جارحہ برخلاف فرقہ مشبہ کے مشبتہ سے اور جہمیہ کے معطلہ سے اور جو گمان کرے کہ مراد ساتھ دونوں ہاتھوں کے قدرت ہے تو اس کے رد میں کافی ہے یہ کہ ان کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ کی قدرت ایک ہے ان لوگوں کے قول میں جو اس کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور نہیں قدرت اس کے واسطے نفی کرنے والوں کے قول میں اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے لذاتہ اور آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ مراد دونوں

ہاتھوں سے قدرت نہیں اس واسطے کہ اس میں ہے جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور اس میں اشارہ ہے طرف ان معنوں کی کہ واجب کرتے ہیں سجدے کو سو اگر ہاتھ ساتھ معنی قدرت کے ہوتا تو آدم علیہ السلام اور شیطان کے درمیان کچھ فرق نہ ہوتا واسطے شریک ہونے دونوں کے اس چیز میں کہ پیدا کیا گیا ہر ایک دونوں میں سے ساتھ اس کے اور وہ اللہ کی قدرت ہے اور البتہ شیطان یوں کہتا کہ آدم علیہ السلام کو مجھ پر کیا فضیلت ہے اور حالانکہ تو نے مجھ کو اپنی قدرت سے پیدا کیا جیسے کہ تو نے آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور جب اس نے کہا کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تو اس نے دلالت کی اوپر خاص ہونے آدم علیہ السلام کے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا اور نہیں جائز ہے کہ مراد دو ہاتھوں سے دو نعمتیں ہوں اس واسطے کہ پیدا کرنا مخلوق کا ساتھ مخلوق کے محال ہے اور اگر ان کو اللہ کی ذات کی صفت ٹھہرایا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جارحہ ہوں کہا ابن تین نے کہ یہ جو فرمایا کہ اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے تو یہ رد کرتا ہے تاویل ہاتھ کو ساتھ قدرت کے اور کہا ابن فورک نے بعض نے کہا کہ مراد اس سے ذات ہے اور نہیں ہے یہ مستقیم ﴿مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا﴾ میں برخلاف قول اس کے ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ اس واسطے کہ وہ بیان کی ہے واسطے رد کے شیطان پر سو اگر حمل کیا جائے ذات پر تو نہ صحیح ہوگا رد۔ (فتح)

٦٨٦١۔ حَدَّثَنِي مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا آدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَإِنَّهٗ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ

٦٨٦١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن اس کے واسطے یعنی قیامت کے واسطے یا جو اس کے بعد ذکر کیا جاتا ہے یعنی سوغمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے تو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم اس مکان سے راحت پائیں تو خوب بات ہو سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو یوں کہیں گے کہ اے آدم! کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کس حال میں ہیں اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ہر چیز کے نام سکھلائے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو راحت دے اس مکان کی تکلیف سے تو آدم علیہ السلام کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں سو یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم نوح علیہ السلام کے پس جاؤ کہ وہ پہلا رسول

الَّتِیْ أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِیْ أَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِیْ أَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَتَهٗ وَرُوْحَهٗ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِیْ فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّیْ فَيُؤْذَنُ لِیْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِیْ ثُمَّ يُقَالُ لِیَ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِیْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّیْ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّیْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِیْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ يُسْمَعْ

ہے کہ اللہ نے اس کو پیغمبر کر کے زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنے خطاؤں کو جو اس سے ہوئیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے جس کو اللہ نے توراۃ دی اور جس سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان کے واسطے اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اور اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ کا خاص بندہ ہے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہو گئی سو وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہو گا کہ اے محمد! سر اٹھا لے کہہ سنا جائے گا مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں تو میرے واسطے ایک انداز اور مقدار

وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.

ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے وسطے ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا چاہے گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں اتنے لوگوں کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا سو میں کہوں گا اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں اور واجب ہے اس پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا یعنی مشرکین اور کافر حضرت ﷺ نے فرمایا نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ایک گندم کے دانے کے برابر نیکی ہو پھر نکالا جائے گا دوزخ سے ہو شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا

اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر نیکی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول اہل موقف کا ہے آدم علیہ السلام کے واسطے کہ اللہ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔

۶۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

۶۸۹۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے اور فرمایا بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا سو اتنے خرچ نے تو اس کے ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے جاری ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو جھکاتا ہے اور کسی کو اٹھاتا ہے۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر عرش کی اس جگہ یہ ہے کہ جب زمین آسمان کا پیدا کرنا ذکر کیا تو اس سے سامع کو خواہش ہوئی اس کی کہ اس سے پہلے کیا تھا سو ذکر کیا زمین و آسمان کے ذکر کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں ہے میزان کہا خطابی نے کہ یہ مثال ہے اور مراد قسمت ہے درمیان خلق کے اور بعض نے کہا کہ میزان کے معنی یہ ہیں کہ اس نے انداز مقرر کیا ہے ہر چیز کا اور اس کا وقت مقرر کیا ہے اور اس کی حد معین کی ہے سو نہیں ہے کوئی مالک نفع اور ضرر کا مگر اس سے اور ساتھ اس کے اور کہا طیبی نے کہ جائز ہے کہ ہو ملاء و لا یغیضها وسحا خبریں مترادف ید اللہ کے واسطے کہ وہ مبتدا ہے اور جائز ہے کہ تینوں اوصاف ہوں ملائی کے واسطے اور جائز ہے کہ أرأیتم از سرنو کلام ہو اس میں معنی ترقی کے ہیں گویا کہ جب کہا گیا کہ پر ہے تو اس سے وہم ہوا کہ اس کا نقصان جائز ہے سو دور کیا اس وہم کو اپنے اس قول سے کہ اس کو کچھ چیز کم نہیں کرتی اور کبھی چیز پر ہوتی ہے اور جاری نہیں ہوتی سو کہا گیا سحاء واسطے اشارہ کرنے کے طرف فیض کی اور اس کے ساتھ ذکر کیا دن رات کو تاکہ دلالت کرے ہمیشگی پر پھر ذکر کیا کہ یہ بصیرت والے پر پوشیدہ نہیں اور جملہ اس کلام کا دلالت کرتا ہے او پر زیادتی غنا کے اور کمال سعت کے اور نہایت جود کے اور کشادہ عطا کے۔ (فتح)

۶۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ

۶۸۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ قبض کرے گا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹ لے گا آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا کہ میں

عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَرْضَ وَتَكُوْنُ السَّمٰوَاتُ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ رَوَاهُ سَعِيْدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ.

ہوں بادشاہ یعنی کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں ظلم کرنے والے کہاں ہیں متکبر؟ اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے سالم سے اس نے کہا سنا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ اس کے اور روایت کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے اور کہا ابوالیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابوسلمہ نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فائدہ: اور ثابت ہوا ہے نزدیک مسلم کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اللہ کی دائیں طرف اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں کہا بیہقی نے کہ آیا ہے بعض روایتوں میں اطلاق لفظ شمال کا اللہ کے ہاتھ پر بطور مقابلے کے جو معروف ہے ہمارے حق میں اور اکثر روایتوں میں واقع ہوا ہے پرہیز کرنا اطلاق کرنے اس کے سے اللہ پر یہاں تک کہ کہا کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں تا کہ نہ وہم کیا جائے نقص کا اس کی صفت میں پاک اور بلند ہے اس واسطے کہ بایاں ہاتھ ہمارے حق میں ضعیف تر ہے دائیں سے اور بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ صفت ید کی جارحہ نہیں اور جس جگہ کتاب اور سنت میں اس کا ذکر آیا ہے تو مراد تعلق اس کا ہے ساتھ کائن کے جو مذکور ہے ساتھ اس کے مانند لپیٹنے اور پکڑنے اور قبض کرنے اور کشادہ کرنے اور قبول اور انفاق وغیرہ کی جیسے کہ تعلق صفت کا ہے ساتھ مقتضاء اپنے کے بغیر چھونے کے اور نہیں ہے اس میں تشبیہ کسی حال میں اور اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے جو اس کے لائق ہے۔ (فتح)

٦٨٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ يَهُوْدِيًّا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ

٦٨٦٤۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد! بے شک اللہ روک رکھے گا آسمان کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور سب خلق کو ایک انگلی پر پھر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے

عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهُ.

جو ہنسنے کے وقت ظاہر ہوتے ہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا حق جاننے اس کے کا ہے کہا یحییٰ نے یعنی اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے تعجب سے اور اس کی تصدیق کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد انگلیوں سے اس حدیث میں جارحہ نہیں بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ صفت ہے اللہ کی ذات کی صفتوں سے بغیر کیفیت اور تحدید کے اور ابن فورک سے روایت ہے جائز ہے کہ انگلی ایک مخلوق ہو کہ اللہ اس کو پیدا کرے گا سو اٹھائے گا اللہ اس پر جو اٹھاتی ہے انگلی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قدرت ہو کہا ابن بطال نے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس نے ذکر کیا مخلوقات کو اور خبر دی اللہ کی قدرت سے تمام پر سو تبسم فرمایا حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کے واسطے اور تعجب کرنے کے اس سے کہ وہ اس کو اللہ کی قدرت میں بھاری جانتا ہے اور یہ کہ یہ اللہ کی قدرت کے آگے کچھ بڑی بات نہیں اسی واسطے حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ یعنی نہیں قدر اس کی اللہ کی قدرت میں اس چیز پر کہ پیدا کرتا ہے اس حد پر کہ پہنچتا ہے اس کی طرف وہم اور احاطہ کرتا ہے اس کو حصر اس واسطے کہ اللہ قادر ہے کہ روک رکھے اپنی مخلوقات کو بغیر کسی چیز کے جیسے کہ آج ہے اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روکے ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ اپنی جگہ سے دور ہوں اور اٹھایا آسمان کو بغیر ستون کے اور کہا خطابی نے کہ نہیں واقع ہوا ہے ذکر انگلی کا قرآن اور نہ حدیث قطعی میں جس کا ثبوت قطعی ہو اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ ہاتھ نہیں جارحہ یعنی کا سب تا کہ وہم کیا جائے اس کے ثبوت سے ثبوت انگلیوں کا بلکہ وہ توقیف ہے کہ اطلاق کیا ہے اس کو شارع نے سو نہ اس کی کیفیت بیان کی جائے اور نہ تشبیہ دی جائے اور شاید کہ انگلی کا ذکر یہودیوں نے اس میں ملا دیا ہے اس واسطے کہ یہود مشبہ ہیں اور اس چیز میں کہ دعویٰ کرتے ہیں توراۃ سے الفاظ میں کہ داخل ہوتے ہیں تشبیہ کے باب میں اور نہیں داخل ہیں مسلمانوں کے مذہب میں اور حضرت ﷺ کا اس کے قول سے ہنسنا احتمال ہے کہ رضا مندی کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ انکار کے واسطے ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے ہنسے تو یہ اس کا گمان ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ یہ جو کہا کہ اللہ روک

رکھے گا آسمانوں کو اخیر حدیث تک تو یہ سب قول یہودی کا ہے اور وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اللہ کا جسم ہے اور یہ کہ اللہ ایک شخص ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ والا جیسا کہ غالیوں کا مشبہ سے اعتقاد ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہودی کی بے علمی سے تھا اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس وقت یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یعنی پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے اور جس نے اس میں تصدیق کی لفظ زیادہ کی ہے سو وہ کچھ چیز نہیں کہ وہ راوی کے قول سے ہے اور وہ باطل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ محال کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ اوصاف اللہ کے حق میں محال ہیں اس واسطے کہ اگر اللہ کے ہاتھ پاؤں ہوتے تو ہماری طرح ہوتا اور محتاج اور حادث ہوتا وغیرہ جو ہمارے حق میں واجب ہے اس کے حق میں واجب ہوتا اور اگر اس طرح ہوتا تو اس کا الٰہ ہونا محال ہوتا اور اگر ایسے اوصاف والا الٰہ ہوسکتا تو دجال بھی الٰہ ہوسکتا اور یہ محال ہے پھر اگر ہم مان لیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی تو تصدیق اس کی معنی میں نہ ہوگی بلکہ لفظ میں جس کو نقل کیا اس نے اپنی کتاب سے اپنے پیغمبر سے اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور جس کی طرف اس نے اخیر میل کی ہے یہ اولیٰ ہے اس چیز سے کہ پہلے بیان کی اس واسطے کہ اس میں طعن ہے معتمد راویوں پر اور رد کرنا ہے صحیح حدیثوں کا اور اگر ہوتا امر برخلاف اس چیز کے کہ سمجھی راوی نے تو البتہ لازم آتی اس سے تقریر حضرت ﷺ کی باطل پر اور ساکت ہونا حضرت ﷺ کا انکار سے اور اللہ کی پناہ اس سے اور سخت انکار کیا ہے ابن خزیمہ نے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ کا ہنسنا بطور انکار کے تھا۔ (فتح)

٦٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

٦٨٦٥۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! (یہ حضرت ﷺ کی کنیت مبارک ہے) بے شک اللہ پاک روکے رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درخت اور گارے کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بادشاہ سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور نہیں جانی انہوں نے قدر اللہ کی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

حَقَّ قَدْرِهِ﴾.

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں

٦٨٦٦- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ التَّبُوْذَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَالْمُنْذِرِيْنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ.

٦٨٦٦۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کی چوڑائی سے یعنی بلکہ اس کی تیزی سے تو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے اور اللہ کی غیرت کے سبب سے اللہ نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو عذر بہت پسند آتا ہو اور اسی سبب سے اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا جو ڈرانے والے اور بشارت دینے والے ہیں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی سبب سے اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے اور کہا عبید اللہ نے یعنی اس نے لا احدٌ کے بدلے لا شخص کہا ہے۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ جو لوگ اللہ کو پاک جانتے ہیں یا ساکت ہیں تاویل سے یا تاویل کرنے والے ہیں اور تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ مراد ساتھ غیرت کے منع کرنا چیز سے اور حمایت اور یہ غیرت کو لازم ہے سو یہ اطلاق بطور مجاز کے ہے مانند ملازمہ وغیرہ کے جو عرب کی زبان میں شائع ہے اور کہا عیاض نے کہ معنی یہ ہیں کہ بھیجا اللہ نے رسولوں کو واسطے اعذار اور انذار خلق کے پہلے پکڑنے ان کے ساتھ عقوبت کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے تا کہ آدمیوں کے واسطے پیغمبروں کے بعد کوئی حجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے یعنی اس کے واسطے جس نے اس کی فرمانبرداری کی کہا ابن بطال نے کہ مراد مدح سے مدح اس کے بندوں کی ہے ساتھ فرمانبرداری اس کی کے اور پاک کرنے اس کے اس چیز سے کہ اس کے لائق نہیں اور ثنا کرنے کے اوپر اس کے

ساتھ نعمتوں اس کی کے تا کہ ان کو اس کا بدلہ دے اور کہا قرطبی نے کہ ذکر کرنا مدح کا ساتھ غیرت کے اور عذر کے واسطے تنبیہ کرنے سعد رضی اللہ عنہ کے ہے اس پر کہ وہ اپنی غیرت کے ساتھ عمل نہ کرے اور نہ جلدی کرے بلکہ آہستگی اور نرمی کرے اور تحقیق کرے یہاں تک کہ حاصل ہو اوپر وجہ صواب کے سو پہنچے کمال مدح اور ثنا اور ثواب کو واسطے اختیار کرنے اس کے حق کو اور قمع کرنے اپنے نفس کے اور غلبہ اس کے وقت جوش مارنے اس کے اور یہ مانند اس حدیث کے ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو کہا اللہ نے بہشت کا وعدہ کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ نے اس کا وعدہ کیا اور اس میں رغبت دلائی تو بہت ہوا سوال اس کے واسطے اور طلب طرف اس کی اور ثنا اوپر اس کے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے آدمی کو اپنی تعریف کا حاصل کرنا اس واسطے کہ وہ منع ہے لیکن اگر دل میں اس کی محبت رکھے تو منع نہیں جب کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو سو اللہ تعالیٰ مستحق ہے کمال مدح کے واسطے اور آدمی کو نقص لازم ہے اور اگر وہ کسی جہت سے مدح کا مستحق ہو لیکن مدح اس کے دل کو فاسد کر دیتی ہے اور اس کو اپنے جی میں بڑا بنا دیتی ہے یہاں تک کہ اپنے غیر کو حقیر جانتا ہے اور اسی واسطے آیا ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو اور یہ حدیث صحیح ہے کہا ابن بطال نے اجماع ہے امت کا اس پر کہ نہیں جائز ہے کہ وصف کیا جائے اللہ کو ساتھ شخص کے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور البتہ منع کیا ہے اس سے مجسمہ نے باوجود اس کے کہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جسم ہے نہ مانند جسموں کے کہا اور حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ میں تو صرف لا احد کے لفظ واقع ہوئے ہیں اس میں کچھ اختلاف نہیں پس ظاہر ہوا کہ شخص کی لفظ ایک جگہ میں آئی ہے سو شاید راویوں کے تصرف سے ہے علاوہ ازیں یہ اس مستثنیٰ کے باب سے ہے جو غیر جنس سے ہو مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ﴾ اور حالانکہ ظن علم کی قسم سے نہیں اور یہی ہے معتمد اور کہا ابن فورک نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے اطلاق شخص کا اللہ پر کئی امروں کے واسطے اول یہ کہ نہیں ثابت ہوئی یہ لفظ سمع کے طریق سے دوم یہ کہ اجماع ہے اس کے منع ہونے پر سوم یہ کہ اس کے معنی ہیں جسم مؤلف مرکب اور معنی غیرت کے زجر اور تحریم ہیں پس معنی یہ ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ بڑا زجر کرنے والا ہے تحریم سے اور میں اس سے زیادہ زجر کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ تر زجر کرنے والا ہے اور طعن کیا ہے خطابی نے سند میں ساتھ متفرد ہونے عبید اللہ کے ساتھ اس لفظ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے صحیح مسلم وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع نہیں کیا جن میں یہ لفظ واقع ہوا ہے غیر روایت عبید اللہ کی سے اور یہ رد کرتا ہے صحیح روایتوں کا اور طعن کرنا حدیث کے اماموں میں جو ضابط ہیں باوجود ممکن ہونے تاویل اس روایت کے جو انہوں نے روایت کی اسی واسطے کرمانی نے کہا کہ نہیں ہے کوئی حاجت ثقہ راویوں کو خطا کار ٹھہرانے کی بلکہ حکم اس کا حکم باقی متشابہات کا ہے یا تفویض یا تاویل اور کہا قرطبی

نے کہ اصل وضع شخص کی جسم آدمی کے واسطے ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں پس واجب ہے تاویل اس کی سو بعض نے کہا اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بلند اور بعض نے کہا کہ نہیں کوئی شے اور یہ تاویل خوب تر ہے پہلے سے اور واضح تر اس سے لا موجود یا لا احد ہے اور یہ تاویل نہایت خوب تر ہے اور حالانکہ ثابت ہو چکا ہے یہ لفظ دوسری روایت میں اور شاید کہ لفظ شخص کا بولا گیا ہے واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ ثابت کرنے ایمان اس شخص کے کہ دشوار ہے اس کے سمجھنے پر وہ موجود کہ نہ مشابہ ہو کسی چیز کو موجود ذات سے تا کہ نہ نوبت پہنچائے یہ طرف نفی اور تعطیل کی۔ (فتح)

تنبیہ: نہیں تصریح کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اطلاق کرنے لفظ شخص کے اللہ پر بلکہ وارد کیا ہے اس کو بطور احتمال کے اور البتہ جزم کیا ہے آئندہ باب میں ساتھ نام رکھنے اس کے شے واسطے ظاہر ہونے اس کے اس چیز میں کہ ذکر کیا اس کو دو آیتوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ﴾ فَسَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَفْسَهٗ شَيْئًا.

کہہ کون سی چیز بڑی ہے گواہی میں کہہ اللہ سو اللہ نے اپنا نام شے رکھا

فائدہ: اور توجیہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب اَیُّ کا لفظ استفہام کے واسطے ہو تو ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ نام رکھا گیا ہو ساتھ نام اس چیز کے کہ مضاف ہو اس کی طرف بنا بر اس کے پس صحیح ہوگا کہ اللہ کا نام شے رکھا جائے اور ہوگا کلمہ جلالت کا یعنی اللہ خبر مبتدا محذوف کی یعنی یہ شے وہ اللہ ہے اور جائز ہے کہ مبتدا ہو اس کی خبر محذوف ہو یعنی اللہ اکبر شہادۃ۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ شَيْئًا وَّهُوَ صِفَةٌ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ

یعنی اور نام رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا شے اور حالانکہ وہ صفت ہے اللہ کی صفتوں سے

فائدہ: یعنی سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَیْءٌ۔

وَقَالَ ﴿كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾

اور کہا کہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

فائدہ: استدلال کرنا ساتھ اس آیت کے مبنی ہے اس پر کہ استثناء اس میں متصل ہے اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور یہی ہے راجح اور اس پر کہ لفظ شے کا اللہ پر بولا جاتا ہے اور یہ بھی راجح ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ تعبیر کی گئی ہے جملے سے ساتھ مشہور تر جزء کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد وجہ سے وہ چیز کہ اللہ کے واسطے عمل کی جائے اور بعض نے کہا کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن اللہ وہ نہیں ہلاک ہوگا اور شے مساوی ہے موجود کی عرف میں لغت میں اور بہر حال قول ان کا لیس بشیء تو یہ بطور مبالغہ کے ہے ذم میں اسی واسطے موصوف کیا ہے اس کو ساتھ صفت معدوم کے اور کہا ابن بطال نے کہ ان آیتوں اور اثروں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ اطلاق کرنا شے کا اللہ پر جائز نہیں اور رد ہے اس پر جو گمان کرتا ہے کہ معدوم شے ہے اور اتفاق

ہے سب عقلا کا کہ لفظ شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کے ثابت کرنے کو اور لفظ لا شے کا تقاضا کرتا ہے موجود کی نفی کو مگر یہ قول ان کا لیس بشیء ذم میں کہ یہ بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

٦٨٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا.

٦٨٦٧۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن سے کچھ چیز یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں فلانی فلانی سورت کہ اس نے نام لیا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ﴾ ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾

اور اس کا عرش پانی پر تھا اور وہ رب ہے بڑے عرش کا

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے دو آیتوں کے دو ٹکڑوں کو ذکر کیا ہے اور باریک بینی کی ہے اس نے دوسری آیت کے ذکر کرنے میں بعد پہلی کے واسطے رد کرنے کے اس شخص پر جو وہم کرتا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے کہ اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ عرش ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اسی طرح جس نے گمان کیا ہے فلاسفہ سے کہ عرش ہی ہے خالق یعنی پیدا کرنے والا اور صانع اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تھا پہلے اس سے کہ کچھ چیز پیدا کرے سو پہلے پہل قلم کو پیدا کیا اور یہ اولیت محمول ہے اور پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے اور جو ان کے بیچ میں ہے سو بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد اللہ کا یہ قول لایا ﴿رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ تو اشارہ کیا اس طرف کہ عرش مربوب ہے اور جو مربوب ہو وہ مخلوق ہے اور ختم کیا باب کو ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہیں اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا ہے عرش کے پایوں کا اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ عرش جسم مرکب ہے اس کے واسطے ابعاض اور اجزاء ہیں اور جسم مؤلف محدث اور مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ اتفاق ہے اہل تفسیر کا اس پر کہ عرش تخت ہے اور جسم ہے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے اور فرشتوں کو حکم کیا اس کے اٹھانے کا اور اس کی تعظیم کرنے کا ساتھ طواف کرنے کے گرد اس کے جیسا کہ اللہ نے زمین میں خانہ کعبہ بنایا ہے اور آدمیوں کو حکم کیا کہ اس کا طواف کریں اور نماز میں اس کی طرف منہ کریں اور آیتوں میں جن کو ذکر کیا اور حدیثوں اور آثار میں دلالت ہے او پر صحیح ہونے ان کے مذہب کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿اِسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ﴾ اِرْتَفَعَ ﴿فَسَوَّاهُنَّ﴾ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ

اور کہا ابو العالیہ نے استوی الی السماء کے معنی ہیں بلند ہوا اور فسواھن کا معنی ہے پیدا کیا ان کو اور کہا مجاہد نے

مُجَاهِدٌ ﴿اِسْتَوٰی﴾ عَلَا عَلَی الْعَرْشِ. استوی علی العرش کے معنی ہیں بلند ہوا عرش پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے استواء مذکور میں اس جگہ کہ استویٰ کے کیا معنی ہیں سو کہا معتزلہ نے کہ اس کے معنی ہیں استیلا ساتھ قہر اور غلبے کے اور کہا جسمیہ نے کہ اس کے معنی ہیں استقرار یعنی قرار پکڑا عرش پر اور کہا بعض اہل سنت نے کہ اس کے معنی ہیں ارتفع اور کہا بعض نے علا اور کہا بعض نے کہ اس کے معنی ہیں ملک اور قدرت اور بعض نے کہا معنی استویٰ کے ہیں فارغ ہوا اور تمام کیا یعنی تمام کیا خلق کو اور بعض نے کہا کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے یعنی انتہا ہوا طرف عرش کے یعنی اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ عرش کے اس واسطے کہ پیدا کیا خلق کو آگے پیچھے کہا ابن بطال نے بہر حال قول معتزلہ کا سو باطل ہے اس واسطے کہ اللہ ازل سے ہے قاہر غالب اور قول اس کا ثم استویٰ تقاضا کرتا ہے کہ شروع ہوئی یہ وصف بعد اس کے کہ نہ تھی اور ان کی تاویل سے لازم آتا ہے کہ وہ اس میں غلبہ کیا گیا تھا یعنی کوئی اور اس پر غالب تھا پھر قہر کے ساتھ غالب ہوا اس پر جو اس پر غالب تھا اور یہ منتفی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اور بہر حال مجسمہ کا قول سو وہ بھی فاسد ہے اس واسطے کہ استقرار جسم کی صفات سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے حلول اور تناہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اور لائق ہے ساتھ مخلوقات کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ﴾ اور بہر حال تفسیر استویٰ کی ساتھ علا کے سو وہ صحیح ہے اور وہی ہے مذہب حق اور قول اہل سنت کا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کی ہے ساتھ بلند ہونے کے ﴿سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ اور یہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور روایت کی ابو القاسم لالکائی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا استویٰ نہیں ہے مجہول اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آتی اور اس کے ساتھ اقرار کرنا ایمان ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے کہ وہ پوچھا گیا کس طرح ہے استوی علی العرش تو اس نے کہا کہ استوا معلوم ہے اور کیفیت معلوم نہیں اور اللہ پر ہے پیغمبر کا بھیجنا اور پیغمبر پر ہے پہنچا دینا اور لازم ہے ہم پر مان لینا اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے اوزاعی سے کہ ہم کہتے تھے اور حالانکہ تابعین بہت تھے کہ بے شک اللہ عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے سنت اس کی صفات سے اور روایت کی ثعلبی نے اوزاعی سے کہ وہ پوچھے گئے اللہ کے اس قول سے ثم استویٰ علی العرش سو اس نے کہا کہ وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا یعنی اس میں تاویل نہ کی جائے اور روایت کی بیہقی نے ساتھ سند جید کے عبداللہ بن وہب سے کہ ہم مالک کے پاس تھے تو ایک مرد اندر آیا سو اس نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! علی العرش استویٰ کہ کس طرح ہے استویٰ؟ سو مالک نے اپنا سر نیچے ڈالا سو اس کو پسینہ آیا پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ الرحمٰن علی العرش استویٰ یعنی اللہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اس نے اپنے آپ کو وصف کیا اور نہ کہا جائے کیف اور کیف اس سے مرفوع ہے یعنی اس کی کیفیت معلوم نہیں اور میں معلوم کرتا ہوں کہ تو بدعتی ہے اور اسی

طرح نقل کیا ہے اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اس میں ہے کہ اقرار اس کے ساتھ واجب ہے اور سوال کرنا اس سے بدعت ہے اور روایت کی بیہقی نے کہ سفیان ثوری اور شعبہ اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور شریک اور ابوعوانہ نہ اللہ کو محدود کرتے تھے اور نہ اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور روایت کرتے تھے ان حدیثوں کو یعنی جس طرح کہ وارد ہوئیں اور نہ کہتے تھے کس طرح کہا ابوداؤد نے اور یہی ہے قول ہمارا کہا بیہقی نے اور اسی پر گزر چکے ہیں ہمارے بڑے اور باسند بیان کیا ہے لالکائی نے محمد بن حسن شیبانی سے کہا کہ اتفاق کیا ہے سب فقہاء نے مشرق سے مغرب تک اس پر کہ ایمان لانا ساتھ قرآن کے اور ان حدیثوں کے کہ روایت کیا ہے ان کو ثقات نے حضرت ﷺ سے بیچ صفت رب کے واجب ہے بغیر تشبیہ اور تفسیر کے اور جو تفسیر کرے کسی چیز کو اس سے اور قائل ہو ساتھ قول جہم کے تو وہ نکلا اس چیز سے جس پر حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے اور الگ ہوا جماعت سے اس واسطے کہ اس نے وصف کیا رب کو ساتھ صفت لاشی کے اور روایت کی اس نے ولید بن مسلم کے طریق سے کہ سوال کیا میں نے اوزاعی اور ثوری اور مالک اور لیث کو ان حدیثوں سے جن میں اللہ کی صفت ہے تو انہوں نے کہا کہ ان کو بدستور رہنے دو جس طرح کہ وارد ہوئیں بغیر کیف کے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اللہ کے واسطے نام اور صفات ہیں اور جو مخالفت کرے بعد ثبوت حجت کے تو اس نے کفر کیا اور بہرحال قائم ہونے حجت سے پہلے تو وہ معذور ہے ساتھ جہل کے اس واسطے کہ اس کا علم نہیں پایا جاتا عقل سے اور نہ دیکھنے سے اور نہ فکر سے سو ہم ان صفتوں کو اللہ کے واسطے ثابت کرتے ہیں اور اس سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں یعنی اللہ کسی چیز کی مانند نہیں ہے جس طرح کہ اللہ نے اپنی ذات سے آپ نفی کی سو فرمایا لیس کمثلہ شیء اور باسند بیان کیا ہے بیہقی نے ابوبکر ضبعی کے طریق سے کہا کہ مذہب اہل سنت کا بیچ الرحمٰن علی العرش استویٰ کے بلاکیف ہے اور آثار سلف سے اس میں بہت ہیں اور کہا ترمذی نے جامع میں کہ البتہ ثابت ہو چکی ہیں یہ روایتیں سو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور نہیں کرتے ہم وہم اور نہ کہا جائے کیف اسی طرح آیا ہے مالک اور ابن عیینہ اور ابن مبارک سے کہ انہوں نے ان حدیثوں کو اپنے ظاہر پر گزارا اور یہی قول ہے اہل علم کا اہل سنت و جماعت سے اور بہرحال جہمیہ سو انہوں نے اس سے انکار کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ یہ تشبیہ ہے اور کہا اسحاق بن راہویہ نے کہ تشبیہ تو اس وقت ہوتی ہے جب کہ کہا جائے کہ ہاتھ مانند ہاتھ کے ہے اور کان مانند کان کی اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اہل سنت کا اجماع ہے اوپر اقرار کرنے کے ساتھ اور صفتوں کے جو وارد ہوئی ہیں کتاب اور سنت میں اور انہوں نے اس میں سے کسی چیز کی کیفیت بیان نہیں کی اور بہرحال جہمیہ اور معتزلہ اور خوارج سو انہوں نے کہا کہ جو اقرار کرے ساتھ ان کے وہ مشبہ ہے اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ اقرار کرتے ہیں انہوں نے ان کا نام معطلہ رکھا ہے اور کہا امام الحرمین نے رسالہ نظامیہ میں کہ علماء کو ان صفتوں کے ظواہر میں اختلاف ہے سو بعض نے ان کی تاویل کی ہے اور مذہب ائمہ سلف کا تاویل سے باز رہنا ہے اور جاری کرنا

ان کا ظاہر پر اور سپرد کرنا ان کے معنوں کو اللہ کی طرف اور ہم پیروی کرتے ہیں سلف امت کے عقیدے کی واسطے دلیل قاطع کے کہ اجماع امت کا حجت ہے اور اگر ان ظاہر حدیثوں کی تاویل ضروری ہوتی تو فروع شریعت سے زیادہ اس کا اہتمام کرتے اور جب گزر چکا عصر اصحاب اور تابعین کا اور انہوں نے ان حدیثوں میں تاویل نہ کی سو اسی طریقے کی پیروی کی جائے گی اور پہلے گزر چکا ہے اہل عصر ثالث یعنی تبع تابعین سے اور وہ فقہا ہیں شہروں کے مانند ثوری اور مالک اور اوزاعی کے اور جو ان کے ہم زمانہ ہیں اور اسی طرح جن لوگوں نے ان سے علم سیکھا سو کس طرح نہ اعتماد کیا جائے ساتھ اس چیز کے جس پر قرون ثلاثہ کے علماء کا اتفاق ہے اور حالانکہ وہ بہتر ہیں سب زمانوں کے لوگوں سے ساتھ گواہی صاحب شریعت کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْمَجِيْدُ﴾ اَلْكَرِيْمُ وَ﴿الْوَدُوْدُ﴾ الْحَبِيْبُ

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مجید کے معنی ہیں کریم اور ودود کے معنی ہیں حبیب یعنی اس آیت میں ذوالعرش المجید وھو الغفور الودود۔

فائدہ: اور مجد کے معنی ہیں فراخی کرم اور جلالت میں اور وصف کیا قرآن کو ساتھ مجید کے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے مکارم دنیاوی اور اُخروی کو کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو چیز کہ اس باب میں ذکر کی ہے وہ سب شامل ہے اوپر ذکر عرش کے مگر اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ اس نے تنبیہ کی ہے ساتھ اس کے ایک لطیفہ پر وہ یہ کہ مجید آیت میں اوپر کسر کے نہیں ہے صفت عرش کے تا کہ خیال کیا جائے کہ وہ قدیم ہے بلکہ وہ صفت اللہ کی ہے ساتھ دلیل قراءت رفع کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد جو حمید مجید ذکر کیا ہے تو یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ وہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صفت اللہ کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ كَأَنَّهُ فَعِيْلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ مَحْمُوْدٌ مِّنْ حَمِدَ.

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں حمید مجید کہ ان کے معنی ہیں محمود ماجد یعنی تو ہے سب خوبیوں سے سراہا گیا بڑائی والا پس حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے اور مجید ساتھ معنی فاعل کے اور مجید فعیل ہے ماجد سے اور حمید ساتھ معنی محمود کے ہے حمد سے۔

٦٨٦٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٨٦٨۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک بنی تمیم کی ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے بنی تمیم! تو انہوں نے کہا کہ آپ نے ہم کو

وَسَلَّمَ إِذْ جَآءَهُ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هٰذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَايْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُّ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ.

بشارت دی سو کچھ مال بھی دو پھر یمن کے کچھ لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو اے یمن والو! جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا کہ البتہ ہم نے بشارت قبول کی اور ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تا کہ دین کو سمجھیں اور آپ سے پوچھیں کہ اس عالم سے پہلے کیا تھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ہی تھا اور اس کے سوائے کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز کو لکھا پھر میرے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے عمران! اپنی اونٹنی کو پا سو البتہ وہ چلی گئی سو میں چلا اس کی تلاش کو تو اچانک سراب یعنی خیالی پانی اس سے دور منقطع ہوتا ہے یعنی دور نظر آئی اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے چاہا کہ وہ جاتی رہتی اور میں کھڑا نہ ہوتا یعنی حضرت ﷺ کے پاس سے۔

فائدہ: اور مراد بشارت سے یہ ہے کہ جو مسلمان ہوا اس نے نجات پائی دوزخ میں ہمیشہ رہنے سے پھر اس کو عمل کے موافق بدلہ ملے گا مگر یہ کہ اللہ اس سے معاف کرے کہا کرمانی نے کہ بشارت دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرے بہشت میں داخل ہونے کو اس واسطے کہ تعریف کی ان کے واسطے اصول عقائد کی جو مبدا اور معاد ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعریف اس جگہ واقع ہوئی تھی اہل یمن کے واسطے نہ بنی تمیم کے واسطے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہم کو بشارت دی تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مسلمان تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے دنیا کا مال چاہا اور حضرت ﷺ ان کی بے علمی سے غصے ہوئے کہ انہوں نے معلق کیا اپنی امیدوں کو ساتھ دنیا فانی کے اور مقدم کیا اس کو دین کی سمجھ بوجھ پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے ثواب آخرت باقی کا اور کہا کرمانی نے کہ قول ان کا بشرتنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے کچھ بشارت کو قبول کیا لیکن اس کے ساتھ دنیا کا مال بھی طلب کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفی کی ان سے قبول مطلوب کی نہ مطلق قبول کی اور غضبناک ہوئے اس واسطے کہ انہوں نے کلمہ توحید اور مبدا اور معاد کے حقیقت اور ان کی واجب کرنے والی چیزوں سے سوال نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ہر چیز سے پہلے تھا اور اس کے معنی ہیں کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ چیز نہ تھی اور یہ صریح تر ہے رد میں اس شخص پر جو ثابت کرتا ہے حوادث کو کہ نہیں ہے کوئی اول واسطے ان

کے اور مراد پہلے کان سے ازلیت اور قدم ہے اور دوسرے کان سے حدوث بعد عدم کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جہان دنیا حادث ہے یعنی پہلے نہ تھا پھر پیدا ہوا اس واسطے کہ قول اس کا اور اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ظاہر ہے اس میں اس واسطے کہ ہر چیز جو اللہ کے سوا ہے موجود ہوئی اس کے بعد کہ موجود نہ تھی اور یہ جو کہا کہ تیری اونٹنی جاتی رہی تو ایک طریق میں اس روایت کے اول میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا یعنی مسجد میں اور میں نے اپنی اونٹنی دروازے پر باندھی یعنی اس کا زانو رسی سے باندھا اور یہ جو کہا کہ البتہ میں نے دوست رکھا کہ اونٹنی جاتی رہتی تو یہ افسوس اوپر مجموع جانے اور نہ کھڑے ہونے اس کے ہے نہ ایک پر اس واسطے کہ اس کا جانا تو اس کے چھوٹ جانے سے معلوم ہو چکا تھا اور مراد بالکل جاتے رہنا اس کا ہے۔ (فتح)

٦٨٦٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمِيْنَ اللّٰهِ مَلْأَى لَا يَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْفَيْضُ أَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ.

٦٨٦٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا ہاتھ اس کا شب و روز انڈیلنے والا ہے یعنی ہر دم فیض اس کا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کہ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے تو اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور اللہ کا عرش پانی پر تھا اور اللہ کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا روک ہے کسی کو اٹھاتا ہے کسی کو جھکاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد پانی سے سمندر کا پانی نہیں بلکہ وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے اور احتمال ہے کہ اس کے اٹھانے والوں کے پاؤں دریا میں ہوں جیسا کہ بعض آثار میں آیا ہے روایت کی بیہقی نے سدی کے طریق سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ کہا کہ جس نہر پر کہ ساتویں زمینیں ہیں وہ نہایت خلق کی ہے اس کے کناروں پر چار فرشتے ہیں ہر ایک کے واسطے ان میں چار چار منہ ہیں ایک منہ آدمی کا دوسرا شیر کا تیسرا بیل کا چوتھا نسر کا سو وہ اس پر کھڑے ہیں انہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو گھیرا ہوا ہے ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ نہیں سات آسمان ساتھ کرسی کے مگر مانند حلقے کی کہ بیابان میں ہو اور نہیں کرسی ساتھ عرش کے مگر مثل حلقے کی کہ بیابان میں ہو۔ (فتح)

٦٨٧٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَآءَ زَيْدُ بْنُ

٦٨٧٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آکر شکایت کی یعنی اپنی عورت کی تو حضرت ﷺ نے فرمانا شروع کیا کہ اللہ سے ڈر اور اپنی

حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ أَنَسٌ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهٖ قَالَ فَكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ ﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ نَزَلَتْ فِيْ شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

عورت کو اپنے پاس رہنے دے اور اگر حضرت ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے یعنی ﴿وَتُخْفِيْ مَا فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ اور کہا زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر فخر کرتی تھیں کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کر دیا اور نکاح کر دیا میرا اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت ﴿وَتُخْفِيْ مَا فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ زینب رضی اللہ عنہا اور زید رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری۔

فائدہ: زینب رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں حضرت ﷺ نے ان کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا لیکن دونوں میں موافقت نہ ہوئی اکثر لڑائی ہوتی تو زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس آ کر شکایت کی تو کہا کہ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے پاس رہنے دے اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے تو حضرت ﷺ کے دل میں آیا اگر زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو چھوڑ دیا تو میں اس سے نکاح کر لوں گا تو اس پر یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا حق حضرت ﷺ پر سب بیویوں سے زیادہ ہے نکاح کر دیا میرا اللہ نے آپ سے عرش کے اوپر سے اور جبریل علیہ السلام وکیل تھے اور میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں آپ کی عورتوں میں سے کوئی بیوی مجھ سے زیادہ تر قریب نہیں۔ (فتح)

٦٨٧١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَآءِ.

٦٨٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اتری آیت حجاب کی زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں حضرت ﷺ نے اس دن لوگوں کو ان کے ولیمے میں روٹی اور گوشت کھلایا اور زینب رضی اللہ عنہا فخر کرتی تھیں حضرت ﷺ کی اور بیویوں پر اور کہتی تھیں کہ نکاح کر دیا میرا اللہ نے آسمان میں۔

فائدہ: قول اس کا آسمان میں اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ اللہ مبرہ ہے حلول کرنے سے مکان میں لیکن چونکہ

بلندی کی جہت اشرف ہے اپنے غیر سے تو منسوب کیا اس کو اس کی طرف واسطے اشارہ کرنے کے طرف بلند ہونے ذات اور صفات کے اور یہی جواب ہے ان لفظوں میں جو فوقیت میں وارد ہوئے ہیں کہا راغب نے کہ فوق استعمال کیا جاتا ہے مکان میں اور زمان میں اور جسم میں اور ...... اور مرتبے میں اور قہر میں اول کی مثال یہ ہے ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ﴾ دوسری کی مثال یہ ہے ﴿اِذْ جَآءُ وْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ﴾ تیسری کی مثال یہ ہے ﴿فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ﴾ چوتھے کی مثال یہ ہے ﴿بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾ چھوٹے اور بڑے ہونے میں وعلی هذا القیاس۔

٦٨٧٢۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَی الْخَلْقَ کَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ.

٦٨٧٢۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ بے شک میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ کتاب کے ...... ہے جو مقدر کی یعنی مقدر کیا اس کو جیسے ﴿کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ﴾ اور یہ جو کہا عرش سے اوپر تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کا علم اللہ کے نزدیک ہے سو اس کو نہ بھولتا ہے نہ بدلتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ﴿فِیْ کِتَابٍ لَّا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی﴾ اور یا کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں ذکر ہے اقسام خلق کا اور ان کا کاموں کا اور ان کی اجل کا اور ان کی روزی کا اور ان کے حالات کا تو ہوں گے معنی اس کے قول کے سو وہ اس کے پاس عرش پر ہے یعنی ذکر اس کا اور علم اس کا اور یہ سب جائز ہے تخریج میں اس پر کہ عرش خلق مخلوق ہے اس کو فرشتے اٹھاتے ہیں سو نہیں ہے محال یہ کہ ہاتھ لگائیں عرش کو جب کہ اس کو اٹھائیں اگرچہ ہو حامل عرش کا اور حامل اس کے حاملوں کا اللہ اور نہیں ہے قول ہمارا کہ اللہ عرش پر ہے یعنی اس کے ساتھ چھوا ہوا ہے یا قرار گیر ہے اس میں یا جگہ پکڑنے والا کسی جہت میں اس کی جہات سے بلکہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے توقیف ساتھ اس کے اور نفی کی ہم نے اس سے کیفیت کی اس واسطے کہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا کہ وہ کتاب اس کے پاس عرش پر ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ حکمت نے چاہا کہ ہو عرش حامل واسطے اس چیز کے کہ چاہی اللہ نے اثر حکمت اللہ اور اس کی قدرت کی سے اور پوشیدہ غیب اس کی سے تا کہ مجرد ہو وہ اللہ ساتھ اس کے طریق علم اور احاطہ کے سے سو ہوگی یہ بڑی دلیل اوپر اکیلے ہونے اس کے ساتھ علم غیب کے اور کبھی ہوتی ہے یہ تفسیر واسطے اس کے قول کے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی﴾ یعنی جس کو چاہا اپنی قدرت سے اور وہ کتاب اس کی ہے جس کو عرش پر رکھا۔ (فتح)

٦٨٧٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ.

٦٨٧٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ کو اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو وعدے کی راہ سے ضرور ہو گیا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے واسطے چھوڑا ہو یا اسی زمین میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا اصحاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو اس کی خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد اور ہجرت پر موقوف نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے مجاہدین کے واسطے مقرر کیے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان میں ہے اور سب سے اونچی ہے اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں نکلتی ہیں۔

فائدہ: یعنی ہر چند بہشت جہاد پر موقوف نہیں اصل نجات کے واسطے ایمان اور نماز روزہ کفایت کرتا ہے لیکن تم ہمت کو پست نہ کرو کہ صرف نجات پر قناعت کرو بلکہ ہمت بلند رکھو جہاد کرو تا کہ فردوس پاؤ جس کے آگے سب بہشتیں پست ہیں اور اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا اللہ پر حق ہے تو یہ مانند اس آیت کی ہے ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ اور اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ اللہ پر لازم ہے اس واسطے کہ نہ کوئی اس کے واسطے حکم کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا جو واجب کرے اس پر وہ چیز کہ لازم ہو اس کو مطالبہ ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی ہیں پورا کرنا اس چیز کا کہ وعدہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے ثواب سے اور اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا اور یہ جو کہا کہ بہشت میں سو درجے ہیں تو اس میں زیادتی کی نفی نہیں یعنی اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سو سے زیادہ نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف جیسے تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اس واسطے کہ تیری جگہ اخیر آیت کے پاس ہوگی جو تو پڑھے گا اور قرآن کی آیتوں کا عدد چھ ہزار اور دو سو سے زیادہ ہے اور اس حدیث میں یہ بیان

نہیں ہوا کہ زمین آسمان کے درمیان کتنا فرق ہے سو ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو برس کی راہ ہے اور طبرانی میں ہے کہ پانچ سو برس کی راہ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ موٹائی ہر آسمان کی پانچ سو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان بھی پانچ سو برس کی راہ ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان پانچ برس کی راہ ہے اور عرش پانی سے اوپر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش سے اوپر ہے اور نہیں پوشیدہ اس پر کوئی چیز تمہارے عملوں میں سے اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر دریا ہے جو پانچ سو برس کی راہ چوڑا ہے پھر اس سے اوپر آٹھ اوحال ہیں کہ ان کے کھر اور گھٹنوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اس سے اوپر عرش ہے اس کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے اوپر ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زمین سے آسمان تک اکہتر یا بہتر سال کی راہ ہے سو دونوں عدد کے اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ پانچ سو برس کی روایت محمول ہے آہستہ چلنے والے پر جیسا پیادے کا چلنا اور اکہتر برس کی روایت محمول ہے جلدی چلنے والے پر جیسا دوڑنے والا اور اگر ستر کی روایت پر زیادتی کے ساتھ تحدید نہ ہوتی تو ہم ستر برس کی روایت کو مبالغہ پر محمول کرتے۔ (فتح)

۶۸۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِي قِرَائَةِ عَبْدِ اللَّهِ.

۶۸۷۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت ﷺ بیٹھے تھے سو جب سورج غروب ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟ یعنی بعد غروب ہونے کے سو میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جاتا ہے اجازت مانگتا ہے سجدے کی تو اس کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا گیا کہ تو پلٹ جا جدھر سے آیا ہے تو نکلے گا مغرب کی طرف سے پھر پڑھی یہ آیت یہ اس کی قرار گاہ ہے عبداللہ کی قراءت میں، یعنی اور مشہور قراءت یہ ہے لمستقر لھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ عرش مخلوق ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے واسطے اوپر اور نیچا ہے اور یہ دونوں مخلوق کی صفات میں سے ہیں اور مغرب

سے سورج چڑھنے کا بیان کتاب الرقاق میں گزر چکا ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ جو کہا کہ سورج اجازت مانگتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس میں زندگی پیدا کرتا ہے پس پیدا کرتا ہے کلام کرنے کو نزدیک اس کے اس واسطے کہ اللہ قادر ہے اوپر زندہ کرنے جماد اور مردوں کے اور بعض نے کہا احتمال ہے کہ اجازت مانگنے کی نسبت سورج کی طرف مجازی ہو اور مراد اس سے وہ فرشتے ہوں جو اس کے ساتھ موکل ہیں۔ (فتح)

٦٨٧٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی عَنْ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهٖ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآئَةَ.

٦٨٧٥۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں قرآن کو جمع کروں سو میں نے قرآن کو تلاش کیا یعنی لوگوں سے یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی اخیر آیت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پائی کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ آیت یہ ہے ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ سورۂ براءۃ کے اخیر تک۔

فائدہ: اس آیت کا اخیر یہ ہے ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ یعنی وہ رب ہے بڑے عرش کا اور یہی مراد ہے اس جگہ اس حدیث سے اس واسطے کہ اس میں ثابت کیا ہے عرش کے واسطے رب ہے پس وہ مربوب ہے اور ہر مربوب مخلوق ہے اور اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ أَبِيْ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ.

حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے کہا حدیث سنائی ہمیں لیث نے یونس سے اسی اسناد کے ساتھ اور کہا ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

٦٨٧٦۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا

٦٨٧٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال سختی کے وقت کہتے تھے کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے جو جاننے والا اور حلم والا ہے کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے وہ رب ہے بڑے عرش کا نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے وہ رب ہے آسمانوں اور

إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

زمین کا اور رب ہے عرش کریم کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں گزر چکی ہے۔

٦٨٧٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوْسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ.

٦٨٧٧ـ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے سو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح نہ دیکھوں گا کہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہیں اور دوسری روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ پہلے پہل میں ہوش میں آؤں گا سو اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرش سرخ یاقوت سے ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿تَعْرُجُ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوْحُ إِلَيْهِ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ وَقَالَ أَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيْهِ اعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْعَمَلُ الصَّالِحُ﴾ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾ الْمَلَآئِكَةُ تَعْرُجُ إِلَى اللّٰهِ.

اللہ نے فرمایا کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اس کی طرف اور فرمایا کہ اسی کی طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک، اور کہا ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی سے کہا کہ معلوم کر آ میرے واسطے علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، اور کہا مجاہد نے کہ عمل صالح بلند کرتے ہیں نیک باتوں کو کہا جاتا ہے ذی المعارج یعنی فرشتے اللہ کی طرف چڑھتے ہیں۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے اس کی تفسیر میں اخیر کلام میں یعنی فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور ذی المعارج اللہ کی نعت ہے وصف کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اپنے نفس کو اس واسطے کہ فرشتے اس کی طرف چڑھتے ہیں اور روایت کی بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں کہ پاک کلموں سے مراد ذکر اللہ کا ہے اور نیک عمل سے مراد فرائض کا ادا کرنا ہے سو جو اللہ کو یاد کرے اور اس کے فرائض کو ادا نہ کرے تو اس کا کلام رد کیا جاتا ہے اور بہر حال دوسری آیت سو اشارہ کیا طرف تفسیر مجاہد کی اس کے واسطے پہلے اثر میں اور کہا فراء نے کہ یہ جو کہا کہ نیک عمل بلند کرتا ہے نیک بات کو یعنی قبول ہوتی ہے نیک بات جب کہ وہ ساتھ اس کے نیک عمل اور بہر حال تعلیق ابو جمرہ کی سو یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے قول ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہے اپنے بھائی کے واسطے کہ میرے واسطے معلوم کر آ علم اس مرد کا جو گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے کہا بیہقی نے کہ مراد نیک بات کے چڑھنے سے قبول ہونا اس کا ہے اور چڑھنا فرشتوں کا اپنی جگہوں کی طرف ہے آسمانوں میں اور یہ جو کہا طرف اللہ کی تو یہ محمول ہے تفویض پر یعنی اس کے معنی کو اللہ ہی جانتا ہے ہم اس کے ساتھ ایمان لائے جیسا کہ سلف سے گزر چکا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب میں رد کرنا ہے جہمیہ مجسمہ پر کہ وہ ان ظواہر سے تعلق پکڑتے ہیں اور البتہ مقرر ہو چکا ہے کہ اللہ جسم نہیں پس نہ محتاج ہوگا طرف مکان کی کہ اس میں قرار پکڑے اس واسطے کہ اللہ موجود تھا اور مکان کوئی نہ تھا اور اضافت معارج کی اس کی طرف اضافت تشریف ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے معنی ہیں بلند ہونا اس کا باوجود پاک ہونے اس کے مکان سے۔ (فتح)

۶۸۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

۶۸۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں فرشتے ہر ایک رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ ان سے پوچھتا ہے اور حالانکہ وہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کہ کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ہم نے ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں جو رات کو تمہارے درمیان رہے اور البتہ تمسک

کیا ہے ساتھ ظاہر احادیث باب کے اس نے جو گمان کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بلندی کی جہت میں ہے اور میں نے بیان کر دیا ہے پہلے باب میں کہ اللہ کے حق میں بلند ہونے کے کیا معنی ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ أَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدقہ دے گا کھجور کے برابر حلال روزی سے اور نہیں چڑھتا اللہ کی طرف سوائے حلال کے یعنی نہیں قبول کرتا سوائے حلال کے سو بے شک اللہ اس کو قبول فرماتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے پھر اس کو پالتا ہے دینے والے کے واسطے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ اس چیز کو بڑھاتا ہے کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ورقاء نے الخ یعنی ورقا کی روایت سلیمان کی روایت کے موافق ہے مگر ان کے شیخ کے شیخ میں۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ ذکر دائیں ہاتھ کا جو اس حدیث میں آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اچھی طرح قبول کرنا اس واسطے کہ اہل ادب کی عادت جاری ہے کہ دایاں ہاتھ کمینی چیزوں کو نہیں لگاتے بلکہ قدر والی چیزوں کو دایاں ہاتھ لگاتے ہیں اور اللہ کا بایاں ہاتھ نہیں اس واسطے کہ وہ محل نقص کا ہے ضعف میں بلکہ وارد ہوا ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے جارحہ بلکہ وہ توقیف ہے سو ہم اس کو مطلق چھوڑتے ہیں جس طرح وارد ہوا اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتے اور یہ مذہب ہے اہل سنت اور جماعت کا۔ (فتح)

۶۸۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

۶۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رنج اور کمال سختی کے وقت ان کلموں سے دعا کرتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑائی والا صاحب حلم ہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے جو بڑے عرش کا مالک ہے نہیں کوئی لائق پوجنے کے سوائے اللہ کے جو آسمانوں کا رب ہے اور عزت والے عرش کا رب ہے۔

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

٦٨٨٠۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ أَوْ أَبِيْ نُعْمٍ شَكَّ قَبِيْصَةُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ.

٦٨٨٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سنا بھیجا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا۔

وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ فَتَغَيَّظَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوْا يُعْطِيْهِ صَنَادِيْدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُّطِيْعُ اللّٰهَ إِذَا عَصَيْتُهُ فَيَأْمَنُنِيْ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِيْ فَسَأَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ أُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے کچھ کچا سونا (مٹی ملا ہوا) بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا ایک اقرع بن حابس دوسرا عیینہ تیسرا علقمہ چوتھا زید خیل تو مہاجرین اور انصار ناراض ہوئے سو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں پس سامنے آیا ایک مرد گہری آنکھوں والا اونچی پیشانی والا گھنی داڑھی والا اونچے رخساروں والا سر منڈا سو اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اللہ کی فرمانبرداری کرے گا جب کہ میں اس کی نافرمانی کروں گا سو اللہ مجھ کو زمین والوں پر امین جانتا ہے اور تم مجھ کو امین نہیں جانتے تو قوم میں سے ایک مرد نے اس کے قتل کی اجازت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی میں گمان کرتا ہوں اس کو خالد رضی اللہ عنہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع کیا پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے بے شک اس کی اصل اور نسل سے ایک قوم پیدا ہو گی کہ قرآن کو پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہو گی زبان

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ.

سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے مسلمانوں کو قتل کریں گے بت پرستوں کو چھوڑیں گے اگر میں نے ان کو پایا تو البتہ ان کو قتل کروں گا قوم عاد کا سا قتل کرنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں گزر چکی ہے اور اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم مجھ کو امین نہیں جانتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمان میں ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس کی ترجمہ سے اور باب کی حدیث میں اگرچہ اس کا ذکر نہیں لیکن اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں لفظ ترجمہ کے موافق ہے اور بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ باب میں وہ حدیث داخل کرتا ہے جس کے بعض طریقوں میں وہ لفظ ہو جو باب کے موافق ہو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مراد اس کی رغبت دلانا ہے بہت یاداشت رکھنے کے۔ (فتح)

۶۸۸۱۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

۶۸۸۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا اس آیت کے معنی سے اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرار گاہ اس کی عرش کے نیچے ہے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے اس باب کی سب حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ نہیں ہے اس میں مگر رب العرش اور مطابقت اس کی اور اللہ داناتر ہے اس جہت سے کہ اس نے تنبیہ کی اوپر باطل ہونے قول اس شخص کے جو ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے جہت کو اللہ کے اس قول کی دلیل سے ذی المعارج سو اس نے سمجھا کہ علو فوقی منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ آسمان ہے اور جس جہت پر صادق آتا ہے کہ وہ عرش ہے ہر ایک دن دونوں میں سے مخلوق مربوب ہے اور ہر مخلوق محدث ہے اور اللہ اس سے پہلے تھا پھر یہ مکانات پیدا ہوئے اور قدیم ہونا اللہ کا محال جانتا ہے وصف کرنے اس کے کو ساتھ جگہ پکڑنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ اور بہت منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی طبری اور ترمذی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو اپنے مالک کی طرف ہزار برس دیکھا کرے گا اور افضل بہشتیوں میں وہ ہوگا جس کو ہر روز دو بار اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر یہ آیت پڑھی کہا سفید اور صفائی سے یعنی ناضرہ سے مراد یہ ہے کہ سفید اور صاف ہوں گے اور روایت کی طبری نے اسرائیل سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ادنیٰ بہشتی وہ ہوگا جو دیکھے گا اپنے باغوں کو اور اپنی بیویوں کو اور اپنے خادموں کو اور نعمتوں کو اور تختوں کو ہزار برس کی راہ اور بڑا افضل بہشتی اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جس کو صبح وشام اللہ پاک کا دیدار ہوگا اور روایت کی عبد بن حمید نے عکرمہ سے کہ دیکھو اللہ نے اپنے بندے کو کیا نور دیا ہے اس کی آنکھ میں اللہ کے دیدار کرنے سے اور اگر تمام خلقت کا نور بندے کی آنکھوں میں ڈالا جائے پھر سورج کے آگے سے ایک پردہ اٹھایا جائے اور حالانکہ سورج کے آگے ستر پردے ہیں تو اس کو نہ دیکھ سکے اور سورج کا نور کرسی کے نور کی ستر جز سے ایک جز ہے اور نور کرسی کا عرش کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور عرش کا نور پردہ جلال کے نور کے ستر جز سے ایک جز ہے اور ثابت ہو چکا ہے آیت اور صحیح حدیثوں سے کہ قیامت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور مبالغہ کیا ہے ابن عبدالبر نے بیچ رد کرنے اس چیز کے کہ آئی ہے مجاہد سے کہ مراد آیت میں ثواب کو دیکھنا ہے نہ اللہ کو اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض معتزلہ نے اور نیز تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے فان لم تكن تراه فانه يراك کہ اس میں اشارہ ہے طرف نفی رؤیت کی اور جواب یہ ہے کہ منفی اس میں دنیا میں اللہ کو دیکھنا ہے اس واسطے کہ عبادت خاص ہے ساتھ دنیا کے سو اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو بعید نہیں اور گمان کیا ہے ایک جماعت نے متکلمین میں سے کہ حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ کافر لوگ قیامت میں اللہ کو دیکھیں گے عام ہونے لقا اور خطاب کے سبب سے اور بعض نے حجت پکڑی ہے اس پر ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ کافر دوزخ میں گر پڑیں گے اور باقی رہیں گے مسلمان اور ان میں منافق بھی ہوں گے پھر ہر آدمی کو اس کی روشنی دی جائے گی پھر منافقوں کی روشنی بجھ جائے گی اور جواب دیا ہے انہوں نے اللہ کے قول سے ﴿اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ کہ یہ بعد دخول بہشت کے ہے اور یہ حجت پکڑنا ان کا مردود ہے اس واسطے کہ اس آیت کے بعد یہ ہے ﴿ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمَ﴾ یعنی پھر وہ دوزخ میں داخل ہوں گے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ حجاب اس سے پہلے واقع ہوا ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حجاب واقع ہوا ہے وقت بجھ جانے نور کے اور یہ جو آیا ہے کہ اللہ ظہور کرے گا مسلمانوں کے واسطے اور جو ان میں مخلوط ہوں گے منافقوں سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب کو اللہ کا دیدار ہوگا

اس واسطے کہ اللہ ان کو جانتا ہے سو انعام کرے گا مسلمانوں پر ساتھ دیدار کے سوائے منافقوں کے جیسا کہ منع کرے گا ان کو سجدہ کرنے سے اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور ثابت ہوتا ہے دیدار الٰہی کا آخرت میں نظر کے طریق سے کہ جو چیز کہ موجود ہے اس کا دیکھنا ممکن ہے اور یہ بطورِ تنزل کے ہے ورنہ خالق کی صفتیں مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں اور دلائل سماعی ثابت کرنے والے ہیں اللہ کے دیدار کو آخرت میں مسلمانوں کے واسطے سوائے اور لوگوں کے یعنی قیامت میں اللہ کا دیدار فقط مسلمانوں کو ہوگا ان کے سوائے اور لوگوں کو نہیں ہوگا لیکن دنیا میں اللہ کا دیدار کسی کو نہیں ہوگا لیکن اختلاف ہے ہمارے حضرت ﷺ کے حق میں کہ آپ نے اللہ کو دنیا میں دیکھا ہے یا نہیں اور علماء نے دنیا اور آخرت میں فرق یہ بیان کیا ہے کہ اہل دنیا کی آنکھیں فانی اور ان کی آنکھیں آخرت میں باقی ہیں اور یہ فرق کھرا ہے لیکن نہیں منع کرتا اس کی تخصیص کو ساتھ اس کے کہ ثابت ہوا ہے واقع ہونا اس کا اس کے واسطے اور جمہور معتزلہ نے اللہ کے دیدار سے قیامت میں انکار کیا ہے اس سند سے کہ شرط مرئی کی یہ ہے کہ ہو جہت میں اور اللہ پاک ہے جہت سے اور اتفاق ہے ان کا اس پر کہ وہ بندوں کو دیکھتا ہے بغیر جہت کے اور جو اللہ کا دیدار ثابت کرتے ہیں ان کو اختلاف ہے کہ دیدار کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ حاصل ہوتا ہے دیکھنے والے کے واسطے علم ساتھ اللہ کے آنکھ کے دیکھنے سے جیسا کہ اور مرئیات میں ہے اور وہ موافق قول حضرت ﷺ کے ہے باب کی حدیثوں میں جیسے تم چاند کو دیکھتے ہو لیکن وہ پاک ہے جہت اور کیفیت سے اور یہ امر زائد ہے علم پر اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ دیدار کے علم ہے اور بعض نے کہا کہ دیدار اللہ کا ایک قسم ہے کشف کی لیکن وہ اتم اور واضح تر ہے علم سے اور یہ قریب تر ہے طرف صواب کی پہلے معنی سے اس واسطے کہ نہیں اختصاص ہے اس وقت واسطے بعض کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ نہیں متفاوت ہوتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ مذہب اہل سنت اور جمہور امت کا یہ ہے کہ آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے اور منع کیا ہے خوارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ دیدار واجب کرتا ہے اس کو کہ مرئی محدث ہو اور حال ہو مکان میں اور جو تمسک کیا ہے انہوں نے فاسد ہے واسطے قائم ہونے ادلہ کے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور روایت اپنے تعلق میں ساتھ مرئی کے بجائے علم کے ہے بیچ تعلق پکڑنے اس کے ساتھ معلوم کے حدوث کو واجب نہیں کرتا تو اسی طرح مرئی کا حال ہے کہا اور تعلق پکڑا ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ اور ساتھ قول اس کے موسیٰ علیہ السلام کے واسطے ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ اور جواب اول سے یہ ہے کہ نہیں باقی ہیں اس کو آنکھیں دنیا میں تا کہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ہو اور ساتھ اس کے کہ نفی ادراک کی نہیں مستلزم ہے رؤیت کی نفی کو اس واسطے کہ ممکن ہے دیکھنا چیز کا بغیر احاطہ کرنے کے ساتھ حقیقت اس کی کے اور دوسری آیت میں بھی مراد نفی سے دنیا ہے اور اس واسطے کہ نفی شے کی اس کے محال ہونے کو تقاضا نہیں کرتی باوجود اس چیز کے کہ آئی ہے احادیث ثابتہ سے موافق آیت کے اور البتہ قبول کیا ہے ان کو مسلمانوں نے اصحاب اور تابعین

کے زمانے سے یہاں تک کہ اللہ کے دیدار کا منکر پیدا ہوا اور اس نے سلف کی مخالفت کی۔ (فتح)

٦٨٨٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا.

٦٨٨٢۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت کے دن دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں یعنی خلقت کے ہجوم سے اس کے دیدار میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو۔

٦٨٨٣۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا.

٦٨٨٣۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تم دیکھو گے اپنے رب کو ظاہر اپنی دونوں آنکھوں سے۔

٦٨٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَآئِدَةَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ.

٦٨٨٤۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کو ہم پر نکلے سو فرمایا کہ بے شک تم قیامت میں دیکھو گے اپنے رب کو جیسا اس چاند کو دیکھتے ہو ہجوم نہ کیے جاؤ گے اس کے دیکھنے میں۔

٦٨٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

٦٨٨٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے؟ تو

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا شَافِعُوْهَا أَوْ مُنَافِقُوْهَا شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ فَيَأْتِيْهِمُ اللهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَآءَ نَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتْبَعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ أَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُهَا وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک پڑتا ہے چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں؟ اصحاب نے کہا کہ نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو تردد اور اختلاف اور ہجوم ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جس وقت کہ اس کے آگے بدلی نہ ہو اور آسمان صاف ہو؟ اصحاب نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا سو بے شک تم اللہ کو بھی اسی طرح دیکھو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو کسی چیز کی بندگی کر رہا ہو تو چاہیے کہ اس کا ساتھ دے یعنی اپنے معبود کے ساتھ دوزخ میں جائے سو جو شخص کہ آفتاب کو پوجتا ہو گا وہ آفتاب کے ساتھ جائے گا اور جو چاند کو پوجتا ہو گا وہ چاند کے ساتھ جائے گا اور جو بتوں اور دیو بھوت کو پوجتا ہو گا وہ ان کے ساتھ جائے گا اور یہ امت محمدی ﷺ باقی رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے یا یوں فرمایا پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہو گا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے کہ ہم اس مکان میں منتظر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب ہم پر ظاہر ہو سو جب کہ ظاہر ہو گا ہم اپنے رب کو پہچان لیں گے پھر حق تعالیٰ اس صفت میں ظاہر ہو گا جو ان کے اعتقاد کے موافق ہے سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو مسلمان کہیں گے ہاں تو ہمارا رب ہے تو وہ اس کے ساتھ ہوں گے اور دوزخ کے پشت پر پل صراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے عبور کریں گے اور پیغمبروں کے سوائے اس دن کوئی نہ بول سکے گا اور پیغمبروں کا قول اس نے یہ ہو گا الٰہی! پناہ پناہ اور دوزخ میں آنکڑے ہیں جیسے سعدان کا کانٹے سعدان ایک درخت کا نام ہے اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم نے سعدان کے

إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ أَوِ الْمُوْثَقُ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ أَوِ الْمُجَازَى أَوْ نَحْوُهُ ثُمَّ يَتَجَلّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَرِ السُّجُوْدِ تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِيْ رَبَّهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ

کانٹے دیکھے ہیں؟ اصحاب نے کہا ہاں یاحضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے آنکڑے بھی سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں مگر یہ کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کتنے کتنے بڑے ہیں وہ لوگوں کو دوزخ کے اندر پل صراط سے کھینچ لیں گے ان کے بد اعمال کے سبب سے سو ان میں سے بعض آدمی ایماندار ہوگا اپنے عمل کے سبب سے باقی رہے گا یعنی بچ رہے گا یا بعض آدمی اپنے عمل سے ہلاک ہو جائے گا یہ شک ہے راوی کو اور بعض آدمی آدھ موا یا بدلا دیا گیا یا مانند اس کے پھر اللہ پاک ظاہر ہوگا یہاں کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جس کو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کرے گا کہ دوزخ سے اس کو نکالیں جس نے اللہ کے ساتھ کچھ شرک نہ کیا ہو جس پر اللہ نے رحمت کا ارادہ کیا ہو جو گواہی دیتا ہو اللہ کی کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے تو فرشتے ان کو دوزخ میں پہچان لیں گے ان کے سجدے کے نشان سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو اللہ نے دوزخ پر سجدے کے مکان کا جلانا حرام کیا ہے سو وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جلے بھنے ہوئے پھر ان پر آب حیات چھڑکا جائے گا تو اس کے نیچے وہ جم اٹھیں گے جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں خود رو دانہ جم اٹھتا ہے پھر حق تعالیٰ بندوں کا فیصلہ کر چکے گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ دوزخیوں میں سے سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا اے میرے رب! تو میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کہ اس کی بدبو نے مجھ کو تنگ کر دیا اور اس کی لاٹ نے مجھ کو جلا ڈالا

يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَىْ رَبِّ قَدِّمْنِىْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَنِىْ غَيْرَ الَّذِىْ أُعْطِيْتَ أَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ وَيَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلَ هَلْ عَسَيْتَ إِنْ أُعْطِيْتَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ وَيُعْطِىْ مَا شَآءَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَىْ رَبِّ أَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ أَلَسْتَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ أَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَىْ رَبِّ لَا أَكُوْنَنَّ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ قَالَ لَهٗ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ لَهٗ تَمَنَّهْ فَسَأَلَ رَبَّهٗ وَتَمَنّٰى حَتّٰى إِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهٗ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِىُّ قَالَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىُّ مَعَ أَبِىْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا حَدَّثَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ

سو وہ اللہ سے دعا کیا کرے گا جہاں تک کہ اللہ اس کا دعا کرنا چاہے گا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں یہ تیرا سوال پورا کر دوں تو اس کے بعد تو کچھ اور بھی سوال کرے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تیری عزت کی قسم ہے سو نہ مانگنے میں اپنے رب سے قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا پھر اللہ اس کے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا پھر جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا اور اس کو دیکھے گا تو چپ رہے گا جتنا اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھ کو آگے بڑھا دے بہشت کے دروازے تک تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ پہلے سوال کے سوا جو میں نے تجھ کو دیا کبھی کچھ نہ مانگیگا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے پھر کہے گا اے میرے رب! اللہ سے دعا مانگے گا یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا یہ مطلب پورا کر دوں تو اس کے سوائے اور بھی کچھ مانگے گا تو وہ کہے گا کہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تجھ سے اس کے سوائے کچھ نہ مانگوں گا تو اپنے رب سے نہ مانگنے میں قول وقرار کرے گا جس طرح کہ اللہ چاہے گا تو اللہ اس کو بہشت کے دروازے تک آگے بڑھا دے گا سو جب وہ بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوگا تو تمام بہشت اس پر ظاہر ہو جائے گی سو اس کو نظر آئے گا جو کچھ اس میں ہے نعمت اور خوشی سے سو چپ رہے گا جتنا کہ اللہ چاہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! اب مجھ کو بہشت میں داخل کر تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو قول وقرار نہیں کر چکا ہے کہ اب تو نہ مانگے گا سوائے اس کے جو میں نے تجھ کو دیا تیرا برا ہو اے آدمی تو کیا ہی دغا باز ہے تو وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق

وَتَعَالٰی قَالَ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ أَشْهَدُ أَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ.

میں بد بخت بے نصیب نہیں ہونا چاہتا سو ہمیشہ دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ اس پر راضی ہو جائے گا سو جب کہ اللہ راضی ہوگا تو فرمائے گا کہ جا بہشت میں سو جب وہ بہشت میں جائے گا تو حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کسی چیز کی آرزو کر تو وہ مانگے گا اپنے رب سے اور تمنا ظاہر کرے گا یہاں تک اس پر کرم ہوگا کہ حق تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا تو فرمائے گا کہ فلانی چیز اور فلانی چیز مانگ یہاں تک کہ جب اس کی سب ہوس اور خواہشیں ہو چکیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ تیرے سوال پورے ہوئے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔ کہا عطاء نے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ رد کرتے تھے ان پر ان کی حدیث سے کچھ چیز یہاں تک کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اتنا اور بھی تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے ساتھ دس گنا اور بھی اے ابو ہریرہ! یعنی دونا نہیں بلکہ دس گنا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں یاد رکھا میں نے مگر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس کے ساتھ اتنا اور بھی کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں نے یاد رکھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول آپ کا کہ یہ تیرے واسطے ہے اور اس کے ساتھ دس گنا اور بھی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو یہ مرد سب بہشتیوں میں سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور تضامون کے معنی ہیں کہ نہ جمع ہوں گے تم اس کے دیدار کے واسطے ایک جہت میں اور جسیم ہو بعض تمہارا بعض کے ساتھ اور ساتھ تخفیف کے ضیم سے ہے یعنی نہ ظلم ہوگا تم پر اس کے دیدار میں کہ بعض کو دیدار ہو اور بعض کو نہ ہو اللہ بلند ہے جہت سے اور تشبیہ ساتھ دیکھنے چاند کے واسطے دیکھنے کے ہے سوائے تشبیہ مرئی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے۔ (فتح)

٦٨٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

٦٨٨٦۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِمَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيْبِ مَعَ صَلِيْبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغُبَّرَاتٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيُقَالُ لِلْيَهُوْدِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارٰى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيْدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا فَيُقَالُ اشْرَبُوْا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِيْ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ

نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو قیامت میں اللہ کا دیدار ہو گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو شک ہوتا ہے سورج کے دیکھنے میں جب کہ روشن ہو اور آسمان صاف ہو؟ ہم نے کہا نہیں فرمایا سو بے شک تم کو اس دن اللہ کے دیکھنے میں کچھ ہجوم اور اختلاف نہ ہو گا مگر جیسا تم کو سورج کے دیکھنے میں شک اور ہجوم ہوتا ہے پھر فرمایا کہ کوئی پکارنے والا یعنی فرشتہ پکارے گا کہ چاہیے کہ ہر قوم اپنے معبود کی طرف جائے تو سولی والے یعنی نصاریٰ اپنی سولی کے ساتھ جائیں گے اور بت پرست لوگ اپنے بتوں کے ساتھ جائیں گے اور اسی طرح ہر معبود والے اپنے معبود کے ساتھ جائیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائیں گے اللہ کو ماننے والے لوگ نیک اور گنہگار اور باقی ماندہ اہل کتاب سے پھر دوزخ کو لایا جائے گا نمود ہو گی جیسے خیالی پانی ہے سو یہودیوں سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سو اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیو سو وہ دوزخ میں گر پڑیں گے پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کو پوجتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم مسیح کو پوجتے تھے جو اللہ کا بیٹا ہے تو کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو نہ اللہ کی بیوی ہے نہ اولاد سو تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں تو ہم کو پانی پلائے تو کہا جائے گا کہ پیو تو وہ بھی دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ باقی رہ جائے گا جو اللہ کو ماننے والا ہو گا نیک اور گنہگار تو ان سے کہا جائے گا کہ کس چیز نے تم کو بٹھلایا ہے جانے سے حالانکہ سب لوگ چلے گئے تو وہ کہیں گے کہ جدا ہوئے ہم ان

فَيَقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيْ لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُوْنَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِيْ صُوْرَةٍ غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَلَا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ فَيَقُوْلُوْنَ السَّاقُ فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَأَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوْشٌ وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِيْ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِيْ إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ

سے دنیا میں اور حالانکہ ہم بہ نسبت آج کے اس کی طرف زیادہ تر محتاج تھے معاش وغیرہ میں یعنی باوجود زیادہ حاجت کے ہم ان سے دنیا میں الگ رہے تو آج ہم ان کے ساتھ کیوں جائیں باوجود اس کے کہ آج ہم کو ان کی حاجت نہیں ہے اور ہم نے سنا پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے کہ چاہیے کہ ملے ہر قوم اپنے معبود سے اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر ظاہر ہوگا غیر اس صورت میں جس میں انہوں نے اول بار اللہ کو دیکھا سو فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں سو وہ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے اور نہ کلام کریں گے اس سے مگر پیغمبر لوگ سو اللہ فرمائے گا کہ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کو تم پہچانتے ہو؟ سو مسلمان کہیں گے کہ وہ نشانی پنڈلی ہے سو اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا تو اس کو ہر ایماندار سجدہ کرے گا اور باقی رہ جائے گا جو سجدہ کرتا ہو اللہ کو دکھلانے اور سنانے کے واسطے سو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ کی ہڈی لپٹ کر ایک طبق ہو جائے گی یعنی اس کی پیٹھ کی ہڈی سیخ کی طرح سیدھی اور سخت ہو جائے گی سجدہ کے واسطے نہ جھک سکے گا پھر پل صراط کو لایا جائے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا ہم نے کہا یا حضرت! اور کیا ہے پل صراط؟ فرمایا جگہ گرنے کی اور جگہ پھسلنے کی اس پر آنکڑے ہیں یعنی سیخیں کج سر والی اور کانٹے چوڑے مثل خسک کی اور خسک ایک درخت کا نام ہے کہ اس کے کانٹے سر کج ہوتے ہیں نجد میں ہوتا ہے اس کو سعدان کہا جاتا ہے سو گزرے گا اس پر ایمان دار آنکھ کے جھپکنے کی طرح اور بجلی کی طرح اور تیز قدم گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح سو بعض نجات پانے والا سلامت ہوگا اور بعض نجات پانے والا مجروح اور زخمی ہوگا

مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ وَيُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُونَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَّمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَؤُوا ﴿إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عُتَقَاءُ

اور بعض بعض پر سوار کیا گیا دوزخ کی آگ میں یہاں تک کہ گزرے گا ان کا پچھلا کھینچا جائے گا کھینچنا سو نہیں تم سخت تر میرے واسطے مطالبہ کرنے میں بیچ حق کے کہ ثابت ہوا اور ظاہر ہو چکا ہو واسطے تمہارے مسلمانوں سے اس دن بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے یعنی جو حق تمہارا کہ مجھ پر ظاہر ہو تم اس میں کس طرح اس کے مطالبہ میں کوشش اور مبالغہ کرتے ہو مومن لوگ اپنے بھائیوں کے دوزخ سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس سے بھی زیادہ مطالبہ اور کوشش کرنے میں مبالغہ کریں گے اور سفارش کر کے ان کو بخشوا دیں گے سو جب نہ وہ دیکھیں گے کہ انہوں نے نجات پائی اپنے بھائیوں میں تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو اور اللہ حرام کرے گا ان کی صورتوں کو آگ پر اور بعض آدمی اپنے دونوں قدم تک آگ میں ڈوبا ہوگا اور بعض آدھی پنڈلی تک سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو آگ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے پھر اللہ سے عرض کریں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جاؤ سو جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکالو سو وہ نکالیں گے جس کو پہچانیں گے اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو کہ بے شک اللہ نہیں ظلم کرتا ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو گی تو اس کو دونا کرے گا پھر

الرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

شفاعت کریں گے پیغمبر لوگ اور فرشتے اور ایماندار تو اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو اللہ تعالیٰ جل وعلا دوزخ میں سے ایک مٹھی بھرے گا اور نکالے گا بہت قوموں کو کہ جلے بھنے ہوں گے سو ڈالے جائیں گے آبِ حیات کی نہر میں جو بہشت کے اول شروع میں ہے سو وہ جم اٹھیں گے اس کے دونوں کناروں میں جیسے کہ سیلاب کے کوڑے میں دانہ جم اٹھتا ہے البتہ تم نے اس کو دیکھا ہے پتھر کی جانب میں اور درخت کی جانب میں سو اس میں سے جس پر سورج کی دھوپ پڑتی ہو وہ سبز ہوتا ہے اور جو سائے میں ہو وہ سفید ہوتا ہے سو وہ نکلیں گے جیسے موتی سو ان کی گردنوں میں مہر کی جائے گی اور بہشت میں داخل ہوں گے سو بہشتی کہیں گے کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں اللہ نے ان کو بہشت میں داخل کیا بغیر عمل کیے اور بغیر نیکی کیے کہ آگے کی سو ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے واسطے ہے جو تم نے دیکھا اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ ان پر اس صورت میں ظاہر ہوگا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مجسمہ نے سو انہوں نے اللہ کے واسطے صورت ثابت کی ہے اور نہیں ہے ان کے واسطے حجت بیچ اس کے اس لیے کہ احتمال ہے کہ صورت ساتھ معنی علامت کے ہو کہ دلیل ٹھہرایا ہے اس کو ان کے واسطے اپنی معرفت پر اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے صورت اعتقاد کی ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اللہ کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے تو کہا ابن بطال نے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تاکہ ان کا امتحان کرے کیا اعتقاد ہے ان کا اللہ کی صفات میں جس کی مثل کوئی چیز نہیں سو جب وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں تو رد کریں گے اس پر قول اس کے کو اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی صفت دیکھیں گے اور جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے یعنی جب ظاہر ہوگا ہمارے واسطے اس بادشاہی میں کہ اس کے غیر کے واسطے نہیں اور عظمت کے کہ نہیں مشابہ ہے کسی چیز کو اس کی مخلوقات سے تو اس وقت کہیں گے تو ہے ہمارا رب اور یہ جو کہا کہ وہ کہیں گے وہ نشانی پنڈلی ہے تو یہ احتمال ہے کہ معلوم کروایا ہو ان کو اللہ نے پیغمبروں کی زبان پر کہ اللہ نے ان کے واسطے نشانی ٹھہرائی ہے پنڈلی کہ اس کو ظاہر کرے گا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد کشف ساق سے شدت امر کا کھولنا ہے یعنی اپنی قدرت ظاہر کرے گا جس سے

شدت اور سختی ظاہر ہوگی اور کہا مہلب نے کہ کھولنا پنڈلی کا مسلمانوں کے واسطے رحمت ہے اللہ کا فروں کے واسطے سختی ہے اور یہ جو کہا کہ اس کی پیٹھ پلٹ کر ایک طبق ہو جائے گی تو تمسک کیا ہے بعض اشاعرہ نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے اور کہا فقہاء نے کہ تکلیف مالا یطاق جائز نہیں اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس آیت کے ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے سجدے سے ساتھ اس کے کہ وہ تبکیت کے واسطے اس کی طرف بلائے جائیں گے تا کہ ان کا نفاق ظاہر ہو اور ذلیل ہوں اور کہا ابن فورک نے کہ مراد کشف ساق سے وہ مسلمانوں کے واسطے تازہ مہربانی ہوگی اور نئے نئے فوائد حاصل ہوں گے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساق سے قیامت کا دن ہے اور بعض نے کہا کہ مراد کشف ساق سے دور ہونا غم اور ہول کا ہے جس نے ان کو متغیر کیا یہاں تک کہ اپنی شرم گاہ سے غافل ہوئے اور یہ جو کہا کہ باقی ماندہ اہل کتاب تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ کو ایک جانتے تھے اس کے ساتھ شریک نہ کرتے تھے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہی سو نکالے گا آگ سے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ جائز ہے نکالنا کافروں کا آگ سے اور یہ مردود کیا گیا ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اس واسطے کہ یہ متصل نہیں دوم یہ کہ نفی اس چیز کی کی گئی ہے جو دونوں شہادت کے اقرار پر زیادہ ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر باقی حدیثیں اور وجہ اول غلط ہے اس واسطے کہ یہ روایت متصل ہے یہ جو کہا کہ ہم زیادہ محتاج تھے تو اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ آج ہم اللہ کی طرف زیادہ تر محتاج ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُهِمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَآئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ لِتَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن یہاں تک کہ غمناک ہوں گے اس حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس سو ہم کو اس مکان سے راحت دے تو خوب بات ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب آدمیوں کے باپ اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور تجھ کو اپنی بہشت میں جگہ دی اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں فرمایا سو یاد کریں گے اپنی

الَّتِیْ أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا آتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ إِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَأَسْتَأْذِنُ

اس خطا کو جو ان سے ہوئی درخت کے پھل کھانے سے اور حالانکہ اس سے منع کیے گئے تھے لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی سوال کرنے کو اپنے رب سے بغیر علم کے لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے فرمایا سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا ان تین باتوں کو جو جھوٹ بولیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کو توراۃ دی اور اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور اس کو سرگوشی کے واسطے قریب کیا فرمایا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنی اس خطا کو جو ان سے ہوئی قتل کرنے ان کے سے ایک جان کو لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اس کی روح ہے اور اس کا کلمہ ہے فرمایا سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ کا بندہ ہے اللہ نے اس کے اگلی پچھلی بھول چوک معاف کر دی فرمایا سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر اللہ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی اور مانگ دیا جائے گا

عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَإِذَا رَأَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ أَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُہُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُہُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُہُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَإِذَا رَأَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ أَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ یُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ فَأُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْہِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُدْخِلُہُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُہُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُہُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَہُ الْقُرْآنُ أَیْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْخُلُوْدُ قَالَ ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الْآیَةَ ﴿عَسٰی أَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ وَہٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وُعِدَہٗ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی وہ تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہوئی تو میں وہاں سے نکل کر انہیں بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اور نیز میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا ہو میں ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں تو مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا تو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور کہہ سنا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلا دے گا پھر شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا کہا قتادہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا تیسری بار سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا اس کے گھر میں سو مجھ کو اس کی اجازت ملے گی سو جب میں اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جتنا کہ چاہے گا پھر فرمائے گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہو گی اور مانگ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں اپنے رب کی وہ تعریف کروں گا کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر

میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے ایک حد مقرر کی جائے گی سو میں نکلوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا، کہا قتادہ رحمہ اللہ نے اور میں نے اس سے سنا کہتا تھا سو میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا دوزخ میں مگر وہی شخص جس کو قرآن نے بند کیا یعنی واجب ہوا اس پر ہمیشہ رہنا دوزخ میں پھر یہ آیت پڑھی کہ عنقریب کھڑا کرے گا تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں اور یہی ہے مقام محمود جس کا تمہارے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں یہ جو کہا کہ اس کے گھر میں تو اس سے مکان کا وہم پیدا ہوتا ہے اور اللہ پاک ہے مکان سے اور اس کے معنی تو فقط یہ ہیں کہ اپنے اس گھر میں جس کو اس نے اپنے دوستوں کے واسطے بنایا ہے اور وہ بہشت ہے دار السلام۔ (فتح)

٦٨٨٧۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمْ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ.

٦٨٨٧۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا بھیجا سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا سو فرمایا کہ صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول کو ملو سو بے شک میں حوض کوثر پر ہوں گا یعنی قیامت کے دن۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کی حکومت ہوگی اور اس کے اخیر میں ہے کہ اصحاب نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہم راضی ہوئے اور اس حدیث کی شرح غزوہ حنین میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو اور مراد اللہ کے ملنے سے موت ہے اور دن قیامت کا۔ (فتح)

٦٨٨٨۔ حَدَّثَنِيْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ

٦٨٨٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو یہ دعا

الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْقَيُّوْمُ﴾ اَلْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ.

پڑھتے تھے کہ الٰہی! اے ہمارے رب! تجھ کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کا رب اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والوں کی روشنی اور رونق تو سچ مچ ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا وعدہ سچ ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں کہ تو فیصل کرے سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا اور اس گناہ کو بخش جس کو تو مجھ سے زیادہ تر واقف ہے کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے تیرے اور طاؤس نے قیم کے بدلے قیام کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ قیوم کے معنی ہیں قائم ہر چیز پر یعنی کارساز ہر چیز کا اپنی خلق سے تدبیر کرتا ہے اس کی جو چاہتا ہے اور پڑھا ہے عمرو نے قیام اور قیوم اور قیام دونوں مدح ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مبالغہ کے صیغے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ تیرا ملنا حق ہے۔ (فتح)

٦٨٨٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ.

٦٨٨٩۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اللہ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہو گا اور نہ کوئی حجاب ہو گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی حجاب اٹھانے کے یہ ہیں کہ دور کی جائے گی آفت مسلمانوں کی آنکھوں سے جو ان کو دیکھنے سے منع ہے سو وہ اس کو دیکھیں گے واسطے اٹھانے حجاب کے ان سے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں کفار کے حق میں ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ اور کہا حافظ صلاح الدین نے کہ مراد ساتھ حجاب کے نفی اس چیز کی ہے جو دیکھنے سے مانع ہو جیسے کہ نفی کی عدم اجابت دعا مظلوم کی پھر استعارہ کیا واسطے رد کے سو ہوگی نفی اس کی دلیل اوپر ثبوت اجابت کے اور تعبیر ساتھ نفی حجاب کے ابلغ ہے تعبیر کرنے سے ساتھ عدم قبول کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ حجاب کے استعارہ ہو محسوس کا واسطے معقول کے اس واسطے کہ حجاب حسی ہے اور منع عقلی ہے اور منع عقلی اور البتہ وارد ہوا ہے ذکر حجاب کا چند حدیثوں میں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ دور ہے اس چیز سے جو اس کے واسطے حجاب ہو اس واسطے کہ حجاب تو مقدر محسوس چیز کو احاطہ کرتا ہے لیکن مراد ساتھ حجاب اس کے منع کرنا ہے خلق کی آنکھوں کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے جب چاہے جس طرح چاہے اور جب چاہے گا تو یہ حجاب ان سے اٹھا دے گا اور تائید کرتا ہے اس کی جو دوسری حدیث میں ہے کہ آدمیوں اور اللہ کے دیدار کے درمیان کوئی چیز نہ ہوگی سوائے چادر کبریائی کے جو اللہ کی وجہ پر ہے اس واسطے کہ اس کا ظاہر قطعاً مراد نہیں پس وہ استعارہ ہے جزما اور کبھی بعض حدیثوں میں حجاب حسی مراد ہوتا ہے لیکن وہ بہ نسبت مخلوق کے ہے اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

۶۸۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ.

۶۸۹۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بہشتیں چاندی کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب سونے کی ہیں اور مسلمانوں کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان یعنی مسلمانوں کو اپنے رب کے دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک ہے عدن کے بہشت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ سونے کی دو بہشتیں مقربین کے واسطے ہیں اور چاندی کی بہشتیں اصحاب یمین کے واسطے ہیں کہا طبری نے کہ اختلاف ہے اللہ کے اس قول میں ﴿وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾ سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں درجے میں اور بعض نے کہا اس کے معنی ہیں فضیلت میں اور یہ جو کہا جنتان تو یہ تفسیر ہے اللہ کے قول مذکور کی اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ھما جنتان اور یہ جو کہا اس کے برتن الخ تو یہ مبتدا ہے اور من فضہ اس کی خبر ہے اور یہ جو کہا کہ ان کے اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان جلال کی چادر ہوگی تو کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے سو بعض

اس کو تفویض کرتے ہیں اور بعض اس کی تاویل کرتے ہیں کہ مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور چادر ایک صفت ہے ذات کی صفتوں سے جو لازم ہے اور پاک کرنے والی ہے اس کو اس چیز سے کہ مشابہ ہو مخلوق کو پھر اشکال کیا ہے اس نے جس کا حاصل یہ ہے کہ چادر جلال کی مانع ہے رؤیت سے سو گویا کہ کلام میں حذف ہے بعد قول اس کے الا رداء الکبریاء سو وہ احسان کرے گا ان پر ساتھ اٹھانے اس چادر کے سو حاصل ہوگی ان کے واسطے نظر اس کی طرف سو گویا کہ مراد یہ ہے کہ جب مسلمان بہشت میں اپنا ٹھکانہ پکڑیں گے اگر ان کو ذی الجلال کی ہیبت نہ ہو تو ان کے درمیان اور اللہ کے دیکھنے کے درمیان کوئی چیز مانع نہ ہو پھر جب اللہ ان کا اکرام چاہے گا تو ان پر فضل کرے گا ساتھ اس کے کہ ان کو اپنے دیکھنے کی قوت دے گا پھر پایا میں نے صہیب کی حدیث میں کہ مراد ساتھ چادر کے حجاب ہے کہ اس میں ہے پھر اللہ اُن کے واسطے حجاب کھولے گا بعد داخل ہونے کے بہشت میں سو ان کو کوئی چیز ایسی محبوب تر نہیں ملی شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف تاویل اس کی اور کہا قرطبی نے کہ رداء استعارہ ہے عظمت سے اور نہیں مراد ہے کپڑا محسوس اور معنی حدیث باب کے یہ ہیں کہ اللہ کی عزت اور بے پرواہی کا مقتضا یہ ہے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے لیکن رحمت اس کی مسلمانوں کے واسطے تقاضا کرتی ہے کہ ان کو اپنی ذات دکھلائے واسطے کامل کرنے نعمت کے سو جب دور ہوگا مانع تو کرے گا ان سے خلاف مقتضی کبریائی کے سو گویا کہ اٹھایا ان سے حجاب جو ان کو مانع تھا اور یہ جو کہا کہ عدن کے بہشت میں تو کہا ابن بطال نے کہ نہیں تعلق ہے مجسمہ کے واسطے بیچ ثابت کرنے مکان کے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ محال ہے یہ کہ ہو اللہ سبحانہ جسم یا جگہ پکڑنے والا کسی مکان میں سو ہوگی تاویل چادر کی آفت جو موجود ہے ان کی آنکھوں کے واسطے جو مانع ہے ان کو اللہ کے دیکھنے سے اور اس کا دور کرنا فعل ہے اس کے افعال سے کرے گا اس کو اس جگہ میں کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے سو نہ دیکھیں گے اس کو جب تک یہ مانع موجود ہوگا سو جب دیکھنے کا فعل کرے گا تو یہ مانع دور ہو جائے گا اور نام رکھا اس کا چادر کہ وہ منع میں بجائے چادر کے ہے جو حاجب ہوتی ہے منہ کو اس کے دیکھتے سے سو اس کو بطورِ مجاز کے چادر کہا اور قول حضرت ﷺ کا عدن کے بہشت میں راجع ہے طرف قوم کے یعنی اور وہ بہشت میں ہوں گے اللہ کی طرف راجع نہیں اس واسطے کہ اللہ کو مکان حاوی نہیں ہو سکتے۔ (فتح)

٦٨٩١۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ

٦٨٩١۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چھین لے گا مال کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر ملے گا وہ قیامت میں اللہ سے اور اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا پھر حضرت ﷺ نے اپنی اس بات کا ٹھکانہ قرآن شریف سے پڑھ کر بتلایا یعنی جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت

غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ﴾ اَلْآيَةَ.

میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ ان سے بات نہ کرے گا اور رحمت سے اُن کی طرف نہ دیکھے گا۔

فائدہ: اور غرض اس آیت سے اس جگہ یہ قول اللہ کا ہے کہ اللہ ان کی طرف نہ دیکھے گا اور لی جاتی ہے اس سے تفسیر قول اس کے کی ملے گا اللہ سے اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ غضب سبب ہے واسطے منع کلام اور دیکھنے کے اور رضا مندی سبب ہے ان کے وجود کا۔ (فتح)

٦٨٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطٰى بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطٰى وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ.

٦٨٩٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ نہ قیامت میں بولے گا نہ ان کو دیکھے گا (اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا) ایک تو وہ مرد جس نے قسم کھائی اپنے اسباب پر البتہ دیا گیا بدلے اس کے اکثر اس چیز سے کہ دیا گیا یعنی مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا اور حالانکہ وہ جھوٹا ہو دوسرا وہ مرد جس نے عصر کے بعد ایک چیز پر جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کا مال اس کے ساتھ لے تیسرا وہ مرد جس نے حاجت سے زیادہ پانی مسافر سے روکا سو اللہ کہے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روکوں گا جیسے تو نے منع کیا تھا زیادہ پانی سے جو تیرے دونوں ہاتھوں نے نہیں کمایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں گزر چکی ہے۔

٦٨٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ

٦٨٩٣۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا ہے جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے آسمان اور زمین بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو

وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ.

ذوالقعدہ اور ذو الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے بیچ میں ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے ذوالحجہ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے مکہ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے نام کے سوائے اس کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا کیا نہیں ہے یہ قربانی کا دن؟ ہم نے کہا کیوں نہیں! فرمایا سو بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال کہا محمد نے اور میں گمان کرتا ہوں کہا اور تمہاری آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں اور تم اپنے رب سے ملو گے سو تم سے تمہارے عمل پوچھے گا خبردار ہو سو میرے بعد پھر کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارے خبردار ہو اور جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض پہنچایا گیا زیادہ تر یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والے سے سو محمد راوی جب اس کو ذکر کرتا تھا تو کہتا تھا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار ہو میں نے پیغام پہنچا دیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

جو آیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اللہ کی رحمت قریب ہے مسلمانوں سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ رحمت تقسیم کی گئی ہے طرف صفت ذات کی اور طرف صفت فعل کی یعنی رحمت دو قسم پر ہے ایک صفت ذات کی ہے اور ایک صفت فعل کی اور احتمال ہے کہ مراد یہاں صفت ذات کی ہو سو ہوں گے معنی اس کے ارادہ فرمانبرداروں کے ثواب دینے کا اور احتمال ہے کہ صفت فعل کی ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فضل اللہ کا ساتھ ہانکنے ابر کے اور اتارنے مینہ کے قریب ہے نیکو کاروں سے سو یہ بھی ان کے واسطے رحمت ہوگی اس واسطے کہ مینہ بھی اس کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء میں کہ جو اسم کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تدبیر ثابت کرتے ہیں سوائے غیر اس کے ان میں سے ہے رحمٰن اور رحیم اور کہا خطابی نے کہ معنی رحمٰن کے ہیں صاحب رحمت شامل کا جو وسیع ہے تمام خلق کو ان کی روزی میں اور ان کے اسباب معاش اور مصالح میں اور رحیم خاص ہے ساتھ ایمان داروں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾۔

٦٨٩٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَّأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَكُلٌّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِيْ صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَتَبْكِيْ فَقَالَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.

٦٨٩٤۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی کسی بیٹی کا بیٹا مرتا تھا تو اس نے حضرت ﷺ کو بلا بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ بے شک اللہ ہی کا مال تھا جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک مدت مقرر ہے سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر اس نے حضرت ﷺ کو قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیں سو حضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میں اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اُبی رضی اللہ عنہ اور عبادہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت ﷺ کے ساتھ اٹھے سو جب ہم داخل ہوئے تو لوگوں نے لڑکا حضرت ﷺ کو دیا اور اس کی جان حرکت کرتی تھی اور بے قرار تھی اس کے سینے میں میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ کہا جیسے مشک سو حضرت ﷺ روئے یعنی آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ رحم کرتا ہے اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اللہ رحم کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں ثابت کرنا صفت رحمت کا ہے اللہ کے واسطے اور یہی مقصود ہے ترجمہ سے۔

٦٨٩٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ إِلٰى رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَعْنِيْ أُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِيْ أُصِيْبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْكُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَإِنَّهُ يُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ يَّشَاءُ فَيُلْقَوْنَ فِيْهَا فَ ﴿تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ ثَلَاثًا حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا قَدَمَهُ فَتَمْتَلِئُ وَيُرَدُّ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ.

٦٨٩٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ اور بہشت نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا تو بہشت نے کہا اے میرے رب کیا حال ہے اس کا یعنی میرا کہ غریب اور مسکین اور عاجز لوگوں کے سوائے مجھ میں کوئی داخل نہ ہو گا اور دوزخ نے کہا یعنی مجھ میں گردن کش اور مغرور لوگ داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور آگ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھ سے عذاب کروں گا جس کو چاہوں گا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرنی ہے فرمایا سو بہرحال بہشت سو بے شک اللہ نہ ظلم کرے گا اپنی خلق سے کسی کو اور بے شک وہ پیدا کرے گا دوزخ کے واسطے جس کو چاہے گا سو وہ اس میں ڈالے جائیں گے اس میں تو کہے گی کچھ اور بھی ہے تین بار یہ کہے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا سو بھر جائے گی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس بس۔

فائدہ: اس روایت میں دوزخ کا قول مذکور نہیں لیکن دوسری روایت میں ہے کہ مجھ میں مغرور لوگ داخل ہوں گے اور مشہور اس جگہ میں یہ ہے کہ اللہ بہشت کے واسطے اور خلق کو پیدا کرے گا اور دوزخ میں اپنا قدم رکھے گا اور اس کے سوائے کسی حدیث میں نہیں ہے کہ اللہ دوزخ کے واسطے اور مخلوق پیدا کرے گا اور مراد قدم سے کیا ہے اس کا بیان سورۂ ق کی تفسیر میں گزر چکا ہے اور مہلب سے ہے کہ اس زیادتی میں حجت ہے اہل سنت کے واسطے ان کے قول میں کہ اللہ کے واسطے جائز ہے یہ کہ عذاب کرے جس کو نہ تکلیف دی ہو دنیا میں ساتھ عبادت کے اس واسطے کہ ہر چیز اس کی ملک ہے سو اگر ان کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں اور اہل سنت نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تمسک کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَيَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ اور سوائے اس کے اور یہ ان کے نزدیک جائز ہے اور وقوع میں نظر ہے نہیں ہے حدیث میں حجت واسطے اختلاف ہونے کے اس کے لفظ میں اور اس واسطے کہ

وہ قابل تاویل کے ہے اور جزم کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ یہ غلط ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ مقلوب ہے اور کہا بلقینی نے کہ حمل کرنا اس کا پتھروں پر قریب تر ہے اس سے کہ اس کو جاندار چیز پر حمل کیا جائے کہ اس کو عذاب ہو بغیر گناہ کے اور ممکن ہے کہ جاندار ہوں لیکن ان کو عذاب نہ ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے ابتدا داخل کرنے کفار کا ہو آگ میں اور یہ جو ذکر بہشت کے ساتھ فرمایا کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ عذاب کرے گا جس کو چاہے گا اور وہ ظالم نہیں جیسا کہ فرمایا کہ میں عذاب کروں گا تجھ سے جس کو چاہوں گا اور احتمال ہے کہ بہشت اور دوزخ کے جھگڑے کی طرف راجع ہو اس واسطے کہ جو اللہ نے ہر ایک کے واسطے دونوں میں ٹھہرایا ہے وہ عین عدل اور حکمت ہے اور بسبب مستحق ہونے ہر ایک کے ہے ان میں سے بغیر اس کے کہ کسی پر ظلم کرے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف اس آیت کی ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا﴾ سو تعبیر کی نہ ضائع کرنے اجر کے ساتھ نہ ظلم کرنے کے اور مراد یہ ہے کہ داخل ہو گا نیک آدمی بہشت میں جو وعدہ کیے گئے ہیں پرہیزگار اس کی رحمت سے اور اللہ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ اور علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر کشادہ ہونے بہشت اور دوزخ کے ساتھ اس طور کے کہ سمالے گی سب خلق کو آدم علیہ السلام سے قیامت تک اور اس کو زیادتی کی حاجت رہے گی۔ (فتح)

٦٨٩٦۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ وَقَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٨٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ چند لوگوں کو دوزخ کے جلانے کا اثر لگ جائے گا یعنی ان کے بدن میں کچھ سیاہ داغ رہے گا گناہوں کے سبب سے جو انہوں نے کیے یہ عذاب ہوگا بدکاری کا بدلہ پھر اللہ تعالیٰ ان کو بہشت میں داخل کرے گا اپنی رحمت سے سو ان کا لقب جہنمی ہوگا اور کہا ہمام نے یعنی جو عنعنہ کہ ہشام کے طریق میں ہے وہ محمول ہے سماع پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اللہ روکتا ہے آسمانوں اور زمین کو یہ کہ زائل ہوں اپنی جگہ سے۔

٦٨٩٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ

٦٨٩٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ یہود کا

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَآءَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْأَنْهَارَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَسَآئِرَ الْخَلْقِ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ بِيَدِهٖ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾.

ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے محمد! اللہ رکھے گا آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمین کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور سب مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا اپنے ہاتھ سے کہ میں بادشاہ ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا کہ انہوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی جیسا کہ اس کے جاننے کا حق ہے۔

فائدہ: اور اس حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں ان اللہ یمسک یعنی اللہ روکے گا اور یہی مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریق میں وہ چیز ہے جو ترجمہ کے مطابق ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَخْلِيْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَأَمْرُهٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَكَلَامِهٖ وَهُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ.

جو آیا ہے بیچ پیدا کرنے آسمانوں اور زمین وغیرہ مخلوقات کے اور وہ فعل ہے رب کا اور حکم اس کا پس سب اپنی صفتوں سے اور اپنے فعل اور امر سے اور اپنی کلام سے وہ خالق اور تصویر کھینچنے والا ہے اور نہیں ہے مخلوق اور جو چیز کہ پیدا ہو اس کے فعل سے اور امر یعنی کلمہ کن سے اور اس کے پیدا کرنے اور بنانے سے تو وہ مفعول مخلوق ہے یعنی پیدا کی گئی بنائی گئی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ کن ہے اور امر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک صیغہ افعل پر اور ایک صفت اور شان پر اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں اور مراد ساتھ امر کے اس جگہ مامور بہ ہے اور بیان کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مراد کو اپنی کتاب خلق افعال العباد میں سو کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے فاعل اور فعل اور مفعول میں سو کہا قدریہ نے کہ سب فعل بندے کی طرف سے ہیں اور کہا جبریہ نے کہ بندوں کے سب فعل اللہ کی طرف سے ہیں اور کہا جہمیہ نے کہ فعل اور مفعول ایک ہے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ کن مخلوق ہے اور کہا سلف نے کہ پیدا کرنا اللہ کا فعل ہے اور ہمارے فعل مخلوق ہیں سو فعل اللہ کا اللہ کی صفت ہے اور مفعول اور چیز ہے جو اس کے سوا ہے مخلوقات سے

اور مسئلہ تکوین کا مشہور ہے متکلمین میں اور اصل یہ ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ صفت فعل کی قدیم ہے یا حادث سوایک جماعت سلف نے کہا کہ وہ قدیم ہے ان میں سے ہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور لوگوں نے کہا کہ حادث ہے یہ اشعری کا قول ہے تاکہ نہ لازم آئے ہونا مخلوق کا قدیم اور جواب دیا ہے اول قول والوں نے کہ پیدا کرنے کی صفت ازل میں پائی گئی اور اس وقت کوئی چیز مخلوق نہ تھی یعنی پس مخلوق کا قدیم ہونا لازم نہیں آتا اور تصرف بخاری رحمہ اللہ کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اس میں پہلے قول والوں کے موافق ہے یعنی جو قائل ہیں کہ صفت فعل کی قدیم ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے وہ سلامت رہتا ہے واقع ہونے سے حوادث کے مسئلے میں جن کا کوئی اول نہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب مخلوق ہے واسطے قائم ہونے دلائل حدوث کے اوپر ان کے اور واسطے قائم ہونے دلیل کے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ (فتح)

٦٨٩٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿لِأُوْلِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ.

٦٨٩٨ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات کاٹی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے تاکہ میں دیکھوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات کو کس طرح تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک گھڑی بات چیت کی پھر لیٹے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر کی اور یہ آیت پڑھی کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک پھر کھڑے ہوئے سو وضو کیا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کی اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں یعنی فجر کی سنتیں پڑھیں پھر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾.

البتہ سبقت کی ہمارے کلمے نے اپنے پیغمبروں کے واسطے۔

٦٨٩٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي.

٦٨٩٩۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے عرش پر اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ترجیح اس قول کے کہ رحمت ذات کی صفات سے ہے اس واسطے کہ کلمہ ذات کی صفات سے ہے اور غفلت کی اس نے جس نے کہا کہ دلالت کرتا ہے وصف کرنا رحمت کا ساتھ سبقت کرنے کے اس پر کہ وہ صفت فعل کی ہے اور پہلے گزر چکا ہے اسی حدیث کی شرح میں کہ مراد رحمت سے ثواب کے پہنچانے کا ارادہ ہے اور مراد غضب سے ارادہ عذاب پہنچانے کا ہے پس سبقت اس وقت درمیان متعلق ارادے کے ہے پس نہیں ہے کوئی اشکال۔ (فتح)

٦٩٠٠۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ أَنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِّثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِّثْلَهُ ثُمَّ يُبْعَثُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ

٦٩٠٠۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہ سچے ہیں تصدیق کیے گئے کہ بے شک ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا چالیس رات جمع رہتا ہے پھر چالیس دن خون کی پھٹکی ہو جاتا ہے پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے اور چار باتوں کا اس کو حکم ہوتا ہے سو اس کی روزی لکھتا ہے یعنی محتاج ہوگا یا مالدار اور اس کے عمل لکھتا ہے کہ کیا کیا کرے گا اور اس کی عمر لکھتا ہے کہ کتنا زندہ رہے گا اور یہ لکھتا ہے کہ نیک بخت بہشتی ہوگا یا بدبخت دوزخی پھر اس میں روح پھونکتا ہے اور البتہ تم لوگوں میں سے کوئی بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ہاتھ بھر کا فرق رہ جاتا ہے پھر دوزخ میں جاتا ہے اور بے شک تم لوگوں سے کوئی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے یہاں تک کہ اس

حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

کے اور دوزخ کے درمیان سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے سو وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے پھر بہشت میں جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں رد ہے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اللہ ازل سے متکلم ہے اپنی تمام کلام سے اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے کہ ان باتوں کا حکم اللہ کی طرف سے پیدا کرنے کے وقت ہوتا ہے اور رد ہے اس پر جو کہتا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اہل طاعت کو عذاب کرے اس واسطے کہ نہیں ہے حکیم کی صفت سے کہ اپنے علم کو بدلے اور البتہ وہ ازل میں معلوم کر چکا ہے جس کو عذاب کرے گا اور جس کو رحم کرے گا اور یہ دونوں قول اہل سنت کے ہیں اور جواب پہلے سے کہ حکم کرنے والا تو فقط فرشتہ ہے اور محمول ہے اس پر کہ اس نے ان باتوں کو لوح محفوظ سے لیا اور دوسرے سے یہ کہ مراد یہ ہے کہ اگر ازل میں یہ مقدر ہو تو البتہ واقع ہوگا پس نہیں لازم آتا جو اس نے کہا۔ (فتح)

٦٩٠١۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ كَانَ هٰذَا الْجَوَابَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٠١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرے زیادہ اس سے کہ تو ہم سے ملاقات کیا کرتا ہے؟ تو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر اپنے رب کے حکم سے اس کے واسطے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے اور نہیں تیرا رب بھولنے والا کہا کہ یہ جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور امر سے مراد اجازت ہے یعنی نہیں اترتے ہم مگر اللہ کی اجازت سے یا ساتھ امر وحی کے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم نہیں اترتے مگر اللہ کی اجازت سے۔

٦٩٠٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ

٦٩٠٢۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا مدینے کی ایک کھیتی میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھڑی پر تکیہ کیے تھے سو یہود کی ایک قوم پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے

وَهُوَ مُتَكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَسَأَلُوْهُ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيْبِ وَأَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ.

روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا نہ پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چھڑی پر تکیہ کر کے کھڑے ہوئے اور میں حضرت ﷺ کے پیچھے تھا تو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا وہ تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی کہہ روح اللہ کا حکم ہے اور نہیں دیا گیا تم کو مگر تھوڑا علم تو بعض کے بعض سے کہا کہ البتہ ہم نے تم سے کہا تھا کہ اس سے نہ پوچھو۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ کہہ روح میرے رب کا حکم ہے۔

٦٩٠٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِأَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

٦٩٠٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضامن ہو گیا ہے اللہ اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور احادیث کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے یا اس کو اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: یعنی خالص نیت والے غازی کا اللہ ضامن ہے اگر شہید ہو گیا تو بہشت میں گیا اور اگر زندہ رہا تو ثواب یا مال غنیمت کا لے کر اپنے گھر میں آیا دونوں صورتوں میں اس کا بھلا ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اس کی آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے۔

٦٩٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَآءً فَأَيُّ

٦٩٠٤۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ مرد برادری کی حمیت کے واسطے لڑتا ہے اور بہادری کے واسطے لڑتا ہے اور دکھلانے کے واسطے لڑتا ہے سو ان میں سے اللہ کی راہ کا غازی کون ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے

ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اللہ کے کلمے سے کلمہ توحید کا ہے یعنی کلمہ توحید کا اور یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ کلمہ کے قبضہ اور مراد اس جگہ حکم اس کا اور شرع اس کی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا واسطے کسی چیز کے جب کہ ہم اس کا ارادہ کریں یہ ہے کہ ہم اس کو کہتے ہیں ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: کہا ابن ابی حاتم نے اس کتاب میں جو جہمیہ کے رد میں ہے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دلالت کرتی ہے حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا سو کہا لکھ الحدیث اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا قلم ساتھ کلام اس کے واسطے قول اس کے ﴿اِنَّمَا قَوْلُنَا اِذَا اَرَدْنَا اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ کہا سو کلام اللہ کا سابق ہے اس کی اول خلق پر یعنی قلم پر سو اس کا کلام مخلوق نہیں اور بویطی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سب مخلوق کو اپنے قول کن سے پیدا کیا سو اگر کن مخلوق ہوتا تو لازم آتا پیدا کرنا مخلوق کا مخلوق سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

٦٩٠٥۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ.

٦٩٠٥۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے لوگوں پر غالب رہیں گے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے یہاں تک کہ ان کو اللہ کا حکم آئے اور اس حدیث کی شرح اعتصام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ مراد امر اللہ سے اس حدیث میں قیامت ہے اور صواب حکم اللہ کا ہے ساتھ قائم ہونے قیامت کے سو رجوع کرے گا طرف حکم اور قضا اس کی کے۔ (فتح)

٦٩٠٦۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ

٦٩٠٦۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہمیشہ میری امت سے

بْنُ هَانِيءٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ.

ایک گروہ قائم رہے گا ساتھ حکم اللہ کے نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کو جھٹلائے اور نہ جو ان کا مخالف ہو یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے اور وہ اسی پر ہوں گے تو مالک نے کہا کہ میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں تو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ مالک گمان کرتا ہے کہ اس نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ شام کے ملک میں ہیں۔

فائدہ: اور اس میں روایت مالک کی ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے۔

٦٩٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ.

٦٩٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو اتنا بھی تجھ کو نہ دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا یعنی اللہ تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں فضیحت کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھر اتو البتہ اللہ تیری کونچیں کاٹے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور تو اللہ کے امر سے جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے ہرگز آگے نہ بڑھ سکے گا یعنی جو مقدر کیا ہے تیرے حق میں بدبختی یا نیک بختی سے۔ (فتح)

٦٩٠٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ حَرْثِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلٰى نَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ

٦٩٠٨۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا مدینے کی بعض کھیتی یا ویران زمین میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی پر تکیہ کرتے تھے جو آپ کے ساتھ تھی سو ہم چند یہودیوں پر گزرے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو اور بعض نے کہا کہ نہ پوچھو کہیں ایسا نہ ہو اس میں وہ چیز لائے جو تم کو ناگوار معلوم ہو تو

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ أَنْ يَّجِيْءَ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقَالَ ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ قَالَ الْأَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَآءَتِنَا.

بعض نے کہ کہ البتہ ہم اس سے پوچھیں گے تو ان میں سے ایک مرد حضرت ﷺ کی طرف کھڑا ہوا تو اس نے کہا اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ تو حضرت ﷺ اس سے چپ رہے سو میں نے معلوم کیا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو کہا یعنی یہ آیت پڑھی اور تجھ سے پوچھتے ہیں حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کا حکم ہے اور نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم کہا اعمش نے اسی طرح ہے ہماری قراءت میں یعنی اوتوا الخ۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ روح میرے رب کا حکم ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جس نے گمان کیا کہ روح قدیم ہے اس گمان سے کہ مراد ساتھ امر کے اس جگہ وہ امر ہے جو اللہ کے اس قول میں ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ امر قرآن پاک میں کئی معنوں کے واسطے وارد ہوا ہے ظاہر ہوتی ہے مراد ہر ایک کی سیاق کلام سے اور انشاء اللہ آئندہ آئے گا کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں طلب ہے جو ایک قسم ہے کلام کی اور بہر حال ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں جو امر وارد ہوا ہے تو مراد اس سے مامور ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے خلق اور مراد اس سے مخلوق ہوتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے حدیث کے بعض طریقوں میں سو سدی کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے ہے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ﴾ کہ خلق ہے اللہ کی مخلوق سے نہیں وہ کوئی چیز اللہ کے امر سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا مراد ہے اس روح سے جس کی انہوں نے حقیقت پوچھی تھی کیا وہ روح ہے جس کے ساتھ زندگی قائم ہوتی ہے یعنی آدمی کی جان یا وہ روح مراد ہے جو مذکور ہے اللہ پاک کے اس قول میں ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ سو بعض نے کہا کہ مراد آدمی کی جان ہے اور بعض نے کہا کہ مراد وہ روح ہے جو اللہ کے قول مذکور میں ہے اور قرآن میں روح کا اطلاق وحی پر بھی آیا ہے اور نہیں واقع ہوا قرآن میں کہ آدمی کی جان کا نام روح رکھا گیا ہو بلکہ قرآن مجید میں اس کا نام نفس رکھا گیا ہے اور دلالت کرتا ہے روح کے مخلوق ہونے پر عموم قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾ اور ارواح مربوب ہیں یعنی پروردہ پرورش یافتہ ہیں اور ہر چیز پروردہ رب العالمین کی مخلوق ہے اور اللہ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا ﴿وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا﴾ اور یہ خطاب بدن اور روح دونوں کے واسطے ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ﴾ برابر ہے کہ ہم قائل ہوں ساتھ اس کے کہ قول اللہ کا ﴿خَلَقْنَاكُمْ﴾ روح اور بدن دونوں کو شامل ہے یا فقط روح کو اور صحیح حدیثوں میں ہے یہ حدیث ہے ﴿كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ﴾ اور اتفاق ہے اس پر کہ

فرشتے مخلوق ہیں اور وہ روح ہیں اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی رد کرنا ہے معتزلوں پر ان کے گمان میں کہ امر اللہ کا مخلوق ہے سو ظاہر ہوا کہ امر وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے واسطے شے کے کن سو وہ ہو جاتی ہے اس کے امر سے اور یہ کہ امر اس کا اور قول اس کا ساتھ ایک معنی کے ہے اور یہ کہ وہ کہتا ہے کن حقیقۃً اور یہ کہ امر خلق کا غیر ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ ﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ وَقَوْلُهٗ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سَخَّرَ ذَلَّلَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہہ اگر ہو دریا سیاہی میرے رب کی باتوں کے لکھنے کے واسطے تو البتہ خرچ ہو جائے دریا پہلے اس سے کہ تمام ہوں میرے رب کی باتیں اگرچہ لائیں ہم مانند اس کی دریا بطورِ مدد کے اور قول اللہ کے کہ اگر زمین کے سب درخت قلم ہو جائیں اور دریا کے ساتھ سات دریا سیاہی ہو جائیں تو اللہ کی باتیں تمام نہ ہوں بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پھر بلند ہوا عرش پر اس قول تک بابرکت ہے اللہ رب جہانوں کا اور سخر کے معنی ہیں فرماں بردار کیا۔

فائدہ: آئی ہے بیچ سبب نزول اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ قصے سوال یہود کے روح سے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں دیے گئے تم مگر تھوڑا علم تو انہوں نے کہا کہ کس طرح ہو سکتی ہے یہ بات اور حالانکہ ہم کو توراۃ ملی ہے تو اس وقت یہ آیت اتری اور بعض نے کہا کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ اگر مخلوق ہوتا تو البتہ تمام ہو جاتا مانند تمام ہونے مخلوقات کی۔ (فتح)

٦٩٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ إِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ

٦٩٠٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہو گیا اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت نے اور اس کے کلمات کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ یا اس کو بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو

وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ. اس کے وطن میں ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ پھیر لائے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اس کے کلمات کی تصدیق نے اور احتمال ہے کہ مراد کلمات سے وہ حکم ہوں جو وارد ہوئے ہیں ساتھ جہاد کے اور جو وعدہ کیا گیا ہے اس پر ثواب کا اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کلمہ شہادت کے الفاظ ہوں اور یہ کہ تصدیق ان کی ثابت کرتی ہے اس کے نفس میں اس کی عداوت کو جو اس کو جھٹلا دے اور حریص کو اس کے قتل پر اور غرض آیت سے قول اس کا ہے ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ باب ہے بیچ مشیت اور ارادے کے

فائدہ: مشیت اکثر کے نزدیک مانند ارادے کے ہے برابر اور بعض نے کہا کہ مشیت پیدا کرنا چیز کا ہے اور پہنچنا اس کا سو اللہ کی طرف سے پیدا کرنا اور آدمیوں کی طرف سے پہنچا اور عرف میں ارادے کی جگہ مستعمل ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللهُ﴾ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَآءَ اللهُ﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے اور نہیں چاہو گے تم مگر جب کہ اللہ چاہے اور نہ کہہ کسی چیز کے واسطے کہ میں اس کو کروں گا کل مگر یہ کہ چاہے اللہ۔

فائدہ: کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مشیت اللہ کا ارادہ ہے اور اللہ نے اپنی مخلوق کو بتلا دیا ہے کہ مشیت اسی کے واسطے ہے سوائے ان کے سو نہیں ہے واسطے خلق کے کوئی مشیت مگر یہ کہ اللہ چاہے پھر چالیس سے زیادہ آیتیں بیان کیں جن میں مشیت کا ذکر دیا ہے سوائے ان آیتوں کے جو ترجمہ میں ہیں اور یہ جو اللہ نے سورۂ انعام میں کفار کے قول کی حکایت کی ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَا آبَآؤُنَا﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے معتزلہ نے اور کہا کہ اس میں رد ہے اہل سنت پر اور جواب یہ ہے کہ اہل سنت نے تمسک کیا ہے ساتھ اصل کے کہ قائم ہوئی ہیں اس پر دلیلیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر مخلوق کا اور محال ہے کہ مخلوق کسی چیز کو پیدا کرے اور ارادہ شرط ہے پیدا کرنے میں اور محال ہے وجود مشروط کا بغیر شرط کے سو جب عناد کیا مشرکوں نے معقول کو اور جھٹلایا منقول کو جس کو پیغمبر لائے تو تمسک کیا انہوں نے ساتھ مشیت کے اور تقدیر سابق کے اور یہ حجت ان کی مردود ہے اس واسطے کہ نہیں باطل ہوتی ہے شریعت تقدیر سے اور جاری ہونا احکام کا بندوں پر ان کے کسب کے سبب سے ہے سو جس کی تقدیر میں گناہ لکھا گیا ہے تو یہ علامت ہوگی اس پر کہ اس کی تقدیر میں عذاب لکھا گیا ہے مگر یہ کہ اللہ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غیر مشرکوں سے اور جس کی تقدیر میں طاعت لکھی گئی تو یہ علامت ہے اس کی کہ اس کے حق میں ثواب لکھا

گیا ہے اور حرف مسئلے کا یہ ہے کہ معتزلہ نے قیاس کیا ہے خالق کو مخلوق پر اس واسطے کہ اگر مخلوق اپنی فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم شمار کیا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ حقیقت میں اس کا مالک نہیں اور اگر خالق اپنے فرماں بردار کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں شمار کیا جاتا اس واسطے کہ وہ سب کا مالک ہے اور اسی کا ہے سب اختیار کرتا ہے جو چاہتا ہے اور نہیں پوچھا جاتا اس چیز سے جو کرتا ہے اور کہا راغب نے کہ اتفاق ہے سب لوگوں کا اس پر کہ ہر کام میں انشاء اللہ کہا جائے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سب کام اللہ کی مشیت اور چاہنے پر موقوف ہیں اور بندوں کے سب کام اللہ کی مشیت کے ساتھ متعلق ہیں اور معتزلوں اور اہل سنت کے درمیان نزاع یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ارادہ علم کے تابع ہے اور ان کے نزدیک امر کے تابع ہے اور دلالت کرتا ہے واسطے اہل سنت کے قول اللہ تعالیٰ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ﴾ کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا مشیت اور ارادے کا ہے اور دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کا ارادہ صفت ہے اس کی ذات کی صفات سے اور گمان کیا ہے معتزلہ نے کہ وہ اس کے فعل کی صفت ہے اور یہ قول ان کا فاسد ہے اس واسطے کہ اگر ارادہ اس کا محدث یعنی پیچھے پیدا ہوا تو نہیں خالی ہے اس سے کہ پیدا کرے اس کو اپنے نفس میں یا غیر کے نفس میں یا دونوں میں سے کسی چیز میں نہ پیدا کرے اور دوسری اور تیسری شق محال ہے اس واسطے کہ نہیں وہ محل واسطے حوادث کے اور دوسری شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ ہو غیر ارادہ کرنے والا واسطے حوادث کے اور باطل ہو اللہ کا صاحب ارادہ ہونا اس واسطے کہ مرید وہ ہے جس سے ارادہ صادر ہو اور وہ غیر ہے جیسا کہ باطل ہے کہ ہو عالم جب کہ پیدا کرے علم کو اپنے غیر میں اور حقیقت مرید کی یہ ہے کہ ہو ارادہ اس سے بغیر غیر اس کے اور چوتھی شق بھی باطل ہے اس واسطے کہ مستلزم ہے کہ حوادث بنفسھا قائم ہوں اور جب یہ قسمیں فاسد ہوئیں تو صحیح ہوا کہ وہ مرید ہے یعنی ارادہ کرنے والا ہے ساتھ ارادہ قدیمی کے کہ وہ صفت قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور ہوگا تعلق اس کا ساتھ اس چیز کے کہ صحیح ہے ہونا اس کا مراد اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے بندوں کے کام کا اور یہ کہ وہ نہیں کرتے مگر جو وہ چاہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ اور اس کے سوائے اور بھی بہت آیتیں ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا﴾ پھر اس کی تائید کی اپنے اس قول سے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے سو دلالت کی اس نے کہ اللہ نے ان کی لڑائی کو کیا جو ان سے واقع ہوئی اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے ارادہ کرنے والا ہے اور جب کہ وہی ہے فاعل ان کی لڑائی کا تو وہی ارادہ کرنے والا ہے ان کی مشیت کا اور فاعل پس ثابت ہوا ان آیتوں سے کہ بندوں کا کسب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہے اور اگر اس کے وقوع کا ارادہ نہ کرے تو نہیں واقع ہوتا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مصلحت کی رعایت اللہ پر واجب ہے اور جواب یہ ہے کہ ظاہر اس آیت کا کہ تو دیتا ہے ملک جس کو چاہتا ہے یہ ہے کہ وہ دیتا ہے ملک جس کو

چاہتا ہے برابر ہے کہ وہ بادشاہی کے لائق ہو یا نہ ہو دیتا ہے بادشاہی کافر کو مانند نمرود اور فرعون وغیرہ کی اور دیتا ہے بادشاہی ایمان دار کو مانند یوسف علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے۔ (فتح)

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ نَزَلَتْ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ

بے شک تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہے

فائدہ: اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد ساتھ مہتدین کے وہ لوگ ہیں جو خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے ازل میں اور کہا سعید نے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں اتری۔

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ تمہاری آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا تمہاری تنگی کا

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس آیت کے معتزلوں نے اپنے قول کے واسطے سو انہوں نے کہا کہ اللہ گناہ کا ارادہ نہیں کرتا جو بندوں سے واقع ہوتے ہیں اور جواب یہ ہے کہ معنی ارادے کے آسانی کا اختیار دینا ہے درمیان روزے کے سفر میں اور ساتھ بیماری کے اور درمیان افطار کے اس کی شرط سے اور ارادہ تنگی کا جو منفی ہے لازم کرنا ہے روزے کا سفر میں تمام حالات میں پس یہ الزام ہے جو نہیں واقع ہوتا اس واسطے کہ وہ اس کو نہیں چاہتا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی حکمت بیچ تاخیر کرنے اس کے حدیث مذکور سے اور فصل کرنے کے درمیان آیتوں مشیت اور ارادے کے اور ارادے کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے اور اتفاق ہے اہل سنت کا اس پر کہ نہیں واقع ہوتا مگر جو ارادہ کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور یہ کہ وہ ارادہ کرنے والا ہے واسطے تمام مخلوقات کے اگرچہ نہیں ہے امر ساتھ ان کے اور کہا معتزلوں نے کہ اللہ تعالیٰ بدی کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر اس کا ارادہ کرتا تو اس کو طلب کرتا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ امر نفس ارادے کا ہے اور اہل سنت کو انہوں نے الزام دیا ہے ساتھ اس کے کہ قائل ہوں کہ بے حیائی کے کام اللہ کے ارادے سے ہیں اور حالانکہ لائق ہے کہ اللہ اس سے پاک ہو اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے ہر چیز پر تا کہ اس کو عذاب کرے اور واسطے ثابت ہونے اس بات کے کہ اس نے پیدا کیا ہے دوزخ کو اور پیدا کیا ہے اس کے واسطے دوزخیوں کو اور پیدا کیا بہشت کو اور پیدا کیا اس کے واسطے بہشتیوں کو اور الزام دیا ہے اہل سنت نے معتزلہ کو ساتھ اس کے کہ انہوں نے ٹھہرایا ہے یہ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ملک میں وہ چیز جو ارادہ نہیں کرتا۔ (فتح) اور بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سترہ حدیثوں کو بیان کیا ہے سب میں ذکر مشیت کا ہے اور سب متفرق جگہوں میں گزر چکی ہیں۔

۶۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ

۶۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُمُ اللَّهَ فَاعْزِمُوْا فِي الدُّعَآءِ وَلَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ.

فرمایا کہ جب تم اللہ سے دعا کرو تو پکا قصد کر کے دعا مانگا کرو اور نہ کہا کرے کوئی تمہارا کہ الٰہی! اگر تو چاہے تو مجھ کو دے اس واسطے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں جو دعا نہ قبول ہونے دے۔

فائدہ: یعنی دعا کے مانگنے میں تردد نہ کیا کرو اور بعض نے کہا کہ عزم کے معنی ہیں جزم کرنا ساتھ اس کے بغیر ضعف کے طلب میں اور بعض نے کہا کہ وہ نیک گمان ہے ساتھ اللہ کے قبول کرنے میں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تعلیق میں صورت استغنا کی ہے مطلوب سے اور مطلوب منہ سے۔ (فتح)

٦٩١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ أَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَآءَ أَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَيَقُوْلُ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾.

٦٩١١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے یعنی ان کے گھر میں تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا کہ کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا حضرت! ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے سو جب ہم کو اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے جب میں نے آپ سے یہ کہا اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ پیٹھ دینے والے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے ہر چیز سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور جگہ دلالت کی اس سے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ ہماری جان اللہ کے ہاتھ میں ہے جب چاہتا ہے ہم کو اٹھاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح)

٦٩١٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا

٦٩١٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيْءُ وَرَقُهٗ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيْحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتِ اعْتَدَلَتْ وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّآءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَآءَ.

نے فرمایا مومن کی مثال مثل سبز کھیتی کی ہے اس کا پتہ ہلتا ہے جس طرح سے اس کو ہوا آتی ہے اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا بند ہوتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایماندار جھکایا اور ہلایا جاتا ہے بلا اور مصیبت سے اور کافر کی مثال مانند صنوبر کے ہے کہ سخت اور سیدھا رہتا ہے ہوا سے نہیں جھکتا یہاں تک کہ اللہ اس کو جڑ سے اُکھاڑے جب کہ چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے حضرت ﷺ کا اخیر قول ہے کہ اللہ اس کو جڑ سے اکھاڑے جب چاہے یعنی اس وقت میں جو اس کے ارادے میں پہلے گزر چکا ہے کہ اس کو اکھاڑے۔ (فتح)

٦٩١٣- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَآئِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ حَتّٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ أَقَلُّ

۶۹۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر کھڑے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہی جیسے عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی اور تمہاری زندگی بہ نسبت ان کے کم ہے تو راۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا آدھے دن تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا عصر کی نماز تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط مزدوری دی گئی پھر تم اے مسلمانو! قرآن دیے گئے سو تم نے اس کے عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم دو دو قیراط دیے گئے تو توراۃ والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ان کا عمل کم ہے اور مزدوری زیادہ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم پر کچھ ظلم کیا تمہاری مزدوری سے کچھ کم دیا کہیں

عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ أَجْرِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا فَقَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ.

گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے بیان یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں اور قول اس کا ذلک اشارہ ہے طرف تمام ثواب کے نہ طرف اس قدر کے کہ عمل کے مقابل ہے جیسا گمان ہے معتزلوں کا۔ (فتح)

٦٩١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْمُسْنَدِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ فَقَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ.

۶۹۱۴۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی ایک جماعت میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے بیعت کرتا ہوں اس پر کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نہ چوری کرو اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو اور نہ باندھ لاؤ بہتان اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے یعنی ناحق اپنی عقل سے بنا کر اور میری نا فرمانی نہ کرو نیک کام میں سو جس نے تم میں سے اپنا عہد پورا کیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو اس میں سے کسی چیز کو پہنچا اور اس کے بدلے دنیا میں پکڑا گیا یعنی دنیا میں اس پر حد قائم ہوئی تو وہ اس کے واسطے کفارہ اور گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اور جس کا اللہ نے دنیا میں پردہ ڈھانکا تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو اس کو بخش دے گا۔

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ اگر چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔ (فتح)

٦٩١٥۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهٗ سِتُّوْنَ امْرَأَةً فَقَالَ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ

۶۹۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی ساٹھ عورتیں تھیں سو اس نے کہا کہ میں آج کی رات اپنی عورتوں پر گھوموں گا یعنی سب سے صحبت کروں گا سو ہر عورت حاملہ ہوگی اور ایک ایک سوار کو جنے گی

عَلٰی نِسَآئِیْ فَلْتَحْمِلَنَّ کُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدْنَ فَارِسًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَطَافَ عَلٰی نِسَآئِهٖ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ سُلَیْمَانُ اسْتَثْنٰی لَحَمَلَتْ کُلُّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا سو اس نے اپنی سب عورتوں سے صحبت کی سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا لڑکا جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو ان میں سے ہر عورت حاملہ ہوتی اور ایک ایک سوار جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا اور غرض اس سے یہ قول ہے اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا۔

٦٩١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی أَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَیْكَ طَهُوْرٌ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ الْأَعْرَابِیُّ طَهُوْرٌ بَلْ هِیَ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذًا.

٦٩١٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک گنوار کی بیمار پرسی کو گئے سو فرمایا کہ تجھ پر کچھ حرج نہیں یہ بخار گناہوں سے پاک کرنے والا ہے اگر اللہ نے چاہا یعنی بیماری سے مسلمان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں کچھ حرج کی بات نہیں کہا گنوار نے کہ یہ گناہوں سے پاک کرنے والی نہیں بلکہ وہ بخار ہے جوش مارتا بڑے بوڑھے پر جس کو قبروں میں پہنچانے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی تیرا عقیدہ ہے تو اب اسی طرح ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا۔

٦٩١٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا هُشَیْمٌ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِیْهِ حِیْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا حِیْنَ شَآءَ فَقَضَوْا حَوَآئِجَهُمْ وَتَوَضَّؤُوْا إِلٰی أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْیَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰی.

٦٩١٧۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہ صبح کی نماز سے سو گئے کہ بے شک اللہ نے بند کر رکھا تمہاری جانوں کو جب چاہا اور چھوڑ دیا جب چاہا سو انہوں نے اپنی حاجتوں سے فراغت کی اور وضو کیا (یا امر ہے اصحاب کو) یہاں تک کہ سورج نکلا اور سفید ہوا پھر حضرت ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ حدیث نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے اور چھوڑ دیا جب چاہا۔

٦٩١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَعْرَجِ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فِي قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

٦٩١٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی میں لڑائی ہوئی مسلمان نے کہا قسم ہے اس کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان سے چن لیا ایک قسم میں جو اس نے کھائی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب جہان سے بہتر ہیں اور کہا یہودی نے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان سے چن لیا یعنی موسیٰ علیہ السلام سب سے بہتر ہیں تو مسلمان نے یہودی کو اس وقت ہاتھ اُٹھا کر طمانچہ مارا تو یہودی فریاد لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے واقعہ سے خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو سو البتہ لوگ صور کی آواز سے قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح پر دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے سو مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان لوگوں میں تھے جو کو اللہ نے مستثنیٰ کیا ہے۔

فائدہ: مستثنیٰ کیا یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ﴾۔

٦٩١٩۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي عِيسٰى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

٦٩١٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مدینے میں آئے گا تو فرشتوں کو پائے گا کہ اس کی چوکیداری کرتے ہیں سو اس کے نزدیک نہ آئے گا اور

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ انشاء اللہ وہاں وبا بھی نہ آئے گی۔

٦٩٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيْدُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۹۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی ایک خاص دعا ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو میں اپنی دعا چھپا رکھوں گا اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن۔

٦٩٢١۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ أَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهٗ بِعَطَنٍ.

۶۹۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا سو میں نے اس سے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا پھر اس کو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لیا سو اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اس کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی اور اللہ اس کو بخش دے گا پھر ڈول کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک کہ اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی سے آسودہ کر کے ان کی نشست گاہ پر بٹھلایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے پانی کھینچا جتنا اللہ نے چاہا۔

٦٩٢٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ

۶۹۲۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّآئِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَآءَهُ السَّآئِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ مَا شَآءَ.

کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل حضرت ﷺ کے پاس آتا اور اکثر اوقات راوی نے یوں کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ادب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالیٰ پیغمبر ﷺ کی زبان پر جو چاہے یعنی ظاہر کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کی زبان پر ساتھ وحی کے یا الہام کے جو مقدر کیا اپنے علم میں کہ وہ واقع ہوگا۔ (فتح)

٦٩٢٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِيْ إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ لَا مُكْرِهَ لَهُ.

٦٩٢٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ کہے کہ الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے الٰہی! مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے الٰہی! مجھ کو روزی دے اگر تو چاہے اور پکی نیت کر کے دعا مانگے یعنی دعا میں مطلب حاصل ہونے کا یقین رکھے اس واسطے کہ وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے الٰہی! مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے۔ (فتح)

٦٩٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ عَمْرٌو حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّيْ تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسَى الَّذِيْ سَأَلَ السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهِ هَلْ

٦٩٢٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اور حر بن قیس موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑے کہ کیا وہ خضر علیہ السلام ہے تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں پر گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو بلایا اور کہا کہ میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی میں جھگڑا کیا جس کے ملنے کے واسطے موسیٰ علیہ السلام نے راہ پوچھی تھی کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے اس کا حال ذکر کرتے ہوں؟ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے حضرت ﷺ سے سنا اس کا حال ذکر کرتے تھے فرماتے تھے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک مرد آیا تو

سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا مُوْسٰى فِيْ مَلَإٍ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ فَقَالَ مُوْسٰى لَا فَأُوْحِيَ إِلٰى مُوْسَى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوْسَى السَّبِيْلَ إِلٰى لُقِيِّهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ آيَةً وَقِيْلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا أَنْسَانِيْهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ قَالَ مُوْسٰى ﴿ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ فَوَجَدَا خَضِرًا وَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ.

اس نے کہا کہ کیا تو کسی کو جانتا ہے جو تجھ سے زیادہ تر عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں سو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر علیہ السلام ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ملنے کے واسطے راہ پوچھی سو اللہ نے اس کے واسطے مچھلی نشانی ٹھہرائی اور اس سے کہا گیا کہ جب تو مچھلی کو گم کرے تو پھر آنا سو بے شک تو اس سے ملے گا سو موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے قدم کی پیروی کرتے تھے دریا میں تو موسیٰ علیہ السلام کے خادم نے ان سے کہا بھلا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم پتھر کے پاس تھے تو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے قدموں پر پلٹے سو دونوں نے خضر علیہ السلام کو پایا سو تھا دونوں کے حال سے سو جو اللہ نے بیان کیا اپنی کتاب میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے قول اس کا ہے بیچ اس کے موسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت سے کہ تو مجھ کو اگر اللہ نے چاہا تو صبر کرنے والا پائے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس قول میں غالبًا حصول مطلب کی امید ہوتی ہے اور کبھی مطلوب حاصل نہیں بھی ہوتا جب کہ اللہ کی تقدیر میں اس کا وقوع نہیں ہوتا۔ (فتح)

٦٩٢٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ

۶۹۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اتریں گے کل اگر اللہ نے چاہا بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی کفر پر یعنی اس مکان میں جس کا نام محصب ہے۔

بَنِیْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيْدُ الْمُحَصَّبَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ ہم کل اتریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

٦٩٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّآئِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٢٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا سو فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں ان شاء اللہ تو مسلمانوں نے کہا کہ ہم پلٹ جائیں گے اور حالانکہ طائف فتح نہیں ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو تو صبح کو لڑائی پر گئے تو ان کو زخم پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا تو گویا کہ یہ بات لوگوں کو خوش لگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے اور غرض اس کے لانے سے یہاں یہ قول ہے کہ ہم کل پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ إِلَّا بِإِذْنِهٖ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور نہیں فائدہ دیتی سفارش نزدیک اس کے مگر جس کو اجازت دے یہاں تک کہ جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے اور نہیں کہا کہ کیا پیدا کیا تمہارے رب نے یعنی بدلے اس قول کے کہ تمہارے رب نے کیا کہا اور اللہ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کے پاس سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا قدیم ہے اس کی ذات کے واسطے قائم ہے ساتھ صفتوں اس کی کے ازل سے موجود ہے ساتھ اس کے اور اس کا کلام نہیں مشابہ ہے

مخلوق کی کلام کو برخلاف معتزلوں کے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کا کلام نہیں اور وہ کلام نہیں کرتا اور کہا بعض معتزلہ نے کہ مراد اس سے فعل اور تکوین ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ کلام نہیں ہوتا مگر اعضاء اور زبان سے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سو رد کیا ان پر بخاری رائٹیہ نے ساتھ حدیث باب کے اور آیت کے اور اس میں ہے کہ جب ان سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو اپنے اوپر والوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا سو اس نے دلالت کی اس پر کہ انہوں نے کچھ کلام سنا جس کے معنی ان کی سمجھ میں نہ آئے بہ سبب گھبراہٹ کے سو انہوں نے کہا کہ کیا کہا اور نہیں کہا فرشتوں نے کہ کیا پیدا کیا اور اسی طرح اوپر والے فرشتوں نے بھی ان کو جواب دیا ساتھ اس کے کہ اللہ نے حق کہا اور حق ایک صفت ہے ذات کی کہ نہیں جائز ہے اس پر غیر اس کا اس واسطے کہ نہیں اس کی کلام پر باطل سو اگر کوئی چیز مخلوق ہوتی یا فعل ہوتا تو البتہ فرشتے کہتے پیدا کیا ہے خلق کو آدمی کو یا اس کے غیر کو سو جب وصف کیا انہوں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کلام تو نہیں جائز ہے کہ ہو قول ساتھ معنی تکوین کے اور یہ اول جگہ ہے جس میں بخاری رائٹیہ نے کلام کی مسئلے میں کلام کیا ہے اور اس مسئلے کا دامن دراز ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیہقی نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اللہ ایک صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور اس کی ذاتی صفتوں سے کوئی چیز مخلوق نہیں اور نہ کوئی چیز محدث ہے اور نہ حادث اللہ نے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قول ہمارا کسی چیز کے واسطے جب کہ ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ کہ کہتے ہیں اس کو ہو جا سو ہو جاتی ہے سو اگر قرآن مخلوق ہوتا تو مخلوق ہوتا ساتھ کن کے اور محال ہے کہ ہو قول اللہ کا واسطے کسی چیز کے قول اس واسطے کہ وہ واجب کرتا ہے دوسرے قول اور تیسرے قول کو پس لازم آئے گا تسلسل اور وہ فاسد ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ اللہ نے قرآن کو سکھلایا اور آدمی کو بنایا سو خاص کیا اللہ نے قرآن کو ساتھ تعلیم کے اس واسطے کہ وہ اس کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے اور خاص کیا آدمی کو ساتھ پیدا کرنے کے اس واسطے کہ وہ اس کی مخلوق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ یوں کہا جاتا خلق القرآن والانسان یعنی پیدا کیا قرآن کو اور آدمی کو اور اللہ نے فرمایا ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ اور نہیں جائز ہے کہ ہو کلام متکلم کا قائم ساتھ غیر اس کے اور اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا﴾ الایۃ سو اگر نہ پایا جاتا کلام اللہ کا مگر مخلوق بیچ چیز مخلوق کے تو نہ ہوتے واسطے اشتراط وجوہ کے جو مذکور ہیں آیت میں کوئی معنی واسطے برابر ہونے تمام خلق کے بیچ سننے کلام کے غیر اللہ سے سو باطل ہوا قول جہمیہ کا کہ وہ مخلوق ہے غیر اللہ میں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اللہ نے درخت میں کلام پیدا کیا تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ جو اللہ کا کلام کسی فرشتے یا پیغمبر سے سنے وہ افضل ہو موسیٰ علیہ السلام سے کلام کے سننے میں اور لازم آتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام جو موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا ﴿اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ﴾ اس درخت کا کلام ہو اور البتہ اللہ نے مشرکوں پر انکار کیا ان کے اس قول میں ﴿اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا

قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ملل میں کہ اہل اسلام کا اجماع ہے اس پر کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور اس پر کہ اللہ کا کلام ہے اور اسی طرح توراۃ انجیل وغیرہ صحیفے اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ کا کلام صفت فعل کی ہے مخلوق ہے اور اللہ نے درخت میں ایسا کلام پیدا کیا جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قائم ہوئے ہیں دلائل قاطعہ اس پر کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کو کوئی چیز کسی وجہ سے سو جب کلام ہمارا مخلوق ہے تو واجب ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ اصوات اور حروف قرآن کے قدیمی ہیں اس کی ذات کو لازم ہیں اور آگے پیچھے نہیں بلکہ وہ قائم ہیں ساتھ ذات اس کی کے اس حال میں کہ مقترن ہیں اور آگے پیچھے ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مخلوق کے حق میں ہے برخلاف خالق کے اور بعضوں نے کہا کہ اصوات اور حروف قرآن کے پڑھنے والوں سے مسموع ہیں اور ذکر کیا ہے فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مطالب عالیہ میں کہ جو قائل ہے اس کا کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے ساتھ کلام کے کہ قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے اور مشیت اس کی کے اور اس کے اختیار کے تو یہ قول صحیح تر ہے باعتبار عقل کے اور نقل کے اور منقول جمہور سلف سے یہ ہے کہ اس میں بحث نہ کی جائے اور نہ تعمق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ مخلوق نہیں اور جو اس کے سوائے ہے اس سے چپ رہے اور یہ جو کہا کہ کون ہے شفاعت کرے نزدیک اس کے مگر اس کی اجازت سے تو میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس طرف کہ ضمیر ھم کی اللہ کے قول قلوبھم میں فرشتوں کی طرف راجع ہے اور یہ کہ فاعل شفاعت کا بیچ قول اللہ کے ﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ﴾ وہ فرشتے ہیں ساتھ دلیل قول اللہ کے بعد وصف فرشتوں کے ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾۔

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا ﴿مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ﴾

اور کہا مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ چیز سنتے ہیں یعنی اس کے معنی نہیں سمجھتے سو جب ان کے دل میں سے ڈر دور ہوتا ہے اور آواز تھم جاتی ہے تو پہچان لیتے ہیں کہ وہ حق ہے اور پکارتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا کہتے ہیں کہ حق ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو آسمان والے آواز سنتے ہیں جیسے کہ آواز زنجیر کی پتھر پر آتی ہے سو فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں سو ہمیشہ بیہوش رہتے ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے دل سے ڈر دور ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ حق کہا سو پکارتے ہیں کہ حق حق۔

فائدہ: یعنی زنجیر کو پتھر پر مارا جائے تو اس سے سخت آواز نکلتی ہے اسی طرح اللہ کی کلام کی آواز ہوتی ہے جب کہ آسمانوں میں کچھ حکم کرتا ہے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جمع کرے گا اللہ لوگوں کو قیامت کے دن سو پکارے گا ان کو ایسی آواز سے کہ سنے گا اس کو دور والا جیسے سنے گا اس کو پاس والا کہ میں ہوں بادشاہ میں ہوں بدلہ دینے والا۔

فائدہ: حمل کیا ہے اس کو بعض نے اوپر مجاز حذف کے یعنی حکم کرتا ہے اس کو جو پکارے اور یہ بعید ہے نزدیک اس کے جو اللہ کے واسطے آواز کو ثابت کرتا ہے اس واسطے کہ مخلوق میں ایسا کسی کا کلام نہیں جو دور اور نزدیک سے برابر سنا جائے اور اس واسطے کہ فرشتے جب اس کو سنیں گے تو بیہوش ہو جائیں گے اور بندے آپس میں ایک دوسرے کی کلام سننے سے بیہوش نہیں ہوتے بنابر اس کے سو اس کی آواز صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے نہیں مشابہ ہے آواز اس کی مخلوق کی آواز کو اس واسطے کہ اس کی صفتوں میں کوئی چیز مخلوق کی صفتوں سے مشابہ نہیں اور کہا بیہقی نے کہ کلام وہ چیز ہے کہ بولے ساتھ اس کے متکلم اور وہ مستقر ہے اس کے نفس میں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ میں نے اپنے دل میں ایک کلام تیار کیا سو اس کا نام کلام رکھا کلام کرنے سے پہلے سو اگر متکلم صاحب مخارج ہو تو سنا جاتا ہے کلام اس کا حروف اور اصوات سے اور اگر متکلم صاحب مخارج نہ ہو تو وہ اس کے برخلاف ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب مخارج نہیں تو اس کا کلام حروف اور اصوات سے نہ ہوگا اور جب سامع اس کو سمجھے گا تو اس کو حروف اور اصوات سے پڑھے گا اور جو اس کی نفی کرتا ہے وہ قیاس کرتا ہے اس کو اوپر آواز مخلوق کے کہ وہ صاحب مخارج ہیں اور جواب یہ ہے کہ آواز کبھی ہوتی ہے بغیر مخارج کے ہم نے مانا لیکن یہ قیاس ممنوع ہے اور خالق کی صفت کا مخلوق کی صفت پر قیاس نہیں ہوسکتا اور جب ثابت ہوئی آواز ان صحیح حدیثوں سے تو واجب ہوا ایمان لانا ساتھ اس کے پھر یا تفویض ہے یا تاویل اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور دیان کے معنی ہیں حساب کرنے والا بدلہ دینے والا جو نہیں ضائع کرتا عمل کسی عمل کرنے والا کا اور کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بادشاہ مگر میں اور نہیں کوئی جزا دینے والا مگر میں اور اس میں اشارہ ہے طرف صفت علم کی اور حیات اور ارادہ اور قدرت وغیرہ صفات کی جن پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ (فتح)

٦٩٢٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٩٢٧ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کسی امر کا حکم کرتا ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں جھکنے والے اس کے قول کے واسطے

قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلَآئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَأَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهٗ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا ﴿فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوٰى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهٗ أَنَّهٗ قَرَأَ فُرِّغَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِيْ سَمِعَهٗ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَآءَتُنَا.

جیسے وہ آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور اس کے غیر نے کہ پہنچتا ہے یہ قول طرف فرشتوں کی پھر جب دور ہوتا ہے ڈر ان کے دل سے تو کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا؟ کہتے ہیں کہ حق کہا اور وہ بہت بڑا بلند ہے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے الخ یعنی ابن عیینہ کبھی سند کو معنعن بیان کرتا تھا اور کبھی ساتھ تحدیث اور سماع کی تو علی رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ تحقیق کے واسطے پوچھا اس نے کہا ہاں میں نے سفیان سے کہا کہ ایک آدمی نے عمرو سے روایت کی اس نے عکرمہ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اس نے پڑھا ہے فرغ یعنی ساتھ راء مہملہ اور غین معجمہ کے سفیان نے کہا کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا اس کو اپنی طرف سے پڑھا ہے اس واسطے کہ وہ اس کی قراءت ہے کہا سفیان نے اور یہی ہے قراءت ہماری۔

فائدہ: فرشتے اپنے پر مارتے ہیں یعنی اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں اور بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آواز ایسی ہوتی ہے جیسے آواز زنجیر کی پتھر پر سو نہیں اترتا کسی آسمان پر مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں پھر جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے آخر آیت تک پھر کہتا ہے کہ اس سال اس طرح ہوگا تو اس کو سن آتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا ہے تو آسمان والے گھبرا جاتے ہیں اس کے اُترنے سے اور سنتے ہیں آواز وحی کی جیسے بہت سخت آواز ہوتی ہے لوہے کی پتھر پر تو کہتے ہیں اے جبریل! تجھ کو کیا حکم ہوا؟ الحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنوں کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر ان کا ٹھکانا تھا آسمان کا حکم سننے کے واسطے سو جب وحی اُترتی تھی تو فرشتے آواز سنتے تھے جیسے لوہے کی آواز کہ پتھر پر ڈالا جائے سو جب فرشتے اس کو سنتے تھے تو سجدے میں گر پڑتے تھے پس نہ سر اٹھاتے تھے یہاں تک کہ حکم اترتا پھر جب حکم اترتا تو کہتے تمہارے رب نے کیا کہا؟ سو اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو آسمان میں ہوگی تو کہتے کہ اللہ نے حق کہا اور اگر اس چیز کا حکم ہوتا جو زمین میں ہوگی مینہ برسنے سے یا کسی کے مرنے سے تو اس میں کلام کرتے اور شیطان سن

آتے پھر آ کر کاہنوں کو بتلاتے کہ اس سال ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا سو یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ دنیا میں واقع ہوا ہے برخلاف قول اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور وہ مخالف ہے حدیث نبوی ﷺ کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا شفاعت کا ہے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور شفاعت کئی قسم پر ہے ثابت کیا ہے اس کو اہل سنت نے ایک قسم خلاص ہونا ہے موقف کے ہول سے اور یہ خاص ہے ساتھ محمد ﷺ کے اور نہیں منکر ہے اس سے کوئی فرقہ امت میں سے اور ایک قسم شفاعت ان لوگوں میں ہے جو داخل ہوں گے بہشت میں بغیر حساب کے اور خاص کیا ہے معتزلہ نے اس کو ساتھ اس شخص کے جس پر کسی بندے کا حق نہ ہو اور ایک قسم شفاعت درجے بلند کرنے کے واسطے ہے اور نہیں خلاف ہے اس کے واقع ہونے میں اور ایک قسم شفاعت کرنا ہے واسطے گنہگار مسلمانوں کے جو اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں داخل ہوئے تھے اور انکار کیا ہے اس سے خوارج اور معتزلہ نے اور ثابت ہوئی ہے وہ بہت حدیثوں سے اور اتفاق کیا ہے اہل سنت نے اس کے قبول کرنے پر۔ (فتح)

٦٩٢٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّجْهَرَ بِهٖ.

٦٩٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی چیز کی اجازت نہیں دی جو پیغمبر ﷺ کو اجازت دی خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی یعنی پکار کے یعنی پیغمبر ﷺ کا قرآن پڑھنا آواز سے اللہ کو بہت پسند ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد خوش آوازی سے قرآن کو پڑھے اللہ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔

٦٩٢٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَا آدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ.

٦٩٢٩۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرمائے گا اے آدم! تو وہ کہے گا الٰہی! میں حاضر ہوں خدمت میں اور حاضر ہوں سو پکارے گا آواز سے کہ اللہ تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد میں سے ایک گروہ دوزخ سے نکال۔

فائدہ: اور استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ساتھ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ

اللہ کلام کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور یہ کہ آواز بندوں کی مؤلف ہے حرف حرف سے اس میں تطریب ہے اور ترجیع اور وہ حدیث یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بیان کی سو اچانک قراءت آپ کی حرف حرف تھی اور اختلاف کیا ہے اہل کلام نے کہ اللہ کا کلام حرف اور آواز سے ہے یا نہیں سو کہا معتزلہ نے کہ کلام نہیں ہوتا ہے مگر حرف اور آواز سے اور کلام جو منسوب ہے اللہ کی طرف وہ قائم ہے ساتھ درخت کے اور کہا اشاعرہ نے کہ اللہ کا کلام نہیں ہے حرف اور نہ آواز اور ثابت کیا ہے انہوں نے اللہ کے واسطے کلام نفسی کو اور حقیقت اس کی ایک معنی ہیں جو قائم ہیں ساتھ نفس کے اگرچہ مختلف ہوئی ہے اس سے عبارت مانند عربی اور عجمی کی اور اختلاف اس کا نہیں دلالت کرتا ہے اوپر مختلف ہونے معبر عنہ کے یعنی جس چیز سے تعبیر کی گئی اور کلام نفسی یہی ہے معبر عنہ اور ثابت کیا ہے حنابلہ نے کہ بے شک اللہ کلام کرنے والا ہے ساتھ حرف اور صوت کے بہرحال حروف سو واسطے تصریح کے ساتھ اس کے ظاہر قرآن میں اور بہرحال آواز سو جس نے منع کیا ہے اس نے کہا کہ آواز وہ ہے جو منقطع اور مسموع ہے حلق سے اور جواب دیا ہے جس نے اس کو ثابت کیا ہے کہ آواز موصوف ساتھ اس کے وہ آدمیوں کی آواز ہے مانند سننے اور دیکھنے کے اور اللہ کی صفات آدمیوں کی صفات کی طرح نہیں سو نہ لازم آئے گا اعتراض مذکور باوجود اعتقاد تنزیہ کے اور نہ تشبیہ دینے کے اور یہ کہ جائز ہے کہ ہو آواز بغیر حلق کے پس نہ لازم آئے گی تشبیہ اور امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اللہ نے کلام کیا آواز سے اور جاری کی جائیں یہ حدیثیں اپنے ظاہر پر جس طرح کہ آئی ہیں یعنی ان میں تاویل نہ کی جائے بلکہ ان کے معنی کو اللہ کے سپرد کیا جائے۔ (فتح)

٦٩٣٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُّبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ.

٦٩٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا اور البتہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ اس کو بشارت دیں ایک گھر کی بہشت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِيْلَ وَنِدَآءِ اللّٰهِ الْمَلَآئِكَةَ.

کلام کرنا اللہ کا جبریل علیہ السلام سے اور پکارنا اللہ کا فرشتوں کو۔

فائدہ: اس باب میں تین حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث میں پکارنا اللہ کا ہے جبریل علیہ السلام کو اور دوسری حدیث میں سوال کرنا اللہ کا ہے فرشتوں سے برعکس اس کے کہ ترجمہ میں واقع ہوا ہے اور شاید کہ اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکاتا

ہے کہ میں فلانے آدمی سے محبت رکھتا ہوں سو تو بھی اس سے محبت رکھ۔ (فتح)

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ﴾ أَيْ يُلْقَى عَلَيْكَ وَتَلَقَّاهُ أَنْتَ أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾.

اور کہا معمر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں یعنی تجھ پر قرآن ڈالا جاتا ہے اور تلقاہ کے معنی ہیں کہ تو اس کو لینا ہے ان سے اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ کا کہ سیکھے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کئی کلمے یعنی لیا ان کو اس سے۔

٦٩٣١۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِي السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ وَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ.

٦٩٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر وہ جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں پکار دیتا ہے یعنی فرشتوں میں کہ بے شک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی قبولیت زمین میں اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: ماضی کے صیغے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ محبت سابق ہے ندا پر کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ کثر احسان سے محبت کے ساتھ تعبیر کی تو اس میں تانیس ہے واسطے بندوں کے اور داخل کرنا خوشی کا ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ جب بندہ سنے گا کہ اللہ اس سے محبت رکھتا ہے تو اس کو بڑی خوشی حاصل ہوگی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھر اس کے واسطے حاصل ہوتا ہے جس کی طبع میں فتوت اور مروت ہو اور جس کی طبع میں رعونت ہو در اس پر شہوت غالب ہو تو نہیں رد کرتی ہے اس کو مگر زجر اور ضرب اور اس میں جبریل علیہ السلام کو مقدم کیا تو یہ واسطے ظاہر کرنے بلند مرتبے اس کے ہے نزدیک اللہ کے اور فرشتوں پر اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر ادا کرنے تمام اعمال نیکی کے جو ان میں فرض ہیں اور جو سنتیں اور نیز اس سے لیا جاتا ہے بہت ڈرانا گناہوں سے اور بدعتوں سے اس واسطے کہ ان میں گمان ہے اللہ کے غضب کا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

٦٩٣٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ

٦٩٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں آگے پیچھے آیا جایا کرتے ہیں

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

فرشتے رات اور دن میں اور جمع ہوتے ہیں عصر کی نماز اور فجر کی نماز میں پھر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے درمیان رہے سو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے زیادہ تر جانتا ہے کس حال میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم ان کو چھوڑ آئے نماز پڑھتے اور جاتے وقت پایا ان کو نماز پڑھتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ تمہارا حال ان سے یعنی فرشتوں سے زیادہ تر جانتا ہے۔

٦٩٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَبَشَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى قَالَ وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى.

٦٩٣٢۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے مجھ کو بشارت دی کہ جو مرے گا تیری امت میں سے اس حالت میں کہ شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بھی بہشت میں داخل ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دے کہ جو اس امت سے مرے گا اس حالت میں کہ نہ شریک کرتا ہو اللہ کا کسی چیز کو تو وہ بہشت میں داخل ہو گا تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی ساتھ اس کے کہ اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی وجہ مناسبت حدیث کی ترجمہ سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ﴾

اتارا اس کو یعنی قرآن مجید کو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں

فائدہ: کہا طبری نے اس کی تفسیر میں کہ اتارا اس کو طرف تیری اپنے علم سے کہ تو بہتر ہے اس کی خلقت سے کہا ابن بطال نے کہ مراد ساتھ اتارنے کے یہ ہے کہ بندوں کو فرضوں کے معانی سمجھائے جو قرآن میں ہیں اور نہیں اُتارنا اس کا مثل اُتارنے جسموں کی جو مخلوق ہیں اس واسطے کہ قرآن نہ مخلوق ہے نہ جسم اور کلام ثانی پر اتفاق ہے اہل سنت کا سلف اور خلف سے اور پہلے اور پر طریقے اہل تاویل کے ہے اور منقول سلف سے اتفاق ہے ان کا اس پر کہ اللہ کا

کلام مخلوق نہیں جبریل علیہ السلام نے اس کو اللہ سے لیا اور اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی امت کی طرف پہنچایا۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ بَيْنَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ السَّابِعَةِ

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ﴾ یعنی اترتا ہے امر درمیان ساتویں آسمان سے ساتویں زمین تک۔

٦٩٣٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصَبْتَ أَجْرًا.

۶۹۳۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فلانے جب تو اپنے بستر پر آئے اور کہے کہ الٰہی! میں نے اپنی جان تجھ کو سونپی اور منہ کو تیرے سامنے کیا اور اپنا سب کام تیرے حوالے کیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف جمائی تیرے شوق سے اور تیرے خوف سے تجھ سے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے نہ بچاؤ کا مکان ہے مگر تیری ہی طرف الٰہی! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے پیغمبر پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا سو اگر تو اسی رات مر گیا تو اسلام پر مرا اور اگر تو صبح کو زندہ رہا تو تو نے ثواب پایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعاؤں میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری۔

٦٩٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْ بِهِمْ زَادَ

۶۹۳۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ خندق کے دن فرمایا الٰہی! اے اتارنے والے کتاب کے! اور جلد حساب کرنے والے! بھگا دے کفار کے گروہوں کو اور ان کو شکست دے۔

اور زیادہ کیا ہے حمیدی نے یعنی تصریح کی ہے حمیدی کی روایت میں ساتھ سماع سفیان اور اسماعیل اور عبداللہ کے

الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

برخلاف روایت قتیبہ کے کہ اس میں تینوں کی روایت معنعن ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ہے کہ الٰہی! اے اتارنے والے کتاب کے!۔ (فتح)

٦٩٣٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ ﴿لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى يَأْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْآنَ.

٦٩٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی نماز کو اور نہ آہستہ پڑھ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اتاری گئی یہ آیت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے سو جب اپنی آواز کو بلند کرتے تھے تو مشرکین سنتے تھے پس برا کہتے تھے قرآن کو اور جس نے اس کو اتارا اور جو لے کر آیا اللہ نے فرمایا کہ اپنی نماز کو پکار نہ پڑھ تا کہ مشرکین نہ سنیں اور نہ آہستہ پڑھ اپنے اصحاب سے سو تو ان کو نہ سنا سکے اور تلاش کر درمیان اس کے راہ پکار کر پڑھ اور ان کو سنا تا کہ وہ تجھ سے قرآن سیکھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اتاری گئی یہ آیت۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں ارادہ کرتے ہیں کہ بدل ڈالیں اللہ کی کلام کو

فائدہ: اور غرض اس باب سے یہ ہے کہ کلام اللہ کا نہیں خاص ہے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ وہ نہیں ہے ایک قسم اور کلام اللہ کا اگرچہ غیر مخلوق ہے یعنی پیدا نہیں کیا گیا اور وہ صفت قائم ہے ساتھ اس کے سو وہ اس کو ڈالتا ہے جس بندے پر چاہتا ہے موافق ان کی حاجت کے احکام شرعیہ میں اور جو سوائے ان کے ہیں ان کی بہتریوں سے اور حدیثیں باب کی مانند مصرح کی ہیں ساتھ اس مراد کے اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب سے یہ ہے کہ

کلام اللہ کی صفت ہے قائم ہے ساتھ اس کے اور وہ ازل سے ہے کلام کرنے والا اور ہمیشہ۔ (فتح)

﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ حَقٌّ ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ بِاللَّعِبِ

یعنی آیت ﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾ میں فصل کے معنی ہیں حق اور ہزل کے معنی ہیں کھیل

فائدہ: اور مراد حق سے شے ثابت ہے جو نہ دور ہو اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی وجہ مناسبت اس آیت کی اس آیت سے جو ترجمہ میں ہے۔

٦٩٣٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

۶۹۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں ہے امر پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

فائدہ: مجھ کو ایذا دیتا ہے یعنی منسوب کرتا ہے میری طرف جو میرے لائق نہیں اور غرض اس سے اس جگہ ثابت کرنا اسناد قول کا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔

٦٩٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَأَكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ أَجْلِيْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

۶۹۳۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے ہی واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا چھوڑتا ہے آدمی اپنی شہوت کو اور اپنے کھانے پینے کو میرے سبب سے اور روزہ ڈھال ہے اور روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت اور ایک خوشی اللہ سے ملنے کے وقت یعنی قیامت میں اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

٦٩٣٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۹۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے تو ان پر سونے کی ٹڈی کا جھنڈ گر پڑا تو حضرت ایوب علیہ السلام لب

وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادٰى رَبُّهٗ يَا أَيُّوْبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ.

بھر بھر کے اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان کے رب نے انہیں پکارا کہ اے ایوب! کیا میں نے تجھ کو مالدار اور اس سونے سے جو تو دیکھتا ہے بے پرواہ نہیں کر دیا حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! لیکن تیری برکت کی چیز سے مجھ کو بے پرواہی نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اللہ نے ایوب علیہ السلام کو پکارا الخ۔

۶۹۴۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ.

۶۹۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترتا ہے ہمارا رب ہر رات کو پہلے آسمان تک جب کہ پچھلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے کہ مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اس کو دوں کون ہے کہ مجھ سے گناہ بخشوائے میں اس کے گناہ بخشوں۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے کہ کون مجھ سے دعا مانگتا ہے الخ اور یہ ظاہر ہے مراد میں برابر ہے کہ پکارنے والا فرشتہ ہو اللہ کے حکم سے یا نہ اس واسطے کہ مراد ثابت کرنا نسبت قول کا ہے اس کی طرف اور وہ حاصل ہے ہر حالت میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ فرشتے کو حکم کرتا ہے وہ پکارتا ہے اور تاویل کی ابن حزم نے ساتھ اس کے کہ مراد نزول سے فعل ہے کہ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان میں مانند فتح کی واسطے قبول کے اور یہ کہ البتہ اس گھڑی میں گمان ہے دعا کے قبول ہونے کا اور دلیل ہے اس پر کہ وہ صفت ہے فعل کی تعلیق اس کی ہے ساتھ وقت محدود کے اور جو ہمیشہ ہو وہ کسی زمانے کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا پس صحیح ہوا کہ وہ فعل حادث ہے اور اشارہ کیا ہے ابو اسماعیل ہروی نے طرف ان حدیثوں کی کہ صفات میں وارد ہوئی ہیں کہ وہ سب تقریب کے قبیل سے ہیں نہ تمثیل اور تشبیہ کے قبیل سے اور عرب کی بولی میں گنجائش ہے کہتے ہیں کہ یہ امر میں ہے مانند آفتاب کے اور یہ سخاوت کرنے والا ہے مانند ہوا کے اور حق ہے مانند دن کی اور نہیں مراد ہوتی ہے ان کی تحقیق کرنا تشبیہ کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ان کی تحقیق کرنا اثبات اور تقریب کا ہے لوگوں کی سمجھ پر یعنی مراد اس سے لوگوں کے فہم کی طرف قریب کرنا ہوتا ہے تا کہ سمجھ جائیں سو البتہ معلوم ہے کہ جس نے سمجھا کہ پانی بعید تر ہے سب چیزوں سے اس نے تشبیہ دی

ہے اس کو ساتھ پتھر کے اور البتہ فرماتا ہے اللہ فی موج کالجبال سو مراد اس سے عظیم ہونا اور بلند ہونا ہے نہ تشبیہ حقیقت میں اور عرب تشبیہ دیتے ہیں صورت کو ساتھ آفتاب کے اور چاند کے اور جھوٹی دھمکیوں کو ساتھ ہوا کے اور ان میں سے کسی چیز کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور نہیں واجب کرتی ہیں وہ حقیقت کو اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

٦٩٤١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْأٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۶۹۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں قیامت میں آگے ہوں گے یعنی بہشت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

٦٩٤٢ـ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

۶۹۴۲۔ اور اسی سند کے ساتھ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے! مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے نسبت کرنا اس قول کا ہے طرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اور وہ قول اس کا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور یہ حدیث قدسی ہے۔ (فتح)

٦٩٤٣ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيْهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَّبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

۶۹۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سو کہا کہ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئی ہیں کھانے کا برتن لے کر یا فرمایا برتن یا شربت لے کر سو ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کرو اور ان کو بشارت دو ایک موتی کے گھر کی بہشت میں جس میں نہ شور ہے نہ رنج۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اس کو اس کے رب کی طرف سے سلام کہو اس واسطے کہ وہ ساتھ معنی سلام کرنے کے ہے او پر اس کے۔

٦٩٤٤ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ

۶۹۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے نیک بندوں کے واسطے جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی کے دل میں خیال گزرا۔

لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ.

فائدہ: یعنی بہشت میں نیکوں کے واسطے ایسی عمدہ نعمتیں ہیں کہ ان کی مانند دنیا میں کوئی چیز نہیں جس کی مثال دی جائے اور یہ حدیث قدسی ہے اور اضافت عبادی میں تشریف کے واسطے ہے۔

٦٩٤٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِیْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

۶۹۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب رات کو تہجد کی نماز کے واسطے اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے الٰہی! تجھ ہی کو حمد ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہی آسمانوں اور زمین کا تھامنے والا ہے اور تجھ ہی کو شکر ہے تو ہے رب آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان والوں کا تو سچ ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور تیرا ملنا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور پیغمبر حق ہیں اور قیامت حق ہے الٰہی! میں تیرا تابعدار ہوا اور میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف جھگڑا رجوع کرتا ہوں سو بخش دے مجھ کو جو کہ میں نے آگے کیا اور پیچھے ڈالا اور جو میں نے چھپایا اور جو ظاہر کیا تو میرا اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ تیرا قول حق ہے اور مراد ساتھ حق کے لازم اور ثابت ہے۔ (فتح)

٦٩٤٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِیُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِیُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ

۶۹۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ ان کے حق میں تہمت کرنے والوں نے کہا جو کہا سو اللہ نے ان کو پاک کیا ان کی تہمت سے اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور

الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ بَرَآئَتِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُّتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ﴾ اَلْعَشْرَ الْآيَاتِ.

لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی قرآن میں اتارے گا جو پڑھا جائے اور البتہ میری قدر اپنے دل میں حقیر تر تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ تعالیٰ میرے حق میں قرآن میں لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس سے اللہ میری پاکی بیان کرے گا اور اللہ نے یہ آیتیں اتاری کہ جو لوگ طوفان لائے دس آیتیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ نور میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میری پاکی میں قرآن اتارے گا اور مناسبت اس کی ترجمہ سے ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے کہ اللہ کلام کرے۔ (فتح)

٦٩٤٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَإِنْ

٦٩٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ بدی کا قصد کرے تو اس کو اس پر مت لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے سو اگر اس نے اس بد کام کو کیا تو ایک بدی لکھو سو اگر اس نے اس کو میرے واسطے چھوڑا تو اس کے واسطے ایک نیکی لکھو اور جب وہ نیکی کا قصد کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھو اور اگر اس نے نیک کام کیا تو اس کے واسطے دس نیکیاں لکھو سات سو تک۔

عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے اور یہ بھی حدیث قدسی سے ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ سے اس قول میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے اور یہ جو کہا سو اس پر بدی کو نہ لکھو یہاں تک کہ اس کو کرے تو اس حدیث کے مفہوم سے استدلال کیا گیا ہے کہ گناہ کے فعل پر قصد کرنے سے بدی نہیں لکھی جاتی یہاں تک کہ بدکام وقوع میں آئے اگرچہ شروع سے ہو۔ (فتح)

٦٩٤٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذٰلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

۶۹۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو پیدا کیا پھر جب خلق کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت یعنی رشتہ داری کھڑی ہوئی اللہ نے فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ چاہے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب! اللہ نے فرمایا سو یہ تیرے واسطے ہے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کے حق میں فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑو۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ رحم جو جوڑا توڑا جاتا ہے وہ ایک معنی ہیں معانی سے نہیں حاصل ہوتا ہے اس سے کلام کرنا اور مراد بیان کرنا اس کی شان کی تعظیم کا ہے اور فضیلت اس کی جو اس کو جوڑے اور گناہ اس کا جو اس کو توڑے سو عرب کی عادت کے موافق اس میں استعارہ استعمال کیا گیا ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے حمل کرنا اس کا ظاہر پر اور مجسم ہونا معانی کا قدرت میں محال نہیں اور غرض اس سے اللہ کا قول ہے کہ کیا تو راضی نہیں الخ۔ (فتح)

٦٩٤٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي

۶۹۴۹۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مینہ برسائے گئے سو فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض مجھ سے کافر ہوئے اور بعض میرے ساتھ ایمان لایا۔

وَمُؤْمِنٌ بِیْ.

فائدہ: مینہ برسائے گئے یعنی واقع ہوا مینہ حضرت ﷺ کی دعا سے یا منسوب ہوا آپ کی طرف اس واسطے کہ جو آپ کے سوائے ہے وہ آپ کے تابع ہیں۔

۶۹۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِیْ لِقَآئِیْ أَحْبَبْتُ لِقَآئَهٗ وَإِذَا كَرِهَ لِقَآئِیْ كَرِهْتُ لِقَآئَهٗ.

۶۹۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ جب میرا بندہ میرا ملنا چاہے تو میں بھی اس کو ملنا چاہتا ہوں اور جب وہ میرا ملنا برا جانے تو میں بھی اس کا ملنا برا جانتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے اس کے بعد کہ وارد کیا حدیثوں کو جو وارد ہیں بیچ خاص کرنے اس کے ساتھ وقت وفات نبوی کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ یہ حال وقت حاضر ہونے موت کے ہے اور دیکھنے اس چیز کے جو وہاں ہے اور اس وقت توبہ نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو۔ (فتح)

۶۹۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ.

۶۹۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۶۹۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهٗ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهٗ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ

۶۹۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہا ایک مرد نے جس نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا یعنی اپنے گھر والوں سے کہ جب وہ شخص مر جائے تو اس کو جلا ڈالنا پھر اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دینا اور آدھی دریا میں سو قسم اللہ کی اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا اور عذاب مقدر کیا تو البتہ اس کو ایسا عذاب کرے گا کہ تمام عالم میں کسی پر ویسا عذاب نہ کرے گا سو اللہ نے دریا سے حکم کیا سو جتنی خاک اس میں تھی اس نے جمع کر دی اور اللہ نے خشکی کو حکم کیا اس نے

فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ.

بھی جو اس میں تھی جمع کر دی پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا اے رب! تیرے خوف سے اور تو زیادہ تر جانتا ہے سو اللہ نے اس کو بخش دیا۔

٦٩٥٣ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْ لِيْ فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِيْ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثَلَاثًا فَلْيَعْمَلْ مَا شَآءَ.

٦٩٥٣ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے کوئی گناہ کیا تو اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا سو اس کو بخش دے تو اس کے رب نے کہا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور گناہ پر پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا اور اس نے کہا اے میرے رب! میں نے گناہ کیا اس کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کہ کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے یعنی عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر ٹھہرا جتنا کہ اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا پھر کہا کہ اے میرے رب! میں نے اور گناہ کیا تو مجھ کو بخش دے تو اللہ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر عذاب کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ پھر پھر گناہ کرنے والا اللہ کی مشیت میں ہے اگر اللہ چاہے گا تو اس کو عذاب کرے گا اور چاہے گا تو اس کو بخش دے گا غالب کر کے اس کی نیکی کو جو اس نے کی اور وہ اعتقاد کرنا اس کا ہے کہ اس کا ایسا رب ہے جو عذاب کرتا ہے اور بخشتا ہے دلالت کرتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ اور نہیں ہے کوئی نیکی بہت بڑی توحید سے اور اگر کہا جائے کہ استغفار کرنا اپنے رب سے توبہ ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں

استغفار اکثر طلب کرتے مغفرت کے سے اور کبھی طلب کرتا ہے اس کو اصرار کرنے والا اور تائب اور نہیں ہے حدیث میں کہ وہ تائب ہے اس چیز سے جس کی مغفرت کا سوال کیا اس واسطے کہ حد توبہ کی رجوع کرنا ہے گناہ سے اور نیت کرنا کہ اس کو پھر نہ کروں گا اور اس سے الگ ہو جانا اور مجرد استغفار سے یہ نہیں سمجھا جاتا اور بعض نے کہا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں اس حال میں کہ الگ ہو جانا گناہ سے اور نادم ہونا اور پچھتانا اور نیت کرنا کہ پھر نہ کروں گا اور بعض نے کہا کہ کفایت کرتا ہے توبہ میں پچھتانا کہ وہ باقی دونوں شرطوں کو بھی مستلزم ہے پھر حدیث میں آیا ہے کہ نادم ہونا توبہ ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور کہا قرطبی نے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر عظیم ہونے فائدے استغفار کے اور اوپر عظیم ہونے فضل اللہ کے اور فراخ ہونے اس کی رحمت کے اور اس کے علم اور کرم کے لیکن مراد اس سے وہ استغفار ہے جس کے معنی دل میں ثابت ہوں مقارن واسطے زبان کے تاکہ کھل جائے ساتھ اس کے گرہ اصرار کی اور حاصل ہو ساتھ اس کے نادم ہونا پس یہ ترجمہ ہے واسطے توبہ کے اور جو زبان سے استغفار کرے اور اس کا دل گناہ پر مصر ہو تو اس کا استغفار استغفار کا محتاج ہے اور کہا قرطبی نے کہ گناہ کی طرف عود کرنا اگرچہ زیادہ تر قبیح ہے ابتدا کرنے سے لیکن توبہ بہتر ہے ابتدا توبہ کرنے سے اس واسطے کہ جوڑی گئی ہے ساتھ اس کے ملازمت طلب کی کریم سے اور الحاح کرنا اس کے سوال میں اور اقرار کرنا کہ اس کے سوائے کوئی گناہ کو نہیں بخشتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی ہزار بار بلکہ اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے اور اگر سب گناہوں سے ایک بار توبہ کرے تو بھی اس کی توبہ صحیح ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تو کر جو تیرا جی چاہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کہ تو گناہ کرے گا اور توبہ کرے میں تجھ کو بخشوں گا اور اکثر لوگوں کے نزدیک استغفار اور توبہ کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

٦٩٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا فِيْمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَتِ الْوَفَاةُ قَالَ لِبَنِيْهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوْا خَيْرَ أَبٍ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ أَوْ لَمْ يَبْتَئِزْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَإِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ

٦٩٥٤۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا جو اگلے یا فرمایا جو تم سے اگلی امتوں میں تھا اس نے ایک بات کہی یعنی اللہ نے اس کو مال اور اولاد دی سو جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اپنی اولاد سے کہا کہ میں تمہارے واسطے کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر باپ کہا سو اس نے اللہ کے نزدیک کوئی نیکی جمع نہ کی اور اگر اللہ نے اس کو تنگ کیا تو اس کو عذاب کرے گا سو دیکھو جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا ڈالنا یہاں تک کہ جب میں کوئلا ہو جاؤں تو مجھ کو گھسانا پھر جب سخت آندھی کا دن ہو

عَلَيْهِ يُعَذِّبُهُ فَانْظُرُوْا إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ اَلْإِسْكَنْدَرِيَّةَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ رِيْحٍ عَاصِفٍ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا ثُمَّ أَذْرَوْهُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنْ فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِّنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَّحِمَهُ عِنْدَهَا وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا فَحَدَّثْتُ بِهِ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيْهِ أَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

تو میری راکھ کو اس میں اڑا دینا حضرت ﷺ نے فرمایا سو اس نے ان سے قول واقرار لیا اور قسم ہے میرے رب کی سو انہوں نے کیا جو اس نے کہا پھر انہوں نے اس کو سخت آندھی کے دن اڑایا تو اللہ نے فرمایا کہ ہو جا سو اچانک وہ مرد کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندے! کیا چیز باعث ہوئی تجھ کو اس پر کہ کیا تو نے جو کیا؟ اس نے کہا کہ تیرا خوف سو جو اللہ نے اس کی تلافی کی وہ رحمت ہے اور دوسری بار فرمایا سو نہ تلافی کی اس کی اللہ نے مگر اپنی رحمت سے سو میں نے حدیث بیان کی ساتھ اس کے ابوعثمان کو اور کہا کہ میں نے اس کو سلمان سے سنا لیکن اس نے اس میں اتنا زیادہ کیا کہ مجھ کو دریا میں اڑا دینا یا جیسے حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ

یعنی کہا قتادہ رحمہ اللہ نے کہ لم یبتئز کے معنی ہیں نہ ذخیرہ کی۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَآءِ وَغَيْرِهِمْ

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں وغیرھم سے قیامت کے دن

٦٩٥٥ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ

۶۹۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول ہوگی سو میں کہوں گا اے میرے رب! داخل کر بہشت میں جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہو سو وہ بہشت میں داخل کیے جائیں گے پھر میں کہوں گا داخل کر بہشت میں جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہو کہا انس رضی اللہ عنہ

قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے سو جیسے میں دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلیوں کی طرف یعنی قول حضرت ﷺ کا ادنیٰ شے۔

فائدہ: یعنی شاید حضرت ﷺ اپنی انگلیوں کو جوڑ کر ان سے اشارہ کرتے تھے اس حدیث میں کلام کرنا پیغمبروں کا ہے رب سے اور نہیں ہے اس میں کلام کرنا رب کا پیغمبروں سے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں یہ لفظ بھی آ چکا ہے جیسے کہ ابو نعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ تیرے واسطے ہے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اور تیرے واسطے ہے جس کے دل میں کچھ ایمان ہو پس یہ کلام کرنا اللہ کا ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ پہلے حضرت ﷺ سوال کریں گے پھر دوسری بار آپ کو یہ حکم ہو گا پس ایک روایت میں سوال کو ذکر کیا اور دوسری روایت میں اجابت کا ذکر کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ (فتح)

٦٩٥٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِي قَصْرِهِ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحَى فَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا أَبَا حَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوكَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ

٦٩٥٦۔ حضرت سعید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم بصرے کے چند آدمی جمع ہوئے سو ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ہم ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے تا کہ ہمارے واسطے ان سے شفاعت کی حدیث پوچھے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے محل میں تھے سو پایا ہم نے ان کو چاشت کی نماز پڑھتے پھر ہم نے اندر جانے کی اجازت مانگی انہوں نے ہم کو اجازت دی اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے تھے تو ہم نے ثابت رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ پوچھو ان سے کوئی پہلے شفاعت کی حدیث سے یعنی پہلے پہل ان سے شفاعت کی حدیث کا سوال کرنا تو اس نے کہا اے ابو حمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ تیرے بھائی بصرے والوں سے آئے ہیں تجھ سے شفاعت کی حدیث پوچھنے کو تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا

النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَقُوْلُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ

دن ہوگا تو آدمی آپس میں ملیں گے یعنی خلقت کا بڑا ہجوم ہوگا اور حشر کی مصیبت سے غمناک ہوں گے سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا دوست ہے سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس واسطے کہ اس نے اللہ سے بلا واسطہ کلام کیا سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلام ہے سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا کہ ہاں میں اس مقام کے لائق ہوں سو میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھ کو اجازت ملے گی اور میرا رب مجھ کو وہ تعریفیں الہام کرے گا جس سے میں اس کی تعریف کروں گا وہ تعریفیں اب مجھ کو یاد نہیں سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے اور میں سجدے میں گر پڑوں گا پھر مجھ کو حکم ہوگا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش میری امت کو بخش دے تو حکم ہوگا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہو سو میں جاؤں گا سو کروں گا یعنی ان کو نکالوں گا پھر پلٹ آؤں گا تو میں اللہ کی تعریف کروں گا ان تعریفوں سے پھر اس کے

رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ أُمَّتِيْ أُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ أَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ أَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِيْ مَنْزِلِ أَبِيْ خَلِيْفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَأَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ مِنْ عِنْدِ أَخِيْكَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيْهْ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهٰى إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهْ فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَلَا أَدْرِيْ أَنَسِيَ أَمْ كَرِهَ أَنْ تَتَّكِلُوْا قُلْنَا يَا أَبَا سَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهُ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ بِهِ قَالَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ

واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے تو حکم ہو گا کہ چل سو نکال دوزخ سے جس کے دل میں ذرہ بھر یا رائی کے برابر ایمان ہو سو میں چلوں گا اور کروں گا پھر پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر میں اس کے واسطے سجدے میں گر پڑوں گا تو حکم ہو گا کہ اے محمد! اپنا سر اٹھا لے کہ تیرا کہا سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چل اور نکال دوزخ سے جس کے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو سو اس کو نکال دوزخ سے دوزخ سے سو میں چلوں گا اور کروں گا سو جب ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو میں نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ اگر ہم گزریں حسن رضی اللہ عنہ پر اور وہ ابو خلیفہ کی جگہ میں چھپا ہے سو ہم اس سے حدیث بیان کریں جو انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کی تو خوب ہو سو ہم اس کے پاس آئے اور ہم نے اس کو سلام کیا اس نے ہم کو اجازت دی تو ہم نے اس سے کہا اے ابو سعید! ہم تیرے پاس آئے ہیں تیرے بھائی انس رضی اللہ عنہ کے پاس سے سو ہم نے نہیں دیکھا مثل اس کے جو اس نے ہم سے شفاعت کی حدیث بیان کی اس نے کہا بیان کرو سو ہم نے اس سے حدیث بیان کی سو ہم اس جگہ تک پہنچے یعنی ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے برابر سو کہا کہ بیان کرو ہم نے کہا کہ اس نے

قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

ہمارے واسطے اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا یعنی اس نے اس سے زیادہ حدیث بیان نہیں کیا تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ حدیث بیان کی اس نے مجھ سے اور وہ باعقل وہوش تھا مدت بیس برس سے سو میں نہیں جانتا کہ بھول گیا یا مکروہ جانا کہ تم صرف کلمہ کہنے پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا تو ہم نے کہا اے ابوسعید! ہم سے حدیث بیان کر کہا اس نے اور پیدا کیا گیا ہے آدمی جلد باز نہیں ذکر کیا میں نے اس کو مگر اور حالانکہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم سے حدیث بیان کروں حدیث بیان کی اس نے مجھ سے جیسے حدیث بیان کی تم سے پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر میں چوتھی بار پلٹ آؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ان تعریفوں سے پھر سجدہ میں گر پڑوں گا تو حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھا لے اور کہہ سنا جائے گا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں کہوں گا اے رب! مجھ کو اجازت ہو اس شخص کے حق میں جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت اور جلال اور بڑائی اور عظمت کی قسم البتہ میں نکالوں گا دوزخ سے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔

فائدہ: اس حدیث میں مقدم کرنا اس مرد کا ہے جو عالم کے خاصوں میں سے ہوتا کہ اس سے سوال کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بنانا محل کا اس کو جس کی اولاد بہت ہو اور یہ جو کہا کہ اس وقت باعقل تھا یعنی اس وقت بڑھاپے میں داخل نہیں ہوا تھا کہ وہ جگہ گمان متفرق ہونے ذہن کے کی ہے اور حدوث اختلال حفظ کی اور کہا داؤدی نے کہ یہ جو اس حدیث میں ہے امتی امتی تو یہ محفوظ نہیں اس واسطے کہ سب خلقت جمع ہوگی سفارش کروائیں گے اور اگر مراد خاص یہی امت ہوتی تو اپنے پیغمبر کے سوا اور پیغمبروں کے پاس جاتے سو دلالت کی اس نے کہ مراد سب خلقت ہے اور جب کہ ہوئی سفارش ان کی واسطے بیچ فصل قضا کے تو پھر کیا وجہ ہے اپنی امت کی خاص کرنے کی اور میں نے اس اشکال کا جواب کتاب الرقاق میں دیا ہے جس جگہ اس حدیث کی شرح کی اور جواب دیا ہے اس سے قاضی نے ساتھ اس کے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ مجھ کو اجازت ملے گی اس شفاعت کی کہ وعدہ کیا گیا ہے اس کا بیچ فصل قضا کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ مجھ کو الہام کرے گا تو یہ از سر نو اور کلام ہے اور بیان ہے واسطے دوسری شفاعت

کے جو اپنی امت کے ساتھ خاص ہے اور سیاق میں اختصار ہے۔ (فتح)

٦٩٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَبْوًا فَيَقُوْلُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ رَبِّ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُوْلُ لَهُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكُلُّ ذٰلِكَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ مَلْأَى فَيَقُوْلُ إِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مِرَارٍ.

٦٩٥٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتیوں میں سے جو سب سے پیچھے بہشت میں داخل ہوگا اور دوزخیوں میں سے جو سب سے پیچھے دوزخ سے نکلے گا وہ ایسا مرد ہے جو دوزخ سے نکلے گا گھٹنوں کے بل گھسٹتا یعنی جیسے چھوٹا لڑکا چلتا ہے تو اس کا اللہ اس سے کہے گا کہ بہشت میں داخل ہو تو وہ کہے گا کہ اے میرے رب! بہشت بالکل بھری ہے یعنی اس میں کہیں جگہ نہیں سو اللہ پاک اس سے یہ تین بار کہے گا ہر بار وہ اللہ تعالیٰ کو یہی جواب دے گا کہ بہشت بھری ہے سو اللہ فرمائے گا البتہ تیرے واسطے تو دنیا کے برابر جگہ ہے اور دس گنا دنیا کے۔

٦٩٥٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى إِلَّا النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

٦٩٥٨۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس سے قیامت میں اللہ کلام کرے گا اس طرح پر کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا یعنی سامنے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کلام کرے گا پھر بندہ دائیں طرف نظر کرے سو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ آگے کر چکا پھر اپنی بائیں طرف نظر کرے گا تو نہ دیکھے گا مگر جو اعمال کہ کر چکا پھر اپنے آگے نظر کرے گا تو کچھ نہ دیکھے گا سوائے دوزخ کے کہ اس کے منہ کے سامنے ہے سو لوگو! بچو دوزخ سے اگرچہ آدھی کھجور ہی دے کر سہی کہا اعمش نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عمرو نے خیثمہ سے مثل اس کی اور زیادہ کیا اس میں اتنا اگرچہ نیک بات کے سبب سے سہی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں گزر چکی ہے۔

٦٩٥٩۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

٦٩٥٩۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی

جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ حَبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿يُشْرِكُوْنَ﴾.

عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور پانی اور کیچڑ کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہنستے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے واسطے تعجب کے اور اس کے قول کی تصدیق کے حضرت ﷺ نے فرمایا اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو جیسا اس کے پہچاننے کا حق ہے اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے ہاتھ میں اور وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور پہلے گزر چکا ہے کہ خطابی نے اس سے انکار کیا ہے اور کبھی اس کی تاویل کی ہے سو کہا اس نے کہ ہنسنا محمول ہے اوپر مجاز اور تمثیل کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی قدرت اس کے لپیٹنے پر اور سہولت امر کی اس کے جمع کرنے میں بجائے اس شخص کے ہے جو کوئی چیز اپنی ہتھیلی میں جمع کرے اور اس کو ہلکا جانے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہودیوں نے اسلام میں ملا دیا ہے اور حضرت ﷺ کا ہنسنا تو صرف تعجب اور انکار کے واسطے تھا، واللہ اعلم عند اللہ۔ (فتح)

٦٩٦٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِّنْ رَّبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي

٦٩٦٠۔ حضرت صفوان سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کس طرح سنا تو نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے سرگوشی میں یعنی جو اللہ بندے سے کان میں بات کرے گا فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے رب سے قریب ہو گا یہاں تک کہ اللہ اپنا پردہ اس پر رکھے گا تو فرمائے گا کہ کیا تو نے ایسا ایسا عمل کیا تھا؟ تو بندہ کہے گا ہاں اور اللہ فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا عمل کیا تھا تو بندہ کہے گا ہاں یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا پھر اللہ فرمائے گا

الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہ میں نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور میں آج بھی ان کو بخشتا ہوں۔
کہا آدم نے یعنی قتادہ کی تحدیث صفوان سے ثابت ہے جو پہلے طریق میں عن کے ساتھ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد یہ کہ بندے کو اپنی رحمت سے قریب کرے گا اور مراد کنف سے پردہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی رحمت تامہ اس کو گھیر لے گی۔ (فتح)

فائدہ: نہیں ہے باب کی حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا پیغمبروں سے مگر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور باقی باب کی سب حدیثوں میں کلام کرنا اللہ کا ہے پیغمبروں کے سوائے اور لوگوں سے اور جب ثابت ہوا کہ اللہ پیغمبروں کے سوا اور لوگوں سے کلام کرے گا پس واقع ہونا اس کا ساتھ پیغمبروں کے بطریق اولیٰ ہوگا اور پہلے گزر چکی ہے پہلی حدیث میں وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے اور بہرحال حدیث ثانی پس خاص ہے ساتھ رکن ثانی کے ترجمہ سے اور وہ قول اس کا ہے وغیرھم اور بہرحال جو حدیثیں کہ باقی ہیں سو وہ شامل ہیں پیغمبروں کو اور جو ان کے سوائے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾ — اور کلام کیا اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا

فائدہ: کہا اماموں نے کہ یہ آیت قوی تر ہے اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے معتزلوں کے رد میں کہا نحاس نے اجماع ہے نحویوں کا اس پر کہ جب تاکید کیا جائے فعل ساتھ مصدر کے سو نہیں ہوتا ہے مجاز سو جب کہا تکلیما تو واجب ہے کہ ہو کلام حقیقی جو سمجھی جاتی ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ وہ کلام ہے حقیقت پر لیکن محل خلاف کا یہ ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو حقیقۃً اللہ سے سنا تھا یا درخت سے سو تاکید نے اٹھایا ہے مجاز کو ہونے اس کے سے غیر کلام یعنی تاکید سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ وہ کلام ہے اور بہرحال جس کے ساتھ کلام کیا سو اس سے آیت ساکت ہے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضروری ہے رعایت اس کی جس سے کلام کیا گیا سو تاکید واسطے اٹھانے مجرد کے ہے نسبت سے اس واسطے کہ نسبت کیا گیا ہے اس میں کلام کو اللہ کی طرف سو وہ ہے کلام کرنے والا حقیقۃً اور تاکید کرتا ہے اس کی قول اس کا سورۂ اعراف میں ﴿إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي﴾ اور اجماع ہے سلف خلف کا اہل سنت وغیرھم سے اس پر کہ کلم اس جگہ کلام ہے اور بعض اہل تفسیر سے منقول ہے کہ وہ کلم سے ہے ساتھ معنی جرح کے اور یہ مردود ہے ساتھ اجماع کے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے اہل کلام نے بیچ سننے کلام اللہ کے سو کہا اشعری نے کہ کلام اللہ کا قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے سنا جاتا ہے وقت تلاوت کرنے ہر تلاوت کرنے والے کے اور قراءت ہر قاری کے اور کہا باقلانی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تلاوت سنی جاتی ہے نہ وہ چیز تلاوت کی جاتی ہے اور اول توحید میں گزر چکا ہے کہ سلم بن احوز نے جہم بن صفوان کو قتل کیا اس واسطے کہ اس نے

انکار کیا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام نہیں کیا۔ (فتح)

٦٩٦١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسٰى فَقَالَ مُوسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَامِهِ ثُمَّ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى.

۶۹۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام نے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے آدم! تو وہی ہے کہ تو نے اپنی اولاد کو بہشت سے نکالا؟ کہا آدم علیہ السلام نے تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا کیوں تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اور الزام دیتا ہے اس کام پر جو میری تقدیر میں لکھا گیا تھا میرے پیدا ہونے سے پہلے تو غالب ہوئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر اور لا جواب ہوئے موسیٰ علیہ السلام۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ تجھ کو اللہ نے اپنی کلام اور رسالت سے برگزیدہ کیا۔

٦٩٦٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ الْمَلَائِكَةَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ أَصَابَ.

۶۹۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع کیے جائیں گے مسلمان قیامت کے دن سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو خوب بات ہو سو وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم آدم ہو سب خلقت کے باپ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کروایا اور تم کو ہر چیز کا نام سکھلایا سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس مکان کی تکلیف سے راحت دے تو آدم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنی اس خطا کو جو اس سے ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کے ایک طریق میں آیا ہے کہ تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس کہ اللہ نے اس سے بلا واسطہ کلام کیا اور یہ لفظ توحید اور تفسیر میں گزر چکا ہے اور یہی موافق ہے واسطے ترجمے کے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی

طرف موافق اپنی عادت کے۔ (فتح)

٦٩٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَآءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُّوْحٰى إِلَيْهِ وَهُوَ نَآئِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَآءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوْهُ حَتّٰى احْتَمَلُوْهُ فَوَضَعُوْهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيْلُ فَشَقَّ جِبْرِيْلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهٖ إِلٰى لَبَّتِهٖ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهٖ وَجَوْفِهٖ فَغَسَلَهُ مِنْ مَّآءِ زَمْزَمَ بِيَدِهٖ حَتّٰى أَنْقٰى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهِ تَوْرٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيْمَانًا وَحِكْمَةً فَحَشَا بِهٖ صَدْرَهُ وَلَغَادِيْدَهُ يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهٖ ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَآءِ مَنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَمَرْحَبًا بِهٖ وَأَهْلًا

۶۹۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی کعبے کی مسجد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین شخص آئے پہلے اس سے کہ آپ کو وحی ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کی مسجد میں لیٹے تھے تو ان میں سے اول نے کہا کہ وہ ان میں سے کون ہے سو کہا کہ جو ان کے درمیان ہے اور وہ ان میں بہتر ہے تو پچھلے نے کہا کہ ان میں سے بہتر کو لو سو تھا قصہ جو واقع ہوا اس رات میں وہ چیز جو ذکر کی گئی اس جگہ سو نہ دیکھا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد یعنی ایک رات یا زیادہ کوئی سال یہاں تک کہ وہ اور رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے خواب میں آپ کی آنکھیں سوئی تھیں اور دل جاگتا تھا اور اسی طرح ہے حال سب پیغمبروں کا کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کا دل جاگتا ہے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ آپ کو اٹھایا سو انہوں نے آپ کو زمزم کے کنویں کے پاس رکھا سو ان میں جبریل علیہ السلام آپ کا متولی ہوا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ چیرا ناف کے نیچے سے سر سینے تک یہاں تک کہ آپ کے سینے اور پیٹ کو خالی کیا پھر اس کو زمزم کے پانی سے اپنے ہاتھ کے ساتھ دھویا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ کو پاک صاف کیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک لگن تھا ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا سو بھرا اس سے جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کو اور آپ کے حلق کی رگوں کو پھر اس کو سیا پھر جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے آسمان کی طرف لے کر چڑھا سو آسمان کے ایک دروازے کو دستک دی تو آسمان والوں نے پکارا کہ کون ہے؟ کہا کہ میں جبریل ہوں

فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَآءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَآءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا آدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِيْ نِعْمَ الْاِبْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضٰى بِهِ فِي السَّمَآءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ قَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُوْلٰى مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَقَالُوْا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ سَمَآءٍ

پھر انہوں نے کہا کہ تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں کہا اور پیغمبر کر کے بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا خوشا بحال اور خوب ہے آیا اور اہل میں آیا خوش وقت ہوتے تھے ساتھ آپ کے آسمان والے نہیں جانتے آسمان والے جو ارادہ کرتا ہے اللہ زمین میں یہاں تک کہ ان کو معلوم کروائے یعنی جبریل علیہ السلام یا کسی اور کے واسطے سے سو حضرت ﷺ نے پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام کو پایا تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ تیرا باپ ہے سو اس کو سلام کر حضرت ﷺ نے اس کو سلام کیا آدم علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو سلام کا جواب دیا اور کہا کہ میرا بیٹا خوب ہے آیا اور اہل میں آیا سو تو اچھا بیٹا ہے سو اچانک حضرت ﷺ نے آسمان میں دو نہریں جاری دیکھیں تو پوچھا کہ اے جبریل! یہ دونوں کون سی نہریں ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ نیل اور فرات ہے ان کی اصل ہے پھر لے گزرا حضرت ﷺ کو آسمان میں سو اچانک حضرت ﷺ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر ایک محل تھا موتی اور زبرجد کا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مارا یعنی نہر میں سو اچانک دیکھا کہ اس کی مٹی مشک اذخر ہے سو پوچھا کہ کیا ہے یہ اے جبریل! کہا کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تیرے واسطے چھپا رکھا ہے پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو دوسرے آسمان کی طرف لے چڑھے تو اس سے فرشتوں نے کہا جیسا پہلے آسمان والوں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں کہا اور تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ کہا اور پیغمبر کیا گیا ہے جبریل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا خوب ہی آیا اور اہل میں آیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور کہا

فِيهَا أَنْبِيَآءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُوْنَ فِي الرَّابِعَةِ وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ وَمُوْسٰى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللّٰهِ فَقَالَ مُوْسٰى رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ حَتّٰى جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحَى اللّٰهُ فِيمَا أَوْحٰى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلٰى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ مُوْسٰى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذٰلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوْسٰى إِلٰى رَبِّهِ حَتّٰى صَارَتْ إِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوْسٰى عِنْدَ الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ

انہوں نے اس سے جیسا پہلے اور دوسرے آسمان والوں نے کہا پھر وہ حضرت ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے کر چڑھے سو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو پانچویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو چھٹے آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اس سے اسی طرح کہا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو ساتویں آسمان کی طرف لے کر چڑھے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر آسمان میں پیغمبر تھے حضرت ﷺ نے ان کا نام لیا تو میں نے یاد رکھا ان میں سے ادریس علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں اور ہارون علیہ السلام کو چوتھے میں اور پانچویں میں مجھ کو اس کا نام یاد نہیں رہا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ساتویں میں بہ سبب فضیلت کلام کرنے اللہ کے ان سے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے بلند رتبہ ہوگا پھر جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اس سے اوپر لے کر چڑھے جو اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں یہاں تک کہ سدرہ یعنی پرے سرے کی بیری کا درخت آیا اور قریب ہوا اللہ رب العزت اور لٹک آیا سو رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا اس چیز میں کہ آپ کو وحی ہوئی پچاس نمازوں کی تیری امت پر ہر دن میں پھر حضرت ﷺ اترے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو کہا اے محمد! تیرے رب نے تجھ کو کیا حکم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حکم کیا مجھ کو پچاس نمازوں کا ہر دن اور رات میں کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ تیری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا یعنی

بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ قَوْمِیْ عَلٰی أَدْنٰی مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا فَتَرَكُوْهُ فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوْبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرِيْلَ لِيُشِيْرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِيْ ضُعَفَآءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ قَالَ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُوْنَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ فَرَجَعَ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا قَالَ مُوْسٰى قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُّ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوْسٰى قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللّٰهِ قَالَ وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ.

تیری امت سے ہر روز پچاس نمازیں نہ ہوسکیں گی سو پلٹ جا چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے اور ان سے تخفیف کرے تو حضرت ﷺ نے مڑ کر جبریل علیہ السلام کو دیکھا جیسے اس سے مشورہ لیتے تھے بیچ اس کے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو مشورہ دیا کہ ہاں اگر تو چاہتا ہے تو جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر چڑھے کہا اور وہ اس کا مکان ہے اے میرے رب! ہم سے تخفیف کر کہ میری امت سے یہ نہیں ہو سکے گا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کے اوپر سے دس وقت کی نماز اتار ڈالی پھر حضرت ﷺ موسیٰ علیہ السلام سے پاس پھر آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روکا سو ہمیشہ رہے موسیٰ علیہ السلام حضرت ﷺ کو پھیرتے اپنے رب کی طرف یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہوئیں پھر روکا حضرت ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام نے پانچ کے وقت سو کہا اے محمد! البتہ میں نے گفتگو کی اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کم تر چیز پر سو عاجز ہوئے اور اس کو چھوڑ دیا سو تیری امت ضعیف تر ہے جسم میں اور بدن میں اور دل میں اور آنکھوں میں اور کانوں میں یعنی بنی اسرائیل سے سو پلٹ جا سو چاہیے کہ تیرا رب تجھ سے تخفیف کرے ہر بار حضرت ﷺ جبریل علیہ السلام کی طرف مڑ کر دیکھتے تھے تا کہ حضرت ﷺ کو مشورہ دیں اور نہ مکروہ جانتے تھے اس کو جبریل علیہ السلام تو جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو پانچویں بار اٹھایا سو کہا اے میرے! میری امت کے جسم اور بدن اور دل اور کان ضعیف ہیں سو ہم سے تخفیف کر تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! کہا کہ حاضر ہوں تیری خدمت میں فرمایا کہ میری بات نہیں بدلتی جیسے فرض کی میں نے تجھ پر ام الکتاب میں سو ہر نیکی دس گنا ہے سو وہ پچاس ہیں ام الکتاب میں اور وہ پانچ

نمازیں ہیں تجھ پر سو حضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرے سو کہا کہ تو نے کس طرح کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پر آسانی کی ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں کہا موسیٰ علیہ السلام نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے کہا سنا بنی اسرائیل کو اس سے کم تر چیز پر سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پلٹ جا اپنے رب کے پاس سو چاہیے کہ تجھ سے تخفیف کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! قسم ہے اللہ کی میں اپنے رب سے شرما گیا اس کی طرف پھر پھر جانے سے کہا جبریل علیہ السلام نے سو اتر ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے سو حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تین شخص حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ایک جبریل علیہ السلام تھے اور ایک میکائیل علیہ السلام اور ایک اور فرشتہ تھا اور یہ جو کہا کہ وحی ہونے سے پہلے تو انکار کیا ہے اس سے علماء نے اور کہا کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی سو کس طرح ہوگی وحی ہونے سے پہلے اور اس کا جواب آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور جس وقت حضرت ﷺ کے پاس فرشتے آئے اس وقت حضرت ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوئے تھے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اور رات کو آئے تو یہ محمول ہے اس پر کہ فرشتوں کا دوسری بار آنا تھا بعد وحی آنے اور پیغمبر ہونے آپ کے اور اسی وقت واقع ہوئی اسراء اور معراج اور جب دونوں بار آنے کے درمیان کئی سال کا فرق ہے تو ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال اور حاصل ہوگی تطبیق کہ معراج بیداری میں تھی پیغمبر ہونے سے بعد اور یہ جو آسمان والوں نے کہا کہ کیا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا اور جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں تو یہ قوی تر دلیل ہے کہ معراج پیغمبر ہونے سے بعد ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر جبریل علیہ السلام مجھ کو آسمان پر لے کر چڑھا سو اگر یہ معراج کئی بار ہوئی ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر ایک ہی بار ہوئی ہے تو سیاق میں حذف ہے یعنی پھر حضرت ﷺ کو براق پر سوار کر کے بیت المقدس میں لے گیا پھر وہاں سے آسمان پر اور یہی توجیہ ہے ہر بات کی جو اس روایت میں محذوف ہے اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے اور یہ جو کہا کہ اللہ کی کلام کرنے کی فضیلت کے سبب سے تو یہی ہے مراد ترجمہ سے اور مطابق واسطے قول اللہ کے کہ میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا لوگوں پر اپنی رسالت اور کلام سے اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اس قول سے سمجھا کہ اس سے کوئی بلند تر رتبہ نہ ہوگا سو جب اللہ نے حضرت ﷺ کو فضیلت دی ساتھ عطا کرنے مقام محمود وغیرہ کے تو حضرت ﷺ کا رتبہ موسیٰ علیہ السلام سے بلند ہوا کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جو لٹک آنے کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے تو یہ مخالف ہے واسطے عام سلف

اور علماء اور اہل تفسیر کے جو ان سے متقدم ہیں اور جو ان سے متاخر ہیں اور اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ سے قریب ہوئے اور تدلی کے معنی ہیں کہ پس قریب ہوئے حضرت ﷺ اس سے اور بعض نے کہا کہ وہ مقدم مؤخر ہے یعنی لٹک آیا پس قریب ہوا اس واسطے کہ تدلی بہ سبب قریب ہونے کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ لٹک آیا آپ کے واسطے جبریل علیہ السلام بعد بلند ہونے کے یہاں تک کہ اس کو اترتے دیکھا جیسا اس کو چڑھتے دیکھا اور یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اللہ نے اس کو قدرت دی اس کی کہ ہوا میں لٹک پڑے بغیر اعتماد کرنے کے کسی چیز پر اور بغیر پکڑنے کے کسی چیز کو تیسرا قول یہ کہ قریب ہوا جبریل علیہ السلام پس لٹک آئے محمد ﷺ واسطے سجدہ کرنے اپنے رب کے بطورِ شکر کے اس چیز پر جو اللہ نے آپ کو عطا کی اور یہ جو کہا کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کو رب کی طرف لے کر چڑھا اور وہ مکان ہے اس کا تو مراد اس سے مکان حضرت ﷺ کا ہے اپنے پہلے مقام میں جس میں اترنے سے پہلے کھڑے ہوئے تھے اور قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ قریب ہوا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا حکم اور امر قریب ہوا اور اصل تدلی کے معنی ہیں اترنا طرف کسی چیز کے تاکہ اس سے قریب ہو اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اتر آیا رفرف واسطے حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ حضرت ﷺ اس پر بیٹھے پھر حضرت ﷺ اپنے رب سے قریب ہوئے اور پہلے گزر چکی ہے سورۂ نجم کی تفسیر میں وہ چیز جو وارد ہوئی ہے اس میں کہ مراد ساتھ قول اس کے سے رآہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر تھے اور وارد ہوتا ہے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾ اور منقول ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ ضمیر عبدہ میں جبریل علیہ السلام کے واسطے ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کو حکم بھیجا اور فرا سے ہے کہ تقدیر یہ ہے کہ وحی کی جبریل علیہ السلام نے اللہ کے بندے کی طرف کہ محمد ﷺ ہے جو وحی کی یعنی حکم پہنچایا حضرت ﷺ کو جو حکم پہنچایا اور دور کیا ہے علماء نے اس اشکال کو سو کہا عیاض نے شفا میں کہ نسبت قرب کی طرف اللہ کے یا اللہ سے نہیں مراد ہے اس سے قریب ہونا مکان کا اور نہ قریب ہونا زمانے کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہو بہ نسبت حضرت ﷺ کے ہے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت ﷺ کے اور بہ نسبت اللہ کے تانیس ہے اپنے پیغمبروں کے واسطے اور اکرام ہے اس کے واسطے اور یہی مراد ہے نزول اور قریب ہونے سے جو حدیثوں میں آیا ہے اور بعض نے کہا کہ دُنُوّ مجاز ہے قرب معنوی سے واسطے ظاہر کرنے بلندی رتبے حضرت ﷺ کے نزدیک رب اپنے کے اور مراد تدلی سے طلب کرنا زیادہ قرب کا ہے اور قاب قوسین بہ نسبت رب کے مراد ہے لطف محل اور واضح کرنے معرفت کے سے اور بہ نسبت حضرت ﷺ کے آپ کے سوال کا قبول کرنا ہے اور درجے کا بلند کرنا اور یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو یہ قوی کرتا ہے اس کو جو میں نے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ پچاس نمازوں کا حکم بطورِ وجوب کے نہ تھا اور یہ جو کہا کہ اس سے کم تر چیز پر تو ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض ہوئی تھیں تو انہوں

نے ان کو قائم نہ کیا اور یہ جو کہا کہ جسم میں تو جسم عام تر ہے بدن سے اس واسطے کہ بدن سوائے سر اور ہاتھ پاؤں کے ہے اور یہ جو اس روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ﷺ سے کہا کہ پھر جا بعد فرمانے اللہ کے حضرت ﷺ سے کہ میری بات نہیں بلدتی تو یہ لفظ ثابت نہیں واسطے مخالف ہونے اس کے اور روایتوں کو اور نہیں جائز تھا واسطے موسیٰ علیہ السلام کے کہ حضرت ﷺ کو حکم کریں ساتھ پھر جانے کے اس کے بعد کہ اللہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری بات نہیں بدلتی اور تمسک کیا ہے اس قول سے جو نسخ کا منکر ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ نسخ بیان کرنا انتہا حکم کا ہے سو نہیں لازم آتا ہے اس سے بدلنا قول کا اور یہ جو اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے تو کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ سوئے ہوں حضرت ﷺ اس کے بعد کہ آسمان سے اترے اس واسطے کہ معراج تمام رات نہیں ہوتی رہتی تھی بلکہ رات کے کچھ حصے میں ہوئی تھی پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ مسجد حرام تھی اور احتمال ہے کہ استیقظ کے معنی یہ ہوں کہ ہوش میں آئے اس چیز سے کہ اس میں تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ آسمانوں کے حالات اور فرشتوں کے مشاہدے سے محمور تھے اور اس میں مستغرق تھے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ حضرت ﷺ نے اللہ کی بڑی نشانیاں دیکھیں سو نہ پھرے حضرت ﷺ اپنی بشریت کے حال کی طرف مگر اور حالانکہ کعبے کی مسجد میں تھے اور یہ جو حدیث کے اول میں ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا تو مراد حضرت ﷺ کی اول قصے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے سونے کے شروع میں تھے سو فرشتہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے آپ کو جگایا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے اور جاگنے کے درمیان تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ آیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آپ کا سونا پکا نہیں تھا نیم خواب تھے اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ یہ سب قصہ ایک ہے لیکن اگر تعدد پر حمل کیا جائے کہ معراج ایک بار خواب میں ہوئی اور ایک بار بیداری میں تو اس تاویل کی حاجت نہیں رہتی اور دفع ہوتا ہے سب اشکال اور بعض نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے موسیٰ علیہ السلام ساتھ اس کے سوائے اور پیغمبروں کے جن سے معراج میں ملاقات ہوئی تو یہ اس واسطے ہے کہ اترنے کے وقت پہلے انہیں سے حضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی تھی اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت زیادہ ہے اور امتوں سے اور یا اس واسطے کہ اس کی کتاب بڑی ہے سب کتابوں سے جو قرآن سے پہلے اتریں تشریع اور احکام میں اور یا اس واسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت تکلیف دی گئی تھی نمازوں سے جو ان پر دشوار ہوئیں تو موسیٰ علیہ السلام اس سے ڈرے کہ محمد ﷺ کی امت پر بھی دشوار نہ ہوں۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

کلام کرنا اللہ تعالیٰ کا بہشتیوں سے یعنی بعد داخل ہونے ان کے بہشت میں

٦٩٦٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي

۶۹۶۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَٰلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ فرمائے گا بہشتیوں سے اے بہشتیو! تو وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں خدمت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے پھر اللہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں اے رب! اور تو نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے کہ کسی کو نہیں دیا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا ہم تم کو اس سے بھی کوئی چیز عمدہ دیں؟ تو وہ کہیں گے کہ اے رب! بہشت سے زیادہ کون سی عمدہ چیز ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں نے اتاری تم پر رضا مندی اپنی سو اس کے بعد اب میں کبھی تم پر غصہ نہ کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا مندی بہشت کی سب نعمتوں سے عمدہ ہے جو بہشت کے بعد ملے گی اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ رضا مندی اللہ کی افضل ہے اس کی ملاقات سے اور جواب یہ ہے کہ مراد حاصل ہونا سب اقسام رضا مندی کا ہے اور اللہ کی ملاقات بھی منجملہ اس کے ہے سو نہیں ہے کوئی اشکال اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نسبت کرنا جگہ کا اس کے رہنے والے کی طرف اگرچہ دراصل وہ جگہ اس کی نہ ہو اس واسطے کہ بہشت اللہ کی ملک ہے اور اس کو بہشتیوں کی طرف منسوب کیا اپنے قول سے یا اہل الجنۃ اور حکمت بیچ ذکر کرنے دوام رضا کے بعد قرار پکڑنے کے یہ ہے کہ اگر خبر دیتا ساتھ اس کے پہلے استقرار سے تو یہ علم الیقین کے باب سے ہوتا سو خبر دی بعد استقرار کے تاکہ ہو عین الیقین کے باب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں لائق ہے کہ خطاب کیا جائے کوئی ساتھ کسی چیز کے یہاں تک کہ ہو نزدیک اس کے جو استدلال کرے ساتھ اس کے اوپر اس کے اگرچہ بعض پر ہو اور اسی طرح لائق ہے واسطے مرد کے یہ کہ نہ لے امروں سے مگر جس قدر اٹھا سکے اور اس میں ادب ہے سوال میں واسطے قول بہشتیوں کے کہ بہشت سے کون سی چیز عمدہ ہے اس واسطے کہ ان کو معلوم نہ تھا کہ کوئی چیز افضل ہے اس چیز سے جس میں وہ ہیں سو انہوں نے استفہام کیا اس چیز سے کہ ان کو معلوم نہ تھی اور اس حدیث میں ہے کہ سب خیر اور افضل اور رشک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی رضا مندی میں ہے اور جو چیز کہ اس کے

سوائے ہے اگرچہ اس کی قسمیں مختلف ہیں سو وہ اس کے اثر سے ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ ہر بہشتی اپنے حال کے ساتھ راضی ہوگا اگرچہ ان کے درجے مختلف ہوں گے اس واسطے کہ سب بہشتیوں نے ایک لفظ سے جواب دیا اور وہ قول ان کا ہے کہ تو نے ہم کو وہ چیز دی ہے کہ کسی کو نہیں دی۔ (فتح)

٦٩٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيْرُهُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٦٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حدیث بیان کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک گنوار مرد تھا کہ ایک بہشتی مرد نے اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگی سو اللہ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو حاصل نہیں جو تیرا جی چاہتا ہے اس نے کہا کہ کیوں نہیں سب کچھ موجود ہے لیکن مجھ کو کھیتی کرنا بہت اچھا لگتا ہے پھر اس نے جلدی کی اور بیج بویا سو اس کے اگنے اور زور پکڑنے اور کٹنے اور پہاڑوں کے برابر ڈھیر لگ جاتے تھے پلک مارنے سے بھی جلدی یعنی ابھی پلک بھی نہ جھپکی تھی کہ یہ سب کام ہو گئے پھر اللہ فرمائے گا اس کو اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس گنوار نے کہا یا حضرت! نہ پائیں گے آپ اس کو مگر قریشی یعنی یہ مرد تو قریشی ہوگا یا انصاری اس واسطے کہ وہی ہیں کھیتی والے اور ہم تو کھیتی کرنے والے نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اے آدمی! تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہ بھر سکے گی تو اس پر اشکال وارد ہوتا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ لَكَ أَنْ لَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى﴾ اور جواب یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کی نفی نہیں واجب کرتی بھوک کو اس واسطے کہ ان کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ کفایت ہے اور بہشتیوں کا کھانا چین اور طلب لذت کے لیے ہے نہ بھوک سے اور اختلاف ہے اس میں کہ بہشت میں پیٹ بھرے گا یا نہیں اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں پیٹ نہیں بھرے گا اس واسطے کہ اگر اس میں پیٹ بھر جائے تو ہمیشہ لذت دار چیزوں کا کھانا منع ہو اور اس کے بعد کوئی چیز نہ کھا سکیں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْأَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ

ذکر کرنا اللہ کا ساتھ امر کے اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا

بِالدُّعَآءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْإِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾

کے اور تضرع کے اور رسالت اور بلاغ کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو۔

فائدہ: کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ بیان کیا ساتھ اس آیت کے ذکر کرنا بندے کا اللہ کو اور ہے اور ذکر کرنا اللہ کا بندے کو اور ہے اس واسطے کہ بندے کا ذکر دعا کرنا اور گڑگڑانا اور تعریف کرنا ہے اور اللہ کا ذکر قبول کرنا ہے بندے کی دعا کو پھر ذکر کی یہ حدیث کہ جس کو مشغول کر رکھا میرے ذکر نے میرے سوال سے تو میں دوں گا اس کو افضل اس چیز سے کہ سوال کرنے والوں کو دوں گا کہا ابن بطال نے کہ معنی باب ذکر اللہ بالامر کے ہیں ذکر کرنا اللہ کا اپنے بندوں کو ساتھ اس طرح کے کہ حکم کیا ان کو اپنی طاعت کا اور ذکر کرنا بندوں کا اپنے رب کو یہ ہے کہ اس سے دعا کریں اور اس کی طرف گڑگڑائیں اور اس کے پیغام کو خلقت کی طرف پہنچائیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ اس کی فرمانبرداری میں ہو تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے اور اگر اللہ کو یاد کرے اور گناہ پر ہو تو اللہ اس کو لعنت سے یاد کرتا ہے کہا اور معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو طاعت سے یاد کروں گا میں تم کو مدد سے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ بندگی کے میں یاد کروں گا تم کو ساتھ مغفرت کے یا معنی یہ ہیں کہ یاد کرو مجھ کو ساتھ توحید کے یاد کروں گا میں تم کو ساتھ ثواب کے یا مجھ سے دعا مانگو میں اس کو قبول کروں گا اور بہر حال قول اس کا اور ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا کے الخ تو یہ سب واضح ہے پیغمبروں کے حق میں اور شریک ہیں ان کو دعا اور عاجزی کرنے میں باقی بندے اور افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو پھر وہ افضل ہے جو دل سے ہو پھر جو زبان سے ہو۔ (فتح)

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِىْ وَتَذْكِيْرِىْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَىَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ غُمَّةٌ هَمٌّ وَضِيْقٌ.

اور پڑھ ان پر حال نوح علیہ السلام کا جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم! اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور سمجھانا اللہ کی باتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا سو تم مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر کرو میری طرف اور مجھ کو فرصت نہ دو اللہ کے قول مسلمین تک اور غمہ کے معنی ہیں غم اور تنگی۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف کہ اللہ نے ذکر کیا ہے نوح علیہ السلام کو ساتھ

اس چیز کے کہ پہنچائی اس نے اس کے امر سے اور ذکر کیا اپنے رب کی آیتوں کو اور اسی طرح فرض کیا ہے ہر پیغمبر پر پہنچانا اس کی کتاب اور شریعت کا اور کہا کرمانی نے کہ جب نوح علیہ السلام نے اللہ کی آیتیں اپنی امت کو پہنچائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کو اپنی امت کی طرف پہنچانے کا حکم ہے اور غمہ کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر نہ ہو یعنی پھر تم کو کچھ شبہ نہ رہے۔ (فتح)

قَالَ مُجَاهِدٌ اقْضُوْا إِلَيَّ مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ يُقَالُ افْرُقْ اقْضِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ثُمَّ اقْضُوْا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾ یعنی پھر پہنچاؤ مجھ کو جو تمہارے دل میں ہے۔

فائدہ: اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں پھر کرو جو تمہارے واسطے ظاہر ہو اور بعض نے کہا کہ کرو جو چاہو قتل وغیرہ سے اور کہا جاتا ہے کہ افرق کے معنی ہیں اقض یعنی ظاہر کر امر کو اور جدا کر اس کو ساتھ اس طرح کے کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ إِنْسَانٌ يَأْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ آمِنٌ حَتّٰى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَآءَهُ.

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے کہ اگر کوئی آدمی حضرت ﷺ کے پاس آئے پھر حضرت ﷺ کا کلام سنے اور جو آپ پر اتارا گیا تو وہ پناہ میں ہے جب تک کہ آتا رہے اور اللہ کا کلام سنتا رہے اور یہاں تک کہ اپنے امن کی جگہ میں پہنچے جس جگہ آیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ذکر کرنا اس آیت کا اس سبب سے ہے کہ اللہ نے حکم کیا اپنے پیغمبر کو ساتھ پناہ دینے اس شخص کے جو ذکر کو سنے جب تک کہ اس کو سنتا رہے پھر اگر ایمان لائے تو بہتر ہوا نہیں تو اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیا جائے یہاں تک کہ اللہ اس کے حق میں حکم کرے جو چاہے۔ (فتح)

اَلنَّبَأُ الْعَظِيْمُ الْقُرْآنُ

اور مراد نبا عظیم سے جو سورۂ عم میں واقع ہوا ہے قرآن ہے یعنی جب پوچھیں تو ان کو قرآن پہنچا دے

﴿صَوَابًا﴾ حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهٖ

اور صواب کے معنی حق ہیں یعنی کہا حق دنیا میں اور عمل کیا اس کے ساتھ

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ یعنی دنیا میں حق کہا اور اس کے ساتھ عمل کیا سو وہی ہے جس کو اجازت ہوگی کلام کرنے کی آگے اللہ کے ساتھ شفاعت کے جس

کے واسطے شفاعت کا حکم ہوگا اور وجہ مناسبت اس کی یہ ہے کہ تفسیر کرنا صوابا کی ساتھ قول حق اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے دنیا میں مثلا ہے اللہ کے ذکر کو زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں اکٹھے پس مناسب ہوگا اس کے اس قول کو ذکر کرنا بندوں کا ساتھ دعا اور تضرع کے اور اس باب میں کوئی حدیث مرفوع نہیں بیان کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ بیاض چھوڑا ہوگا ناسخ نے اس کو مٹا دیا اور لائق ساتھ اس باب کے حدیث قدسی ہے کہ جو مجھ کو اپنے جی میں یاد کرے میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور جو ذکر کرے مجھ کو جماعت میں آدمیوں سے ساتھ دعا اور عاجزی کے تو میں اس کو فرشتوں کی جماعت میں ذکر کرتا ہوں ساتھ رحمت اور مغفرت کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ أَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور ٹھہراتے ہو تم اللہ کا شریک یہ رب ہے سارے جہان کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ سب افعال اللہ کی طرف منسوب ہیں برابر ہے کہ مخلوق سے ہوں نیک ہوں یا بد پس سب افعال اللہ کی پیدائش ہیں اور بندوں کا کسب ہے اور نہیں منسوب کی جاتی ہے کوئی چیز خلق سے طرف غیر اللہ کی تا کہ ہو وہ شریک اور ثانی اور مساوی اس کے واسطے بیچ نسبت کرنے فعل کے اس کی طرف اور البتہ تنبیہ کی ہے اللہ نے بندوں کو اس پر ساتھ آیتوں مذکورہ وغیرہ کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ نفی شریک کے اور معبودوں کے جو اللہ کے سوائے پکارے جاتے ہیں پس یہ آیتیں بغل گیر ہیں رد کو اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بندہ اپنے کاموں کو آپ پیدا کرتا ہے اور ان میں سے بعض وہ آیتیں ہیں کہ ڈرایا ہے اس کے ساتھ ایمانداروں کو یا ثنا کی او پر ان کے اور بعض وہ ہیں کہ جھڑکا ساتھ اس کے کافروں کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ اس کے اور کہا کرمانی نے کہ ترجمہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مقصود ثابت کرنا نفی شریک کا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے لیکن نہیں ہے مقصود اس جگہ یہ بلکہ مراد بیان ہونا افعال بندوں کا ہے ساتھ پیدا کرنے اللہ کے یعنی بندوں کے افعال کا خالق اور پیدا کرنے والا اللہ ہے اس واسطے کہ اگر بندے اپنے افعال کے آپ خالق اور پیدا کرنے والے ہوتے تو پیدا کرنے میں اللہ کے شریک ہوتے اسی واسطے عطف کیا مذکور کو او پر اس کے اور بغل گیر ہے یہ رد کو جہمیہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کو بالکل کچھ قدرت نہیں اور معتزلہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ بندے کے کاموں میں اللہ کی قدرت کو کچھ دخل نہیں اور مذہب حق یہ ہے کہ نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ امر بین بین ہے اور اگر کہا جائے کہ نہیں خالی ہے یہ کہ فعل بندے کی قدرت سے ہے یا نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے درمیان نفی اور اثبات کے بنا بر شق اول کے ثابت ہوگا قدر جس کے معتزلہ قائل ہیں ورنہ ثابت ہوگا جبر اور وہ قول جہمیہ کا ہے تو جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ بلکہ بندے کے واسطے قدرت ہے کہ فرق کیا جاتا ہے اس کے ساتھ درمیان اترنے والے کے منارے سے اور گرنے والے کے اس سے لیکن

اس کی قدرت کے واسطے تاثیر نہیں ہے بلکہ اس کا یہ فعل اللہ کی قدرت سے واقع ہونے والا ہے سو تاثیر قدرت اس کی بیچ اس کے بعد قدرت بندے کے ہے اوپر اس کے اور اسی کا نام رکھا گیا ہے کسب اور بندے کی قدرت کی حاصل تعریف یہ ہے کہ وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر فعل اور ترک عادت میں اور واقع ہوتی ہے موافق ارادے کے اور البتہ طول کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس مسئلے کی تقریر میں اور مدد لی ہے اس نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں اور آثار کے جو وارد ہیں سلف سے بیچ اس کے اور غرض اس کی اس جگہ رد کرنا ہے اس شخص پر جو فرق کرتا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اسی واسطے اس کے بعد وہ باب لایا ہے جو اس کے ساتھ متعلق ہے مثل اس باب کی لاتحرک بہ لسانک اور باب واسروا قولکم او اجهروا بہ اور سوائے اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے ساتھ مسئلے لفظ کے اور سخت انکار کیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر جو کہتا ہے لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اور کہا بیہقی نے کہ مذہب سلف اور خلف کا اہل حدیث اور اہل سنت سے یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ صفت ہے اس کی ذات کی صفتوں سے اور بہرحال تلاوت سو اس میں ان کے دو قول ہیں بعض نے فرق کیا ہے درمیان تلاوت اور متلو کے اور بعض نے پسند کیا ہے اس کو کہ اس میں کلام اور بحث نہ کی جائے اور اصل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ رد کرے اس پر جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ بندوں کے اصوات یعنی بندوں کی آواز مخلوق نہیں سو ثابت کیا ہے آیتوں اور حدیثوں سے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اہل کلام کے اس میں پانچ قول ہیں اول معتزلوں کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہے دوسرا کلابیہ کا قول ہے کہ وہ قدیم ہے قائم ہے ساتھ ذات رب کے نہیں ہے حروف اور نہ اصوات اور موجود لوگوں کے درمیان جو ہے وہ اس کی مراد ہے نہ عین اس کا تیسرا قول سالمیہ کا ہے کہ وہ حروف اور اصوات ہیں قدیم الذات ہیں اور وہ عین ہے ان حروف کا جو مکتوب ہیں اور آوازوں کا جو مسموع ہیں چوتھا قول کرامیہ کا ہے کہ وہ محدث ہے نہ مخلوق پانچواں قول یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے غیر مخلوق اور اللہ ازل سے کلام کرنے والا ہے جب چاہے نص کی ہے اس پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے اصحاب دو فرقے ہیں بعض نے کہا کہ وہ لازم ہے اس کی ذات کو اور حروف اور اصوات آپس میں قرین ہیں نہ آگے پیچھے اور سناتا ہے کلام اپنا جس کو چاہتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کلام کرنے والا ہے جو چاہے جب چاہے اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا جب کہ اس سے کلام کیا اور اس سے پہلے اس کو نہیں پکارا تھا اور جس پر قول اشعریہ کا قرار پایا ہے یہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے غیر مخلوق لکھا ہے کاغذوں میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے ساتھ زبانوں کے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ قرآن کو دشمن کی زمین کی طرف نہ لے جاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن پا جائے تو مراد اس سے وہ قرآن ہے جو کاغذوں میں ہے نہ جو سینوں میں ہے اور اجماع ہے سلف کا کہ جو چیز کہ دو جلدوں کے درمیان ہے وہ قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مقروء ہوتا ہے اور وہ اس کی قدیمی صفت ہے اور کبھی بولا جاتا ہے اور مراد اس سے

قراءت ہوتی ہے اور وہ الفاظ ہیں جو دلالت کرنے والے ہیں اوپر اس کے اور اسی سبب سے واقع ہوا ہے اختلاف اور بہر حال یہ قول ان کا کہ اللہ پاک ہے حروف اور اصوات سے تو مراد ان کی کلام نفسی ہے جو قائم ہے ساتھ ذات مقدس کے سو وہ اس کی قدیمی صفتوں سے ہے اور چونکہ اس مسئلے میں بہت اختلاف اور سخت التباس ہے اسی واسطے منع کیا ہے سلف نے اس میں بحث کرنے سے اور کفایت کی انہوں نے ساتھ اس اعتقاد کے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں یعنی آدمی کو چاہیے کہ صرف اتنا اعتقاد رکھے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور اس سے زیادہ نہ بولے اور یہ سالم تر ہے سب اقوال سے واللہ المستعان۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں کما تقدم فی تفسیر سورۃ الفرقان کہ اس میں ہے اس کے قول کے بعد کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے اور حضرت ﷺ کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری کہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود نہیں پکارتے اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تفسیر جعل کی جو پہلی دونوں آیتوں میں مذکور ہے اور یہ کہ مراد دعا ہے ساتھ معنی پکارنے کے یا ساتھ معنی عبادت کے یا ساتھ معنی اعتقاد کے۔ (فتح)

﴿وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ﴾.

اور البتہ حکم ہوا ہے تجھ کو اے محمد! اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جائے گا اور البتہ تو ہو گا خسارہ پانے والوں سے بلکہ فقط اللہ ہی کو پوج اور ہو شکر گزاروں سے۔

فائدہ: اور غرض اس سے تشدید وعید کی ہے اس شخص پر جو اللہ کا شریک کرے اور یہ کہ شرک سے سب دینوں میں ڈرایا گیا ہے اور یہ کہ آدمی کے واسطے عمل ہے جس پر اس کو ثواب ملتا ہے جب کہ شرک سے بچے اور باطل ہو جاتا ہے ثواب اس کا جب کہ شرک کرے۔ (فتح)

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ﴾ وَ ﴿مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ﴾ فَذٰلِكَ إِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهُ وَمَا

اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان میں ساتھ اللہ کے مگر اور حالانکہ وہ مشرک ہے کہا عکرمہ نے کہ پوچھتا ہے ان سے کہ کس نے پیدا کیا ہے ان کو اور کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے سو یہ ایمان

ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا﴾.

ان کا اور حالانکہ اس کے غیر کو پوجتے ہیں اور جو ذکر کیا گیا ہے بیچ پیدا کرنے افعال بندوں کے اور ان کے کسب کے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے اور پیدا کیا ہے ہر چیز کو اور اندازہ کیا ہے اس کو اندازہ کرنا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی عموم قول اس کے کا ہے پیدا کیا ہر چیز کو اور کسب بھی چیز ہے سو وہ بھی اللہ کا مخلوق ہو گا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَا تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ ﴿لِيَسْأَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ﴾ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ عِنْدَنَا ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ الْقُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾ الْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰذَا الَّذِيْ أَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ.

اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں اترتے فرشتے مگر ساتھ حق کے یعنی ساتھ رسالت اور عذاب کے، یعنی تا کہ پوچھے سچوں کو یعنی پہنچانے والوں کو پیغمبروں سے یعنی اس سے کہ ان کی امتوں نے ان کو کیا جواب دیا، اور البتہ ہم قرآن کے نگاہ رکھنے والے ہیں یعنی اپنے نزدیک اور جو لایا ساتھ صدق کے یعنی قرآن کے اور سچا جانا اس کو یعنی ایماندار کہے گا قیامت کے دن یہ قرآن ہے جو تو نے مجھ کو دیا میں نے عمل کیا اس کے ساتھ جو اس میں ہے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد صدق سے اس آیت میں لا الہ الا اللہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد صدق لانے والے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مراد تصدیق کرنے والے سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور کہا طبری نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ مراد ساتھ صدق لانے والے کے ہر شخص ہے جو بلائے طرف توحید کی اور ایمان لانے کی ساتھ پیغمبر اس کے کی اور جو وہ لائے اور تصدیق کرنے والے سے مراد ایمان دار ہیں۔ (فتح)

٦٩٦٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ

٦٩٦٦ـ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا کہ بے شک یہ بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے تو ڈرے کہ تیرے ساتھ کھائے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے۔

تَخَافُ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اشارہ کرنے ہے اس طرف کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اور حالانکہ وارد ہو چکی ہے اس میں وعید شدید سو اس کا اعتقاد حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب میں ثابت کرنا سمع کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور میں کہتا ہوں کہ غرض اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس چیز کا ہے جو اس کا مذہب ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ حدیث مثال ہے اُتارنے آیت کے کی بعد آیت کے بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے زمین میں اور جس کا یہ مذہب ہے کہ کلام صفت ہے قائم ہے ساتھ ذات اس کی کے تو اس نے یہ جواب دیا ہے کہ اُتارنا بحسب واقعات کے لوح محفوظ سے ہے یا دنیا کے آسمان سے جیسا کہ وارد ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اترا سب قرآن ایک بار پہلے آسمان کی طرف سو رکھا گیا بیت العزت میں پھر اتارا گیا زمین کی طرف متفرق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔ (فتح)

٦٩٦٧۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَا كُنْتُمْ

٦٩٦٧۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس کعبے کے دو مرد ثقفی اور ایک مرد قریشی یا دو قریشی اور ایک ثقفی بہت موٹے پیٹ والے کم سمجھ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اللہ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ سنتا ہے اگر ہم پکار کے بات کریں اور نہیں سنتا اگر ہم چپکے سے بات کریں اور تیسرے نے کہا کہ اگر ہمارے پکار کے بات کرنے کے وقت سنتا ہے تو ہمارے چپکے سے بات کہنے کے وقت بھی سنتا ہے تو اللہ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہیں کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے آخر آیت تک۔

تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ﴾

ہر دن اللہ ایک حالت میں ہے یعنی ثواب دینے میں یا عذاب دینے یا جلانے میں یا مارنے میں

فائدہ: اس کا بیان تفسیر میں گزر چکا ہے۔

وَ﴿مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ وَاَنَّ حَدَثَهٗ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾.

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی ذکر ان کے رب کی طرف سے نیا اور اللہ نے فرمایا کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا امر پیدا کرے اور یہ کہ پیدا کرنا اس کا مخلوق کے پیدا کرنے کے مشابہ نہیں واسطے دلیل اس قول اللہ کے نہیں مانند اس کے کوئی چیز اور وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرق ہے درمیان وصف کرنے کلام اللہ کے ساتھ اس کے کہ وہ مخلوق ہے اور درمیان وصف کرنے اس کے ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور یہ قول بعض معتزلہ اور اہل ظاہر کا ہے اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ جو ذکر کہ موصوف ہے آیت میں ساتھ احداث کے نہیں ہے وہ نفس کلام اس کا واسطے قائم ہونے دلیل کے اوپر اس کے کہ محدث اور منشاء اور مخلوق اور مخترع سب الفاظ ہم معنی ہیں یعنی ان سب کے ایک معنی ہیں اور جب نہیں جائز ہے وصف کرنا کلام اس کے کا جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے ساتھ اس کے کہ وہ مخلوق ہے تو اسی طرح نہیں جائز ہوگا وصف کرنا اس کا ساتھ اس کے کہ وہ محدث ہے اور جب اس طرح ہوا تو مراد ساتھ ذکر کے آیت میں وہ رسول ہے یعنی کوئی نیا رسول ان کے پاس نہیں آیا اور احتمال ہے کہ مراد ذکر سے اس جگہ رسول کا وعظ ہو جو کافروں کو کرتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ مرجع احداث کا آیت میں اتیان کی طرف ہے یعنی آنے کی طرف نہ ذکر قدیم کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ پر قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کے اترا سو اس کا نزول وقت بوقت نیا ہوتا تھا جیسا کہ عالم جانتا ہے جو جاہل نہیں جانتا پھر جب جاہل اس کو جانتا ہے تو نیا پیدا ہوتا ہے نزدیک اس کے علم اور نہیں ہوتا ہے احداث اس کا وقت سیکھنے کے عین معلم کا میں کہتا ہوں اور احتمال اخیر قریب تر ہے طرف مراد بخاری رحمہ اللہ کی واسطے اس چیز کے کہ میں نے پہلے بیان کی کہ بنا ان ترجموں کے نزدیک اس کے اوپر ثابت کرنے اس بات کے ہے کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں اور مراد اس کی اس جگہ حدث بہ نسبت اتارنے قرآن کے ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر وغیرہ نے اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات سلبیہ ہیں اور وجودیہ اور اضافیہ پس سلبیہ تنزیہات ہیں اور وجودیہ قدیمہ ہیں اور اضافیہ خلق اور رزق ہیں اور وہ حادثہ ہیں اور نہیں لازم آتا ہے ان کے

حدوث سے تغیر اللہ کی ذات میں اور نہ اس کی صفات وجودیہ میں جیسا کہ تعلق علم اور قدرت کا ساتھ معلومات اور مقدرات کے حادث ہے اور اسی طرح تمام صفات فعلیہ اور جب مقرر ہو چکا تو اتارنا قرآن کا حادث ہے اور منزل یعنی قرآن قدیم ہے اور تعلق قدرت کا حادث ہے اور نفس قدرت کا قدیم ہے سو مذکور یعنی قرآن قدیم ہے اور ذکر حادث ہے اور جو ابن بطال نے کہا اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصود نہیں اور نہ وہ راضی ہے اس سے جو اس کی طرف منسوب کیا گیا اس واسطے کہ مخلوق اور محدث کے درمیان کچھ فرق نہیں نہ عقل کی رو سے نہ نقل کی رو سے نہ عرف کی رو سے اور نقل کیا ہے ہروی نے ابن راہویہ سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ﴾ کہا کہ قدیم ہے رب العزت کی طرف سے نیا اتارا گیا ہے طرف زمین کی سو یہ ہے پیشوا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیچ اس کے اور کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حرکات ان کی اور اصوات ان کی اور کسب ان کا اور لکھنا ان کا مخلوق ہے اور بہر حال قرآن جو پڑھا گیا ہے بیان کیا گیا ہے ثابت کیا گیا ہے کاغذوں میں جو لکھا گیا ہے اور یاد رکھا گیا ہے دلوں میں سو وہ اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں اور کہا ابن راہویہ نے بہر حال برتن یعنی سیاہی اور کاغذ اور مانند ان کی سو وہ مخلوق ہیں اور تو لکھتا ہے اللہ کو اور اللہ ہی ہے فی ذاتہ پیدا کرنے والا اور تیرا لکھنا تیرا فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس واسطے کہ ہر چیز اللہ کے سوائے اس کے پیدا کرنے سے ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَآءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَنْ لَّا تَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اپنے امر سے جو چاہتا ہے اور اس چیز سے کہ نئی پیدا کی یہ ہے کہ نہ کلام کرو نماز میں۔

فائدہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں سلام کیا کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم کرتے تھے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز میں تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

٦٩٦٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ أَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَؤُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ.

٦٩٦٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تم کیوں پوچھتے ہو اہل کتاب کو ان کی کتاب سے اور تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن کہ اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں تم اس کو پڑھتے ہو اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز مخلوط نہیں ہوئی۔

٦٩٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أَنْزَلَ اللهُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مِنْ كُتُبِ اللهِ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكُتُبَ قَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوْا بِذٰلِكَ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَّسْأَلَتِهِمْ فَلَا وَاللهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ.

٦٩٦٩ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے! کیوں پوچھتے ہو تم اہل کتاب سے کچھ چیز اور حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے پیغمبر پر اتاری اس کے نزول کا زمانہ قریب تر ہے سب کتابوں سے جو اللہ کی طرف سے اتریں اس حال میں کہ خالص ہے اس میں کوئی چیز نہیں ملی اور البتہ اللہ نے تم سے بیان کر دیا کہ اہل کتاب نے بدل ڈالا ہے اللہ کی کتابوں کو اور متغیر کر دیا سو انہوں نے اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہیں تا کہ لیں اس کے بدلے قیمت تھوڑی کیا نہیں منع کرتا تم کو جو آیا تم کو علم سے ان کے سوال سے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے کوئی مرد ان میں سے نہیں دیکھا جو تم سے پوچھتا ہو اس چیز سے جو تم پر اتاری گئی یعنی قرآن۔

فائدہ: یعنی نہ پوچھتے وہ تم سے کچھ چیز باوجود اس کے کہ وہ جانتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں تحریف نہیں پھر تم ان سے کیوں پوچھتے ہو اور حالانکہ تم نے جان لیا کہ ان کی کتاب تحریف کی گئی ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اللہ کتاب کو بدل ڈالا تو یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيْهِمْ﴾ اس روایت میں احدث الاخبار ہے اور یہی ہے موافق ترجمہ کے اور بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا اترنا اللہ کی طرف سے حادث ہے اگرچہ باعتبار ذات کے قدیم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار کرنے قرآن کے یعنی آخر آیت تک، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ آپ پر وحی اتاری گئی۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس کو باب کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے بہ سبب یاد کرنے قرآن کے پھر جب یہ آیت اتری تو سننے لگے پھر جب فرشتہ چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اس کو فرشتے سے سنتے یعنی اس میں سے کوئی چیز نہ بھولتے۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ نے

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَنَا مَعَ عَبْدِیْ حَیْثُمَا ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ.

فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک کہ مجھ کو یاد کرتا رہے اور میرے ذکر سے اس کی دونوں لبیں ہلتی رہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میں ساتھ اس کے ہوں ساتھ حفظ اور نگہبانی کے نہ یہ کہ اس کی ذات بندے کی ذات کے ساتھ ہے اور کہا کرمانی نے کہ مراد معیت رحمت کی ہے اور یہ جو کہا ھُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تو مراد اس سے معیت علم کی ہے پس یہ خاص تر ہے آیت کی معیت سے۔ (فتح)

۶۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُوْسَی بْنِ أَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِیْلِ شِدَّةً وَكَانَ یُحَرِّكُ شَفَتَیْهِ فَقَالَ لِیَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِیْدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَیْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ إِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ﴾ قَالَ جَمْعُهٗ فِیْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهٗ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهٗ﴾ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَیْنَا أَنْ تَقْرَأَهٗ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِیْلُ قَرَأَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهٗ.

۶۹۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں نہ ہلا اپنی زبان کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے اتارنے سے تکلیف پاتے تھے یعنی آپ کو سخت محنت کرنی پڑتی تھی اپنی دونوں لب ہلاتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا (یہ سعید کا قول ہے) کہ میں اپنی دونوں لب تیرے واسطے ہلاتا ہوں جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہلاتے تھے تو سعید نے کہا کہ میں ان کو ہلاتا ہوں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کو ہلاتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا اپنی زبان کو ساتھ تکرار قرآن کے تاکہ تو اس کو جلدی یاد کر لیے بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا یعنی جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا یعنی پھر تو اس کو پڑھے پھر جب ہمارا فرشتہ اس کو پڑھنے لگے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی اس کو سن اور چپ رہ پھر ہمارا ذمہ ہے پڑھنا تیرا اس کو پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آپ پر قرآن لاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو کر سنا کرتے تھے پھر جب جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھتے جیسا جبریل علیہ السلام آپ کو پڑھاتے تھے یعنی اس میں سے کچھ نہ بھولنے۔

فائدہ: جس وقت جبریل علیہ السلام قرآن لاتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ساتھ

پڑھتے جاتے تا کہ خوب یاد ہو جائے اور اس کے بعد کوئی لفظ اس یں سے نہ بھولے تو جب تک پہلا لفظ پڑھتے رہتے اگلا لفظ سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے کی حاجت نہیں صرف سننا چاہیے پھر دل میں یاد رکھوانا پھر زبان سے پڑھوانا لوگوں کے پاس ہمارے ذمہ ہے اور یہ حدیث واضح تر دلیلوں سے ہے اس پر کہ بولا جاتا ہے قرآن اور مراد اس سے قراءت ہوتی ہے اس واسطے کہ مراد قرآن سے دونوں آیتوں میں قراءت ہے یعنی پڑھنا نہ نفس قرآن کا اور کہا ابن بطال نے کہ غرض اس کی اس باب میں یہ ہے کہ زبان اور لبوں کا ہلانا ساتھ قراءت قرآن کے ایک عمل ہے اس کے واسطے جس پر اس کو اجر ملتا ہے اور یہ جو کہا کہ جب ہم اس کو پڑھنے لگیں تو اس میں اضافت فعل کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کا فاعل وہ ہے جو حکم کرے اس کو اس کے فعل کا اس واسطے کہ اللہ کی کلام کو حضرت ﷺ پر پڑھنے والا جبریل علیہ السلام ہے تو اس میں بیان ہے ہر چیز کا کہ مشکل ہو ہر فعل سے جو منسوب ہو اللہ کی طرف کہ لائق ہے ساتھ اس کے فعل اس کا آنے اور اترنے سے اور مانند اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں حدیثوں سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قراءت قاری کی قدیم ہے سو بیان کیا کہ حرکت کرنا قاری کی زبان کا ساتھ قرآن کے قاری کے فعل سے ہے برخلاف مقرو کے کہ وہ کلام اللہ کا ہے قدیم جیسے کہ حرکت زبان اللہ کے ذکر کرنے والے کی عادت ہے اس کے فعل سے اور ذکر کیا گیا ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے قدیم ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ ان بابوں کے جو اس کے بعد آتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾.

باب ہے قول اللہ کا اور اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ جانتا ہے سینوں کے راز کیا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا اور ہی ہے باریک بین خبردار۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس آیت کے اس طرف کہ قول عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ قرآن کے یا غیر اس کے سو اگر ہو ساتھ قرآن کے تو قرآن کلام اللہ کا ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے سو نہیں ہے وہ مخلوق واسطے قائم ہونے دلیل قاطع کے ساتھ اس کے اور اگر اس کے غیر کے ساتھ ہو تو وہ مخلوق ہے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ اس کے اس قول کے بعد ﴿إِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کے اس باب کے ساتھ ثابت کرنا علم کا ہے اللہ کے واسطے اور یہ اس کی صفت ذاتی ہے واسطے برابر ہونے اس کے علم کے ساتھ چھپی بات کے اور ظاہر کے اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے شارع نے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ ترجمہ سے ثابت کرنا علم کا ہے اور حالانکہ نہیں ہے جس طرح کہ گمان کیا اس نے نہیں تو مقصود ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا جس پر ترجمہ شامل ہے اس واسطے کہ نہیں ہے مناسبت درمیان علم کے اور اس حدیث کے مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا اور سوائے اس کے کچھ نہیں مقصود بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ کرنا ہے طرف ایک نکتہ کی جو تھا سبب محنت اس کی کا ساتھ مسئلے

لفظ کے سوا اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ تلاوت خلق کی متصف ہے ساتھ ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ ہو مخلوق اور البتہ کہا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ بیاں کیں چند حدیثیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں سو بیان کیا حضرت ﷺ نے کہ خلقت کی آوازیں اور ان کی قراءت اور ان کا پڑھانا اور ان کی زبانیں جدا جدا ہیں بعض احسن اور زینت دار اور شیریں تر اور بلند تر اور صاف تر اور خوش آواز اور اعلیٰ اور اخفض اور اغض اور اخشع اور اجہر اور اخفی اور اقصر اور امد ہیں بعض سے۔ (فتح)

﴿يَتَخَافَتُوْنَ﴾ يَتَسَارُّوْنَ.

یعنی یتخافون کے معنی ہیں آپس میں کان میں بات کرتے ہیں۔

٦٩٧١۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ بِقِرَآئَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾.

٦٩٧١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ آہستہ پڑھ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ مکے میں چھپے تھے سو جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جس نے اس کو اتارا یعنی اللہ تعالیٰ کو اور جو اس کو لایا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی قراءت کو سو مشرکین اس کو سنیں اور قرآن مجید کو برا کہیں اور نہ چھپا اس کو اپنے اصحاب سے سو ان کو نہ سنائے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔

٦٩٧٢۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ فِي الدُّعَآءِ.

٦٩٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت دعا میں اتری اور نہ پکار اپنی نماز کو اور نہ پوشیدہ کر۔

فائدہ: ان دونوں کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٦٩٧٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهٗ يَجْهَرُ بِهٖ.

۶۹۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خوش آوازی سے قرآن کو نہ پڑھے اور زیادہ کیا ہے اس کے غیر نے کہ جو قرآن کو پکار کے نہ پڑھے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ أَنَّ قِيَامَهٗ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهٗ وَقَالَ ﴿وَمِنْ آيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ایک وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور ایک وہ مرد ہے جو کہتا ہے کہ اگر مجھ کو بھی یہی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے سو بیان کیا کہ قیام اس کا ساتھ کتاب کے وہ فعل اس کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس کی نشانیوں سے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور مختلف ہونا زبانوں اور رنگوں کا اور فرمایا کہ کرو نیکی تا کہ تم خلاصی پاؤ۔

فائدہ: بہر حال پہلی آیت سو مراد اس سے مختلف ہونا زبانوں کا ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہیں سب کلام پر پس داخل ہوگی اس میں قراءت اور بہر حال دوسری آیت سو عموم فعل خیر کا قرآن کے پڑھنے کو اور ذکر اور دعا وغیرہ کو شامل ہے سو دلالت کی اس نے کہ قراءت فعل قاری کا ہے۔ (فتح)

٦٩٧٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ فِيْ حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ أُوْتِيْتُ مِثْلَ

۶۹۷۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں حسد کرنا لائق نہیں مگر دو چیزوں میں ایک تو مرد جس کو اللہ نے قرآن دیا ہ سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر مجھ کو بھی قرآن آتا جیسے اس کو آتا ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسا یہ کرتا ہے دوسرا مرد جس کو اللہ نے مال دیا ہے سو وہ اس کو بجا خرچ کیا کرتا ہے تو وہ کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا جیسا اس کے پاس ہے تو میں بھی کیا کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔

مَا أُوتِيَ عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

٦٩٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ سَمِعْتُ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ.

٦٩٧٥۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اس میں زیادہ ہے کہ میں نے سفیان سے کئی بار سنا نہیں سنا میں نے اس سے ذکر خبر کا یعنی اس نے اخبرنا نہیں کہا بلکہ عن کے ساتھ روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے اس کی حدیث سے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ پہلے باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ قراءت فعل قاری کا ہے اور یہ کہ اس کا نام تغنی رکھا جاتا ہے اور یہ حق ہے بطور اعتقاد کرنے کے نہ اطلاق کرنے کے واسطے ڈرنے کے ایہام سے اور واسطے بھاگنے کے بدعت سے ساتھ مخالف کرنے سلف کے اطلاق میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اس نے کہا کہ جس نے مجھ سے نقل کیا ہے کہ میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی میرا لفظ یہ ساتھ قرآن کے مخلوق ہے تو ہو جھوٹا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں اور تصریح کی ہے اس ترجمہ میں جس کی طرف پہلے باب میں اشارہ کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

باب ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اتارا گیا اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی پیغمبری نہ پہنچائی۔

فائدہ: ظاہر اس کا اتحاد شرط اور جزا کا ہے اس واسطے کہ ان تفعل کے معنی ہیں کہ اگر تو نے نہ پہنچایا لیکن مراد جزا سے اس کا لازم ہے اور اختلاف ہے کہ اس امر سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچا دے جیسا اتارا گیا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پہنچائے اس کو ظاہر اور نہ ڈر کسی سے اس واسطے کہ اللہ تجھ کو پہنچا دے گا اور لوگوں سے اور ثانی قول خاص تر ہے اول سے لیکن اول قول اکثر کا ہے واسطے ظاہر ہونے عموم کے اللہ کے قول میں ما انزل اور امر وجوب کے واسطے ہے پس واجب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچانا ہر چیز کا جو اتاری گئی طرف آپ کی، واللہ اعلم اور حجت پکڑی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کہ اس پر کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوا کسی چیز میں قرآن سے اور نہ حدیثوں سے کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ وہ چیز جو دلالت کرے کہ قرآن مخلوق ہے

پھر نقل کیا حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ اگر ہوتا حق جو جعد کہتا ہے تو البتہ حضرت ﷺ اس کو پہنچاتے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ.

اور کہا زہری رحمہ اللہ نے کہ اللہ کی طرف سے ہے پیغمبر کا بھیجنا اور اس کے رسول پر ہے پہنچا دینا پیغمبری کا اور ہم پر ہے مان لینا اس کا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے زہری رحمہ اللہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ تو اس نے اس کے جواب میں کہا وقال لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربهم وقال ابلغکم رسالات ربی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ جانے کہ انہوں نے اللہ کا حکم پہنچایا اور فرمایا کہ میں تم کو پہنچاتا ہوں حکم اپنے رب کا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى ﴿أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تا کہ وہ جان لے کہ تحقیق انھوں نے پہنچا دیا ہے اپنے رب کے پیغامات کو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں پہنچاتا ہوں تمھیں اپنے رب کے پیغامات۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو اللہ نے نام رکھا تبلیغ رسالت کا اور اس کے ترک کرنے کا فعل اور نہیں ممکن ہے یہ کہ کوئی کہے کہ رسول نے نہیں کیا جو حکم کیے گئے ساتھ اس کے پہنچا دینے رسالت کے سے یعنی سو جب حضرت ﷺ نے پہنچایا تو البتہ کیا آپ نے جو آپ کو حکم ہوا اور تلاوت حضرت ﷺ کی ما انزل الیہ کو تبلیغ ہے اور وہ فعل ہے حضرت ﷺ کا اور نیز بخاری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں کہا کہ اللہ نے فرمایا اقیمو الصلوٰۃ کہ نماز طاعت ہے اور اس کا حکم کرنا اللہ کی طرف سے قرآن ہے اور وہ مکتوب ہے کافی دن میں محفوظ ہے سینوں میں پڑھا گیا ہے زبانوں سے سو قراءت اور حفظ اور کتاب مخلوق ہے اور مقرو اور محفوظ اور مکتوب مخلوق نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تو لکھتا ہے اللہ کو اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے سو تیرا دعا کرنا اور یاد کرنا اور لکھنا اور تیرا فعل مخلوق ہے اور اللہ مخلوق نہیں۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ حضرت ﷺ سے پیچھے رہا یعنی پیچھے رہنے کے حال کی حدیث کے بیان میں کہ عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارے عملوں کو دیکھے گا اور ایماندار۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ اللہ نے اس کا نام عمل رکھا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی کا عمل خوب تجھ کو خوش

امْرِیْءٍ فَقُلِ ﴿اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَحَدٌ.

لگے تو کہہ عمل کرو کہ عنقریب دیکھے گا تمہارے عملوں کو اللہ اور اس کا رسول اور ایمان دار اور نہ خفیف جانے تجھ کو کوئی یعنی نہ مغرور ہو کسی کے عمل سے سو اس کے ساتھ نیک گمان کرے مگر یہ کہ تو اس کو دیکھے کہ شریعت کی حدوں پر کھڑا ہے۔

فائدہ: جب تجھ کو کسی کا عمل خوش لگے الخ یعنی جب تو کسی کے نیک عمل کو دیکھے تو اس آدمی پر نیک گمان نہ کر بلکہ اس کے عمل کو اللہ کے سپرد کر شاید باطن میں اس کے مخالف ہو اور مراد عمل سے حسن عمل میں قراءت اور نماز وغیرہ ہے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا نام عمل رکھا اور یہی ہے وجہ مطابقت کی ترجمہ سے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ بَيَانٌ وَدِلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ﴾ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ ﴿لَا رَيْبَ﴾ لَا شَكَّ ﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ يَعْنِيْ هٰذِهٖ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهٗ ﴿حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ﴾ يَعْنِيْ بِكُمْ.

کہا معمر نے کہ یہ کتاب یعنی یہ قرآن ہدایت ہے واسطے پرہیز گاروں کے یعنی بیان اور دلالت ہے مانند قول اس کے کی ذلک حکم اللہ یہ حکم اللہ کا ہے لا ریب فیہ یعنی نہیں کوئی شک بیچ اس کے کہ یہ اللہ کی آیتیں ہیں یعنی یہ قرآن کی نشانیاں ہیں اور مثل اس کی ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ جب تم ہو کشتی میں اور چلیں ساتھ ان کے یعنی ساتھ تمہارے۔

فائدہ: مراد اس کی یہ ہے کہ یہ نظیر ہے استعمال کرنے ذلک کی بیچ جگہ ہذا کے یعنی جب اس آیت میں مخاطب کی ضمیر کی جگہ غائب کی ضمیر کا استعمال کرنا جائز ہے ویسا ہی ذلک الکتاب میں جائز ہے استعمال کرنا ضمیر بعید کا بجائے ضمیر قریب کے اور جب جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ غائب کے واسطے ہو واسطے حاضر کے تو اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اس چیز کا کہ بعید کے واسطے ہو واسطے قریب کے اور مناسبت اس آیت کی واسطے اس چیز کے کہ پہلی گزری اس جہت سے ہے کہ ہدایت ایک قسم ہے تبلیغ سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا إِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِيْ أُبَلِّغُ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماموں کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور کہا کہ کیا تم مجھ کو پناہ دیتے ہو کہ میں تم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جہاد میں گزر چکی ہے جس کی ابتدا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر سواروں کو بنی عامر کی طرف بھیجا۔

٦٩٧٦۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ.

۶۹۷۶۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ہمارے اللہ کی پیغمبری سے کہ جو ہم میں سے شہید ہو وہ بہشت میں جائے گا۔

٦٩٧٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾.

۶۹۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو تم سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ چیز وحی سے چھپائی تو اس کو سچا نہ جان اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! پہنچا دے جو تیری طرف اُتارا گیا تیرے رب کی طرف سے آخر آیت تک۔

فائدہ: اور جو چیز کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی تو اس کے واسطے بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو طرفیں ہیں ایک طرف لینے کی ہے جبریل علیہ السلام سے اور ایک طرف ادا کی ہے طرف امت کی اور اس کا نام ہے تبلیغ اور یہی ہے مقصود اس جگہ۔ (فتح)

٦٩٧٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ

۶۹۷۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ پھر کون

اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾ اَلْآيَةَ.

سا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے اس نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے سو اللہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں قتل کرتے اس جان کو کہ حرام کی اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور جو یہ کام کرے اور وہ گناہ کو ملے گا۔

فائدہ: اور مناسبت اس کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ تبلیغ دو قسم ہے ایک اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ پہنچائے اس کو بعینہ اور وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کی تلاوت عبادت ہے اور وہ قرآن ہے دوسری یہ کہ پہنچائے جو استنباط کیا گیا ہو اصول اس چیز کے سے کہ متقدم ہے اتارنا اس کا سو اتری آپ پر وہ چیز جو موافق ہو اس چیز کو کہ استنباط کی یا ساتھ نص اس کی کے اور یا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اس کی موافقت پر ساتھ طریق اولیٰ کے مانند اس آیت کے کہ وہ شامل ہے اوپر وعید شدید کے مشرک کے حق میں اور یہ مطابقت ہے واسطے نص کے اور اس کے حق میں جو قتل کرے کسی جان کو ناحق اور یہ مطابقت ہے واسطے حدیث کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ قتل کرنا ناحق اگرچہ بڑا گناہ ہے لیکن قتل کرنا اولاد کا سخت تر قبیح ہے قتل کرنے اس شخص کے سے جس کی اولاد نہ ہو اور اسی طرح قول ہے زانیوں میں اس واسطے کہ زنا کرنا ہمسائیہ کی عورت سے زیادہ تر قبیح ہے مطلق زنا سے اور احتمال ہے کہ ہو اُتارنا اس آیت کا سابق اوپر خبر دینے حضرت ﷺ کے ساتھ اس چیز کے کہ خبر دی ساتھ اس کے لیکن نہیں سنا اس کو صحابی نے مگر اس کے بعد اور احتمال ہے کہ تینوں گناہ کا بڑا ہونا سابق اترا ہو لیکن خاص ہوئی یہ آیت ساتھ مجموع تینوں کے ایک سیاق میں باوجود اختصار کرنے کے اوپر ان کے سو ہو گی مراد تصدیق کے موافقت اقتصار میں اوپر ان کے بنا بر اس کے سو مطابق حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے، واللہ اعلم اور استدلال کیا ہے ابو المظفر سمعانی نے باب کی آیتوں اور حدیثوں سے اوپر فاسد ہونے طریقے متکلمین کے کہ انہوں نے تقسیم کیا ہے اشیا کو طرف جسم کی اور جوہر کی اور عرض کی اور کہا کہ جسم وہ ہے جو جمع ہو افتراق سے یعنی متفرق ہونے سے اور جوہر وہ ہے جو عرض کا حامل ہو اور عرض وہ ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہو سکے اور انہوں نے روح کو عرض ٹھہرایا ہے اور رد کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو اور وارد ہوئی ہیں بیچ پیدا کرنے روح کے جسم سے پہلے اور پیدا کرنے عقل کے پہلے خلق سے اور اعتماد کیا ہے انہوں نے اپنے حدس اور ذہن پر اور اس پر جس کی طرف ان کی قیاس پہنچائے پھر پیش کرتے ہیں اس پر نصوص کو سو جو اس

کے موافق ہو اس کو قبول کرتے ہیں اور جو اس کے مخالف ہو اس کو رد کرتے ہیں پھر بیان کیا ان آیتوں کو اور جو ان کے مثل ہوں جن میں تبلیغ کا حکم ہے اور جس چیز کے پہنچانے کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا اس میں سے ہے توحید بلکہ وہ اصل وہ چیز ہے جس کا حضرت ﷺ کو حکم ہوا سو نہیں چھوڑی حضرت ﷺ نے کوئی چیز دین کے کاموں سے اس کے اصول سے اور اس کے قواعد اور شرائع سے مگر کہ اس کو پہنچایا پھر نہ چھوڑی کوئی چیز مگر استدلال کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے جوہر اور عرض سے اور نہیں پایا گیا حضرت ﷺ سے اور نہ کسی آپ کے صحابی سے اس علم کلام سے ایک حرف یا اس سے زیادہ سو معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ ان کا مذہب حضرت ﷺ کے اور آپ کے اصحاب کے مذہب کے برخلاف ہے اور ان کا طریقہ ان کے طریقے کے غیر ہے اور متکلمین کا طریقہ محدث اور مخترع ہے نہ اس پر حضرت ﷺ تھے اور نہ آپ کے اصحاب اور لازم آتا ہے اس طریقے پر چلنے سے محمود کرنا سلف پر ساتھ طعن اور قدح کے اور منسوب کرنا ان کو طرف قلعت معرفت اور اشتباہ طریق کے فالحذر فالحذر یعنی پس ڈر مشغول ہونے سے ساتھ علم کلام کے اور ان کے مقالات کے اس واسطے کہ وہ مریع تہافت والا ہے بہت تناقض والا ہے اور کوئی ایسا کلام نہیں جو ان کے کسی فرقہ سے سنے مگر کہ تو پائے گا ان کے خصوم کے واسطے اس پر کلام اور اشکال جو اس کے ہم وزن ہے یا اس کے قریب ہے سو ہر ایک ہر ایک کا مقابل ہے اور بعض ساتھ بعض کے معارض ہے اور کافی ہے تجھ کو ان کے طریقے کے قباحت سے یہ کہ لازم آتا ہے ان کے طریقے سے کہ اگر ہم چلیں اس پر جو انہوں نے کہا اور لازم کریں لوگوں پر جو انہوں نے ذکر کیا تو اس سے سب عوام لوگوں کا کافر ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا مگر محض اتباع کو اور اگر ان کو یہ طریقہ سکھلایا جائے تو اکثر اس کو نہ سمجھیں چہ جائیکہ کوئی ان میں سے صاحب نظر ہو جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غایب توحید ان کے کی التزام اس چیز کا ہے کہ پایا انہوں نے اس پر اپنے اماموں کو بیچ عقائد دین کے اور پکڑنا اس کو دانتوں سے اور ہمیشگی کرنا اوپر وظیفوں عبادت کے یعنی نماز روزے وغیرہ کے اور لازم پکڑنا ذکروں کا ساتھ قلوب سلیمہ کے جو پاک ہیں شک اور شبہ سے سو تو ان کو دیکھے کہ وہ نہیں پھرتے اپنے اعتقاد سے اگرچہ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں سو مبارک ہو ان کو یہ یقین اور مبارک ہو ان کو یہ سلامتی اور جب یہ کافر ہوئے اور حالانکہ یہ سواد اعظم اور جمہور امت ہیں تو نہیں ہے یہ مگر اسلام کے فرش کا لپیٹ ڈالنا اور دین کے مناروں کا ڈھا دینا، واللہ المستعان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

باب ہے اللہ کا قول کہ لاؤ توراۃ تو اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ مراد ساتھ تلاوت کے قراءت ہے اور البتہ تفسیر کی گئی ہے تلاوت ساتھ عمل کے اور عمل فعل ہے عامل کا اور کہا بیچ کتاب خلق افعال العباد کے کہ ذکر کیا حضرت ﷺ نے کہ بعض

بعض سے زیادہ ہے قراءت میں اور بعض ناقص ہے سو لوگ کم وبیش ہیں تلاوت میں ساتھ کثرت اور قلت کے بہر حال متلو اور وہ قرآن ہے سو نہیں ہے اس میں کمی بیشی اور کہا جاتا ہے کہ فلانا خوش قرآن ہے اور ناخوش قرآن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب طرف بندوں کے قراءت ہے نہ قرآن اس واسطے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور قراءت بندے کا فعل ہے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ مگر اس پر جس کو توفیق خداوندی عطا نہیں ہوئی۔ (فتح)

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهِ وَأُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ.

اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا اور انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے بھی اس کے ساتھ عمل کیا اور تم کو اے مسلمانو! قرآن عطا ہوا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا۔

وَقَالَ أَبُوْ رَزِيْنٍ ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ

اور کہا ابو رزین نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ کہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں حق عمل اس کے کا۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ ﴿يُتْلٰى﴾ يُقْرَأُ حَسَنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَآءَةِ لِلْقُرْآنِ ﴿لَا يَمَسُّهٗ﴾ لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ إِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾.

کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یتلی کے معنی ہیں پڑھا جاتا ہے اور حسن التلاوۃ کے معنی ہیں کہ قرآن کو عمدہ پڑھتا ہے لا یمسہ کے معنی ہیں نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لائے ساتھ قرآن کے اور نہیں اٹھاتا اس کو ساتھ حق اس کے کے مگر یقین لانے والا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے مثل ان کی جو اٹھائے گئے توراۃ پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا گدھے کی مثل ہے جو کتابیں اٹھائے بری ہے مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کی قوم کو۔

فائدہ: اور حاصل اس تفسیر کا یہ ہے کہ معنی لا یمس القرآن کے یہ ہیں کہ نہیں پاتا اس کا مزہ اور نفع مگر جو ایمان لایا ساتھ اس کے اور یقین کیا اس نے کہ وہ اللہ کے نزدیک سے ہے سو وہی ہے پاک کیا گیا کفر سے اور نہیں اٹھاتا اس کو اس کے حق سے مگر جو پاک ہو جہل اور شک سے نہ غافل اس سے جو عمل نہیں کرتا سو ہوگا مانند گدھے کی جو اٹھاتا ہے جو نہیں جانتا۔ (فتح) اور تلاوت عرف شرع سے خاص ہے ساتھ پیروی کرنے ان کتابوں کے جو اتاری گئی ہیں کبھی ساتھ

تلاوت کے اور کبھی ساتھ بجا لانے اس چیز کے جو اس میں ہے امر اور نہی سے اور عام تر ہے قراءت سے۔ (فتح)

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيْمَانَ وَالصَّلَاةَ عَمَلًا

اور نام رکھا ہے حضرت مَثَاثِیْمِ نے اسلام اور ایمان اور نماز کا عمل

فائدہ: بہر حال نام رکھنا حضرت مَثَاثِیْمِ کا اسلام کا عمل سو استنباط کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کی حدیث سے کہ اس نے حضرت مَثَاثِیْمِ سے پوچھا کہ اسلام اور ایمان کیا چیز ہے؟ تو حضرت مَثَاثِیْمِ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور اس کی کتابوں کے اور اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس کی کہ کوئی لائق عبادت کے نہیں سوائے اللہ کے اور بہر حال ایمان کو عمل کہنا سو حدیث معلق میں ہے اور نماز کو عمل کہنا آئندہ باب میں ہے۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَخْبِرْنِيْ بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِيْ أَنِّيْ لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت مَثَاثِیْمِ نے فرمایا کہ اے بلال! بتلا دے مجھ کو بڑے فائدے کا امید والا عمل جو تو نے اسلام میں اپنے نزدیک کیا ہے یعنی تیرے نزدیک سب عملوں سے زیادہ تر نفع کی امید کس عمل پر ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل نہیں کیا اپنے نزدیک اس سے زیادہ تر فائدہ کی امید کا کہ میں نے کبھی پورا وضو نہیں کیا مگر کہ میں نے اس وضو سے ضروری نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ نماز میں قراءت پڑھنا ضروری ہے۔

وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ.

اور پوچھے گئے حضرت مَثَاثِیْمِ کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو سچے دل سے ماننا پھر جہاد پھر حج مقبول۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت مَثَاثِیْمِ سے سنا فرماتے تھے کہ افضل عمل اللہ کے نزدیک ایمان ہے جس میں کوئی شک نہ ہو اور یہ صریح تر ہے اس کی مراد میں لیکن نہیں ہے اس کی شرط پر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت مَثَاثِیْمِ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرنا کہا سو حضرت ﷺ نے ایمان اور تصدیق اور جہاد کا نام عمل رکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو بھی عمل کہا۔ (فتح)

٦٩٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ أُوْتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهِ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُوْتِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاءِ أَقَلُّ مِنَّا عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ أُوْتِيْهِ مَنْ أَشَآءُ.

٦٩٧٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری زندگی کا زمانہ بہ نسبت اگلی امتوں کے زندگی کے زمانے کے اتنا ہے جتنا زمانہ عصر کی نماز سے شام تک ہے توراۃ والوں کو توراۃ دی گئی سو انہوں نے اس پر عمل کیا دوپہر تک پھر عاجز ہوئے سو ان کو ایک ایک قیراط دی گئی پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی سو انہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عصر کی نماز پڑھنے تک پھر وہ بھی عاجز ہوئے سو ان کو بھی ایک ایک قیراط دی گئی پھر تم کو اے مسلمانوں قرآن دیا گیا سو تم نے اس کے ساتھ عمل کیا سورج ڈوبنے تک سو تم کو دو دو قیراط دیے گئے تو اہل کتاب کہیں گے کہ یہ لوگ کام میں ہم سے کم ہیں اور مزدوری میں زیادہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم پر کچھ ظلم ہوا تمہاری مزدوری جو ٹھہر چکی ہے اس سے تم کو کچھ کم ملا؟ کہیں گے کہ جو ٹھہر چکا تھا اس سے کم نہیں ملا اللہ فرمائے گا سو وہ یعنی دونی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ جو عمل کہ آدمی کرتا ہے اس کے فعل پر اس کو ثواب ہوگا اور اس کے ترک پر اس کو عذاب ہوگا اور نہیں ہے مقصود بخاری رحمہ اللہ کا بیان کرنا اس چیز کا جو وعید کے متعلق ہے بلکہ اس کی غرض وہ ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اس سے پہلے باب میں۔ (فتح)

بَابٌ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

باب ہے اور حضرت ﷺ نے نماز کا نام عمل رکھا اور فرمایا کہ نہیں صحیح ہے نماز اس کی جو سورۂ الحمد نہ پڑھے۔

۶۹۸۰۔ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ ح وَحَدَّثَنِي عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْأَسَدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۶۹۸۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب عملوں سے کون سا عمل افضل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا نام عمل رکھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ ﴿هَلُوْعًا﴾ ضَجُوْرًا.

باب ہے بیچ بیان اس قول اللہ کے کہ بے شک آدمی پیدا کیا گیا ہے جی کا کچا جب اس کو برائی لگے تو گھابڑا اور جب لگے اس کو بھلائی تو اس کو روکتا ہے اور ھلوعا کے معنی ہیں بے صبر۔

۶۹۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَأَعْطٰى قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِيْنَ فَبَلَغَهُ أَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا فِي قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِّنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۶۹۸۱۔ حضرت عمرو بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو دیا اور دوسرے لوگوں کو نہ دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جن کو مال نہیں دیا وہ رنجیدہ ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں ایک مرد کو اور نہیں دیتا دوسرے مرد کو سو جس کو میں نہیں دیتا وہ میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے اس سے جس کو میں دیتا ہوں لیکن میں چند قوموں کو دیتا ہوں اس واسطے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور بعض قوموں کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے اور ان میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے کہا عمرو نے میں نہیں جانتا کہ میرے واسطے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ.

حضرت ﷺ کی اس بات کے بدلے سرخ اونٹ ہوں۔

فائدہ: یعنی میرے دینے کو محبت اور نہ دینے کو رنج کا سبب نہ سمجھو بلکہ معاملہ بالعکس ہے کہ بے صبر لالچی لوگوں کو دیتا ہوں اور قناعت والوں کو قناعت پر چھوڑتا ہوں اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص دیکھتا ہوں اور کہا ابن بطال نے کہ مراد اس کی اس باب میں ثابت کرنا اس کا ہے کہ اللہ نے آدمی کو پیدا کیا ساتھ اخلاق کے اس کے بے صبری اور حرص سے اور دینے اور نہ دینے سے اور اول اس کا کافی ہے مراد میں اس واسطے کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ صفات مذکورہ کو آدمی میں اللہ نے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ آدمی ان کو اپنے افعال سے پیدا کرتا ہے اور اس میں ہے کہ رزق دنیا میں نہیں ہے بقدر درجے مرزوق کے آخرت میں اور بہرحال دنیا میں تو واقع ہوتا ہے دینا اور نہ دینا بحسب سیاست دنیاوی کے سو حضرت ﷺ جس کے دل میں بے صبری اور حرص دیکھتے اس کو دیتے اور جس کے صبر پر اعتماد ہوتا اور اس کو ثواب آخرت پر قناعت ہوتی تو اس کو نہ دیتے اور اس حدیث میں ہے کہ پیدا کیا گیا ہے آدمی اوپر حب لینے کے اور بغض دینے کے اور جلدی کرنے کے طرف انکار اس کے کی پہلے فکر کرنے سے اس کی عافیت میں مگر جس کو اللہ چاہے اور اس میں ہے کہ نہ دینا کبھی ممنوع کے واسطے بہتر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ کہ اور ب بکلمۃ میں بدلیت کے واسطے ہے اس واسطے کہ صفت مذکورہ دلالت کرتی ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے جو پہنچانے والا ہے اس کو بہشت میں اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا اور اس میں الفت طلب کرنا ہے اس شخص سے جس سے بے صبری کا خوف ہو یا اُمید ہو کہ دینے کے سبب اپنے متبوع کا کہا مانے گا اور عذر کرنا اس کی طرف جو بدگمان ہو اور حالانکہ امر برخلاف اس کے ہو۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهِ عَنْ رَّبِّهِ

ذکر کرنا اور روایت کرنا آنحضرت ﷺ کا اپنے رب سے

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی اس باب کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب سے سنت روایت کی ہے جیسا کہ قرآن کو روایت کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کی صحیح کرنا اپنے مذہب کا ہے جیسے کہ گزر چکی ہے تنبیہ اوپر اس کے بیچ تفسیر مراد کے ساتھ کلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ (فتح)

٦٩٨٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ

٦٩٨٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہ جو مجھ سے بالشت بھر قریب ہو تو اس کے پاس ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور جو ہاتھ بھر مجھ سے قریب ہو تو میں اس سے دو ہاتھ بھر قریب ہوتا ہوں اور

رَبِّهٖ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا أَتَانِیْ مَشْيًا أَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

جو میری طرف چلتا آئے تو میں اس کی طرف دوڑتا آؤں گا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اللہ کا بندے کی طرف چلنا اور دوڑنا محال ہے اللہ کے حق میں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے قطع مسافت کو بلکہ مراد اس سے مجاز ہے سو قریب ہونا بندے کا اللہ سے ساتھ بندگی اس کی کے ہے اور ادا کرنے فرائض اور نوافل کے اور قریب ہونا اللہ کا بندے سے یہ ہے کہ اس پر رحمت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چلنے اور دوڑنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اس کی بندگی پر ثواب دیتا ہے یعنی میرا ثواب اس کی طرف جلدی آتا ہے اور نقل ہے طبری سے کہ یہ مثال ہے کم بندگی کی ساتھ بالشت کے اور ثواب کی ساتھ ہاتھ کے سو ٹھہرایا اس کو دلیل اوپر مبلغ کرامت اپنی کے اس کے واسطے جو اس کی بندگی پر مقیم ہو کہ اس کے عمل کا ثواب دونا ہے اور کہا ابن تین نے کہ مراد قریب ہونے سے قریب ہونا رتبے کا ہے اور بہت کرنا کرامت اور دوڑنا مراد ہے سرعت رحمت اس کی سے اس کی طرف اور راضی ہونا اللہ کا بندے سے اور دونا ثواب دینا اور صاحب مشارق نے کہا کہ مراد ساتھ اس چیز کے کہ اس حدیث میں آئی ہے جلدی قبول ہونا بندے کی توبہ کا ہے نزدیک اللہ کے یا آسان کرنا اس پر اپنی بندگی کا اور تمام ہدایت اس کی اور توفیق دینی اس کو اور کہا راغب نے کہ قریب ہونا بندے کا اللہ سے خاص کرنا ہے ساتھ بہت صفات کے کہ صحیح ہے کہ وصف کیا جائے ساتھ اس کے اللہ اگرچہ نہ ہوں اس حد پر کہ وصف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اللہ تعالیٰ مانند حکمت اور علم اور حلم اور رحمت وغیرہ کے اور یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے ساتھ دور کرنے معنوی گندگیوں کے جہل اور طیش اور غصے وغیرہ سے بقدر طاقت بندے کے اور یہ قرب روحانی ہے نہ بدنی اور یہی مراد ہے اس حدیث میں کہ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت بھر نزدیک ہو تو میں ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کا عمل قبول ہو جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ توفیق دی جاتی ہے اس عمل کو کہ اس کو اللہ سے قریب کرے اور کہا کرمانی نے کہ جب کہ قائم ہو چکی ہیں دلیلیں اوپر محال ہونے ان چیزوں کے اللہ کے حق میں تو واجب ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو قریب ہو مجھ سے ساتھ قلیل بندگی سے تو بدلا دیتا ہوں اس کو ساتھ بہت ثواب کے اور جس قدر بندگی زیادہ ہو اس قدر ثواب بھی زیادہ دیتا ہوں اور اگر ہو قریب ہونا اس کا مجھ سے ساتھ بندگی کے دوسرے طریق سے تو ہوتا ہے آنا میرا ساتھ ثواب کے جلدی کے طریق سے اور حاصل یہ ہے کہ ثواب راجح ہے عمل پر ساتھ طریق کیف اور کم کے اور لفظ قرب کا مجاز ہے یا استعارہ۔ (فتح)

۶۹۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِیِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ

۶۹۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت وقت ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ ...

قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

مجھ سے بالشت بھر نزدیک ہوتو میں اس سے ہاتھ بھر نزدیک ہوتا ہوں اور جب مجھ سے ہاتھ بھر قریب ہوتو میں اس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں اور کہا معتمر نے الخ یعنی مراد ساتھ اس تعلیق کے بیان کرنا تصریح کا ہے ساتھ روایت کرنے کے بیچ اس کے اپنے رب سے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو مجھ سے ملے گا تمام زمین کے برابر گناہ لے کر بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتو میں ان کو اس کے واسطے مغفرت ٹھہراؤں گا۔

٦٩٨٤ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.

۶۹۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے رب سے روایت کی یعنی یہ حدیث قدسی ہے کہ ہر عمل کے واسطے کفارہ ہے اور روزہ تو میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور البتہ روزے دار کی منہ کی بو زیادہ تر خوشبو دار ہے اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٦٩٨٥ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح و قَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

۶۹۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز میں کہ روایت کرتے ہیں اپنے رب سے کہا کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ کہے کہ میں بہتر ہوں حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے اور اس کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

٦٩٨٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ

۶۹۸۶۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار تھے سورۂ فتح پڑھتے تھے یا کہا کہ سورۂ فتح سے پڑھتے تھے کہا سو

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰى نَاقَةٍ لَهٗ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِيْهَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِيْ قِرَآئَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَّجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ يَحْكِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِيْعُهٗ قَالَ آ آ آ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

حضرت ﷺ نے اس میں ترجیع کی یعنی اول پست آواز سے اس کو پڑھا پھر بلند آواز سے کہا کہ پھر پڑھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکایت کرتا تھا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت کی اور کہا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیع سے پڑھتا جیسے ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیع کی حکایت کرتا تھا حضرت ﷺ سے تو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کس طرح تھی ترجیع اس کی کہا آ آ آ تین بار الف کو دراز کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک مثال ہے حضرت ﷺ کی قراءت کی اور مراد یہ ہے کہ الفاظ اور حروف کو تین تین بار دراز کر کے پڑھتے۔

فائدہ: ترجیع کی یعنی پھیری آواز حلق میں اور پکار کر پڑھا مکرر بعد آہستہ پڑھنے کے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں جائز ہونا قراءت کا ہے ساتھ ترجیع کے اور خوش آوازی کے جو لذت دار ہو دلوں میں ساتھ خوب آواز کے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ اگر اس کا نہ ہوتا الخ اشارت ہے طرف اس کی کہ ترجیع کے ساتھ قرآن پڑھنا جمع کرتا ہے لوگوں کے نفسوں کو طرف سننے اس کے کی یہاں کہ اس کے سننے سے دلوں کو صبر نہیں آتا یعنی اگر ترجیع اور خوش آوازی سے قرآن پڑھا جائے تو لوگوں کے نفسوں کو اس کے سننے کی کمال خواہش ہوتی ہے آدمی کا جی بغیر اس کے سننے کے نہیں رہ سکتا اور بیچ قول اس کے آ ساتھ مد ہمزہ کے دلالت ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اپنی قراءت میں مد اور وقف کی رعایت کرتے تھے اور کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ ہو حکایت آواز حضرت ﷺ کے وقت ہلنے اونٹنی کے اس واسطے کہ جو بلند آواز سے پڑھتا ہو اس کی آواز سواری کے ہلنے کے وقت پست اور قطع ہو جاتی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل ہونے حدیث ابن مغفل رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قرآن کو بھی اللہ سے روایت کیا ہے اور کہا کرمانی نے کہ روایت رب سے عام تر ہے اس سے کہ قرآن ہو یا غیر اس کا بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ اگرچہ متبادر وہ چیز ہے جو بلا واسطہ کے ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ تَفْسِيْرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا

جائز ہے تفسیر کرنا توراۃ وغیرہ اللہ کی کتابوں کا عربی زبان وغیرہ میں

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عبرانی وغیرہ میں اور ہر ایک کے واسطے وجہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کتاب مثلا عربی میں ہے جائز ہے تعبیر کرنا اس سے اور تفسیر کرنا عبرانی میں اور بالعکس اور کیا مقید ہے یہ ساتھ اس شخص کے جو

اس زبان کو نہ سمجھے یا نہیں اول قول اکثر کا ہے۔

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

یعنی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر ہو تم سچے

فائدہ: اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ توراۃ عبرانی زبان میں ہے اور البتہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ عرب پر پڑھی جائے اور عرب کے لوگ عبرانی کو نہیں جانتے تو اس نے دلالت کی اس پر کہ اس کو عربی میں تفسیر کرنا جائز ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهُ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ وَ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ اَلْآيَةَ.

ابوسفیان نے کہا کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر حضرت ﷺ کو خط منگوایا اور اس کو پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے بندے کا ہرقل کی طرف اور اے کتاب والو! آ جاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا جو بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف عربی زبان میں خط لکھا اور ہرقل کی زبان رومی تھی سو اس میں اشعار ہے کہ حضرت ﷺ نے اعتماد کیا بیچ پہنچانے اس چیز کے کہ خط میں تھی اس شخص کو جو اس کا ترجمہ رومی زبان میں کرے تا کہ ہرقل اس کو سمجھے اور مترجم مذکورہ وہ ترجمان ہے یعنی جو ایک زبان کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے۔ (فتح)

٦٩٨٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ﴾ اَلْآيَةَ.

٦٩٨٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب یعنی یہودی توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کی عربی میں تفسیر کرتے تھے اہل اسلام کے واسطے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ جھوٹا جانو ان کو اور کہو ہم نے مانا اللہ کو اور اس کو جو ہم پر اترا یعنی قرآن اور جو اگلے پیغمبروں پر اترا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے کہا کہ جائز ہے پڑھنا قرآن کا فارسی میں اور تائید کی ہے اس کی ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کے اقوال کو قرآن کی زبان میں حکایت کیا اور وہ خاص عربی ہے اور وہ پیغمبر عربی نہ تھے ان کی زبان اور تھی اللہ نے ان کے قول کا مطلب قرآن میں نقل کیا اور تائید کی ہے ساتھ اس آیت کے ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ اور ڈرانا تو صرف اس چیز سے ہوتا ہے جس کو وہ سمجھیں اپنی زبان سے سو قراءت ہر زبان والوں کی اپنی زبان میں ہے تا کہ واقع ہو انذار ساتھ اس کے اور جس نے منع کیا ہے اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ انبیاء علیہم السلام نہیں بولے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے ان سے قرآن میں حکایت کی ہم نے مانا لیکن جائز ہے کہ حکایت کرے اللہ تعالیٰ ان کے قول کو عربی زبان میں پھر عبادت ٹھہرائے ہمارے واسطے تلاوت اس کی اس چیز پر کہ اتاری پھر نقل کیا اختلاف کو بیچ جائز ہونے نماز اس شخص کے جو نماز میں فارسی زبان میں قرآن کو پڑھے اور جس نے جائز رکھا ہے اس کو وقت عاجز ہونے کے بغیر ممکن ہونے کے اور عام کیا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے تفصیل ہے سو اگر قاری عربی زبان میں تلاوت کرنے پر قادر ہو تو نہیں جائز ہے عدول کرنا اس سے اور نہیں کفایت کرتی ہے نماز اس کی اور اگر عاجز ہو عربی زبان میں تلاوت نہ کر سکتا ہو اور نماز سے باہر ہو تو نہیں منع ہے اس کو قراءت کرنا اپنی زبان میں اس واسطے کہ وہ معذور ہے اور اس کو حاجت ہے اس چیز کے یاد کرنے کی کہ واجب ہے اس پر فعل اس کا یا ترک اس کا اور اگر نماز کے اندر ہو تو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ ٹھہرایا ہے اور وہ ذکر ہے اور ہر کلمہ ذکر کا کہ نہ عاجز ہو اس کے بولنے سے جو عربی نہیں سو وہ اس کو کہے اور اس کو مکرر پڑھے تو کفایت کرتا ہے اس چیز سے کہ واجب ہے اس پر قراءت اس کی نماز میں یہاں تک کہ سیکھے بنا بر اس کے پس جو اسلام میں داخل ہو یا داخل ہونے کا ارادہ کرے اور اس پر قرآن کو پڑھا جائے اور وہ اس کو نہ سمجھے تو نہیں ہے کچھ مضائقہ کہ قرآن کو اس کی زبان میں پڑھا جائے واسطے معلوم کروانے اس کے احکام کے اور تا کہ قائم ہو اس پر حجت اور بہر حال استدلا کرنا واسطے اس مسئلے کے اس حدیث سے اور وہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جب اہل کتاب تم سے بیان کریں سو اگرچہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ یہ ان کی زبان سے ہے سو احتمال ہے کہ عرب کی زبان میں ہو سو نہ ہو گی نص دلالت میں پھر مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے اس باب میں نہیں ہے وہ جو مشغول ہوا ساتھ اس کے ابن بطال اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے یہ ہے جو بیہقی نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر اہل کتاب سچ بولیں اس چیز میں کہ تفسیر کریں اپنی کتاب سے عربی میں تو ہو گا یہ اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر ان کے بطور تعبیر کے اس چیز سے کہ اتری اور کلام اللہ کا ایک ہی نہیں مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلافات لغات کے سو جس زبان سے پڑھا جائے سو وہ اللہ کا کلام ہے پھر با اسناد بیان کیا مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ یعنی اور جو اسلام لائے عجم وغیرھم سے کہا بیہقی نے اور کبھی نہیں پہچانتا عربی کو سو جب پہنچیں اس کو معنی اس کے اس کی زبان میں

تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔ (فتح)

٦٩٨٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِ مَا تَصْنَعُوْنَ بِهِمَا قَالُوْا نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَنُخْزِيْهِمَا قَالَ ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ فَجَآءُوْا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَّرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَوْضِعٍ مِّنْهَا فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَإِذَا فِيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ عَلَيْهِمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نُكَاتِمُهٗ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهٗ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ.

٦٩٨٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد اور عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے کہ البتہ انہوں نے زنا کیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ تم دونوں کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم دونوں زانی کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو ذلیل کرتے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو سو یہودی آئے سو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس سے راضی تھے اے کانے پڑھ! سو اس نے پڑھا یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچا تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو اچانک رجم کی آیت تھی چمکتی تھی تو اس نے کہا کہ اے محمد! دونوں زانی کے درمیان رجم ہے یعنی سنگسار کرنا لیکن ہم اس کو اپنے درمیان چھپاتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو دونوں سنگسار کیے گئے تو میں نے مرد کو دیکھا کہ عورت کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: تو انہوں نے ایک مرد سے کہا جس کو پسند کرتے تھے یعنی یہ چھپائے گا اور ہم اس کو چھپاتے ہیں یعنی رجم کی آیت کو اور اس حدیث کی شرح حدود میں گزر چکی ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ توراۃ وغیرہ کتب الٰہی کو عربی وغیرہ زبان میں تفسیر کرنا جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ

باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ قرآن کا خوب واقف پاک مکرم لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ جودت تلاوت کی ہے ساتھ حسن حفظ کے یعنی نہایت ضبط ہو کہ بلا تکلف اور بغیر ذکر کے پڑھتا جائے اور مراد سفر سے وہ فرشتے ہیں جو نقل کرتے ہیں لوح محفوظ سے اور کرام یعنی اللہ کے نزدیک مکرم ہیں اور بررہ یعنی گناہوں سے پاک اور کہا ہروی نے کہ مراد ساتھ مہارت قرآن کے جودت حفظ کی ہے اور جودت تلاوت کی بغیر تردد کے بیچ اس کے یعنی اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر آسان کیا ہے جیسا کہ اس کو فرشتوں

پر آسان کیا ہے سو ہوگا مثل ان کے حفظ اور درجے میں۔

وَزَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ یعنی اور قرآن کو خوش آوازی سے پڑھو

فائدہ: اور مقصود بخاری رحمہ اللہ کا ثابت کرنا اس کا ہے کہ تلاوت بندے کا فعل ہے داخل ہوتا ہے اس میں آراستہ کرنا اور خوش آوازی سے پڑھنا اور اس میں راگ کرنا اور کبھی اس کی ضد واقع ہوتی ہے اور یہ سب دال ہے مراد پر اور کہا ابن منیر نے کہ گمان کیا ہے ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی جواز قراءت قرآن کا ساتھ خوش آوازی کے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ غرض اس کی اشارہ کرنا ہے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری وصف کرنے سے ساتھ تحسین کے اور ترجیع کے اور پست کرنے آواز کے اور بلند کرنے کے اور مقارنت احوال بشریہ کے مانند قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں قرآن پڑھا کرتا تھے اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا سو یہ ثابت کرتا ہے اس کو کہ تلاوت فعل قاری کا ہے اور متصف ہوتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ موصوف ہوتے ہیں ساتھ اس کے افعال اور متعلق ہوتی ہے ساتھ ظروف زمانیہ ومکانیہ کے انتہی اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ خلق کی آواز اور قراءت مختلف ہے بعض احسن ہیں بعض سے اور زیادہ تر زینت دار اور شیریں تر اور صاف تر اور با مہارت اور دراز تر ہیں اور سوائے اس کے۔ (فتح)

٦٩٨٩ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.

٦٩٨٩ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ نے کسی چیز کے واسطے اجازت نہیں دی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی خوش آوازی سے پکار کے قرآن پڑھنے کی۔

٦٩٩٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي

٦٩٩٠ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کہ بہتان باندھنے والوں نے اس کے حق میں کہا جو کہا اور ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ایک ٹکڑا حدیث کا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ بے شک میں پاک دامن ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ مجھ کو پاک کرے گا لیکن مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری پاکی قرآن میں بیان کرے گا اور میرے حال میں قرآن اتارے گا جو قیامت

وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّيْ بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ يُبَرِّئُنِيْ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا.

تک پڑھا جائے گا اور البتہ میرا حال اپنے دل میں حقیر تر تھا اس سے کہ اللہ میرے حق میں قرآن میں کلام کرے اور اللہ تعالیٰ نے یہ دس آیتیں اتاریں کہ جولوگ یہ طوفان لائے آخر آیت تک، الآیۃ۔

فائدہ: کہا بخاری رحمہ اللہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے سو بیان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انذار اللہ کی طرف سے ہے اور لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ (فتح)

۶۹۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ أُرَاهُ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَآءَةً مِّنْهُ.

۶۹۹۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عشاء کی نماز میں سورۂ والتین والزیتون پڑھتے تھے سو نہیں سنا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوش آواز یا خوش قراءت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ قراءت کے خوش الحانی کی جہت سے۔ (فتح)

۶۹۹۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَآءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾.

۶۹۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں چھپے تھے اور قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے سو جب مشرکین سنتے تو قرآن کو برا کہتے اور اس کو جو اس کو لایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نہ پکار کے پڑھ اپنی نماز کو اور نہ چپکے پڑھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان کرنا اختلاف آوازوں کا ہے ساتھ

پکارنے کے اور آہستہ پڑھنے کے۔

٦٩٩٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُوْ سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٦٩٩٣۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو بکریوں اور جنگل کو دوست رکھتا ہے سو جب تو اپنے بکریوں یا جنگل میں ہوا کرے تو نماز کے واسطے اذان دیا کر اور اپنی آواز کو اذان کے ساتھ بلند کیا کر اس واسطے کہ جہاں تک موذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز سنے وہ اذان دینے والے کے واسطے قیامت کے دن گواہی دے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اذان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ بیان اختلاف آواز کا ہے ساتھ بلند کرنے اور پست کرنے کے۔ (فتح)

٦٩٩٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ.

٦٩٩٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو پڑھا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں ہوتا میرے حیض کی حالت میں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان مراد کا ابن منیر کی کلام سے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس باب میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

قول اللہ تعالیٰ کا پڑھو جو آسان ہو قرآن سے

فائدہ: اور مراد ساتھ قراءت کے نماز اس واسطے کہ قراءت کا بعض رکن ہے۔

٦٩٩٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي

٦٩٩٥۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآئَتِهٖ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَآئِهٖ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ أَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ أَقُوْدُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَآئَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِيْ أَقْرَأَنِيْ فَقَالَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

میں تو میں نے اس کی قراءت کی طرف کان لگایا تو اچانک میں نے سنا کہ وہ بہت حرفوں پر پڑھتا ہے جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائے یعنی اور طرح پڑھتا تھا اور مجھ کو اور طرح یاد تھا سو میں قریب تھا کہ میں نماز میں جھبوں تو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اپنی چادر اس کے گلے میں ڈالی تو میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ تو اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی ہے تو میں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا سورۂ فرقان پڑھتے بہت حرفوں پر کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے حضرت ﷺ نے فرمایا پڑھ اے ہشام! تو اس نے وہی قراءت پڑھی جو میں نے سنی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے عمر! میں نے وہ قراءت پڑھی جو حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا اسی طرح اتری بے شک یہ قرآن اتارا گیا ہے عرب کی سات بولیوں پر سو اس میں سے پڑھو جو تم کو آسان اور سہل معلوم ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل القرآن میں گزر چکی ہے اور ما تیسر منہ میں ضمیر قرآن کے واسطے ہے اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں اور ہے اور آیت میں اور ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ آسان ہونے کے آیت

میں بہ نسبت قلت اور کثرت کے ہے یعنی کم ہو یا زیادہ اور مراد ساتھ آسان ہونے کے حدیث میں بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ پڑھنے والے کو یاد ہو قرآن سے یعنی جو یاد ہو سو پڑھو سو اول باعتبار کمیت کے ہے یعنی جتنا پڑھنے اور دوسرا باعتبار کیفیت کے ہے یعنی جس طرح سے پڑھے اور مناسبت اس ترجمہ کی اور اس کی حدیثوں کی ساتھ پہلے بابوں کے فرق ہونے کی جہت سے ہے کیفیت میں اور اس جہت سے کہ قراءت کو قاری کی طرف منسوب کیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ يُقَالُ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ وَقَالَ مَطَرٌ الْوَرَّاقُ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ قَالَ هَلْ مِنْ طَالِبِ عِلْمٍ فَيُعَانَ عَلَيْهِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور البتہ آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے سمجھنے کے سو کیا کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا اور میسر کے معنی ہیں سامان کیا گیا اور کہا مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں یسرنا القرآن بلسانک یعنی آسان کیا ہم نے اس کی قراءت کو تجھ پر۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے اذکار اور نصیحت قبول کرنی ہے اور بعض نے کہا کہ حفظ اور کہا ابن بطال نے کہ تیسیر قرآن کی سہل کرنا اس کا ہے قاری کی زبان پر تا کہ اس کے پڑھنے کی طرف جلدی کرے سو اکثر اوقات اس کی زبان میں سبقت کرتی ہے سو ایک کلمے کو حذف کرتا ہے واسطے حرص کرنے کے مابعد پر اور بیچ داخل ہونے اس کے مراد میں نظر ہے۔ (فتح)

٦٩٩٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ يَزِيْدُ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَا يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ.

٦٩٩٦ـ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کس چیز میں عمل کرتے ہیں عمل کرنے والے یعنی عمل کرنے کا کیا فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہوگا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے پیدا کیا گیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح کتاب القدر میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ حاصل کلام کا یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تقدیر میں سب کچھ لکھا گیا ہے تو تقدیر کے سامنے عمل کرنا بے فائدہ ہے ہم مشقت عمل میں کیوں کریں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ جس چیز کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس کا کرنا اس کو آسان معلوم ہوگا اور جب آسان ہوا تو پھر مشقت نہیں اور کہا خطابی نے کہ انہوں نے چاہا کہ عمل چھوڑ دینے کے واسطے تقدیر کو حجت ٹھہرائیں تو

حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کو خبر دی کہ اس جگہ دو امر ہیں ایک دوسرے سے باطل نہیں ہوتا ایک باطن ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ جس کو حکم ربوبیت نے چاہا اور ایک ظاہر ہے اور وہ طریق لازم ہے عبودیت کو اور وہ نشانی اور علامت ہے عاقبت کی سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ دنیا میں عمل کرنے کا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا اور یہ کہ ظاہر کو باطن کے واسطے ترک نہ کیا جائے میں کہتا ہوں اور مناسبت اس باب کی پہلے بابوں سے مشترک ہونے کی جہت سے ہے لفظ تیسیر میں اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں بیچ باب کلام اللہ مع اهل الجنة کے کہ اللہ نے بہشتیوں سے کہا کہ کیا تم راضی ہوئے اور فرمایا کیا نہ دوں تم کو افضل چیز اور فرمایا کہ میں نے تم پر اپنی رضا مندی اُتاری تو یہ سب دلالت کرتا ہے کہ اللہ نے ان سے کلام کیا اور کلام اس کا قدیم اور ازلی ہے آسان کیا گیا عرب کی زبان میں اور اس کی کیفیت میں نظر کرنا منع ہے اور نہیں قائل ہوئے ہم ساتھ حلول کے محدث میں اور وہ حروف ہیں اور نہ یہ کہ وہ اس پر دلالت کرتا ہے اور نہیں ہے موجود بلکہ ایمان لانا ساتھ اس کے کہ وہ اتارا گیا ہے حق ہے آسان کیا گیا ہے ساتھ زبان عرب کے۔ (فتح)

٦٩٩٧۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَیْدَةَ عَنْ أَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ كَانَ فِیْ جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ یَنْكُتُ فِی الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا أَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّیَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰی وَاتَّقٰی﴾ الْاٰیَةَ.

٦٩٩٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْمِ ایک جنازے میں تھے سو حضرت مَلَّاتِیْمِ نے ایک لکڑی لی تو اس سے زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں مگر کہ اس کا مکان دوزخ یا بہشت سے لکھ دیا گیا ہے اصحاب نے کہا کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں حضرت مَلَّاتِیْمِ نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ سو ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے سو بہرحال جس نے دیا اور تقویٰ کیا، الایۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾

قول اللہ تعالیٰ کا بلکہ وہ قرآن ہے بڑی شان والا لکھا گیا ہے لوح محفوظ میں تختی میں جس کی نگہبانی کی گئی

فائدہ: کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے اس کے بعد کہ ذکر کیا اس آیت کو اور جو اس کے بعد ہے کہ البتہ ذکر کیا ہے اللہ نے کہ قرآن یاد کیا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے اور قرآن جو دلوں میں محفوظ ہے کاغذوں میں لکھا گیا ہے زبانوں سے پڑھا گیا ہے کلام اللہ کا ہے نہیں ہے پیدا گیا گیا اور بہرحال سیاہی اور ورق اور جلد سو وہ مخلوق ہے۔ (فتح)

﴿وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ ﴿يَسْطُرُوْنَ﴾ يَخُطُّوْنَ ﴿فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَأَصْلِهِ ﴿مَا يَلْفِظُ﴾ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ﴿يُحَرِّفُوْنَ﴾ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهُ يَتَأَوَّلُوْنَهُ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهِ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ.

اللہ نے فرمایا اور قسم ہے کوہِ طور کی اور کتاب لکھی گئی کی کہا قتادہ نے مسطور کے معنی ہیں لکھی گئی اور یسطرون کے معنی ہیں لکھتے ہیں یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ اور ام الکتاب کے معنی ہیں بیچ جملے کتاب کے اور اس کی اصل کے یعنی یہ تمام ام الکتاب میں ہے ناسخ اور منسوخ اور جو لکھا جاتا ہے اور جو بدلا جاتا ہے اور مایلفظ کے معنی ہیں کہ نہیں کلام کرتا ہے کچھ مگر کہ اس کو اس پر لکھتا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لکھتا ہے نیکی اور بدی یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ اور یحرفون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کہ دور کرے کوئی لفظ کتاب کا اللہ کی کتاب میں سے لیکن وہ اس کی تحریف کرتے ہیں اس کی تاویل کرتے ہیں برخلاف اس کے معنی کے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ یہ ایک قول ہے دو قول میں سے اس کی تفسیر میں اور یہ مختار ہے بخاری کا اور البتہ تفسیر کیا ہے ہمارے بہت اصحاب نے ساتھ اس کے کہ یہود اور نصاریٰ نے توراۃ اور انجیل کو بدل ڈالا بنا بر اس کے پس انہوں نے جائز رکھا ہے توراۃ اور انجیل کے ورقوں کا ذلیل کرنا اور یہ صریح ہے اس میں کہ قو اس کا لیس احدا الخ بخاری رحمہ اللہ کا کلام ہے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کا بقیہ ہو اس آیت کی تفسیر میں اور کہا بعض متاخرین شارحین نے کہ اختلاف ہے اس مسئلے میں کئی قول پر ایک یہ کہ توراۃ انجیل سب محرف ہے اور سب بدلے گئے ہیں اور یہ مقتضی اس قول کا ہے جو محکی ہے کہ جائز ہے ذلیل کرنا ان کے ورقوں کا اور یہ زیادتی ہے اور لائق ہے حمل کرنا اطلاق کا اکثر پر یعنی اکثر توراۃ اور انجیل تحریف کی گئی ہے ورنہ یہ مکابرہ ہے اور آیتیں اور حدیثیں بہت ہیں اس میں کہ باقی ہیں ان میں بہت چیزیں جو بدل اور محرف نہیں ہوئیں ان میں ایک یہ قول اللہ کا ہے ﴿الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهُ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ﴾ اور ان میں سے ہے آیت رجم کی اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ کا ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ بدلنا ان میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر میں اور اس کے دلائل بہت ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ واقع ہوا ہے بدلنا تھوڑی آیتوں

میں اور ان میں سے اور کثر آیتیں اپنے حال پر ہیں بدستور ہیں اور تائید کی ہے اس کی ابن تیمیہ نے بیچ کتاب الرد الصحیح علی من بدل دین المسیح چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیل اور تغیر تو معانی میں واقع ہوئی ہے نہ لفظوں میں اور یہی ہے مذکور اس جگہ اور تحریف معنوی سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ان کے نزدیک بہت ہے اور اختلاف تو فقط تحریف لفظی میں ہے اور البتہ توراۃ اور انجیل میں ایسی چیزیں بھی موجود ہیں کہ نہیں جائز ہے ہونا ان کا ساتھ ان لفظوں کے اللہ کے نزدیک جیسا کہ توراۃ کے اول فصل میں ہے کہ لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیوں نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی تو لوط نے ان سے زنا کیا سو وہ دونوں اپنے باپ لوط سے حاملہ ہوئیں اور اسی قسم کی اور بھی بہت چیزیں ان میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توراۃ کا ایک ورق دیکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ مجال نہ تھی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہ کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اولیٰ اس مسئلے میں فرق کرنا ہے کہ جو ایمان میں پکا نہ ہو اس کو توراۃ اور انجیل پر نظر کرنا جائز نہیں اور جو ایمان میں پکا ہو اس کو ان میں دیکھنا جائز ہے خاص کر وقت حاجت کے طرف رد کرنے مخالف پر اور قدیم زمانے سے علماء اسلام یہودیوں کے الزام دینے کے واسطے توراۃ سے نقل کرتے آئے ہیں اور اگر ان کا یہ اعتقاد نہ ہوتا کہ توراۃ اور انجیل کا دیکھنا اور مطالعہ کرنا جائز ہے تو اس کو نہ کرتے اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ تحریف کرتے ہیں مراد کو ساتھ کسی تاویل کے جیسے مثلاً کلمہ عبرانی میں ہو دو معنوں کا احتمال رکھتا ہو قریب کا اور بعید کا اور مراد قریب معنی ہوں تو وہ حمل کرتے ہیں اس کو بعید پر۔ (فتح)

﴿وَاعِيَةٌ﴾ حَافِظَةٌ ﴿وَتَعِيَهَا﴾ تَحْفَظُهَا ﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ ﴿وَمَنْ بَلَغَ﴾ هٰذَا الْقُرْآنُ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ.

یعنی دراستھم کے معنی ہیں ان کی تلاوت اللہ کے اس قول میں ﴿وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِيْنَ﴾ اور تعیھا کے معنی ہیں یاد رکھیں اور تعیھا کے معنی ہیں یاد رکھیں اس کو اور بھیجا گیا طرف میری یہ قرآن تا کہ تم کو اس سے ڈراؤں یعنی اہل مکہ کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے تو وہ اس کے واسطے نذیر ہے۔

فائدہ: اور روایت کی ابن ابی حاتم نے بیچ کتاب الرد کے جہمیہ پر کہ اصحاب جہم پر اس آیت سے زیادہ تر سخت کوئی چیز نہیں اس واسطے کہ جس کو یہ قرآن پہنچا تو گویا کہ اس نے اس کو اللہ سے سنا۔

٦٩٩٨۔ و قَالَ لِي خَلِيفَةُ بْنُ خَيَّاطٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۶۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے خلق کو پیدا کیا تو اپنے پاس لکھ رکھا کہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غضب سے اور وہ لکھا ہوا

وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

ہے اللہ کے پاس عرش پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزری اور غرض اس سے اشارہ کرنا ہے اس طرف کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔

٦٩٩٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ.

٦٩٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک اللہ نے ایک نوشتہ لکھا خلق کے پیدا کرنے سے پہلے کہ البتہ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصے سے سو وہ لکھا گیا ہے نزدیک اس کے عرش پر۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾.

اور اللہ نے پیدا کیا ہے تم کو اور جو تم عمل کرتے ہو

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس ترجمہ کے ثابت کرنا اس کا ہے کہ بندوں کے افعال اور اقوال اللہ کے مخلوق ہیں یعنی ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے اور فرق کیا درمیان امر کے ساتھ قول اس کے کن اور درمیان خلق کے ساتھ قول اللہ کے ﴿اَلشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ﴾ سو ٹھہرایا امر کو غیر پیدا کرنے کا اور تسخیر ان کی جو دلالت کرتی ہے ان کے پیدا کرنے پر وہ تو اس کے امر سے ہے پھر بیان کیا کہ بولنا آدمی کا ساتھ ایمان کے عمل ہے اس کے عملوں سے جیسا کہ ذکر کیا عبدالقیس کے قصے میں کہ انہوں نے وہ عمل پوچھا جو ان کو بہشت میں داخل کرے سو ان کو حکم کیا ساتھ ایمان کے اور تفسیر کیا اس کو ساتھ شہادت کے اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ ہی نے تم کو سوار کیا رد ہے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اپنے افعال کے خالق ہیں۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

بے شک ہم نے پیدا کیا ہے ہر چیز کو اندازے سے

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ تقدیر یہ ہے کہ پیدا کیا ہم نے ہر چیز کو اندازے سے سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہو اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے دوسری آیت میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو

اور جو تم عمل کرتے ہو تو یہ ظاہر ہے بیچ نسبت عمل کے طرف بندے کے سو مشکل ہو گا اول پر یعنی دوسری آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ہر چیز کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور جواب دیا ہے کہ عمل اس جگہ ساتھ معنی پیدا کرنے کے نہیں بلکہ وہ کسب ہے جو بندے کی طرف منسوب ہوتا ہے جس جگہ کہ ثابت کیا ہے اس کے واسطے اس میں فعل اور منسوب ہوتا ہے طرف اللہ کی اس اعتبار سے کہ اس کا وجود سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی قدرت کی تاثیر سے ہے اور اس کے واسطے دو جہتیں ہیں ایک جہت قدر کی نفی کرنی ہے اور ایک جہت جبر کی نفی کرنی ہے سو اس کی نسبت اللہ کی طرف حقیقی ہے اور بندے کی طرف باعتبار عادت کے ہے اور وہ ایک صفت ہے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر امر اور نہی اور فعل اور ترک سو جو نسبت کیا جاتا ہے افعال عباد سے طرف اللہ تعالیٰ کی وہ باعتبار تاثیر قدرت اس کی کے ہے اور اس کو خلق یعنی پیدا کرنا کہا جاتا ہے اور جو بندے کی طرف منسوب ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی تقدیر سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو کسب کہا جاتا ہے اور واقع ہوتی ہے اس پر مدح اور مذمت جیسے کہ بدصورت مذمت کیا جاتا ہے اور خوبصورت مدح کیا جاتا ہے اور بہر حال ثواب اور عقاب سو وہ علامت ہے اور بندہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ملک سے کرتا ہے اللہ بیچ اس کے جو چاہتا ہے اور کہا معتزلہ نے کہ مراد ماتعملوں سے بت ہیں جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو یعنی اللہ نے پیدا کیا تم کو اور بتوں کو اور اتفاق ہے سب عقلاء کا اس پر کہ افعال بندوں کے نہیں متعلق ہوتے ہیں جوہر اور جسم سے سو نہیں کہا جاتا کہ میں نے عمل کیا پہاڑ کو یا درخت کو سو جب کہا جائے کہ اس کا عمل مجھ کو خوش لگا تو اس کے معنی ہیں حدث اور یہ نہیں صحیح ہے مگر جب کہ مصدر یہ ہو اور یہ قول اہل سنت کا ہے اور نہیں صحیح ہے قول معتزلہ کا کہ وہ موصولہ ہے اور کہا بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں اللہ نے فرمایا ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ یعنی اللہ یہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا سو داخل ہوئیں اس میں اعیان اور افعال خیر سے اور بدی سے اور اللہ نے فرمایا ﴿اَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾ سو اللہ تعالیٰ نے نفی کی یعنی اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں اور نفی کی کہ اس کے سوائے کوئی چیز مخلوق نہ ہو سو اگر بندوں کے افعال اور کام اللہ کی پیدائش نہ ہوتے تو اللہ بعض چیزوں کا خالق ہوتا نہ خالق ہر چیز کا اور یہ برخلاف آیت کے ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ افعال اکثر ہیں اعیان سے سو اگر اللہ تعالیٰ اعیان کا خالق ہوتا اور آدمی افعال کے خالق ہوتے تو بندوں کی مخلوقات اللہ کی مخلوقات سے زیادہ ہوتی اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عملوں کو اور کہا معتزلہ نے کہ اللہ نے بدی کو پیدا نہیں کیا اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے دور کرنا اور پاک کرنا اللہ کا ہے بدی کے پیدا کرنے سے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا اور وہ سب کا سب شر ہے اور اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ سو اللہ نے ثابت کیا کہ اس نے بدی کو پیدا کیا ہے اور کہا فخر رازی نے تفسیر کبیر میں

وتعملون اے عملکم اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے اللہ کے اور کسب کیے گئے ہیں واسطے بندوں کے کہ ثابت کیا ان کے واسطے عمل سو باطل کیا اس آیت سے مذہب جبریہ اور قدریہ کا اور البتہ ترجیح دی ہے بعض علماء نے اس کے مصدریہ ہونے کو اس واسطے کہ نہیں پوجتے تھے وہ بتوں کو مگر اپنے عمل کے واسطے نہ واسطے ذات اور جسم بت کے نہیں تو بتوں کو عمل سے پہلے پوجتے تو گویا کہ انہوں نے عمل کو پوجا سو انکار کیا ان پر منحوت چیز کے پوجنے سے جو عمل مخلوق سے جدا نہیں ہوتے اور کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہ ہم نہیں مانتے کہ ما موصولہ ہے لیکن نہیں حجت ہے اس میں معتزلوں کے واسطے اس واسطے کہ کہ جو اللہ نے فرمایا ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ﴾ یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا تو داخل ہے اس میں ذات ان کی اور صفتیں ان کی بنا بر اس کے جب تقدیر یہ ہوئی کہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور پیدا کیا اس چیز کو جو تم عمل کرتے ہو اور اگر مراد پیدا کرنا بتوں کا ہے پہلے کھودنے سے تو لازم آئے گا کہ معمول مخلوق نہ ہو اور یہ باطل ہے پس ثابت ہوا کہ مراد پیدا کرنا ان کا ہے شکل بنانے سے پہلے اور پیچھے اور یہ کہ اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے تصویر سے پس ثابت ہوا کہ اس نے پیدا کیا ہے اس چیز کو کہ پیدا ہوا ان کے فعل سے سو آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے بندوں کے افعال کو جو قائم ہیں ساتھ ان کے اور جو پیدا ہوں گے فعل سے اور کہا بیہقی نے کہ اللہ نے فرمایا ﴿خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ سو اللہ نے اپنی مدح کی ساتھ اس کے کہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ساتھ اس کے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے سو جس طرح کہ اس کے علم سے کوئی چیز نہیں نکلتی اسی طرح اس کے پیدا کرنے سے کوئی چیز نہیں نکلتی اور اللہ نے فرمایا ﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ سو خبر دی اللہ نے کہ اللہ ہی نے ان کی بات پیدا کی ظاہر ہو یا چھپی اس واسطے کہ وہ سب کو جانتا ہے پس ثابت ہوا کہ بندوں کے سب افعال اور اقوال نیک اور بد اللہ کے پیدا کرنے سے ہیں۔ (فتح)

فصل: حجت پکڑی ہے بعض بدعتیوں نے ساتھ قول اللہ کے خالق کل شیء اس پر کہ قرآن مخلوق ہے اس واسطے کہ وہ بھی شے ہے اور جواب اس کا یہ ہے قرآن اللہ کا کلام ہے اور وہ اس کی صفت ہے سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بیچ کل شی اتفاقا پس اسی طرح اس کی صفات بھی اس کے عموم میں داخل نہیں اور اس کی نظیر قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ سو جس طرح کہ نہیں داخل ہوتا ہے نفس اللہ کا اس عموم میں پس اسی طرح نہیں داخل ہوتا ہے قرآن۔ (فتح)

وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ یعنی اور کہا جائے گا تصویر بنانے والوں سے کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا یعنی اللہ فرمائے گا یا فرشتہ اس کے حکم سے اور یہ لفظ حدیث کا ہے جو موصول ہے باب میں

ویقال لھم سوظاہر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرجع ضمیر کا۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِىْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾.

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر بلند ہوا عرش پر یہاں تک کہ فرمایا کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر بابرکت ہے اللہ صاحب سارے جہان کا۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے یہاں یہی قول ہے الا لہ الخلق پس صحیح ہوگا ساتھ اس کے قول اللہ تعالیٰ کا خالق کل شیء اسی واسطے اس کے بعد ابن عیینہ کے قول کو لایا۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ بیان کیا ہے اللہ نے یعنی جدا کیا ہے خلق کو امر سے واسطے قول اس کے کہ خبردار ہو اسی کے واسطے ہے خلق اور امر۔

فائدہ: روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عیینہ سے کہ مراد خلق سے اس آیت میں مخلوقات ہیں اور مراد امر سے کلام ہے اور کسی نے ابن عیینہ سے پوچھا کہ قرآن مخلوق ہے یعنی پیدا کیا گیا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے الا لہ الخلق والامر کیا نہیں دیکھا تو نے کس طرح فرق کیا ہے اللہ نے درمیان خلق اور امر کے پس امر اس کا کلام ہے سو اگر اس کا کلام مخلوق ہوتا تو اس میں فرق نہ کرتا کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب خلق افعال العباد کے پیدا کیا اللہ نے خلق کو اپنے امر سے واسطے دلیل اس آیت کے للہ الامر من قبل ومن بعد اور واسطے اللہ کے قول انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون اور متواتر ثابت ہو چکی ہیں حدیثیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قرآن کلام اللہ کا ہے اور اللہ کا امر اس کی مخلوقات سے پہلے ہے اور نہیں ذکر کیا گیا کسی ایک سے مہاجرین اور انصار سے اور تابعین سے خلاف اس کا اور انہیں لوگوں نے ادا کیا ہے ہماری طرف قرآن اور سنت کو قرن بعد قرن کے اور نہ تھا درمیان کسی کے اہل علم میں سے بیچ اس کے خلاف مالک اور ثوری وغیرہ فقہاء شہروں کے زمانے تک اور اسی پر گزرے ہیں جن کو ہم نے پایا علماء حرمین اور عراق اور شام اور مصر اور خراسان سے اور بعض نے کہا کہ لفظ امر وارد ہوتا ہے واسطے معنوں کے ایک طلب ہے اور ایک حکم اور ایک حال اور شان اور ایک مامور اور کہا راغب نے لفظ امر کا عام ہے واسطے سب افعال اور اقوال کے اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا والیہ یرجع الامر کلہ اور معروف آیت کی تفسیر میں وہ چیز ہے جو منقول ہے ابن عیینہ سے اور بنا بر تفسیر راغب کے یہ ہوگا عطف خاص کا عام پر اور بعض مفسروں نے کہا کہ مراد خلق سے دنیا ہے اور جو کچھ کہ اس

میں ہے اور مراد اس امر سے آخرت ہے اور جو اس میں ہے۔ (فتح)

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ وَقَالَ ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ وَالشَّهَادَةِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ عَمَلًا.

اور نام رکھا حضرت ﷺ نے ایمان کا عمل یعنی جیسا کہ کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ پوچھے گئے کہ کون سا عمل افضل ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ماننا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ نے فرمایا بدلہ اس چیز کا کہ عمل کرتے تھے (یعنی ایمان اور نماز وغیرہ عبادتوں سے) سو نام رکھا ایمان کا عمل کہ اس کو عملوں کے جملے میں داخل کیا اور کہا عبدالقیس کے ایلچیوں نے کہ ہم کو چند احکام دین کے بتلایئے کہ اگر ہم ان کے ساتھ عمل کریں تو بہشت میں داخل ہو جائیں سو حکم کیا ان کو ایمان لانے کا ساتھ اللہ کے اور شہادت کے اور قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے سو ان سب کو عمل ٹھہرایا۔

٧٠٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جُرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَآءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ كَأَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا آكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَا

٧٠٠٠۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ اس جرم کے قوم اور اشعری لوگوں کے درمیان دوستی اور برداری تھی سو ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا اور آپ کے پاس ایک مرد تھا بنی تیم میں سے جیسے ہو آزاد شدہ غلاموں سے تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا تو میں نے اس کو مکروہ جانا تو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سو البتہ میں تجھ کو حدیث بیان کرتا ہوں اس حکم سے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ سے سواری مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور میرے پاس سواری بھی نہیں ہے پھر حضرت ﷺ

أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا.

کے پاس سواری کے اونٹ آئے سو ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں؟ سو حضرت ﷺ نے حکم کیا ہمارے واسطے ساتھ پانچ اونٹ بلند کوہان والوں کے پھر ہم چلے ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا حضرت ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے اور آپ کے پاس سواری بھی نہ تھی پھر حضرت ﷺ نے ہم کو سواری دی ہم نے حضرت ﷺ کو اپنی قسم سے غافل پایا قسم ہے اللہ کی ہم کبھی مراد نہیں پائیں گے سو ہم حضرت ﷺ کی طرف پھرے تو ہم نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی قسم ہے اللہ کی میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ لاتا ہوں اس کو جو اس سے بہتر ہو اور قسم توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے نسبت کرنا سواری کا ہے طرف اللہ کی اللہ نے تم کو سواری دی اگرچہ ہاتھ سے حضرت ﷺ نے دی تھی پس وہ مانند قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾۔ (فتح)

٧٠٠١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ أَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَآءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ

٧٠٠١۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک ٹھلیا ہے کہ میں اس میں چھوہارے بھگوتا ہوں پھر اس کو شیریں پیتا ہوں اگر میں اس سے زیادہ پی کر لوگوں کے ساتھ بیٹھوں تو ڈرتا ہوں کہ رسوا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور حضرت ﷺ کے درمیان مشرکین مضر ہیں یعنی جو ہم کو حضرت ﷺ کے پاس آنے سے مانع ہوتے ہیں اور ہم نہیں پہنچتے آپ کے پاس مگر ادب کے مہینوں میں سو ہم کو دین کے چند احکام

وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ آمُرُكُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ وَالْحَنْتَمَةِ.

فرمایے کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے میں تم کو حکم کرتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا اور کیا تم جانتے ہو کیا چیز ہے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینا اس کی کہ کوئی لائق عبات کے نہیں سوائے اللہ کے اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے دو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے نہ پیو کدو میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور روغنی رال والے برتنوں سے اور سبز گھڑے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں گزری اور یہ اشکال جو وارد ہوتا ہے کہ ایمان کو بدنی عملوں کے ساتھ تفسیر کیوں کیا باوجود اس کے کہ اس کے بعض طریقوں میں روزے اور حج کا بھی ذکر آ چکا ہے۔ (فتح)

۷۰۰۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

۷۰۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

۷۰۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

۷۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

۷۰۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا

۷۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً.

سے کون بڑا ظالم ہے جو قصد کرے کہ بنائے تصویر کو میری طرح تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنائیں یا ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جو بنائیں۔

فائدہ: منسوب کیا گیا ہے پیدا کرنا طرف ان کی بطورِ استہزاء کے یا تشبیہ کے صورت میں فقط اور یہ کہ جو کہا تو چاہیے کہ ایک ذرہ بنا دیں یا ایک جو تو یہ امر ہے ساتھ معنی تعجیز کے اور وہ بطور ترقی کرنے کے ہے حقارت میں یا تنزل کے الزام میں اور مراد ساتھ ذرہ کے اگر چیونٹی ہے تو وہ عذاب کرنا ان کا ہے اور عاجز کرنا ان کا ساتھ پیدا کرنے حیوان کے کبھی اور ساتھ پیدا کرنے بے جان کے کبھی اور اگر ساتھ معنی غبار کے ہے تو وہ عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ پیدا کرنے اس چیز کے کہ اس کے واسطے جرم محسوس نہیں کبھی اور ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے جرم ہے کبھی اور کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی پیدا کرنے کی طرف ان کی واسطے تقریع اور تبکیت کے یعنی اللہ نے ان کو لا جواب کیا ساتھ اس کے کہ جب تم نے تصویر بنانے میں اللہ کی مخلوقات کی مشابہت کی تو اس کو زندہ کرو جیسا کہ اس نے زندہ کیا اور جو ظاہر ہوتا ہے...... کہ مناسبت ذکر حدیث مصورین کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ جو گمان کرے کہ وہ اپنے فعل کو آپ پیدا کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ صحیح ہوتا تو البتہ نہ واقع ہوتا انکار ان تصویروں کے بنانے والوں پر اور جب کہ ہوا حکم ان کا ساتھ پھونکنے روح کے اس چیز میں جو انہوں نے تصویر بنائی اور نسبت کرنا ان کی طرف پیدا کرنے کو بطورِ استہزاء کے تو دلالت کی اس نے اوپر فاسد ہونے قول اس شخص کے جو اپنے فعل کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے بطورِ استقلال کے والعلم عند اللہ کہا کرمانی نے کہ شاید غرض بخاری رحمہ اللہ کی بیچ تکثیر اس نوع کے باب وغیرہ میں بیان جواز اس چیز کا ہے جو اس سے منقول ہے کہ اس نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق یعنی بولنا میرا ساتھ قرآن کے مخلوق ہے اگر صحیح ہو یہ قول اس سے میں کہتا ہوں البتہ اس سے صحیح ہو چکا ہے کہ وہ بیزار رہا اس اطلاق سے سو اس نے کہا کہ جو مجھ سے نقل کرے میں نے کہا لفظی بالقرآن مخلوق تو وہ جھوٹا ہے میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ بندوں کے افعال اور کام مخلوق ہیں۔ (فتح)

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا تُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ.

قراءت فاجر اور منافق کی اور ان کی آواز اور تلاوت ان کی گلوں سے نہیں اترتی

فائدہ: اور مراد فاجر سے منافق ہے اس واسطے کہ وہ حدیث میں مومن کے مقابلے میں واقع ہوا ہے اور احتمال ہے کہ تنویع کے واسطے ہو اور فاجر عام تر ہے منافق سے پس ہو گا یہ عطف خاص کا عام پر۔

۷۰۰۵۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

۷۰۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا.

نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثال جو قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی سنگترے کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور اس ایمان دار کی مثال جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے ہے نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا اور اس فاجر کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہے۔

فائدہ: اور مطابقت اس کی ترجمہ کے واسطے ظاہر ہے اور مناسبت اس کی پہلے بابوں سے اس جہت سے ہے کہ تلاوت متفاوت ہے ساتھ تفاوت تالی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ عمل اس کا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ باب کے معنی یہ ہیں کہ قراءت فاجر اور منافق کی نہیں بلند ہوتی ہے طرف اللہ کی اور نہیں پاک ہوتی ہے نزدیک اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پاک ہوتی ہے نزدیک اللہ کے جس سے اس کی رضا مندی مقصود ہو اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ ریحانہ کے جب کہ نہ نفع اٹھایا اس نے ساتھ برکت قرآن کے اور نہ مراد کو پہنچا ساتھ شیرینی اجر اس کے سو نہ تجاوز کیا بو نے آواز کی جگہ سے اور وہ حلق ہے اور نہ پہنچی دل کو اور یہ وہی لوگ ہیں جو نکل جائیں گے دین سے۔ (فتح)

۷۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَأَلَ أُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ

۷۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کچھ چیز نہیں یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ پاتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز مرغ کی تو وہ اس میں سو زیادہ جھوٹ ملاتے ہیں۔

مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے واسطے مشابہت کاہن کے ہے ساتھ منافق کے اس واسطے کہ نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے کاہن واسطے غلبے جھوٹ کے اوپر اس کے اور واسطے فساد وحال اس کے جیسا کہ منافق نہیں نفع اٹھاتا ہے ساتھ قراءت اپنی کے واسطے فاسد ہونے عقیدے اس کے اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے واسطے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ بولنا منافق کا ساتھ قرآن کے اس کی مثل ہے اور بولتا ہے ساتھ اس کے ایماندار سو مختلف ہوتی ہے تلاوت دونوں کی اور متلو ایک چیز ہے سو اگر ہوتا متلو عین تلاوت کا تو نہ واقع ہوتی اس میں مخالفت اور اسی طرح ہے حال کاہن کا بیچ بولنے اس کے ساتھ کلمے کے وحی سے کہ خبر دیتا ہے اس کو ساتھ اس کے جن جو لے بھاگتا ہے فرشتے سے اور بولنا جن کا ساتھ اس بات کے مخالف ہے واسطے تلفظ فرشتے کے پس جدا جدا ہو گئے۔ (فتح)

۷۰۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰى فُوْقِهِ قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ.

۷۰۰۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکلیں گے کچھ لوگ مشرق کی طرف سے قرآن کو پڑھیں گے وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے پھر نہ پھریں گے اس میں یہاں تک کہ پھرے تیر اپنے اوپر کی طرف یعنی جدھر سے آیا کسی نے پوچھا کہ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا ان کی علامت سر منڈانا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس حدیث میں اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ جس کا سر منڈا ہو وہ خارجی ہو اور حالانکہ یہ بالاتفاق باطل ہے اور جواب یہ ہے کہ سلف اپنے سر نہیں منڈاتے تھے مگر حج کے وقت یا حاجت کے وقت اور خارجیوں نے اس کو عادت ٹھہرا لی تھی تو یہ ان کی علامت ہو گئی تھی اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے منڈانا سر اور داڑھی اور تمام بالوں کا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے زیادتی ہو قتل میں اور مبالغہ کرنا بیچ مخالفت امر دین کے میں کہتا ہوں کہ اول احتمال باطل ہے اس واسطے کہ خارجیوں سے سر منڈانا واقع نہیں ہوا اور دوسرا

احتمال بھی ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اگرچہ محتمل ہے لیکن حدیث کے بعض طریقوں میں صریح آ چکا ہے کہ مراد سر کا منڈانا ہے اور نہیں ہیں مراد اس میں وہ لوگ جن کو علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں جلا دیا تھا بلکہ وہ لوگ زندیق تھے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ تو ہمارا رب ہے اور ناصبی وہ لوگ ہیں جو معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو پہچانتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان سے قصاص نہیں لیتے اور خارجیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کافر تھے اور وہ بحق مارے گئے اور وہ لوگ ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ واقع ہوئی منصفی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفین میں پھر وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی باغی ہوئے اور ان کو کافر کہنے لگے ان کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾. — اور رکھیں گے ہم ترازو عدل کے واسطے حساب کے دن قیامت کے

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ یہاں میزان کو جمع کے لفظ سے کیوں ذکر کیا سو بعض نے کہا کہ مراد ی ہے کہ ہر شخص کے واسطے ایک ترازو ہے اور ہر عمل کے واسطے ایک ترازو ہے تو یہ جمع حقیقۃً ہوگی یا نہیں ہے اس جگہ مگر ایک ترازو اور جمع باعتبار تعدد اعمال اور اشخاص کے ہے اور ترجیح اس قول کو ہے کہ ترازو ایک ہے اور نہیں مشکل ہے یہ ساتھ کثرت اس شخص کے جس کا عمل تولا جائے اس واسطے کہ قیامت کا حال دنیا کے حال کی مانند نہیں ہے اور قسط کے معنی ہیں عدل وہ لغت ہے موازین کی کی اگرچہ مفرد ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے اور معنی یہ ہیں کہ رکھیں گے ہم ترازو جو عدل والی ہے۔ (فتح)

وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ — یعنی اور آدمیوں کے عمل اور باتیں تولی جائیں گی

فائدہ: اور اس کا ظاہر تعمیم ہے لیکن خاص کیے گئے ہیں اس سے دو گروہ سو کافروں میں سے تو وہ ہے جس کا کوئی گناہ نہیں سوائے کفر کے اور نہیں کی اس نے کوئی نیکی کہ وہ واقع ہوگا دوزخ میں بغیر حساب کے اور بغیر تولنے اعمال کے اور ایمانداروں میں سے وہ شخص ہے جس کے واسطے کوئی گناہ نہیں اور اس کے واسطے نیکیاں ہیں بہت زیادہ اور پر محض ایمان کے پس یہ داخل ہوگا بہشت میں بغیر حساب کے جیسا کہ ستر ہزار کے قصے میں ہے کہ وہ بغیر حساب کے بہشت میں جائیں گے اور جس کو اللہ چاہے گا ان کے ساتھ لاحق کرے گا اور وہ لوگ وہی ہیں جو گزریں گے پل صراط پر بجلی چمکنے والی کی طرف اور ہوا کی طرح اور تیز گھوڑوں کی طرح اور جو ان کے سوا ہیں کافروں اور مسلمانوں میں سے ان کا حساب ہوگا اور ان کے عمل تولے جائیں گے اور اللہ نے فرمایا ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ تو یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ کافروں کا حساب ہوگا اور ان کے اعمال تولے جائیں گے اور نقل کیا ہے قرطبی نے بعض علماء سے کہ کافر کے واسطے ثواب نہیں اور اس کا

عمل مقابل ہے عذاب کے سوا اس کے واسطے کوئی نیکی نہیں کہ تولی جائے بیچ ترازو قیامت کے اور جس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہو وہ آگ میں ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اس کے قدر کی حقارت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا عمل نہ تولا جائے اور حکایت کی ہے قرطبی نے بیچ صفت وزن کرنے عمل کافر کے دو وجہیں ایک یہ کہ اس کا کفر ایک پلے میں رکھا جائے گا اور اس کے واسطے کوئی نیکی نہ ہوگی جو دوسرے پلے میں رکھی جائے سو اونچا ہوگا خالی پلہ اور یہ ظاہر ہے آیت کا اس واسطے کہ وصف کیا ہے میزان کو ساتھ ہلکے ہونے کے نہ موزون کو دوسری وجہ یہ ہے کہ کبھی واقع ہوتا ہے اس سے آزاد کرنا اور بھلائی کرنا اور برادری سے سلوک کرنا اور تمام قسم خیر مالی کے اس قسم سے کہ اگر اس کو مسلمان کرتا تو اس کے واسطے نیکیاں ہوتیں سو جس کے واسطے نیکیاں ہوں گے جمع کی جائیں گے اور رکھی جائیں گے لیکن جب کفر ان کا مقابلہ کرے گا تو راجح ہوگا میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ جزا دی جائے اس کو بدلے ان کے اس چیز سے کہ واقع ہو اس سے ظلم بندوں کے سے مثلا سو اگر برابر ہوگئیں تو عذاب کیا جائے گا اپنے کفر سے مثلا فقط نہیں تو زیادہ ہو گا عذاب اس کا ساتھ کفر اس کے یا تخفیف کیا جائے گا اس سے جیسا کہ ابو طالب کے قصے میں ہے کہا ابو اسحاق زجاج نے کہ اجماع ہے اہل سنت کا اوپر ایمان لانے کے ساتھ میزان کے اور یہ کہ عمل بندوں کے قیامت کے دن تولے جائیں گے اور یہ کہ ترازو کی ایک زبان ہے اور دو پلے اور جھکتے ہے عملوں سے اور انکار کیا ہے معتزلہ نے میزان سے سو انہوں نے کہا کہ مراد اس سے عدل ہے سو انہوں نے مخالفت کی کتاب اور سنت کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی کہ وہ رکھے گا ترازو کو واسطے تولنے عملوں کے تا کہ دکھلائے بندوں کو عمل ان کے صورت میں تا کہ اپنے نفس پر گواہ ہوں اور کہا معتزلہ نے کہ اعمال اعراض ہیں محال ہے تولنا ان کا اس واسطے کہ نہیں قائم ہوتے ساتھ ذات اپنی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ ان کو جسم دے کر تولے گا اور بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ میزان ساتھ معنی عدل اور قضا کے ہے اور راجح مذہب جمہور کا ہے اور روایت کی ابو القاسم لالکائی نے سلمان سے کہ رکھی جائے گی ترازو اور اس کے واسطے دو پلے ہیں اگر دونوں میں سے ایک پلے میں آسمانوں اور زمین کو رکھا جائے تو البتہ اس کو سما لے کہا قرطبی نے کہا بعض نے کہ کاغذ تولے جائیں گے اور اعمال تو اعراض نہیں وصف کیے جاتے ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے اور حق اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ قیامت کے عمل مجسم کیے جائیں گے اور جسموں میں ڈالے جائیں گے سو فرماں برداروں کے عمل خوبصورت ہو جائیں گے اور بدکاروں کے عمل بدصورت ہو جائیں گے پھر تولے جائیں گے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس کو کہ جو تولے جائیں گے وہ کاغذ ہیں جن میں اعمال لکھے جاتے ہیں یعنی نامہ اعمال اور یہی منقول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور جب یہ ثابت ہوا کہ کاغذ اجسام ہیں پس دور ہوگا اشکال اور صحیح یہ ہے کہ اعمال ہی تولے جائیں گے اور البتہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قیامت کے دن میزان میں نیک خلق سے کوئی چیز بھاری نہیں نہ ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جائے گی اور نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی سو جس کی نیکیاں بقدر ایک دانے کے اس کی بدیوں سے بھاری ہوں گی وہ بہشت میں جائے گا اور جس کی بدیاں اس کی نیکیوں سے ایک دانے کے برابر بھاری ہوں گی وہ دوزخ میں جائے گا اور جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ اعراف میں ہوں گے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَآئِرُ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ قسطاس کے معنی ہیں عدل رومی زبان میں اور کہا جاتا ہے کہ قسط مصدر ہے اور مقسط کے معنی ہیں عادل اور قاسط کے معنی ہیں ظالم مراد یہ آیت ہے ﴿وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ﴾ اور قاسط سے مراد یہ آیت ہے ﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ ۔

۷۰۰۸۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

۷۰۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں ہیں اللہ کے نزدیک پیاری زبان پر ہلکی تول میں بھاری ایک تو سبحان اللہ وبحمدہ اور دوسری سبحان اللہ العظیم۔

فائدہ: اور خاص کیا ہے لفظ رحمٰن کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ مقصود حدیث سے بیان کرنا اللہ کی رحمت کی وسعت اور کشادہ ہونے کا ہے اپنے بندوں پر کہ بدلہ دیتا ہے تھوڑے عمل پر ساتھ بہت ثواب کے اور وصف کیا ان کو ساتھ ہلکے اور بھاری ہونے کے واسطے بیان کم ہونے عمل کے اور بہت ہونے ثواب کے اور یہ جو کہا کہ دونوں باتیں ہلکی ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف قلت کلام اور حروف ان کے کی اور شاقت ان کے کی اور کہا طیبی نے کہ [illegible] ہے سہل ہونے سے اور تشبیہ دی سہولت جاری ہونے دونوں کی کو زبان پر ساتھ [illegible] بعض اسباب سے سو نہیں ہے اس میں کوئی مشقت مثل ہلکی چیز کی اور ان میں اشارہ ہے اس طرف کہ سب تکالیف سخت اور دشوار ہیں نفس پر بھاری ہیں اور یہ اس پر آسان ہے باوجود اس کے کہ وہ تول میں بھاری ہے مانند بھاری ہونے دشوار تکلیف کے اور بعض سلف سے کسی نے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ نیکی بھاری ہوتی ہے اور بدی ہلکی ہوتی ہے تو اس نے کہا اس واسطے کہ نیکی کا کڑوا ہونا موجود ہے اور اس کی شیرینی غائب ہے اسی واسطے بھاری ہے سو

نہ باعث ہو تجھ کو اس کا بھاری ہونا اس کے ترک کرنے پر اور بدی کی شیرینی موجود ہے اور اس کی تلخی غائب ہے اسی واسطے ہلکی ہے سو نہ باعث ہو تجھ کو ہلکا ہونا اس کا اس کے کرنے پر اور واؤ وبحمدہ میں حال کے واسطے ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللّٰہ متلبسا بحمدہ له من اجل توفیقه اور بعض نے کہا کہ واؤ عاطفہ ہے اور تقدیر یہ ہے اسبح اللّٰہ والتبس بحمدہ اور احتمال ہے کہ ہو حمد مضاف طرف فاعل کے اور مراد حمد سے لازم اس کا ہے یا جو واجب کرے حمد کو توفیق سے اور مانند اس کی سے اور احتمال ہے کہ ہو با متعلق ساتھ محذوف متقدم کے اور تقدیر یہ ہے اثنی علیہ بحمدہ سو ہوگا سبحان اللہ جملہ مستقل اور بحمدہ جملہ دوسرا اور کہا خطابی نے بیچ حدیث سبحانک اللّٰھم ربنا وبحمدک اے بقوتک یعنی تیری قوت سے نہ اپنی قوت سے کہا ابن بطال نے کہ یہ فضائل جو وارد ہیں بیچ فضل ذکر کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اہل شرف اور کمال فی الدین کے واسطے ہیں مانند پاک ہونے کے حرام سے اور بڑے گناہوں سے سو تو نہ گمان کر جو ہمیشہ ذکر کرے اور گناہوں پر اصرار کرے اور دین اللہ کا ادب نہ کرے وہ بھی پاک لوگوں کے ساتھ ملحق ہوگا اور ان کے درجے کو پہنچے گا اس ذکر سے اور حالانکہ نہ اس کے ساتھ تقویٰ ہے نہ عمل صالح اور کہا کرمانی نے کہ اللہ کی صفات وجودی ہیں مانند علم اور قدرت کے اور وہ صفات اکرام کے ہیں اور عدمی مانند لاشریک اور لامثل کی اور یہ صفات جلال کے ہیں پس تسبیح اشارہ ہے طرف صفات اکرام کی اور ترک تقیید مشعر کی ہے ساتھ تعمیم کے اور معنی یہ ہیں کہ میں اس کو پاک کرتا ہوں تمام نقصوں سے اور حمد کرتا ہوں اس کی ساتھ تمام کمالات کے اور نظم طبعی تقاضا کرتی ہے کہ تخلیلہ مقدم ہو تحلیہ پر سو مقدم کیا سبحان اللہ کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تخلیہ کے اور مؤخر کیا تحمید کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تحلیہ کے اور اللہ کے لفظ کو مقدم کیا اس واسطے کہ وہ اسم ہے ذات کا جو جامع ہے تمام صفات کو اور اسمائے حسنیٰ کو اور وصف کیا ہے اس کو ساتھ عظیم کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے واسطے سلب اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے اور ثابت کرنے اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ عظمت مستلزم ہے واسطے عدم نظیر اور مثل کے اور مانند اس کی کے اور اسی طرح علم ساتھ جمیع معلومات کے اور قدرت اوپر جمیع مقدورات کے اور ذکر کیا تسبیح کو متلبس ساتھ حمد کے تاکہ معلوم ثبوت کمال کا اس کے واسطے بطور نفی اور اثبات کے اور مکرر کیا اس کو واسطے تاکید کے اور اس واسطے کہ شان تنزیہ کا اکثر ہے کثرت مخالفت کی جہت سے اسی واسطے قرآن میں تسبیح کا ذکر مختلف عبارتوں سے آیا ہے اور اس واسطے کہ تنزیہات عقل سے پائی جاتی ہیں برخلاف کمالات کے کہ عقل ان کے ادراک سے عاجز ہے کہا بعض محققوں نے کہ حقائق الٰہی نہیں پہچانے جاتے ہیں مگر سلب کے طریق سے جیسا علم میں ہے کہ نہیں پایا جاتا ہے اس سے مگر یہ کہ وہ جاہل نہیں اور بہرحال معرفت حقیقت علم اس سے سو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف کہا شیخ الاسلام بلقینی نے کہ جب کہ اصل عظمت اول اور آخرت میں اللہ کی توحید تھی تو ختم کیا کتاب کو ساتھ کتاب توحید کے اور آخری امر جس کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے مفلح خاسر سے تول کا ہلکا اور بھاری ہونا تھا تو اس کو کتاب کا اخیر باب ٹھہرایا

پس شروع کیا کتاب کو ساتھ الاعمال بالنیات کے اور یہ...... ہے اور ختم کیا کتاب کو ساتھ اس کے کہ عمل قیامت کے دن تولے جائیں گے اور اشارہ کیا اس کی طرف کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے بھاری وہی عمل ہو گا جس میں اللہ کے واسطے نیت خالص کی ہو اور اس حدیث میں ترغیب اور تخفیف ہے اور رغبت دلانا ہے اوپر ذکر مذکور کے اس واسطے کہ اللہ اس کو دوست رکھتا ہے اور اس کا ہلکا ہونا بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ متعلق ہے ساتھ عمل کے اور اس کا بھاری ہونا بہ نسبت اظہار ثواب کے ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے قصد کیا ہے اپنی کتاب کے ختم کرنے کا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر وزن اعمال کے اس واسطے کہ وہ اخیر اثر تکلیف کا ہے اس واسطے کہ نہیں بعد تولنے اعمال کے مگر قرار پکڑنا بہشت میں یا دوزخ میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موحدین کو دوزخ میں عذاب کر کے شفاعت کے ساتھ نکالے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں رغبت دلانا اوپر مداومت اس ذکر کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو کہے سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن میں سو بار تو اس کے گناہ دور کیے جاتے ہیں اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں اور جب کہ یہ ثواب فقط سبحان اللہ وبحمدہ میں ثابت ہوا تو جب اس کے ساتھ اور کلمہ جوڑا جائے تو ظاہر یہ ہے کہ اس میں اور زیادہ ثواب ہوگا جو اس کے مناسب ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف بجا لانے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ اور البتہ خبر دی ہے اللہ نے فرشتوں سے چند آیتوں میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کہتے ہیں اور صحیح مسلم میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری ماں آپ پر قربان ہو کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا کلام کون سا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان رَبِّی وبحمدہ سبحان ربی وبحمدہ اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک پیارا کلام یہ ہے سبحان اللّٰہ وبحمدہ۔

الحمد للہ کہ فیض الباری کی کمپوزنگ آج مکمل ہوگئی ہے۔

16-11-07

بروز جمعۃ المبارک

کمپوزنگ: حافظ عبدالوھاب بن محمد اصغر

0321-4162260

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب التوحيد والرد على الجهمية